

بنیاد کیمیا و مکاشفات خلائق و کائنات

گل نود میده گلزار از سحر زانی غرور سیده شاخسار بحر سیاهی شیر گریل انوشه سحر باطل فلک خوبی کا اختر



مصنفه شاعر نازک خیال شیرین نثار مقال حاج رسول انطیس منشی احمد حسین خزان علم و هنر مختص به اختر

مطبع نامی مشهور کشتور و کشتور کشتور کشتور

اطلا ع۔ الحمد للہ کہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چاہے خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیکل بیچ کے تین صفحہ جو سارے ہیں انہیں قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہیں تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اسی درجہ اور بھلائی کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۷۵/-	بالا باختر		قصہ جات نظم
۷۵/-	ایرج نامہ جلد اول		الفبائیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت
۷۵/-	جلد دوم	۸۵/-	مین ہین۔ از منشی طوطا رام شایان۔ کامل
۷۵/-	طلسم ہوش ربا جلد اول	۱۲/-	ایضاً جلد اول۔ از منشی طوطا رام شایان
۷۵/-	جلد دوم	۱۰/-	ایضاً۔ جلد دوم
۷۵/-	جلد سوم	۶/-	ایضاً۔ جلد سوم
۷۵/-	جلد چہارم	۱۳/-	ایضاً۔ جلد چہارم۔ از منشی شادی لال
۷۵/-	جلد پنجم کا حصہ اول		قصہ جات نثر
۷۵/-	جلد دوم		داستان امیر حمزہ صاحب قرآن جسکو ابو الفضل
۷۵/-	جلد ششم		فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت میں تصنیف کی
۷۵/-	جلد ہفتم		اور آٹھ فرقوں میں ہے اور اسکے ناموں کی
۷۵/-	بقیہ طلسم ہوش ربا حصہ اول		تصویر کا حسب مندرجہ ذیل ہے
۷۵/-	جلد دوم	۷۵/-	نوشیروان نامہ جلد اول
۷۵/-	صندلی نامہ دفتر ششم	۷۵/-	جلد دوم
۷۵/-	تویرج نامہ جلد اول۔ دفتر ہفتم۔	۷۵/-	ہرز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم
۷۵/-	جلد دوم	۷۵/-	ہشومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم
۷۵/-	طلسم فتنہ نورا فشان جلد اول دوم و سوم کامل	۷۵/-	کوچک باختر

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U23322

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا خالق کتنا بانی بنا سے دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت میں وہ سمیع و علیم ہی کیا کار و ساز
 بے نیاز ہی ہر طرح کے طریقے میں راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان میں قطرہ بخش
 لطف قائم ہوتا ہی اول منفعت بنا یا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے تو جیسے شکم مادر میں رہا
 بعد تو جیسے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت
 دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی نہ بیان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی روتا
 آنے کے پروردگار نے عہدے لیا کہ دنیا میں جا کر ہماری عبادت کرنا اور ام مکر ابلیس میں
 نہ بھٹنا یہاں آغوش مادر میں شیریں کر پرورش پائے ہیں آخر جب ہوشیار ہوئے طور زما
 دیکھا اپنے میکانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد تہمت چندا بنے زے دھڑ
 کیلے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان کی
 ہر وقت ہی فکر ہی ہر گھڑی ہی ذکر ہی کہ کسی طور سے جا رہے پیدا کیجیے طریقہ نیک و بد کو چھو لے
 گلزار دنیا کو دیکھ کر پھولے اب نازنیناں مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میں
 ہوئے زبے کر می دے بھی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر میں ہی ہر شخص اپنی
 اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو آئے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس سو روار طائر
 ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہیں ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک کے

ساتھ نیکی مان باپ سے زیادہ فرماتا، سب پر پروردگار ہر بان، جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا، اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیرے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس ناکس کا وہ نگہبان، اپنے بن۔ دن پر مان باپ سے زیادہ ہر بان، ہر صفت رب اکبر لکھنا تھا دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا جیب خدا

اوصاف بالانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل، یہ وہ پیغمبر کامل کہ جسے خداوند کفر و شرک کی نور اسلام سے بھلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حق پر حضرت نے شکوہ سمجھایا اسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا سٹا نے بر ختم رسل کے مرتابھا ایک روز حضرت زیر کوہ حراء تشریف رکھتے تھے یہ سچا حضرت کی نگاہ بجا کر پہاڑ پر آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگ دل نے لیا اور تاک کہ حضرت کے سر اوز پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر اوز پہنچ چکا جب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمد ابوجہل اسی پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوئے دیکھا یہ نرم زبان آواز دی کہ اے پتھر تجھ کو اس خدا نے بنا یا کہ جبکہ قبضہ قدرت میں میری جان، جو مجھ کو محفوظ رکھے وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی ابو جہل مرکب میں تیرے اوپر گروں میرے استخوان توڑ دن ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمد! مجھے بجاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابو جہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ میں آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! سحر میں کامل و اکمل ایسا ساحر ہو کہ میں نے پتھر اُس پر پھینکا وہ پتھر اٹھا مجھ پر آیا عجرات حضرت گنتی سے باہر ہیں پروردگار اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہیں ہو کہ اُنکے اوصاف بیان کریں درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی کافی ہو کہ فیض و سخا میں یکتا و کامل ہیں جیب خدا سے عاقل ہیں

منقبت جناب خذر صفدر قائل عمر و عشرت شیریشہ داور کنندہ درخیز نوح زہرا علیہ السلام سبحان اللہ جیسا ہی برحق و یسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضیٰ پروردگار دنیا میں نبوی

جناب سیدیہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے
بکراہت منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یا رووہ دختر پیغمبر ہو ہر امر اسکا موقوف بحکم رب
ہو ایک دن امین وصی سبحان الذی اسری و مرحلہ پیام منہاج قاب تو سین اواد نے
حلیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشہ خلوت میں جلوہ فرماتھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام بنی برحق پر بجایا یادست بستہ عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے ترویج فرمائیے حضرت نے فرمایا اسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ
علی مرتضیٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونوں شانوں کے اس ملک کے ایک
نوشتبہ پایا اسکو پڑھا لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتبہ کب سے تیرے دونوں شانوں پر ثبت ہو ملک نے
عرض کی کہ جو بیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجھ کو اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو اب اس
حقیر معصوف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے

ساتھ بزبان حال کہا قطعہ	سر عقد بپسر عم تو با خبر لسا	در شب جمعه باصحاب ہویدا کرد
زہرہ در غائب ہو کر گشتا رنج نوا	صاحبش مشغری زہرہ زہرا کرد	مراد یہ ہو کہ شب جمعه کو تارہ
زہرہ آسمان سے اتر گیا جسکے گوشے پر آ کے چلے اسکے ساتھ شادی جناب سیدہ الزہرا فاطمہ	علیہا السلام کی ہوگی رہائی	کنجائش بحر و سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کو دائم	الادائم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذات بابر کا ہے

پر مناسب و انسب ہیں۔ نہیں رہ

قبل خلقت ہو بناسے نصیر شان بو ترا	خاک آدم ہو بخار آستان بو ترا
لا سکان سے کیوں برتر ہو مکان بو ترا	دوش ختم المرسلین ہو زبان بو ترا
کان رکھ کر خانہ حق میں اگر کوئی سننے	اب ملک آتی ہو آواز اذان بو ترا
لب ملک جو بات آئی دفتہ وہ ہو گئی	ہو زبان خامہ قدرت زبان بو ترا
بسکہ لاغر جسم کو شش ریافت سے کیا	پوست باقی رہ گیا یا استخوان بو ترا
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے انھیں	کر لیا سو طرح جب امتحان بو ترا

سال بھر میں تیس دن ہر خلق مہمان خواہ
کوئی شو گھر میں نہیں ہو دزد لیجا یگا کیا
کیون نہ ہو ہر ضرب بہتر طاعت کو میں سے
پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا
کوئی نعمت تھی سوائے جو نہ مولا کی غذا
فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
واقف سرسلونی واقف امر خفی
ایک بین باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
دیکھ کر سبطین کو طفلی میں کہتے تھے ملک
مرتبہ کیا کوئی جانے شیر و شیریں کا
یہ غزل مٹی سے لکھ دینا کفن پر بعد مرگ
روح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر

بعد ازین گیارہ چھٹے سپہان بو تراب
پانچون کو پھیلا کے سولے پاسان بو تراب
مخ خوان احمد خدا ہو قدردان بو تراب
استخوان مصطفیٰ بن استخوان بو تراب
سنگ سوزان بہر ہوا سہل امتحان بو تراب
عرش اعلا ہو سر یہ عز و شان بو تراب
ہین ہمیںبر واقف رازہ نہان بو تراب
در میان مصطفیٰ و در میان بو تراب
ہین یہ دونوں طفل فخر خاندان بو تراب
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بو تراب
پاس کچھ تو ہو قیامت میں نشان بو تراب
ہین یہ دونوں زینہ ہاے نردبان بو تراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انہی اولاد اولاد رسول محتار کھلا
جھٹنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد
کی عطا کی کہ تمام عالم میں سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہیں ہوا

دو کلید داستان جلالت عنوان زلزہ قات ثانی سلیمان امیر عالیشان
جانا نور الدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرواب نشان کے اور گرواب
ہونا اور جانا سامنے ہفت بیکر کے اور ہونچنا امیر کا عین جشن میں
ہفت بیکر کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مستفہ

پلا سا قہا سا غر نشہ خیز	کہ پیر مغان کا ہو عزم گویند	مرے ساقی فوش ادا لیتا
کہ ہو آج بزم مسرت فزا	اہلقتی ہوشیے کی صورت صفا	کہ ہو مجمع ساقی پارے

<p>مین اک جام کا تجھے طال ہو لبش عیسی در بیجا رگان اداسے ہوساتی کی آمد ہوئی سمان بھر گیا آنکھ میں طور کا امیر جہانگیر والا حشم</p>	<p>طے رنہ میکش کو ہکا مزرا رخش ماہ اوج جلالت نشان زہے شوکت سر و بہتان جو دیکھا جلال اس نہ نور کا زہے حسن ساقی خوش کا</p>	<p>ہر اک جام ہی جام جمشید کا کہ تجھ پر غور آئے غالب ہوا قد و نہال گلستان چین ہر اک رنہ میکش کو پھر کد ہوئی قمر و صفت عارض نے حیران کیا بڑھاتے ہیں اب جنگ پر پھر قدا</p>
<p>چہرہ غازیان غروات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت دجلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں - شعر - مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکری نشانہ این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران فوش سیر در بارین رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فراتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤں تو میں چلے اُسے قتل کروں غرض کہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زمین فودلایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیاء پیش کیے امیر نے وہ اشیاء دیکھ کر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دید و شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے تو طے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھ کر مبہوت ہو گیا اپنے دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہو حمینون میں یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا بجہ دیبا یان صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ جبکہ ایک تہہ بھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہو شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا فوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں او تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہ گیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں صرف خوش و غیرہ لیا جاتا ہو حمینون میں روپیہ دیا جاتا ہو حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجھے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہاں اُن سے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے</p>	<p>چہرہ غازیان غروات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت دجلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں - شعر - مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکری نشانہ این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران فوش سیر در بارین رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فراتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤں تو میں چلے اُسے قتل کروں غرض کہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زمین فودلایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیاء پیش کیے امیر نے وہ اشیاء دیکھ کر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دید و شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے تو طے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھ کر مبہوت ہو گیا اپنے دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہو حمینون میں یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا بجہ دیبا یان صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ جبکہ ایک تہہ بھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہو شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا فوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں او تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہ گیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں صرف خوش و غیرہ لیا جاتا ہو حمینون میں روپیہ دیا جاتا ہو حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجھے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہاں اُن سے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے</p>	<p>چہرہ غازیان غروات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت دجلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں - شعر - مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکری نشانہ این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران فوش سیر در بارین رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فراتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤں تو میں چلے اُسے قتل کروں غرض کہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زمین فودلایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیاء پیش کیے امیر نے وہ اشیاء دیکھ کر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دید و شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے تو طے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھ کر مبہوت ہو گیا اپنے دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہو حمینون میں یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا بجہ دیبا یان صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ جبکہ ایک تہہ بھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہو شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا فوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں او تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہ گیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں صرف خوش و غیرہ لیا جاتا ہو حمینون میں روپیہ دیا جاتا ہو حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجھے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہاں اُن سے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے</p>

میں

عرض کی بیان سے چالیس منزل پر صبح آئے کیمیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گو بادریا کی موج
 ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک انصاف پسند سنتے تھے کہ شہر بکری ایک گھاٹ
 پانی پیتے ہیں اُس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پرستم نہیں کرتے آنکھ نہیں چراتے دزد
 خنکے سردست ہاتھ باندھے جاتے ہیں افسر کا لقب رستم بیلتن ہو حضور کی صورت سے
 بہت ملتے ہیں چھ مہینے کا زمانہ گزرا کہ غلام اُنکے لشکر میں کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال
 بیجا اس طرح روپیہ اُنھوں نے بھی دیا جب ملک اُنکے لشکر میں رہا دونوں وقت خوان کھانے
 کئے آتے تھے جب خفت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر میں آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
 فرزند و لہذا ہیں اب کس حال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
 کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جوہر حاصل کیا اب صبح
 باد انگیز کا قصد ہو وہاں سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحب قرآن یہ حال شکر خوش ہو گئے
 فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سنا تاجر نے
 عرض کی خواجہ عمر و و برق ہمراہ لشکر ہیں دو صحرا عیاری کر کے فتح کیے کہ جا دو گریون کا
 مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلوں میں
 قدم رکھتا اُن دونوں جنگلوں کو استاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
 ساحر استاد و شاگرد کو دار پر پھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہنچے اُنکے ساتھ کے ساحر و ن
 خون کے دریا بہا دیے اب صحرا سے باد انگیز کا قصد ہی امیر نے لاکھ روپے کا موتوں کا مالہ گلے
 سے اتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ دی تاجر تو گئے وہ خوش خبری سنائی کہ روح کو راحت قلب
 کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ باد گار تجھے دیتے ہیں ہم بھی بر سر راہ ہیں ورنہ تیری اور خفت
 کرتے دست چپی جھوننے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
 لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُس نے ہندو ہزار روپے لاکر تاجر کو دیے
 تمام دست چپیوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت پوچھتا ہی جھور کہ مٹھا
 کہ دست چپیوں کی تیغ میں یہ قوت ہو کہ جہاں جاتے ہیں خون کے دریا بہاتے ہیں
 اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار میں حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اس وقت ملاحظہ کریں

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلیں گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک
 کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائیگے جو صحرائے گرداب نشان
 فتح کر لگائے گا اسے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر ملے گا صحرائے گرداب نشان میں خزانہ
 ہفت پیکر رہتا ہے اس خزانے میں بڑے بڑے تحفہ جات ہیں ایرج نے خلعت بھاری
 منگوا کہ خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ توارشاد فرمائیے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر
 ہے خواجہ زادون نے کہا کہ یہاں سے چالیس روز کا سفر ہو سمت مشرق ایرج یہ سنکر
 چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتو قیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے میں طرف صحرائے
 گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخواست ہوا ایرج اپنی بارگاہ میں
 آئے کہا کہ اے شاہ پور دادا جان نے اس طلسم کی قماحی پر ہاتھ ڈالا ہے کہ انسان کی مجال
 نہیں کہ ایسے راستوں میں قدم رکھے دست چپیوں کا یہی طریقہ ہے کہ جس دیر اسے میں جائیں
 وہ دیر نہ آباد ہو رہا وہاں کی دل شاد ہو وادہا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہیں اور
 غیر ساحر بھی سچے رہن میں جا کر صحرائے گرداب نشان کو فتح کر دین مرکب ہمارا تیار کرو
 شاہ پور نے اسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاہ پور اللہ سبحانہ
 ہو لیا اسی شب تیرہ و تار میں طرف مشرق کے چلے قضاے کار شہر نگ بن عمر و عیار
 عیار نورالدین ہر طلا یہ بھرتا ہوا آتا تھا شاہ پور اور ایرج کو چلتے ہوئے دیکھا اسی وقت
 بھاگا ہوا خدمت نورالدین ہر میں آیا آ کے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف
 صحرائے گرداب نشان کے گیا نورالدین ہر نے کہا کہ اے شہر نگ اس پر پوش
 تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہیں اسی طرح ہم بھی
 چلیں ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلا ٹکا کہ بارگاہ میں بیٹھنا مشکل پڑ گیا اسی وقت شہر نگ
 نے اس پر پوش تیار کیا نورالدین ہر سوار ہوئے طہماس پڑا ہوا سور لمبھکا کہ یہ دل و جان
 سے شاہزادے پر عاشق ہے عالم خواب میں دیکھا کہ شاہزادہ کہیں جاتا ہے کجا کے اٹھتا
 آنکھیں ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا بیکار کر آواز دی کہ اے آقا سے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
 نہ لیجے گا نورالدین ہر نے ہلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤں دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادہ

بٹھ گیا حتماً اس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو ساتھ لیجے نور الدین ہر گھر گئے حتماً اس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدین ہر کے ساتھ ہوئے اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہیں اگر کوئی مقام معقول بابا تھوڑی دیر بٹھ گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتیں گزریں کہ بشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہاے آب بھی جوش مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمرہ سرائی میں مصروف ہیں ایرج گھوڑے سے اتر پڑے صحرا میں ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے جھاگل نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درہ کوہ تھا اٹھ مہین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے کمان کیانی دوش سے اتاری ترکش سے تیریا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قزوی کمر سے نکالی کہ چھپٹ کر اسکو بہ قربانی پہونچاؤں دوسرے شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بھرت گردش کرتی ہیں کہ اُسے مجھ کھول کر ایک چمچ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیر دل گر کر ہوش ہوا پاؤں زمین پر گر گئے لگا شاپور ہاے آقا کہہ دوڑا آہو پاؤں زمین پر گر گئے لگا پاؤں سے اس کے غبار بلند ہوا غبار میں شاہزادہ پوشیدہ ہو گیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو نہ وہاں پر ایرج نوجوان ہیں شاپور نے اختیار روئے لگا ایک صدائے بیتناک کان میں آئی کہ او عیار مکار ایسی جان کو غنیمت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدائے سنکر کانپ گیا ایک جانب بھاگا ایک غار میں جا کر چھپا شام کو کا پتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی معلوم ہوئی ہو اور آواز گانے کی آتی ہو شاپور کوہ کی جانب چلا دوسرے دیکھا کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سہل رہ رہی مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہو شاپور رکھا پاؤں کو طرکے کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے بکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آ کے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہ نانی امان آج غلام کو نہیں بھیجا نا بڑھیا نے کہا کہ ارے گھوڑے میں کیا جانوں کہ تو کون ہو شفقت میں رہتے لگتا ہو کوئی مکار معلوم ہوتا ہو شاپور نے کہا کہ نانی امان آج بھول گئیں جب ماں

میری مرگئی میں روتا تھا آپ نے مجکو مارا میں نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اٹھون نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہوں مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام منکر بڑھیا بلاتیں لینے لگی کہا بیٹا میں نے نہیں پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اس قدر رونی کہ بھارت میں فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے ان لڑکوں کو کھلاؤ گی تو روشنی آنکھوں کی بڑھ جائیگی شاپور نے مکر میں ہاتھ ڈالا روپے نکال کر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہو گئی کہا کہ اسی فرزند اس دھوم سے تیری شادی کروں کہ سب عزیز و اقارب جمع ہوں چاند سی دلہن بیامہ کے لاؤں روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے ابکی جو مکر میں ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکائی بہشت پہل۔ کہا فانی امان اسکو دکھو لٹا اسہین کنکر پتھر ہیں بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میں دیکھ کر رہنے دو نگلی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسہین جو اب رہی کہا بیٹا بیٹھ میں دیکھ کے اسکو بند کر دو نگلی یہ کہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اڑی بڑھیا چھینک مار کر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اتارے اسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لٹکا کے اسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالائے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہو کر کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہیں کہ واری مزاج کیسا ہو آپ کو مکدر پاتے ہیں ہم سب بہت گھبراتے ہیں ٹھنڈی سالتس کھینچ کر اس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کروں کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کر سکوں اصل میں یہ کیفیت ہی۔ لظہم

خائن دل میں ہر اک جائب اسی کا نور ہو	میرے گھر میں جلوہ گر تیرا چراغ اسی طور ہو
دل دکھانے پر کسی کے خلق کیوں مغرور ہو	نالہ مور ضعیف اسکو صدائے صور ہو
بہر مردن بھی گناہوں کے سبب ہو نجات میں	کوئے جانان جنت المادی ہو جانان حور ہو
مشوق میخواری نے جھٹی میں گرایا ہو مجھے	جو پھپھولا ہو بدن پر رائے انگور سے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کا نور ہو

عارض جانان پہ مل ہو یا کلفت ہو ماہ مین بھیک بھی مانگی تو بہرِ عبرت اہل دول تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا ہو وہ نزدیک اور نہیں عارض پر اسکے ہنر دست موسیٰ ہو بفل میں شرم دستِ یار سے خط کے آتے ہی ملا ہو نہ زلفون کا پستا کو چہ گردی ہو مشون کے عشق میں چھوڑ کر قول	ہو شفق میں زہرہ یا مانتے پہ یہ سیندور ہی مجھ گدا کے ہاتھ میں جامِ سرِ مخفور ہی عیہ کا دن بھی نگاہوں میں شیب دیجو رہا مہر تان پاس ہو ماہ درخشان دور ہی نور پاس سے سنگ رہ جو ہو وہ سنگِ طلور ہی سج تو ہو مارِ سیہ اکثر غذا سے مور ہی غیرتِ عشق حقیقی سے نہایت دور ہی
---	--

فواہین ان شعرون کو سنکر رونے لگیں ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق
ٹپکتا ہو وہ کون ظالم ہو کہا کہ صاحبو کیا کہوں فقراتِ جادو آتی ہو اُس سے حال پوچھو کہ
وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہو اتنا جو شاہ پور پر اشارہ کیا شاہ پور جھپٹ کر محبت میں آیا سب کے
ساتھ تھرنے لگا کہا پورا ایسا مردو امیری نگاہ سے نہیں گذرا اقرار ہی نہیں کرتا ذرا واری
اس سے صحبت میں بلائیے یہ سنکر اُس جادوگر نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو پھر
کتاب نکالی پڑھنے لگی اُس میں یہ لکھا تھا کہ اسی ساکنانِ طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال
میں طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کرے گا ہر تہ میرے
دارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرے گی جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیگا جڑے
جڑے جھگڑے ساحرون میں پڑے گی ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزانِ طلسم کشا کی شرکت کرینگے
بادشاہ کوہِ غراب ایرج نو جوان پر عاشق ہو اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر
و ساتھ دیگی بڑی ذلت اٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی
تصنیف کردہ ہو کسکی مجال ہو کہ اس کتاب میں دخل دے حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ ایرج
نو جوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی میں آیا مجھ بخت نے جو اُسکو دیکھا اسکے حالِ بیتال پر
عاشق ہوئی وہ دخل سے انکار کرتا ہو شاہ پور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اٹھا کہ اے
ملکہ ظالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کوہِ ظاہر دبا ظن ہو گا کہ جو آپ کو پسند کرے
ذرا بلو کرے مجھے دکھائیے میں دو باتیں اُس سے کروں دیکھوں گیونکر نہیں مانتا صاحبِ خان

کہا کہ ای فرقت دن بھر تو نے بھی سمجھا یا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں ڈرتا
 ہر مرتبہ یہی کہتا ہو مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قید کیا ہو کہ کل
 ماہی بے آب تڑپ رہا ہو اب تم کیا سمجھاؤ گی شاید روئے کہا کہ ای ملک عالم دن کو آپ نے
 کیڑے نہ بدلے تھے اس وقت آب بناؤ کر کے بیٹھی ہیں اس وقت بلوایئے کہ کنیز اس سے باتیں کرے
 یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر لکھ ابرسیا ہ پیدا ہوا صاحب صحبت اٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹیری ہمشیرہ
 اتنی باتیں کیمت شعلہ خیز کہ ابر بٹھا دیکھا ایک جادو گر کی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو میں
 ایک جوان حسین مسلسل تخت پر پڑا ہو مگر زنجیر ہلا رہا ہو چاہتا ہو کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر نہیں
 توڑتی کیمت آکر اتری کہا ہوا تو سن تمھاری حوالی میں بھی کوئی نبیرہ حمزہ آیا میری سرحد
 میں یہ جوان آکر ہو نچا میں کمخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ میں
 دیکھ کر عاشق ہوئی اسکو اٹھالائی دن پھر سمجھا یا مگر یہ جاہل نہیں ماننا آخر میں نے قید کیا ہوا
 تو سن تمھاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئیں تو سن رونے لگی کہا ہوا آج دن بھر
 چلتے ہوئے گذرا میں نے بھی اسکو قید کیا ہو اب آنا ہو تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہو
 بالکل یہی باتیں ہیں غصہ انتہا کا ہو شاید روئے نورالدین ہر کو پہچانا اشاروں سے باتیں کرتے رہا
 کہتا ہو کہ ای شہر یار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگوں کو سمجھا پا کہ ساحرہ سے جرات کو نہ ظاہر کیا
 جھٹج بنے مطلب کو نکالے مگر آپ لوگ نہیں مانتے نورالدین ہر نے شاید کو پہچان کر منہ پھیر لیا
 کہ جھٹالے کی زنجیر کے آواز آئی غار زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج جو ان اکڑتے ہوئے
 چلے آتے ہیں نورالدین ہر کو دیکھ کر اور زیادہ اکڑنے لگے تو سن نے کہا کہ ہوا کیمت دیکھتی ہو
 کہ قدر جرات کا ناز ہو یہ نہیں جانے کہ سحر کے آگے دور نہیں چلتا ای فرقت اس جوان کو
 سمجھا شاید روئے کہا کہ بیٹھے دیبچے انکے سامنے ناچ گانا ہو دو نوں بہنیں مل کر بیٹھے پھر چرچہ
 شراب و کباب کا ہوا آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج نورالدین ہر کو گھور
 رہے ہیں نورالدین ہر بھی تنہ ہوئے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای کیمت شعلہ خیز تو مجھ کو
 قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرقت جت کر کے بیچ میں آئی ٹٹنے ٹٹنے
 لگی بایں کہنچا اور سہارھا سہارھا ٹٹیکہ بجا یا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

<p>روا ہو سکے دین میں ہر طریقہ کس مسلمان کا پر زادن کا کوچہ ہو تعجب کچھ نہیں اس میں جوانی میں اسے ہم دیکھتے ہیں اپنی آنکھوں سے سری ہر سفت دل پر ہو لکھا مضمون بتائی وہ غیروں سے گلے ملتا ہو کیا حق نے بنایا بوقت بیخودی تجھے جو اس کا جھٹ گیا دامن علام کی سیر کو فرما دو مجھوں ہو گئے راہی</p>	<p>اکیلے چھوڑنا پون خاک و خون میں قید بیجان کا لے کشکول یان گرافس شاہ سلیمان کا لڑکپن میں فساد جو بنا کرتے تھے طوفان کا طباب آہ رشتہ ہوان اوراق پریشان کا ہمارے فوج کرنے کے لیے دن عید قربان کا دہن دست جنوں دشمن ہو اوسے گریبان کا قمر مالک ہو تو ہی اندولون کو وہ دیباہان کا</p>
---	--

اس طور سے یہ غزل گائی تو سن نے کہا کہ ای فرقت آج تو تو نے جو انون کے دانت کھٹے
کر دیے شاہ پور نے عرض کی میں جا ہتی ہوں ان نو جو انون کو راضی کروں تو سن نے کہا اے
کمیت کتاب قدرت میں قدرت کیا تحریر فرماتے ہیں ہمیں تمہیں لکھا ہو کہ عزیز داران طلسم کشا
کی مددگار ہونگی یہ کہنے تو سن سامنے ابرج کے آئی کہا کہ اسی بنیرہ طلسم کشا میں تمہارے
ساتھ ہوں رکتہ گرد آب نشان کا بناؤنگی کمیت نے اٹھ کر یہی نورالد ہر سے کہا دو انون نے
اطاعت کی دو انون قیام سے رہا ہو سے سزا پر لا کے ابرج و نورالد ہر کو بٹھایا ابرج نو جوان
نے شاہ پور سے کہا کہ نورالد ہر کے ساتھ نسب قرار بھی ہوگا وہ آج کہاں ہو نورالد ہر نے کہا
کہ وہ شیریشہ حرات بھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک
جادوگرنی طماس کی کمر میں بچہ دیے ہوئے آکر پہونچی طماس کو ڈال دیا اور کہا صا جو تم سب
فوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گزارا اس ظالم کو سمجھاتے ہوئے یہ جاہل مزاج نہیں مانتا کمیت نے
کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار تو نے اس جوان کو کہاں پایا کہا کہ صحرے کل اندام میں یہ بیتاب
ہو کر روتا پھرتا تھا میں نے جو اس کو دیکھا اپنے باغ میں لیکنی بہت سمجھا ہوا یہ نہیں ماننا آخر پیر
خیال میں آیا کہ وہ غراتی بر جیون شاہ پور نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار ان دو انون صا جو
ان دو انون شہروں کی اطاعت کی تم بھی سلج اسلام ہو طماس تم کو ضرور قبول کریں گے
شمشیر جو ہر بار نے آواز دی کہ ای فرقت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ شکر
طماس نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار میں جان و دل سے تیری خدمت گزاری کو حاضر ہوں

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کرشمشیر جو ہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی تو سن کے پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نور الدہر و طہاس پاس شمشیر جو ہر بار کے بیٹھے نوح گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشہ انجام شروع ہوا ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو چکا ایک ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگر نیاں کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر تینوں اپنے مقام سے اٹھیں دستکین دیتی ہیں جاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہیں ہوتی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کینزین مثل برکات اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے تین بچے پیدا ہوئے ایک بچہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں شمشیر کی بڑا اور ایک صلا سے ہلیناک آئی کہ اونا لا لقاوتنے اطاعت مسلمانان کی تلو قدرت جہنم میں پھینکیں گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر آندھی کے شاپور نے بھی چاہا کہ وہ سے کوہ بھاگ جاؤں زمین نے اس کے بھی پاؤں تمام لیے کھنڈے سے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگر نیاں غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لگتی ہوئی جاتی ہیں اور کینزین اڑ کر زیر کوہ گرین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طہاس و شاپور ہمارے اترے آگے نور الدہر و طہاس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈال دیا مگر نور الدہر و طہاس کوئی دس کوس نکلتے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قیہ بارگاہ کا قیہ فلک سے ہسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگر و نر نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر بکارتے کہ ای غور شد جادو عزیز دار طلسم کشا آتا ہو اندر سے خیمے کے آوا آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لیا لینا کیلئے طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیفہ خارا شکاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا چلے خبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگردان پھر ہاتھ اپنے آقا کے لہرے کی صدا سنکے اڑا تھہرے شہازی مارا کئی سو جادوگر و نر کے منہ چلے طہاس نے سا طور جو جادوگر کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگر و نر کو تیفہ خارا شکاف سے مارا کہ کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ قام گولہ ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا چکا آواز دیا

کہ او نصیر حمزہ کیون قضا کا طالب ہو اگر گولہ مار دو نگامع گھوڑے اڑ جاؤ گے یک جواب دیتے ہیں اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس سا طور ملا رہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جا پڑے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا آئے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اتر و ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو اسی میں خیر ہی ورنہ سحر کر دنگا کہ زمین اہل جاہلیگی اگر اشارہ کو دن اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منہ فور شد بلا خیر ایسا نہ کہ تجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چنایا لیکن یہ شیر مشید صاحبقران کب سفتے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہتے بس آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھادہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹا نورالدین ہر کامر کب بد لگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے بے دوڑا دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ گردون طہماس جب پٹری جاتا ہی گینڈے کی پسلیاں کرکتی ہیں مگر رکتا نہیں کہ سامنے سے گرد آڑی آتیج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نورالدین حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے میں ہر طرف سے نیزے اور تیر پڑ رہے ہیں فون بدن سے جاری آتیج بھی آپڑے اس ساحر نے آواز دی کہ بے دام ہو بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسنے گا اسی فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد آڑی دیکھا کہ ایک زنگی کرگدن سوار آ کے آتیج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا آتیج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاہ پور نے دیکھا کہ آتیج ایسا صفت شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاہ پور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اس ساحر کے آیا کہا کہ اسی شہر یار دیکھے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہیں اگر وہ آگئے تو غوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے فور شد بلا خیر نے منہ پھیرا شاہ پور نے جلدی میں پنخہ مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑکے کہ اس ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا آتیج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نورالدین ہر کامر کا گھوڑا رک کا طہماس کا گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نورالدین ہر تو مصروف جنگ ہو سے شاہ پور دوڑا ہوا قریب آتیج کے آیا کہا کہ اسی شہر یار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اسی کے سحر کا باعث تھا یہ سحر آتیج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اسی کشتی گیر زاد سے دست چپی ایسے وقت میں مدد کرتے ہیں یہ کہو کے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نورالدین ہر و طہماس نے غوڑے سے ہر

عرصے میں اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دس صحرا سے منہ کو چھپایا
مگر نور الدین ہر دھماکے و شہرنگ بھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاہ پور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا چکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طلماس لے لیا
جو حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہو اس تاجر اداس کے کہنے سے کیا ہوتا ہو یہ
کہتے ہوئے جانے میں مگر ایرج نوجوان فرزد قاسم عالیشان کوئی دس کو س راستہ طو کر کے
ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے شاہ پور سے فرما ہے بن ادھر ویرانہ زیادہ ہو آبادی کا نام
نہیں اب تک کوئی ملک نہیں ملا صحرا کے گرد اب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان میں توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سن کر کہا کہ ای شاہ پور کوئی قلعہ لڑا ہو یہ کھلے اسی طرف گھوڑا
پھیرا شاہ پور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہو گھوڑی دو گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سرب فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہلی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار بیٹھے ہوئے قریب
خندق کے پہنچا ہو اہلی قلعہ فریاد کر رہے ہیں ایرج نے وہیں سے لٹکارا کہ او نامردانکی فریاد
کو نہیں سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا سنم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو لٹکارا وہ پہلوان
یا تو خندق فرانے کو تھایا پلٹ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب چال مرکب چشمی زبوران
اڑتے ہوئے گھوڑے کو آتا ہو شمشیر نور چال سے میدان نورانی و سنور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ سیر قلعہ کا حاکم آئے کہ یارو میں نے اس وقت بصدق اعتقاد خدا سے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اسی خدا سے حقیقی کی مدد ہو اب بھاٹک قلعہ کا کھول داس جوان کے پیچھے صفت آرا
قلعہ کا بھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہاں دیو خصال
اکڑنگا و رزن ہوا دیو خصال کا گینڈا چھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ سنم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آئے کا کیا ہٹ
ایرج نے کہا کہ سنم ملک ایرج نوجوان غیرہ صاحب قریب مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہیں اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہو ہم نہیں دیکھ سکتے حتیٰ کہ اس وقت تیرا بیٹھرا نکلے عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد و تیری بیداد اب حریہ کر آئے دیکھا آواز دی کہ ای جوان تو تو
معتوق خوشخو ہی صحبت میں تیرے بیٹھے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا چکو بادشاہ کروں میرا حریہ

چاہتا ہی میرا حریہ غضب لات و منات ہو ایرج نے کہا کہ لات و منات کون لگ رہے تھے یہ سن کر پہلوان نے جھٹاکر نیزہ مارا جا بجا نوک نیزے پر اٹھا لیا ایرج نے سنان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کی پینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ اٹھا ایرج نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا بجا کہ تلوار جبین نون اُسے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے کھٹنے ٹیک دیے دونوں پلٹے ہوئے زمین پر آئے دونوں جوانوں سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے اترتے ہی زور صاحب قهرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھٹے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون بہا رہا ہوا ہلچھ اُلچھ کے لڑ رہا ہوا دوپہر اُلچھ اُلچھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونوں مونڈے اُسکے گھٹے سینے میں سر اڑا کر لے دوڑے بندر حوین قائم پر لاکے ایک کہ ارادہ نون کھٹنے آشنا بن زمین ہوئے ایرج نوجوان نے کرین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تباہ کھٹنے دوسرے زور میں تباہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت پر درگاز میں کیا کہتا ہو اُسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے کہ ہمارا افسر پر ہوا لینا لینا کہ کے دور پڑے وہ بادشاہ پر تخت پر سوار ہوئے نکلا تھا اُس بارہ ہزار جوانوں کو حکم دیا ان بھیانک کرد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا بیٹے دونوں لشکر مل گئے مٹا دینے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر بھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے میں مشغول ہوئے میثاق کو ہن نکل کر بھاگا اپنی فوج میں پہنچ گیا ایرج چاہتے ہیں کہ جا کر اسکو ماروں اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہیں شاپور شیردل معروف پشتی بانی ہو کہ جو پشت سے آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بھیانک شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیردل ہٹا ایک بھیانک آگے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار نکالی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا ایرج کا زخم سر جو پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑوں تلوار نہ مار میں کی ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے سر جھاڑا کسی کو پشتک مار دی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پر

بارہ ہزار جوانوں سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑے گا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے میں چھپا تو بن مارین تب میثاق کوہ تن کا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اثر آب و دانہ اہلی قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے میں آیا محلات میں تھک پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرانے آکر عرض کی حضور کو محل میں یاد کیا ہو بادشاہ زخم ماندہ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آ کے ٹھہری بیٹی گل اندام سر وہ کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے میں لہتہ ڈال بیٹے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اس کو نور نظر میثاق کوہ تن تو دید ہو اُس نے
بلغ کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آ کے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قرحسین جیل میں پہونچا
اُس کو دیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آجڑی میں بارہ ہزار جوانوں سے
برائے مدد پہونچا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کئی سو افسر تاک تاک کر بار
عبار بھی اُس کا بلے روزگار تھا پستی بانی کرتا تھا ایک بیجا نے نیزہ مار کر اسے زخمی کیا اُس کے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہیں معلوم شب کو اُس پر کیا گزرتی تھی جتنے شکست کھائی تھیں معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہی آٹ آڑ وہ
پھر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گئے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو مال ایرج نوجوان سنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھوں
دن کو داخل کیا رات کو آخر اس قدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آ رہا کہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی امیر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے بکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش میں اُس جوان کی جائیں گے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کھڑکی کھول دی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق جاک گئی اب تو فولاد بدو اس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہے اسے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا ہمارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلے جو ہوا بادشاہ محل میں جاگ بڑا گھڑ کے پوچھا کہ یارو یہ کیا مکر ہے کینہ زون نے عرض کیا

خیمین معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئیں مادیان عربی پر سوار ہو کے گئیں وہ مادیان جو کسی
 سال حضور نے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اس کبخت کی خبر لو کس وجہ میں نکل گئی جبہ خادم پلٹ کر
 آئے اُنھوں نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئیں بادشاہ جیج پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر بلا ہوا کہ
 بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
 تلاش میں ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان بیکار تلاش ملکہ میں چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سنٹا اور
 جانوران درند کی آوازیں یہ پروردہ ہمدنا و نعم اسپرہ رنج و غم کہ جانوروں کی آوازیں کان میں
 آتی ہیں کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائیں جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
 کوہ سرین کوہ قفل گلے میں سونے کی ہیکل بیچ میں دس بیس جانور کے گھرا ہوا وہ لوگ رستیاں اور
 زنجیریں مارتے ہیں گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہو کسی کا سر پھٹتا ہو کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہو اور دو چار کے
 شربک ہو جاتے ہیں معرکہ یہ گذرا کہ ایچ زخمی جنگل میں پڑا تھا اس حوالی میں قراق رہتا ہے کہ
 سفاک قراق اسکا نام ہی برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھ کر عاشق ہو گیا کہ
 بن اشقر ٹھٹھا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے میں لایا علاج کیا شام کو ایرج لے آئے
 گھوڑی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا دہان نہیں تھا ایرج نے کہا
 کہ میرا گھوڑا وحید ہو کر کہہ کھارنا جہان ہو گا وہ آجائیکا دس بیس قراق آئے کہ صحرایں ملنا
 پھرتا تھا کہ وہ کھار کھار گھوڑا دوڑا ہوا آیا قراقون نے گھبرا ہو کر وہ گرفتار نہیں ہوتا ملکہ نے
 چاندنی میں گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اس فوجان کا گھوڑا سہمی تھا سہمی
 دیکھ کر سمجھی کہ اسی شہر مار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملکہ نے بکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
 گھوڑے کو رام کیے دیتے ہیں قراق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آ کے کہا کہ اے مرکب اکیل
 اپنے آقا کے پاس چل یرکب مثل انسان کے بائیں سمجھتا ہو ملکہ نے جو یہ کہا کہ ساتھ ہو لیا ملکہ نے
 قراقون سے پوچھا کہ وہ شہر یا رکھان ہو قراقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
 ملکہ اشتیاق میں ایرج فوجان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکر رہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس
 چل گھوڑا چلا آتا ہو ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے میں آئیں قراقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سو
 آتا اسنے نہیں معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھا بڑھو بیچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہر سفاک نے کہا کہ بلا لو قزاقوں نے آکر بلایا ملک اس بارہ دری میں آئیں کہ جس میں ایرج نوجوان بلیک پر بیٹھے ہیں سر پر بٹی موزم کی چڑھی ہو کر تاج پوری کا پہنے ہوئے تلوار قبضے میں بیٹھے ہیں ملک نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلیں کہ قریب جاؤں نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین و بچہ خوشخو آنکھیں مثل چشم آہو خیر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بلشکل اپنے کو سنبھالا ملک قریب آئیں ایرج نے ہاتھ مقام لیا ملک پاس بیٹھ گئیں پوچھا کہ اسی ملک عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملک نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہاں کا بادشاہ میرا پسر ہے میں نے جو آپ کا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکریہ کہ آپ تک پہنچی مشتاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کر گیا اب میرے لرزان و ترسان قلعے میں ہیں ایرج نے کہا کہ میں ابھی چلنا ہوں سفاک نے کنیزوں سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہے ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ میں تو جا کر دیکھوں کہ وہ نازنین کون ہے سفاک نے کہا بھیجا کہ اسی شہر بار میں حاضر ہوں ایرج نے کہا کہ آؤ ملک کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ غیرہ صاحب قرآن پونے رستم کے فکر مقررے گرداب نشان میں نکلے ہیں جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اسی شہر بار غلام سے کیا پردہ پینک ایرج نے نازنین کو آواز دی ملک گل اندام سر و قد بلا تکلف چلی آئیں سفاک کی نگاہ جو پڑی دلدادہ اور مائل و شہیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر ماروں اور اس نازنین پر قیضہ کروں یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہے ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہے میں جا کر مشتاق کو اروں سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بجائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جانے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائیں گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کر سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے بہر رات رہے ایرج سوار ہوئے ملک مادیان پر سوار ہوئیں جا رہی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے مشتاق نے جو دختر شاہ کا حال سنا تھا رات ہی کو اسنے طبل بلیغ بجا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر بلیغ کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب مشتاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کاوسے پہ

ایٹرن پر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا چاہتا ہو خندق قزاق کے جانوں کے صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایرج نوجوان سے سفاک قزاق آکر پہونچے ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے وہیں سے لٹکارا کہ او میثاق کہاں جاتا ہو ایرج کو دیکھ کر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر پہونچے اُس نے گز اٹھا کے یہ کہہ کے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر قن کو برباد کرونگا ایرج نے تلوار کا ماتھ مارا گز کے دو ٹکڑے ہوئے اُس نے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی دیکر خبردار ہر دار کھڑا رتینہ پر نقاب کا کیا تینہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مچ گینڈے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اسکی جاڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ ملک کا بمشکل لیا طن صحرانے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا یہ بھی بعضی مسلمان ہو اسفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ماتھ سے ایرج کو آزار پہونچیکا میں بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالوں گا اسکی دختر پر قبضہ کرونگا اب میثاق مار گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کر گیا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہاں حضور کی دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ میں ایرج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقوں سے کہہ دیا کہ میں آج اس جوان کو پکڑ لوں گا دختر کاؤس پر میری جان جانی ہو بارگاہ میں لایا ایرج کو مقام صہ پہونچایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کریں ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا حضور نے عرصے میں ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیوں اس سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی کا یہ کمر اپنے مقام سے اٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونوں اپنے مقام سے اٹھے آخر لڑکھڑاکے گرے اور بیہوش ہوئے شاہ پور نے چاہا کہ اٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقوں نے اسے مل کر گرفتار کر لیا چون لوگ یہاں سے بھاگ کر قلعے میں پہونچے ملک نے قلعہ بند کر لیا گولہ اندازوں

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تو مین لگی ہوئی بین بکار کر
آواز دی کہ ایو اہلی قلعہ بچانگ کھول دو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایمرج اور کاؤس
کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا بچانگ نہ کھول سفاک نے میدان فونی کی تیاری
کی تین دارین استناد ہوئیں آپ بارہ ہزار قزاقوں کو لیکر کھڑا ہوا ایچ وکاؤس و شاہ پور
کو دار پر کھینچ دیا تیر وکان لیکر کھڑا ہوا اہلی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالاک کو قتل
کر رہا ہوں ملکہ نے آواز دی کہ اولعون تجھ کو اختیار ہو چاہتا ہو قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحر سے
گرد آؤسی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار دین سے لغزہ کرتا ہوا
آتا ہو۔ لغزہ نور الدہر

ہمارے اوج رخت شاہباہر عرصہ مروی	کہ شام نش جہانگیر و فلک گیتی شان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کر ہمیش	عدو در زرم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ
دب طغی بہ جرات ہنر داشتہ	دیگر
طغی بر پلان عرب یافتہ	لغار بہ یک دست برداشتہ
	شہ نو جوانان لقب یافتہ

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ ہم ہر بریشہ کلنگان صاحب سا طور گردان صف شکن
صفدر طہماس بن عنقول دیو پرور یہ کہنے آگے ایچ نو جوان نے جو نور الدہر کو دیکھا ٹر پیکر
زنجیر بکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گئے گرتے قید کو توڑا لغزہ کیا۔ لغزہ شاہزادہ ایچ نو جوان

ملک اسج آن آفتاب نیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	جو تیغ ملی بر کشم از غلاف
نزلزل قدر در میان مصاف	اگر تیغ بر سنگ حنا راز نم	ز گاؤ زمین بیج و بن بر کشم

ملکہ نے بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایچ نے قید کو توڑا اور شاہ پور کو بھی رہا کیا شاہ پور نے
جھپٹ کو نیچے مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایچ لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہنچے
لٹکا مارا کہ اوتا مرد ازی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایچ نے غصے میں
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر سفاک کا جگر گردن سے اڑ گیا سفاک
کو مار کر قزاقوں کو قتل کرنا شروع کیا قزاقوں میں صلیے فریاد مین ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر
بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحر کے روانہ ہوئے اور بکار کر آواز دی کہ اوتا جہوزا سے

کر باس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بد کہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سرنگراؤ ہم طرف
صحرا کے گرداب نشان کے جلتے ہیں ایرج نے لٹکارا کہ اوکشتی گیر ڈاوسے شہر جا میں آکر جری
گو شمالی کرتا ہوں نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑیں طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی نافع کو تکرار
ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نو جوان لڑائی فتح
کر کے قلعے میں آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ سیری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے تیغ
فوشبوی سینے پر مارا وزیروں نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہر باربارک ہو کہ ایسا شیر صبا
حب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرا سے
گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے میں تخت پر
بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرا کے گرداب نشان
میں چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات میں جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو
منزلوں کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب
چشمے لا جواب جون جون شام ہونے لگی شاکر تو اتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی میں
فرق آیا درختوں میں پتے خشک ہونے لگے چشموں کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور حجب کر
ایک گوشے میں بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل میں روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان
پر ایک شعلہ چمکا چکا شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھیں کھولیں دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک
چو ترہ ہی اسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ایک مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ کچھی ہے
اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہیں جام امیراوندھے ہوئے ہیں اور ایک نازنین
نہایت حسین دریا میں بھولوں کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے
لوٹے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزیں زردین پوش گدڑا کے پیٹھ میں باتیں ہونے
لیکن ایک کنیز پیٹاب کے واسطے جنگل میں جو آئی شاپور نے کندہ مار کر اسکو بہوش کیا اسی کنیز
کی شکل بچے محفل میں آیا بیٹھ کر سامنے اس نازنین گلپوش کے یغزل گائی لفظ

کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہیں جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہیں جاتا

ہر دم کا خیال رخ زیبائیں جاتا
افسوس ہو تو رشک سبب نہیں جاتا

<p>باتی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و لکھو ویران ہو بیابان جنون جب سے گھیس اس زلفت کی تسخیر میں عاجز ہیں پیپرے جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیسو کیا ہو پچھے خبر حال پر لیٹان کی ہمارے ہر تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا ہر رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض چل پھر کی جوطاقت تھی رہی تاب تو ان تک احباب کو کیا کام یہ کیوں پوچھتے ہیں زند</p>	<p>سرکٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا مجنون کوئی اب جانب صحرانہیں جاتا کالا کسی منتر سے یہ کیسلا نہیں جاتا ہر بار تو قرآن اٹھایا نہیں جاتا اس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا یہ فکر یہ مذکور یہ حیر چا نہیں جاتا سب اڑ گیا پر غمزدہ سب چا نہیں جاتا اب تھک کے جہان بیٹھے پھراٹھا نہیں جاتا جاتا ہوں میں اس کو جے میں اب یا نہیں جاتا</p>
---	--

اس طور سے شاہ پور سے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ اے فرکس آج تو تو نے رنگ
باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلمس کشا اس صحرائین اگر اہرا ہو عیار اسکا پڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو
کہ کوئی عیاری کرے کوہ غراب پر مین سکھ خداوند گئی پنجبے کیست و توسن و شمشیر کو اٹھا کر
لے آئی تینوں میرے پاس قید ہیں اطاعت خداوند کا اقرار نہیں کرتیں جبکہ لشکر بیان آواز ہو سکی
عاشق تو سن ہو وہ بہت بیقرار ہو آٹھ پہر روتی ہو ایسا نہ ہو کہ عیار طلمس کشا کے عوید کا یہاں آجائے
تو باعث خرابی ہو فردندان عمر و مین شاہ پور پلا سے روزگار ہو دیسا نہ ہو کہ کہیں پھرتا پھرتا اس چاہ
نکل آئے شاہ پور کے یہ حال مسکے ہوش اڑ گئے خیال میں آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعون پہچان سے ہاتھ
باندھ کر قدموں پر گرے کہہ کہہ کہہ اے عالم عیاری کی کیا مجال ہو آپ کا وہ انتظام ہو کہ کوئی اس صحرا
میں قدم نہیں رکھ سکتا لشکر سلیمان فروکش ہو دن کو دن سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا
شام کو اسی صحرائین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہاں عیاری کی کیا مجال ہے
میں جنگل میں پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرقت سے دیکھا کسی کو نہیں پایا اگر مکہ دیکھے شاہ پور
کو پکڑ لائے نازنین گلپوش نے کہا کہ اسے تم لوگوں نے ایسا ہی انتظام کیا ہو جھکنا نام سے ان
عیار دان کے خوف آئے ان عیاروں نے لاک کے لاک ویران کر دیے شاہ پور سے اور چہرہ طعنا گئے
باتوں میں لگا کر پوچھا کہ صحرا سے گروا ب نشان کا کیا نشان ہو گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدو کوشش کرینگے صحرا سے گرواب نشان تک نہ پہنچ سکیں گے ایک صحرا سے لے کر وادی بے کنارہ و دہان جا کر دھوپ سے ہلاک ہو جائیں گے وہ دھوپ پڑتی ہو کہ ہم لوگوں نے جا کر اکثر برت بر سائی وہاں تاثیر نہیں کرتی وہ جھونکے ہوئے گرم کے چلتے ہیں کہ نخل سرسبز چلتے ہیں اس گرمی کی کیا برداشت کر سکیں گے ایک جھونکے میں ہو کے پامال ہو جائیں گے شاہ پور سے پہلے دل پر پتھر رکھا گستاخ ہو کے پوچھا راستہ کس طرف سے ہو گلیوش نے کہا کہ ای فرنگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہو گویا سچ کو جاننا منظور ہو میں قیدیوں کو بلوایا میں دیکھوں اب راہ پر تے یا اس قیدی شہر یار میں بھی وہی سرکشی ہو کینزوں سے اشارہ کیا تو سن و کیت و شمشیر کو لاؤ کینز میں چار پانچ اٹھین ستارے بنے آسمان میں دو میں تھوڑے ہی عرصے میں خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کینز میں کیت و تو سن و شمشیر کو لیکر آئیں مگر ان سب میں تو سن زیادہ بیقرار و مضطرب تھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے گلیوش نے پکار کر آواز دی کہ کیوں بی تو سن اب یاد رکھی مٹی یا نہیں کیا منظور ہو قدرت نے نکو یاد فرمایا ہو تو سن نے دیکھ کر آواز دی کہ ہم مٹی مصیبت میں ہیں قتل اور شکنجے کا تجھے اختیار ہو قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہو شاہ پور سے دست بستہ عرض کی کہ ملکہ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اسی حال میں ہیں دھکڑوں کی جویا کو قتل کیے گلیوش نے کینزوں سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سرکاٹنے کا قدرت سے نہیں ہوا ہو حکم ہو کہ ہمارے بندوں کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندوں نے پشت و پشت مسجد فرمایا ہو ذرا سی خطا پر کیونکر قتل کیے جائیں شاہ پور کہتا ہو کہ ملکہ عالم سامان عیش و نشاط حیا کیجئے دورہ چام چلین اس طور سے شراب بلاؤں کہ آپ خوش ہو جائیں میں باتوں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں سر سے شراب بلاؤں نیاز رنگ محفل میں دکھاؤں کبھی ایسی ساتی گری نگاہ سے نہ گزری ہوگی یہ سن کر گلیوش نے کہا کہ ای فرنگس تیری خوشی واجب و لازم ہو مجھ کو خبر ہو کہ میں کس فکر میں ہوں آج اس صحرا سے چر بول میں شکر ظفر اثر نبیرہ طلسم کشا اگر اترتا ہو ایک قلعہ اسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اس کے ساتھ ہیں لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہو یہ کہ کے کنبی میخانے کی ازار بند سے کھول کر سامنے فرنگس نقلی کے پھینکی کہا تو فرنگس آج تمہاری ساتی گری دیکھیں شاہ پور میخانے میں آیا اپنے بزرگوں کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساتی ہوئے ہیں کوئی باقی نہ رہے

سب کینزین شراب لینے کو آئیں اور لے گئیں شاہ پور نے چند کھانا بیان کر ارغوانی سے بھر چھل
 میں لیکر آیا لکھنگر و پانوں میں باندھے پہلے گت ناچا پھر جھکا کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
 آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
 میں لیا ایک نخل سامنے تھا ہتھے اُسکے کرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایکٹ
 تو اٹھ لے شاہ پور ریزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اٹھایا ایک شعلہ جھپکا کہ رنگ و روغن عیار کی
 کا جل گیا پانوں زمین نے تمام لیے گلپوش نے بکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہاں گئی کینزین
 نے عرض کی کہ زیر نخل وہ بیڑی ہو کینزین اُسکے اٹھ لائیں شاہ پور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن
 تینوں جادوگر تینوں کے ساتھ کینزین سے کہا کہ اسکو بھی لہجا کر قید کرو کینزین نے شاہ پور کو لیا اور اُن
 تینوں جادوگر تینوں کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئیں گلپوش جلسے کو برخاست
 کر کے خدمت خداوند میں چلی صبح کا وقت ہو ہوا ٹھنڈا ہی جلی بھول بستے ہوئے کچرے ہاتھوں
 سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہو کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہو مراد منہ زیر کوہ فریاد
 بھکا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہم بیمار ہیں صحت عطا کیجے کوئی بکارتا ہو کہ اولاد نہیں ہوتی
 تصویر سنگی سے آواز آتی ہو کہ جا چرے یہاں اولاد ہوگی دو جہ تیری حاملہ ہو فرزند پیدا ہوگا گلپوش
 آکے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے در ویر پر کھڑا ہو گلپوش نے کہا کہ اسی زبرجد عرض کر د
 قدرت سے کہ میں نیا معاملہ عرض کر لے آئی ہوں زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
 کیا جا رہی ہو تصویر نے آواز دی کہ اسی ہندی خاص الخاص بیان کر دیا قدرت کہدین کہ جو تہر
 مسر کہ گذرا وہ ہمیر روشن ہو گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہاں شاہ پور عیاری کرنے آیا کینزین
 گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل میں اُترا ہو جو حکم ہو بجالاؤں اور تینوں جادوگر نہان
 اطاعت قدرت نہیں قبول کرتیں وہ عشق میں نور الدہر ایرج و طہماس کے گرفتار ہیں جب
 اُنکو سمجھا یا جاتا ہو تو وہ بلکتی ہیں تڑپتی ہیں نہیں مانتی ہیں اُنکے پاس میں کیا حکم ہوتا ہو تصویر
 نے آواز دی کہ تینوں کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاہ پور کو دار پر بچھنج وہ لشکر ایرج و طہماس
 شاہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سکر گلپوش خوش ہو گئی فوب سائند سنگا کہہ کے
 چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاہ پور غائب ہو ایرج و طہماس کے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلابوش ہواڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آسج نوجوان پر پڑی
عاشق ہوئی جہاں ہمیشہ دیکھ کر بیتاب ہو گئی ہو دوسرے کچھ زلفین خلیلی تاب و شمع معلوم ہوتا ہو
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض الزمرہ کا تل ہو
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہو تیغہ دوم سکندری حاکم سپر پشت پوہلال و بدر کا
ساتھ ہو کمان کیانی کا خم بازو سے تھمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہو ترکشون سے حیر دلہ وز منٹھ
کھالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہو کہ ماران سیاہ باہنی سے منٹھ نکالے ہیں یا طائر حیر پر بست ہیں
یا محبوب ہو پسند ہیں کہ منٹھ کو پردہ ترکش میں چھپا یا ہو خنجر آبادار جو ہر دار زیب کمر جس سے لوح
رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پر چیت ارادہ درست قد سر و بلوغ غولی
یا کلک غشی خانہ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جہاں ہمیشہ دیکھ کر بیتاب ہو گئی ہے اختیاء

منٹھ سے یہ اشعار بکھل گئے نظم لالہ روپون پہ دل جلاتے ہیں اپنا رنگ اسطرح جلاتے ہیں آہ آمد ہو کسی محفل میں آزمائے جو آزمائے ہیں گرے شیشہ نہ دست ساتی سے جب طواف حرم کو جاتے ہیں غل ہی زنجیر کا کہیں شاید کو بکو در بدر پھراتے ہیں کرتے ہیں زلف یار میں شانہ آستین وہ عبت چڑھاتے ہیں	شمع تربت مری بجھاتے ہیں داغ بالاسے داغ کھاتے ہیں نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رت گل جو بھولے نہیں سواتے ہیں خشک کیونکر نہوں کہیں کھن کھن ست ہو یا توں لڑ کھاتے ہیں بھوٹن یہ آنکھیں غم ہو دیں لڑ کے دیوانوں کو ستاتے ہیں حال دیوانگان عشق نہ بوجھ سانپ کو ماتھ پر کھاتے ہیں درد دل جب بیان کرتا ہوں	روح کو بھی غرض جلاتے ہیں یاں اس شوخ کو کھاتے ہیں تنگے پہلو کے کاتے کھاتے ہیں نہ رہے وصلہ فسیبون کو درد و غم جھکو کھاتے جاتے ہیں یاد آتا ہو گشت کو چہ یار مجھپے آفت ہمیشہ لاتے ہیں شوق دیدار و حسرت گفتار تنگے چلتے ہیں خاک اڑاتے ہیں دھو چکا ہوں میں اپنی جان کا تھ دانت میری زبان دباتے ہیں
---	--	--

جادو سے صحرائے عشق کے او رند

سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہیں

چلا کے جو گلابوش نے یہ اشعار پڑھے آسج نے سر اٹھائے دیکھا کہ ایک نازنین جبین دریا میں بھولوں
کے غوطہ زن مشوقہ برفن کھڑی گلابینی گاشن جہاں کی ہمارے کر ہی ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ اے محبوب گلبوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ میں ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں گلبوش پہاڑ سے اتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا یا رگاہ میں لائے مقام صدر پر جا دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیوں صاحب تمہارا نام نامی واسم گرامی گیا ہے گلبوش نے منس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا تھا کہ جا کر شکر ایرج کو پامال کر دو پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اسکے سراسر خلاف ہوا اگر فتنہ کندہ کیسو و ذبیح فتح ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجالائیں تمہارا عیار ہمتر شاہویر شیر دل ہمارے پاس قید ہو اور کمیت و توسن و شمشیر کو میں ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا سمجھاتے ہوئے وہ نہیں مانتیں یہی اُنکا قول ہے کہ جو قتل کر دے اس کشاکش سے نجات پائیں ایرج نے کہا کہ ہماری فوشی یہ ہے کہ اُنکو بلواؤ گلبوش نے کہا کہ میں اُنکو بھی بلواتی ہوں اب بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہنچ گئی میں نے جا کر سب حال کہا وہ ان سے حکم ہوا تھا کہ ان چاروں کو قتل کر دو اور شکر ایرج پر جا کر وہ سحر کر دے اس سحر سے گھبرا کر مکمل جائیں اسی ارادے پر آئی تھی کہ سحر کو سخت کر دے مگر آپ کے اقبال نے دور مارا میری بدعت سے بچا یا قصد کیا تھا کہ سحر کر دے آپ کے سحر حسن میں بھنسی اب جو فرمائے بجالاؤں ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہو ہمیں زندگی دشوار ہو رہی ہے ہمارا دوست صادق و محب واقع ہو ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ ساحرہ کو ماروں اپنے آقا کا مرتبہ بڑھاؤں اُسی کے نہ ہونے سے ہمیں کوچ نہیں کیا ورنہ ہم برسر راہ ہیں صحرا کے گرداب نشا کا قصد کر آئندہ پروردگار کو اختیار ہو منظور ہو کہ اپنے کو صحرا کے گرداب نشان میں پہنچائیں کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلبوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہو وہاں کی گرمی آپ کے لشکر سے رُٹھیلی ایک ایک جھوٹا ہوا کا کرہ نار ہو ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم اگر موت ہم کو لے جاتی ہو تو ہم مجبور و ناجار ہیں یہ غیر ممکن ہے کہ ارادہ کرین اور رہجائیں ہمارا بچشم آگے جڑ گیا نہایت جوان صفت شکن ہو سپہ گری میں برفن ہو ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلبوش نے آنکھوں میں آنسو بھر کر عرضہ دراز تک ایرج کو سمجھایا ایرج نے نہ مانا آخر گلبوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ اے

ایرج نے نہ مانا آخر گلبوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ اے

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں ٹوٹے ہوئے زمین پر
آئے دیکھا سات کنیزیں زمین پر پوش ساٹے آئین گلبوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلبوش نے
کہا کہ اوی ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی
ہوگی وہ کریں گے اور انکو تاج و تاجہ صحرائے گرداب نشان پہنچائیں گے وہ جادوگر نیاں جو قید ہیں انکو لاؤ
اور شاہ پور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ پہنچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کنیزیں
پہلو سے نخل میں آ کے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزیں ایک
تخت پر سوار تینوں جادوگر نیاں کیت و توسن و شمشیر زبانون میں انکی سوزن سر جھٹکائے ہوئے
اور عیار قیہ سے راہ وہ بھی تخت پر بیٹھا ہو تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے
تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاہ پور کو گلے سے لگایا گلبوش نے عرض کی کہ آج کنیز جاہتی ہو
آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجئے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلبوش
نے ساتون کنیزوں کو اشارہ کیا ساتون کنیزیں پھر نے لگبیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے
دیکھا کہ ساتون کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہو مسدین قاعدے سے لگی ہیں
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سر گذشتن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہو قمریوں نے اپنے
آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشہ نہر کلان تھا وہاں بارگاہ ایرج استاد ہوئی ملازم جا بجا
اترے سردار صحرا میں ٹھلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دے توسن و
کیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہنی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے
حق میں بخوبی کیجئے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلبوش کو تمھارے مقارے میں اختیار ہو گلبوش نے
کہا کہ اوی کیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہو آج یہ سامان چلایا ہو جشن
قرار دیا ہو اگر ہفت پیکر کو خبر پہنچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہو کہ خبر پہنچے اس وقت تمام
صحرا میں روشنی ہو دن سے بہتر معلوم ہوتا ہو ایرج مقام صدر پر ایک طرف کیت اور ایک جا
توسن اور شمشیر پشت پر کیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور جنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا
جنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

<p>گلی پر پڑا جو دائہ شب بنم چٹاک گیا پھنستا نہیں جو دام سے غائر بھڑک گیا قاتل کو دیکھ تیغ بکفت دم بھڑک گیا ہشیار کون کون سا اگر ہلک گیا کو سون ہی رم گیا ہو چٹا کھڑک گیا رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا شاید کہ آشیانہ بلیل بھڑک گیا ہر کو چہ نسل صحن گاستان مہاک گیا جو منہ میں آیا عالم وحشت میں ہاک گیا</p>	<p>گر می سے اسکے رخ کی یہ گاشن دہاک گیا کا کل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا ریسر دل چاہتا ہو آپ گلارگر دن باڑھ سے آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا انتہری وحشتیں مرے آہو خصال کی مطبوع طبع بار نہ ہوگی شبیب بھی دی جان اسکے آتش گل سے کباب ہو نکلادہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل شاعر نہیں ہوں رنار میں مجنون عشق ہوں</p>
--	--

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ ارجح آ گئے
تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا ہے آہج
میں بیٹھی کھتی ہو کہ بروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زہر
پر ہو ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہو میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکو
کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اسکے کان میں کہا تھا کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو بیان ہو رہا ہو
اگر وہ خیال کر گیا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلو سے کوہ سے ایک ابرسیاہ اٹھا گلپوش
یہ کہہ اٹھی کہ کوئی آتا ہو ہفت پیکر کو خبر ہو گئی شمشیر ہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب ہو چکا
تلوار میں برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے ہو چکی شہرہ نیچہ پیدا ہوا تلوار کو ختم لیا جب کئی سی
تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر نیچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی پسب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر
نیچہ ابر پر مارا کئی نیچے کٹ کر گرے ایک نیچے نے آکر ہاتھ پر پھینکی ماری نیچہ ہاتھ سے شمشیر ہر بار
کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا نیچہ ابرسیاہ سے پیدا ہوا اسنے وہ نیچہ پکڑ لیا شمشیر کے
سر نیچہ مارا کہ شمشیر جو ہر بار کار کٹ کر زمین پر گرنا شمشیر کا کیت بہت شاق ہوا کیت بلند
ہو کر پیرا پیرا کے پودنی مرکب مشکین بن کر جاتے ہی کہ سبزہ ابر کو پامال کر دن کہ ایک جوان ابر سے
نکلا اہاں پیکر کہ ایک گھونٹہ منہ پر مارا کہ مرکب بقرار ہو گیا گھونٹہ مار کر شبت مرکب پر سوار ہوا

اس طرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر میں جا کر غائب ہوا اور آواز آئی کہ اسی گلیبوش رومال سے ہاتھ
 بانہ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا، اب گلیبوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے
 عرض کی کہ بڑی زیر دست ساحرہ آئی ہو شعلہ ابریار اسکا نام ہو، اب ہوش یاد دین اگر میرا سحر
 چلا تو اسکو جا کر مارتی ہوں ورنہ قدموں پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہنے لگے گھر سے پھولوں کے اپنے
 ہاتھوں سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گھر سے طرف ابر کے پھٹا سا رے طوق کو بھی دوڑا
 پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز
 ہونے لگے پتے مثل برق کے چکے شاخیں خمیدہ فخر بنگین ہزار ہا طائر آشیانوں سے نکلے
 زمزمہ سرائی کرنے لگے گلیبوش یہ حال دیکھ کر اڑی ابر میں جا کر غائب ہوئی بعد پھوٹے
 عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائر دن کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہیں
 پتے مثل رنگ مادقوق زرد ہو کر درختوں سے گرا چاہتے ہیں ہر نخل کے سائے میں پتوں کا
 آئینہ جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختوں سے گرتے ہیں زیر نخل انبار ہوتے ہاتے ہیں کیا ایک
 ابر سے گلیبوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہیں آ کے اپنے کام میں مصروف
 ہوں دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے لڑتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر گرے
 ہو کر گرم چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتوں کا گرنار کا طائر دن نے دھوم مچائی ایک
 عندلیب فرحت قریب پتوں سے نکلی بکار کر آواز دی کہ اسی ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

لوخ ویتی ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
 گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہے بہار
 رنگ اپنا پہلے گلشن میں جاتی ہے بہار
 باغ میں ہر سال آکر خاک اڑاتی ہے بہار
 ہوشیار دن کو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
 حیف ہو اکیلی برس کیا مفت جاتی ہے بہار
 صورت گل پیر ہن میں کب سمائی ہے بہار
 ہر برس آکر سیاہ رنگ لاتی ہے بہار

میں تو ہوں زندان میں اور دھو میں مچاتی ہے بہار
 کھل رہے ہیں غنچے و گل ہر طرح کے ہر طرف
 رفتہ رفتہ غنچے و گل پر تصرف کرتی ہے
 دھن ہر ماں کو نسا دیوانہ ہر دل سن رہی
 میں تو مجنون اذل ہوں میرا کیا مذکور ہے
 بلبل شہید ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
 آمد آمد اس گل رخسار کی ہے گلزار میں
 اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے کس کو چھوڑ کر

دیکھ لیں گے سال آئندہ اگر جیتے رہے

گل روانہ ہو گئے اور نہ جانے ہی بہار

اس طرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرائین اس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہار ہو گیا

وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختوں پر ڈال کر بلند ہوئے ابر میں ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر کھینچ کر

ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے

کہا ہی خنجر کو ہر مہر جہنم دیتی ہی برقیں چکتی ہیں اُن برقوں اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ

سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر دو دونوں ہاتھوں میں لپٹ گئے اور تخت سے

اُس ساحرہ کو اٹھایا خنجر کو ملک گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش

ہو گلیوش نے بڑھ کر چھو لی اُسکی اتھاری اپنے قبضے میں کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر

نکل اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ابرج پر خنجر برسے لگے کسی سوجانوں کے سر اُٹ گئے ابرج

نے پکار کر آزدی کہ او ملک گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سوجان مر چکے گلیوش سڑپ کر گری باؤد

خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارے

اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی بچے شہری طاہر ہوئے اُس خنجر سے لپٹے تھے مگر وہ

ستارے اُن پنجوں کو ہٹاتے ہیں گر بچے لپٹے جاتے ہیں ایک آواز آتی ہو کہ او گلیوش کیا غضب

کرتی ہو شعلہ ابر بار کو شاتی ہو یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہو گراں ستاروں نے کچھ نہ سنا خنجر گلے

پر آسکے پھیر دیا سرکٹ کر زمین پر گرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرنا ایک آواز آئی

سیاہ اٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سوجان لشکر ابرج کے جل گئے گلیوش

نے انگلیاں اپنی کاٹ کر فون آسمان پر پھینکا جب فون بلند ہوا تب آگ برسنامو قوت ہوئی اور

آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار چادو بوو گلیوش ہنستی ہوئی سامنے ابرج نو جوان کے

آئی انھیں سات ستاروں پر اشارہ کیا کہ او ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئیں فوب اگر گھیرا

کمیت گوشہ کوہ بر ہیوش پڑی ہو انتہائی زخم دار ہو اگر میں گھڑی بھراور نہ پہنچتی تو کمیت کا خاتمہ

ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملک گلیوش تمکو بلاتی ہیں ساتون ستارے جا کر بلاے کوہ پہنچے دیکھا

کمیت چادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخم دار ایک گوشہ میں ہیوش پڑی ہی ساتون

ستاروں نے کمیت کو اٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانگے دیے

بیکر کہ آواز دی کہ میں اٹھو زخم تمہارے اچھے ہوئے کیمت اٹھ بیٹھی یاؤں کو گلیوش کے پوسہ
 دیا کہ اے اے گلیوش کیا کہنا آج تھنے کا زمانہ سحر کا دکھا یا اتنی بڑی جادوگرئی کو مارا کہ ہفت بیکر کو بڑا
 قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیں کہ رازدار قتل ہوئی یہ اے سکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملک گلیوش
 ایرج کو ساتھ بیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں انکے لاشے اٹھواؤ لاشے سب
 اٹھوائے گئے اُس وقت دوبار میں سب گلیوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ اے گلیوش آج تھنے
 کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو شکر تباہ و برباد
 کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اے نور نظر تمہارے دادا جان تمہارے
 واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلین پیچھے ہٹو تو رسم کے لشکر سے مل جاؤ
 ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا ہمیشہ نور اللہ ہر
 آگے بڑھ گیا ہو وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کر گیا اب یہی بہتر و مناسب ہو کہ میں اپنے کو تباہ
 صحرا کے گرداب نشان ہو نچاؤں خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر برق میرے ساتھ ہو میں آگے
 بڑھوں صحرا کے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
 ساتھ جہینون رہے اُنکو ابھی تک صحرا کے بادانگیر کا پتہ نہیں لگا وہ صحرا کے بادانگیر میں
 پہنچیں اور ہم صحرا کے گرداب نشان میں پہنچ جائیں دادا جان کو فاسی طلسم میں آسانی ہو
 آج تک کئی سال کا زمانہ گزرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور اللہ ہر آگے گیا ہو وہ کشتی گزراؤ
 نشان لگائے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہہ کر چلے کہ ہم جا کر صحرا کے گرداب نشان کا
 پتہ لگاتے ہیں یہ کہہ کر دو دن عیا رحمت و جلال ہو کر تماشہ صحرا کے گرداب نشان میں چلے
 عمر و سنے راہ میں کہا کہ اے برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
 نے کہا کہ اے استاد میری جان تک آپس کے ساتھ ہو یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
 نے کہا کہ اے نور اللہ بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بن کر چپ قدم بڑھا تھا کہ عمر و سنے دیکھا آسمان
 پر ستارہ ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازین دیتا ہوا کہ میان برق آگے
 نہ بڑھتا دیکھو کیا رنگ ہو برق نے نگاہ اٹھائی تھی کہ طائر بعد جوش و خروشش یہ اشعار
 عاشقانہ پڑھنے لگا۔

<p>خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا خوار کرتا ہو اندرون کو سفلیں کو عزیز وقت فکر غم اگر آیا بناوٹ کا خیال کب عجب غم میں ڈوبا جکا تو حامی ہوا اس جینے میں بھی مہر دے رہا ہوا تھی گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مندر کے دیا دوسرا مجھ سے نہ ہو گا کوئی برگشتہ نصیب اب کہاں وہ ایڑ نامستوں کا وہ ہوق کہاں اب نہیں دل میں کہ ورت لہر حال ہو صفا</p>	<p>ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کہینا ہو گیا گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا ہر باب اُس کے لیے گویا سفینا ہو گیا عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا آسمان کو شے کا جکے ایک زینا ہو گیا کی محبت میں لے جس سے اُس کا کہینا ہو گیا ساقیا موقوف جب سے موم کا پیتا ہو گیا جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا</p>
<p>جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا عمر و لے دیکھا کہ وہ طائر تو بے پروا گر برق کو اٹھائے گیا عمر و نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا وہ پریشان اس کی جستجو میں چلے مگر برق متوج ہو اسے ہیوش ہو گیا نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہو اُس میں جلسہ آراستہ ہو ایک نازنین جادوگر مستزید پر بیٹھی ہو گرد البسین جلیسین جمع ہیں برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگر کی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھ کر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہاں چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرائے پُر آشوب ہو آشوب آدھوار میں یہاں تک حاکم ہوں برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکہ عالم میں نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا بیان دخل ہو اگر میں نہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب میں نے اطاعت کی اپنے خرد نگاروں میں مجھ کو رکھے آپ کے ساتھ رہوں گا بڑے شہر سے کام کر دینا شمع ایسی ڈھالتا ہوں کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ مہر پر شمع کے برقی تعلق رہی ہو کھانا خوب بچاتا ہوں لشکر صا جعفران میں عمر کی قدر ہو اور کوئی کسی کو نہیں بوجھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کر دین سے سوائیں نہیں دیتے جب کوئی عیاری کر کسی جادوگر کو راتو صا جعفران فرماتے ہیں کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبوں کا کونکر گزر رہے آشوب نے کہا کہ ای برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گزرے کہ وہ کاوشیں</p>	

کر رہے ہیں کل سرداران صاحبقران اسی فکر میں ہیں کہ لوح کا پتہ لگائیں آج تک لوح کا پتہ نہ لگا یوں ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہنچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائیں ورنہ طلسم میں پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ میں جا کر رستم کو پلٹا دوں گا رستم طلسم کشاے اصلی کہلانے میں ہم اٹھیں سے وعدہ کر کے چلے تھے کہ صحراے باد انگیز کا پتہ لگا دیں گے ہم نے کہا یہاں گرفتار ہو سے لیکن امیدوار ہوں کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالے آشوب نے کہا کہ اسی برق میں تمکو نوکر رکھ لوں گی اور قدرت سے وعدہ کر ادو نگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہیں کہ ہم انکا پیچھا نہ کریں گے برق نے کہا کہ اب میرے آپ کے بچتہ وعدہ ہوا ہی میں جا کر رستم کو پلٹاؤں گا اور یہ خبر سنناؤں گا کہ صحراے باد انگیز کا نشان نہیں ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ میں مقرر ہیں آپ کے پیو بچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپ کے پاس سے نکل جائیں گے سحر سے انکے حلت نہ جائیں گے بڑے بڑے ساحر جو انکے ساتھ ہیں ویسے یہاں کے ساحروں کی ٹونڈیاں اور غلام ہیں ادنے سحر میں دیوانے ہو جائیں گے ایک کمال تو میرا سینے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کروں کہ سب ساحر دیکھ کر خوش ہوں یہ کہہ کر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سینے

بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی ٹیٹھم

دور ساغ نہ ترے دور میں چسپتے دیکھا
دم کسی کا کبھی کا ہے کو نکلتے دیکھا
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا
کہک و طاووس نے شاید تمہیں چلتے دیکھا
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا
شبح کو شیر کی جربلی سے نہ ڈھلتے دیکھا
میخدی اک دن اُسے ہاتھوں میں ملتے دیکھا
دو قدم سر کو اک روز نہ چسپتے دیکھا

محبوب دل کو نہ زندوں کے پہلے دیکھا
حق بجانب ہو جو عش آگیا قاتل کو مرے
ہو گئی پیش صنم قفل دہن خاموشی
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کشت انجم کو نہ سر سبز کرے ابر بہار
آسمان کو نہیں منظور ہے مردوں کا فروغ
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
تو سے اس شوخ کے کہا دیتے ہیں تیلیہ امی رہا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بتیاب ہو گئی کہا غلام اب خست ہوتا ہے آشوب نے کہا کہ دی برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلٹا دون جب آنکو پلٹا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہو
 تو رستمی دیکھے یہ کہ کے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے میں آیا ہوا ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوتے
 ہیں کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اٹھا کے لیجانے لگے برق رستے قید نگاہی کہ ایک
 پتہ میں آدمی لکڑی میں اس طرح تقسیم کر کو حقوڑے ہی عصے میں شراب بانٹ کے چالیس کل بیان
 کنٹر الماس نگار امین مگر غوانی بھری سلیقے سے شراب بیکر آ یا سب نے کہا کہ حضور دیکھے کس
 سلیقے سے شراب لایا ہو کہ بیٹے واسے کا بھی دل لپچائے برق نے لا کر شراب کو رکھا پہلے چور ہی
 گھنگرو پانوں میں باندھے سامنے کھڑے ہو کر اس طور سے گت نا چاکا اہل محفل کی جبر ہی گت
 ہوئی سب تعریفیں کرنے لگے ایک کنیز شیرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ بیکر کہا
 ہو کہ سر پر جام سکے توڑے لے رہا ہو اور قطرہ نہیں گرتا ایسے کامل کہاں دیکھے خداوند بہ ہفت بیکر
 شیر کرتی برق نے اس کی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاضع ہو کر
 اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب فرما
 نا چنے میں جو لیا یار نے ہنس کر توڑا اہل محفل نے کیا اس پہنچا اور توڑا آسے سلسلے
 آٹھوب کے جھکا ایسی جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کہ نگاہ جو آٹھوب پر ڈالی آٹھوب ہنس پڑی
 ہنسنا اسکا برق کیلے رونا ہوا دندان گوہر شمس برق چلی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
 چلی گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آواز آئی کہ اے ملکہ عالم سے بڑا تعجب ہو کہ درم بکری میں
 عیار کے پھنسو برق دوڑ کر قدموں پر آٹھوب کے گرا کہا کہ اے ملکہ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
 کیون ٹوٹا آٹھوب نے کہا کہ اے برق تو نے شراب میں کوئی ایسی شے ملائی کہ باعث میری خرابی
 کا ہو تیری آنکھوں کے گردش کرنے پر میں ہنسی میرے بھر نے مجھ کو آگاہ کیا اب میں تیرے ہاتھ کی
 شل شیشہ چوکی اور شراب اٹھا کر لے گئے گئے اٹھوں نے چولی اوک رہے ہیں ڈاک رہے ہیں جو اٹھا
 وہ لڑکھڑاکہ گرا کئی ہزار جادوگر ہیوش ہوئے کوئی گجر کے دوڑا قریب ہنر کے ہو گیا ہنرین جو اپنا
 عکس دیکھا اپنے بھائی کے کے کو دیر اکوئی کنوین میں گرا ہر چیز کہ باتیں بنا کے برق نے پھر ایسا
 رنگ بجا یا کہ آٹھوب محی ہو گئی مگر اپنے ملازمین کو ہیوش دیکھ کر بہت بگڑی کہا کہ میں جبکہ ابھی تک
 کہ گئی قدر رستم نے ہی حکم بھیجا تھا کہ ظان جنگل میں برق پھر رہا ہو اے آٹھوب آؤ مجھ کو آگاہ

گرفتار کر کے سر اسکا کوہ زبر جدی پر روانہ کر دینے وہ باتیں کہیں کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار کو نہ قتل کروں برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھ پر ہریان ہوئیں آپ کی خدمت کرنے والوں کو ناگوار ہوا اٹھوں نے یہوشی ملائی کہ میرا غراز آپ کے سامنے نہ ہوا کہ برق نے باتیں بتائیں مگر آشوب سے نہ مانا کہا تو مسکار ہو مجھے دم دیتا ہو یہ لکھکر برق کو قید کیا لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو قید کو اس کے سپرد کیا اس نے اس کے برق کو رکھا مگر خواجہ عمر جو تلاش برق میں چلے تھے برق کے واسطے نہایت بقرار تھے کہ ایسا ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے وہاں لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ میں تجھے رہا کر کے نکال دوں برق نے کہا کہ کبھی ٹال کرو میں آشوب کو مار کر جاؤ نکلا بھی مجھے رہا کر دیا وہاں خواجہ پھرتے پھرتے ایک مہر امین پہونچے کہ گانے کی آواز کان میں آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے پر اس پانچ کنیرین کھڑی ہیں خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کنیرین سے پوچھا کہ اس قصر میں کون صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک کنیر نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا کہ میں ساحر خود سر نہ ہفت بیکر کئی دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں منزل مقصد تک نہیں پہونچتا نہیں معلوم قدرت کو کیا منظور ہو صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو میں نے آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہاں جنگل میں نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہو جب سانپ منہ مارتا ہو نیولہ لڑ کھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہو اسکی چمیان جا کر کھا لیتا ہو پھر جو شان و خروشان آکر لڑتا ہو دونوں بڑی دیر سے لڑ رہے ہیں ایک کنیر جست و چالاک اس نے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھیں کس مقام پر ہو خواجہ اس کو لگا کر لائے اسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیر ملے آکر کہا کہ اری نیلہ گل اندام تو یہاں ماری ماری پھرتی ہو ملک اور رنگ تنگو بچارتی ہیں خواجہ اندر گئے دیکھا کہ مکان نہایت لطیف سے آراستہ ہوا ایک ساحر نہایت کم سن سجدہ پر بیٹھی کچھ لکھا پڑھ رہا تھا شمار کر کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اسکا روانہ کر دینگی طریقے سے مستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہو کہ برق کی اس بہار پر قضا نہیں ہے میں جا کر اسکا گردن کہ ایک کنیر کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل میں لپکا کر اسکا سر کاٹے قدرت تقدیر تو کر دے میں مگر اسکا انجام نہیں بتاؤں یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کیز کو ساتھ لے لیجیے میری بہن قریب کو وہ دھان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی میں اب چکر بدلہ لون
اور رنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوئے اور رنگ کے ساتھ چلے یہاں آشوب
میٹھی کہ رہی ہو کہ کیوں صابو تھے ہمارے سحر کار رنگ دیکھا میں اور بات پر ہنسی تھی دانوں سے
برق چکی اُسے جام کو ڈرا ورنہ برق دم بھر میں خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا
بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال جیختی پھرتی ہیں اور لڑکھڑاکر نہروں
میں گرتی ہیں کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہیں اُترا وہی دمدم خمار بڑھتا
جاتا ہو کیزین عرض کرتی ہیں کہ حضور آپ کے تعاقب سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کر کے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلا وہ بہن یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر تخت نما مان ہوا دیکھا
اور رنگ تاجدار تخت پر سوار ہلو میں گل اندام کیز میٹھی بائیں ملکہ اور رنگ سے کرتی ہوئی
تخت آکر بیو نچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہاں آئیں اور رنگ نے عرض کی کہ
او مادر ہریان میرے سحر نے مجھ کو خبر دی کہ برق آپ کے یہاں پکڑ لیا گیا گل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسے قتل کیا ہو اور میں نے جواز رو سے سننا شناسی کے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر اُسکی قضا نہیں لہذا گل اندام کو دہیجے کہ یہ صحرائیں جا کر اُسکو
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ وہی لالہ رخسار برق کو لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام
ملکہ اور رنگ کی مصاحب بہن میں ایک دن آپ کے حکم سے برائے ملاقات ملکہ اور رنگ گئی
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورہ تھیں بے گوشے میں بیٹھی تائیں مار رہی ہیں آج تو
انکا گانا سینے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عمار کا
قتل ہونا مناسب نہیں لہذا گل اندام کا گانا ہوا اسی میں عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بت
منہیں کیں تو خواجہ نے طرف اور رنگ کے دیکھا اور رنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا
سننا خواجہ نے بشکل قبول کیا طنبورہ لیکر بیچ محفل میں بیٹھے ساز کو کھایا ساز سے بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمر و نے بالخان داؤدوی غنسل
عاشقانہ شروع کی۔

سزہ مست جانا ہو راہ عشق میں مغرور کا	ٹھوکرین کھانا ہو یاں سر قیصر و مغفور کا
--------------------------------------	---

گر مرے بخت سیم کا سامنا ہو جائیگا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا
جائے فون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہیں ام
دیکھنے والا ہوں اس رشک ببری کا اوی کلیم
دیکھ کر صورت تری پر یان کہیں پڑھ کر دود
وسے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٰ دوران جو آ
ساعہ سیمین سے زیب اس دست نگین کی ہو
خاک کر ڈالا جلا کر شمع روئے رنہ کو

رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شرب و بچور کا
اسی اجل مشتاق ہوں تب سے کنا رگور کا
آگ لگ اٹھے اگر بچا ہوا مدھن کا فور کا
پرتوہ تھا حسن کا جسکے تہلے طور کا
واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا
اسی اجل تو ہی مدار کیا اس رنجور کا
بہنچہ مر جان میں دستہ جڑو یا بلور کا
بعد مر دن خاک سے اٹھ گیا جگا نور کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ نے کہا اگل اندام آج تو تو نے مجھ کو
کہاں دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو میں قتل برق کی تیر تیرتاؤں اسکے قتل ہونے سے
عمر کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیار یان کرتا ہو کیسا ہی مقام پر آشوب ہو دن
گھس پڑتا ہو اور عیاری کرتا ہو اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک سرے میں آئین خواجہ نے
اور رنگ سے باتیں کرتے کرتے جناب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زمیں میں رکھا اور رنگ کی
شکل بنکر نکار کر آواز دی کہ خالہ اماں ذرا یہاں آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہو آشوب ہٹھک
کمرے میں آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہاں گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے
مکان پر بھیجا ہو کتاب ساعری سنگائی ہو دیکھو خالہ اندام قدیم مقدمہ قتل برق فرنگی کیا
فراتے ہیں اس حال کو صیب نے لکھا ہو یہ کہ کے باتیں کرنا شروع کیں کہا خالہ اماں گلوری تو
کہاؤ تمھارا ساتھ خشک ہو رہا ہو یہ کہ کے اپنے خالصان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری
کھلائی میک جو خلق سے آشوب کے اتری کیلچے میں آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری

میں کیا تھا عمر و نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا لفرہ عمر و
رنگ از رخ بختک بد اختر برم | اور مجلس خسروان جو گرم سانی
عمرم کہ کلاہ از سیم ہیر برم | تیغ و پیر و سب و ساغر برم
یہ سننے ہی آشوب دڑی کہ عمر و کو پکڑیوں لڑھکڑا کے گری بیہوش ہوئی عمر و نے اسکو بھی اٹھا کر
زمین میں رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قصہ تمثیل ہی میں

بھیجا ہو کتاب ساہری منگائی ہو کہ اس میں حال دیکھوں جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ خسار
 کہ جو برق پر ہریان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ اسی لالہ خسار برق کو باہر لاؤ اس سے
 کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ خسار نے کہا کہ اے ملک عالم وہ دشمن آپ کے خاندان کا
 ہو عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کر سکے میں نے سحر کر دیا ہے جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجھ کو
 خبر ہو چلیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب قصد کروں تو حال مخفی رہ سکتا ہو یہ
 شکر لالہ خسار نے برق کو تیر سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ یا کہ آشوب تیر سے قتل کی در پی ہیں
 برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہیں اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہو برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیا
 اٹھنا پلٹنا شروع کیں کل شراب میں بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
 اس کو بصورتی سے اس جام کو گریبان میں گرایا سب نے جانا کہ ملک کی گئیں اب برق نے
 کنیزوں کا دورہ باما ہا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلائی آپس میں سب دست درازیاں
 کرنے لگیں کوئی کسی کا دوپٹہ تو جیتی ہو کوئی گھبرا کے اٹھی اور کہا ساہری و چشمہ آتے
 ہیں دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہہ کر اٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہیں میں ان کی ٹانگ روک
 وہ بھی اس محفل میں آئیں یہ کہہ کر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی
 پکار رہی ہو کہ اے جان جان و اے آرام دل مشاقان کہاں تھے میں کئی دن سے تلاش میں تھی
 یہ کہ کے بیہوش ہوئی اس طرح ہر طرز و سب کنیزیں گرین اور گر کر بیہوش ہوئیں خواجہ و برق
 خنجر کھینچ کر کنیزوں کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اتار لیتے ہیں مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہو کسی کی
 انگلی ٹھیان اتارین کسی کے چھتے اتارے کسی کا ٹوٹے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضاے کار گلنار
 سر و قد مان آشوب کی اپنے بان میں بیٹھی ہو سامنے شکل سرو پر قمریان کو کو کر رہی ہیں دم
 محبت کا قدر محبوب کے بھر رہی ہیں کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ اے گلنار یہ سرو قد
 پوشیار ہو جاؤ جلد جا کر مدد کرو کہ عمرو و بھاری بیٹی کو قتل کیا جا رہا ہے عمرو نے حدیجہ کو قتل
 کیے گلنار گھبرا کر اٹھی اور ارق ساہری جھولی سے نکالے انکو جو دیکھا یہ تو طاہر ہوا کہ عہد و باغ میں
 قتل کر رہا ہو مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیا کر کے بلند ہوئی یہاں آفت برپا ہو رہی
 ایک گوشے میں ایک کنیز اٹھ کر بھاگی تھی اسکے پیچھے دوڑا جا کر اسکا پائون کاٹ لیا اس وقت

گلنار آکر پہنچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر کاٹا ہوا کپڑے اتار رہے ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا اور ساربان زادے تھامیری بیٹی کو کیا کیا یہ کہ کے زمین پر آئی زمین پر دو ہتھ مارا عمر و کے پانچون زمین نے مقام لیے گلنار کنیز دن کو جگانے لگی جو اٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مان کر بکارتی ہو جو اٹھی وہ روتی ہوئی اٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کہاں ہو خواجہ کہتے ہیں کہ میں بھوکا تھا کیا کیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کر دن خواجہ کہتے ہیں کہ خنجر مارے اسی کے سر پر پڑ گیا میں بچ جاؤنگا وہ میرے جسم میں پیوست ہو آپ کا حربہ نہ بہت ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہیں کہ کیا کر دن کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کرے گی بقیہ رہا ہو کر اپنے پیرا کرنے والے سے رجوع کی بیکار مٹھے کہ اوی کار ساز و ای بندہ فدا زحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچائے۔ لفظ

شد فدا و رشید و جان قربان مستان نمود
قد موزون گاہ مثل سر و درستان نمود
گمرہ راہ طریقت را رہ عسرفان نمود
ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
حق مہیا جملہ سامان بہرے سامان نمود

از حجاب جان چور و سے روشن آن جانان نمود
گاہ شکل گل بگزار جہان شد آشکار
از ہدایت کرد اندر و در دل روشن چراغ
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد
داد و فلس را حد انجینہ لعل و گمر

بقیہ رہا ہو کر خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی بکارتی ہوئی کہ اوی ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہو بیچے گلنار جو بیٹھی دیکھا کہ ایک نازمین سبزہ رنگ گال کالے کالے دوڑن گاون میں گلو رہاں ٹھسی ہوئیں پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایک جوتا کہیں رہ گیا ایک بانوں پر ہندہ اور ایک میں جوتا ہانپتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو بکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے میں کھڑی ہیں کہتی ہیں کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہیں دیتیں ایک دن وہ تھا کہ جتو جتو کہہ لیتی تھیں آج بات کا جواب نہیں دیتیں میرے ساتھ کیا غور اس ناگوارے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہیں ہیں یہاں بیٹھی ہیں آئیے بلالے جائیے گلنار نے جو یہ باتیں سنیں سینے سے عمر و کے اٹھی ساتھ اس کنیز کے چلی کنیز لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہیں منہ سے نہیں بولتیں

گلنار ارے بچی لکیر ملیٹی تھی کہ کنیر نے خجرا اور اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ برق	لقب ہر مرار برق خجرا	کہ استاد ہیں خواجہ نامدار	ٹپنے میں میں برق رفتار ہوں
کے کون سکار و غدار ہوں	دیر مکر پر سدا پھرا	کرون سیکڑوں کوں کی راہ	ارسطو سے ذمی علم شاگردی
چھلا وہ ہوں میں نام بھی برق	گلنار جو مری کنیرین بھاگ گئیں باغ سارا جل گیا عمر نے	تراپ سے مری جیج بہار نا	یزیر قدم غریب ہی شرق ہی

ایک گوشے میں آکر اورنگ اور آشوب کو زبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فقیہ دفع شبی دیکر آوارہ دی کہ اسی آشوب و اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہو اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمر و نے سمجھا یا آشوب نے عمر و سے اشارہ کیا کہ میں اطاعت اسلام قبول کرتی ہوں اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونوں مطیع اسلام ہوئیں دونوں نے بصدق جواب دیا خواجہ ہننے اطاعت اسلام بہ جان و دل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہیں اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشاکش کوٹری سختیاں میں اہل طلسم کی کجختیاں ہیں خواجہ نے دونوں کو رہا کیا دونوں کو ساتھ لیکر لشکر ایرج میں آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کیسے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمر و نے دونوں جا دو گریہوں کو پیش کیا کہا کہ وہ صحاح صاف ہوئے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہاں تک کنیر جانتی ہو وہاں تک رہبری کریگی اُن مقاموں پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کریں ایرج فوجان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلیں بخر دعائیت طو کین بانچوین منزل میں آکر اترے بارگاہ استاد کرائی ایک بارگاہ میں علیہ آشوب و اورنگ اُتریں گردشکر جا دو گریہوں کا پیراشام کو ایرج فوجان بارگاہ میں بیٹھے خواجہ ابھی تک خضت نہیں ہوئے سب سرداروں نے ایرج فوجان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گواہیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہو کچھ طلب کریں گے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائیں برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمر و نے کہا کہ میرے ہوش درست نہیں فرزنداروں نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابلی مرتبہ سود بھی نہیں پہنچا اُن لوگوں نے خط لکھے میں اسکا جواب کیا لکھوں اسکا کوئی جواب دینے والا نہیں اگر کچھ دلوائیں تو کیا عجب ہو

کہ دو چار شعر گادوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ
 شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت
 نہیں شاپور نے جا کر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپ کو
 سناتے ہیں ایرج خود اٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف
 لائے خواجہ منٹھ بچھلائے ہوئے نکلے فرمایا بھیجی کیا ہو ہمارے سونے کا وقت ہے ایرج
 نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلے صلاح دشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے پھر
 نے کہا کہ میں اب شکر میں آقا کے جاؤں گا میں یہاں نہ رہوں گا مجھے آپ حکومت کرتے
 ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت
 دربار میں آپ کی ضرورت ہو بشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتہین کرنے لگے
 کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقد ہی رکھیے ان
 منتوں سے مطلب نہیں نکلتا سبھوں نے اپنے اپنے موافق منگوا یا سامنے خواجہ کے رکھا
 تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

سرمگین چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا
 گردش ہفت فلک کو میں ہندو سما سمجھا
 جو رخصتی کا میں آسکے یہ بیفنا سمجھا
 سروکاشن کو ستار کا سما سمجھا
 جھم بن ایشو بخارا گزرا کہ صحر سمجھا
 امن کی دھڑکی کو پراسے کو غفٹ سمجھا
 سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا
 ماش کے چلے کو میں خاک کا بیت سمجھا
 خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا
 دار مصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا
 قطرہ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

عارض اُس رشک چمن کا گل غنا سمجھا
 کثرت خلق کو اس دہر کے سیلا سمجھا
 لکنت اُس طفل کی میں لکنت موسل سمجھا
 سب درختوں سے چمن کے جودہ موزوں سمجھا
 گل سوسن پہ ہوا دیدہ آہو کا گمان
 بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر
 لالہ دگل پہ گمان اُس رخ رنگین کا ہوا
 اُس سیاح پہ تصدیق جو کیا پڑ گئی جان
 شیفہ جب ترا پر یون کو بھی دیکھا میں نے
 بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
 گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں

خاند دوست سمجھ کر کیے کبھے کے طوات	قبس آہوے حرم کو سگ لیل سمجھا
دہ غنی ہوں کہ زرو سنگ برابر ہن بجھے	خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رہتا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اور بند	زناغ ابھی آیا نظر تو اسے عفا سمجھا

خواجہ گارہے ہن ابرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گارہے ہن اور لی
 نئے طور سے بیچارہے ہن سامعین محو ہو رہے ہن کہ تشکر مین آشوب کے ہنگامہ ہو اگر بارگاہ کے
 اندھیرا فوج غم و اہل نے گھیر کینزین جو نکل کر بھاگتی ہن جسے قدم خیمے سے نکالا منہ کے کھل گری
 آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کینزون کے سرکش کر کے فریاد فریاد کی صد مین
 بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھ کر دوڑی آ کے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا
 چھایا ہو برقیں کرک کرک کر رہی ہن کینزون کے لاشے لٹ رہے ہن بعض گھبرا کے بھاگین
 و خون کی آڑ مین چھپی ہن بعض غارون مین گرہن ایک عجب ہنگامہ ہی یہ ہنگامہ دیکھ کر ملک آشوب
 نے طرف آسمان کے دیکھا بکار کر آواز دی کہ اومکار مین نے پہچانا لے اب بچ یہ کہ کے جھولی پر
 ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے
 ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان ثبت بر ہزار ہا طائر بارگاہ مین
 منقارون مین دبائے ہوئے صحرائین آکر اول وہ طائر کلان اتر اُسکے بعد وہ سب چھوٹے
 طائر ہرون سے چاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار
 اٹھا لے کچھ کہتا ہی وہ طائر منقارون سے صحرا کو پاک کرتے ہن کہ پھر وہ طائر کلان اتر ہرون کو ہلانے
 لگا منقارے کچھ کہتا رہتا تھا ٹھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت دفقارے کی آواز آئی
 دیکھا سب نے کہ ایک زناحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت بڑ بڑھ کر
 ساحرا ہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت دفقارے بجتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہو
 قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اتر آشوب نے بکار کر آواز دی کہ اومکار اس ہنگامہ ڈالنے
 سے کیا نفع ہوا یہ جاننا تھا کہ کینزین شاہی موجود مین وہ ضرور سحر کرینگی ہم نے آخر کس واسطے اور کس
 دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے رکارون سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا نواز
 دیکھا نیگا شاہباز طائر در نے آواز دی کہ اومکار آشوب تنے بڑا غضب کیا شرک مسلمانان ہوئیں

مختارے بارے میں قدرت حکم قطعی دیکھنے میں کہ سرکاٹ کر اسکے بالاسے کوہ نہر جہدی لاؤ مین قدرت سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لانا ہوں یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کینزون کو انکے مقام پر آتا رہا اپنی بارگاہ میں روشنی کرائی خدمت امیرج نوجوان مین حاضر ہوئیں تمام کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طائر دربر اسے مقابلہ سرکار آیا ہو کینز اس سے لڑیگی عمر و نے آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اسے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب یہ کہ کے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئیں خواجہ برقی کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا کھلا لاخود بصورت آشوب اور برقی کو بصورت اورنگ نمایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوئے لشکر مین اگر داخل ہوئے ہر کارون نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہباز نے چنر وزیر دن اور امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمر و پہنچے تھے کہ دیکھا وزیر و امرا آکر پہنچے یہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاستے ہیں عقاب کچ باز کہ شاہباز کا وزیر ہو اسے راہ میں پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور بسب ساتھ رہتے تھے عمر و نے جاکر ہمارے ملک میں ایسی قیامت برپا کی کہ سوائے ساتھ آنے کے کچھ نہیں بچا شاہباز نے سحر کیا میں انکی خدمت میں حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونوں نے آپس میں صلح کی کہ جیل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہو اس سے مل کر لشکر نبیرہ ستم کو تباہ و برباد کریں صحرائے گرداب نشان تک نہ جانے دیں اگر یہ لوگ صحرائے گرداب نشان میں پہنچے ہر جہد کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جہنم نہ دلی عقاب ملکہ آشوب سے باتیں کرنا ہوا سر پا کو دیکھ کر کھٹکا ہو بھی سوچتا ہو کہ یہ دونوں شہریاب نبیرہ طلسم کشا ہوئیں پھر کیا سمجھ کے آئیں پہلے نہ سوچیں کہ ہفت پیکر سے دشمنی کر کے کہاں رہیں گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ ہزار فوج سے بھرے ہیں جہن اپنے مقام سے نکل پڑیگا اگر کروں مسلمان ہونگے تو ملوہ کر کے مشاد یگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہیں ہو یہ تو نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہو مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کر نیکی انکا ساتھ رہنا بہتر نہیں ہوا نگو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا اگر شاہباز سے
سب دلیلیں بیان کیں کہ او شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیجے ایسا
نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب وادورنگ
نقلی آکر ہو چئیں شاہباز کو اگر سلام کیا شاہباز بردارے تعظیم اٹھا کہا کہ او ملکہ اگر تم نہ روکتیں
تو ایک سحر میں لشکر غیرہ طلمس کشاکشا کا خاتمہ عقابین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا طلمس کشا
جاؤ مگنا سب کو گرفتار کر لاؤ لگا بھاری کیا صلاح ہو آشوب لے کہا کہ میرے نزدیک تو اس میں
فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر یہ سحر کرین غیرہ طلمس کشاکش کو گرفتار کرین بی گلیوش کا گرفتار
کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان
سیہیں ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں
مگر آشوب خاموش بیٹھ ہی کہ شاہباز نے کہا کہ کیوں ملکہ عالم کیا لالچ کا نام تھا کہ ناپسند ہو آشوب
نے منہ پھٹا کے کہا یہ کائنات بے تال ہو اسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو
یہ سنکر ملکہ آشوب سارندون کے سامنے آ بیٹھیں کہا کہ بی کائنات سنو یہ کہلے یہ غزل شروع کی نظم

نقط حیلہ تھا در کمر کا صندل کا بہانا تھا
سرھانا پائنتی تھا پائنتی میرا سرھانا تھا
مقابل آئینہ تھا ہاتھ میں کا فر کے شانہ تھا
موا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا
ہوا حیر انگنی کا شوق جبکہ میں نشانا تھا
مجھے دیوانہ کرنا تھا یہی تجھ کو بنانا تھا
یہ اپنا خانہ دل بھی کبھی آئینہ خانہ تھا
تراجر چاہتا تھا ہر محفل میں تیرا ہی فسانہ تھا
اُن آنکھوں سے تجھے بیمار آنکھیں کیا لڑا تھا
مزاج اپنا لڑکپن میں بھی اوست عاشقانہ تھا
یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانہ تھا

حقیقت میں اُسے منظور خاطر بیان نہ آتا تھا
شب فرقت میں یہ حالت رہی بیتابی دل سے
نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی
جو مرجاؤں تو لوح قبر پر میری یہ کھروانا
ہمیشہ سے ہرٹ ہوں ناوک مرثکان خوبان کا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صنایع عالم کو
بھری رہتی تھیں اس میں صورتیں آئینہ و یونگی
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہیں پایا
بڑھا یا کیون مرض اپنا کیا کیا تو نے اوزر
دل سے الفت روئے حسینان آئین گل میں ہو
چھڑایا نہ ہم سے آسمان نے اُسکا دروڑ نہ

اس طور سے یہ غول آشوب نقلی نے گائی کہ گائے ہاتھ جو منے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہوں تو نقل بھی آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اٹھنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور آشوب میں یہ کہاں کہاں شراب میں بیہوشی رہیجے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی عنایت ہو آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کر کے کہا کہ بیٹا بیہوشیا رہنا ہم تم دونوں بلا میں پھنسے دیکھیے کیونکہ زمین برق بھی بیہوشیا رہو گے بیٹھا خواجہ اس جام کو بے اندیشہ انجام لی گئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے کھایا وہ دافع دارو سے بیہوشی تھا یا تو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف تھا کئی جام عمر و نے یوں ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہو کہ بیہوشی تاثر نہیں کرتی عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اسکے بیرون نے اسکو بچا یا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہہ اٹھی کہ اسی شاہباز تم شب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات نہیں کنارے تک آگاہ کر دین اس طور سے تدبیر کرو گے تو تارہ لشکر طلسم کشا ہو چنچا کچھ باتیں ہو شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرنا ہو مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اسی شاہباز رات کو جادو گر نیاں طلبہ پھرتی ہیں جو سحر کرنے کے جادو گر نیاں کامل و اکمل ہیں گلیوش بلا سے روز گارہ ضرور دفع سحر کر دے گی دن کو سحر کرو یہ باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہو اسکو منع کرو کہ ہم تجھے میں باتیں کر رہے ہیں یہاں نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقہ کندہ کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز کو اٹھا کر نادر زنبیل کیا مٹھ پر ہاتھ پیر شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ اے وزیر اعظم یہاں آؤ کچھ کہنا ہو عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں نے اسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہو ایسا ہونے لگا شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اسے سر نکالا عقاب اس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو بھی حلقہ کندہ کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نادر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل میں شک آگیا ہو اتنے عرصے میں برق نے اور
 سب پر رنگ جایا شراب کا چرچ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لو صابو بیو ہم بھی پین گے
 پہلے جام سادہ آپ پہاچر آغشته بدارو سے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
 نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جایا دست درازیاں آپس میں
 ہو رہی ہیں عمرو نے آتے ہی سکو لگا را وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے اٹھ اٹھ کر گئے بیہوش ہوئے
 خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان میں سوزن دی سب کو مستونوں سے باندھا شاہباز و عقاب
 کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
 پروردگار عالم کی کہ میں نے تجھ کو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اس
 پروردگار کو مسجد کرو کہ جس نے ایک کاہر کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اس
 مسجد کو مسجد کرو کہ جس نے تلو قطرہ بخش سے پیدا کیا یہ غرور دماغ میں بھرا بھرا ارادہ تھا کہ ہجو گرفتار کرو
 بنے تلو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ابرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالو نگاہتاری
 فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ابرج نوجوان کے قتل کرو نگاہتاری لوٹ لو نگاہتاری دیکھا ہو کہ سب
 سردار میرے گرفتار ہوئے اب میں کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ میں صدق دل سے
 متواری اطاعت کرتا ہوں عمرو نے ایک کوڑا مارا تا زیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
 شاہباز ہلاک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
 کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہ سمجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے رنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
 قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ میں بصدق مطیع اسلام ہوتا ہوں شیر بیشہ صاحب قدرتی کو
 تا چھرا سے گرداب نشان ہو بچاؤ نگاہتاری دیکھا کہ پشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
 سوزن نکالی شاہباز قدموں پر گرا خواجہ نے سر پہنے سے لگایا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
 شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اے شاہباز میں بہت
 قرضدار ہوں ادائی سود میں مجبور و ناچار ہوں شاہباز نے کئی صندوقے جواہرات کے حاضر
 خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب جلو خدمت میں ابرج نوجوان کی برق سے کہا کہ حاکم
 ابرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت میں آتا ہو اسکے استقبال کو آشوب

د اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کر دے برقی نے جا کر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
 چہرہ سرخ ہو گیا آشوب و اورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
 شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جانے ہی تمہاری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاید یہی کہ
 رہا ہو کہ یہ بائین قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جانے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا
 آشوب اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحروں کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھریں بیٹھا
 گرد آڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس سپاہی معجب تخت کو گھرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ
 لاکھ ساحروں کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کھڑا ملائے آشوب
 سے بنگلیہ ہوا خواجہ ساتھ میں سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو بلوایا یہ اعزاز و اکرام
 تمام اگر آگاہ ایرج میں پہنچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
 تخت پر بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بیٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
 کوچ کریں یہ وادی روگستان مشہور ہے یہاں وحالی میں ایک پہلوان رہتا ہے مشہور و صحرانشین اسکا
 نام ہے اگر اسکو خبر پہنچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئینکا ایرج نے کہا کہ ہم اسے خود پیغام نہ
 بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہے مگر وہ نہایت زبردست ہے غلام کو خوف یہ معلوم
 ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف ہو پئے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہے تم خود جا کر
 اسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منہ سے
 نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دے دیں شاہباز اسی وقت پروردگار پیدا کر کے قیام مشہور
 صحرانشین اپنے بیٹے میں بیٹھا ہو چار سپاہیوں حاضر ہیں کہ ہر کاروں نے اسکو خبر پہنچائی
 عرض کی کہ اسی پہلوان دوران وادی کہستم زمان آپ کی وحالی میں آکر غیرۃ صاحبقران خود کش ہوا
 قدرت سے شاہباز کو یہ حکم دیکر وہ اندکھا کہ جا کر غیرۃ حمزہ کو گرفتار کر دے اگر آکر آتا تھا غمرو سنے
 اسکو عیاری کر کے ایسا تیغ کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہنچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے
 حضور کے حالی سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرانشین نے ایک چیمڑی ڈیڑھ لاکھ کو
 کشتی گیر لنگر لٹکانے ہوئے آواز دینے لگا کہ کی شکست حاضر ہوئے عرض کی کہ ارشاد ہوتا ہے
 کہا جاتا ہے براہ گیت نہ ہمارا درست کر دے ہم مقابلے میں غیرۃ طلسم کشا کے جائیں گے یہ نہ کہ تھا

کہ آسمان پر برقی چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر در آکر پہونچا اس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب
خداوند کیونکر آیکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہوں کہ فیرہ رستم بعد
شوکت و چشم آپ کے بیٹے سے گزرا چاہتا ہو میں نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کر لی اب آپ کو اختیار ہو ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہو اسکو بھی پہلوانی کا دھوکا
ہے لہذا کا نوا سا ہو مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہو کئی مرتبہ لٹا کو شکست دیکھا جہاں پایا بہتر
جا پڑا لہذا اس جوان سے جان بچاتے ہیں طرما سب ایسا جوان بیٹا طماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اسکو زیر کیا انہار دار بنایا مشہور نے دیکھ کر آواز دی کہ طرما سب و طماس ایسے میرے
چیلے ہیں چالیس کو س کے گرد میں کسی کی مجال نہیں کہ آج تک اکھڑا کھو دتا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہیں ان لوگوں نے دس دس برس مشقت کی اسکے بعد اکھڑا کھو دا
استاد بنے بیٹھے میں نے جا کر کسی کو دوہر میں زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر الجھا شام
ہوئے ہوتے زیر کر لیا کیا فیرہ رستم ان سب سے زیادہ ہو شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہیں حاصل ہوتی اب آپ مقابلے میں آئینگے تو اس شہریار کا جاہ و جلال دیکھیں گے
میں تو اس شہریار کا غلام ہوں دل و جان سے میں نے اطاعت کی تمہیں خبر کرنے آیا ہوں
میں نے تو تابعداری اختیار کی میں خیران ہوں کہ یہ طلسم کشا نہیں ہیں انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر و دون مقابلے میں نہ ٹھہر سکا رات کو آیدن کو خدمت میں پہونچا مشہور
نے کہا کہ میں فوراً آتا ہوں آکے اس جوان کا دورہ دیکھتا ہوں کہ کس رنگ پر ہو کیا خیال ہو
کیسا جاہ و جلال ہو شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرائین اسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زیر دست بارہ جودہ ہزار اسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کو در
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریب کے قریب اترتا ہو زمیندار سے وہاں کے
کہلا بھیجتا ہو کہ آج مایدلت کو فروکش ہونے میں دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو آؤ
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکھ حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گائون
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہو بیان شاہباز نے آکر
ایرج نو جوان سے اسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہو

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود دہنیں جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہو مدت سے وہ یہاں رہتا ہی سیکڑوں قریب اُسے قبضے میں کر لے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے فریاد کی تو اُن لوگوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا تو اُن نے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرائے گرد اڑی دیکھا کہ مشہور صحرائے نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہنچی بارگاہین چمکڑوں پر لدی ہوئیں اس کو دُفر سے آکر پہنچا بارگاہ استاد ہوئی پہلوان جا بجا اترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر کے چھانٹے جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے شاہ پور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی افضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاہ پور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہہ دو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ علیحدہ رہیں کوئی صاحب ساتھ نہ جائیں شاہ پور نے لشکر میں حکم پہنچایا ایرج فوجوں نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحران کس قدر ہے و قلعہ نگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحرین شاہ پور نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہو ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہی تھا غلام کافی ہو ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہو مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہباز طائر درختے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں مشہور ہو کہ مشہور صحرائے نشین و ایرج فوجوں سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہلڑ کر رہے ہیں ملا زمان ایرج کو انشاء کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکثاف میں مشہور ہو چار پہرات ہی ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان خیار و شمع ہمراہ میدان چنچ زبردستی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دو ذون لشکر میدان کارزار میں آکر پہنچے صفوں حلال و قتال آراستہ ہو کر نقیبوں نے نقابت کی کرگیت کو کا کمر ہٹے کہ مشہور صحرائے نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسب تازی جو گان بازی دکھلا کر آوازی کہ ای فرقہ خدایا پستان و دیو زہرستان حکومتنا
مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں سوائے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج نے گرہ بن شہر کو
صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسبا مرکب حبیل کوہ سرین و کوہ کفل کے
میں سونے کی ہیکل تھوختی مثل غنچہ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چھوڑ کر تار ہوا
بقول مصنف صفت اسب تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر و صفت تو سن رقم کیا کون	کہ شیر یز خاے کا پانگ ہو	ملا ہو عجب رنگ شکلیں اسے
اسی سے لقب اسکا شیرنگ ہو	تڑپتا ہو میدان میں سیا شاہ	صبا نام رکھوں تو شیرنگ ہو
ہزارا کھل ہو پنجہ بے مثال	قدم با قدم داخل جنگ ہو	قدم کی روانی کو دریا لکھوں
وہ کوہ گر ان ہو پہ پانگ ہو	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت ترنگ ہو

تین ٹھیکوں میں گھوڑا سامنے مشہور کے آکر ہو بنیا آپس میں نکا و رزق ہو سے ٹین قدم گرہ بن
افقر اور پانچ قدم گیند مشہور کا پیچھے شاہاب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سلسلے آیا مشہور کی ٹنگا
آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ واریان مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکارا ٹھاکا ایوان پیری تلوار
کا بار تھم سے نہ آٹھیکا یہ محکوبات ہو کہ تو من جلا ہی سر کو پھیل پر رکھا موت کا مڑا جیکھا تیب ماہیت
کے مقابلے میں آیا بس ہٹ جانیں نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اس قدر
غرور کرتا ہو شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہیں مار کر یا لات و منات پر لعنت کر اور ہفت پیکر
سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت گرا گیند اٹھا کہ
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ششتر
چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور
مثل اب کے گڑ گڑایا آوازی کہ ایوان تو نے غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے
میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ مید رنغ ہو حلال حمات مردان عالم اسکا نام ہو یہ مشہور خاص عام
ہو اگر ہیاڑ پر لہو ماروں تا یہ بیخ کاٹوں صد باہلو ان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں
اب اپنے کو سچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ تمام انتقام سے کھینچا حیات ثابت تھا کہ اژدہ
غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مطلوبان کون یا ابر بھٹا برق جنت مدہ مکھی

خبردار خبردار کہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغ دو دم سکندری کو نیام سے کھینچا
 تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی یہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا
 مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈال دیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونوں پہلے ہوئے
 زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہاں مشہور پکڑ لیا تا ہوا ایرج
 تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پا کر ملا تے ہیں دو چار گھنٹے ایسے دیتے ہیں کہ زہر پاؤ
 بارہ ہو جاتی ہو بیشیانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں اچھ اچھ کے مشہور ایرج کو جو ان سے شام
 تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزاد ہو گیا جبکہ شہنشاہ زمین پوش نے زوجہ و تالیان سے شکست
 کھائی قلعہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا مشہور نے نوراً ایرج کو جو ان کو چھوڑ دیا ایرج نے ٹھیک
 ہاتھ بھٹا مارا یا کہ کیا ارادہ ہو مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہو گا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
 عیش و آرام کے ہوا ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے کہ رات سے فیصلہ کیے نہیں بلکہ پہلے
 زیر کر لیا یا ہم تجھے غالب آئیں گے تب میدان سے نہیں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز راستہ کو
 مقابلہ نہ کروں گا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سیر و شہر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
 آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی میں عرصہ ہو گا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح
 مقابلہ نہ کروں گا اب ہلٹ ہی جانا بہتر ہو کل صبح کو میدان میں آنا نیزہ و شمشیر تیس میں چلا گیا ہر دو
 ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینٹ سے بر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جا کر کھلا
 بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا بیٹھ کر دے لگا
 آنکھیں روئے روئے سرخ ہو گئیں عمار اسکا بیان شہید ہو بھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
 باہر میں آنا کیلئے اندر میں پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عمار آپ کا حاضر ہو امیدوار ہوں کہ
 بارگاہ ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیج بیان شہید و اندر آتا تھے بڑے پہلوان کا اس
 حال میں دیکھا کہ آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہی بیان شہید دے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی
 کہ میں حضور کو نہایت متروک پانا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر بخیر
 کہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ اسی بار و فادار میں پر ابے مقابلہ بنیرہ مستم میدان میں گیا
 وہ کل فنون سپاہ گری میں مجھ غالب ہو شام کے ہوئے ہی میں پلٹ کر آیا کہ وہاں شہنشاہ

کہ عیار میرا پیمان شہگرد موجود ہو کچھ فکر کر گیا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑا میں اسکو قتل کروں اس کے خون سے ہاتھ بھرون اور پیمان ہو سکتا ہو کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے میں دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجیب سے مقابلہ کیا دن بھر الجھ الجھ کے لڑے وہ بیچ آپ کے جو پہلو انون پر بندھے ایرج کے سامنے وہ بیچ بھی آپ نے نہیں کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ایرج طرار دیکھنے میں وہ جوان ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے رکھتا ہو معشوق وضع ہو مگر دور آسمین کوٹ کوٹ کر بھرا ہو اس وجہ سے وہ بیچ اسپر نہ بندھ سکے ہی مجکو فون ہو کل کا اسٹے وعدہ لیا ہو اب اگر مقابلہ پڑ گیا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالے گا میں اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گا ایسے سخت بیچ باز تھا ہو کہ جبکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہو عیار اٹھایا تھا سے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیف کی شکل بنا لشکر ایرج میں آیا پھر نے لگا ہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے انھوں نے جو بڑھیا کو آنے دیکھا کہ کمر میں خم چھریان پڑی ہو میں مگر جلدی چلی آتی ہو برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار سکار ہو چھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر میں پھرتی ہو برق کو دیکھ کر پیمان گھبرا گیا نام تو سنتا تھا کہ برق بلا سے روزگار ہو برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر میں پھر رہی ہو پیمان نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سواروں میں لا کر ہو کئی دن سے گھر نہیں گیا میں اسے دیکھنے آئی ہوں برق نے کہا کہ کس رسالے میں ہو پیمان گھبرا کر کہا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤں کہنا بیٹا میں نہیں جانتی برق نے کہا کہ چلو میں تلاش کر دوں بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہیں جیسے ہی بڑھیا اُدھر چلی برق نے حلقے کندہ کے ارے پیمان لے سیک ہو کہ جست کی حلقہ ہاے کندہ سے دور جا کر گر برق نے آواز دی کہ او سکار کہاں جانا ہو پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل میں پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروشن بنکر طرف لشکر کے چلا پیمان برق اسکو بھگا کر باٹھا تھا کہ راہ میں شاہ پور سے ملاقات ہوئی شاہ پور نے پوچھا کہ ہتر صاحب کس تلاش میں گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار ہتر سے آقا کی تلاش میں آیا تھا میں نے اسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو بھر حلقہ کر گیا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ مشہور کا عیار ہو وہ عاجز ہو کر گیا تھا اسی نے عیار کو بھیجا ہو شاہ پور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آکے پیمان پھر لشکر میں داخل ہوا جا بجا دوکانوں پر ٹھہرنا ہوا آنا ہو پستہ لوگوں سے پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج برآیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روٹی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمہارے کیا کرتے ہیں ہمارا مال وہاں بکوا بیٹے تو آپ لوگوں کی بھی خدمتگزار کی کریں ایک خدمتگار نے کہا کہ میں کیدان کے پاس تھیں لے چلو لگا دس پانچ تو لے ایک جائیگا اس خدمتگار کے ساتھ پیمان چلا دوکانوں کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر پیمان نے حلقے کند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگاروں میں لکڑا نہ رہو پیمان بھر بیٹھ اٹھ کے اسنے کاٹا شام کو جب چپی پر تقسیم ہونے لگے تو اسنے جھار سے کہا کہ آج چپی پر میرا ہر ہوتی تین خدمتگار اور جو حکام قرار پایا چپی پر ایرج کی آماجہ دیکھ رات زیادہ آئی تو اسنے گلوں میں کھلا کر تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اٹھا کچھ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر داغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی داغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں اور دو حلقوں سے گردن دگر باندھ کر پشتارہ باندھا چادر عساری میں باندھ کر اب حیران ہو کہ کس طرف سے نکلےں طلالتے کی آواز کان میں آتی ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں باتیں کرنے کی آواز آتی ہو آخر ہیلوے بارگاہ پر آکے سراپا جاک کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا جلا اگر کہیں طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہیں بیٹھ گیا کہیں لیٹ گیا کہیں دوڑ کے جلا کہیں ٹھہر گیا اس طرح بیٹھا آٹھنا جاتا ہوا شاہ پور اپنے خیمے میں پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سو جا کہ برق نے نمکو آگاہ کیا تھا تنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہیں گے کہ اسی شاہ پور پڑا افسوس ہو بننے سے کہہ دیا تھا تنے انتظام نہ کیا یہ سوچ کر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ بھر رہا ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں شاہ پور نے بکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہو نگہبانوں نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہیں جی میں کہتا ہوں کہ اسی شاہ پور نگہبان ہوا شاہ پور بیٹھے ہیں پھر باعث تردد کیا ہو پھر خیال میں آیا کہ جل کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ میں آیا دیکھا کہ اندھیرا بڑا ہو پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھر گیا بکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہیں ہیں

چند شاگرد شاہ پور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاہ پور جو گرد بارگاہ کے پھر ایک مقام
 پر سرانچے چاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا بیان لشکر سے نکل چکا تھا شاہ پور نے دور سے
 دیکھا کہ ایک سپاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خیال میں آیا کہ لشکاروں پھر سو چاک اسکے
 پیچھے چلو آگے آگے بیان جاتا ہو پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاہ پور چلا آتا ہو بیان مشہور
 رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ رنگ کی آواز کان میں آئی خود کھڑا
 ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بیان پشتارہ بدوش آتا ہو چاکر پوچھا کہ ایسی بیان
 شیر پارو باد عرض کی حضور ایرج کو یہ مشہور ہے بیان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاہ پور
 شکل حلاہ ہو گیا اور خادم و خدنگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں ہلکا ہو گیا
 کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے
 کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکہ میں گرفتار کر کے لا ہوں یہ ہوشیار
 ہونے ہی آفت پر پکڑ گیا آہنگروں کو لگے آئے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو سلسل و مطلق کیا
 اس ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جان کھلی خانہ ذخیر میں غل ہوا ایرج تل کر کے آئے شہر آئے
 مشہور کو یہ بیٹھے دیکھا بہ طریق اہل اسطلام سلام کیا اور چاکر آواز دی کہ اوٹا مرد دران ظالم
 کو ہر وقت عیار کے گرفتار کر آیا ہو تیج سے ہو سکے حضور نے کہ مشہور نے چاکر آواز دی کہ اسکو
 جلا دھاڑو شاہ پور جمیع سے نکلا خیر بہرہ ملا تا ہوا چاکر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی
 قتل کروں ایرج نے کلیات صفت و نسبت کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسے ہکا
 سر کاٹ دے یہ خاموش نہیں ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہی کچھ اسکو خوف جان نہیں ایرج سے کہا کہ
 مردان عالم حرف سے کب ڈرتے ہیں شاہ پور نے ہکا کر آواز دی کہ ذرا اوٹو اوٹو اور خود دیکھ ایرج
 نے جلا دے آنکھ والی بیان گئے کہ میرا عیار آگیا شاہ پور نے جھپٹ کر گریں پر کوئلے کا خطا
 شاہنگین لگا لئے لگا آواز دیا کہ ای افسر سچ کہ حکم دیکھے آپ کا جو حکم لے ہاتھ ماروں کہ سر
 اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاہ پور نے بڑھ کر خیر مارا ایرج نے دوڑوں
 اتنا آواز سے تھک کر کئی ایرج نو جوان لے نذر کیا۔

اگر وہ باز رفتی از قیام فلان میری

بر سر درختا طاف کو خاست من

ایک نام نہاد خوب توں بہت

چند شمشیر شان جمع ہو کر

خانہ تارک تنگ بستہ زیرِ نخل
 بشکونم این بند را وقت جنون بہشت
 قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

بھینک دیا شاہ پور نے نیچے ہاتھ میں دیا ایرج جو ان مصروف جنگ بنوے مستہو بھی اپنے مقام سے اٹھا لگا رہا ہوا کہ ایوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ نہ چھوڑ دنگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامہ دکر سے قید کیا یا اُسیر یہ غور مشہور نے طرف پیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردوں کو بلا کندہ دن میں اسکو گرفتار کریں پیمان جیت کر کے چلا تھا کہ شاہ پور سردار ہوا شاہ پور اور پیمان سے نیچے چلنے لگا کئی حلقے کندہ کے پیمان نے شاہ پور پر بارے شاہ پور نے حلقے فخر سے کاٹے آخر اس نے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہو شاہ پور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہو یہ فقرے ہمارے گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا جا رہا ہے بشت پر حریف آگیا پیمان پٹا شاہ پور شیر دل نے نیچے مارا کہ سر پیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی پیمان بھاگا شاہ پور نے جو اتنی حملت پائی فوراً جیت کر کے باہر نکلا شکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار دیپیل شاہ پور نے آواز دی کہ یار و خبر کو آقا لکھ گھرے میں سات ہزار سوار لیکر شاہماز طاہر دور آ پڑا ایرج نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہماز جو سات ہزار جو ان لیکر آیا آئے کے ساتھ ہی گرام مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ پر آکر گرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہماز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر ٹکڑے پھرتے ہیں مشہور دیوانہ دار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہنچا ایرج نے لگا مارا اُس نے بڑھ کر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یار و نکل چلو یہ جو ان زور میں بھی بے نظیر ہو فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہو بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے سچا نہ کیا بارگاہیوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و سیلاب لوٹ کے بفتح و فیروزی چلے داخل لشکر بنوے مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالائے کوہ زبرجدی جاتا ہوں خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک سحر میں ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخمی دوسرے فوج ہوتا کپڑے تمام

فون آلود صحرائوں کو طو کر کے زیرِ کوہِ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہو جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہو پوچھتا ہو کہ ای پہلوانِ دورانِ دایِ گرِ شایبِ جہانِ نمک کسے زخمی کیا ہو کتنا ہو کہ بارود کیا کہوں عجب آفت میں ہوں قدرت کو کچھ فکر نہیں اہلِ طلسم کے بچنے کا ذکر نہیں طلسم کش کا ہن بدن زور بڑھتا جاتا ہو یہ پوتا طلسم کشا کا جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہو ساحرِ بارہ غیرِ ساحر کم خود بہادر چھ ایسے دیو سے مقابلہ کیا میں اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا اس کے عیار نے اسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ میں زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہوں ہے کتنا سستا بمشکل بالائے کوہِ زبرجدی آیا لقو بر سنگی بائیں کر رہی ہو بچار کر آواز دی کہ باضیہ سوائے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہو پوتا طلسم کشا کا اس والی صحرا سے عشرت خیز تک آگیا غلامِ زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا لقو بر نے آواز دی اپنے ملک میں جاؤ مددگار پہونچ گیا نبیرہ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس والی میں قدم نہ رکھ گیا جبرِ ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھوں نے یہ زور اُسکے شکنجے میں اُسپر نبیرہ طلسم کشا اپنے عظم و شان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجوں کہ جو چاکر زمین ہلا دے مگر تو اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہو وہاں لوگ گھیر لیتے ہیں آخر جان بچا کے بھاگا ایک لفظ میں سب کو آگاہ کرتا ہو کہ بارو میں زخمی ہوا میں نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہو کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہو یہ کتنا ہوا مجمع عام سے نکلا طرے اپنے ملک کے جلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیٹے کے ہا ہر نشان آمد لشکرِ ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہو اول آکر لی گلبوش اُتریں تھوڑی دیر کے بعد توسن و ملکیت بھی آئیں شاہیاز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہو مشہور دیکھ کر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ بھی پریشان ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ امی شہر بار لشکرِ نبیرہ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہو ایسا نہ ہو نبیرہ طلسم کشا اچھ تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ میں قدرت سے کہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہو میں اُسی کا انتظار کر رہا ہوں یہ کہہ کر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چلی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریا سے جواہر میں غوطہ زن دو لڑکے ہونٹھ رشک نسرین و نشترن پشت پر دو لڑکے جادوگر نیاں طاؤس زرین بال پر سوار بازو لبط و قرقسے زیر ران ہنر آتشیں پر ساحران غذا وہ ساحرہ اگر اسی صحرا میں آخری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اس محبوب مطلوب کا دیکھا بتایا ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہوں آنکھیں فرش کرو خاک پالیکر آنکھوں سے لگاؤں تو تیرے چشم بناؤں میری تو عجب کیفیت ہو قلب کی یہ صورت ہو کیونکر ضبط کروں ضبط نہیں ہو سکتا کلید دھڑک رہا ہو قلب پھر ک رہا ہو۔ نظم

کیا کہوں تیرے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا
ایک فچندی میں اک چاند سا گھر دیکھا
مرتے دم شکر ہے دیدار تھا راد دیکھا
آئینہ لے کے سحر آسنے جو چہرہ دیکھا
پھوکتے کہتے میں نا توں کلیسا دیکھا
اپنے ہمسا رکا احوال سیجا دیکھا
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا
کچھ عجب طرح کا انداز تھا راد دیکھا
کو تیرے کو چے میں کسے مجھے کس جاد دیکھا
سخدا میں نے کسی کو نہیں اسلا دیکھا
میں نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
صاف آئینے سے وہ پیٹ معصفا دیکھا

طور اغراض کا انداز ادا کا دیکھا
یوں تو جا یا کیے ہر سال مہینوں لیکن
عمر بھر کی جو تنہا تھی سو وہ ہر آئی
کبھی بالوں کو سوار کبھی سر پر بونچھا
ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر مجھ کو
جان بلب ہو گیا دور روز کی غفلت میں تری
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تبریر
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
افترا مجھ پہ کیا ہو یہ در اندازوں نے
آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز لطافہ بازی
اٹھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے اڑتا رہا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اے مشہور میں
تھواری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے
نکال ڈالو میں ابھی جا کر نیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگر نیاں جمع ہیں کہ ہتھار
آنکھوں نے ہنگامے ڈال دیے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ بی گلبوش بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا
اشارہ اسپر کافی ہو دیکھوں تو کیسا باغ لگائی ہیں اور اگر ایسی باتیں منظور ہیں تو رخصت ہوئی ہیں

کل صبح کو طلسم کشا تپیر بلوہ کر گیا ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ وہ نام تمھارے بیٹھے میں آگ لگا دے گی
بھانگنے کا راستہ بھی نہ ملے گا جل بھن کے رہ جاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکہ عالم
فقط نگاہ لطف کا امید وار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس والی میں کوئی ہمسیر یا
منین ہو فقط میں نے بنیرہ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگرچہ شاید قدرت سے عرض کروں
تو میرے تمھارے نسبت بچتے کرادین خود قدرت تمکو سمجھا دین میں سو قصبے میرے قبضے میں ہیں ان
سب کو آپ پر شمار کروں ایک ایک کنیز کو مرتبہ انفسری دو لگا وہ خدمت گزار سی کروں کہ آپ کو رضا مند
کر دوں کسی خدمت گزار سے منہ نہ پھریوں ملکہ نے منہ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون
خیر سمجھا جائیگا خرد دار میری بارگاہ میں مذاہن میں بہت بیزار ہو گئی یہ کہہ کر بارگاہ ہٹا کر اپنی
لشکر اپنا آئنا ملکہ داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہوشیار رہو
کنیزوں نے اسی وقت تخت بچھانے اُس پر پھول رکھ دیے پیالوں میں پانی بھر کر رکھا کہا کہ اے
ملکہ تو سن چاہک خرام آئیے ہوشیار ہو تو سن چاہک خرام اپنے مقام سے اٹھی تخت پر
آ کے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اچھالتی ہی کبھی پکارتی ہو کہ اے ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی
کیفیت دکھا کیوں دیر کی ایک ہوا سے سر جلی ابرج اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دورہ سرداروں
کا بندھا ہوا ہو یہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملکہ گلیوش اپنے مقام سے اٹھیں تو سن و کمیت نے پوچھا
کہ کیوں حضور کہاں چلین گلیوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا سحر اسے کرتے
اڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلائیان ماری ہوئی اسی طرف آئی ہو ملکہ
گلیوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزین اُس طرف چلین دیکھا
کہ ایک مادیان خود اسی طرف آئی ہو کنیزوں کے سر فرار کر سامنے گلیوش کے آئی سر جھکا کر
کھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہو کہ گویا کہ رہی ہو کہ مجھ پر سوار ہو جے ملکہ اُچک کر ثبت
مادیان پر آئیں باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی بیٹھی طرف لشکر تو سن نے چلی قضا سے کار
شاہیاز طائر در سویرے سے اٹھ کر رے شکار گیا تھا اُوپر سے پلٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملکہ
گلیوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلیوش کا چہرہ سرخ آنکھوں میں آنسو پھرے ہوے
باگ پر بیٹھ نگاہیں گھڑی بھاگی ہوئی جاتی ہو شاہیاز نے پکارا کہ ملکہ گلیوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلیوش نے جواب دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب شاہباز پکارتا ہوا ملا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہیں جب شاہباز نے دیکھا کہ گلیوش نہیں کھتی شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلیوش نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیوں روکا میں نہ روکوں گی مجھ کو تو سن جا بابک خرام نے بتلایا ہر سمجھے وہاں جانا ضرور ہو اس نے مجھ کو بلایا یہ کہو کے گھوڑی کو اڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا دیوار آہن گری گلیوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ تو سن جا بابک خرام کی بارگاہ میں گئی تب شاہباز پلٹا گلیوش سامنے تو سن کے پہونچی تو سن کو سلام کیا تو سن نے کہا کہ بی گلیوش آئیے ہاتھوں سے گجرے کھول کر دے کہہ کہ یہ ہاتھوں میں پہونو گلیوش نے ہاتھوں میں بیٹھے تو سن نے ایک طوق بھی گلے سے اتار کے دیا وہ بھی گلیوش نے پہن لیا اب سب نے دیکھا کہ گلے میں گلیوش کے طوق آہنی پڑا ہوا تھا کہ میں ہتھکڑیاں زبان باقی رہی تو سن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہہ کہ لوبی بی گلیوش نے اس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا اور ان سوزن پر گئی تو سن نے گلیوش کے منہ پر ہاتھ پھیرا اب گلیوش کو ہوش آیا گھبراہٹ لگی ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اس کو قید خانے لے جاؤ اس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ منہم شاہ پور شیر دل زبان سے سوزن نکالوں اپنے ہوش میں ہو گلیوش نے اشارہ کیا فوراً شاہ پور نے زبان سے سوزن نکالی گلیوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ وہ تو سن نے دیے تھے وہ فوج کر لشکر پر تو سن کے پھینکے پھول بیٹھے لگے جیسے پھول پڑا وہ چل کر گیا لشکر میں ہلٹ ہوا تو سن نے باہر آ کے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہیں جیسے پھول گرا وہ جلا کنیز میں بھاگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم ہو تو سن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہنے جھولی پر ہاتھ ڈالا درق سامری نکال کر دیکھا اس میں نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاہ پور شیر دل تھا گلیوش کو رہا کر کے لے گیا تو سن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے شعلہ ہائے آتش پیدا ہوئے پھول چلنے لگے سب پھول اسے چلائے غنچے میں چہرہ شرح کھتی ہوئی کہ پیکار بڑی عیاری کر گیا مجھ کو دھوکا دیا گلیوش شش کو بڑے فقر سے آ کر لے گیا پہلے سے پوری کنیزوں میں کیونکر ملا اب میں منتقام کرونگی اس غنچے میں طرف بارگاہ کے

جاتی ہو کہ دوسرے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم غلام فوت بجان دکار دیا ستون
ہو ایک نگاہ محبت اس طرف اٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہو چکا چاہئے والا
بہت بیتاب و بقرار ہو نظم
آج پھر اس شوق نے فقر کیا
کیا غضب او شوق بے پرو کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب اڑیاں رگڑا کیا
میں بھلا کیونکر کون نکو برآ
کیا کون اس عشق میں کیا کیا کیا
تب اٹھے ہیں ان تون کے ہمنائے
فکر نے اپنی یہ عقدہ واکیا
مجھ کو مجنون کر دیا مانس قیس
آبرو پر جان کو صد قاکیا
ای شب فرقت نہ کر مجھ غراب
دل سے اپنے عمر بھر اچھا کیا
عشق انشان جبین پار میں
آپ نے انس کیا اولاکیا

اک بری کا پھر کچھ شہید کیا
وعدہ امروز بھی نہ دیا
کیون جل کیا جگمگ بھی موت آگئی
برق کے مانند میں تر پا کیا
اس کو بھی سکتا ہوا دیکھا آئندہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوئے مٹی سے لب انگڑو
جب کلیجا اپنا پتھر کا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لب لایا
سوز فرقت نے شرارت مجھ سے کی
میں نے منہ تیرا نہیں کالایا
اس مصیبت سے شب فرقت کی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا

عشق نے بھر مفسدہ بر پا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اس قدر آنے میں کیوں عرصا کیا
وہ کف ہاے خانی کر کے یاد
دیر تک حیرت سے منہ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتوں تنکے چنے
پیٹ کر منہ جمنے یان نیلا کیا
ہو گرہ مو سے مکر کی نافت پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معر کے میں عشق کے سر کا نہ پاؤں
بیزم ترکی طرح ملگا کیا
زلف جاناں جس نے دیکھی اک بار
دانت پیسے آہ کی نالایا
تھا مناسب ترک عشق وار نہ

ملکہ تو غصے میں بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے ہرگز
جواب دیا کہ کیوں اے دیوانے تھنے چکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا یہ وہ بکے جاتا ہو
ہم ابھی جا کے شاپور کو لائے ہیں یہ کہہ کر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کہ سون میں اتر ہو تو سن آگ
برساتی ہوئی چلی خیمے چلے گئے بازاروں میں ہنگامہ پڑ گیا دوکانیں چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھگنے لگے
جو خیمے سے گھر کر نکلا آستے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازمین شعلہ جوالہ منہ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہو
جہان آگ کا انگارہ گر آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزار ہا بندگان خدا جان سے
ار کیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے بھان ایرج نے جو ان بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ اول

شاہ پور آکر پہونچا سحر میں مہبت ہو کے گلیوش کا جانا بارگاہ توسن میں اور توسن کا مسلسل و
 مسطوق کرنا بھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر دہا ہی برق و خواجہ عمر و
 بھی بارگاہ میں تھے تعریفین کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ ای شاہ پور کیا کننا فوب عیاری کی کہ
 تھوڑے عرصے میں ملکہ گلیوش آکر پہونچیں ایرج کو سلام کیا گلیوش نے شاہ پور کے ہاتھ
 آنکھوں سے لگائے کہا کہ ای شاہ پور ما شاء اللہ خوب اپنے کو پہونچا یا شاہباز بھی تعریفین کر رہا
 ایرج نے بہت بھاری خلعت منگا کر شاہ پور کو دیا شاہ پور نے برق سے آنکھ ملائی کہا مہتر خا
 اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہیں کہ ای شاہ پور کیا کننا فردندان عمر و میں متھارا
 مثل نہیں کیا مرے سے عیاری کی ہو کس لطف سے گلیوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والا مات
 کی آواز آئی ہزار ہا جادوگر دو کا مذازل مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
 بکارتے ہیں کہ دیو آقا کے نامدار اس آگ سے غلاموں کو بچائے گلیوش نے کہا کہ شوہر ہا
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود آگنی فرزندہ جو ہوئی ہو اسوجہ سے بہت غصہ ہو شاہباز نے کہا کہ حضور
 باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک نظر
 گلیوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاہ پور بھی پشت پر عمر و برق کہتے ہوئے
 کہ ای فرزند متھارے پاس کوئی تحفہ ہو اپنے کو ان ساحروں سے بچاؤ ایرج فرماتے ہیں
 کہ میرا تکیہ پر وردگار پر ہو جو محبوب چاہیگا وہ ہو گا یہ پانین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ
 آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا میں پھولوں کے غوطہ ارے ہوئے آتی ہو گاتی بندھا
 ہوئی سینے پر ابھار نارستان یا شان نیزہ دل شان جہاں پائون رکھتی ہو نقش قدم کو فخر ہو کہ
 میں تاج سر شان عالم ہوں محترم و تحشم ہوں زلفین عارض پر بل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
 چشمہ فرخیدہ میں ماریا لہر رہے ہیں ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جاباب خرام نے
 دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت بر اس سج و سج سے ایرج نوجوان چلے آئے ہیں نگاہ توسن
 کی پڑی تیر مژگان جو کما انخانہ ابرو کے خمدار میں برائے تیش زنی جمع تھے تودہ دل پر مہشوق
 ہوئے بے اختیار مٹھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ میں
 توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق بھی شکر ہو کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلے بارگاہ میں تشریف لے چلے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی
سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے
سب سردار اپنے مقام پر آئے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور چنگ صرعی لیکر سامنے بیٹھا
رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلیوش کو بہت ناگوار ہو مگر خاموش رہی
حاجتی ہو کہ یہ غیرہ صاحبقران ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو
شاہ پور نے سادہ زون کو بھی اشارہ کیا ساز ملکہ یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

سیر غربت میں جو کی سمنے وطن یاد آیا
پہنی پوشاک ملکوت کفن یاد آیا
ہوں میں غربت دودھ مجھ کو بھی وطن یاد آیا
غنجہ گر باغ میں دیکھا تو وہن یاد آیا
شب حبران کا اگر سنج و حن یاد آیا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
قید میں بلبل شیدا کو جن یاد آیا
سو نگہ کر زلف کی بو مشک خلق یاد آیا
زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
کس پری کا تھپین انداز سخن یاد آیا

دیکھ کر دامن صحر کو جن یاد آیا
ہمنے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا
جالے والوں پر عدم کے زمین و آسمان کیوں
گل کو دیکھا تو بندھا عارض نگین کا خیال
لچر تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہو گی
یوسف و جاہ کا احوال جو قرآن میں پڑھا
تیرے کوچے کا تصور مجھے وقت میں بندھا
خال عارض پہ گمان غیر اشوب کا ہوا
باغ میں بھی نہ میں اس رشک جن کو بھولا
بولتے بولتے کیوں ہو گئے فراموش کی رتد

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہیں ایرج نے کہا کہ یہ وہی
نرگس کینزہی ملکہ نے کہا کہ میان شاہ پور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ میں بھاری
گرفتاری کو آئی تھی اسی شہر یا مشہور نے بہت پریشان کیا ہے آپ یہاں سے کوچ کر جائے
طرت صحرا سے گرداب نشان کے تشریف لے جائے اگر صحرا سے گرداب نشان و صحرا باد گینہ
فتح ہوے تو طلسم کشا کو ٹرانفع پہونچے گا آپ جلدی کریں کینزہ آپ کے ساتھ ہو یقین ہو کہ رہبری
میں میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرا سے گرداب نشان میں پہونچاؤں اور گرداب کا
ہول آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہر کاروں نے چمب مفصل مشہور کو

نہایت

ہو چٹائی کہ ملکہ توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھیں جا کر ایرج پر عاشق ہوئیں اب دربار میں خوش
بیٹھی ہیں یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہ اس کا بھی جا کر سر اس گیسو پریدہ کالا تاہون میں جم کر ایرج
سے نہیں لڑا غور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لو گھا جیر بھاڑ کر پھینک دو گھا کیا اب تجھے کچا
سکتے ہیں یہ کہہ حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا ایک و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا۔
فوج والوں نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا ایک و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈوں پر سوار ہوئے یہ ارادہ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اتر ہوا یہی سب نے دیکھا گرد آؤی مشہور صحرائی تین تین برہنہ ہاتھ
میں گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایاں ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے میں گرد بلند ہوئی
تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آگے گرے جسکو جان بیا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار
گاشن جان ہوئے لشکر میں غریب بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا سنگماری
کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ اسی شہر یار مشہور صحرائی تین تین مع لشکر
آپ کی فوج پر آگرا ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہوں کہ بارگاہ میں آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا جھلا کے آپڑا کہ کہہ چلا کہ توسن و ایرج کا سر لاؤ گھا مراد اسکی یہ کہ اپنے
کو بارگاہ میں پہنچائے توسن نے عرض کی کہ حضور شریف رکھیں میں ابھی جا کے اسے پٹائے
دیتی ہوں کہ وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کہیے اسکو پٹاؤں یہ کہہ چاہا کہ اپنے مقام
سے اٹھے ایرج نے ہاتھ تمام لیا کہ کہہ ملکہ تم بیٹھو میں جا کے اس خردماغ کو سمجھائے دیتا ہوں
یہ کہہ حکم دیا کہ اسی شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحروں نے چاہا کہ ساتھ چلیں ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ میں بیٹھو میں بہت جلد آؤ گھا یہ کہہ کر وہ بن اشقر چلا
ہو کر بارگاہ سے نکلے اور بجار کر کہا کہ ہاں یارو کیوں بھاگتے ہو جو تھیں مارے تم بھی اسکو مارو

یہ کہہ اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ ایرج بن قاسم عالی شان	لاک ایرج کن آفتاب منیر
کہ صاحب قرآنیم و آفاق گیر	نزل نزل فند در میان مصاف
اگر تین برس گزشتہ	منم صفدر و صف شکن پہلوان
نہال گلستان صاحب قرآن	ایرج نے جو اپنے نام کا لغزہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
رشتے لگے ہر مقام پر تلوار جل رہی ہی کی زبان در سالہ دار اپنے اپنے مقام سے اٹھے یا تو پلٹیں	

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جما یا بھر ہرے علم کے کھول دیے جنگ میں مصروف ہوئے تھوڑے
 عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جا بجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زمخون
 لگی ہو پھوٹ رہی ہے ہر ایک کا ہی قول یہ کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو حیا ہا تھا وہ نہ ہوا
 لاشے پہلوانوں کے دیکھ کر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا غیر پیشہ جعفر
 شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آتے ہیں
 مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا جا پا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے
 مقابلہ نہ کروں ایرج نے دور ہی سے لٹکارا کہ ادا مرد کہاں جاتا ہو بڑا جھکو ملک کے آنے کا رشک
 ہوا ابھی حالو افردن را روئے باید شوکتے شاید یہ کھلے قریب ہو بیچے تھے کہ مشہور برس پڑا
 ایرج نے دارا کے خالی دیے سر کو تبا کر کر یہ ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج
 مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر خچے مقابلے میں پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ اے
 شہر یار میں ایک اطاعت کرتا ہوں دیکھو خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے بہت
 جھٹلایا گینڈا اڑا کر مقابلہ ایرج میں آیا کسی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا تاو اچھین کر دیکھو کی پینک دی کر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا جا پا کہ جرح دیکر زمین بہاؤں
 دیکھو نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیکھو کلہ پڑھ کر بصدق دل سلمان ہوا
 فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر بر بخت کی
 اب لشکر والے دیکھو کی پشت پر ہو گئے ایرج دیکھو کہ ساتھ لپک رہا گاہ میں آئے سب سرداروں
 سے ملوایا دیکھو بھی آکر جنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے سمور ہو ملک تو سن چا پاک خرام پہلو سے
 شخت شاہباز میں کرسی جا ہر گار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملک تو سن
 سے سوال اسلام کیا تو سن نے جواب دیا کہ کینز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ
 کچھ کیچے طرف صحرا کے گرداب نشان کے چلیے سر کر عظیم پڑے گرداب جادو پڑی ساغر
 سکارہ ہو اگر خدا اس سے جان بچائے تو بڑی بات ہو اسکا سحر نہیں کرات ہی ہفت پیکر
 اسکی رفاقت پر انہما کا ناں دیا اپنے مقام پر کہتا ہو کہ ابرو لست کی خدائی گرداب جادو کی روح سے ہو
 وہ بلا سے روزگار پر کالہ آف ہو ہزار طرح کے سحر کر لی مگر کینز ان شاہی جان نگار دیکھی ایرج

دیجور کو کل غیر ساحر دن کا افسر کیا اور شکر ساحر ان کا افسر ملکہ تو سن چایک خزام دگلیوش
 کیا اس کو و فر سے لشکر ساحر ان وغیر ساحر ان آر اسٹہ کر کے ایرج طرف صحرائے گرداب نشان
 چلے اب حال خیریت مال شاہزادہ نورالدین ہر تحریر کیا ہوں کہ یہ جو آوارہ وشت او بار ہو کر چلے
 ایک صحرائے خارستان میں گذر ہوا شہرنگ سے فرمایا ہم اس وخت کے سائے میں چلے
 میں ٹھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شہرنگ پانی لینے چلا نورالدین ہر دیکھ رہے ہیں کہ جھگل سے ایک
 شیر پیدا ہوا و عطر و کامار کر شہرنگ پر جا پڑا سنے چایا کہ بھاگوں شیر نے اگر گردن لی جھاگل
 ہاتھ سے شہرنگ کے جھوٹی شیر شہرنگ کو لے گیا نورالدین ہر نے طماس کو اشارہ کیا طماس نے
 بڑھ کر جھاگل اٹھائی چایا کہ چشمے سے پانی بھرون نہیں معلوم کیا خو دیکھی سبحان اللہ کہ کے
 چشمے میں بھانڈا پڑا نورالدین ہر حیران ہوئے کہ طماس کیون چشمے میں بھانڈا پڑا نورالدین ہر ہر
 پر یوش کو ٹرھا کر قرب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہو ایک فقیر
 عالی آرستہ ہر طماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شہرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا نورالدین
 حیران ہوئے طماس کو پکار کر آواز دی کہ ہر ہمیشہ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری فاقہ سے
 منہ موڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طماس بوس و کنار کر رہا تھا آفا کی آواز شکر جواب دیا
 کہ اے شہر یار آپ بھی تشریف لائے ملکہ نسرین باغ پیرا آجی بہت مشتاق ہیں نورالدین ہر نے
 گھوڑے کو کڑا مارا گھوڑا چاروں تیلیان چوڑ کر نورالدین ہر کو لے ہوئے چشمے میں جا پڑا نورالدین ہر
 بیہوش ہو گئے بعد گھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و
 جمیل دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنیمت دہن حسن و جمال میں یکتا نسرین باغ پیرا نام مقبول طابع
 عاشقان خاص و عام مقام صدر برگ و کینرین ایک معشوق سبز رنگ پہلو میں طماس کے
 ایک پہلو میں شہرنگ کے شہرنگ خواہش تمام یہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گار رہا ہے۔ نظم

رُسوا سے خاص و عام دلی زار نے کیا
 دل سرور میرا اگر می باز زار نے کیا
 میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
 دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

ہنگام گرم آؤ شہر بار نے کیا
 سوداگر ان ہجوم خریدار نے کیا
 شہر داؤ تیغ ابرو خمدار نے کیا
 جن بنے لپٹا سر سے نہ اتر کسی طرح

<p>وہ جنس ناقبول ہوں بازار و پیرین بدنام اسکو کرتا میں رسوا نہ آپ کو سیدھا کرونگا گیسو خمدار کی قسم ای بادشاہ حسن ہوا انجھپہ وہ فقیر جھگڑا کیے مجھے نہ جلا یا کیا نہ دفن گھلے زخم تازہ سراپا شلفہ میں قاصر حق رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا یان ہونٹھ نیلے کر دے دانوں کا ٹکڑا بے یار سیر باغ جو کی میں نے جا کے ٹکڑا</p>	<p>مخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا سار افساد یار کی تکرار نے کیا جس روز مجھ سے بل کبھی غیار نے کیا ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا مردہ خراب کا فرودیندار نے کیا باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا کچھ عرض حال جب لب اطہار نے کیا جب اضطراب طالب دیدار نے کیا وان زیر لب نسی کو اگر یار نے کیا دل داغ داغ لاکھ گلزار نے کیا</p>
--	--

شیرنگ کس لطف سے پر غزل گارہا جو کینیزین ہزاروں اُس مکان میں بھری ہیں کچھ سائے
میں کچھ دروازے پر ہیں کچھ سامنے والان میں یکا یک دروازے پر ہلکا ہوا ایک کینیز دور کی
اُس نے اگر عرض کی دروازے پر جہتاب کر گدن سوار خبر شکہ آیا جو کہ ملک نے بیرہ صاحبقران کو
بلا کر پہلو میں بٹھایا غصے میں آیا جو دروازے پر کینیزون کو قتل کر رہا ہو یہ ذکر تھا کہ پہلو ان
گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کینیزون کے روکے سے نہیں ٹکنا سامنے جو ہر پنچا
پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تنگ خاندان بیرہ حمزہ کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہو دیکھ تیرے
سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہوں اور تنجو بھی سزا دیتا ہوں آج یہ جلسہ مشادو گنگا تنجو خاک میں
ملا دوں گا یہ کہ کے گینڈے سے کو داتکو اور چمکانا ہوا چلا نور الدہ ہر اپنے مقام سے اٹھنے لگا
میں جہتاب کے پہونچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہ ہر نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا وہ لیٹ پڑا ضمن میں اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہ ہر نے تیسرے بیچ پر
اُسکو اٹھا کے دے مارا کو در جھپاتی پر سوار ہو سے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو
اُس نے جواب سخت دیا نور الدہ ہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک مٹھوڑی پر رکھ کر جھج دیکر گردن
اُسکی کھینچ لی مارا اُسکو نور الدہ ہر اٹھے تھے کہ وہ ناز میں اپنے مقام سے اٹھتی کہاکہ او شہر یا کچھ

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ کی
 نام شکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا دراصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ
 میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلے یہ شکر فوراً لے ہرنے طماس و شہزنگ کو ساتھ
 لیا چار سے کنیزیں ہمراہ اُس مکان سے نکلیں فوراً لے ہرنے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک چشمہ
 ہو اسی کے سامنے سے راستہ تھا چند خاستان طوکر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
 کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملک کو جو آئے دیکھا براے تسلیم خم ہوئے ملک سے پوچھا
 کہ یہ جو ان کون ہیں ملک نے کہا کہ ہمارے جہان میں یہ کہکشاں اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر
 بخیرت شاہنشاہ خار صحر اکہ باب ہو ملک کا روانہ ہوئے جاکر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملک نے
 مردوں کو لیکر باغ میں آئی ہیں یہ شکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر میں گیا
 غصے میں اٹھا سب ساحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پر واز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا
 کہ ملک فوراً لے ہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ منم
 شاہنشاہ خار صحر او کیسو بریدہ بغیرہ جزہ طالع کشاکش کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہو دیکھ تو
 ہر کیا حال کرتا ہوں ملک نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً اُٹھنے کو مارا وہ گولہ قریب ملک
 کے آکر پھٹا اُسہیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بھل گری کسی کا
 سر پٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلو سے طماس میں بیٹھی تھی
 اُسے ارادہ کیا کہ اُٹھوں شاہنشاہ خار صحر نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
 گری جو پہلو سے فوراً لے ہر میں تھی اُسے اُٹھنے لگے سحر کیا کہ پانی بہنے لگا اُسکے قطرے پوشیشہ پر
 گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحر نے پھینکا اُس شیشہ سے جو پانی گرا اُس
 نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے
 وہ بھی لہر کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہو کہ شاہنشاہ خار صحر زمین پر آیا فوراً لے ہر
 طماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونوں جو ان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اُٹھ نہیں سکتے
 چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اُٹھیں تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کنیزوں سے فغان نکلا
 ہو بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خار صحر تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اسی شاہنشاہ خاں صحرانورد ہے آئیے
 ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجئے ساربان زادے کا فرزند یہاں آکر چھپا ہوا دیکھو وہ ظالم
 مجھے نیچے دکھاتا رہا چاہتا رہا کہ مجھے قتل کرے میں نے اپنے کو پچا یا شاہنشاہ خاں صحرانورد نے پلٹ کر
 دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ بیٹھ پر ابھار ایک پانچ گھڑ سادہ اور ایک چھوٹا ہوا سطریشہ کرتی ہوئی
 آئی ہو شہ سے گوری گرتی خالی مٹھ چلائی ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے شانے سے ٹون ٹکتا ہوا
 شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتی ہی بیقرار ہو گیا آواز دی کہ اسی وہ عیار مکار ہے اسی کی مکاری کا سارا
 فتور ہے فرزند ان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے تاکہ وہ عیار مکار کہان ہو کنیز بتائی ہوئی چلی
 کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہو کہ ایسا نہ جھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
 پہنچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا بٹکی لپک کر کہا کہ تو تو مجھ کو نگاہوں میں کھنکھاتا جاتا رہا دیکھ مجھ کو گھور گھور
 دیکھ میرا خون ہلکا ہو گھٹا جاتا رہا ابھی کل سچا رہا تھا آج پھر یہ کیفیت ہو کہ تو گھور گھور دیکھتا رہا
 نکھین مجھ کا کہ دیکھ وہ سانسے فرزند عمرو بیٹھا ہوا اسی جانب گھور رہا ہو لنگا پھر یا شاہنشاہ ہاتھ
 گنوا رہی بنکر نکلیگا تو کیونکر اسے روکیگا بہین سے سحر کر کہ زمین اس کے پاؤں ختم لے کرے کہین میں
 ڈرتی ہوں کہ تجھ کوئی زوال نہ آجائے تو میں تجھ ایسا چاہیے والا کہان باہنگی یہ عیار جلا دھوا جائے
 ہونے میں اگر اس کے قبضے میں تو آگیا اس طرح قتل کر چکا کہ ماہیان دریا و مرغان ہو اگر یہ وناری کر لیا
 اور اسکو ترس نہ آئے ہزار ہا جادوگر غیاروں نے مار ڈالے انکو کس کا خوف ہو ایسا بے درد کوئی
 فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار میں گہرا کہ شاہنشاہ کہتا ہو اگر دس ہزار عیار ہوں تو ایک سحر میں
 بیکار کروں کنیز کھل کھل ہنس رہی ہو ہاتھ سے بتاتی ہو کہتی ہو کہ گولہ پھینکو زمین پاؤں اس کے
 ختم لے ہم جیل کرار ٹوالین سحر کوئی یاد ہو کہ نہیں شاہنشاہ نے کہہ کہ مجھے سب کچھ یاد ہو یہ کہہ
 گولہ چھوٹی سے نکالا کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہو کہ میں قریب سے کہنے پر گولہ پھینکتا ہوں
 کنیز نے کہا کہ آنکھوں کے آگے ناک سوچئے کیا خاک ناک اپنی کٹواؤ کہ سوچئے لکے ورنہ سوچئے
 آنکھوں کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل میں بہت خوش ہوتا ہو کہ یہ بڑی حیرت و چالاکی کنیز
 ہو آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر کہنے لگا پھینکا اس نازنین نے کلید خیر کا
 کر کے حلقہ کند کے گلے میں شاہنشاہ کے ڈال دیے اور فریاد کیا کہ منم شیرنگ بن جو یہ کہہ

خجہار دیا شاہنشاہ کا شک چاک قصد پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کینڑین جل گئیں صد ہا آتی آتی
ملکہ نے دوڑ کر شیرنگ کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ او شیرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ میری
شکر کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدین ہرے دیکھ کر کہا کہ او شیراز اب بڑے صاحب
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کینڑ کو اپنے قبضے میں کیا من اس صحران کی حاکم ہوں چیشہ خاص آپ کے
واسطے بنایا تھا پہلے شیرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیر زادی نے یا میں اب
آپ کو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کر کے روانہ کر دے گی پاس ہفت پیکر کے اول بارنا حساب کا
پہلا احسان ہو کہ یہ سجادت سے میری صحبت میں آتا تھا نہایت ستا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا ہذا ہو میں
آپ کے ساتھ چلوں گی صحرانے گرداب نشان تک پہنچاؤں گی یہ کہ کے نورالدین ہر کو لائی تھا
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شیرنگ آکر صحبت میں بیٹھا کہ اسکی سرسبز جاو
شیرنگ کے گانے پر اگل ہو اب تو جلسہ جاسب بطبع اسلام ہوئیں کہا کہ او شیراز اب جلد
کوچ کرے اپنے کو صحرانے گرداب نشان میں پہنچائیے آپ کا کوئی ہتھیار ہم سے نورالدین ہر نے
یو چھپا کہ ملکہ تعین کیونکہ حال معلوم ہوا کینڑین بیان کرنے لگیں کہ ابرج نوجوان فیرہ ستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساجر جمع ہیں اب انکو صحرانے گرداب نشان
پتہ بھی ملے گا بڑے بڑے ساجر ساتھ ہیں فی الحال تو سن چاہک خرام اتنی بڑی ساجر شریک
ہوئی ہو کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے وہ وہاں کی واقعہ کار ہو اور گرداب جاو
سے رسم بھی رکھتی ہو نورالدین ہر نے یہ شکر دوسرے ہی دن کو چ کیا نشترن بلغ پیرا و سرسبز
گلشن انسر کلان نے اہمار بھی تیار کیا ابر بالائے سر آہستہ کیا زیر ابر نورالدین ہر و طہماس
و شیرنگ عیار جاتے ہیں ابر کو کتا ہوا سر پر جس صحران جاکر اترے نشترن نے اسی وقت
اس صحران کو چربہ کر دیا گلہائے سرسبز سے تمام صحران کو بھر دیا اس زور و شور سے نورالدین ہر بار
رہ روی کرتے جاتے ہیں کہ جو تھی منزل تھی بہرہ بھلا باقی ہو ملکہ نشترن نے یار گاہ زر بھتی
اشاد کرائی نورالدین ہر کسی پر بیٹھے ہیں طہماس ساٹھ ہفتہ منی کا فیرہ پیر رکھے ہوئے
پہلو میں بیٹھا او شیرنگ سر پر رمال ہلا رہا ہو ملکہ نشترن سامنے کھڑی ہوئی سرسبز پیر

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہیں نخل خشک تر ہو رہے ہیں خس خشاک کو ہوا اڑا رہی ہو ایک بار سہا
 پر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہیں چھڑکاؤ ہو رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جوان کو ہی مگر
 دو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کو ہی بڑے بڑے میزے
 ہاتھوں میں دور کابلے گھوڑوں پر سوار اسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جاوگر نخل
 رہے ہیں کئی سو گزین زرین پوش اس جنگل میں بھر رہی ہیں معلوم ہوتا ہو پر ہزاروں کا جھاد ہو
 نور الدین مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہیں طامس ایسا رفیق پہلو میں اُسے عیار سے اشارہ
 کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہیں بلا تکلف ہماری عمارت میں اترتے ہیں صحرا کیسا سرسبز
 شاداب ہو ہر حقیقہ لا جواب ہو دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا نہنگ کو ہی اُسکا نام اشتقاق
 کو ہی یہاں سے قریب قلعہ ہو قلعہ ہمارا نیہ اُسکا نام ہو دلا کا حاکم ہو اسوقت بڑے سیر کلار
 میں طرٹ بھی آگیا نہنگ کو ہی عیار اسکا چلا سائے نور الدین ہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھ کر برا
 تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہاں کا تاجدار آپ سے دریافت کرنا ہو کہ آپ
 کون ہیں بلا تکلف ہمارے صحرا میں اتر پڑے صحرا کو پربار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت دیران تھا
 شیرنگ نے کہا کہ جا کر کہہ دو کہ غیرہ صاحبقران شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان برا
 سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہیں عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھیں لوگوں
 کے مقدسے میں فرمان خداوندی آیا ہو کل انکو قتل کر کے سرانکے قدرت خداوند میں اندک رنگا
 لاشے اسی صحرا میں چھوڑ دو نگا اگر اسکو گھنٹہ ہو کہ نشتر باغ پیرا ساتھ ہو میرے قلعے کے
 قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہیں انکو بلواتا ہوں یہ کہہ کر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اتر
 اور ای نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائیں شاید نشتر سحر
 کرے تودہ سحر آپ آکر روکیے گا آپ اگر نشتر کو گرفتار کوں میں غیرہ حمزہ کی گردن لگا نہنگ
 دودھ چلا لشکر اسنے مقابلے میں نور الدین ہر کے اتارا یار گاہ استواء ہوئی شام کو سنے طبل جنگی
 بجوایا ہر کاروں نے یہ خبر نور الدین ہر کو پہونچائی نور الدین ہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
 میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی بجا دو تو ن لشکروں میں تباہیان
 ہونے لگیں چار پہرات گزر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کلام

عالم آفتاب نکلا جب رواق تخت لا جو رد ہوا	فوج انجم ہوئی گریزان سب ہوا میدان جرج سے اکبار	شہ خاور سپہ گرد ہوا مد انجم سپاہ رو بہ خوار
<p>لشکر ضیاء شعلے نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملک نشترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملک پشت پر میدان میں آکر ہوئے لشکر کوہ میان فردا فردا میدان میں آ رہا ہی دھوپ نکل چکی ہو کہ اشفاق کو ہی گینڈے پر سوار سپہ پشت پر چھوٹا چھپر دوش پر بارہ دسے ہوئے دو تلوارین مکر میں حاکم خنجر کر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر سب جھے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملک نشترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزین گلشن و سرسبز پیادہ ہمراہ رکاب میں نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب کے آگے اشفاق کو ہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہو کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابرگات کڑکاتا ہوا پیدا ہوا زیرا برہننگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہو اسکے لشکر پر آکر ابر بٹھا دیکھا اسنے کہ ملک سوسن زبان دراز تلج سر پر تمام اسباب جو ابرجیم پر آ رہے جڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملک عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے بیریہ حمزہ وہ میدان میں کھڑا ہو بی نشترن ساتھ آئی میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہو اور تکلیف دی ہو کہ اگر بی نشترن سحر کر میں تو آپ رویے گا اور میں بیریہ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو بیریہ حمزہ کی تاب کوہ زبردی ہو بچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ وہی اشفاق جاؤ اگر بی نشترن سحر کر نیکی تو بہت بچتا نیکی پس نہ کہ اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں آ کے سلجھوری دکھائی آواز دی کہ بیریہ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طماس نے گینڈا بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ اکی پہاوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر بکارتا ہو پھر تم گینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر مجھے کچھ نہ ہو سکا تو تمہیں افسانہ طماس رے کے شاہزادہ نور الدہر بن بادیع الزمان نے اس پر پوکش بڑھایا مرکب طراہ بھر کر حلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہو بقول شاعر نظم</p>		
وہ چہ مرکب چو برق یا بادے تیز گئے ز برق چایک تر	طرف دیوانہ و پر ہزادے نرمی گوش و نرمی کا کل	خوشترامے آیت نازک تر دستہ بید و دستہ سنبل

تین ٹھیکوں میں مرکب مقابلے میں اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قدر و قامت اور صورت
زیبا کو دیکھا خیال میں آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤں گا کہہا کہ اسی جوان وہ جو بڑے
قدر و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہو اُسکو کیوں نہ میرے مقابلے میں بھیجا اب تو نیزہ و تلوار
و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہی تھی فوراً دل ہرنے کہا کہ بیش دستی ہمارا دستور نہیں
جب تیرے حربے سے پروردگار بجا نیگا تب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ سنکر اشفاق بہت حیران
ہوا کہ اسی جوان یہ تو میں سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہو یہی تمکو ہر مقام پر بچانا ہوگا
نہیں معلوم کیا سمجھا کہ جو تیرے مقابلے میں آیا فوراً دل ہرنے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے
حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا فوراً دل ہرنے نیزے کو نیزے پر
روکا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں نشتین کو خیال سو سن کا افسر
سو سن نشتین کو دیکھ رہی ہے یہی خیال ہو کہ سحر نہ کریں فوراً دل ہرنے باز کر رہے ہیں مگر
اشفاق تنگ ہو بشلک مصروف جنگ ہو چار گھڑی گزری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی
رد و بدل ہوئی آپس میں چوریان اور گھاتین ہو رہی ہیں فوراً دل ہرنے ایک مقام پر نیزہ
کا ٹھکڑا پھیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کو ہیون میں غریب بلند ہوا کہ ہمارے
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہہ ہاتھ مارا فوراً دل ہرنے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تادوا بروتیفہ اشفاق کے پہونچا اُسے دستانہ مارا تیفہ جو کرک کہہ کر
گینٹے کی گردن قلم ہوئی کو ہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑے
فوراً دل ہرنے لڑنے کے جا پڑے۔ لغزہ شاہزادہ فوراً دل ہرنے

کہ شام نقش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند	ہمارے اوج رفعت شاہ بیاز عرصہ مروی
عدد در زنگا ہش صد ہزاران الامان خواند	پناہ شکر اسلام فوراً دل ہرنے ہمیش
بقطر ز جرات ہندوا شتم	و یگر نقار ایک دست بردوا شتم
نخضر بریلان عرب با قسم	شہ فوجواتان لقب با قسم
لشکر کو ہیون پر جا پڑے طعناں نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساٹھ ہزار	

یہ بھی پہونچا جسکے سا طور مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے ملکہ سوسن دربان دراز چھڑا
شاہزادے کی دیکھ رہی ہیں کہ ہزار ہا کو بیسوں کا بلوہ ہو گئے شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا جو سپر
جاڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کینزین جو پاس
کھڑی ہیں اُنکو دیکھ کر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن
جان اور تشنہ خون ہو رہے ہیں مگر کس واس سے معروف جنگ ہیں سب لڑیو الے اپنی جان
سے تنگ ہیں دیکھو عدا روں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سارے سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہیں کوئی منہ پر بلین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی جو شمشیر کینزین قی
سے چل رہی ہو کھوٹے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہو مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائیں تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہو تمام جسم
تیروں کی بوجھار سے چھٹا ہو لیکن دواہری جو ات کہ شوکت و لیاقت شل چاکر ان مکتہ بن ہوا
رکاب جرات میں لا جواب حقیقت یہ ہو کہ ایسے شیر دلیر لگاہ سے نہیں گذرے مجھ کو لشکر غم و الم نے
گھیرا ہو دل شل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو یہ بڑے قد کا جوان کون ہو جس مجمع میں پہونچا مجمع
متفرق کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب میں سحر کرتی ہوں کہ کو ہی بھاگ جائیں افسر
تو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائیں ہاتھ سے اس شہر پار کے اپنی جان بچائیں کینزین نے
کہا کہ داری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کو ہی گرفتار کر لیں کہا کہ میں ہی چاہتی
تھی مگر دل نہیں مانتا دل کی عجب کیفیت ہو اہل میں صورت ہو نظم

آج کلین آج کلین صاحب کا اگر آنا ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
رنگی دیکھیے اب آپ میں کب آنا ہو
ہم ہوں اور ساقی ہوش تراشنا ہو
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیانا ہو
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
داخل کیا کیسو سبیل میں کبھی شانا ہو

بے ملاقات نہ بنے کا عدم حبانہ ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
ہوشیاروں میں گئے مجھ کو وہ دیوانہ ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کہیں جا جا کے طوط
حسن اگر مصر کے بازار میں لیجا کے تجھے
دل سودا زوہ ہر بار بھی کہتا ہے
نقل کو اصل کا سامان نہیں ہوتا مکن

<p>روشن افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت و جام کو ٹریے موجود ہو ساقی سیرا دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلاتا ہو تلخ و شیرین جان دو لون گوارا میں ہے صحت بادہ کشان میں جو تو جانے و غف پھر گئی آگے جہاں رہد مرے بالین سے</p>	<p>قصر جنت سے منور مرا کاشانا ہو زندگی کا مری بسریز جو پیمانہ ہو بیکسی دیکھے کب سوے وطن جانا ہو کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو نفل محفل قری تسبیح کا ہر دانا ہو ہر یقین موت نے بھی جکھو نہ پچانا ہو</p>
---	--

یہ اشعار پڑھ کر آنسو بھرتے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزین ان کا
کرتی رہیں مگر لکھنے نہ نانا دہ گولہ کو بیوں پر مار دیا لشکر کو ہیمان بھاگنے لگا نور الدہ چلے
نقاب کیا ملک نشتر باغ پیرانے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نور الدہ ہر پر
سحر کرتی ہو طافس اڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خیر دار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن سے
جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کو ہیمان کو کھگاتی ہوں تم کیون گھبراہٹ
نشتر نے کہا کہ ای لکھ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف
تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیکا قدرت پتہ وال
آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کر دے بائیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی
آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھ پر آفت آتی ہو ایک پتھر آسمان سے
گرا اُسے سوسن زبان دراز کو اٹھایا پتھر لیکر چلا نشتر نے کہا کہ غشیب ہوا کوئی سوسن
کو لگیا نشتر نے پر پرداز پیدا کیے پیچھے اس پیچھے کے چلی پتھر لیے ہوئے سوسن کو چلا آگے
ٹھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا آسمان پتھر اتر نشتر آسمان پر پھری دیکھا کہ
ایک ساحرہ سیدہ فام یہ انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا
کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہو کہ دوسو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہو گرا اس ساحرہ نے دشت
سے باندھا کوڑا اٹھایا چاہا کہ اروں آسمان سے نشتر نے کار و سحر چھینکی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ
کٹ کر اُسے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا بکار کر آواز دی کہ یا خدا وند آپ کا حکم بجالاتی تھی میرا ہاتھ
کٹا و شکاری کیجیے یہ لکھ دوسرا ہاتھ اٹھایا نشتر نے دوسری کار و ماری کہ دوسرا بھی کٹا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ چپکا یا نیچے پھینکا کڑک کر اُسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے موسن کو
 ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری چری ہو اپنے کو قتل سے
 بندھا پایا زور کر کے کندھوں کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نشتین سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالم
 کے ہاتھ سے بچا یا اب کل جیلو دونوں نے شانے سے شانہ ملایا جا پا کہ طرف لشکر بوزالد ہر کے
 جلیں کہ آسمان سے آواز آئی اونٹلا نغمہ لکھی امی پر کمر باندھی ہو اب کہاں جاؤ گی ایک زنجیر
 آسمان سے گری دونوں کی گردنیں بندھ گئیں کہ زبردی پر زبرد شاہ سامنے تصویر
 سنگی کے دست بستہ کھڑا ہو کیا ایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
 قدرت مٹھ سے کیوں نہیں بولتے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت سیکہ
 زبرد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگر نیاں گلے اُنکے بندھے ہوئے دیر میں چری ہیں مٹھ
 سے نہیں بول سکتیں آواز آئی کہ اسی زبرد شاہ یہ دونوں باغی ہو میں غیرہ جھڑے کی شرکت
 کی زبرد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونوں کو لجا کر قید کر کے تصویر
 نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہو گا اسی پہلے میں بروز
 انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھ کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کر گیا اسکا یہ حال ہو گا
 پہلو سے دیر سے ایک ساحر کہ یہ منظر بیدا ہوا دونوں کو کشان کشان لیچا ایک مکان میں لا
 قی کیا زبان میں سوزن دی دن کتاب ودانہ بندر ہاشام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
 نشتین کی زبان میں سوزن سرنگوں آکھیں میں آنسو پھرے ہوئے بیٹھی ہو نگہبان اس
 اور کو دیکھا کہ مر گیا ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرا کہا کہ میں غلام ہوں مجھ کو یہ غلامی قبول فرما اپنے
 دن بھر آج تڑپا ہوں کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے بھی جواب دیا کہ قدرت
 بلا علان کہ چلے ہیں اب یہ منگل کو قتل ہو نگے انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا میں آپ کو قید
 سے رہا کر دوں گا میرا کہنا مینے نشتین سے کہا کہ تو کیا چاہتے والا ہو کہ مجھ کو اس مصیبت میں
 دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہاں ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانیں گے یہ
 سننے ہی نگہبان جادو نے کہ مہیوت تیرا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نشتین
 کے سوزن نکالی نشتین نے ہاتھ بڑھا یا کہ موسن کی زبان سے سوزن نکالوں نگہبان

شیخ کرنے لگا نستر نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہو اب ہم تیرا کتنا کمانتے ہیں تجھ کو ذلیل و حقیر جانتے ہیں خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال فیرہ صاحبقران ہیں انھیں کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرانے کے لئے اختتام طلسم کیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیروں کے ہو گا وہ آرام پائیگا طلسم کشاکی تیغ بیدریغ سے بچ جائیگا یہ کہہ کر بان سے ملکہ سون کی سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجھ کو خدمت شاہزادہ والا قدر میں لے چلیں دیکھ تو کیسے کیسے شیروں ان جمع ہیں دیکھ کر فوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر جہد کہ ملکہ نستر نے سمجھا یا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ نستر پر ہاتھ ماروں سو سن تو رہا ہو ہی چکی ہو اسے نگہبان کی پشت پر کار دسحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گزری نگہبان گرا دونوں شاہزادیاں مکان سے نکلیں پر پردہ باز پیدا کر کے چلیں ملا زمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے رکاوٹوں سے لکے دونوں کا پیچھا کیا بکارتے ہوئے چلے کہ اسے ان نازنیناں میں سے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہو جب دو کوس نکل آئیں اور دونوں نے دیکھ کر سحر ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے دونوں پلٹ پڑیں جھولی سے بھول نکالے ان دونوں نے کچھ ناک مارے ان سب پر بھول برسے لگے جبر بھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہیں بیتاب و بے قرار ہو کر بکارتے ہیں کہ او جان جان و او آرام دل مشتاقان انہی یہ کیفیت ہو کہ لائق بیان کرنے کے نہیں کیا بیان کریں طلسم

کلا مت توڑا انا اے جس میں بکھود دل کی نہ کہنے پائے اس سے نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو کسو محبوب کی ہو گور پر گل چمن کے غم میں سینہ داغ ہو میر	نہیں اس راہ میں فریاد رس بس جان بولے لگا کہنے کہ بس بس کرو گے کب تک ہم پر ترس ہیں ہماری خاک کو ہو خار و خس ہیں بہت نکلی ہمساری بس ہوس ہیں
--	---

ہر اشعار پڑھ کر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے وہ دونوں نے کہا کہ جا کر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سپ سے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جا کر تصویر کو توڑتے ہیں تو بر کوہ پھینک دینگے یہ کہہ کر سب چلے یہ دونوں شاہزادیاں طرف لشکر نورالدہ ہر کے چلیں

نور الدہر بہ نفع و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادیوں کے واسطے پریشان ہو رہے تھے کہ کینزوں نے خبر دی حضور بیہیمان آتی ہیں نور الدہر باہر نکل آئے دونوں شاہزادیوں نے اگر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جا دو برس کوہ جا کر آفت برپا کرینگے تصویر توڑینگے دیکھئے اسپر وہ سچا کیا کرے کوہ زبرد جہی پر میلہ ہو رہا ہو کہ یہ لوگ پہونچے اور دوکانین کو ملنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے ہر افون کی دوکانین لوٹ لیں ہزاروں کے تھان اٹھائے کہانے کی چیزیں اٹھائے لگے ہلڑو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو زبرد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوار و درجشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں فسترن و سوسن کا نام زبان پر ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سانسے پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائیں جس پہونچے جسے قلم رکھا مثل برگ بید کا نیا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سمیٹ گیا چنہ نے گھاٹیاں طو کین تیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آتے آتے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرد شاہ بندہ دن کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلافت مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ سپر بدیع الزمان پر شکر کشی کر کے جائے اور انہیں گرفتار کر کے لائے اس سحر سے آگے نہ بڑھنے پائیں ان نازنینان بیہیمان نے بڑے فتور کیے زبرد شاہ نے بھی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر کئے ہوئے دو گھاٹیوں سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جادوگر زبرد کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اثر دہرا سو ادنی نکلا چند اثر دہون پر اٹالہ بارگاہ کالہ ہوا اس کو فر سے کوہان برائے مقابلہ شاہزادہ نور الدہر دہلا بیہیمان نور الدہر شب کو اسی صحرائین اُترے دونوں شاہزادیوں کی راجائی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جس مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کو رہے تھے کہ صحرائے گرد آؤی کچھ شعلہ ہائے آتش نمایاں ہوئے دیکھا کہ کوہان اثر در پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے میں اُترادے بھر سامان جنگ میں مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ قبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شہر نگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے دو فون لشکروں میں تیار یاں ہونے لگیں مگر نستران نے عرض کی کہ آج کینز شب کو ملائے ہر رہے نور الدہر نہیں قبول کرتے تھے نستران نے زبردستی چند کینز فون کو ساتھ لیا آن کینز فون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دو بہر رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اٹھا چڑا ہونے لگا ملک نستران دیکھ رہی ہیں اس قدر چڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر برسے لگے ملک نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر شکل سپر بنایا اور ہاتھ سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اثر دیا نکلا فلاج آتشیں چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسے کہ لشکر نور الدہر میں گھس آؤن نستران نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صہرا کے دوسرا اثر دیا پیدا ہوا وہ اثر دیا آکر آپس میں مصروف جنگ ہوا کبھی منہ سے قلاب آتشیں چھوڑے کبھی آپس میں دم جلی کوڑے ترقاق پڑا قیل رہے ہیں دو فون اثر درون کے جسم پر نشان بٹے جاتے ہیں تھوڑی دیر بعد جو اثر دیا طرف سے لشکر کو ہان کے آگیا تھا سپر اثر در سوار ظاہر ہوا اسے پشت سے کود کر اس اثر دے کے کلون میں ہاتھ ڈالا اور تھپتھپ کر پھینک دیا اب اثر در سوار پھر پشت اثر در سوار ہوا ملک نستران نے اسپر آگ بر سالی تو اس میں گرہ آئیں بڑی طرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھرا ہوا نکلا جست کی اور دہن اثر در میں پھانہ پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تھے وہ اثر دیا منہ اٹھا کر طرف نستران کے متوجہ ہوا منہ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نستران کو اثر در نے انکو بھی منہ میں لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اسے دم کھینچا خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کینز فون در ذکر در بارگاہ سوسن زبان ہوا اس پر اس نے یکار نے لگیں کہ اے ملک عالم اُسٹھے ورتہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اثر دیا آیا ہے کہ اُسے ملک نستران کو دہن میں لے لیا اب لشکر میں گھس آیا ہے ملک سوسن اٹھیں راہ میں کینز فون نے سب حال بیان کیا لشکر میں آکر دیکھا بیچ لشکر میں اثر در آٹا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکان میں بالال کر رہا ہے سیکڑوں خیمے گرا دیئے رہتے والے یخون کے دہن اثر در میں گئے اور خیمے

خالی ہونے میں زمین پر پڑتے ہیں اژدر سوار ایک بار گاہ کو ویران کر کے دوسری بار گاہ کی طرف
 رخصت ہو سوسن نے لاکھ لاکھ اور خانہ خراب کیوں اسقدر بدعت کرتا ہو خوف خدا سے نہیں
 ڈرتے یہ بندگان خدا بے گناہ ہیں جنکو تو نے اس طرح با مال کیا لا تشتر کہان، ہوا اژدر
 نے سب دیا کہ اس سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہل اژدر سے کو داتلوار کھینچ کر ملک سوسن
 پر چلا ہوا منے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنجے پیدا ہوئے وہ پنجے آکر کرہ میں
 نیپٹ گئے اٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چکے لوگوں نے دیکھا کہ کوہان کرہ میں سوسن کی
 پنجہ دیے ہوئے لیکر بلند ہو اسوسن ہندری پر جا کر مثل بجلی کے تڑپیں پنجے سے اسکے چھوٹے
 دونوں سے آپس میں سحر ہونے لگا اُس نے کار دسحر پھینکی ملک نے اُسے توڑا اُس نے کوہ مارا ملک
 نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر جھپکا چمک کر اُسے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے
 اژدر سوار نے مارے ملک نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر جھپکا اُسے گولوں کو کاٹا کوہان سوسن پر
 جا پڑا چاہا کہ گردن بکڑوں ملک نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ میں ایک مارسیاہ آگیا کوہان
 نے اُسکو جھڑا لاطرف زمین کے پھینکا وہ دونوں ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہوئے
 شکم سے اُسکے کئی سوس جاوے گر چکے جون جون ہوا لگی قوت جسم میں آئی نسترن بھی دریا سے
 فون میں غوطہ مارے ہوئے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ بانوں
 میں ریشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ ٹوک گیا سوسن
 برق کے مانند ٹوک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدر
 مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
 میں سمجھ لوں گی سوسن نے جواب دیا کہ میں سمجھ لوں گی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے
 کچھ نچنے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہل پھینکا کہ او مبہوت ہے مثل نچنے
 کے دل تنگ رہا اور مثل تیوں کے ہاتھ ملا کر یہ کہل دونوں چیزیں پھینکیں سب نے دیکھا
 ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمرہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈا ہی ٹھنڈا ہی جلی شافون کو
 جنبش ہوئی صحرا میں بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہو کہ
 ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُس نے پکار کر کہا کہ اے کوہان ذرا اس طائر

منوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آوازیں عجیب سن سارو نظم

ما قلو باغ یہ نہیں دلکش آستین زن چراغ عقل یہ کو لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ جھڑی نے دکھا پاتب خنجر مرگئے جب ہزار غنچہ بہان تب گستان میں گل ہوا ہمارا شلع پر ہی جو سب سے سبب خاقلو گل من علیا فان دیکھا کیے شباتی عالم خاک اڑانے لگی نسیم سحر	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ویش خاک جب ہو گئے قدر عشا تب ہوا لالہ زیب محفل باغ جب ہوئے خاک صاحب کاکل ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان نرگسی چشم بین جو دفن یہین کسی محبوب کا ہی سبب و فتن خاک میں گلہ خان جو سوتے ہیں ہم تن اشک ہو گئی شبنم اسی اندوہ میں کرد ہو قیاس	اس چین کی بھی کراہی چیدہ و تب ہوا سرو و قنار ہو دہر ہار جب مٹے میکشا جو ملک درد تب نظر آئے گیسو سے چمنیل گل ہوا جب چراغ غا و رض یار چشم نرگس چھگی ہو سو زمین عند لیون کے ہیں پتلی الحان باغ میں آبشار روئے ہیں جب ہوا صرصر خزان کا ڈر گل سوسن کا آد کو دباس
---	--	--

یہ گستان نہیں ہو قابل سیرا کہے اکثر خاتمہ بالخیار

اُس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا اکھوں سے آنسو بہنے لگا چوہا گل
اُداس عالم باس ایک پیچ ماری بکار اٹھا کہ اوی لکے عالم کیا اشعار سننے ہیں دل بہتا پڑھتا ہوئی جان
دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیکھی وہ بجلاؤں میں آپ کا تاجدار ہوں فدائے شکر ہوں ملک نے
بیکار کر آوازی کہ اوی کوہان تو منتظم کوہ زبردستی ہو لیس اب یہاں سے سدھارو طرف کوہ زبردستی
کے جاؤ اور جنگو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہوئے
مختارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجیب ہو کہ تمھارا رتبہ بلند کریں یہ شکر کوہان
جھوٹا آنکھیں سرخ ہوئیں آسمان سے اتر اشرک والوں کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ جلوہ قدرت
لے سب کو یاد لرا باہر اسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اڑو سب پر سوار ہوا جھوم کر طرف
کوہ زبردستی کے جلا سب ساحر پشت پرانے آگے افسر پشت پر سارا لشکر چھوٹا ہوا طرف
کوہ زبردستی کے جانا ہو ہر سنہری پرشب کو اتر پڑتا ہی صبح کو اٹھتا ہوا اور ہی رنگ مزاج
کا ہوتا ہو لشکر والوں پر تاکید کرتا ہو کہ بار واپ جلوہ قدرت نے یاد فرمایا ہے سمجھوں کو بلایا ہو

اسی وقت شکر تیار ہوتا، سب مصنفین باندھ کر ساتھ ہوتے ہیں اسی جوش و خروش میں دن بھر ہر وہی کرتا، ہر جنگل میں ٹھہر جاتا، ملکہ سوسن کو یاد کرتا، جہان گل و غنچے پر نظر پڑی، وہیں غرض یاد آتے ہیں یہاں شعار عبرت آثار پڑھنے لگتا، ہر نظم

داخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے
جس طرح سے کوئی نگر بنے کہو تر چھوٹے
دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے
قیدی خیرات میں اس سال مقرر چھوٹے
کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
پانوں کی منہدی تھارے جو نہ دلیر چھوٹے
نامہ پر ماتیوں کے پانوں میں نہ ہلکے چھوٹے
جان ہی تجھے اگر ترک سنگر چھوٹے
برہمے آنکھیں پر ترے آنے ہی ویر چھوٹے
تجھے لیکار یہ کہیں او دل مضطر چھوٹے
جو قلعے کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
بیشتر اس سے ملے نہ پڑ کر اکثر چھوٹے

دام لے لے کے ہیں حسیا و متکبر چھوٹے
یون لگا لاتی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو
ہو وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار
طوق و زنجیر کا نعل باب نہیں زندہ ان میں
دم الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
تیری الفت میں ہو میں سب سے ملاقاتیں ترک
بندہ خانہ ہی قریب ابو قدم رخسہ کرد
ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے
صبر دل کو تو کیا میں نے غنیمت جانوں
تیری صورت کو دیکھتے رہے ہم جمل میں بھی
خبر دیوں کی محبت کا بڑا بے انجام
پستی فکر نے ادبچانہ طبیعت کو کیا
ایسی افتاد کہی بار پڑی ہے اسی زمانہ

اسی جوش و خروش میں چوتھے دن قریب کوہ نہر جدی ہو چکا بہان و ہی میل چاہا، مراد
حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پرک تیری قدرت سے کئے شکر کیا
جلد مراد مندوں کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پوسنے دو سو خداوندوں کا
باپ ہے ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد میں مکن ہو میں ساہری و چشمہ کی کسی
خدا کی کہ گئے آخر ناچار ہوئے مر گئے اب آپ خداوند میں ہم سب درو مند ہیں کیا مراد میں پوری
کہتے ہو واسن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکا یک پہلے میں ہلڑا ہوا فریاد فریاد بغیات کی
صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پرک ان ظالموں کے

ہاتھ سے بچائے ایک ایک لکھن دیو خصال فیل مثال ہو تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجہد زرا کوئی
 کہ یہ کیا معرکہ ہو کیوں پہلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر مر رہے ہیں زبرجہد شاہ
 سامنے سے تصویر کے ہٹاؤ تصویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ
 ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل بیٹ پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کلبے گھوڑوں پر
 سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس شخص کے قریب پہنچے طناب پکڑی اور کھینچ لیا یا ستون
 گرا دیا جو خیمے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یوں پامال کیا اہل سیلہ کا
 عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجہد کو کوہان پکارتا
 ہو کہ اویسیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتار دوں تجھ کو سوار کے ماروں زبرجہد نے
 جو یہ حال مصیبت مال دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند
 کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہو ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ دی سارے پہلے کوہان
 کر دیا ہزار ہا آدمی مارا گیا دیکھئے لاشے پھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جلتے
 ہیں مجھ کو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ ملتا ہی نہایت بلبلاتا ہی حکم ہوا کہ اے زبرجہد
 زیر کوہ جاؤ دیکھو بھٹا کر کیا کرتا ہو فوراً پریشان ہو گا تم راہ راست پر ہو بھٹا را وہ کیا
 کر سکتا ہو تم مابہ ولت کو بخدا ہی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہو اُس پر ملا آسمان سے نازل
 ہو گی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہو تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہ کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
 کہ اگر لڑائی کی ہوس ہو تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے پہلے کو کیوں زبرجہد کرتے ہو
 غیر دار اب آگے نہ بڑھو یہ سن کر زبرجہد شاہ نے تاج کو سر پر کچ کیا ہنستا ہوا چلا
 راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
 ہو زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہے کہ یارو مجھ کو
 خداوند نے بھیجا ہو آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں
 اسیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجہد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہنچا
 کوہان نے لٹکارا کہ اے زبرجہد کھڑا رہ میں آتا ہوں زبرجہد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند
 ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت بھی تسلسا

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان ہر تھرکانیا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت کے
 کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائیں ہم جنگ کو حاضر
 ہیں کہیں آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہو عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
 تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسے لگے جس پر پھول گرا وہ پھول گیا جوش جرات
 سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ پہاڑ پہ چڑھ چلو زبرد کی طرف کوہان نے
 گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر جنگ
 ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان کا کہ وزیر و نیر یہ کہا گر اگر اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرد کو
 پکڑ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ اسی شہر یار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرد بھاگ کر
 سامنے تقویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ با خداوندین نے جو آپ کا حکم پہونچا یا وہ سب
 آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
 رنگ رو اسکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کیسے نیچے کو پہونچا
 مصروف جنگ ہو ایسا نہ ہو کہ بالائے کوہ چڑھ آئے تقویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچاؤ
 جہان جی جاسے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پختہ شاہ زبرد شاہ
 تو پشت دیر پہونچے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالارادہ شاہی میں جا کر تخت پر بیٹھا اور باپ
 بنائے لگا حاضرین وقت کو خبر سننے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہو کہہ دیتا ہو کیسا
 خداوندی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ جھٹ سے قعر کے آواز آئی کہ او یا وہ گو کیا
 ہو وہ بکٹا ہو عذاب خداوندی میں مبتلا ہو گا ایک برق گری کہ زبرد کے وہ ٹکڑے ہوئے اور
 پھر آواز آئی کہ اے ہند گان من قدرت مڑے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی
 زبرد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہو یہاں تو یہ کیلیت ہوہان کوہان پہاڑ سے
 آکر لپٹ گیا گھاٹیان پیکر بالائے کوہ چڑھنے لگا گھاٹوں کو طوکر کے بالائے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ
 جو ان ساتھ ہیں پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوئے تقویر ہائے سنجی کہ اسی ایک تقویر شری قفل
 جا سجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا جا پا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
 پہونچے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جھپٹا ساتھ والوں نے بھی بلوہا

اب تو تصور کیے ایک بیچ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
 دھوئیں کا ابر بنگر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا رہا کہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
 سر کا جلا پھر پھول برسے لگے جیسے پھول پڑا ہے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی
 کوشش کی کہ چھوٹا ہوا گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ اگلیو بریدہ سحر ساتھ کر دیا
 قدرت نے اس سحر کو مٹا یا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھ کو جہنم میں پہنچا
 دو گنگا تجھ کو بیوہ کیوں غم و الم ہو تیرا مقام خاص جہنم ہو دیر تک تصور نے جلا چلا کے باقی
 کہیں وقت وہ ہو کہ نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نشتر و سوسن دست بہ دست
 اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھ کر آواز دی کہ نشتر تینے سنا ہفت پیکر چلا رہا
 میرے سحر کو مٹا رہا ہیں نے پھولوں کا سحر ساتھ کر دیا تھا اور پیروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
 شست ہو امان پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اسی بات پر آمادہ ہوئے
 اب بالائے کوہ پہنچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہان مشا اب
 کوہان کا بیٹا دشوار ہو اسنے خود سحر کیا اس کے سحر سے بیٹا مشکل ہو اراوہ ہو کہ جا پڑوں میں
 آواز اُسکی سن رہی ہوں کلمات سخت و سخت کہ رہا ہو کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہو
 وہ مثل رہا ہو بیان تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جانوں نشتر نے
 ہاتھ پکڑ لیا کہ اراوہ ہفت پیکر سے رو رہا ہو نہ میں معلوم کیا آفت بر پا کر گیا کسی پل میں
 پھنس جاتا کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی لگہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آواز سن
 نے پھر دین کہ اراوہ زبردی اس گنگا کو لینا اسکا تیرے ملک میں مقام ہو کوہان اسکا نام
 ہی پکا ایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوئے ان گڑھوں میں سب
 پھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کھان میں گر ادھن غار کا بند ہو آواز آئی
 زبرد کو بیان بلاؤ زبرد مراد ہو کر زندہ ہوا ہی سخت پر بیٹھا ہو کہ چوہا رہنے آکر حکم ہو بچا یا
 قدرت آجکے بلاتے ہیں زبرد تعریفین کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہنچا سنا ہے تصور کے آیا
 عرض کی کہ با خداوندیہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہو گنگا بہشت
 و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجب حال زار میں تھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگارنگ میں دیکھا طائر مرد سرائی کر رہے تھے آپ کا نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر پرگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداداد ہفت پیکر کی صبح و درت ہو تقویٰ رہنے بہ غصہ آواز دی کہ اوبے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر بندے ہمارے سنتے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوئے ہیں بہشت واسطے نیک بننے کے ہی اور جہنم واسطے گنہگاروں کے شکار خانہ قدرت دکھا دیے تھے کہ قدرت کو ترک کر ملک الموت کو ناگوار ہوا اسنے ہتھوڑی روح قبض کی روح کو زیر عرش طالی پھیرا اور عجائب و غرائب دکھا یا تجھے نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جا کر نورالدہر کو روکے یہ دونوں جوان طرف صحرا کے گرد آب نشان کے چلے ہیں گرد آب جادو وہ ساحر ہو کہ ان دونوں کو ہلاک کر بیگی مگر کیا ضرور ہو یہ بیہوش رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہو نورالدہر کو سوسن بوجائے اور ایسج کو تو سن ہو بوجائے یہ دونوں دربار گرد آب میں پہنچیں گے کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آگے نہ بڑھنے دے زبرد نے کہا کہ میں جا کے نہ میر کرتا ہوں یہ کھکے اپنے دربار میں آیا اگر اسنے نہ کیا کہ قدرت یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادو گر کی ایسی ہو کہ جا کر نورالدہر و ایسج کو روکے جس صحرائین ایرج اتر ہی اس جنگل کا صحرا سے کشت و خون نام ہو وہاں سے ہٹا دے اور ایرج کو وہ نہ آئے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرد آب جادو میں جائیں گے لیکن قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہو خالخال جادو مسما جوں میں سے زبرد کے ہو وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہہ کر کہ اے شہنشاہ وہ آفت برپا کر دن کے صحرے سے وہ خود بھٹسا کہیں بھو خالخال جادو میں خالخال کی یہ کہہ کر اٹھی کہ بہن تم چلو میں سحر تیار کر کے آئی دونوں خالخال ہی تو ساتھ ہزار جادو گر ساتھ لیکر اسے مقابلہ نورالدہر علی میان نورالدہر اترے ہیں صحرے پر ہزار چشمہ چھتر بہر سے ہوئے صبح کو یکایک شہر رنگ دھڑا ہوا آریا عرض کی کہ اے شہر یا عجب معرکہ گذرا رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے وخت یا تو مسکین و شاداب تھے یا پتے ندر و مثل مدقوق و رختوں سے گر رہے ہیں جنگل میں اڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اتر ہی ہو صحرا ویران کھیت دست میدان نشتر نے دیکھ کر عرش کی کہ گنیز جاتی ہو ابھی دریافت کر کے

آتی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو یا شیرنگ بونڈے گرد کے اٹھتے ہوئے سحر اتپ رہا ہوگا
 شیرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکر
 نسترن اٹھی موسن نے کہا کہ بوا میں بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جلد کے دست
 کیے لیتی ہوں یہ کہ کے نسترن باہر نکلیں صورت سحر کو دیکھ کر بہت ہنسین کہا حضور میں پہچان گئی
 یہ کہ کے دستک دی سحر سے بونڈ لہ گرد کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
 آگے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ اسے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو سحر کیون ویران ہو گیا
 چشمے کیون خشک ہوئے درخت کیون خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب
 ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسپے پسپے ہو رہا ہی سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
 عرض کی کہ اس سحر کے گوشے میں بی خلیاں آکر اتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے انھوں
 نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ سحر ویران ہو گیا اور ابھی زیادہ ویران ہو گیا
 آپ ودان اس جنگل میں طائروں کو نہ لیکھا غلام آپ کا حاکم سب سامان دیکھ آیا ہو چماٹنے
 میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نسترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کہ ابر
 شکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوئے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا
 بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملک نے دوسرا سحر کیا کہ رد کی گرج برق کی تڑپ
 پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسے لگا پہلے بوندیاں پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر برسے لگا
 چشمے جھریانی سے ملبو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دانا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پتھر کا پر سنا موقوف ہوا چشمے جھریا تو ملبو بہ آب تھے یا خشک ہو گئے پھر خاک
 اسی طرح اڑنے لگی بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چکی اب حرارت زیر غنم کی بڑھنے لگی تھوڑے ہی
 عرصے میں اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہلہا کر گرنے لگے شاخیں بیج و تاب کھا کر
 گر بن گل بوٹے مرجھائے پھنوں نے دھن اپنے بند کر لیے رنگ پھولوں کے اڑنے درختوں سے
 مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھاگ کر آگیا مٹھ کھول کر زمین پر گر کر کہ نسترن بھی پسپے پسپے
 ہر چند کہ دستکین دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کر دن بانی برسے چشمے و جھریا ملبو ہو جائیں مگر
 ابر زمین آنا جب گھر کے آتا ہو تازہ آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کرک کر گرتی ہو کہ

ابرنختہ لختہ ہوا جاتا ہی ٹکڑے سارے کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہیں ایک مقام پر جمع نہیں ہوتے
 و نسکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے انگلیوں سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر مکہ نسترن محبوبہ
 ونا چار ہوئیں مکہ سوسن یہ کہکڑا ٹھہریں کہ کیوں دیوار بر نہیں آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہو کہ یہ سحر
 خلتال جادو کا ہوا اسی کے سحر میں یہ تاثیر ہو کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہیں جتنا مگر اب میں
 سحر کرتی ہوں تم ہٹ جاؤ یہ کہکڑا نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھیں جھولی میں ہاتھ ڈالا
 کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اس کاغذ پر ڈالا اور اس کاغذ کو اڑا پاؤ اور نہ
 دی کہ امی ابر بارسیہ رو جا کر لشکر خلتال پر برس مگر قطرات گرم ہوں اور وہ بدو اس
 ہو جائیں وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلتال بیٹھی سحر کر رہی ہو کہ لشکر والوں نے اسکے دیکھا کہ ابر
 سیاہ آسمان پر آبار حد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسے لگا جس پر قطرہ پڑا سکے
 معلوم ہوا کہ جنگاری آگ کی کسی نے ڈال دی وہ چلنے لگا حد ہا ساحر جل کر خاک ہوئے لشکر
 فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلتال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہیں آسمان سے
 آگ گر رہی ہو اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہو
 عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑوں برف میں دبے سیکڑوں آگ سے جلے تھوڑے
 عرصے میں ہزاروں کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈھے ہوئے کچھ آگ میں جلے گھر کہ خلتال نے
 حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھوٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
 آگ کی دیوار کھچی ہو جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہیں آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہو جھڑپ لشکر
 نورالدہر کا تھا ادھر آستہ ملا سب کے آگے خلتال لشکر کو بلے ہوئے آؤ تیرا اور ابر برستا ہوا
 بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے میں نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
 جب لشکر خلتال کا مقابلہ نورالدہر میں پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹے آئیں
 خلتال مقابلے میں اترے اترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و نسترن ایک کو زندہ
 نہ چھوڑو نگلی میں نے سحر بھیجا تھا تنہا اسکو گوشش کر کے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے
 لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی
 یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلتال میں

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہر کارون نے یہ خبر فوراً لہر کو پہونچائی فوراً لہر نے بھی حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دو نوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہرات تیار ہوئی جبکہ ساحراہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شفاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعہ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زمین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شفاع میدان چمن زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دو نوں لشکر میدان میں آئے ادھر سے خالخال بڑے زور و شور سے میدان کا زرار میں آئی اثر پر سوار متحدہ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی نسبت پر فوج ساحران مگر لزراں و ترسان ادھر سے لشکر فوراً لہر بعد کرو فرمیدان کا زرار میں آکر پہونچا یا کہ لشترن و سوسن خاؤسان بین بال پر سوار آمد خالخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر چنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جمین نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکاکہ کڑکے خالخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کا زرار میں جاؤں کہ کیا ایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکے لشترن طاؤس سے گرین پھل کر اٹھیں اور ہزار ہا کنیزین زمین پر گرین پڑی تڑپ رہی ہیں اٹھ نہیں سکتیں فوراً لہر کا گھوڑا بد لگامی کرنے لگا جاہتا ہی کہ لیکر بھاگوں فوراً لہر ہر جہز روکتے ہیں مرکب نہیں مکتا راٹوں میں پھین ہی جاہتا ہی کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤں فوراً لہر نے کئی کوڑے مارے لشترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے لشترن نے بڑھ کر سھر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جا کنیزین جو گری تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے مقام سے اٹھیں اور سنبھالیں سامنے لشترن کے حاضر ہوئیں کہا داری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے مشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھوخیال نام ہو یہ کہ کے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پھٹا اور بنکر لشکر بھوخیال جا دو پر جا کر برسا لشکر میں بھوخیال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھوخیال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر چھے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حریف کو تروبالا کر دوں گی میں یہاں سے پانچ کو سس پر بھی دھن جا کے ایک ابرسیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے چلے جب میں نے اس طرف کا رخ کیا تب ابرمٹا اور آگ برسنامو قوت ہوئی اب
تم میدان میں جا کر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جگہ
ٹھہرے تب جا کر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہاں نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہاں بڑی بڑی باد و گزبان
جمع ہیں اگر انکے مقابلے میں تمہارے سپاہ و غیرہ سے کون مقابلہ کرے گا یہ کہہ کر خلخال کو ایسا
گرمایا کہ خلخال میدان میں آئی پکار کر آواز دی کہ دی فرقہ خدا پرستان جسکو تنہا مرگ کی ہو
وہ کھلے ملکہ نسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے میں خلخال کے آئین خلخال نے اپنے
گوشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منہ سے شعلے جھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُٹے پلٹ کر خلخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ
شعلے لوٹنے لگے لوٹتے آئے اسکے ملازموں پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے
چلے جب تو خلخال نے ایک مارسیاہ منہ سے نکالا اس مارسیاہ کو پھینک مارا ملک نے اس مارسیاہ
پر اشارہ کیا مارسیاہ کٹ کر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہو گیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال روٹری
آگے خلخال چلی جاتی ہو نسترن بھی اسکے پیچھے چلین بیان تک کہ نظروں سے سب کے
غائب ہوئیں نور الدہر نے گھبرا کر شہر نگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہاں لگا کر لیگتی شہر نگ شکل
ساحر چھپتا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس نسترن کے
پہونچا یا کہا تو زبان میں سوزن دے لو ایسا ہو کہ تلو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان میں دی گجرے بھولوں کے ہاتھ سے خلخال نے
توڑے ہاتھ میں نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیاں ہو گئے پائون میں پڑیاں پھنٹیں چاہا کہ
سر زنجیر تھام کر لچاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شہر نگ بھونچال کی صورت بنکر
تلا رہا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا فوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ پورا ایسے سکڑوں شعلے
یا دہن اب چلیے بی سوزن زبان دراز کو بھی لیتی ہوں وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں
جائیں گی شہر نگ قریب پہونچا کہا تو دیکھو بی سوزن آتی ہیں خلخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شہرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قلعہ پاک خلخال کے سرے ہی نشترن کے جسم سے وہ تیز دور ہوئی
 نشترن نے کہا کہ اے شہرنگ یہ بڑا کار نمایاں کیا اسے ایسا سحر کیا تھا کہ میں اپنے ہوش میں
 نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دے لی ہتھکڑیاں بیریان خود پہنیں اگر اپنے ہوش میں
 ہوتی تو یہ حرکات کا سرے کو کرتی شہرنگ نے نشترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پانچوں میں خلخال کے
 ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار میں آکر بھونچا بھونچا خیال نے مرنے
 کی آواز خلخال کے شتی تھی سمجھی تھی کہ شاید بہن نے کوئی شعبہ کیا اب جو اسے دیکھا
 کہ آگے آگے نشترن اور پیچھے شہرنگ پاسے خلخال میں رستی باندھے ہوئے دیکھ کر
 بھونچا خیال نے ساحر دن کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شہرنگ
 و نشترن پر آڑے نشترن نے شہرنگ کو قہقہہ دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
 جا پڑی نور الدہ ہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہ ہر آتی ہو جسے سحر
 نور الدہ ہر بر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صد ہا جادوگر مارے کنیران ہر دو شاہزادہ
 اسباب سحر ہاتھ میں لیکر کرمل گئیں شکر بھونچا خیال میں زلزلہ پڑ گیا بھونچا خیال بھاگتی پھرتی
 ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں وہاں کوہ زیر جبدی پر نشوونما میں ہے
 ہفت پیکر آواز دے رہا ہو کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہوں یکا یک
 زہر جہد سے کہا کہ لو غصب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچا خیال بھاگی پھر رہی ہو کسی
 پہلوان کو جلد روانہ کرو زہر جہد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ حساب سر
 نور الدہ ہر گالائے زیر کوہ سکائن فیل در کھڑے ہو جھوم رہا ہے اسنے پاٹ کر آواز دی کہ
 بادشاہ میں جاؤنگا زہر جہد نے صدا دی کہ جیسک حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکائن
 کے جانے چار لاکھ سپاہی سوار و پیادہ گھوڑے آڑا کر قریب سکائن فیل در آئے
 عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سکائن گینڈے سے پر سوار ہو کے چلاؤ سوقت پہونچا کہ
 بھونچا خیال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں یہ قول
 رہی تھی کہ صحرا سے گریہ عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکائن فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
 بھونچا خیال پر ہنس رہا کہ اسے کیوں گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہے ہیں

ہم کو تیری مدد کو بھیجا ہو کیونکہ گھڑی ہو میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ لکھ کر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان قیل در سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سا طور آگے کر دیا سا طور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں رہ گیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دانی ہو کر خالی دیا خالی دے کے کہ خود اپنے پر کہ کے ہاتھ سا طور کا مارا سکان نے سپر کو چرے کی پناہ کیا سا طور جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سا طور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہو وہ سب لڑائی میں مصروف ہو گئی طہماس نعرہ کر کے جا پڑا سا طور کو گردش دی حد ہر گھٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکل جائیں اب بھونچال اور زیادہ ہو اس ہوئی ساتھ والوں سے کہ رہی ہو کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہو کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یوں مارا کہ جیسے باز کے پنجے سے عقلمور نہیں بچتی بیک ضرب سا طور دو پر کالے ہوئے فوج بہت ہو لیکن بیل ہو رہی ہو سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سپہ نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھیں تو اہل فوج جم کر لڑیں یہ سنتے ہی بھونچال نے عملدار لشکر کو ساتھ لیا بجا کر آواز دی کہ اے بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو حیرات ابلی ظاہر کرو اور مسلمانوں کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو بجا رہی ہو کہ یارو نہ گھبرانا چار خانے کے لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھونچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو پڑھایا اب جم کر تلوار چیلنے لگی لشکر فوراً ہر بہت کم ہو دونوں جادو گر نیاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر دیکھ ہزاروں کو مارا صحرا میں خون کے دریا بہ رہے ہیں نور الدین ہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوار میں گرین نیزے سے برسے خون کے دریا بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نو جوان آتے ہیں سب جادو گر نیاں ساتھ پہلوان گھیرے ہوئے نور الدین ہر کو جوتے دیکھا بجا کر آواز دی کہ اے یارو نہ گھبرنا میں آہو نچا پہلے نعرہ کیا۔ لشکر ایرج

لماک ایرج آن آفتاب نہیں	کہ صاحب قریم و آفاق کیسے	جو تیغ ملی بر شمش از خلافت
تہزل قدم در میان مصاف	اگر تیغ بر سنگ حسار رانم	ز گاوزمین بیخ وین بر کنم

	منم نخل بستان صاحبقران	منم شہر دل صف شکن نوجوان	
	ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے تو سن نے بڑھ کر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول جو شہر گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہو کر پکارا مٹھی کہ ایسا کیا عالم	من کنیز ہون میری تو یہ کیفیت پر عجب صورت ہو - نظم	
	گدا کو دیگا نہ منم نو پائیگا پھر کیا یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا بس آدھا جکا اب آدھا نیگا پھر کیا خدا کو حشر کے دن منہ دکھائیگا پھر کیا مین دیکھتا ہوں مقدر دکھائیگا پھر کیا یہ آنکھیں کو رہوں انہیں سما نیگا پھر کیا وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا جو رند کو فت میں تو مر بھی جائیگا پھر کیا	مشاع وصال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا شب فراق منم سر پر لائیگا پھر کیا ہزار بار کیا میرا امتحان اُسے جفا و جور نہ کر اُسے بندہ دن پر اوت وہ گھورتے مین برسی آنکھ سے پھراب ہرما رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار کرے نہ دیر کو سمار جو کہ بت کے لیے وہ بے وفا ہو نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا	
	یہ اشعار پڑھ کر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والوں کو آواز دی کہ جاؤ خدمت میں اس ملعون و بد کردار ہفت پیکر کی یہاں کیوں جمے ہو لڑائی پر ایسے شیروں کی تھمے ہو کچھ غیرت نہیں دیکھتے مین تخصیص سمجھائے دینی ہوں یہ کہہ کر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والوں پر گلیچ مارا گولہ بھٹا تو لوگوں برسے لیکن کئی سوجوان مر کر گرے ایرج و نور الدین ہرنے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر پڑھ کر نور الدین نے ایک کیدار کو مارا جوش جرات میں منہ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھ کر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش تھا فتنہ جرات سے بیہوش تھا نور الدین ہرنے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بائکین کی نہ لوج ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدین ہرنے تلوار کو سر پر گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھو گھٹ منہ پر نہیں لیتے نور الدین ہرنے نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دو نون شیروں کے سر زخمی ہوئے طماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ایو بیرو صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان		

ایرج

آپس میں لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کروا میرج نے پلٹ کر آواز دی کہ اولم قدر سے جیری شامت
 آئی ہو یہ کہہ کر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طحاس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اسے
 ایرج طحاس نے پاس کیا ورنہ سا طور مار دیتا جگہ گاہ نکاہو بختا اب بھی اسکو پاس ہو ورنہ
 اسکا شل نہیں ہو ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ اوکشتی گیر زاد سے
 آج جیری میرے ہاتھ سے قضا ہو رہے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی حشر
 کا ٹیپ بھیجے جو مناسب ہو وہ ہزار دیجے یقین تو ہو کہ تمھاری مال لٹتی طالعہ ہو نور الدہر نے
 چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے میں ہزار ہا اپنے ملازم قتل کیے قلب قوج میں
 جا چڑی چار جانب گولے مارنے لگی فریب ہو کہ سب بھاگین کہ یکا یکا آسمان پر نعرہ ہوا کہ
 او بھونچال کیوں جیری شامت آئی ہو یہ آوارہ شکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک نیچے
 گر کر بھونچال کو اٹھالے گیا دوسرا نیچے گر کر آفسرین کو اٹھالے گیا ایرج و نور الدہر تلوار میں لپیٹ کر
 چلے گئے کہ آپس میں لڑیں کہ صخر سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر بری پیکر خچہ میں
 رشک فریور لباس سے آراستہ یہاں گائی ہوئی آتی ہو نظم

اسے کا نہ ہا دیا آکر تو جہاں آٹھا
 پھر چلا دیر کو مسجد سے معسلا آٹھا
 آب و دانہ تراو بلب شیدا آٹھا
 دور سے جب کوئی مصرعہ میں بگولا آٹھا
 فتہ آدم مری نعیم کو سینہ ہا آٹھا
 آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہ آٹھا
 دل یکٹہ بیٹھ گیا درواک رہا آٹھا
 نو سرشام ہی سے آج یہ مرغا آٹھا
 گور سے سر میں اگر لے کے یہ سودا آٹھا
 حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مرد آٹھا
 آج دنیا سے مرا چاہتے والا آٹھا

جز سیما نہ کسی سے مرا مرد آٹھا
 زہد و تقویٰ سے پھر ای رند میں کھرا آٹھا
 شکر کہ قید سے عباد کی ہوتی ہے رہا
 قیس سمجھا مری بلی کی سواری آئی
 جوش و حسرت میں جو دریا کی طرف جانکا
 نہ گیا وادی امین کو کوئی بعد کلیم
 کوچہ یار سے جب گھر کو چلا میں اپنے
 اول شب سے موذن نے اذان ہی شب قبل
 حشر کو ہونی ہو اک تازہ قیامت برپا
 حکو تیر سے لب جان بخش نے مارا قاتل
 سکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج د فورالہ ہرنے کان لگا کر سنا کر رہا
 و عمر و جو لشکر ایرج میں تھے جس وقت بھونچال کو پہنچا اٹھائے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر
 بھاگے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل کا چکی دوڑا
 جو ان گھوڑوں سے اُسے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہیں اور فورالہ ہر اپنی جانب
 اُس نازنین نے کہا کہ میں فورالہ ہر کے واسطے ہوں ایرج کے واسطے ہری ہن ہر مجھ سے
 زیادہ خوبصورت ہو اور کم سن میں اُسے بلوادون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہہ کر اُس نازنین
 نے آواز دی کہ اے گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریلے جو ہر میں غوط زن
 اُس نے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سائے طماس کے چند اشعار گائے طماس
 بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے شہرنگ نے وہ یہ معرکہ دیکھا تو دپ کر
 سامنے فورالہ ہر کے آبا اشارہ کر کے عرض کی کہ اے شہر یار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین
 کا فورالہ ہر ہاتھ پکڑے تھے اُس نے آواز دی کہ او طرار حنین ہر اعیار تیرا خواہاں ہے کہ یہ ہلوے
 نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شہرنگ کا حجام لیا اور آنکھ ملا کر
 شہرنگ سے یہ اشعار گائے نظم

ظالم کہیں تو مل کھو دار و پیسہ ہوئے آؤ گئے ہوش میں تو نکاح اک سد بھی ہوئے جی ڈو بتا ہو اُس کسیر تر کی یاد میں اس جاک دل کی چشم سے ناصح ہو تھے کافر ہوئے بتوں کی محبت میں میر جی	بھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کویلے ہوئے اتو نشے میں جلتے ہوز خمی کے ہوئے باہان کار عشق میں ہم مر جیے ہوئے ہوتا ہو کیا ہمارے گریبان سے ہوئے مسحور میں آج آئے تھے قنفذہ دیکھ ہوئے
---	---

شہرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شہرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
 ان چاروں کو لیکر چاروں نازنینیں جلیں چند قدم طو کیے تھے کہ ایک صدا سے ہیتا کائی
 خواجہ عمر و نے دیکھا کہ اُس جنگل میں دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھواں سے
 صدا میں تہیب آئیں بعد تھوڑی دیر کے دھوان بر طرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر کم ہو گیا
 نہ دوست کا لشکر نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمر و برق جنگل میں دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمر و نئے کہا کہ اسی برق معلوم ہوتا ہے کہ خود ہفت پیکر آکے سب کو لے گیا اب ان سب کا پتہ ملنا دشوار ہے چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شہرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہو گئے نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالائے کوہ زبرجدی پایادیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہے تصویر سنگی باتین کو دیکھ کر فوراً نور الدہر و ایرج و طہماس و شہرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ اے ہند گان من کیونکر حاضر ہوئے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہیں اور زبرجد شاہ انکو قصر عشرت میں لے جاؤ چندے چین کریں اُس کے بعد سزا تجزیہ ہوگی بھونچال کو اُس میں حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اس سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک درگن بھونچال کو لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی میں اسکو بڑے جبر سے لائی ہوں راہ میں اسے بڑے جبر کا زور کیا جب میں قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالائے کوہ زبرجدی پہونچا یا تصویر نے آواز دی کہ یہ چاروں بکش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہ کے تصویر خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دناٹے کی آئی صاف اُس دناٹے سے آواز آتی تھی کہ اے ہند گان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدا منکر زاری موجود ہیں دھوان جو بیٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہیں ہیں چاروں آدمی بیکار ہوئے پریشان ہو کر پکارنے لگے نظم

جو ذرہ ہو تو اسے رخسار ماہ کرتے ہیں
تھکاری راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں
حلال کرتے ہیں یہ یا تگاہ کرتے ہیں
خدا سے جا ہر توابت سے راہ کرتے ہیں
جو قول ہمارے ہیں اسکا نباہ کرتے ہیں
عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہیں

وہ لطف و مسک کی جیسر گاہ کرتے ہیں
تمھارے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی
چھری سے کم نہیں تر جی نظر حیون کی
پزار شکر رسائی ہوئی برہن تک
کہان کا عشق محبت کسے ہو کیسا پیار
مرا اٹھائیں گے عاشق کے خون حق کا

<p>مری طرف سے ابھی دلمین راہ کو کچھ غفور اسکو سمجھتے ہیں تجھ کو کیا اور عظ فراق یار نے ہمشمار کر دیا ہم کو غور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہیں شب فراق میں ہے قنارہ رک بسکا خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیڑا کسی کو کیا جو سید کا رہن ہم ای زاپہ کوئی یہ رہند سے پوچھے تو دلمین درد ہو گیا</p>	<p>ادھر سے بھی وہ گزر گاہ گاہ کرتے ہیں قواب کرتے ہیں ہم کیا گاہ کرتے ہیں وہ بخیر ہیں جو الفت کی جاہ کرتے ہیں جو مر بھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں وہ پالمرد ہیں جو طو یہ راہ کرتے ہیں ہم اپنا نامہ عصیان سیاہ کرتے ہیں بڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں</p>
---	---

کہ اندر سے قصر کے چاروں نازنین محکین پشت پر آنکے دو دو سو کینزین آ کے ان لوگوں
کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطر ہمارا شروع کر دی
دن بھر تو یوں گندنا ہو شام کو بھونچال آ کے اس مکان میں جا رہے گشتی کرتی ہو جا رہے گشتی
کر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آتی ہو کہتی ہو کہ ای شہر بار آب پر عنایت قدرت ہو ہمار بھی
خطا معاف کر ایسے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے
وہ فون جادو گر نہان نور الدہر کے ساتھ کی شترن و سوسن اور سانہ و الیان ایرج
کی گلیوش و توسن و شامناز و غیرہ بھی صحرا میں بیوٹ ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک مکان میں پایا شاہ پور کے ساتھ ہو لیکن اپنے ہوش میں ہو تھکڑ بان بیڑیاں پہنے ہو
اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو تیر و درون
دروازے پر اس مکان کے بیٹھا ہو بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پونچاتا ہو شاہبا
بزناکید ہو کہ بہتر اسی میں ہو کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کو سے دینداری جواب دیتا ہو
کہ جبر لعت کی اسکو کیا سجدہ کریں اب اس کے اختیار میں ہیں جس طرح می چاہے پیش آئے
مگر خواجہ دبرق جو شکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحراے سبزہ زار میں آئے
ہوے ہیں رنفا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ خواجہ غم و دبرق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا
معلوم ہو تا یہ ذکر تھا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ خواجہ دبرق آتے ہیں امیر نے فرمایا حسب بلاد

خواجہ عمر و سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد کون سی
مقابلہ نہیں پڑا گلباد و غیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلہ میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے سرزد تھے خواجہ عمر و
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ فوج کو رستم
کیا گزری عمر و نے کہا کہ انشا اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہو تحفہ جات پانچے ہر
فکر لوح میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر بارہ جگہ یعنی ایرج نوجوان و
نورالدہرین بدیع الزمان آپس میں کچھ ٹکرا کر کے ہمارے لشکر سے کل گئے خواجہ عمر و نام
ایرج لشکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے فوج لشکر جمع ہوا تھا جا دو گریان عمدہ عمدہ ممکن ہو
صحرا کے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیروں کو گرفتار کر کے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹے بن ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیروں کا شیر کب رکتا ہو انشا اللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قلعہ و کعبہ
اُسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہا نہیں گئے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضہ شیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے یہ نگاہ قمر دیکھا امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ صحن ذکر ہونے سے آپس میں
دست رستی و دست چمی بگڑا اٹھتے ہیں فرمایا اے قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
نہ آوے یہ لشکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہیں اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ میں صحرا سے گرداب نشان میں جا کر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا و مان ہو نچائیگا تو حال لوح انپر کھلیگا میں جا کر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھ کا قید ہونا
بہت شاق ہو انشا اللہ حل کر رہا کرونگا طرف کوہ زہر خدی کے اٹال بارگاہ کا چلے
عادی نے اُسی وقت اٹال بارگاہ کا لد وایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شیرنگ تازی پر

مالک بادیان مشکین پر تھوڑے عرصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
 بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا
 کہ بخیر و عافیت میں لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہے کہ انکا
 بھی طرف صحرا کے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہے امیر نے فرمایا کہ میں نے صحرا کے
 گرداب نشان کو ترک کیا کہ وہ زبردستی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہیں کہ گھوڑے کو
 بڑھا دیں کہ پہلو سے دشت سے گویا اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھوٹا ہوا پشت پر
 ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں وہ
 پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا بیکار کر آرا دی کہ منم ساوس فیل سپر
 صاحبقران حکم خداوندی کہ ان صحراؤں سے نکل جائے آپ کی بدعت تاہ قدرت پہنچ چکی
 اب آج آپ کو ہٹا دوں گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا یہودہ بکنا ہے ہم فتح طلسم کی فکر میں نہیں
 انشاء اللہ کہ وہ زبردستی پر جانے میں اس مقام سے بھی اُسکو بھگا دیں گے ہفت پیکر
 اپنی فکر کرے یہ لشکر ساوس نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان میں آکر سامنے وری کرنے لگا کہ صحرا
 سے دوسری گرو اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے دروازہ کا
 کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلہستے کے آراستہ
 نقابدار آکر ٹھہر اعیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہے اور کسے مقابلے کا خواہان ہے
 عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پیک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
 روکنے آیا ہے اور اسیر باقو غیر طرہ کوہ زبردستی کے جانے ہیں نقابدار مرصع پوش نے
 فرمایا کہ یہ ہمارا لشکار ہے ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسے
 کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لاتا ہوں یا سر کو قدم اقدس
 پر ثناء کرتا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ انا کو ٹراٹھا یا مرکب بادر فناء طرارہ بھر کے چلا
 تین ٹھیکوں میں آیا کہ مقابلہ ساوس میں پہنچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
 آکر ٹھہر عیار کو جست و خیز کرتے ہر ترقی نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاذ
 آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہیں معلوم

کس خاندان سے ہو خواجہ و برق تو یہ باتیں کر رہے ہیں صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ نقادار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہو یہ ارا بے زدمرخ و سفید کے ہوا کہ
 ہیں کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہو نہایت صاحب جاہ و جلال ہو اور نہایت جوان کم
 معلوم ہوتا ہو سالوس دیو ہو خدا کے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہنچے دل
 یہ چاہتا ہو کہ ہا کر نقادار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کروں لندھور عرض کرتے ہیں کہ اگر
 آقا سے تائید بہت بجا ارشاد ہوا ایسے یقین صفت شکن نگاہ سے نہیں گذرے یہاں نقادار
 سالوس سے تنگ و وزن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہیں کہ تین قدم مرکب نقادار
 اور چھ قدم سالوس کا گینڈا سیچے ہٹا پھیر کر گینڈے کو مقابلے میں نقادار کے کھڑا ہوا کہا
 کہ او طفل بے ادب حریفی کرنے کے بجائے وصل نہ باقی رہے نقادار نے کہا کہ ہمارا دستورین
 آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ نقادار بیاہر کس بل سے نیزہ بازی
 کر رہا ہو آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
 نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تینہ تمام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہ نقادار
 پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہو کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہو نقادار نے ہلکے
 تلوار کو اسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو تباہ کر کے ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گند گئی مثل خیار تر
 کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلواریں کھینچ کر نقادار
 پر چلے دیکھنے والے نقادار کے کہتے ہیں کہ فوج نقادار کی کم ہو دشمن زیادہ ہر جن شکر افسر
 کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہیں مگر نقادار نے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے تاکہ اگر
 کینڈا توں اور سالہ دامون کو مارا علیہ ارشاد کی جانب رخ کیا علیہار بھی اس طرف بڑھا فوج
 کے بلوے میں چاہتے ہیں کہ نقادار کو پکڑ لیں مگر نقادار شیرازہ جنگ کر رہا ہو پشت پر ہیلو
 سے خبردار عیار پشت پر یعنی بانی کر رہا ہو پیچھے نقادار کے آیا خبر مار کے اسکو گرا دیا بھی
 حقہ آتش بازی مارا دس بیس کو یا مال کر ڈالا گھوڑے آپس میں لڑنے لگے ایک گھوڑے
 نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھا یا اس طرح دس بیس سوار یا مال ہوئے جب عیار
 حقہ آتش بازی مارتا ہو برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہو کہتا ہو کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کرین اُس نے حقہ مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہو جیسا سردار دیسا عیار وہ صفت شکن و تیغ زن ہو یہ عیار پر فن ہو نقابدار بہادر اور لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف یہ آسیب پہر تلوار کو اُسکی رود کے ہاتھ تلوار کا مارا اس علمدار کو قتل کیا علم کا کرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گر آخیر اُسٹھے پڑا تو پر آئے نقابدار پڑا تو پر بھی چاہتا تھا فیموں میں آگ لگا دی جسے جلنے لگے بڑا لوٹ لیا آخر ان سب نے بمشکل اس اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا سامنے صاحبقران کے گھوڑا اڑتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کیا کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے سالوس کو مارا عین میدان میں آکر اُسکو للکارا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں کل کس گلستان کے مواء کس آسمان کے ہون نقابدار نے کہا کہ ای شہر یار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیوں ڈالتا غلام یہ چاہتا ہو کہ آپ سے امتحان کرے یا تو ماٹھارے صاحبقرانی غلام کو طین یا میں بھی بعدہ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج میں آئے ہیں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہو ابھی تو غلام ایک مرتبہ حاضر ہوا ہی صرت اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارناما بیان ہاتھ سے نماز سندر کے ہوں تو البتہ دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج میں آئے جو اشیاء کہ بائد صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل اشقر دیوزاد و قتیقہ صمصام و قیام و نیمچہ سہرابیل و سپرگرشاسب و جوان دگر زسام بن نریمان جب میں نے پردہ قاف کا سفر کیا مصائب بھی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیاء کا دینا بہت طبیعت پر ناگوار ہو فردندان و لبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعویٰ کیا مگر عنایت پر وردگار سے اُنکو زیر کیا اور بانے بچائے ایک نقابدار زرین پوش اُنہیں اُتھایا کہ خواہن آتا ہو اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہو جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہو گا اُسکا البتہ خیال ہو اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہر یار آپ صاحبقران اعظم میں سب فخر آپ کو زیباہن میں بھی خوشہ چین خرم حضور
ہوں مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہیں جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
جاہک سوال اس سے کروں کہ آج مختاری دعوت ہو کہ عیار نے عرض کی کہ اسی شہر یار میں
اب چلے زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں صاحبقران مذکور کے کہ آج مختاری دعوت ہے
نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والوں کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرایہ
کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ اسی عادی کل چار گھنٹی رات
رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دولان
فرزند قہد خانے میں کیسے گہراتے ہوئے یقین ہو کہ اُنکو چلکر رہا کریں زیر کوہ رہبر جدی
تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا اتر پڑا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکر تین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ و برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جا کر عادی کی حفاظت
کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانوں کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہیں
اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اسی شہر یار آپ بخوبی
آگاہ ہیں کہ قرضدار مجھ کو گھیرے ہوئے ہیں اگر میں رات کو جاؤں تو وہ جانیں گے کہ جاگا جاتا
ہو لہذا اُنکو کچھ سو روغیرہ دیا جائے صاحبقران نے باجی توڑے منگو کر خواجہ عمر کو دیا
خواجہ عمر نے جو باجی توڑے یا لے خوش ہو گئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش میں
عادی کی چلے صحرا میں آکر دیکھا کہ عادی جنگل میں اُترا ہوا ہے بارہ ہزار قزاق بیچ میں آئے
بارگاہ سلیمانی کا قزاقوں کے گھوڑے جنگل میں چھوٹے ہوئے چہرے ہیں قزاق درختوں
کے نیچے پڑے سو رہے ہیں سامنے درہ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درہ کوہ میں آکر ٹھہرے
زلزلہ لیل سے شب گھر سے گزری تھی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تھیں
پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھوں میں پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا
کہ بادشاہی مسلمانان حکم قدرت کا ہو کہ اٹالہ بارگاہ کا چھین لادو منہم قرطوس قبل درہ کیلے
عادی پر آٹھراں شراب پی پی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُنکھین قرطوس آگرا ہزار قزاق
مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسے ہاتھ تار کا مارا کہ اس عادی کا

رخی ہو چالیسوں بجائی عادی کے ارجد عادی دور یا عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
 بچایا خود بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ روا حل عیار نے جو عادی کو انتہا کا رخی دیکھا
 عیاروں سے اشارہ کیا عیاروں نے حقہ مارے آتش بازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
 گھوڑے سے اتارا ہوا دار پر سوار کر لیا لڑتے بھڑتے فراق پہلوان عادی کو لے کھلے اٹالہ بارگاہ
 کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے میں کیا اور بیکرٹ صحرا کے چلا عمر و نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
 میں کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جانا ہر برق فرنگی نے
 قصد کیا کہ میں طرف لشکر کے جاؤں کہ وہ سری طرف سے صحرا کے گرد آؤی دیکھا کہ نفٹا بدار
 مرصع پوش آکر ہو بچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامر و شب تیرہ و تار میں عادی کو
 گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اسپر اس قدر مغرور ہو قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
 شان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
 کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین لی اور چھین کر
 پھینک دی کہ میں ہاتھ ڈال کر قرطوس کو آٹھ لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت
 چورنگ ہوئی قائم کیا لشکروں میں غریب ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
 افسروں کو جن جن کے مارا تھوڑے عرصے میں لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
 اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے میں کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
 استاد والا نژاد ذرا یہاں تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلا لے ہیں جب خواجہ عمر و قریب
 آئے تو نقابدار نے کہا کہ خدجیات صاحبقران سے یہ بارگاہ محکوم ملی اب اسکو لیجاؤں عمر و
 نے کہا کہ تنہ مد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائیں گے کہ بارگاہ مجھے نہیں پائی
 ایک کا فر لیے جاتا تھا اس سے چھینی ہو مجھے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمہیں اختیار
 نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار حبت و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
 نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کر دسحر
 قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
 بارگاہ پائی اسی مقام پر اتر اٹا نئے سر میں دھماکے زخموں کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمر و الگ آنے ہیں عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن فکرتین
 ہیں طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کر گیا ہیلوان بھیج چکا ہے
 ساحر روانہ کر گیا اسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہیں عادی اٹھا لیکو تین کو س آگے بڑھ کر اترا
 دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ایسے سیاہ آسمان پر آیا پانی برسے لگا جبکہ وہ پیکر
 وہ جل گیا کسی سو قزاق چلے لشکر میں جدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنار برق نے غلی
 سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر میں کیسا غریو ہو برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
 آب چنگاریاں بن کر لشکر پر گر رہے ہیں جبکہ قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحر کا کام ہو
 اسی نے یہ تھکے ڈالا ہو جا کر اسے ماروں یہ سوچ کر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ بہاڑے
 لکھ ہائے ابراٹھ رہے ہیں برق نے جھانک کر دیکھا کہ درہ کوہ میں ایک ساحر بیٹھی ہوئی
 سحر کر رہی ہو کبھی بانی چوہن میں لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہو کبھی پچارتی ہو کہ منم قطرہ زن
 جادو اے ابراٹھ تش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا لیا ایک
 ساحر کی صورت بن کر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ میں لیا بکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے ہتھ
 دیر کی قدرت نے یہ فرماں بھیجا ہو اسکو پڑھ لے جو حکم ہو وہ جلد بجلا ساحر نے سر اٹھایا
 اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیر دیکھے تیر ساحر کے بد معلوم ہوتے ہیں
 جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہنچا ساحر نے ایک انگوٹھی اُڑا کر سامنے برق کے
 پھینکی اور آواز دی کہ اسے اٹھاتا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسے محکمہ بیچانا مگر ناچا رہا تھا
 انگوٹھی اٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ بر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
 جل گیا برق نے کہا کہ اے ملکہ عالم میں نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی محکمہ قدرت کا حکم
 نہیں در شکر کرتا کہ آپ کا منہ جلتا دیکھے ہاتھ میں آکر بڑا گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد
 کر رنگا ساحر نے اٹھ کر برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اڑ گیا صورت
 اصلی شکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوٹھے پھوڑے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھ کو
 قدرت کے سامنے پہلوان و ہان جا کر تجھ کو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہو کہ جہاں عیاروں کو پاؤ تو
 کر لے بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے ہانا ضرور ہو یہ کہہ کر کوہ میں خجندہ دیا

برق کو لے اٹھی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہوں لیکن قطرہ زن نہیں بنتی خواجہ عمر و
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خیر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کر میں پہنچے دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا
بکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری شکل ایک ساحرہ سیاہ فام کی
ہو جانے ایک ساحرہ کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہاں تاک آئی مجھے تجھ سے کچھ پوچھنا
ہر قطرہ زن آواز آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہ اس کیوں ساحرہ کیسا ہے
عمر و نے کہا کہ اے ملکہ عالم کہاں سے آئی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درہ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا
یہ بھور یا ہو نچا اسے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے نہ جان لیا تو کون ہو کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمر و نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت سیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہوں ابھی
درہ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہو اسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بوجہ حکم خداوند
آیا ہوں اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو غریب فاسے پر چلے میں خدمتگاری کوون قطرہ زن
نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ بائیں کرتے ہوئے قریب پہنچے کہا کہ دیکھ وہ
قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن بیٹی خواجہ عمر و نے خیر مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اس ساحرہ کے اتار لیے بہان عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری ادھر ابراہیم آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا
اڑتے پھرتے ہیں جو قراق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اسی وقت اٹار بارگاہ کالوا یا طرف صحرا کے جل نکلا صاحبقران زمان مع سرداروں
کے کوٹھیکے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آئے پہنچے حال نقابدار سنا کہ قوطوس
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوئی پھر حال قطرہ زن جادو عمر و نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دبیدم کی خبر ہفت سیکر کو پہنچتی ہے اب میں اپنے کو جسد
ہو نچاؤں عمر و نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے

میں اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہنچاؤنگا اس بلوں کی
 تصویر کو مشاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر میں وہ خود رہتا ہو خواجہ عمرو و برق باندہ اسے
 عیاری سے آراستہ ہو کر پائے شاطری مارے ہوئے طرے کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران
 بعد دو دن کے ایک صحرا سے پرفضا تالاب طابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوئے طائر
 و درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں صاحبقران مع لشکر اس صحرا سے پرفضا میں اترے صبح کو کوچ
 کیا دن بھر آستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا میر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہیں کسی
 ساحر نامی کا مقام ہو نہیں معلوم اسکا کیا نام ہو تین دن برابر دن بھر آستہ چلتے ہیں شام کو
 بھر اسی مقام پر پہنچتے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ غلاموں کو ثابت ہوتا ہے کہ اسی صحرا میں
 دن بھر پھرتے ہیں شام کو بھر آکر اسی مقام پر اترتے ہیں کسی نخل پر کچھ نشان کہہ دیجئے
 تیر تر کش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر و درختوں پر رکھے
 دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گزرے اسی صحرا میں دن بھر پھرتے ہیں شام کو اسی مقام پر آ کے
 اترتے ہیں یہ کہیک صاحبقران نے ایک شیشے میں پانی منگوایا اسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
 اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اس
 زمین پر ڈالا زمین سے دھواں نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوئے تھے وہ کھول کر خشک
 ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہو کر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول بانہ حکم
 اڑے ایک طرف روانہ ہوئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
 گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اسپر اسباب سحر رکھا ہوا اس طرح
 کے سحر موجود ہیں کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہیں وہ آپس میں لڑ رہے ہیں پشت پر چار لاکھ
 ساحر اسباب سحر لاکھ میں مقابلہ صاحبقران میں آکر پہنچا بجا کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منہم
 بو زینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہو گئے آپ کو کسے آگاہ کیا میں دن صرف
 اسی صحرا سے فو خیز میں دیران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال میں یوں ہی بٹھکا تا اس سحر
 میدان سمجھ لو نگا یہ کہ کے مقابلے میں اترنا ساتھ والے تمام صحرا میں اتر پڑے جنگلی فوجوں سے
 بھر گیا وہ خود تخت سے اتر کر پڑا ہوا بارگاہ میں آیا ساحر دن سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آادہ حرب و پیکار رہو شام کو اسے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے یہ خبر صاحبقران کو
 پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان بھی طبل جنگی
 بجا دو لون لشکر وین میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہرات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر

چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا

میر انجم سپاہ رو بہ فرار

علم آفتاب نکلا جب

روح تخت لا جورد ہوا

فوج انجم ہوئی گریزان

ہوا میدان چرخ سے الگ

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو

شکست دیکر تخت زیر جدی پر جلوہ فرما ہوا دو لون لشکر بعد کرد فرمیدان کا زرار میں آئے

مصنفین جہنم نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کرنا کا کمپٹے پوزینہ نے طرف دست چپ کے کھیا

سہمان کر گردن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہوا اسے گینڈے کو بڑھایا سارے پوزینہ کے آیا

اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو لگا کرتا ہوں پوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم

یا طبل اسحر ہو سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لو نگاہ بیکر میدان میں آیا چلا گئے چار طرف پھینکا اور

بکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور

مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش

گرنے لگے امیر نے اسم اعظم بڑھا شعلے الگ کرے سہمان تہہ کھینچ کر صاحبقران پر چاڑھا

ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی بڑھنا جاتا ہی امیر باوقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور

میں صاحبقران نے جیسر تیر کیا وہ شیر پانی ہو کر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم بڑھا

شہر غائب ہوئے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوئے قریب

صاحبقران کے آکر غل بچانے لگے امیر باوقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکا یا بندر کو د

کود کے درخون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے جیسر تلوار چمکائی اور اسم اعظم

بڑھا وہ بندر مردہ ہو کر زمین پر گرا پوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا کھیر کر

صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر ایسے پراڑے امیر تلوار چمکا کر ساحر وین پر پہونچے اسم اعظم

پڑھتے جاتے ہیں ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوار بن کھینچ کر امیر کے شریک ہوئے

صاحبقران نے پوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر نقاب میں چلے اب فوج کا

حال سینے کے خواجہ عمر و برق دربار میں زبرد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
 برقی کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرد شاہ سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو سچیتا ہوں
 زبرد سے معاملہ طرہ ہو رہا ہے کہ زبرد کی گود میں ایک بچہ کاغذ کا گرا زبرد شاہ نے
 اٹھا کر بڑھا اس میں مرقوم تھا کہ ای بندہ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تین دن
 اس نے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہو آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے میں
 جانا پڑا جنگ مغلوب ہو رہی ہے مگر وہ شکست کھایا جاتا ہے حمزہ قریب کہ زبرد کی آیا چاہتا
 ہے جو مناسب ہو کہ فوج اپنی لیکر کہ زبرد کی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
 اس کو دین روکنا زبرد مضمون پرچہ بڑھ کر یہ لکھا کہ آغا صاحب آپ سرے شہر میں آئیے
 میں آپ کو بلوا بھیجوں گا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرد تخت پر سوار ہوا قرنا کر آئی
 چار پانچ لاکھ ساحر وغیرہ جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرد اہل زبرد کوہ آیا آپ بلا
 کوہ پہونچا فوج زبرد کوہ ٹھہری اس نے لغویہ کے سامنے جا کر ڈھائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
 یہ حقیر بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہو فوج کو ساتھ لیکر آیا ہوں جو حکم ہو
 سب لاؤں فوج حمزہ کو بڑھ کر روکوں لغویہ نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہو وہ تیرے
 روکے سے نہ کیگا سیلے میں آکر تھک ڈال دیگا لیکن جا کر سیلے سے باہر مصفین باز کہ حمزہ کا
 یہاں تک آنا مشکل ہو زبرد شاہ فوج لیکر چلا سیلے والے سب پوچھتے ہیں کہ ای شہنشاہ
 یہ کل فوج لیکر آپ کہاں چلے یہ جواب دیتا ہے کہ جو حکم خداوند ہو وہ پورا کرنے جاتا ہوں جب
 سچ سیلے میں پہونچا سب دو کا ندرا اپنی اپنی دو کاٹوں پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
 آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں زبرد نے منع کیا کہ تم لوگوں کا کام نہیں اپنے
 اپنے مقام پر ہو شیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دو کاٹوں سے اتر کر مقابلہ کر لو
 کہ جس طرح ہے روک صاحب قرآن قریب کہ زبرد کی نہ آنے پائیں سب نے کہا کہ لاکھوں آدمی
 یہاں دو کاٹوں پر ہیں ان رستوں سے کیا مسلمان گذر سکیں گے جس طرف سے نکلیں گے
 ہم لوگ مار لیں گے آگے نہ بڑھنے دیں گے زبرد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دو کاٹوں
 آوارہ حرب و پیکار بیٹھے ہیں زبرد گوشہ صحرا پر پہونچا مصفین جا میں کہ دیکھا صحرا سے گرد اٹک

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے بازو ہٹنے کی حرکت نہیں فوج والے لرزان
 و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں لغزہ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
 بھڑائی بارہ کوس تک لغزہ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالائے کوہ تصویر سے جو آوازیں
 آ رہی ہیں لغزہ صاحبقران کی جو صدا ہو بونجی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مراد مست
 چیتھے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ چیتھے تو آواز آئی کہ قدرت جالتے ہیں
 جنگ اسچے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
 تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تلج یا قوتی سر پر رکھے ہوئے اور
 لباس معقول پہنے ہوئے قبائے زریفتی زیب جسم موتیوں کے مالے کٹھے یا قوت احمر کے گلے
 میں اڑا ہوا جاتا تو کل میلے والوں نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مراد مست
 چیتھے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گھنٹ فواز و ناقوس فواز جو گرتے تھے انھوں نے
 جواب دیا کہ بارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں جو
 زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شہنشاہ
 ایسی ناش شکست کھائے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد شاہ
 حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان وہم گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبہ سے
 میرے بیکار کیے آخر حیداری کر کے میں مقابلے میں ہو نچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
 سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن میں اسی زور و شور سے لڑے گی انھوں
 کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھو رہ لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا
 کہ لاقہ باکون میں اس کے رشتہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کا نپ رہے تھے کسی کے ہوش
 درست نہ تھے میں طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادہ حرب و بیکار ہوئے مگر میرے
 سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا لاقہ جنگ
 کے ہوئے اسی زور و شور سے لڑنے لگے محکوتاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
 کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
 حکم خداوند ہے صیقین جا کر دو کو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم اعظم اطل اسحر ہی

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کر کے گرفتار کر لے تو شاید لڑائی فتح ہو نہ ہو جہاں لے
 کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بجائیں گے پورینہ قریب زبرد کے آیا پاسے تخت کے
 ماتھے ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہو کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
 آگے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے طاہر ہوئے لغرہ کر کے
 فوج زبرد شاہ پر گرے۔ لغرہ صاحبقران عالی شان

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سندہ دیں زہیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شدہ پاک و صفا	سلیمان کو جاک لقب شدہ قفا

ہمہ شہر ہاردار اسلام شدہ | کہ صاحبقران در جہان نام شدہ

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا لغرہ کیا۔ لغرہ لندھور۔ جزیرہ ہائے دریا اگر فوج تائبہ ہندوستان
 اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے لغرہ کیا۔ لغرہ مالک
 منم مالک اثر در خشکین + سپہ دار در لشکر ال دین + منم شہر ول صاحب تخت و تاج + از ترک
 فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے لغرہ بہرام کا بھی ہوا۔ لغرہ بہرام۔ منم گروہ بہرام
 خاقان چین + کہ از ہیبت من یلرز زمین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوجیں پیشا فوج زبرد
 جو کرے تو لشکر زبرد کو چہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا پورینہ پائے تخت چھوڑ کے آگ
 برساتا ہوا چلا + دھڑ سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصہ یک تازی اسد بن کرب غازی آئے تھے
 انکے ساتھ والوں پر جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بد لگاسیان کر کے لے گئے اسد
 نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آٹھ پکڑی پورینہ کوتا کا کمان کیانی دوش سے اُتار دی تین
 بھال کا تیر بھر کمان میں بیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اسنے سردار کیسے کیسے
 کیسے کیسے تیغ زن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آئے تھے یکا یک پورینہ نے دوش کھ کیا تاوارین
 روک لین جیران جیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقہ آتش بازی مار رہے ہیں
 آتے تھے کسی کو کندہ مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر اڑا کسی ساحر کو بڑھ کر لگا کر اچھا لڑا
 کی بھی کندیں جلیں خنجر دن کا کات کم ہوا خراج عیاران کا یہیم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر
 بھاگ جائیں فرار مرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان عدت شکن ہمسراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیاروں کو براگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہیں یا تو گھس گھس کے
 لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم فوف زیادہ جرات کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مہر
 جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا سحر مار کر گرائے یا جیکے کھڑے ہیں
 کچھ بھاگے جاتے ہیں فراہرز جو اس مجمع میں آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فراہرز کا دیرگامی
 کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائیں منہ پھرنے لگے چاہتے ہیں کہ کہیں کل جابیں گھوڑا
 اپنے قابو میں نہیں رہ رہ کے جست کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں جمہور جالسوز فرام
 کا یہ حال دیکھ کر تیز زین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ میں
 یہ کیسی پریشانی شل آئیے کے جراتی یہ کہ کے جا پڑا اس بیس جادو گیارے مگر بوزینہ نے
 بڑھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بے آگ
 جلنے لگے ہزار طح گھوڑوں کو سنبھالنے ہیں گھوڑے نہیں سنبھالنے کئی سو سردار اس مقام پر آئے
 پھلتے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے نزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر نشتر
 مرکب سے کو دپٹے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہوا اپنے بیردن
 نام لے لے کر پکار رہا ہو کہنا ہو کہ یارو میں نے عمر بھر نکو خوراک کھلائی جو تم نے مانگا وہ ہی دیا
 شراب کی بوتلین صمد ہا تمہارے نام برہائیں اس وقت میری مدد کرو جب بہت چنچا پٹیا
 کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوے میدان میں جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ
 ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبہ باز و تم جلد آکر حاضر ہو
 تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لیں
 سامنے ایک نخل تھا اس پر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اس نے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
 گویا ہوا کہ اے بوزینہ منزل دراز اس وقت سب حیرے میر موجود ہیں اور نہ بیر کر رہے ہیں
 چاہتے ہیں کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل امین کہ یہی سب مل کر صاحب قرآن کو گرفتار
 کر لیں بوزینہ فقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یار و تم سب سے یہی ایسا میری شعبہ بازی میں ہے
 ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہیں کی جہاں تم گئے نفع کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
 اب آج کیا کرو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا میں نام رہیگا طلم ہفت پیکر

بر باد ہونے سے بھگتا کر برید لے دیکھا کہ بوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر بکارتا ہوا سباب
 سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے رسوں کے دانے جہاں خیزون کو بوزینہ
 بھینکتا ہی تو کھوڑے طرار سے بھرتے ہیں گرانے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہیں وہ شہسوار کہ
 جنگے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھو تھنی غنچہ و گل تیز و طرار اپنے راکب کے
 خیر خواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہیں اپنے مقام سے قدم نہیں اٹھاتے یا طرار سے
 بھرتے ہیں کہ سوار کو گرا دین دہانا چارہ ہے مین کھٹ منہ سے جاری چہرہ پر آدھی پریشانی
 یا سبزہ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سب کے پاؤں مین
 رنجیرین پڑی ہیں بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کر دیں کہ پیسب مل کہ حمزہ پر جا پڑیں چھ بھر
 ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے بیکار کر آواز دی کہ ای خوشوار صید گیران سب کے
 دلون پر قبضہ کہ حمزہ کو پیسب گرفتار کر لین سچو شراب بلاؤ لگاؤ ز تیرا بوجہ کرتا ہوں پہلو
 سے آواز آئی کہ ای افسر کیوں گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہیں دلون بہ سرداران اسلام
 کے رنگ جارہے ہیں تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما چاہتا ہی مگر فون اپنا نکال کر پھینکا کہ
 خوشوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اُسکو سمجھا رہے ہیں وہ نہیں مانتا ہمارے
 کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب سنت و خوشادہ کر دین خون بھی دیتا ہوں
 کیا کسی بات مین عاجز ہوں اُن چیزوں کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا
 مین نے تم ایسوں کو بوجہ پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہ کے جھولی سے کار و نکالی ران پر
 اپنی چھری مار لی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خوشوار پیٹ بھر لے جب قدر جی جا رہے
 غل جسم کا مابہ دولت کے لے یہ کہ مگر خوب قہر مار کے ہنسا بکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
 کہان جانتا منہ کھول کر جو پہننے لگا اسد غازی تاک کے ہوئے کھڑے تھے دہن بوزینہ کا
 تاک کہ تیرا اسحاق پر پڑا گدھی کو توڑ کر پار گندامرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگھاری
 و بر باری ہونے لگی سر سے تک ہوا سے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من
 بوزینہ منزل و رانہ بودیر بہ شاہ نے جولا منہ بوزینہ کا دیکھا سدا تہ والون سے کہا کہ یہ
 اسمانی تیرکان سے آیا ہے ایسے ساحر ہوشیار ہمارا آج قدرت کو بڑا نعم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہیں کہ عجائب و غرائب قدرت کو سمجھائے ہوئے ہیں سب طرح کی
 خبر ہو چکے ہیں آٹھ ہر نیک و بد بناتے ہیں اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
 کرو ساتھ والے زبرد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہو سب کو بڑھایا فسر
 نے اسباب سحرانہ میں لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران
 غلہ چٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لڑو رہو رہا تین بر مالک جم جم کسب سردار
 لڑنے لگے زبرد عل مجا تہو کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
 بڑھو دو کئی ہزار ساحر جمع کر کے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہو کسی نے آبرو
 اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریا سے آتش پیدا ہوا سب طرف سے
 دریا سے آگ و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرے لگے بعض
 کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرا دیں سردار کیسے کیسے کو بڑے
 گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال ہو سواروں
 کو لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں کہ سوار پشت ہائے مرکب سے گر رہے ہیں
 زبرد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزار ہا شعلہ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے
 بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہائے آتش بڑھے زبرد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے
 کہنا ہو کہ یہ وہ سحر میں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
 تو اب میں کیا کروں رفقاء نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے قریب پہنچیں
 اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
 اس کے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے بڑے معلوم
 ہوتے ہیں ساحر اپنی مجبوری بردوتے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں
 عاجز ہو کر بھاگتے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
 یوزینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران اڑتے بڑھتے جنگ
 رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرد پہنچے سرداران زبرد روکنے لگے اسد غازی نے
 جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو لیکر گوشہ

نخلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ بکڑی تیروں کی بوجھ کر نا شروع کی
 سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے ہلٹ کر دیکھا کہ مقابل تو ایک جانب زخمی
 کھڑا بھوم رہا ہی تیر اندازوں نے کمائیں ہاتھ سے پھینک دین سے ہوئے ایک گیشے میں
 کھڑے ہیں جرات صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ تیسرے
 کہاں سے آئے ہیں تیر انداز تو اس حال میں ہیں یہ تیر کسے برسائے دیکھا کہ اس درخت کی
 دامن گردانے ہوئے کھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں بیچ نخل پر کھٹنے ٹیکے ہوئے تیر انداز
 کہ ہے ہیں ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی حملت پائی جنگ مستمانہ کرتے ہوئے
 قریب تخت زبرجد پہنچے سرداران زبرجد روکنے لگے صد ہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
 سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے دبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے
 سحر کرتا ہی اشقر ترک جاتا ہی جب امیر کسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہی ایک مقام
 پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اسی اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہی کہ جو تو ترک جاتا ہی
 اشقر نے زبان جتنی میں جواب دیا کہ اسی آقا زمین پائون تمام لیتی ہو اس وجہ سے مجبور
 ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبل کر طرار سے بھر کر برابر تخت زبرجد کے
 پہنچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاخیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
 مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھجاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
 مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سحر کو اٹھا دیا امیر کسم اعظم پڑھ رہے ہیں تڑپ کر
 تلوار گری سحر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
 ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
 زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑا باچا پتے تھے کہ زبرجد کو
 پکڑ لوں چند قدم پر جا کر ایک بنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھائے کیا جیسے ہی زبرجد
 غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اوسے سالار
 قدرت نے چمک بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہو چکا تو اسم اعظم بھیجا
 یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاثیر تجھ سے ملے لیتے ہیں جو ت امیر نے زبرجد کو لکھایا

اس وقت تک خواجہ عمر و گلیم اوڑھے ہوئے زیرِ شکر اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرد کو بھگا یا خواجہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہر گئے اس آواز کو سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ اوجیا کیون دیوانہ ہوا یہ ساری خدائی کرنا بھول جائیگا اس پر دروکار سے دعویٰ ہمسری جسے ایک کلمہ کن میں تمام عالم کو پیرا کیا اور نیکو ایک قطرہ تجس سے قرار دیا سپر پر غور سامنے آ تو حال معلوم ہوا آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور نخل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جب ان اشعار کو سنیں لیجئے یہ اشعار لائق سننے کے ہیں یہ کلمہ اشعار پڑھنے لگا۔

طلسم

ہر مصرعین شہرہ تری شیریں دینی کا
تو قصہ کہ گمانہ مری دل شکنی کا
ہوں دولت و خشت سے غنی روز اول سے
ناراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
جو پاس ہووے ڈالیو تو راجہ چندا میں
منصف ہو اگر دیدہ انصاف سے پیکے
تیار نہیں سا۔ و بازو ترے قاتل
اللہ کو کہ یاد نہ کر سکوہ گردون
یاد آئے جو مجھ کو شب بھران کے حواری
قارون کے خزانے کا طلبگار نہیں میں
سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سر میں
بومشک کی آتی ہو کھلے ہیں ترے جیب میں
کھل جائیگا زہاد پر رندوں کا تقدیر
سر پہوڑنا تھا تیشے سے شیریں ہی کے گچ
مژگان تری پھر کرنے لیکن خون دون کا

دم بند لبون سے ہو عقیق یمنی کا
ہو پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا
لیکانہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا
گل نام نہ لے لے گے ترے گلبدنی کا
بیرٹانہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
ہو وقت سحر نام نہ لے لے ایسے دنی کا
صد نہ ہوا نرس کی اعضا شکنی کا
ہو گانہ سزاوار مجھے مال دنی کا
دھوکا ہو وطن میں بھی غریب اول وطنی کا
جو ڈانہیں ناتھہ سے غزال ختنی کا
موسم تو قریب آنے دو تو بے شکنی کا
فریاد نہ کیوں قصہ کیسا کہ کنی کا
ان ترکوں کو مجھ شوق ہوا راہ زنی کا

بادِ دُردندان میں گئی حبان مری

نقد برے کشتہ کیا میرے کی کہنی کا

اس طائر نے یہ اشعار سنانے صاحبِ حقران کے بڑھے صاحبِ حقران حیران حیران اس طائر کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہت دور ہے بین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے طائر دسدم اشعار پڑھتا ہے اس طائر سے آنکھ نہ اٹکے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمر و کبریا ہو کہ صاحبِ حقران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہندوستان میں رشتہ آغا خاں خاں ہوئے آسمان سے آواز آئی کہ کیوں اس سب سالہ قدرت کیوں خاموش ہوئے خداوند ہفت بیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر سے لے لی صاحبِ حقران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہر بار مزاج کیا ہو میں آپ کو نہایت خاموش پاتا ہوں صاحبِ حقران نے فرما دیا ہے حیرت کا جوش بھلا اسمِ عظمِ فراموش ہوا اس سے خاموش ہوں مقبل یہ کہہ کر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اس شہر بار غضب ہوا کہ آپ کا اسمِ عظمِ نہایت مقبل یہ باتیں کر رہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھڑا بارنگامی کرنے لگا بدنگامی کرنے میں غبار اٹھا اس غبار میں مقبل چھا ہوا پڑے ہی عہدے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ آواز شہر بار غلام کی خبر لیجئے غلام کے قلب میں دردی رنگت بھی زد ہو یقین ہو کہ روح نکل جائے ہر اعضا مثل ہینم خشک جل جائے جل جائے جگہ حرز ہیکل دیبکے کہ میں کیجیے سے مس کروں کہ جان بھرے مقبل نے ہوا میرے یہ کہا امیر حرز ہیکل اتارنے لگے عمر و کبریا سے یہ دیکھنا چکار کر آواز دی کہ اس شہر بار اسمِ عظمِ تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیبکے یہ مقبل و نادو نہیں ہوا میرے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اتار بلا تکلف مقبل کے واسطے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ تم کیہاں عجمات نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمر و کبریا یہ حال دیکھا کہ اسمِ عظمِ صاحبِ حقران کا بند ہوا چہرہ آواز اس عالم یاس وہ جو لیکل مقبل تھا اس سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ امیر جلد اب سحر کا اب تیرا سحر تاثیر کر گیا اسمِ عظمِ حمزہ کو فراموش ہوا از بر جہ یازدہ کہ وہاں زخم کھڑا رہا تھا یا یہ آواز جو کان میں آئی سردا بھی دوڑے ہوئے آئے وزیروں نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا از بر جہ سحر کرتا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آتا

بکار کر آواز دی کہ ای دارا سے ہندہ نکلو حکم ہو کہ قصر نیلگون میں داخل ہوا اپنے بچہ نیلگون کے
 اپنے ساتھ لجاؤ لندھو رنے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک جاو قصر نیلگون میں رہنے کا حکم ہو
 مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھو رہا تھی سے کو دے مالک مادیان سے اترے کھلا کھڑکی
 لندھو رہے اسی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر جو بکا
 بچا نک نکلا ہوا چنار نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے بکار رہے ہیں کہ ای دارا سے ہندو رہی
 مالک آئے قصر آپ کا مشتاق ہو مالک و لندھو ر مع کل فوج اس مکان میں داخل ہوے
 فرامرزا و مغربی و جمہور آپس میں اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک و لندھو ر میں کیا
 میل ہو دونوں جوان ایک ہی قصر میں گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے میں ہنکو متھے کیا
 کہ ای جلد ہم تم بھی چلیں فرامرزا نے کہا کہ جلد غدر کیا ہو دونوں جوان اسی طرح پریشل لندھو ر
 و مالک باتیں کرتے ہوئے اسی قصر میں داخل ہوئے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
 دست چپی آپس میں کلام محبت کیے اور کھڑکوں سے کو دے اور اسی مکان میں چلے گئے
 عھر و دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کہ کل سردار چلے جاتے ہیں کوئی کسی کے روکے نہیں حرکت
 تھوڑے عرصے میں سب دست راستی و دست چپی اسی مکان میں داخل ہوئے صاحبقران اکیلے
 حیران حیران دیکھ رہے ہیں کچھ زبان سے نہیں فرماتے جب سب سردار مکان میں داخل ہو چکے
 تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کہہ رہے ہوے حاضر ہوے
 قریب آکر عرض کی کہ ای شہر یا سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہیں ایسے قصر بے نظیر
 نگاہ سے نہیں گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہو سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہیں
 صاحبقران ان تاجداروں کے ساتھ چلے عھر و ہر چند سفید چہرہ میں آواز دیتا ہو کہ او آقاے
 نامدار سب گمان جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجداروں کے چلے گئے جب قریب
 بچا نک کے پہونچے ایک آندھی جلی صاحبقران نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑے عرصے
 کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ہاتھ میں ستھکریان بانوں میں
 بیڑیان مسلسل و مطلق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیوں کو سنبھال کر
 بشکل آٹھے اس آواز پر متوجہ ہوئے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل مطلق

زنجیریں ہلا رہے ہیں غل مجاہدے ہیں ہر سردار یہی آواز دیتا ہے کہ اسی آقا سے نامدار بڑی خطا
 کی کہ اس مکان میں بے سمجھے چلے آئے یہاں آکر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناجار ہوئے
 کہ اپنے مقام سے ال نہیں سکے دیکھتے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سرداروں کا حال
 دیکھ کر بہت بیقرار ہوئے مگر اسم اعظم بندہ دل دردمند ہاتھ میں ہتھکڑیاں باندھ کر بیٹھ گیا
 سب کو سلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش
 ہو سب ساتھ کے سردار قیدی ہیں صاحبقران نے کہا کہ اسی دار سے بند کچھ خواجہ عمر و کا
 بھی حال معلوم ہو کہ انہر کیا گندری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہے کہ خواجہ عمر و
 اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہے کہ قید نہیں ہوئے غرض کہ صاحبقران عالی شان مع
 سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے میں ہیں خواجہ عمر و اس معرکے سے نکل کر
 طرف رستم کے جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم بلیتین بیان ہوتے ہیں تہذیب رانی
 امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ ہر کوئی قادی ساقی گلستان	دکھا حکو باغ سخن کی بہار	یہ ابرسیہ شکل برسات کی
جو سو جو تو اک بات ہی بات کی	بس اب آگے وعدہ وفا کی کرو	یہ شکل ہی مشکلاشتی کرو
مرے دل میں ہر دم یہ چشمجو	یہ ہی جھکو حسرت یہی آرزو	کہ اس فصل میں رند محروم ہو
کہ سیکش کی پہنائے میں دھوم ہو	یہ مجمع غنیمت ہی اویار من	بٹھائے جو پہلو میں دل آرزو
یہ وصال فراق کو ہونی جو نصیب	ہلے آگے پھر مجھ سے میرا صیب	جو سامان و صلت ہم ہوئے
نوسب دور رنج و الم ہو گئے	غم فرقت یا ر دل سے گیا	ترد دمرے اب و گل سے گیا
نہال متنا ہوا بار و بار	کہ یہ نخل بے برگ لایا فر	چمن میں ہو ابلبلوان کا خوش
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا جو	ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو	یہ سبز چمن میں کہ گناب ہو
لکھن داستان امیر جلیل	کہ فرزند اسکا ہو جا کر کفیل	لکھن حال خواجہ کا باشند ہو
کہ جن جا کے صاحبقران کی مدد	کہ ہو قید خانے میں ایسا جلیل	بکاتے ہیں کفار طیل رحیل

چہرہ قضا حان طلسم عجائب سحر سامری و طو کتب گان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو دین تحریر فرماتے ہیں۔ شہر سر صبح خیالان فرخندہ پر + رودستان یون وہ کرتے
ہیں طو + خواجہ عمر و دھتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ دی برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود کے سحر کیا
سیما کو دیوانہ کر دیا ستم اعظم بند کر کے لے گیا حوزہ سیکل بھی لے لی اب اسکی قدرت سے رہائی
بہت دشوار ہے جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرے تب تک رہائی غیر ممکن ہے برق بھی اس بات پر
رضامند ہوا کہ چل کر ستم کو اطلاع کر دے وہ آکر رہا کر لیں گے اس کے پاس تحفہ جات موجود ہیں وہ
تحفہ جات یکے کے بعد کے ہیں کہ آئینہ سحر تاخیر نہیں کرتا آپس میں یہ صلاح کر کے طرف رستم
کے چلے منزلوں کو طو کے راہ میں صحرا سے ویرانے کوئی جنگل آباد دلا برق اپنے
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا میں فلان ساحر تھے اس جنگل میں فلان جادوگر تھا آنکھ مارا تب
جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھولتے چلے بمشکل منزلوں کو طو کیا سامنے لشکر رستم کے
ہو پہنچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگر نیاں ہمراہ ہیں
حملال سرکش مقابلہ رستم میں آیا ہوا، کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیں
رستم نے جواب دیا کہ یدون نکل ہفت پیکر ایک قدیم بچہ نہ ہٹائیں گے حملال سرکش نے
جنگل جنگی بجوایا ہی ہو جھانسنے میں داخل ہو کر تیار کر دیا کہ صبح کو لشکر رستم کو شاؤ نگاہیان
ہمراہ بیان رستم نے عرض کی ہو کہ اسی شہر بار یہ جادوگر بڑا زبردست ہو صبح کو جب سحر کر گیا ہم
سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو اسکا سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اس کے سحر کو نہ روک سکیگا رستم سرود میں
آفتاب فلک میرکا ہیں نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکلیں میں رستم کو حملال کے سحر سے نہایت خوف ہے یہ چند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گیارہ ہیں لیکن خواجہ برق جو سامنے لشکر رستم کے ہوئے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ حملال سرکش سحر تیار کر رہا ہے لشکر تہمتا میں ہی رہا رفت کر کے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ اسی برق آج شب کرتے لشکر رستم میں مقام کو غیب کو رستم سے ملاقات
نہ کرنا میں حملال کی فکر میں جاتا ہوں یہ کیا خواجہ لشکر رستم سے نکلے سبک پیدا قی نے

جو ساحر وہ کی یہ باتیں سنیں کہ سب ساحر ڈر رہے ہیں رستم سے یہ کہہ کر نکلا کہ غلام فکر حملال
 میں جاتا ہے خواجہ عمر و کنارہ لشکر حملال پر پہنچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
 آتا ہے خواجہ نے آواز دی کہ اے سمک کہاں سے آتے ہو سمک نے جواب دے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
 دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر میں رستم کے سحر حملال کا بڑا سنگامہ ہے
 ہر ایک کا یہی قول ہو کہ صبح کو حملال قیام میں برپا کرے گا لہذا میں کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلوں گا
 آپ جا کر اگر بن پڑے حملال کو گرفتار کر کے لائیے یا سر اسکا خدمت غلمشاہ میں پہنچائیے
 خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر پھردین جانا ہوں سمک کو منتظر کر کے خواجہ لشکر حملال میں
 آئے دیکھا کہ بار لاکھ ساحر سائے میں ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی
 قول ہو کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑے گا مناسب یہ ہو کہ سب اس صحرا سے نکل جائیں
 ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہنچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اٹھ کر بھاگیں خواجہ
 یہ دریافت کر کے اول شکل ساحر دربار گاہ حملال پر آئے پوچھا حملال کس کام میں مصروف
 ہی زبانی خدمتگاران کے معلوم ہوا کہ جو محتانے میں ہیں یہ دریافت کیے خواجہ وہاں سے
 پٹے کنارے آ کر تخت زبرجدی نکالا اسپر سوار ہوئے ایک ساحر جلیل کی شکل بن کر ایک
 نامہ طرف سے ہفت پیکر کے لڑتے میں لیا تخت اڑاتے ہوئے چلے یہاں حملال بیٹھا
 سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہوا کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے رازدار خداوند منم
 اسرار بلند پر واز یہ سنکے حملال نے سر اٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
 اُترتا ہوا زمین پر آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ میں لیے ہے حملال اٹھ کھڑا ہوا سر تا سر پر کاغذ کے
 ٹہر ہفت پیکر دیکھی جا کر آواز دی کہ اے اسرار بلند پر واز آئیے میں مشتاق تھا
 خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے حملال جس چوکی
 پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُجاک کر تخت سے اُس چوکی پر آئے کاغذ
 ہاتھ میں حملال کے دیا حملال نے اُسے پڑھا مر تو م تھا کہ اے بندہ خالص الخاص قدرت
 کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہے یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
 صرف کرو حملال نے عرض کی کہ میں نے وہ سحر تیار کیا ہے کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا یہ باقی

رہے کہ جبکو تکلیف نہ پہونچے عمر و نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہو اسکو بھی لے لو
حملال نے کہا کہ کیا تیر کیون عمر و نے کہا کہ ایک انگلیٹھی میں آگ روشن کیجیے تو میں لوہا
دیا ہوا قدرت کا حاضر کروں اس میں سے ایک پریزا پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کرگی حملال
نے فوراً آگ روشن کی عمر و نے تھوڑا لوہا اپنے پاس سے نکال کر حملال کے ہاتھ میں
دیا کہ یہ لوہا آگ میں ڈالیے ایک پریزا پیدا ہوگی حملال نے وہ لوہا آگ میں ڈالا
دھواں نکلا داغ میں حملال کے پہونچا حملال بیہوش ہو کے گرے عمر و نے فوراً زبان میں سوزن
دی پستارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوئے چلے جب سر لشکر پر پہونچے لغو کیا

نعرہ عمر و

عمر و ہون میں عیار صاحبقران	مرے مکر سے کاہتا ہر جہان	تواختہ ریش کفار ہون
دمانے کا مکار و عندار ہون	مرا چیز رفتار ہو گرفتار	صبا ملو کرین کھائے ہر ہرقدم
اڑا دون صبا کے بھی میں خوش کو	نہ پائے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون	شکر والوں نے دیکھا کہ ایک عیار لغزے کرتا ہوا ہمارے	

افسر کو لیے جاتا ہر سبھون نے آواز دی کہ یار داس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہو
عمر و نے فوراً مشہی حضرت دانیاں کی تخت پر آکر ستم کی جو ساحر چھٹیا جیسے طناب پر ہاتھ رکھا
نیچے پانڈن اوپر طناب میں ٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب میں لگے عمر و نے کسی دیکھے زمین سے اٹھنے
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گر گون کے سونے چلنے لگے ہزار جادوگر کالاشہ زمین پر گر کر ستم مقام
پر بیٹھے ہیں کہ سمک نے بطیم کر خیر دی کہ قبلہ و بعدہ حملال کو لیے ہوئے آتے ہیں اس کے ملازم روک
رہے ہیں خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہیں رستم بارگاہ سے یہ سکر نکلتے آفتاب فلک سیر نے عرض کی
کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جاسکے گا جو جائیگا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تا تراب کہ بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھا کہ آواز دی کہ
کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہیں کیسے تو انکو ہٹا دوں یا قتل کروں جو ارشاد
دہ بجلاؤں خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گویا طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر چلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلہ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پانوں طناب میں بندھے سر پہچے اور پانوں اوپر
 فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھ پر رحم کر میرا کام تمام ہوتا ہو خواجہ نے تخت قریب رستم کے اٹھارہ
 ساحر اسمین لگے ہوئے تھے انکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو
 کا تمام لیا حملال کو لیکر یاگاہ میں آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
 ہوشیار کیا کہا کہ کیوں اے حملال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا حملال نے دیکھا کہ دربار
 دربار طلسم کشا آ رہے ہو طلسم کشا مقام صدر پر پہنچا رہے ہیں کہ اے حملال تم حافظ کلام
 ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر
 ہو پس مناسب ہو کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحرائے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا
 کی بڑی تعریفیں سنی ہیں کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہے اسکو ہمارے ہاتھ سے قتل
 کر دو لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کریں اور طلسم ہفت پیکر میں داخل ہو اس فصاحت و بلاغت
 سے حملال کو سمجھایا کہ حملال باتیں فرزند صاحب قرآن کی سنگدلی اختیار کرنے لگا اور
 عرض کی کہ اے شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا
 ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہے قلب پر تاثیر ہوئی دیدہ دل روشن ہو گئے اور میں ہفت پیکر
 کے حال سے بخوبی ماہر ہوں کہ ایک شخص شعبہ بازی میں کامل و اکمل سحر سازی میں طاق
 شہرہ آفاق ہو جوت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہنچا دے ہفت طبقات زمین کو بلاد
 ایسی مشکل ہے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائیں اور شہریار ہفت غار افراسیاب میں
 کہ کل ملکوں کے ساحر برائے امتحان آتے ہیں وہاں سے مندر پاتے ہیں میں بھی برائے امتحان
 گیا تھا کل فنون میں میں نے بھی سند پائی اسنے جو جکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھے کہا
 کہ اے حملال میرے ساتھ چل جیسا وہ مرجہ کروں کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اس
 ہفت پیکر کے آیا جکو ایسا نائب بنایا میں کل مقررات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
 حضور میں رہوں آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہنچا دوں میں نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسے
 میں خوشی صدق دل سے مطلع اسلام ہوا اب حیران ہوں کہ کون خبر دیگا میں اسکو سیکڑوں
 کوس کی خبر دیتا تھا اب وہ کار بند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہہ کر اشارہ کیا خواجہ نے

دیان سے سوزن نکالی حملال نے اپنے کور ہا گیا دوڑ کر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
 اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعت مذہب میں نے پائی دولت کو نین ہاتھ آئی عکشا
 سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے طلسم کتا آپ نہایت صاحب اقبال ہیں اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
 تحفہ جات جسم احمر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزیں تین جگہ منتشر ہو جاتیں اپنا اپنا رنگ
 دکھائیں سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمر و ایسے وقت پر پہنچے اور میں
 ان کرشموں سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجھ کو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آ کے عیار ساحر کو گرفتار
 کر لیتے ہیں تو میں ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصہ کرتے وہیں گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
 بالکل نہ جانتا تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوئے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
 میں گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
 کہ اُس نے مجھ کو آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہیں اگر ایسے دھوکے
 نہ بڑھیں گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہو
 اس راز سے کون ماہر ہو حملال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھا یا کیا اور سلیم ہو اور رستم نے
 خواجہ سے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی شکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو حملال
 کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہاں ہیں عمر و بہت رو با اور کہا کہ اے نور نظر صاحبقران
 نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقاموں پر غیر ساحر کا گذر نہیں ہو سکتا لیکن فکر انقلاب
 رکھا یا کہ صاحبقران مع سرداروں کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہیں یہ حال دیکھ کر وہاں سے
 اس خیال میں تھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
 صاحبقران ہیں حملال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ اے
 شہنشاہ اوج عیاری یہ سچ ہے آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُس نے خود تصور
 سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قیام و تقیم دو جادوگر خاص صاحب ہفت پیکر ہیں اُن کے پیرو
 کیا ہو تو عجب نہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں تو صاحبقران مع جلد سرداروں کے رہائی
 پائیں اب میں طلسم کتا کو تاج سحر اسے گرداب نشان ہو چکا و نگا گرداب سے مقابلے
 بڑھیں گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُس کے ساتھ ہیں اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا، کوئی آدمی اسے گزر نہیں سکتا کیا حوال ہر وقت گرداب جادو اور دختر اسکی گشت میں رہتی ہو ملکہ ہمارے اور نگ نشین اسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کر کے لیجاتی ہو پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اسے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کر کے اسی وقت قتل کا حکم دیتی ہو اور شوہر اسکا مولج سمند میں بلاے روزگار ہو ان سب سے مقابلے پڑیں گے اپنے اپنے رور دکھائیں گے غلام آپ کا سب کچھ کر لیگا اب حضور کو چکرین حملال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا سمک سے کہا کہ لشکر میں پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائیں گے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا حملال سب کیفیتیں بیان کیا گیا صبح اے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کو نہ برج دی پر جلیں رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوئے مرکب بادرقتار پر سوار ہوئے حملال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بعد شوکت چل نکلتے ہی خیال ہو کہ اپنے کو یہ تعبیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائیں قبیلہ و کعبہ کو چھڑائیں لیکن خواجہ عمر و نے جو حملال سے یمن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر انکی قید میں صاحبقران ہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں یا مطیع ہوں تو صاحبقران رہائی پائیں جب لشکر رستم روانہ ہو چکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈھلی اپنا اپنا راگ اب سیرا ساتھ چھوڑیے میں بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہوں یہ کہہ کر برق کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچنے دیکھا دن بھر زبر کوہ مجمع رہتا ہی مراد مند حاضر رہتے ہیں کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ میں حاضر ہونا اکثر زبرجدی گستاخ ہو کر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث کہ بعض مراد مند محروم پلٹتے ہیں ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ مراد مند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہیں یقین ہو کہ اپنے مقام پر جا کر طعن و تشنیع کریں کہ کیا قدرت عاجز ہیں ہماری مراد ندی تصویر نے آواز دی کہ او زبرجد شاہ ہر چند میرے ہاتھ سے سب کو گرفتار کر لیا لیکن قدرت کو چین نہیں ہو جس وقت سے طلسم کشائے

تینوں تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلمس ہفت پیکر ایسا مقام
 نہیں ہو کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیائے تحفہ حیات
 لے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا چہ جائیں یہ سنکر زبرد غاموش ہو رہا خواجہ کلیم
 اوڑھے پہلو سے کوہ میں کھڑے تھے یہ سب باتیں نہیں خیال میں گذر دن کا تو حال معلوم
 ہوا کہ یہ تصویر میں موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھوں پہلو سے کوہ میں ایک نخل سبز
 و شاداب تھا خواجہ امیر چڑھ کر کلیم اوڑھے ہوئے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر
 برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہنچی قریب
 تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران بد طلمس کشا مع سرداروں کے میرے پاس
 قید ہیں کیا حکم ہوتا ہے میرے پاس پکارا کیا بعد غرضہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اڑتا ہوا آیا
 اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ کر رو رہے ہیں کہ وہ عقاب سر نقویہ
 سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
 نے تقدیر مضبوط کی طلمس کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر آنکو تکلیف پہنچا کہ تڑپ تڑپ کے
 اپنی جان دین چہ کنیزین ان دونوں کے ساتھ تھیں وہ بہار پر ٹہلنے لگیں ایک کنیز کو عمرو
 نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتیں کر کے پہلے تخت پر سوار
 ہوئے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
 ستھام کر کہا کہ اری گل بہار تجھ کو شہنشاہ پکارتے ہیں تو جواب نہیں دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
 میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئیں اور تخت پر سوار ہوئیں
 تخت اٹھایا راہ میں زن و شوہر کا آئیں میں کلام ہو کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
 اور کے سپرد کرین گے مگر ہمیں سے ارشاد ہوا کہ آنکو قید میں رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
 مقام پر نہیں ہے کہ طلمس کشا کا گذر ہو لیکن حلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور راہ
 ہی اگر وہ نشان بتا دے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
 ویرانے میں ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ میں اترے کنیزین
 چوتھے پر باغ کے فرش کرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے سبز پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمر و آگے بڑھ کر بیٹھے
اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی میں عکس جو اُسکا نمایاں تھا صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جو یا تھا معلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے اُڑایا دھجیان کر کے لگا جو ہاتھ جنت میں نہ لوٹوں کس طرح کا توں یہ دوری میں گلستان کی مرے باعث سے ہر عالم میں شہر تیری صورت کا دستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہو خزا دیوانہ جس وادی میں تھا دی غیرت لیلی جلا یا تھا مجھے کس ہر دوش کے سوز و فرت نے نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کہ صبح پیر کی نہ چھوٹا فقر میں بھی بیشیہ مردانگی اور خاند	مثال آئینہ وہ آئینہ روخو دھبی حیران تھا برنگ بوسے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی نہاں تھا نقطہ اس واسطے مجھ سے جنون دست و گریبان تھا مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا کبھی پرستے تھے اس کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا وہ بلبل ہون کہ دُش خواب جسکا گل کا دامان تھا دگر نہ مصحف رو تیرا کس کا فر کا ایمان تھا اگر محفون تھا ابھی جوان تو مجھ کو حفظ قرآن تھا پرے محفون کے جنگل سے بھی کو سون بہاں تھا ہراک ذرہ جو میری خاک کا فر شید تابان تھا مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہمان تھا نیستان بود یا تھا میرا بن شیر نیستان تھا
--	---

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا اے گل بہار آج تو تو نے وہ کہاں لکھا
کہ دل سفیر کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہو بڑے بڑے کال جمع رہتے ہیں
اور یہ ایسے سیکھتی ہو قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمہارے پاس قید ہو خوف ہو کہ عمر و آجائے
مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہو کہ کوئی غیر آ کے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف ہو
میرادل دھڑکتا ہو ہر جنبہ کہ میں ایسے وقت پر براے ملاقات قدرت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا
مگر گل بہار پر مجھ کو شک ہوتا ہو ٹھوکے تو ہوش اڑ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا
کروں کیونکر مطلب لکھ گیا لیکن اب حال برق کا تھر بر کیا جاتا ہو کہ برق فرنگی عقب میں
خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخر
پہنے ہوئے بیٹھا ہو ملازمن کو بکار رہا ہو کہ یار و جلد آؤ میں قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤ لگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدشہ کار طرف سے نکلتا تھا کہ چلا برق نے بڑھ کر ایک حسابدار
 خادم بیہوش ہوا اس کی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اس تاجدار کے آیا اس نے کہا تخت لاؤ
 ملازم ایک تخت اٹھا کر لائے وہ جادوگر اس تخت پر سوار ہوا برق اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا
 میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہاں قیام و مقیم جلسہ میں بیٹھے ہیں وجہ
 ہر چند کہتی ہو کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہیں رہ رہ کے دل
 دھڑکتا ہی نہیں معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
 مقیم نے کہا کہ صاحب سالار کوہ کن آتے ہیں تمہارے بھائی ہیں اکثر تنہائی میں مجھ سے کلام
 عشق و محبت کے کیے میں نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بچاے
 باپ کے ہو کیسی باتیں کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج میں مضحکہ جو تمہیں کیا نگاہ ڈالیں گے
 میں شکایت کرونگا کہ بھر کبھی تم سے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ بہت رنج اٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
 صاحب سہولیت میں کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہے کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی
 جان کا خیال رکھتے ہیں آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہیں اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
 کیا ضرور ہے یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اتر قیام برائے استقبال اٹھا
 مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بے نگاہ غور دیکھا کہ دریا کے جوہر میں غوطہ زن
 نازنین پر فن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار پس گیا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
 تمام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار نہ ہوت
 ہو رہا ہو اشارہ کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ اے جان جہان وای آرام دل
 شتا قان تمہارے ہی واسطے تو میں اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
 ہوتا ہو کل قدرت نے جبردی تھی کہ برق فرنگی طرف تمہارے قصر کے آتا ہو اے سالار
 ہر شیارہ ہنا حصار بھی میں نے نہیں کیا ہو تمہارے اشتیاق میں چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
 میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسہ کا ہو سوخت
 بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا میں بھائی صاحب سے ڈرتا ہوں
 بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتاؤں گے رنج و ملال اٹھائیں گے دونوں نے اشارہ کیا

جو باتیں کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتیں کرنے لگیں مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ مار دوں کہ سر پھار اور انکا اڑ جائے اور کیوں اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگوں کا نام بدنام کرے گی اور کیوں بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہیں ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی میں نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب میں نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہیں مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کریں دل کا ٹپ رہا ہو آنکھوں میں آنسو پھر پھرتے ہیں راتیں تڑپ تڑپ کے کٹھن لاکھ ضبط کرتا ہوں دل نہیں مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہو گئی

رہ گیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہو کر رہ گیا عالم بالائے وبال ہو کر سر کر و معرکہ عشق کو تنہا ہو کر جو م لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر مٹھ چھپاتے ہو عیش انجمن آرا ہو کر چور بید کیا ناسور نے اچھا ہو کر نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر تار مو سے کیر بارے نے حلفت ہو کر اُسکو بدنام نہیں کرنے کا رسوا ہو کر کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر پیشتر مرگ سے رہا ونگا مردہ ہو کر بیٹھ رہے کین رہبان کلیسا ہو کر

پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر مرتبہ بےست ہوا اشک کا غلا ہو کر آہ نکلی جو سوعشرش مٹا ہو کر مرد میدان و فنا ہو تو نہ چاہو ابداد خاکساری نے یہ ترکیب سمجھائی ہو مجھے جلوہ ذرا سر محفل ہو تکلف نہ کرو چشم بہنے لگی جب داغ جگر کھلے آما سنجہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا پاس ناموس محبت کا رہیگا محفوظ ہے اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹو نگا دینا اکون ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا ٹھوکرین کھاتے ہو کیوں کعبہ میں جا جا کر تہ

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش میں آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتیں کہنے لگے بس اب جانیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج میں مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پیلو میں نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گہرا نیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہیں ٹرانس
یہ ہو کہ مجھے رشتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گندہ سے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہیں
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیوں بگڑتے ہو میں انکے ساتھ نہ جاؤنگی برف نے سالار سے
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہیں آپ بھی جواب سخت دیکھتے ہو
برقیہ کیجیے برف نے جوہا کا سالار نے فوراً بھادج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیوں اوٹاں
بہج و خم نے جیری زلفوں کے جھک پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا میں لاکھ چاہتا ہوں
کہ مبرکرون دل پر جبرکرون نہیں ہو سکتا لہذا اب میں تجھ کو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھو
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہیں اگر بولیں گے تو پریشان ہونگے یہ کہ کے ملازموں سے کہا کہ اس
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ میں لیجاؤ وہاں جلسہ آراستہ ہو دیکھو بھائی صاحب
کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مزاج میں اختلاف ہو مقدرہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہ کے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤں قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا کینزین ہان ہان کر کے الگ ہو گئیں کہ دونوں ساحر زبردست
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہیں اسی سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہیں کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانباڑی
اور عورت سالار سے رخصتی معلوم ہوتی ہو چاہتی ہو کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلا جائے شوہر
کے سحر و کتی ہو کئی مرتبہ تیرا سے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے لاکاراکہ او
کیسو بریدہ کیوں تیری شامت آئی ہو تجھ کو کیا زندہ جانے دوں گا میں تیری باتیں سمجھتا ہوں میر
بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لوں گا زندہ نہیں جانے دوں گا سالار جھوٹا ہوا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بیچیا کیوں اس قدر عورت کو ڈراتا ہو جسکے سر کے ساتھ میرا سر ہو جو اسکا جی
چاہا اُس نے کیا خبر دار اسکو ڈرا نہیں یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار میں
چلنے لگی دونوں اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہیں ہتر برف فرنگی دہم سالار کو
اُبھارنا ہو اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہیں سالار کا سر کاٹ لیجیے آپ کے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ لنگے لنگے

مقیم نے کمان سینک کی جھولی سے نکالی سینک کا تیر مچر کمان میں بیست کیا کہا کہ اسے دیکھ
 آسمان سے آگ برسا جا رہی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینکے تاک کر تیرا را کہ
 سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گزار قیام کا اشتہ جو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
 پکارنے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی بیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں
 بلایا مہلت نہ دی یہ نگورے حق نے کیا نقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اس کے
 بدلے تھیں وہاں حورین ملیں گی ہم کمان جا میں اپنی مصیبت کس سے متناہیں سالار نے کہا
 کہ اے گل بہار تو اس قدر کیوں بیقرار ہوتی ہو جہاں جی جا ہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
 کہ اے سالار میں انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
 قیرو منزلت کر گیا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سالار جو اہر خا
 تیرے سپرد کر دینگے اختیار ہے برق لے و آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
 اپنا حال ابتر نہ کرو انکے ساتھ جلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر میں ہیں
 اوپر سے پاتے ہیں مزے اڑاتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہو
 نشے باز جو ان جس وقت شراب پی جو شفق سامنے آیا اُس سے نشے کی باتیں کر کے سارا گھر کے
 سپرد کر دیتے ہیں تم تو نو جوان و صندل ہو دو دن میں اپنا رنگ جمالینا گل بہار نے کہا وہ
 بھیا ایسی باتیں نہ کرو میں کیا اپنی بی بی پر سوتا یا دونگی یہ مرنے والے اکثر اتوں کو اچھ کر
 میری پائنتی آ بیٹھے تھے ہزار طرح کی منتیں و فو شادین کرتے تھے میں نے کہا ہاں صاحب یہ
 بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھو نگلی آئندہ نہیں
 اختیار ہو اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کرینگے وہ نہ اختیار ہو سالار نے اگر ہمت
 تمام لیا کہا بی گل بہار جلو مجھے خود اُسکے مرنے کا افسوس ہو اُس نے عورت کے لیے جان دی میں نے
 ہر جذبہ سمجھا یا مگر اُس نے میرا گناہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گونگھٹ میں تھی جب سے میرے پاس
 آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہ تخت آ رہا ہے کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
 اُجاک کے برق بھی برابر آتا ہو اگر ہمارے مالک کا کھانا یاد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
 گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ اے صاحب ٹھہرو میں اپنی گھڑی بچھی تو لے لوں یہ کہہ کر گھڑی نہیں

خواجہ گھسنے لگے جہاں جمال دیکھا اٹھا کر نذر بنیل کیا برق نے جو دیکھا کہ استاد مکان کو ٹوٹ
 رہے ہیں یہ بھی تخت سے کود کر پہنچا خواجہ سے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ سے
 کی گٹھریاں بچھیاں جا بجا رکھی ہیں میں سمجھ کر اٹھا لیکن برق نے کہا کہ استاد دیکھ کیسے وقت غلام
 پہنچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ ابھی کہہ دوں گا برق نے کہا کہ استاد آپ نے
 حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کلمہ کرو غلام نے کیا کارنایاں کیا خواجہ نے کہا بس
 چپ رہو ورنہ میں سالار سے کہہ دوں گا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ استاد والا نرا دین ایسا نہو
 کہ کہہ دیں تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹا ہل قبضے میں کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہو کر
 برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چھپتے گدڑے تھے میں نے زنبیل میں ڈال لیے
 بچوں کے نہالے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اڑایا راہ میں
 برق رنگ جھانا ہوا کہتا ہوا کہ حضور جیل کر باغ میں جلسہ جائیں خوب ہم بھی گائیں گے دوہام
 چلے آپ دونوں کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے راہ میں
 پوچھا کہ صاحب قرآن کی قیاد پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حوزہ ہیکل کسان
 رکھی ہو مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت چھولی میں رکھتی ہوں راست
 کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہوں راہ میں باغ ہو کہ اٹھیں کہ قال رنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
 شکل بن کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کہ قال رنگی کو
 بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلائے کی کوئی وجہ نہیں اور بن پڑ گیا تو بلواؤں گا کہ قال
 اپنے باغ میں معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہو سر اٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا کہ
 اٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ افسر کہاں جانے ہو چند ساعت یہاں ٹھہرو ایک جام شراب
 بی لا برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہریے
 کہ قال نے آکر باغ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل میں لایا سالار کو مقام صدر پر
 بٹھایا زوجہ قیام کو دیکھ کر پوچھا کہ حضور یہ آپ کے ساتھ کیونکر آئیں سالار نے کہا کہ میں بت
 سے اسپر عاشق تھا آج مجھے مبر نہ ہو سکا میں نے اس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
 سے مار گیا شوہر کو مار کر زوج کو لایا ہوں اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و غایت مطلوب ہوتی تو

بہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ افسر ہم تو آٹھ ہر حفاظت میں
 حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فقور بڑے جس وقت قدرت سے آواز دی
 بشکل مقبل پہنچے جا کر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلا موقوف کیا باغ ہی میں آٹھ سپر
 رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلوں عیار کسی مقام پر گھیر لیں مقیم نے کہا کہ افسر کبقال اس مرتبہ
 نے شیشہ اسم اعظم میرے پاس اس واسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جابجا ہیں میں باغ
 سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے
 افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے انکے برابر اس حوالی میں کون جادوگر ہے
 سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہوا انکی سب حفاظت کرتے ہیں تنہا خوب کیا کہ انکے ساتھ
 چلی آئیں سالار نے کہا کہ افسر کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں محال ہو کہ وہ ہم تک پہنچے
 ہر چیز کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کینزوں کو آواز دی کہ اگر
 شراب لاؤ بھرق اٹھ کر دوڑا میخانے میں گئیں گیس گیا شرب کو الٹ پلٹ کر کے لانے لگا کتا جاتا
 ہو کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کریں گے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ میں آکر بیٹھی غمنا
 کی کہ کینز ایک غول گانے لگے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہیں گانے میں بھی دخل ہو کہا حضور
 گانا تو بڑی چیز ہو دل بہلا دو انکی سازندہ ون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے
 آنکھ ملا کر یہ غول عاشقانہ شروع کی۔ نظم

لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے
 کشتی خدا جو چاہے تو بے نا خدا چلے
 اب باغ سے کہ حرم کے گلگون قبا چلے
 بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
 بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
 چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
 دکھلاؤ نگا تاشہ اگر دست و پا چلے
 تم اگر لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
 طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
 سیر زمین کو آئے تھے لگائست کر چلے
 دشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سر
 واقفہ موسے نہ اہل جہان کے طریق سے
 جاتے ہیں اب وہاں کہ جہان سے نہ سیکے
 تڑپ نہ نگا خون میں کاٹو نگا اپنے گلے کو پار
 ان ٹھنڈی گریوے سے میں جہاں ہوں کیا

عاشق ترے فقیر ترے بنوا چلے در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے	ق	آباد رکھے حق تجھے اور بادشاہ حسن ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک سننے کوئی مو ہو گئے سفیر سیہ کاریوں میں رند
--	---	--

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ میں ہی سانی گری بھی کروں برق نے کہا کہ یہ کام میں خوب کرتا ہوں دو دن میں آپس میں تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا اور انگوٹھ بیان ہاتھ سے اتارین ایک سانسے گل بہار کے پھینکی اور ایک سانسے خد خگار کے کہا کہ یہ اٹھا لاؤنا چاہا دو دن جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا اگرچی جو بیوخی رنگ دروغن کے چہرے سے اڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر جا ہا کہ سالار پر جا پڑوں سالار نے ایک دو ہتھ پڑا خواجہ دبرق مٹھ کے بھل زمین پر گر گئے سالار نے کہا کہ اے کبقال جب راہ میں عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسے سب حال کہہ دیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے میں پہونچا شراب لا کر آکر ستر کرنے لگا مچاوا سپر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضائیر سے ہاتھ مقرر کی ہوا اے کبقال میدان غوثی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ میں خود جلاور صاحب بیڈ ہوں اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کروں ذرا مجھ کو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لہین خلق نہیں کیا مقیم نے کہا کہ کیوں صاحب یہ دونوں کیونکر ہم تک پہونچے میں ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبر جدی پر گئی تھی وہیں کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خد شکار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیار ان لشکر اسلام ہیں ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہیں مگر آج انکی قضاء سنگیر ہو کس طرح آکر دونوں پھانسیے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونوں نے مارا آج کے خون کا بدلہ ہو گا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمر وار ڈالا جائے تو طلسم کشا بھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے میں صاف کرتے ہیں لشکر طلسم کشا بہان سے دو منزل پہونچ کر اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد ان ہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میسر میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا دیدہ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہیں کہ میں نے بھائی کو مارا انھیں ظالموں کے آگے

یہ سارے فتور ہوئے اسی کبقال جلد میدان فنی کی نیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشت
بانغ سے چند رنگی سیاہ رو چیرہ درون ابرو دن پر بل پڑے ہوئے خنجر ہائے برہنہ ہاتھ میں
آکر پکارے کہ اے افسر کیا حکم دیتا ہو کبقال نے کہا کہ ان دو دن عیاروں کو قتل کرو گوشت
بھی انکا تھین کھاؤ وہ رنگی آچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا
نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہو مسلمانوں کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھوں نے ہزاروں جاوید کو
کو مارا انکا گوشت ہمارے یہ تیری رحمت و قدرت ہو ان رنگیوں نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر
لیے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں ہر ایک ہی چاہتا ہو کہ میں قتل کر دوں دوسرا کہتا ہو کہ سینے کا
گوشت میں لوں گا ایک کا قول ہو کہ کھلے پائے میں لوں گا حق تقسیم کر رہے ہیں خواجہ دبرق انکی
آبادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہیں کہ ان ظالموں کے ہاتھ سے خدا پائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہیں
گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہیں بیقرار ہو کر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ میں دعا کرتے
تھے کہ اے خالق لیل و نہار دای پروردگار ان دشمنوں کے ہاتھ سے مجھے لے لے

پرست قانع ابواب زین بہت کلید
جو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
امید وار عنایت ہمہ شفی و سعید
خداست حاضر و ناظر ہر قریب و بعید
خداست حاصل امید صاحب امید
خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
عیان ز مطلع دل نذر کبریا گردید
برہنہ باطن جو راہ رست پرید
نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

پے کشائش باب امید نا امید
بہ تیغ نیز محبت ہر آنکہ گشت ضعیف
گدا سے درگاہ پاکش فقیر و دولت مند
خداست مالک و حاکم ہر آسمان و زمین
خداست کار برادر مراد اہل مراد
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
رکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد
بشا ہر راہ طریقت شہاد پاسا لک
بمحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دے عین مانگ رہے ہیں سات آٹھ رنگیان آد خواجہ ہائے برہنہ
ہاتھ میں اشارے کے امید و ارین کہ کبقال حکم دے تو لے لے ٹکڑے ٹکڑے کر آئین مگر لشکر ستم
منزلوں کو طو کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم میں آکر آتر بارگاہ میں جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا حملال سرکش نے رستم سے کہا کہ اس شہر یا رواجہ دمیدم مجھے قیام و مقیم کا حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر میں گئے ہیں ایک نکتہ رواجہ سے میں کہنا بھول گیا کہ کچال زنگی حوزہ سیکل لے گیا خانی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہ کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو گئے ہوں سبک اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ میں اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش میں جا رہا ہوں بدوردگار نے چاہا تو ڈھونڈ کر لاتا ہوں میرا دل بکھو خبر دیتا ہوں کہ عیاری اُغفون نے کی مگر کسی بلا میں پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہیں وہ دھوکا نہ کھائیں گے کوئی بات بھی عیاری کی کی اور اُغفون نے پہچانا کہنا علام جاکر تلاش کر گیا یہ کہہ خاموش ہو رہا لیکن حملال ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش میں رواجہ کی جلاہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاہاد و مخوار خنجر کھینچے ہوئے سر پر کھڑے ہیں رواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کچال زنگی کے دیکھ رہے ہیں کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاہاد چاہتے ہیں کہ سر کاٹیں اور گوشت اٹھا لیں کہ حملال نے آسمان سے دیکھا کہ رواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہیں جھولی سے چکر اٹھالا جلاہادوں پر مارا کہ ساتوں کے سر اڑ گئے حملال زمین پر آیا کچال کو لٹکارا کہ اویسیا تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو رواجہ کو قتل کرے یہ کہہ کر جھولی سے گولہ نکالا کچال نے پہلے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر حملال پر مارا حملال نے گولہ کچال کا روک لیا نہ ہی گولہ لیکر کچال پر پہنچ مارا کچال کے سر پر پڑا کچال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے کچال کے مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اٹھا لٹکار کر آواز دی کہ او حملال تو نے غضب کیا کہ کچال کو مارا اب کہاں جائیگا یہ کہ کے ایک طرف سے یہ اٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُغفی دونوں حملال پر بھر کی بوچھاڑ دی حملال دفع کرتے کرتے ادل عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اڑ گیا سالار نے ایک چنچ ماری کہ او حملال غضب کیا اُس مشقہ کو مارا کہ جسکے واسطے میں نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہہ کر تلوار کھینچی جھومتا ہوا حملال پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے حملال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلواریں اور خنجر حملال پر کرتے ہیں حملال اُن تلواروں اور خنجروں کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلواروں کے پھل شکست کے غصے میں آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہو

خبردار خبردار کہکشاہ تلوار کا سالار یہ مارا سالار نے سپر سحر کو چرے کی پناہ کی لیکن برقی شمشیر جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تلج کو کاٹا تاج کو کاٹا کمر بند پر تلوار گری سر اسر سے کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اسے سرے میں تمام بلغ لوٹ لیا اور کو ٹھڑیوں میں گھس گئے حلال نکال کر مارا مال کھینچا اور نذر زہیل کیا چھت پر دے تک کاٹ لیے حلال نے جب ان سب کے قتل سے تھکت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بقیار ہین میانک کہ غلام کو بھیجا لیکن شکر ہو کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خانہ تھا غم مٹے کہا کہ اے حلال مجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچا نہ آتا ہو گا سقیم کی تجویز سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کبقال کے لی بیان کو شیشہ کو ٹاڈا ہان امیر اس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد قحوطے عرصے کے صاحبقران ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوئے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اندر سے قید خانے کے ٹکڑے دروازے پر صا صا صا جادو نگہبان تھا اسے صاحبقران کو لٹکا رہا تھا تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی اسی تلوار سے اس سپاہ رو کو مارا مار کر اسے بڑھے تھے کہ ٹھنڈا ہوا بارہ ہزار کے نوکر مالک کے مرنے کی آواز سکڑوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران رٹنے لگے سردار بھی آپڑے وہ شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے بیان عمرو نے حلال سے کہا کہ یقین ہو میں نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہو گا میں یہ حرز ہیکل صاحبقران کو پہونچاؤں ریسانہ کو کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کر لے تو امیر پریشان ہوئے حرز ہیکل پر سحر تاثیر نہیں کرتا حلال نے کہا کہ میں پہونچا دوں گا حرز ہیکل مجھے ویسے یقین ہو کہ لڑائی بڑی ہونا بہ کوہ زبردستی خبر پہونچی یہ کہکشاہ حرز ہیکل خواجہ سے لی یہ پرواز پیدا کر کے جلا اسوت پر پہونچا کہ زبردستی خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے دوزخ نانی نہ پر لڑ رہے ہیں زبردستی کوہ کے جلا بال سے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل چبانے لگا کہ یا خداوند

نہیں معلوم کیا باعث ہوا حمزہ میں یہ طاقت کہاں سے آئی میں نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز
آئی کہ اے بندہ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا بکوال سالار وغیرہ سب ارے کے قیام و مقیم
سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے میں آئی سالار کی ذات سے
سارے فساد برپا ہوئے حملال وقت پر پہنچا اسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تھے ان کے تاراج
کہ حملال سرکش حزن سیکل لیکر آتا ہو اگر ہوئے تو بڑھ کر اسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے
حملال سرکش ساحر و بدست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ
آبادۂ حرب و بیکار ہو یقین ہو کہ ساتھ طلسم کشا کے تاہم صحرائے گرداب نشان جائے دیون
اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہو یہ شکر زبرد آکر سوار ہوا تین لاکھ
فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار حملال میں ٹھہرا دیکھا کہ حملال ایک عقاب پر
سوار ظاہر ہوا زبرد نے آواز دی کہ او حملال کہاں جانا ہر قدرت تجکو طلب کرتے ہیں
حملال نے جواب دیا کہ میں تو اس چھوٹے پر لعنت کرتا ہوں مکاری کر کے خرا و دین بیٹھا
میں اب اسکے پاس نہ جاؤ نگار زبرد نے آواز دی کہ ہاں یار واسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے
تین لاکھ جادوگروں نے سحر کیا حملال زمین پر آیا عقاب راؤن کے نیچے سے نکل گیا
حملال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر پرا باندھے سامنے کھڑے
تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پر پھر میرے پہلو میں کھڑی ہو معشوقہ کے جمال
بیشال کو دیکھ کر بلبلائے اشعار عاشقان پڑھنے لگے نظم

<p>مجھ کو فقیر تجکو تو نگر بنا دیا دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا سو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا جٹکی اٹھائی خاک کی اور زرینا دیا مجھ زار نے ہمارا کو کبوتر بنا دیا نا ملا قنی نے جسم کو مسطر بنا دیا سودا یوں کو اپنے یہ زیور بنا دیا</p>	<p>جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا خاق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق غافل مقام رشک نہیں جاے شکر صاحب کمال رکھتے ہیں اسیر کا فوس آجرت پر استخوان کی گیا لیکے خط شوق ساری راگین ہوئی ہیں تین زار پر بنود گردن میں طوق پائون میں زنجیر ڈالی زند</p>
--	---

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے حملال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ اے حملال سرکش ہم تابعدار ہیں جو حکم ہو بجالائیں حملال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہو ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرد کو بھگا دو یہ شکر وہ تیس ہزار جوان سپاہی سحر ہجرت لیکر فوج زبرد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان سر کر گئے دو تین چلے جو یکے فوج زبرد میں تھک پڑا سب بھاگنے لگے حملال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوئے ان تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے طوائف میں مصروف ہوئے حملال جب گولہ مارتا تو ہزار دو ہزار کے قلب اٹھتے ہیں ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں حملال لڑتا بھڑتا طرف زبرد کے جاتا ہے کہ یکا یک زمین پھرتی لغزہ ہیرا آواز آئی۔ لغزہ صاحبقران

منم صاحب چتر و تیغ و سلم ز شقیم گریزندہ نوشیروان چو در باختر جنگ شد آشکار جزائر پر از عدل و انصاف شد سمند و نبد بخت گشتہ شکار	امیر عرب حمزہ ذی کرم جو رفتہ بسجانبے گریز دار شد بر سرم فتح و نصرت نثار زد دم دیو عفریت دادر صا شدار جنگ بیدین و میل و نثار	منم قاتل کافران حسان پذیرفت گنجاب ملخون فرار گذر جون بجلان کہ قات شد بلرزہ فتادند دیوان قات در اینجا چو جاہ و ادب یافتہ
---	---	---

سلیمان ثانی لقب یافتہ ایک طرف سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی لغزہ کے گریز کرنے لگے اب جو حملال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا براسے سلام اتھوڑا کہ سرزمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اس شخص کو کون ہی عرض کی کہ آپ کے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکال کر صاحبقران کو پہنائی امیر کامرب امی قصر میں سرنگار ہاتھ لغزہ امیر کی دان جو کان میں پہنچا شیخ بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت افتقر پر سوار ہوئے طرف زبرد کے چلے زبرد نے فوج کو اشارہ کیا حملال رکاب تھلے ہوئے ساتھ ہو جب گولہ مارتا تو ہزار دو ہزار کے قلب اٹھنے لگے اور فوج زبرد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب زبرد کے پہنچے حملال نے فوب آگ برسائی زمین ہلائی زبرد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرد برس پڑا تو اربن سارین شعلہ آتش گرائے لگے امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم دروز بان حرز ہیکل گلے میں جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھاد سے ہاتھ نکال کر تہذیب کا ہاتھ مارا
 درپردہ نے سپر سحر اٹھادی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سر سر سر کو کاٹا زمین کو آکر
 تلوار نے یوسہ دیا درپردہ کے مرتے ہی ایک نچھار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین و درپردہ کو د
 بالا سے کوہ اندھیرا ہو گیا کہ اسے اتر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گر تے تھے آوازیں میتناک
 آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی حملال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرا سے بچھ
 مین کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ قبیلہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحرا سے سبزہ لار مین امیر نے اپنے کو
 پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استاد ہی ایک سست بارگاہ
 ہشامی خیمے بارگاہ مین استاد مین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا
 دور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرا کے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران
 تو اس مقام پر اترے مگر حملال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ صحرا خاص
 ہفت پیکر کا تھا کہ اُسے مجھ کو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہو کہ صاحبقران پر آرام ہوں
 یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار حملال مین تھے حملال جو ایک صحرا مین
 پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے مین حملال دیکھا کیا جب خواجہ نے اس
 مسافر کو لوٹ کر ملت پائی تب حملال آکر ملا کہا کہ خواجہ دیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے
 آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلے خواجہ و حملال و برق پاس
 رستم کے جاتے مین راہ مین ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے حملال بانی
 بی لین تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک ننک نے
 چشمے سے سر نکالا وہ ننک برق پر حملہ کر کے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری ننک نے
 جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین بھانڈ بڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر لو خواجہ
 عمر و حملال جب تک دوڑیں ننک غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے حملال برق
 کوئی نے کیا معلوم ہوتا ہو چشمے مین بیٹھا تھا حملال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو دیکھ
 ہنسنا بکار کر آواز دی کہ اے ننک غوطہ زن یہ بیٹے بیٹے تلو کو کیا سوچھی یہ نہ جانتے تھے کہ
 حملال سرکش ساتھ ہو کئی آوازیں دین کچھ صدا آئی آخر حملال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر رادنا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی میں غرق ہوا جب تو ہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر کالا آواز دی کہ تیری تضا ہی آئی ہو خنجر پر اسم سحر پڑھ کر چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی میں چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہوا اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہو برق کو ہوشیار کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب میں پانی پینے لگا میں نے ایک ساحر کو دیکھا اسنے میری گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چلی اور یہ خنجر اس کے سر پر پڑا سر کٹ کر گرا میں بیہوش ہو گیا غرو نے ہلال کی بڑی تعریفیں کیں جب ہنگ غوطہ زن مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرانام من ہنگ غوطہ زن بود اب ہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہو رستم کسی وجہ میں بیرون باگا کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و ہلال و برق آتے ہیں مگر ہلال دریا سے خون میں نہایا ہوا خواجہ بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر ہلال کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا حال پوچھا ہلال نے کہا کہ امی شہر مارا اگر میں تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان جوان کو مارا جھکے پاس اسم عظم موجود تھا اور حرز میکل بھی تھی انکو مارا شیشہ اسم عظم توڑا شیشہ ہوا کہ حرز میکل پاس صاحبقران کے پہونچائیں جب یہاں شیشہ اسم عظم کا ٹوٹا صاحبقران قید توڑی زیر کوہ زبرد ہی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرد آج مارا گیا کوہ زبرد شتاب وہ اور پہاڑ پر پہونچ گیا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجھو الگ کر دیا جس صحر کا ہنگ غوطہ زن مالک تھا اس صحر میں پہونچا یا ہنگ مجھ تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپ کے اقبال سے اسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت میں پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو صحر اے گرداب نشان میں پہونچائیں اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہاں چلکر پروردگار کوئی ایسا سامان پیدا کیے کہ حضور تباہ گرداب پہونچیں اور وہاں سے حال لوح کا معلوم ہو یقین ہو صاحبقران کا گذر طرہ صحر اے باد انگیز کے موجب یہ دونوں مقام فتح ہوئے تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ امی ہلال تنے بڑا کام کیا ہلال نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کے اقبال کی فوری ہو حضور فتح طلسم ہفت پیکر میں کیا کسی مقام پر غلام

کئی کر گیا مجھ کو ہفت بیکر غار افراسیاب سے لایا میں کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ سحر ہو گا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے میں اُس کے ساتھ ہوں آواز دینا و شمنوں کو
مگر فشار کرنا مراد مندوں کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُس نے اپنی ذات
پر موقوف رکھا، سب کام خود کرتا ہے جب تک حضور کو لوح نہ لپیگی تب تک جو سحر کرے گا غلام
کو ڈرے گا کہ اُس کے خیر سے میں حضور نہ بچس جاؤں میں سحر میں اُس سے کم ہوں وہ بلا سے
روزگار ہو غار افراسیاب والوں نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساہو آئے کسی نے ایسا
امتحان نہیں دیا کل غلام سحر میں طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہو جب حضور صحرے کے گرد اب نشانی
میں پہنچیں اور وہاں سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا حملال سے یہی باتیں رہیں سکا نے لشکر میں حکم بجا دیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہو چار گھنٹی رات رہے سے لشکر تیار ہوا حملال نے ساحروں کے پرے جانے
رستم نکل کر سوار ہوئے طرف صحرے کے گرد اب نشان کے چلے وہ بھر رہی کی شام کو
ایک صحران میں پہنچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہیں ملتا معلوم ہوتا ہے کہ نخل جڑے
ہوئے کھڑے ہیں حملال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صحران میں
کسی ساحر زبردست کا گھر ہو اسی کے سحر کا باعث ہو کہ ہوا کا نام نہیں خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استاد کو رائی فرمایا کہ اسی خواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کرے گی یہاں تک کہ
یہو بنجیا یا ہزار ہا جادو گر آئے اپنے اپنے رنگ سب نے جہانے پروردگار نے اُن ظالموں کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کر دیا تھے امیر سے ملاقات کی تھی حملال نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے
حذر نہ کیکل ہو بنجائی یہ بھی عرض کر دیا کہ میں آپ کے فرزند کا غلام ہوں جس کے پاس حذر نہ کیکل تھی سکو
مارا خدمت میں یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اسی صحران میں لشکر رستم کا اتر بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہو شوہر اس کا گشت کر کے آیا ہو باتیں کر رہا ہو
کہ سامنے سے ابر شہرہ کو کتا ہوا پیرا ہوا اگر گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں
میں نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہو اب مجھ کو
گھر کی کئی تر سے فوت آتا ہے ایسا نہ ہو پاؤں کہیں ایچ بیچ بیچ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میرا سہج

بیٹی ایسی نہیں، ہر اسکو مرد کے نام سے نفرت ہو میں اسکا باغ میں خود چلے دیکھ آیا مرد نے نام کا کوئی پتھر ل بھی نہیں، ہر مزاج میں کھیل کود زیادہ ہو یہ ذکر تھا کہ برحق ہوا دیکھا کہ لکھ ہمارے اور رنگ نشین صرف وزیر زادی ساتھ ہو تخت آگے اتر باپ کو سلام کیا ماں سے کہا کہ کچھ آپ کو خبر بھی ہو لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہ گیا اب جو وہ کوچ کر چکے تو آپ کی سرحد میں آ جائینگے فکر ضرور ہو گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ملکر آگے چلے گئے یہ صحرا ہے گرداب نشان ہو یہاں کوئی نہیں آ سکتا اس طرح کی باتیں عرصے تک رہیں گرداب نے دیکھا کہ آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس ایک صحرا سے باد انگیزہ لینے باد انگیزہ جادو آئی تھی اُس نے بھی جھکو خردی تھی کیا عجب ہو کہ راہ میں وہ روکے ہا یہ کیلے اُٹھی کہ اب میں برائے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہلے ہمارے اور رنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیر زادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہاں رستم جب صحرا میں اتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ میں نے اسی گشت میں گزیرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جسدن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہنچے توح یہ صحرا معقول رہا ہے شب ماہ بھی ہر کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استاد کو ہم تم چل کے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیا فیت ہوتی ہو یہ منکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استاد کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا حملال سے ذکر بھی نہیں کیا اس بارگاہ میں اگر پر بیٹھے ایک دو جام پے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاد سمک نے فوراً اپنے پاس سے نکالی سالنے رستم کے بجائے لگانے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔

ای پری دیوانہ تجھ پر ہریشہ ہونے لگا
آئندہ جو اسکو منظور نظر ہوئے لگا
انگلیاں کانوں میں دین و دین سر ہوئے لگا
درد دل اچھا ہوا درد جسم کو ہوئے لگا
بار دل کے ناکہ مرغ سحر ہوئے لگا
ہر تماشا گاہ سے پیدا اگر ہوئے لگا

عشق میں حال جہان فروع دگر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب ہر شہر ہوئے لگا
گوش زو جیکے ہوا سرشت کی کامیری حال
اک نہ اک ایثار ہی ہر دم بدولت عشق کے
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح
جنے موتی گوش میں دیکھا ترے کئے لگا

<p>میکاشی موقوف جام و شیشہ کہ بالا طاق روے انور پر ہوا آفت از خطروسایہ آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرنی اثر میرے مرنے کی جودی اُس ہو کر جاکر خبر شعر سندر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے لیکے دل صورت چھیلنے سے بھلا کیا فائدہ عرش تک جسدن گئی آہ رساں لیجو رند</p>	<p>رنگ محفل ساقیا نوع و گھر ہونے لگا یہ بڑا اندھیرا ہو رہا تھا قمر ہونے لگا گوشت گل فریاد سے بلبل کے گھر ہونے لگا سننے ہی ارشاد فی انار ستر ہونے لگا اب سخن میں میرے سیفی کا اثر ہونے لگا بیمروت اتو جانوں کا ضرر ہونے لگا عالم بالا میں شور و گھر ہونے لگا</p>
--	---

سمک عجب لطف سے اس غزل کو گارہا ہو شب ماہ سنا صحرا کا جانور آشیانوں میں یا تو باطمینان
بیٹھے تھے یا آشیانوں سے سر نکال دے صدائے شکر جھوم رہے ہیں بعض آشیانوں سے نکل آئے
کرد سمک کے چرخ دار رہے ہیں قضاے کار ملک ہمارے اور رنگ نشین تخت اڑاے ہوئے
آتی تھیں قریب کوہ جو پہنچیں کان میں آواز کی آتی وزیر زادی جو پہلو میں بیٹھی تھی کہا اری
کبخت سفتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گارہا ہو دل بھارہا ہو کیجے کے ٹکڑے ہوتے
ہیں آواز میں کیا سوز و گداز ہو وزیر زادی لے کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہو
کیا فوب گاتا ہو اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائے یہ جو خیمہ سناستاد ہو ہی میں کوئی گارہا ہو بلند ہی ستارگر
کیجے تخت کو پہاڑ پر لائیں اور اتریں پہاڑ پر اس محبوب پر چہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیہ ہوا باغ پنا
عرش اعلیٰ پر پہنچا یا ملک ٹیلے لگین اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن و صف شکن شہ
زمانے کا رستم صاحب شوکت و چشم سر برہنہ خود سہ پر رکھا ہوا جام سکوس معلوم ہوتا ہو تو بے لطف
عبرین ہوا سے اڑ رہی ہیں صاف ظاہر ہوتا ہو کہ ناگنیاں قریب چشمہ نور شہ لہرار ہی ہیں عارض
کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ فوی دہن لگو صراحی مے محبت سینہ چوڑا دونوں شیا نے
نشان جرات ہاتھوں سے سخاوت آشکار ہو چہرہ گلزار ہو پیر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص
وہلا تیرا کہ نگاہ میں نہیں سماتا کی کوئی طور سے بجا رہا ہو اور بتاتا بھی جاتا ہو جوان سنے نشین جھیم
رہا ہو دیکھتے ہی ہمارے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھٹھا ٹھٹھا پیدہ پیدائی پر آیا قلب
تھلا باکاہ و گھر باکاہ عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے میں پہنچاؤں

وزیر زادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا
سن رہا ہو چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہو کہ یہی طلسم کشا ہو وزیر زادی نے کہا کہ یا نبی عملدار
ہو آپ کے صحرا میں آخرے میں ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہو دونوں کوہ سے اتریں
قریب پردے کے آ کے دیکھا چند خدشگار پڑے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اٹھایا چہرہ آفتاب عالم تاب
حسن میں لا جواب بکھرتا ادھر دیکھ رہی ہو بے اختیار بیکار اٹھ کر آئیے فرد۔ رواق منظر
چشم من آشیاہ تست + کرم بنا و فردا کہ خانہ خانہ تست + سمک نے بھی لبٹ کے دیکھا
وزیر زادی سے نگاہ ملی بیکار اٹھا کہ اسی صاحب تشریف لائے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجائے دل
خاموش ہو گیا عجب کہ وزیر زادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیر زادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرانی عملداری میں آپ یون بخت اترو پڑے ابھی
بارگاہ اٹھائے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پر سیا کی بیکار ہیں تا بہ صحرا سے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہیں جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کا بٹنے لگیں سمک نے وزیر زادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اسی صاحب بیٹھے ہم مسافر نہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دین چہ
اٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اسی ملکہ عالم نام نامی و اسم گرامی آکا کیا ہو ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہو آخر
آپ کا کیا قصد ہو رستم نے کہا کہ ذکر سننا ہو گا رستم بلیقن علی شاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرا سے گرداب نشان کی فکر میں نکلے ہیں منظور ہو گرداب شعلہ زن کو قتل
کرین یا اپنے ساتھ لین ملکہ یہ سن کر ہنسین کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناقص دل سے
نکال دے صحرائے گرداب نشان الیا مقام نہیں ہو کہ جہاں یون بخت جائیے رستم نے
کہا کہ اتنا قصد کامل ہو وزیر زادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہو
کہ آپ کا گزردا خشک ہو ہماری ملکہ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
تپکے آنے کی اطلاع نہ کر سکی لیکن جہن صحرائے گرداب نشان میں پہنچے گا باد انگیز چارو

اب اسکا چھوٹا دشوار ہو وعدہ کر کے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤ گی ملکہ نے کہا کہ صاحب
 مجھ کو سب طرح مشکل ہو اگر تمہارے لشکر کا حال مان سے باپ سے بیان کروں ابھی آنت
 بر پا ہو اگر نہ کہوں تو انکو ضرور خبر ہو چکی فرمائیں گے قلعے حال آمد لشکر طلسم کشا کیوں جھپٹا یا
 تو انکو کیا جواب دوں بڑے انتشار میں ہوں رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے یاتین عاشق مشفق
 میں محبت کی ہو رہی ہیں ملکہ فراتی ہیں کہ امی شہر یار میرا اب کھڑا بہتر نہیں یہ ذکر تھا کہ لشکر
 میں ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل بھٹ بھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
 پھرتے ہیں گھوڑے تھکان سے چھوٹ گئے یا بال کرتے پھرتے ہیں جس بارگاہ میں رستم پہنچے
 یکایک اسکی طنائیں ٹوٹیں خیمہ لہرایا کرے رستم نے ستون مقام کر خیمے کو روکا ملکہ کاٹنے لگیں
 کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہے آج دو سردار ہوں جو وہ ہمارے مان باپ کے پاس آئی اور کہا
 کہ طلسم کشا تمہارے صحرائیں آتا ہے میں جا کے راہ میں روکوں معلوم ہوتا ہے اسنے آپکا لشکر
 دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے اش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوئی کم ہوئی
 ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہے اب خیمیں رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آ جائے تو بڑی
 مشکل ہو امی شہر یار ایسے زمانے میں صاحبان فرست کوچ نہیں کرتے آپ نے خلاف فعل
 میں کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ ہووے کہ پھر جھونکا ہوا سے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
 گرا لشکر میں صدمہ فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ بھا کا نہیں چھوڑتے ملکہ فراتی ہیں کہ امی شہر یار
 مجھ کو کل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمہارے فطر رہیں گے آئندہ
 جیسا تمہارے مزاج میں آئے اگر نہ آؤ گی چھین زندہ نہ پاؤ گی کہ ایک نخل سے آواز ہتھیناک
 آئی کہ اوگیسو بریدہ اذنگ خانہ دان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہے ابھی جا کر تیرے مان باپ سے
 اطلاع کرتی ہوں میں کیا تیرے لیوانے کو کم ہوں دگھڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
 ہیں دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جا دو یوں بیٹھی ہے کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے
 کہلاتا مذکور کہ رہی ہے ملکہ نے رستم سے کہا کہ وہ صاحب راز ہمارا کہلا چاہتا ہے اگر پہنچ کر
 گئی تو مان باپ سے ضرور حال بیان کر لی وہ آئیں بر پا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
 دستک دی جھونکا ہوا سے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہے زمین چھوڑ کر غبار

اسمٰن تک جائیگا ملازمان رستم کے سرکٹ کر گئے لگے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے چہین
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہو اس بات کا یہاں ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہو کہ طلسم
گرفتار ہو کر یاس مادر مہربان کے ہوئے یہ بشر دلیہ ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دین میں نے
اپنی جان بچائی ہو امر در فرما میں طلسم کشا کہ گرفتار کر لوں گی باد انگیز نے جواب دیا کہ میں نے
سب قبری باتیں سنیں غصہ دراز سے ہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے لی
وزیر زادی صاحب خجگو گھیر کر لائیں وہ بھی اکھی ہو عیار طلسم کشا پر مائل ہو اب کوئی عیار طرار
ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین بندھ کر پھری اور وزیر زادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لہجہ انگلی بہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہو اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ خیمے اڑتے پھرتے ہیں ہزار ہا بندہ گان خدا کے سرکٹ کر گئے ملکہ نے بجا کر
آواز دی کہ او باد انگیز اس قدر بعثت پر مکر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہیں ہوا کم ہو جاتی ہو
جب باد انگیز دستک دیتی ہو تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ زمین پھٹا جاتی ہو کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا بلکہ جو زیادہ ہوا حملال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صد ہا سرکٹے پڑے ہیں آندھی زور سے چل رہی ہو ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہیں
حملال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہو جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ابک نازنین بصورت زہرا و لطافت جہاں آرا یاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے
رو و قدرج ہو رہی ہو وہ نازنین بھی کمی نہیں کرتی یہ مسکے حملال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا
کہ ملکہ ہوا باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہیں یا د انگیز نے دوپٹہ اپنا بھاڑ کے طرف
اسمٰن کے پھینکا ایک لگے ابر سیاہ پیدا ہوا بھار کر آواز دی کہ اے ابر پردہ پوش تو اگر اس
گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپایا اس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اس کے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے پھر لکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقیں گرنے لگیں ملکہ برقوں کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں حملال
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا ہیچا نا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہو مگر باد انگیز دم نہیں
لیئے دیتی دم بدم خاتمے کے سحر کرتی ہو ملکہ اپنے کو مشکل بچاتی ہیں حملال نے دیکھا کہ ملکہ

ہمارے اور نگ نشین عاجز ہو رہی ہیں دل میں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کار و سحر نکالی خون اینا کاٹ کر اٹھ گلی سے اسپر بلا ملکہ پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آگے بڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گزری منٹھ کے بھل باد انگیز گری لاشہ اسکا جلنے لگا ملکہ ہمارے اور نگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ او حملال کیا کار نمایان کیا حملال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بوڑھ لڑکے کا قریب لاش باد انگیز ٹھٹھا لاشے کو اٹھا کر لے گیا ہمارے اور نگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اس گرد کو روکوں مگر وہ بوڑھ نہ رکھا حملال کے بھی چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں کہا کہ او ملکہ عالم لاش اسکی تمھاری مان کے پاس جا نیگی آپ اپنے کو قبل ہو بچا ہے اور موانج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھے اگر معلوم ہو کہ لوح کہاں ہو تو اسکی جستجو میں مصروف ہوں بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اپنا تاثیر نہیں کرتا ورنہ یہ جادو گر کیا ہوں بھل ہوں آفتین بر باکرین باد انگیز بلا سے روزگار تھی آپ سے سحر میں مصروف تھی میں نے غفلت میں کار و مار دی اسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پھر دو پہر مجھ سے لڑتی شاید میں غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحرا سے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہیں ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگیں کہا کہ او حملال اب میں جاتی ہوں جا کر حال لوح دریافت کروں اس فکرت میں آتی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں خود گرفتار کئے گیسو ہوئی اب یہی فکر ہو کہ جس طرح بنے حال لوح دریافت کروں کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھیں اس طلسم میں بڑے عجائب و غرائب ہیں در بندوں سے گزرنا دشوار ہو گا ایک ایک ساحر اسکو فطرت و لقمان حکمت ہی بہ وقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اسکا جواب دیگی ورنہ ان مکر و سب سے بچنا نہایت دشوار ہو ایک ایک ساحر مکار و غدار ہو ملکہ ہمارے اور نگ نشین باتیں کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگیں تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا کہ او شہر یار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہو۔

ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا
راز جہر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

اک جہان دیوانہ اس زلف دوتا کا ہو گیا
اسپر کو کھویا مگر جو یا حسد اکا ہو گیا

<p>خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں ہر کو بھی آخر حضور قلب ہو دیکھا کبھی مرتے ہیں بیمار الفت متصل اب یاسج اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جہنم دوچار دور کے غم سے اسے جنت میں خوش آئے نہیں یار میں اس رست قاست کی جو کی فریاد نہ</p>	<p>سکھیا کا عالم اس حبت شفا کا ہو گیا عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا میں نے جانا سامن اتر قضا کا ہو گیا او پر ہی روکشہ جو تیری ادا کا ہو گیا وہ قد بالا الفت آحسن رندا کا ہو گیا</p>
<p>یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھرتے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے جلیں بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا موج سمندر نشین شو ہر گرداب اگر ہو نچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمہیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی موج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اترنا ہو مجاہد خون ہو لیسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ اپنی بڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی ہرے گشت جاتی ہیں ایسا نہ کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بخیر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرا یا آخر دل کو تاب نہ آئی تھواری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیر پاک غبار میں لپٹا ہوا بیرون لئے لاکے ہو نچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو کہ گرداب نے کہا کہ لو عا جہود دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہو یہ کہہ کے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیر کی اٹھا لیا لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راغ کو محقق کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہ کہ سب کو خبر ہو پنچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نفرتی پیدا ہوا موج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر بیٹھا ملکہ ہمارے اور ناگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمارے</p>	<p>یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھرتے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے جلیں بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا موج سمندر نشین شو ہر گرداب اگر ہو نچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمہیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی موج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اترنا ہو مجاہد خون ہو لیسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ اپنی بڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی ہرے گشت جاتی ہیں ایسا نہ کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بخیر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرا یا آخر دل کو تاب نہ آئی تھواری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشہ باد انگیر پاک غبار میں لپٹا ہوا بیرون لئے لاکے ہو نچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو کہ گرداب نے کہا کہ لو عا جہود دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہو یہ کہہ کے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیر کی اٹھا لیا لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راغ کو محقق کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہ کہ سب کو خبر ہو پنچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نفرتی پیدا ہوا موج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر بیٹھا ملکہ ہمارے اور ناگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمارے</p>

مان باب کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ رو سے ہما اڑا ہوا ہے ہونٹھون چٹکی سٹکن
 میں تری و اس میں ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیوں نور نظر لشکر طلسم کشا کہا تھا ہے بجا ہماری
 سرحد میں آگئے یا سرحد سے باہر ہیں ہمارے کہا کہ ایسا درمہربان میں اس طرف نہیں گئی مجھے
 نہیں معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ایسا باب میں آپ کے مکان
 آنے کو تھی لیکن آپ یہیں لگے مین گل سے بہت بقرار ہوں صحرا سے گرداب نشان کا تہ
 طلسم کشا کو ملا ہے اور ساحران واقف کار انگو اس طرف لائے حتیٰ کہ حلال سرکش ساتھ ہو
 کیسا راز دار طلسم ہو کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ایسا نور نظر ہم سے کیا تم حال لوح
 دریافت کرنے آئی ہو مجھے آج تک زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کس مقام پر ہے بنیان طلسم
 نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہے اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور ادھر کا قصہ کیا تو
 ہم سے اصلاح کا طالب ہو گا ملکہ نے کہا کہ ایسا باب آخر فرمائیے تو کہ لوح طلسمی کہاں ہے موج
 نے کہا کہ میں لوح کا حال کیونکر کہوں آج تک میں نے زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کہاں ہے
 ایسے مقام پر ہے کہ ہونا نہ ہونا دو وزن برابر ہے اگر طلسم کشا کے ساتھ تو قدرت پر دی کرین تو
 بھی لوح نہ ملے اس ساحرہ کے قیضے میں لوح ہو کہ وہاں تک جانا دشوار ہے وہ ساحرہ دلوں
 کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش میں رہیگا اسی جنگل میں سر ملکر ایسا گاجب ہماری طرف سے مدد
 پہونچگی تب طلسم کشا کے ہوش و دواس درست ہونگے اس بات کو میں زبان سے نہیں کہہ سکتا
 مگر کیوں بتاتا ہوں حال لوح کا کیوں پوچھا اسکا باعث مفصل بناؤ ورنہ ہم تم سے بہت بری طرح
 پیش آئیں گے ہمارے کہا کہ بابا جان میں آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہوں اتنا
 ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہے کوئی وہاں جاتا نہیں سکتا موج نے کہا کہ ایسا نور نظر خاموش
 رہو دیوار و درہم گوش دار طلسم کشا قریب موجود ہے ملکہ روئے لگین جو شرف فراق میں رہتم
 کے بقرار میں خیال میں آیا کہ اگر بدو در یافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے بخیر
 ہونگے فرمائیں گے ملکہ نے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہے کہ باب
 کچھ نہیں بتاتے گلے میں باپ کے ہاتھ ڈال دیے کہا ایسا باب ضرور فرمائیے کہ لوح کسے پاس ہے
 موج نے کہا کہ ایسا نور نظر میں مقدمہ لوح میں کچھ نہ کہو نگا مجھ پر حکم ہفت پیکر ہے کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہو اگر میں کہوں اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائیں کہ تجھے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوئے راہبر ہو کر راہزن ہوئے میں تمہاری صورت دیکھ کر نہایت پریشان ہوتا ہوں کیوں اسی نور نظر تجھے طلسم کشا کو تو نہیں دیکھا ملکہ ہمایونگر ہتھراگین کہا اسی باپ میں طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہیں آپکو خیال حال ہی مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب گرد اب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتیں بناتے ہو شہلا سے اسرار دان کو بلاؤ ابھی سب حال کھل جائیگا مواج نے آواز دی اسی شہلا جلد آ کر حاضر ہوا ایک پتلی سنہری اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اس پتلی نے منہ پر ہما کے ہاتھ بھیرا اور غرق زمین ہو گئی ہما کا چہرہ متھا گیا ہتھ پر کا بنین اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ اسی باب شب کو جو میں برائے سیر صبح اگلی طلسم کشا کو دیکھا عیار کا گار ہاتھ واہ گانا مجھ کو ایسا پسند آیا کہ میں پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو کشتہ طلسم کشا میں آفت برپا ہوئی میں نے نکل کر دیکھا کہ باد انگیز سحر کر رہی ہو میں نے اُسکو لٹکا را وہ لڑنے لگی آخر شہلا نے پشت سے آکر کار دھرماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا میں طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہوں کہ حال لوح طلسم دریافت کر دو لگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہوں مواج نے کہا کہ دی نور نظر زبان منہ سے نکالو سوزن زبان میں دو ہمارا یہی حکم ہو ملکہ نے اپنی زبان میں آپ سوزن دی گرد اب مواج نے اران سیاہ جسم میں لپٹائے کہا لیجا کر قید کر و سر ہنگ جا دو دایہ ملکہ ہما ہی اس سے کہا کہ اسکو لیجا کر قلعہ پر قید کر دو کہ وہ ہی پتلی بھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منہ پر ہما کے ہاتھ بھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ اسی باپ مجھے کیوں قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہ کے سر ہنگ جا دو کو حکم دیا اسکو لیجا کر برج قلعہ میں قید کر و خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شو کا پتہ لیجاتا ہی طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ و زہرہ ہفت جوش و تیغ ہفت جوہر ان ہی نادنیان حسین کی تلاش سے پایا مگر یہ میرا ہے گرد اب نشان ہی بہان کی اشیا کا چہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی غنایت ہو لاشہ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرد اب نے غیب آگاہ کیا پتلی جو روح سامری ہو اُسے اگر حال ظاہر کر یا خود قبول دیا کیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سربنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ میں قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مشال بھیجی روایا کرتی ہیں
آٹھ پہرام کستم دیان بر بقرار مضطر رہتی ہیں یہاں کستم نے دو دن انتظار کیا تمیسرے دن
گھبرا کر سمک سے فرمایا کہ اسی یار وفادار کئی دن ہوئے ملکہ بھاسے اور رنگ نشین نہیں آئیں
ذرا خبر لے لو اگر وہاں تک پہنچنا تو کہنا کہ اسی یار وفادار راہی میںس غمگسار بھاری یاد میں مل
بقرار ہو اور عجب کیفیت ہو۔ نظم

پھر تو میں اور کیت دست بیا بان ہوتا
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیران ہوتا
چلتے تھے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
آکے ہستی میں کوئی طفل نہ گریبان ہوتا
آدمی تو اگر اسی سرور گلستان ہوتا
سربہ کیوں تجھ جلا کا احسان ہوتا

سدرہ موسم گل میں جو نہ زندان ہوتا
نوب تھا وصف رخ و کیسو جانان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
چھینتے موسم گل میں جو نہ پوشاک سری
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم میں راحت
قد کشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے دین
آپ اگر اپنا کلا کاٹ کے مر جاتے زند

سمک نے جو کستم کو بہت بقرار پایا کہا حضور نہ گھبرا میں غلام جا کر خبر لاتا ہو اگر آجکا اقبال
یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کر کے آؤں اور کیا عجب ہو کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے کستم
نے کہا کہ ہاں برابر اسکی فکر واجب لازم ہو معلوم ہوتا ہو کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و
بقرار گئی تھیں رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہیں دل اُلجھا ہو شاید مان باپ پر حال
مُنکا کھل گیا میں بھی یہاں سے پہنچوں دامن قلعہ گرداب میں تلواریں ملے سمک اسی وقت نظر
قلعہ کے روانہ ہوا راہ کو طوکر کے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر ہیونچا ساحرون نے
بوجھا بھائی کہاں گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہو کہ شکر طلسم کشا ہماری حد
میں آگیا اور مالک کچھ فکر نہیں کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ قریب قلعہ آوے آج شکر طلسم کشا
گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا حلال کشا ایسا ساحر ساتھ ہو وہ دبدم ہی کہتا ہو کہ گرداب نے کوئی
انتظام نہیں کیا چڑھ چلے ایک نے مہین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کریں بیٹی کو قید کیا سربنگ
جادو نگہبان ہو فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پرہیز ابھی ایک کنیز اگر چراغ جلا گئی مگر فوجوان ہر ہنسے دیتی ہر سوسے کا پانچا کر کاڑ
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوئے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر ملیٹ کے آئی تھی کو انگلی سے
اٹکایا اور انگلی کو پانچا سے مین پوچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوئے پھر قورے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھائے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین بہت اون
یہ اسکی آشنا ہو چھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہر اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہر چھوڑ دے ورنہ غل مجاؤنگی سمک نے جاب مار کر اسے بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر ہی مین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوڑ یا
بنار ہی ہو کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہیں محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہیں دے سکتے چھو کر ی کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ مین شکاکر
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگیں چاہتی تھیں کہ لوح کا حال دریافت کر کے جا کر
طلمسم کشا سے کہدین اگر طلمسم کشا کو لوح لجاوے تو کوئی ساکن طلمسم ہفت سیکر نہ بے نہیں
معلوم سامری و جھشید کو کیا منظور ہو کنیز یہ باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوڑی اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منہ مین دی محلدار گلوڑی کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے محلدار کے کپڑے اتارے وہ ہی لباس پہن کر اسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و مال
مین بیٹھ ہوئے چلا راہ مین جسے دیکھا اُسے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سمک
نے خاصدان دیکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سر ہنگ جادو مع جالیس کنیزون
کے بیٹھی ہر سر ہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائیں ملکہ کے مقدمے مین کچھ انکی مان
سے نہیں کہا محلدار نے فریب سر ہنگ کے کہ خاصدان فور کھدیا منٹھ پٹینے لگی کہابی سر ہنگ
رونے کی جگہ ہو کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار ہی اُسے دریافت
کر لیا دیکھے ملکہ کے قتل کا کہیں حکم ہو ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلمسم کشا کے لیے فکر کی سہا ہو کہ قدرت کو نامہ لکھا ہو دیکھے وہاں سے کیا جواب آئے نہیں معلوم
وہ کیا جواب لکھیں سر ہنگ نے خاصدان اٹھالیا گلوڑی کھائی کہابی محلدار مین شام سے در
تبا کو کے بقرار تھی تھنے اسوقت زندہ کر لیا سب کنیزین مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحب ایک

گھوڑی ہلکو دو یہاں سے بدلی ہو تو اپنی صحیحی میں جائیں تب یاں نعیب ہو ایک ایک گھوڑی
 سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہیں کسب کے پہلے سر ہنگ اپنے مقام سے اٹھی کر کے
 بیہوش ہوئی کیزین لینا لینا کہکرا ٹھہیں سب گر کر بیہوش ہوئیں سماک قریب ملکہ کے آیا کیا غلام
 کو آپ نے بیجا تا میں ہوں سماک بن عمر لکھنے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو میں
 بات کروں سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماراں سیاہ کو مارا سماک نے
 چاہا کہ سر ہنگ کا سر کاٹوں ملکہ نے ہاتھ مقام لیا کہا کیا ضرور ہو میں نکل جاؤں انکو پٹا رہتے
 یہ کھلے ملکہ نے سماک کی کمر میں پنجہ دیا لے اڑیں رستم اسی جسمے میں بیٹھے ہیں یا دین ملکہ کی
 رو رہے ہیں خادم جو سمجھاتے ہیں کہ حضور سماک گیا ہی ملکہ کو لیکر آتا ہو گا رستم فرماتے ہیں
 کہ یارو نہیں معلوم اسپر کیا گزری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہی یہاں دل کی یہ کیفیت جو عجیب
 صورت ہی نظم

سینہ و سر کبھی پٹا کبھی زانو اپنا
 تجھ پہ قابو نہیں دل پر تو ہی قابو اپنا
 اہل ایمان تجھے اپنا کہیں ہند اپنا
 جو چلا رہے دے باو سحر ہی تو اپنا
 کیا فون بھول گئی نرگس جاو اپنا
 گور بھی مجھ سے متی کرتی ہے پہلو اپنا
 فون دل آج پیارے کئی چٹکواپنا
 پاؤں میدان سے رگے جو سر مو اپنا
 رات سے رنگ بدلتے لگے آنسو اپنا
 جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا
 منہ گریبان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا
 حشر کے روز کفن ہو چکا ہے شبو اپنا
 باغ میں اُٹھنے جو کھولا کبھی کیسو اپنا

شغلہ کھایا شب بھر میں سرو اپنا
 پھینک دو نگاہیں اسے چہرے پہلو اپنا
 نہیں معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہو
 بوسے گل سے تجھے دھوکا نہ دے سگی بوکا
 کیا ہوا اوبت کا فردہ تری چشم کا سحر
 جان جان جب سے ہو تجھے طر خالی آنکھوں
 یاد کر کے لب بانخوردہ کی تیرے سرخی
 ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کو بے کاٹین
 مشرک شب سے ہوا خون جگر اشکوں میں
 ٹوٹا کہتا ہوں شب بھر میں انگاروں پر
 اک دامانی کا دعویٰ نگہ سے اس رو سے
 داغ کھا کھا کے مرے عشق میں گرو دیوں
 بیچ وشم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا

بشت یا مارین زکیوں بہت گردون پر تہ

مثل نہیں فضل خدا سے ابھی باز دہشت

رستم بقرار ہو رہے ہیں خادم سمجھاتے ہیں کہ اسی شہر بار سہک وہ عیار ہو کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ
رکنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان پر برق
جھکی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین سہک کیسے مین دہاتے ہوئے بعد تعجیل آتی ہیں رستم
بے اختیار بکاڑا اٹھے فرد۔ اسی آمدت باعث آبادی ماہ ذکر تو بد مزہ شاوی ماہ ملکہ ہمارا
زمین پر آئیں سہک کیسے مین دہاتے ہوئے بعد تعجیل آتی ہیں رستم
اڑ رہی ہیں رنگ و دستگیر متردد و متغیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہیں رستم نے ہاتھ
میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے ملکہ عالم آئیے کیا ساتھ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال لوح نہیں بتاتا سہک
بڑی تدبیر سے ہو نچا رستم تو یہاں ملکہ کو لیکر صحبت میں بیٹھے سہک بٹھکر گانے لگا رہا
گر وہ اب جادو سوکر اٹھی سر ہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز آئی گھر کے اٹھی لڑکھڑائی
ہوئی نشے سے برج میں آئی اگر دیکھا کہ سر ہنگ اوندھی بڑی ہی کھٹ مٹھ سے جاری اور سب
کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گرداب نے ایک دو ہتھڑ سر ہنگ کو مارا اور کہا کہ اے سر ہنگ
اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گزری کون اسے لے گیا سر ہنگ نے کہا کہ یہاں فقط
میں محملہ آئی تھیں انھوں نے گلواری کھلائی جب ہی میں بیہوش ہوئی کہا محملہ ارکوٹھوٹھو
کنیزوں نے کہا کہ بی محملہ ار بیہوش پڑی ہیں محملہ ار کو اٹھایا محملہ ار نے سب جو ایمان کر کے کہا
کہ مجھ کو ایک کنیز نے آکر گلواری کھلائی اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈھونڈھی میں بیہوش پڑی ہی
اتھو گرداب بہت جھلائی کہ یہ تو کسی عیار کا کام ہو مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دو نگلی عاشق و معشوق کو مٹا دو نگلی بہ کہہ گرداب خود جلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صد ہا نخل آکھڑ کر گئے بونڈے گردے اٹھ رہے ہیں جدھر سے نکلی وہاں
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہیں
سہک فتنات کی آواز پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہے کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکا لیا ملکہ نے
سہک کو کھول کر اس بلے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ اسی شہر بارہ ٹیٹھے رستم تیغہ ہفت جو ہر کھنچ کر اٹھے تیغہ ہفت جو ہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او طلب کشا اس بھر سے پر آیا ہو یہ کہہ کہہ ملک کی کمر میں بیچہ دیا ملک تڑپ کر پکاری کہ
اسی شہر بارہ کثیر رخصت ہوتی ہو یہ ظالم مجھ کو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گا ہے گا ہے مزار غریبان
پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھ کر فاتحہ خیر پڑھیں گے یقین ہو کہ روح کو رحمت ہو
پر واز بنکر روح نکلے گرد شمع جال نثار ہو لیکن افسوس ہو بقول شاعر حسرت دیکھ کر پردہ دنیا
سے چلے فرد۔ ہو جہازہ اس لیے بھاری مرا حسرتیں دل میں لیے جلتے ہیں ہم رستم نے
دیکھا چند ساعت میں گرداب ملک کو لیے ہو سے لظرون سے غائب ہوئی رستم بے قرار ہو کر
کہا کہ اسی ہنر سمک اب کیا تدبیر ہو ملک کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قلب الگ کیا
ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا۔ لطم

منتشر میرے جو اس ختمہ مشکل میں نہیں
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
جب ملک قاصر زبان شمع فضا گل میں نہیں
نیچان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
سورہ اخلاص قاتل کی حامل میں نہیں
کیونکہ اویس تیرے دل میں ہو کرے دل میں نہیں
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں
ایک بلبل جنوا میرا غنا دل میں نہیں

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل میں نہیں
میں بیان کرتا ہوں گاتیرے اوصاف جال
مارتا ہو جسکو کرتا ہو کام اسکا تمام
اسکو گردن میں پہنکر کب گلے میرے ملا
مرد مومن ہوں مرا ظاہر سے باطن صاف ہو
طو نہیں ہوتی کسی سے گفتگو سے حسن عشق
کیلے آگے زندہ تنہا نغمہ سپرانی کر دین

رستم نے بے قرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو حملال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوئے ہیں
اسوقت آکر پوچھا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں حملال نے آکر کاہ تمام لی کہا کہ اسی شہر بارہ تامل فرما
میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملک کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائیں رستم نے کہا کہ اسی حملال
بالکل ناممکن ہو بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملک کے کلمات حسرت سے دل پر
چھریان چل گئیں میں اپنے کو پوچھا تو گا قلعہ گرداب پر جا کر تیغہ ہفت جو ہر خنجر گرداب سے
جو تیغہ ہفت جو ہر کو دیکھا تھا گئی اس طرح ملک کی لے آؤی کہ جس طرح عقاب تہمتک کو

یجا آتا ہو ملکہ کا ترپنا پھر کنا یہ کیلے رستم نے گھوڑا اٹھا یا مرکب باد فکار طراسے بھڑا ہوا چلا
اہل شکر نے جو سنا بارہ ہزار جو ان ساحر وغیرہ ساحر فوراً تیار ہو کر عقب میں رستم کے چلے یہاں
گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزار ہا ساحر غلغلہ کر رہے ہیں ہر طرف ہی
ہنگامہ ہو کہ گرداب ملکہ کو محبت طلسم کشا سے لے آئیں یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ
صحرا سے گرد آڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جو ان سمک بھی رکاب پر اچھ
دیکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر غزہ کیا۔ لغزہ رستم پلین

ارشاد اولاد امیر عرب	کیست علشاہ جو رستم لقب دیگر	علشاہ رومی شہر فیل زور
کہ بر تخت مردوق انگندہ شور	یل نامور رستم دی ہنر	منم نور عین شہر دوبر

بارہ ہزار جو ان نیزے اٹھا اٹھا کر آچڑے رستم چاہتے ہیں میں لڑ پھر کر قلعے میں گھس جاؤں گرداب
نے جو اشارہ کیا ہزار ہا ساحر ان زیر دست گولے خرچ دنا خرچ مارے ہوئے قلعے سے باہر نکالے سطح
سحر کر رہے ہیں کہ جنگل میں آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلوارین گر رہی ہیں دھڑلے
سے پتے جو کرتے ہیں تاخیر خنجر کی پیدا کرنے ہیں چہرہ پہ گراسر اسکا اڑ گیا رستم نے بھی تینہ ہفت پیکر
سے ہزاروں کو قتل کیا لاشے پڑے ہوئے زمین پر پھڑک رہے ہیں دریاے فون جاری کہ صحرا
سے گرد آڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہو ملکہ ہمارے اور ننگ نشین کا
منگیت یہ خبر پا کر سات ہزار ساحر ان سے چڑھ آیا اسکو خبر ہو چکی کہ رستم نے میری منسوب پر قبضہ کیا
اب یہاں رستم کو لڑتے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی میں مصروف ہوا اب رستم پر بلوم گرداب
نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جا کر مصروف جنگ ہوئی سر ہنگ جادو بھی جھلا کر بیچ سے
کو دی گرداب سے یہ کہہ کر کہ میں جا کر رستم کو کپڑے لیتی ہوں ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر
فوجوں کا بلوہ ہو اور میں بے سوزن بیٹھی ہوں گرداب تو اس انتظام میں ہو کہ فوجیں برابر
بھیج رہی ہو دس ہزار جو ان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ ترپ کر بیچ سے نکلیں اور لشکر پر سحر
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینوں کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملوں میں فوج
کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہو رستم پر آگ بر سادی تلوارین برساتا ہے مگر
رستم پر کوئی سحر تاخیر نہیں کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہیں ملکہ ہمارے اور ننگ نشین گائی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جبکہ دیکھا کہ رستم پر بلوہ
 کر کے جاتا ہے اُس پر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برقی چمکائی دو دو سو اڑت کٹ
 کر گرے ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو براگنہ کیا
 ہے سر ہنگ دایہ آستے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری
 اور پیچہ کمر میں دیکھ ملکہ کو لے اٹھی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہے
 دوڑا کہ چلے ملکہ کو بچاؤں یہاں سر ہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلو سے کوہ میں اتری ایک تختہ
 سنگ پر زبان میں سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہے کہ او کیسے بریہ
 تو نے ان باپ کی بربادی کرائی جا کر طلمس کشا سے ملی تجھ کو کچھ فوٹ نہ آیا اب میں تجھ کو
 قتل کرونگی مگر بحسرت ویس چہرے کو سر ہنگ کے دیکھ رہی ہیں دل کو طرف پروردگار
 کے متوجہ کیا ہے پکار رہی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار مجھ کو اس ظالم کے
 ہاتھ سے بچالے ٹلمس

<p>نکار بستہ کشاید خدا ز ہر سواب خداست مالک اطلاق و واقف اہل کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا خدا ز خاک برآورد و ہر انسان کہے کہ سائل در گاہ ایزدی باشد چرا بنفش و نگار جهان شود مغرور ز رفت آنکہ بدینا گزشت نام نگو و جسم نازک انسان بر نہ جان حرمین رود و سماک ز آلایش زمان پاک رود و بسا حل و بسا مشکل است آخر برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی ہلک ہلک کرد عائن مانگ رہی ہو جی سے کہتی ہو کہ کیوں معبود ایسا بھی وقت ہو گا کہ پھر</p>	<p>کہ بہت خالق اکبر سبب الاسباب خداست کاشف استار و فلاح الابرار میان بنکرہ و دیر و مسجد و محراب خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب بیاب حضرت حق آورد و رخ از ہر باب کہ بہت بہت ہستی انسان جو نقش بر رخ آیت ہزد آنکہ ادو باقی است نیک خطاب کشند زین گل رعنا دم و آخر کلاب بہت ہر کہ نہاست ز دل چشم پر آب فتنہ چو کشنی عمر عزیز در گرداب ستادہ ایم برائے دوروز یا رکاب</p>
--	--

رستم کے حال کی زیارت کر دیں نہیں معلوم ساحران مکار و غدار ان کے ساتھ کیونکر پیش آئیں
 نہیں معلوم کیا کیا کر پیش کریں گے خدا انکو ان مکاروں سے بچائے اور یہ روز سیاہ نکونہ دکھائے
 سر ہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کر دیں کہ سامنے سے سر ہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
 ہو بھارتی ہوئی کہ اسی سر ہنگ قتل نہ کیا اسکا سنگیتر آیا ہوا ہو میں اسی کے ولے کر دیں
 سر ہنگ نے جو مالک کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئی یا تو نیچہ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
 کہا کہ اے ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزار ہا ساحر مر اسامنے قلعہ
 گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ فرمائیے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
 ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
 فوج لیکر آگیا اسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ اے سر ہنگ یہ سب سچ ہو
 مگر ہمارا دل نہیں اتنا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کر لی وہ بڑا ساحر ہو رہی
 کر لگا اس کجخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اتار دیگا ملکہ نے جو ان کو پتے
 ہوئے دیکھا شرار کے سر جھکا لیا گرداب قریب سر ہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ اے
 دایہ چکو وہ دن طرح مشکل ہو اگر یہ زندہ رہے تو بڑا قتل پر ہاتھ نہیں اٹھتا ہر چند
 چاہتی ہوں کہ قتل کر دیں دل کا نب رہا ہو کجخت کہ تو پہنچے پیٹ میں رکھا درد اٹھائے
 اس مصیبت سے اُسکو بد ورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کجخت ہمارے قتل پر کمر باندھ چکی
 ہو سر ہنگ دیکھو ابر سیاہ اٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
 جان دینے کا ارادہ کر لگا سر ہنگ جادو اور دیکھنے کو ملیٹی گرداب نقلی نے حلقے کند کے
 گلے میں سر ہنگ کے ڈال دیے اور لغو کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہلے خچر مارا شکم جاک قصہ پاک
 ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبراہے ہو گئے اب اپنے کو جلد
 پہنچائیے ملکہ نے سمک کی بلا میں لین اور کہا کہ اے حمزہ والا گھر کیا بات ہو عیاری ہے کہ
 کرات ہو کیا وقت پر پہنچے ملکہ تڑپ کر بلند ہو میں سمک ایک جانب جلا ہوا رستم
 لڑائی میں مصروف ہیں دسم بلوہ فوج کا ہوتا ہو اس بلوہ سے میں شیرانہ و سنگانہ درست
 مصروف جنگ ہیں کافر ہی چاہتے ہیں کہ اگر تیرہ ہفت جو ہر اس جوان کے ہاتھ سے کھلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور ذرہ ہفت پوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر سیاح
 گرفتار کر لے ان تھے جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا مقدار جادو سحر کرنے کے عاجز ہو گیا
 مگر رستم پر تاثیر ہوئی پس اس نے زبان اپنی کاٹ کر فن ایک گوشے پر علاوہ گولہ طرف صحر کے
 پھینکا دیکھا کہ ایک رنگی صورت تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے
 پہنچا مقدار سحر کر رہا ہو وہ رنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہنچا کہا کہ کیوں رستم
 ان تھے جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرات کا دعویٰ ہو تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کر کے
 مجھ سے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑا
 سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری ذرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم فردند
 صاحب قمر ان میں ہر شرط پر موجود ہیں رنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
 سہک پلائی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے ذرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
 جدا کی تیغ ہفت گوشہ کو سپر پر رکھ دیا اور رنگی سے لڑنے لگے لیکن اس قدر بڑا ہو کہ سہک
 کو جانا مشکل پڑا رستم فوج میں مصروف ہیں کس زور و شور سے رنگی سے لڑ رہے ہیں
 منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اس نے دیکھا کہ عطا شاہ رنگی کو ریل کر لے دوڑے رنگی ہر چند
 چاہتا ہو کہ رگون رگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہو کہ زمین پر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
 منقار سحر کرتا ہوا پہنچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب ذرہ آیا ذرہ و تلوار کلاہ اٹھالی رستم نے
 بندہ قدم رنگی کو ریل کر لیا کہ مارا کہ دو ٹوٹ گھٹنے رنگی کے آستانہ زمین ہوئے رستم نے
 کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چیخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان رنگی کے چور چور ہو گئے پلاٹ کے
 دیکھا کہ کلاہ ذرہ و تیغ منقار نے اٹھالیا رستم لغزہ کے جھپٹے کہ اوجیہاہ تو نے کیا کیا خیر
 ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہنچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
 رستم کو اٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملا زمان رستم سب زمین پر گرے لگے ہمارے جو دور
 سے یہ معرکہ دیکھا ہے پروا نہ پیدا کر کے چلین کہ منقار کو ماروں جب قریب پہنچا منقار نے
 ایک دستک دی کہ ایک تراغ پیدا ہوا اکاون کاؤن کرتا ہوا قریب لگے پہنچا
 عکس اپنا لگے ہمارے اور رنگ نشین پڑا لا لگے چیخ کھا کر گرن منقار نے چاہا کہ لگے پر قبضہ کر لے

گر داب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ اسی فرزند تم ہاتھ د لگانا کینزون سے کہہ کر لکھ رہا ہے
اور نگ نشین کو اٹھوا لیا زبان میں سوزن دی منقار سے کہا کہ اسی نور نظر سامنے باغ ہو
آج کی شب اس میں اترو کل نیٹ لون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھ کر بھونڈی تمھاری
بھر جائیگی منقار بہت خوب کہ کے رستم کو لیے ہوئے چلا لکھ گر داب جادو نے کہہ دیا کہ اسی
فرزند ہو شیار رہنا عیار اس جوان کا بلا سے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ میں گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ اسی مادر حریان میں نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبہ کیا تھا میں ضرور ہو شیار رہوں گا کیا کسی کی مجال ہو کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا میرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان میں قید کیا تحفہ جات
لیے ہوئے بارہ دری میں آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آ کے بارہ دری میں بیٹھا سماک بن عمرو نے
جو یہ معرکہ دیکھا قلب اٹھ گیا سقراط ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک ماٹن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ بھر رہے ہیں مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہیں آتا جو اُدھر سے نکلتا ہو اسے پکارتا ہو کہ بھیا میں کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہیں کھولتا جواب بھی نہیں دیتا ایک عرصے
تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کسں رومال ہاتھ میں دھوئی باندھے
ہوئے چاندی کے کڑے پہنے ہوئے درختوں کو دیکھتا ہوا آتا ہو سماک نے پکار کر آواز نہ
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کسں ساری باندھے ہوئے پھولوں کا زیور پہنے ہوئے ہنس ہنس کے پکار رہی ہو
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھ کر بے قرار ہو گیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہاں گئی تھیں کہا ارے میں ایک گاہک
کے یہاں گئی تھی میں نہ جانتی تھی کہ یہاں بند و بست ہو گا نہ آنے پاؤں گی جب باہر گئی
شوالے میں پوچھا کرتے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اب جاؤں گی

باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہے کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے میں گنجی جا کر لاؤں تو قفل کھولوں نہ کو بلاؤں یہ کہے باغبان بچہ کھا گا گنجی قفل کا لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ مقام لیا کہا پہلے میرے مکان میں چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک بلد اقی نہیں کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپر یا کے آیا آپ چھپر یا میں گھس گیا منت کر کے بلائے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آئیں وہاں آؤنگی تو تو میرا کیا کر گیا سمک بلد اقی نے چھپر یا میں آئے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے میں بیٹھنے لگا سمک بلد اقی نے حباب مار کے اُسے بہوش کیا باغبان بچے کی شکل بن کر چھپر یا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں خادموں نے کہا کہ بارہ دری میں بیٹھے ہیں پوچھا کہ قیدی کہاں ہے خادموں نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری میں جو چھوٹا مکان ہو اُس میں قید کیا ہے سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری میں بیٹھا ہوا ہفت گل و بلبل کر رہا ہے منقل آتش روشن سحر تار کر رہا ہے باغ کی جانب دیکھ رہا ہے باغبان بچے کو جو آتے ہوئے دیکھا بکا کر آواز دی کہ ارے کس تردد میں ہو کیوں اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین بہت بکا رہی تھی کہ مجھے باغ میں آنے دو میں اُس حسین پری پیکر کو دیکھ کر ایسا گھبرا یا کہ طائر ہوش اُٹھ گئے اُس وقت سے گھبرا یا گھبرا یا پھرتا ہوں آخر کو دل میں خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں دروازہ کھول دوں اُس کو آنے دوں یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتوں میں لگا کر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغ پہلو میں بیٹھ کر کھا دی سمک نے کہا کہ کیوں حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہو اور دو تلواریں آپ کیوں لگائے ہیں اور یہ تیسری تلوار کیوں قریب رکھی ہو زرہ کو پہن لیجئے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہیں کہ جسکے گھمنڈ پرستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزار ہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جاگر خوار جادو و منظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہا ہوں کہ صبح
کو آگ برساؤ گا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آویں گے اپنا اپنا پیرنگ دکھائیں گے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ نقطہ اشارے کی دیر ہو سکے گا نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر آؤں گے گرفتار کروں یہ کہہ کر منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سکے نے تینوں چیزیں لے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زردہ و تیفہ اٹھانے سے
سکے کے نہ اٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ ای شہر یار یہ کلاہ تو غلام لا یا مگر
زردہ و تیفہ مجھے نہیں اٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سکے نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماراں سیاہ جو دھن کھولے ہوئے رہا تین منٹے سے نکال رہے تھے ان سب سے
کہنے اپنے جھکا لیے رستم نے ہر مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماراں سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زردہ بہن لی بارہ دری
باہر نکلے منقار آدھر دروازے پر جا کر جھوپٹا کسی کو پکارنے نہ پایا وہاں سے ہلٹا تھا دیکھا کہ
تین بکف غلام شاہ بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک پیچ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجئے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو میں پھر وہ ہی سحر کرتا ہوں کہ زندگی آئے
اور تحفہ جات آخر والے میں گرفتار کر لو گا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تین ہفت جو ہر کھینچ کر نعرہ کر کے ساتوں پر جا پڑے سکے نے ایک نعل کی آڑ پکڑے تھا
آتش بازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر بان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینکا مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ خام بد انخام مثل تو سے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹہ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ ای رستم تم رستم ہو فرزند محرم و محترم امیر ہو زردہ آثار کے مجھ سے رشتہ بیکار ہو سکے
پہلو سے آواز دی کہ ای شہر یار براے خدا اسکے گھر میں نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سکے کے

جواب دیا کہ کیا یہ وہ بکتا ہے تلوار تیرے ہاتھ میں ہے کیونکہ نہیں وار کرتا زنگی نے پیتراہل کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جو ہر پر تلوار کو گانتھا جیسے ہی تلوار اسکی تیغہ ہفت پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ میں رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہے ہاتھ تیغہ ہفت جو ہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرنے ہی منقار کے منہ سے فون جاری ہوا بات نہیں کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانہ بکتا کہ کہ میں نے یہ سحر کیوں کیا یہ سوچ کر چاہتا ہوں کہ منہ بند کروں بند نہیں ہوتا منہ کھولے کھڑا ہو فون کے قطرے گر رہے ہیں کہ رستم لغزہ کے طرف منقار کے چلے سردار اس کے علیشاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج میں آیا افسروں سے اشارے کر رہا ہو کہ طلسم کشا کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہیں کہ ہمارے مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہیں فرماتے اشاروں میں لفظ ادا کرتے ہیں بچار بچار کے سرداروں نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہ کھول کر زبان دکھائی سرداروں نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا زور نہیں پکڑتا دور جا کر کام نہیں کرتا وہاں ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب میں بیہوش پڑے ہیں جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے لغزہ کی آواز سنی سب تلواریں کھینچ کر اٹھے اس وقت اگر پہونچے کہ رستم جنگ میں مصروف ہیں یہ بھی سب آگے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ اسے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوج میں اندر سے قلعے کے چلین سمک نے جب دیکھا کہ علیشاہ جنگ میں مصروف ہیں تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہمارے اور ننگ نشین میں چلا اندر قلعے کے آیا پھر تا پھر تا بیچ قلعہ میں پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن سرنگوں کیلئے فون کنیزین نگہبان بیٹھی ہیں سمک ان سب میں تل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے کیونکر رہائی پائی سمک نے بیان کرنا شروع کیا باتیں کرتے کرتے اپنے پاس سے گلو زبان نکالیں ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئیں چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالوں قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹھلتی ہوئی اندرون
 برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہیں اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
 چاہتی ہو ملکاری کہ ادگیسو پریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
 سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں
 ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے کٹدی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
 دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے میں نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آور نہ دروازہ
 توڑ ڈالوں گی میں سمجھ گئی کہ تودہ ہی عیار ہو ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
 گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہمارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے میں چھپا گرداب جاؤ
 ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے بیوی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے جواب دیا
 کہ گرداب جج کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لوں دیکھا کہ اور کنیزین بھی
 بلوہ کیے ہوئے آتی ہیں دور سے کنیزوں نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہو اور ایک عورت
 قتل کیا چاہتی ہو وہیں سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
 بھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتش بازی طرف کنیزوں کے مارا شعلے اُڑے
 اب زمین شق ہوئی گرداب سمین سما گئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
 بعد پتھری دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہاں گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزوں
 کو مقرر کیا سمک ایک گوشے میں چھپا تھا وہاں سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین
 بیٹھی ہیں جو آتا ہوا اسکو منع کرتی ہیں سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کہجھ
 زیر قلعہ جاؤ دیا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کر کے چلیں سمک شکل
 گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آہو بچا اب اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
 سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکالتے ہی ملکہ ٹرپ کر زیر قلعہ پہنچا
 رستم پڑ رہے ہیں کہ ملکہ لغرہ کر کے لشکر گرداب پر گرین زبور اتار اتار کے مارنے لگیں کبھی
 بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرازہ جنگ کر رہے ہیں جلال کش
 بارہ ہزار جادو گروں سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علشاہ

مصرف جنگ میں ایک جانب ملکہ بہا سے اور رنگ نشین سحر کر رہی ہیں جب سحر کیا زمین ہلا دی
 حملال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آگے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کھل فوج
 کو ترغیب جنگ کر رہا ہے اور خود بھی ساحر زبردست ہے ملکہ کے سحر کا دفعہ کرتا ہے حملال کے
 بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اٹھائی رستم سے کہہ کر گئیں کہ افسون جادو باد اجان کا شاگرد
 رشید ہے نہایت سحر میں دخل رکھتا ہے مگر ملاحظہ کیجئے کہ میں اسی کے مقابلے میں جاتی ہوں
 آنکھ مل کر لفرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا درا نگاہ تو ملا افسون جادو نے
 جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تازمین ہر ٹمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تر پڑ
 تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بقرار ہو کر کار اٹھا کہ اسی جان جہان وای آرام دل مشتاقان اور
 سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو
 ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لیں جو ش رقت ہے اب تو قلب کی عجیب کیفیت ہے۔ لطم

صدے گزرے ایذا گزری	ہجر میں جبرے کیا کیا گزری	ہجر میں جان رہی نا گزری
رند کتبہ کیا گزری	کیا کمون تجھے حال رفت	گزری جو کچھ حبا نا گزری
گزرے جسم ہم دنیا سے	ہنے حبا نا دنیا گزری	کس سے کہے کون سے گا
کیا کیا گزرا کیا گزری	مر بھی گئے واہ ری غفلت	انکو خبر بھی نہ صلا گزری
کافر پر بھی گزرے نہ ایسی	بہر جویت تر سا گزری	وقت مرگ یہ جی میں گزرا
دہ گئی اپنی سجا گزری	دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا	پیش نظر اک دنیا گزری

کیونکر جھیلی آفت رفت | ارنہ کہو دل پر کیا گزری |

یہ اشعار بڑھتا ہوا سامنے آیا کہ اسی ملکہ عالم میں تابعدار ہوں جو حکم دیجئے وہ جلاؤن ملکہ نے
 اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کیے افسون بڑھا گئے مارتا ہوا فوج کو پا مال کرتا ہوا فوج
 گرداب کے جاتا ہے راہ میں جس اہل فوج نے روکا اسکو مارا اور کہا کہ خبر دار سامنے سے ہٹ جا
 میں گرداب کے لیے جاتا ہوں کئی افسون کو قتل کر کے سنے گرداب کے پہونچا لکھارا کہ او
 گرداب اسی میں خیر ہے کہ میرے سامنے چل آ میں سرکاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی ویا
 جاودانی کے لجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیوں سے کہا کہ دیکھو صابو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہو کہ افسون جادو ایسا افسر پئے ہوش میں نہیں ہو ہمارے قتل کو آیا ہو اس
نگوڑے کو اس طرح قتل کر دین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجاہد ترس
ہے آئے یہ کہ افسون کو لکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون قیری قضا آئی ہو
میرے شوہر نے تجھ کو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا اور اسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اس
نگوڑی کے عشق میں تو نے لشکر کو یا مال کیا کئی سو افسر کسی نقشب قیرے ہاتھ سے مارے گئے
و لولہ بڑھتا ہی جاتا ہو افسون نے گولہ مارا اگر داب نے سحر کر کے جا ہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ میں دیکھ لیا
اور اسم سحر پڑھ کے بھر دہ ہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ابکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی ترش
کے خون جلو میں لیا گولہ آ کے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اسی گولے میں جذب ہوا اگر داب
نے وہ گولہ ہاتھ میں لیا جھج دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
و جمشید کا کام ہو یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون جلو میں لیکر
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر میں کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکز
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ میں بڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کار د سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک تیلہ فولادی شبن سے پیدا ہوا
گرداب کو لکارنا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہو کہ فولادی تیلہ ہو یا کسی رنگی سیاہ رو کا یہ سچ ہاتھ میں لیے
لکارنا ہو اگر داب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہا سے فوج گرا لے علیارونکو
قتل کیا حملال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی و امنہ قلعہ میں
بارہ چودہ ہزار ساحر کالاشہ پڑا بھرک رہا ہو علیہا سے فوج سرنگون کیلجے دشمنوں کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہو پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم س کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ ہا سے اور رنگ شبن نے سحر کیا ایک طرف سے حملال سرکش لڑتا ہوا آتا ہو
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کہ قلعے میں جاؤنگی یہ تیلہ سچیا نہ چھوڑ گیا اس بھاگنے میں پکار کر آواز دی
کہ دی مواج سمندر شبن فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہ گیا یہ کمال کس دن کام
آیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہو تیلہ بھی قریب پہونچا ہو چاہتا ہو

کہ بڑھ کر گردِ آب کو ہاتھ ماروں کہ ایک آندھی سیماہ اٹھتی زمین تھرانے لگی ہوا اس رند
جلی کہ چلے پیچھے ہٹا جانا ہی جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا پڑتا ہو کہ پیچھے قدم
اُسکے اٹھ جاتے ہیں دیکھا سب نے اس قدر غبار اڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلو سے
کوہ سے ہزار ہا طائر زمرہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر آگے بیٹھے
ستارین کھول کے بیکار تے تھے کہ اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال ہوتا رہا آگیا
مواج سمندر نشین آتے ہیں ایک عنایب خوشنویا بغل عاشقانہ گانگی نظم

ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
اندوہ دیا س وحسرت و حرمان نکل گئے
روئے ہوئے جدھر سے گریبان نکل گئے
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
دامن سے ہٹ کے چاک گریبان نکل گئے
ہند و نکل گئے مسلمان نکل گئے
ہم جین ہو کے سوئے پرستان نکل گئے
دیوانے ہوئے سوئے پرستان نکل گئے
تیرے نفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
یارب کہ عروہ سلسلہ جلیبان نکل گئے
بھون سے بھی پرے کئی میان نکل گئے

۱۶۹

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامن نکل گئے
م آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے
سیلاب اشک کو سون تلک موج زن ہا
نماست رہا میں آج تلک اپنے قول پر
دست جنوں نے حد سے جو بڑھ کر قدم کھیا
کہنا تھا راکا فرو وین دار نے کیا
وہ لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے
اُس غیرت بری کا تصور جو بندھ گیا
صیاد تا کجا یہ لغافل شکار بان
تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے رنم

اس طرح طائر و نل نے یہ اشار پڑھے کہ سب گوش براواز ہوئے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہیں کہ یکایک پہاڑ شقی ہوا ایک دریا سے قہار و زخار لطمہ خج آفت زار اٹا مار کے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرائیں پھیلنے لگا لا زمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ چلے کہ جو
زرنگی کا لہکا معلوم ہوتا ہو ایک سنگ دریا سے نکلا طرف اُس تیل کے چلا تیلے چاہا کہ
بھاگوں لیکن سنگ نے جھپٹ کر اُس تیلے کو دھن میں لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش
خروش دریا کا دھند بڑھتا جاتا، جس طرف دریائے جوش مارا ہزاروں کو ڈوب دیا کشتی

حیات کی طوفانی طارمان حملال کو پناہ پائی دشوار ہو دل پانی پانی ہو سے جلتے ہیں حباب
لبہ دریا چشم حیرت سے ہمارا بیان حملال کو دیکھ رہے ہیں جسکی نگاہ حباب پر پڑی ہو اندھا
و وحشی شال دریا میں پھانڈ پڑا اور غرق ہوا ہزار ہا ہمارا بیان حملال غرق دریا سے حیرت
ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہیں دریا کے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر مچھلیاں
کو جسکی اہیت سے کوئی آگاہ نہیں تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم جب تیشہ ہفت پیکر
کو چمکاتے ہیں مچھلیاں ہٹ جاتی ہیں باس رستم کے نہیں آتیں حملال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گونے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہ ہی جوش و خروش ہی مچھلیاں نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں مچھلی کمر بین لپٹ کر ساحر و غیر ساحر کو دریا میں کھینچ کے لیجاتی ہی
جو گرا وہ غرق ہوا لکھ بھاسے اور رنگ نشین نے بکار کے آواز دی کہ اے حملال یہ سحر بڑے
ظالم کا ہے اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ وہ کاوش بالکل بیکار ہو وہ بڑا ساحر ناجی و نامور ہے
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسوں اُس کے ساتھ انتظام میں رہا غذائی کو اسکی
روغن دیتا تھا عجب غرائب و عجائب بیان کیا کرتا تھا اب سولے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہیں ہو اب جان دینے رستم کو چھوڑ کے کہاں جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو تنگ لگی
اس وقت سے افسون بوش میں ہو کر داب کے آگے حذر کر رہا ہو کہ خطا میری معاف یہ ہے
میں نے جو کلمات سخت آپ کو کہے میں اپنے بوش میں نہ تھا غلط وار ہوں آپ کا گندگار ہوں
گر داب نے کہا کہ اے افسون تم سے یہ امید نکلی اُس چھو کر نے نے و مجاہد سحر آگین ڈالی
اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے حملال وہاں سے اور رنگ نشین قریب رستم
کے آگے ایک ٹاپو میں تینوں کھڑے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ گھوڑے سے اُتر دوں اُنہیں کہتے
گھوڑا بولگای کہنے لگا ایک مقام پر چو گھوڑے نے طرہ بھر رستم کو لیکر لگا گا دراکو کھڑا
طون مھرا کے نکلی گیا ایک درخت ٹھکانا میں جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع مرکب
غائب ہوئے لکھ بھاسے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بے قرار ہو گئے ہیں چاہا کہ
عقب میں رستم کے جاؤں شاہزادے کو اس بلا سے ناکافی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک
تنگ کلان نکلا لکھ بھاسے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس تنگ پر کیا جو تار تار پھیلا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک سارین مگر تنگ نہ رکا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار
ہو کے دو پڑ مثل دوم کے پھینک مارا تنگ اس دام میں پھڑکا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملک ہمارے اور تنگ نشین پر جا پڑا دہن میں یگر دریا میں بھانڈا حملال سرکش
نے کئی تلواریں پھینکیں کئی خنجر سحر کر کے پھینکے تنگ پڑا تیر نہ ہوئی ملک کو بیکر غرق ہو گیا
دوسرا تنگ دہن کو مثل قہر لا کھولے ہوئے حملال پر جا پڑا حملال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤں لیکن تنگ نے اس طرح گدرا کہ دم زمین سے نہ اٹھ سکا سلام ہو تا تھا
کہ زمین نے پانوں تمام لیے انتہا کی دامن گیر تھی آخر تنگ حملال سرکش کو بھی تھل گیا
اور دریا میں بھانڈا پڑا حملال بھی غائب ہوا تنگ نے دور سے غائب ہونا دیکھا وہ تھا
و حملال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے میں سارا لشکر غرق دریا سے مصیبت ہوا کسی کو بچاؤ
ہوا کہ سب کیا ہوئے مقدار ایک گز شے میں کھڑا ہوا موج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہو کہ یہ
کونسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دے دیا ہینا کون سا
کر سکتا ہو کہ اب جاو بھی پس سحر کے دیکھ رہی ہی کینزدان سے کئی ہی کہ میرا شوہر آ گیا
مواج سمندر نشین اسکا نام ہو کسی نے جو میں سب کو غرق کیا میان حملال پر کیا گذری
مگر چھو کری کو جو تنگ لے گیا وہ خاص موج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے میں
دریا پلٹ کر درہ کوہ میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے موج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بابون سے قطرے
اپنی کے ٹپکتے ہوئے جو شان و خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزار ہا ساحر افسون جاوئے
بڑھ کر استقبال کیا موج نے پوچھا کہ اسی افسون تمہارا ہمارے اور تنگ نشین نے
کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ بتلے کیا ہوا اسکو میں نے کوٹھڑی میں بند کر دیا مقدار کا آگے ہاتھ
تمام لیا کہ اسی فرزند تھے بڑی سختی اٹھائی ہزار ہا افسر ہمارے مارے گئے اب اسی جیلے
میں طلسم کشا کو قہلی کر کے ہمارے اور تنگ نشین کو ہمارے ساتھ کر دوں گا فقط بھونری
پھرنا باقی ہو میں ذرا مطمئن ہوں تو اسکا سامان کروں اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہاں
کھڑنا بہتر نہیں طلسم کشا میری سرحد میں آ گیا میں نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے شیعہ ہیں

نہیں ہو مگر فوت بجانب دکار و استخوان ہو اب زندہ نہ بچیکا سمک یہ سب معلیٰ دریافت کر کے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہو گئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہیں شاید اسے کچھ مطلب ملے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گزری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا قریب زرہہ خاستان کے پہونچا یہ دگامی کرنے لگا رستم عاجز ہو کے اسکی پشت سے اترے ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں ہلارہی ہیں رستم کنیزوں کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بلایا ہے رستم نام معشوق سنکر کنیزوں کے ساتھ ہو کے ایک باغ میں جا کے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہارے رنگارنگ و شگوفہ اسے بو قلوبین عند لبان خوشنوا مصروف زعفران نخل سرسبز و شاداب گل و پتے درخون پر مصروف شگفتگی ایک جانب ہرین بعد وشن خرم ہر موی سے ظور تیغہ آبدار حباب چشم معشوق لاجو اب ہزار ہا طائر سرچشمے پر جمع ہیں حاکم بھر و بر کو بچار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزیں ساتھ ساتھ ناز و کرشمے کھلاتی ہوئیں قریب بارہ درہی کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ درہی میں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین سہ پہر بیٹھی ہیں گرد کنیزیں رستم کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھیں بچار کہہ کہ اے ایشہ کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پہ آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرائین آئیں گے میں بلو انونگی شکر ہو کہ آپ مل گئے رستم نے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ سے رکھا ملک نے کہا کہ گاہ بھی اتار کر رکھئے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملک نے کہا کہ اے شہریار ایک کسر باقی ہو زرہ بھی اتار دے یہ اطمینان بیٹھے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملک نے اٹھایا اپنے پہلو میں رکھ لیا کہا کہ اے شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا میں نے بہت پریشانی اٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے اس کے آفت برپا کی سامنے جو نازنین ٹھہری تھی اسکو اشارہ کر کے کہا کہ بوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اٹھا کر آئے ہیں اس کنیز نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز و دست کیے ساتی نے آکر جام شراب بھی دیا علیشاہ بے اندیشہ کیا یہی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے کہا کہ اے شہریار زرہ بھی اتار ڈالے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اتاریں کہ اس نازنین نے یہ غزل شروع کی

کمر یہ جب سے حری کا کل رسا آئی
نہ آیا لب پر مرے ایک حرف مطلب کا
گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم
یہ بھجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب
کر چکا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری
خیال زلفت میں دم گھٹ گیا تو صدق ہوا
شب فراق کی کالک سے دم لکھتا ہو
ہزاروں مر گئے اُسپر سکنے ہیں لاکھوں
مثال حرف غلطیوں مثلاً یاد دل سے
پہونچ رہی ہو تو اتر تجھے خبر گل کی
شکاف کر دیا سینے کو نوک نجر سے
کہا تھا کس نے تجھے شغل عشق بازی کر
غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی
سنا ہو رتہ نے دی جان جسکی وقت

و بال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
دبان نہ کام دم عرض نہ عا آئی
تو روح قیس کی لینے کو سیشہ آئی
تھین تو شرم نہ آئی مجھے جیسا آئی
پیادہ گھر سے کھلے سر پر ہند پا آئی
ہمارا وقت برابر ہوا قصہ آئی
اکہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
عجیب روگ ہو یا رب یہ کیا و با آئی
مری وفا بھی نہ کچھ یاد ہو ف آئی
ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
کو اڑ چھاتی کے کھوئے ذرا ہوا آئی
بتا تو ادول نادان یہ جی میں کیا آئی
خدا کا قسم پڑا تجھ کب بلا آئی
مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشار اس لطف سے گائے کہ رستم چھوٹنے لگے ہر مرتبہ ذرہ آنا دیکھ کر
ہاتھ ڈالتے ہیں بعد فقوڑی دیر کے ساتی بچے حاضر ہوئے دورہ عام چلنے لگا رستم بھی برابر
چل رہے ہیں اُس نازنین سے بوس و کنار میں مصروف ہیں سامان محفل عیش و نشاط پر
موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی ویدم عرض کرتی ہو کہ اسی شہزادہ
کنیز نے بڑی بڑی کد و کاوش کی بڑے بڑے سحر کے موانع سمندر نشین کے سحر پر غالب
آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ دم
میدان میں بیہوش پڑے ہیں انکی تدبیر واجب و لازم ہو اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو
صبح کو آپ کے ساتھ چل کر ان سب کو رہا کر دوں گی شب بھر حضور تامل کوں سبک پھرنا پھرنا
اُسی بارغ میں پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار بھانڈ کے آنا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز

بیہوش کر کے صحبت میں آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہو کہ زہ نہ آتا رہے گا تینہ دکلاہ کیا کیا
رستم حیران ہیں کہ یہ کینز کون ہو کہ جو تینہ دکلاہ کو پوچھتی ہو اور زہ کو منع کرتی ہو نہ آتا رہے
پر مریدہ رستم قصہ کرتے ہیں اور پھر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گزری سہکاپے
دل میں سوچتا ہو کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکالے گا یہ ناز میں کر کی باتیں
کر رہی ہو یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ بہاسے اور رنگ نشین نہیں ہو دم دے رہی ہو اور فقرے
کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زہ آتو واللہ سہکاپے نے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زہ
نہ آتا رہے دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان
قصر مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آکر بہر شکار غلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اٹھے سہکاپے چاہتا ہو
کہ اشارے سے الگ بلاؤں رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اٹھے
مثل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی او جان جہان وادی آرام دل مستاقان کو اینا کام کیا
تھنے حاصل ہوئے سہکاپے نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشہ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہو
اس ناز میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تینہ دکلاہ تو پایا ایک کینز ہو کہ وہ اشاروں سے بار بار
منع کر رہی ہو کہ خبردار زہ نہ آتا رہے اسی وجہ سے زہ حاصل نہیں ہوئی وہ تاجدار غصے
میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ اونا لاش چٹکڑا اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت میں رہی ناز و غمرہ
کیا کی اب ہم سمجھ لیں گے معلوم ہوا کہ خیر کے یکے سے کچھ نہ ہوا یہ کیلے جھپٹا غلک کی کر میں
نیچہ دیا غلک نے بیکار کر آواز دی کہ اسی شہر بار بچا ہے یہ عاشق فاسق مجھ کو بے جاتا ہو خدا
اسکے ہاتھ سے بچائے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ خدا شکر دہے چاہتے ہیں
کہ غلک کو رہا کر دیں مگر وہ تاجدار غلک کو لیکر آج گیا سب کینزین دوڑیں کہ ہو ہو اسی شہر بار آج ہے
غلک کو نہ بچا یہ اٹھائے گیا ہم بھی انھیں کے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جا کر کینزین
بھی غائب ہوئیں رستم صرٹ اکیلے کھڑے ہیں یا سہکاپے حاضر ہو یہ عرض کر رہا ہو کہ اسی شہر بار
یہ بہاسے اور رنگ نشین نہ تھی یہ کوئی سکارہ عورت تھی کہ رستم نے آنکھیں میں آنسو
بھر کے کہا کہ اسی جہنم والا گر ایسی معشوقہ پر پھرہ اسکو یوں دشمن لیجا لے اور ہمیں کچھ

وہ ہو کے نہیں معلوم کہاں لے گیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے میں دشت نور دی باور پہنچا
 کرونگا جان دونگا خیال میں اس سے جبین کے یہ کیفیت ہو نظم

زیندہ اس جمال پہ چین چین چین نہیں
 نافر کا یہ گمان ہو کہیں ہو کہیں نہیں
 دو دن جہان میں اُسکا ٹھکانا کہیں نہیں
 جا پا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں
 کیا کیا ہوا میں در نہ جہان میں چلن نہیں
 کافر ہیں روز حشر کا جس کو یقین نہیں
 خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہیں نہیں
 وہ کو لسا حسین ہو کہ چین چین نہیں
 تلوار بن تیری چال یکسہ دن چلن نہیں
 اس عمر میں تو ایسا کوئی تار نہیں نہیں
 دنیا تو ہاتھ آئے پاس سے و دین نہیں
 کس کس لئے میری قبر سے آنکھیں نہیں
 موجود دو گواہ یہاں رو بہین نہیں

معشوق اور دوسرا متسا حسین نہیں
 وہ کو لسا مکان ہو تو جبین کہیں نہیں
 مرد و بارگاہ نہ ہو کوئی پار کا +
 مشہور اک جہان میں میں عشق باز ہوں
 بعد از کلیم بھڑکی نہ بھر آگ طور کی
 ہوگی قیامت اس قدر وقت ایک دن
 دیر و حرم میں شیخ و برہن تباہ ہیں
 لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غور بھی
 کس دن کے لئے نہ قدموں پر دو چار کے گلے
 خدمت میں جسکی ہو دے نہ نہتے کوئی
 وصلت شباب سیم ہن سے نصیب ہو
 کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہو
 انکار کہا کر گیا تو عصیان کا اپنے رند

یہ اشعار علی شاہ نے پڑھے اور سبک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب چھوڑو
 ہم ہیں اسی صحرائین تڑپ تڑپ کے خان دنگے شل عجنون تلاش میں اس بلی محل نشین کے
 اسی صحرائین پھر ننگے آخر کہیں تو بچہ ملیگا ہر چند سبک سے سمجھا یا اگر ستم نے نہ مانا گریان چاک
 کیا کلاہ سر پر نہار دہر چند اپنے کو سمجھاتے ہیں نہیں سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے
 نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹوں کے جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں اگر پاؤں
 میں آجے پڑے اور مسمین کاٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے میں بیٹھ گئے بیقرار ہو کر رہ گئے
 لگے۔ فر و قمر کاٹے تلواروں سے نکالیں گے ہمیں ہوش آ یا + مدد ای دشت دل بار
 چٹے جاتے ہیں + دیگر صبر و طاقت بھی نہیں دشت میں اب دیتے ساتھ + کم ہوا

وحشت دل یار چھٹے جانے میں + سماک ہر جہد سمجھاتا ہو کہ اس شہر یا ریتھ و کلاہ تو آپ نے
 ہاتھ سے کھویا اب زردہ باقی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساسر کر کے لے لین اپنے کو ہوش میں
 رکھے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہیں کہ اس سماک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
 پر بھرہ نے منہ موڑا اب دیکھیے معشوق پر بھرہ کیونکر لے سماک نے عرض کی کہ ایسے صغیر
 میں حضور آپ سے کہ بیان سے نکاسی دشوار ہو غلام تلاش میں اُن مفسدین کی جاتا ہو
 اگر بنتا ہو تو انکو تلاش کرتا ہوں جب تک مواج نہ قتل ہو گا یہ لوگ آپکا سمجھا چھوڑیں گے
 یا مواج کو قتل کر دیں یا اپنی جان دون دیکھوں انجام کار کیا ہو یہ کہ کے سماک نے رستم
 کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش میں اس عجائب و غرائب کی جلا اب
 حال ملکہ ہمارے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہوں کہ یہ بیہوش ہو گئی تھیں نہیں معلوم کتنے
 عرصے تک بیہوش رہیں بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں
 پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ایک رنگین سیاہ رو بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ کیوں
 اس ہمارے اور رنگ نشین تھے باپ کے قتل پر کمر باندھی جا ہا کہ صحرائے گرداب نشان
 کو فتح کرادوں یہ صحرائے گرداب نشان ہو تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
 کیا ہو موزوں نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا اس ہمارے
 اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہو کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجا میں
 قدرت تہرنگاہ ڈالیں گے کہ یہ جوش و خروش جو تمہر واقع ہو کہ نام پر طلسم کشاکش کے جان
 دیجی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہیں بات کا اس رنگین کی جواب
 نہیں دیتیں وہ رنگین کبھی منتیں کرتی ہو کبھی ٹو شاد کرتی ہو ملکہ کچھ جواب نہیں دیتیں
 سرنگون بیٹھی ہیں ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہیں مگر حملال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
 عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں
 پہنے ہوئے ایک قفس میں پایا چار رنگی قوی تن قوی من دبیرم ڈراتے ہیں دھمکاتے
 ہیں کہ کیوں اس حملال نے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوئے طلسم کشاکش
 ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت میں بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی کمال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
 قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پر وہ رنگی ہلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لائے ہیں
 دور و میان خشک اور ایک آنخوردہ پانی کا بمشکل ہلال وہ کھاکر بسر اوقات کرتا ہی ہلال
 تو اس حال میں ہی سیکن سبک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
 نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہو چند کنیزیں گردہین خدمتگزاری کر رہی ہیں
 سبک نے ایک کنیز کو بہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
 تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہو بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ار سے
 تحت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
 کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تحت لائیں نسیم تحت پر سوار ہوئی سبک بھی ایک کنیز کی شکل
 بنا ہوا ساتھ ہو تحت اُڑتا ہوا چلا بعد غلطی دیر کے طرف پستی کے تحت کو رجوع کیا ایک باغ
 تھا اُسین تحت کو اتار دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہو وسط میں باغ کے ایک چوڑے
 باور کا پورا سپر سند شاہنہ بھی ہو اُس پر ایک جوان نامدار بھرہ افسری بیٹھا ہو گردہ فادام
 کہ تحت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے بکار کر واز دی کہ ای ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
 نہیں آئیں مزاج کیا تھا تیغ و کلاہ کہاں رکھا ہو نسیم نے کہا کہ صاحب تھے وہ کسی
 سپردگی ہو کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
 ہر وقت ہی فوت رہتا ہو کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آجائے اور اگر عیاری کو سے میں
 ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکرتیغ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھ کر آواز دی کہ
 قنطورہ مردم در اسکا نام ہو کہا کہ ای ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ
 کہ جان طلسم کشا دیوانہ دار و وحشی مثال پھر رہا ہو کسی فطرت سے ذرہ بھی اُتر و اُلاؤ تو میرا
 بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
 ارادہ کیا کہ جاؤں اور ذرہ اُتر و اُلاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواہت میں آئے فرمایا کہ
 اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہو دیکھ کر ایسی سحر آ رہی
 کہ ذرہ لینا کیسا تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر ذرہ کی فراہم ہو

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ اسی ملک میں ابھی طلمس کشا کو بلاتا ہوں یہ کہنے
کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحرا کے بھڑان میں پہنچا اور شکل بھڑا سے
اور رنگ نشین طلمس کشا سے ملاقات کرنا لگا کہ بیان لانا کہ میں کسی تدبیر سے زندہ بھی لے لوں
کہ ہمت باؤن ہلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اسکی خطا معاف نہوگی سب نے دیکھا کہ وہ کنیز
روانہ ہوئی یہاں رستم اسی جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت ہو
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سائے میں لگے ہمارے پکار رہے ہیں بیتابی جو زیادہ
زور کرتی ہو پکارتے ہیں کہ اسی ملک عالم اب صورت دکھا دو دل کی بے قراری بڑھتی جاتی ہو
ابو ہماری یہ کیفیت ہی اصل میں یہ صورت ہو نظر نہ

درد مندوں نے ترے منہ دوہرا کا دیکھا
رنگ بے رنگ گستان کی ہوا کا دیکھا
تہنہ انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا
آئی جب راستہ برسوں ہی قصا کا دیکھا
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہسا کا دیکھا
کار خانہ ہی نہ تھا شان ضلکا دیکھا
قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا
گرم جیسے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
چیرے پھرتے ہی اُدھی سی تین تین جھپائی
سامنے آئینہ رکھے تو غش آجھا تا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا
ایسے شہ حسن کبھی دھوپ میں نکلا ہو تو
سیر بخانہ کی جب تاک کہ نہ کی تھی ہمنے
سرو و شمشاد و صوفیہ کو نہیں کچھ نسبت
کوئے قافل کا تماشا اُسے دکھلا کر

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہیں مقرر بیان کر رہے ہیں کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ اسی عاشق
صداؤں وای بار موافق میں قید خانے سے نکل آئی تمہاری یاد نے اسقدر بے قرار کیا کہ آخر
صبر نہ ہو سکا شکر ہو کہ تم کو بجز و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر لگا ہوا کو دیکھا مشعل
گل شگفتہ ہو گئے یہ کہنے ہوئے دڑکے فرد رواق منظر چشم من آشیاء تست + گرم
و فردا کہ خانہ خانہ تست + اسی لیلے عصر وای سلا سے دہر تھا جسے فراق نے دیوانہ
بنایا اس حال کو چو پچے کہ اس صحرا میں اسے مارے پھرتے ہیں آرام نہیں لگے نہ آنکھیں پاتھ
ڈال دیا کہ ایک باغ ہو دہان تشریف لے چلے آرام سے بیٹھے وہ تارین اجڑا

ہمارے اور نگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت کھلے گی
 تحفہ بات بھی مل جائیں گے آپ نے تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم
 نے کہا کہ اے ملکہ عالم مجھے یاد نہیں کہ وہ چیز کیا ہوئیں انکا حال نہیں معلوم کہ میں نے
 کیا کیا میں خود متعجب ہوں کہ تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ کو میں نے کیا کیا۔
 اس نازنین نے کہا کہ اے شہر یار باغ میں چل کر زرہ اتار لے اور کنیز ان چیزوں کو تلاش
 کرے شاید دستیاب ہوں راہ میں باتیں کرتی ہوئی رستم سے تازو کرشمے کرتی ہوئی لیکر
 قریب باغ کے پہونچی بیان سبک نے باتوں میں رنگ جمایا ہو نسیم و قنطور کے سامنے
 غزلین کاٹیں احوال سحر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مہوٹ ہو رہا ہو
 مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلے رستم رشتہ خام میں بندھے ہوئے سا
 اس نازنین کے چلے آتے ہیں جو جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہیں فرماتے
 آخر کو باغ میں وہ نازنین رستم کو لائی روش پٹری ٹوکر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور
 اٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو سند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری سند
 بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آگے اس سند پر بیٹھے ہمارے اور نگ نشین نقل پہلوں میں آکر
 بیٹھیں قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو یہ بیٹھے ہیں اری کاٹو سامنے طلسم کشا کے
 گاؤ۔ سبک اٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی رستم

اور خاموشی سے ہیں عاشق دلیکیر سفید
 چاہیے دے رکھن بھی مجھے تھیر سفید
 زرد ہو کر گل سوسن تو طپاشیر سفید
 کیا مس قلب کو کرتی ہو یہ اکسیر سفید
 شمع کا فوری سے ہو خامہ تحسیر سفید
 پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلیکیر سفید
 یہ تو ماہ سے رہتی ہو یہ تعبیر سفید
 نہ جھڑی اور نہ ٹھہر سے ہو شمشیر سفید

چ

فور ہوئے ہیں سکر تری تقریر سفید
 وہ سیہ کار ہوں ظلمت کردہ دنیا میں
 لب جانان کی کبودی جو منہ میں دکھلاؤں
 خاکساری سے ہو آئینہ دل روشن
 سردھری بتان کی جو حکایت لکھوں
 عید کا دن ہو بنگلیر وہ دلبر ہوگا
 دل منور ہو خیال رخ نوزانی سے
 سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کر

<p>مردم رنگ سپید مردم کشمیر سفید کیون نہ ہو رنگ فتح آتش دلیکیر سفید</p>	<p>ہر زمین پر ہو نئی اب و ہوا کی تاثیر غم بھراں پیے لیتا ہو ابو جو تک کی طرح</p>
<p>اس گن سے یہ اشار سا منے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جانا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہوتا سب بزرنگ جما چکا ہوں نسیم و منظور بیان کے حاکم ہیں آپ کے اقبال سے انکو مارا جاتا ہوتا کلاہ ہفت گوشہ و تینہ ہفت جو ہر بھی برہان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاد ہو اور طالع مردگارین تو ان سب کو ہار کے تینہ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہوں رستم خاموش بیٹھے ہیں رستم کے دل میں یہی سگائی ہو کہ معشوقہ اصلی پہلو میں بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہو کہ اسی شہر یار میں آپ کے فراق میں اس قدر بقیار تھی کہ قید خانے میں تڑپا تڑپا کر لیس کر تھی زنگن سپاہ رو چھ حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنگا سے نکال مشکل اُسے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش میں مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگوں کا ہو ہمارا آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہو یہ دونوں جو حاکم بیٹھے ہیں یہ ہمارے گھر کے ملازم ہیں ہمارے ہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہوں شکر ہو کہ آپ بھی موجود ہیں اب جو کہیں گا وہ ہی ہو گا رستم باؤں پر لکے ہمارے اور رنگ نشین کی نہایت بیقرار ہیں کبھی ہاتھ بڑھاتے ہیں کبھی مٹھ بڑھاتے ہیں کہ پوسدوں کبھی چاہتے ہیں کہ گلے لگاؤں لکھ طرف کنیزوں کے اشارہ کرتی ہیں کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادوں اسی جانب دیکھ رہی ہیں انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائیں تو آپ کو اختیار ہو رستم اشارہ کرتے ہیں کہ صاحب کیا کہیں دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و منظور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہیں نسیم یہ کہہ اٹھی کہ میں جا کر صبا دلیکیر کو آراستہ کروں گا بھی ہو کہ کیا وجہ جو زندہ نہیں اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتیں کرنے لگی یہ مناسب نہیں یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اُس محفل میں آئی کہ جہاں رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہیں اگر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہیں آپ کی راحت چاہتے ہیں یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھیں زردہ اتار ڈالے کہ جسم کو ہوا لگے</p>	<p>اس گن سے یہ اشار سا منے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جانا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہوتا سب بزرنگ جما چکا ہوں نسیم و منظور بیان کے حاکم ہیں آپ کے اقبال سے انکو مارا جاتا ہوتا کلاہ ہفت گوشہ و تینہ ہفت جو ہر بھی برہان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاد ہو اور طالع مردگارین تو ان سب کو ہار کے تینہ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہوں رستم خاموش بیٹھے ہیں رستم کے دل میں یہی سگائی ہو کہ معشوقہ اصلی پہلو میں بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہہ رہی ہو کہ اسی شہر یار میں آپ کے فراق میں اس قدر بقیار تھی کہ قید خانے میں تڑپا تڑپا کر لیس کر تھی زنگن سپاہ رو چھ حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنگا سے نکال مشکل اُسے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش میں مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگوں کا ہو ہمارا آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہو یہ دونوں جو حاکم بیٹھے ہیں یہ ہمارے گھر کے ملازم ہیں ہمارے ہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہوں شکر ہو کہ آپ بھی موجود ہیں اب جو کہیں گا وہ ہی ہو گا رستم باؤں پر لکے ہمارے اور رنگ نشین کی نہایت بیقرار ہیں کبھی ہاتھ بڑھاتے ہیں کبھی مٹھ بڑھاتے ہیں کہ پوسدوں کبھی چاہتے ہیں کہ گلے لگاؤں لکھ طرف کنیزوں کے اشارہ کرتی ہیں کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادوں اسی جانب دیکھ رہی ہیں انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائیں تو آپ کو اختیار ہو رستم اشارہ کرتے ہیں کہ صاحب کیا کہیں دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و منظور دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہیں نسیم یہ کہہ اٹھی کہ میں جا کر صبا دلیکیر کو آراستہ کروں گا بھی ہو کہ کیا وجہ جو زندہ نہیں اُتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتیں کرنے لگی یہ مناسب نہیں یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اُس محفل میں آئی کہ جہاں رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہیں اگر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہیں آپ کی راحت چاہتے ہیں یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھیں زردہ اتار ڈالے کہ جسم کو ہوا لگے</p>

بار کیون اٹھائے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سبک اشارے کر رہا ہو کہ اسے
 شہر یار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اتارے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئیں گے
 دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کوہن رستم نے کہا کہ
 نسیم بہین زرہ بار نہیں ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت ہم
 آراستہ رہتا ہوں قنطورا اپنے مقام سے اٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آکر بیٹھا
 کہا اے ملکہ ہمارے اور ننگ نشین تیغ ہفت جو ہر دکا ہفت گوشتہ فوسیرے پاس
 موجود ہے زرہ بھی اگر اتار لیجے تو تینون چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ صحت یابی
 ملکہ ہمارے اور ننگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہو اس نے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال کے
 کہا کہ اے شہر یار زرہ اتار ڈالے محفل بالطبع ہو کر بیٹھے زرہ پہلے سے آپ کے سب کے
 اگر آپ زرہ اتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو کر رستم نے فوراً بند زرہ کے گھوڑے پر چڑھ
 سبک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اتارے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اتار کے کہا کہ
 لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہو ملکہ نے زرہ لی اور قنطورا کو دی قنطورا نے جس مقام پر تیغ دکا
 رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہو تینون چیزیں جب ایک مقام پر ہو جائیں تو قنطورا نے
 آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمارے اور ننگ نشین پہلو سے رستم کے
 اٹھنے لگن رستم نے ہاتھ تھا ما کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق جھکی چہرے پر
 اس عورت کے چڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گالی بھولے بھولے پاٹھا
 بھاری پہلے ہوئے کھڑی رو رہی ہو رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گہرے گئے فرما
 لگے کہ تو کون ہو اس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے
 جانا دشوار ہے رستم نے جھلا کر اسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک داناٹا ہوا غبار اڑا قنطورا
 دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور بانوٹن میں بیڑیاں اور گلے میں
 طوق بنگلون میں خاردار لٹو ہاون پر چڑے فولاد کے اسپتے کو مسلسل دھڑک پاتا قنطورا
 نے اٹھ کر آواز دی کہ لو طلب کشا کو پکڑ لیا ہے رستم اب آمادہ مرگ و مہیا ہے قنطورا
 اتنی رات بیچ میں ہوئی اور پتھار کے قتل کا سامان ہوا دیکھا لگے کہ ہتھکڑیاں

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمھاری برائت تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدسے میں خداوند ہفت پیکر بڑی در پی فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کرے گا اُسے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی اور طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر کی ہزار طرح کی بلائیں سہین ہیں راز داران طلسم تمھارے شریک ہوئے انھوں نے تمھارے جات کے نشان دیے تھے ہاتھ تم پاگئے کہ تا بہ صبح اسے گرداب نشان ہو پئے سرحد صحرائے گرداب نشان میں یہ خرابی ہوئی کہ دامنہ قلعمین تلوار چلی اور بی ہمارے اور رنگ نشین نے وہ سحر کیا کہ افسوں چادر دیوانہ وار وحشی شال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفیات کا باعث تھا سب نے جو یہ باتیں قنطور سے سنیں بچپن ہو گیا جی میں کہتا ہوں کہ وہی سبک بچپن تقدیر نے اس واسطے ہو نچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کا خلیکے نابینا پیدا ہوئے ہوتے اب دیکھتے آقا کے نامہ دار کے لیے کیا سامان ہوتا ہو اگر قید کرتا ایک دن دو دن کی حملت پاتے تو تاب کو تسکین ہوتی اور رانی کی تہ پیر نکلتی فقط پیر بھر کا معاملہ درمیان میں ہوا کہ معبود میرے قورجم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقا کے نامہ دار کو خاک و خون میں غلطان نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جو اب دو نگا فرامین کے کا ہی سبک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سو اسے تیرے کس سے کون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبکار غرض	باغرض دارد غرض ہر بندہ زار غرض
دوست کی گرد و باطن بندہ اہل اتفاق	کہ بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد را غرض دوست	یا دشمنارش ہر آن شخصیکہ شدہ یار غرض
غنیہ باغ مرادش لشکر اندر چسان	ہر منافق را کہ باشد در جگہ خار غرض
عاقبتان برگشتہ اہل غرض کے دل بند	کہ چہ چرب و نرم و شیرین است گرفتار غرض
دور بگرنہ زادو ہر صاحب صدق و وفا	بہ رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم مطلب شتغال	ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہنر یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار	چون غرض حاصل شود گرد و دیار غرض

دل سے دعائیں کہیں سب طرح کی تدبیریں سوچ کر فوب فقہہ مار کر پکار کر آواز دی کہ اے
 شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہو ہمارے واسطے روز عید ہو انکی وجہ سے جان کا فوف
 تھا اب فوف جان مٹا کنیز جاہتی ہو کہ میں ساقی گری گردن سب شراب پین صبح ہوتے ہی
 نشے کے ہوش میں ایک ایک دار ہم سب طلسم کشا پر کون کیسے ہم پر فوف غالب تھے راؤن
 کی نیند اٹو گئی تھی کھانا باقی چھوٹ گیا تھا جب خبر آتی تھی کہ طلسم کشا اب صحرائے گردنشان
 آہو نچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے ہر آرام سوئیں گے رہنے ہی قنطور
 نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اسی نسیم یہ کنیز تمہاری بہت گستاخ ہو معلوم ہوتا ہے یہ بھی
 طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا ہو کہ اسی پردے میں عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
 ہمارا دل کشک گیا اس سے کہو کہ باہر جانے بیٹھے صحبت میں ہماری ذرہ ہے ہمیں خوف
 پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شکوفہ یہ فقرہ تمہیں کہنے سکھا یا تھے کیوں ساقی گری
 کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہو اسی ساقی گری میں صدمہ جادو گر مارے گئے
 اسی عیاری پر عمرو نے قیاس میں برپا کہیں جاؤ اب باہر جانے ٹھہر سکتے ہوش اٹو گئے
 کہ اے سبک باہر سے میں کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی حسان یہ شکوک ہیں ایک لفظ
 کہتے ہی کشک گئے میں کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں
 کر کے نسیم کے قدموں سے پٹ گیا اوپر چنیں مار کر رونے لگا کہنا تھا واری اگر مجھے عیاری کا
 شک ہو تو مجھ کو قتل کیجیے آپ آباد رہیں سب ساحر دل شاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی
 زندگی ہو میں نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب عویذ
 تو بیچ جائیں گے بلا سے جان جلے لگے ساحر آباد رہیں خداوند ہفت بیگر کی جان بچے
 کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہو اسکے قتل کی
 ہم کو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تھا ہی میں پڑنے کے ایسے قدرت مہربان
 ہونکے قتل کا سامان ہم کیوں کر خوشی نہ کون آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہہ کر اسقدر روئی کہ نسیم
 نے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے شکوفہ صاحب کو شک ہو میں تو تجھ کو اپنا جان و ایمان عطائی ہوا
 تو کیوں اسقدر روئی ہو سبک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر ہرگز آپ کے

جلوسے سے الگ ہون ابھی سرنگرا کے اپنی جان دیدونگی میں جلوسے سے باہر جاؤں جو میں نے
 کہا ہو میرا بھی کہنا ہو نشے میں ایسے طلمس کشا پر وار کون کہ ہزار ٹکڑے ہوں معلوم ہو کہ طلمس کشا
 کا قید کیا نسیم نے کہا کہ اے قنطور شکوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب سے
 لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھ تو وہ اس قدر روتی ہوئی کہ نگوڑی کا دم نہ کھل جائے
 سانس اس کے پیٹ میں نہیں سمائی بچپن سے میں نے اسکو پالا ہو آج تک کبھی اس سے کوئی
 امر خلاف نہیں ہوا میں کیونکر کہوں کہ طلمس کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور
 نے کہا کہ بی شکوفہ جان دو میخانے میں جاؤ آج تمہیں ساقی گری کر دے سمک دوڑا میخانے
 میں آتے ہی ہلڑ ڈال دیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے میں ساقی ہوں
 کوئی باقی نہ رہ جائے کینزین شراب لیجائے لیکن کوئی پتلہ لیے جاتی ہو کسی نے گلابی لی
 کسی نے قراب اٹھالیا درختوں کے نیچے بیٹھ کر پیئے لیکن سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہو کہ اگر
 رتی بھر لایا میں ڈال دو تو مجھاسیان بھلا کے نکل آئیں سمک گھبرا یا ہوا ہو کینزون میں جسے
 جام پہا ایک کینزیر دوسری کینزیر دست درازی کر کے لگی کوئی کیسا دو پیٹہ فوجی ہو کوئی کسی
 کی بولی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپیٹی جاتی ہو قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کینزون
 کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کینزین خلاف حرکت کر رہی ہیں جو اٹھی لڑکھڑکے
 گری بیہوش ہوئی دس پانچ گری کے بیہوش بھی ہو گئیں سمک بھی جلدی میں چالیں گلابیاں
 کہ آئیں بیہوشی ملا کر کھڑے اُنکے تمامی سے باز رہے تھے سلیقے سے بیکر محفل میں آنا نسیم
 نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شکوفہ شراب لائی ہو خواہ خواہ دل چاہتا ہو کہ
 شراب پیچھے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جانا ہو سمک نے آتے ہی
 شراب تو محفل میں رکھی اور یہ غزل گائی۔

میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہو اک ساغ شراب
 بادہ کش بہستیان کرتے ہیں پی پی کر شراب
 جام گردش میں رہے کھایا کرے جگر شراب
 خوشتر سے خوشتر بہتر سے بہتر شراب

ساقیا پلو اتناک ظنون کو چلو بھر شراب
 فصل گل ہو کھنچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب
 ہو وعاستون کی پارب مثل ماہ و آفتاب
 بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا

ہوں وہ سیکش محنت میں ہوں تپیلے حکم دین
بھر ہمار آئے اسی پھر شگفتہ ہو دین گل
مگر صفائے قلب چاہئے سیکشی کر اختیار
شوق سے داناوی پیر معان کرے قبول
ہوسہ لہوائے میگوں ہو اگر مجھ کو نصیب
سیکشی سے گریہ زاہد کو بھی انکار ہو
غم غلط ہوتا ہی تنگیں کا سرور بادہ سے
بیتا ہی قول کر پیر معان سونے کی قول
منقش ہو وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
خسر کے دن دیکھنا بدستیان مجھ زندہ کی

دودھ کے رلے پلا دے طفل کو مادر شراب
تاک کے سائے میں اینڈین مست پھر لی کر شراب
واسطے آئینہ دل کے ہو روشن گر شراب
خوبصورت سی اگر ہوئی کوئی دختر شراب
گور پر ساقی کے بھجوا دوں گھرے بھر بھر شراب
ویکھنا ہو سپر پر زندہ دن کو پلو اگر شراب
نون دل پینا پڑے مجھ کو ہنودے گر شراب
ہو گئی ہو دوزخ میں اپنا تو آپ زہر شراب
ہو بھی شیشے میں ای ساقی کئی ساغر شراب
گور سے کتنا اٹھوں یا ساقی کو شر شراب

جون سماک بنانا کے یہ اشتعار کار ہوا اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے تیار ہوا ہو قنطورہ جادو
پر نگاہ غور سماک پیدا فی کو دیکھ رہا ہو نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہو اشارہ ہو کہ صاحب دیکھو اس
ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اس سے رنگ جلا یا میرا قنطورہ جادو نام ہو
جیسے ہی اسے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کیسے بکار کر آداز دی کہ شکوہ
پیلہ جام مجھ کو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بقیہ کر دیا سماک سوچا
کہ اب رنگ جم چکا ایک جام صیت ہی خیر بار دوں اسکا یوں خاتمہ کروں پیمیل تمام جام
سیر نہ کیا بڑا بیوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لے کر
کچھ ہونٹ پر لائے شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے قنطورہ نے بکار کر لیا کہ
او سکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کیسے ایک اشارہ کیا کہ برق کو رک کر گری
رنگ و روشن عیاری کا سماک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تمام لیے اب تو
مصل میں ہلڑ ہوا کینرین چھین بار مار کے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہو کہ بن داس ہو کوئی کہتی ہو
کہ جلا داس ہو کوئی کہتی ہو مر چا جن ہو کوئی کہتی ہو مٹھیا دیو ہو عجب طبع کے حرکات کر لے لے لے
سماک زمین پر پڑا ہوا ہو قنطورہ نے کہا کہ کیوں نسیم دیکھتا تھے میرا شک یہا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اڑے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ عہد و برق
 نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہر ہزاروں بلائیں نازل ہونگی دوست
 دشمن ہونے میں قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جاوے گی یہی رنگ ہی ہر مقام پر ہی مرقوم
 ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہیں ہو لیکن آج یہ سعادت مجھ کو حاصل ہوئی قدرت
 نہایت خوش ہوئے فرمائیں گے تو نے ہمارے بندہ کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا
 کنیزوں نے میدان فونی کی تباری کی کنیزین خنجر ہمارے برہنہ ہاتھ میں لیے پکڑ رہی ہیں بعض
 خنجر ہاتھ میں لیے کہ رہی ہیں کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہاں باغ میں تو کیفیت
 ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہو کہ ذبت بجان دکار دکاستخوان سرنگون بیٹھے اپنے
 الگ سے دعا پڑھتا مانگ رہے ہیں کہ اے بے نیازان ظالموں کے ہاتھ سے جان بچالے
 اور ان دشمنوں سے نجات دے اُدھر موج سمندر نشین پہلو میں گرداب کے نیچے
 جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہو اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہو گرداب نے
 باغ آراستہ کیا ہو سندن درست کنیزین چالاک و چست مصباحین حسین و حسین
 گرد بیٹھی ہیں صحبت عیش و حبش آراستہ موج فوش بیٹھا ہو ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ
 تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہو مگر ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے واسطے مول و حزن ہے
 گائین جو گار ہی ہیں جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہو تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا
 سناٹے میں آجاتی ہو یاد کرتی ہو کہ کیوں اے تصویر ملکہ پر قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی
 وہ پروردہ ہمدنا و غم امیر یہ رنج و غم مگر اسنے بھی غقب کیا کہ باب کے سامنے بھی
 جنگ میں معروف رہی افسوں جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے لگا تھا مگر
 موج نہ آجائے تو بتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ میں جاتی تھیں موج نے
 آکر تیلے کو گرفتار کیا یہ بائیں دل سے کر رہی تھی کہ موج بیٹھے بیٹھے ہنسنا اور ہکا کر کہا کہ وہ
 تصویر تو سوچ میں بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش باقی ہوں
 موج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے
 طلسم کشا کو میں نے قریب صحرا سے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قتلور نے پڑا کام کیا

وہ مالک صحرا سے حسرت انگیز ہو طلسم کشا کو بلا کر ایک کینیز کو اپنی بصورت ملکہ پہنا دیا زہ
 جھین لی تمہیں پیام لیکر جاؤ قنطور کو کہا را فرمان پہنچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
 دیر نہوا ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات
 دیں موجود ہیں اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تحفے اس کے قبضے سے نکلنا
 دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اور رنگ نشین اور حلال کو قتل
 کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوندہ میں بھیجیں
 کہ کارخانہ خدائی شست پڑا ہو رونق کارخانہ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہو
 انہرنا سے بھیجے جاویں کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہوا بنانا انتظام کریں جلد
 اپنے تئیں پہنچاؤ راہ میں کہیں پٹھان نہیں یہ سنکر قنطور بد لکشی مٹھی یہاں قنطور روٹھ
 نے انتظام کیا ہو کہ کینیزین آمادہ قتل ہیں ایک کینیز سر پر سہک کے خنجر بکف کھڑی ہو اور وہ
 کینیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہند لیے ٹہل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا ان کینیزوں نے
 رستم کو دار پر کھینچا جا رہی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں قنطور بد لکشی اڑتی ہوئی آسمان پر
 آئی اسے صورت زبیر رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہو کہ ہو کیا غضب ہو معشوق میری بی بی کا
 قتل ہوتا ہو جس وقت وہ کشتہ حسرت و یاس سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسے یہ
 بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے دہشی جاننی تھی کہ یہ سحر میں مجھے زیادہ ہیں جب
 ارادہ کرے پکڑ لین گے اسے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا وہ جو خیر مر
 اس جان کی سننے کی فوراً اپنی جان دیگی اس کے بعد ہماری کون قدر کر گناہ بے قتل سے
 جان دیگی ہماری آبرو نہ رہی جیسی بی گرواب خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے
 نفرت کرینگے سامری نامے میں بھی یہی مرقوم ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہو کوئی نہ کوئی اور
 صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بجاؤ ایسا حسین و جمیل جرمی بہادریوں قتل ہوا
 یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روٹی برق کڑک کر گری کہ جو دونوں کینیزین قریب رستم کے
 کھڑی تھیں ان کے سر اڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر
 ہلایا برق چکی جو کینیز قریب سہک تھی اسکا بھی سر اڑ گیا ابلی خود چاک کر گری جس مقام پر

زہرہ وثیقہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھایا رستم قہار اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
 تصویر و لکش نے تینوں چیزیں اٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پہنی
 وثیقہ ہفت جو ہر پر قبضہ کیا زہرہ ہفت پوش ریب جسم کر کے اپنے نام کا لفظ کیا۔ لفظ رستم
 ارشد اولاد امیر عرب | ایت ظشاہ جو رستم لقب و کلاہ ظشاہ رومی شہر فیروز
 کہ بر تخت مرزوق افکندہ شور | لفظ کر کے لڑنے لگے سب نے جو رستم کو جنگ میں
 مصروف دیکھا عہد آتش بازی نکال کر بارہا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادو گر ہو اہم سحر
 پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلد جاتے ہیں قنطور نے جو یہ سارا دیکھا لکارا کہ او تصویر
 و لکش یہ تو ہے کیا حرکت کی اسے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلمس کشا ہی کوئی افتاد
 ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلمس کشا کے
 ہاتھ سے جان بچھیلی دیکھو کینزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زہرہ پاس تھی اسپر تو
 ہکو فوت تھا اب تو تینوں چیزیں اُسکے پاس ہو چکی ہیں اب اسپر سحر تاثیر نکو کا موانع
 ایسا ہی ساحر تھا کہ جسے اس زور و شور سے کلاہ وثیقہ لیا اور طلمس کشا کو سحر اسے حسرت انگیز
 میں بھیجا نسیم تڑپ کر گئی اور طائر کی شکل بن کر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کر کے آڑی جا پا کہ
 نکل جائوں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیار کیا تھا نسیم کے پڑا نشت کو توڑ کر پاؤ گندہ نسیم
 کا لاشہ جو کہ کینزین بھی جلتے لگیں باغ دیوان ہونے لگا نخل پھرا کر گرے اور جلد لگے
 شل رنگ چہرہ مدقوق زہرہ ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن بھون کے پامال طائرین
 رزمہ سر کا عجیب حال یا تو عند لیبان فوشنوا قتل طلمس کشا کا مژدہ پاکر زہرہ سدرائی میں
 مصروف تھیں یا متقارین بند دل دروند دیارین گر رہی ہیں قنطور نے چلا لفظ نسیم کا دیکھا
 اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرنے ہی نسیم کے نثران نصیب ہوا گھبرا یا ہوا لڑا رہا ہی طلمس کشا
 پر کبھی آگ برساتا ہو کبھی تلوارین کرنا ہو کوئی سحر تاثیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر و لکش پر
 سحر کیا تصویر گر ی بدن میں آگ لگ گئی مثل سر و چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے
 شہر یار کینزین کا خاتمہ ہوتا ہو رستم نے بڑھ کر وثیقہ ہفت و ہر کا ساتھ ڈالا جلتا تو قوت ہوا
 چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کر دے اس تصویر کو قتل کرتی

مشادوں لیکن سبب طلسم کشا کے زور نہیں چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر بری ہو
 سحر کیا کہ زمین نے پاؤں تصویر کے تمام پہلے جھولی سحر کی باتیں ہاتھ سے گری قتلہ و قتلہ
 کھینچ کر چلا تصویر دعا تین مانگ رہی ہو کما و خدا سے نا ویدہ میں نے تیرا مذہب اختیار کیا
 ہاتھ سے اس ظالم کے بجائے اس حسرت میں طوط طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ بڑی کہ
 رنگ و رو سے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھیں دنگ مگا رہی تین ہاتھ پاؤں میں عیشہ عالم کیا
 بدو اس طوط آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا
 جی میں کہتے ہیں کہ اوستہم یہ تھاری جان بخش ہو تیغہ ہفت جو ہر جگہ تے ہوئے ساوا
 نامی کو راہ میں مار کر قریب تصویر کے پہنچے عکس جو تیغہ ہفت جو ہر کا پڑا تصویر رکھ رہا
 جبک چمک کر سحر کرنے لگی قتلہ کا بھائی جلیو رجا دو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال
 بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تو پیکر ٹھہکا کہ تصویر کا ہاتھ تمام لون اسکا بیاہون
 اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکالوں جیسے ہی تصویر پر چا ہا کہ ہاتھ ڈالوں تصویر نے
 پیچھے ہٹ کر گلے میں ایک ہار پہنے غلی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا بھول اُسکے جلیو
 پر گرے پھر لون کا گڑنا تھا کہ آنکھیں جلیو کی شیش ہوئیں ہاتھ پاؤں میں رخنہ آیا قلب تزلزل

بیتاب ہو کر کارم تھا ظلم	غم سوا عشق کا مال نہیں	کون دل ہو تو ہا مال نہیں
حسن پر آپ میں عیش مغرور	کون کسی ہو جسے زوال نہیں	حسن میں مال کا نہیں جو فرق
کر بار دیکھ جمال نہیں	خواب میں بھی نظر نہیں آتے	آنکو مطلق مرا خیال نہیں
زخم کے منہ سے بات کیا ملے	لال ہو طاقت مقال نہیں	غم سے افسردہ ہو گیا آنک
آرزو سے شب وصال نہیں	رخساک سے غیر کو جہلا ناہو	وصل کا آپ سے سوال نہیں
ہجر میں ہو گیا وصال نظام	بھر کیو نہ کر کون وصال نہیں	ای جان جان دار آرام دل

مشق تان میری تجھ جان جاتی ہو ایک نگاہ پھر شاد سے آہوان چشم نے مجھ کو شکار کیا دل کہ
 بہت بقیار کیا تصویر نے پیار کر آواز دی کہ قتلہ رکھ لاؤ تین چہرے ساتھ شادی کرو
 جلیو رستم کہ جیو ستا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پیار کر آواز دی کہ قتلہ رکھ لاؤ تین چہرے ساتھ شادی کرو
 تے کیا ہے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا لگتی تین سرخ چاکر بیٹھ میں تیرا سر کاٹ لوں

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آبا تلواریلا نے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہو کہ اسے
 بیجا کیا تیری شائستہ آئی میں دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا اس پر اپنا ٹیگا
 جیو پور اپنے ہوش میں نہیں ہو ہاتھ تلواریلا کا مارا قنطور نے تلواریلا کو تلواریلا پر روکا اچھا ہو
 سے ہاتھ دکھلا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلواریلا کا مارا کہ جیو پور کے دو ٹکڑے ہوئے تھے
 میں تو ہاتھ مار دیا لاسفہ جو بھائی کا دیکھا چھین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
 تصویر اب تجھ کو ضرور مٹا دوں گا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا اب
 تجھ کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا تصویر تڑپ تڑپ کے کینزوں پر گر رہی ہو کئی افسر مارے
 کینز جن جن کے قتل کین یہ محنت میں طرف تصویر کے جانا ہو دوسرے رستم لڑتے
 ہوئے آتے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلواریلا کا مارا رستم نے تیغ ہفت پیکر
 پر روکا طلس جو تیغ ہفت جو ہر کا پڑا قنطور اندھا ہو گیا دوسرے رستم نے ہاتھ مارا
 کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چل باغ سارا جل گیا کینز
 تمام چلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ آواز میں تجھ کو میری مدد کا کیا سبب ہوا
 تیرا احسان عظیم ہوا تو جان بخش ہو تصویر نے شرم کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملک
 ہمارے اور رنگ نشین کی دایکسی دختر ہوں اس وقت جو آپ کو اس حسرت ریاس میں دیکھا
 دل بقرار ہو گیا اب میں پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہیں معلوم کس طور سے
 پیش آؤں گا آپ کی جان کے خواہان ہیں اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جاو قنطور کا
 بڑا بھائی ہو جسکی قید میں حملال سرکش ہے اسکو چیل کر رہا کیجے دوسرا جاو کر اسکا بھائی
 اسی کے پہلو میں رہتا ہو جسکی قید میں ملک ہمارے اور رنگ نشین ہیں چیل کر اسکو مار لیں
 اگر حکم ہو تو کینز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہہ کر رستم تصویر کو ساتھ لے کر
 سک براے رہائی حملال چلے سک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
 ملک تصویر دلکش مجھ کو بہتہ تبار دو تو میں جا کر حملال سرکش ایسے رفیق کو رہا کروں
 تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اس میں گرد آؤتی ہوگی گرد اس کا
 عزیز دار سر اب جاو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام بلیگا سمک یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طو کیا تھا کہ صحرا کے سراب میں پہنچا
 دیکھا کہ گردانہا کی اڑ رہی ہو سمک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
 سمک نے اس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمک قریب پہنچا پوچھا کہ اسی براد تو تھا
 کیا نام ہو کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اسنے کہا کہ قاصد خوشخبرام میرا نام ہو
 مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہو کہ طلسم کشا نے ربائی پائی طرف صحرا کے سراب کے
 جاتے ہیں تو میں نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہوں کہ مسکو آگاہ کروں طلسم کشا
 آتے ہیں ہوشیار رہنا سمک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتوں میں لگایا باتوں میں
 لگا کے بیہوش کیا اسکو درہ کوہ میں ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اسکی
 جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا مقوڑی دور جا کر دیکھا کہ
 جنگل میں ایک مکان بنا ہوا ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے
 خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سمک نے پکار کر آواز دی کہ وہی شہنشاہ سراب
 میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں اس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخبرام
 آیا ہو بیان بلا لو خادم آیا سمک کو بالائے قصر لے گیا سمک نے آکر سلام کیا نامہ نکال
 بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرماں پڑھا پڑھ کر کہا کہ اسی قاصد یہ صحرا کے سراب آیا
 ہو اگر بیان پڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اڑاتا پھرے میرے صحرا میں کوئی
 نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سمک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہو غلام کو راہ دور
 دراز طو کرنا ہوگی اگر حکم ہو خوب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤ مگر سراب سے
 کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہ جاؤ سراب یہ کہہ کر قاصد نقلی کو ساتھ لے کر چلا
 پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ میں ایک چوتھہ نہایت آراستہ
 تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو لا حضور کے ساتھ
 کچھ کاؤں اگرچہ آپ کی خدمت میں عمدہ عمدہ گائینیں موجود ہیں شاید وہ بھی پسند کرتے ہوں
 سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہو سمک با بیان کہنیکر مسند پر جا بیٹھا دیکھا کہ
 لگا نہایت لطیف سے یہ غزل سن رہا تھی۔

<p>و کا ہو شمع قاتل مجھے خیال یہ ہو لبون پہ جان ہو اک دم کا اور حمان ہو اڑا سے طائر رنگ رخ پر پرویان عیان ہو سہلہ محبوب سے عروج شب رہا نہ نام کو اختیار کا نشان باقی نہ آجارات مجھے اسکا غم نہیں رعنا</p>	<p>تروپ گیا ہون دم ذبح انفصال یہ ہو مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہو حقور صل ملے آپ کا جمال یہ ہو بھل آیا نکل میں کس حسن کا کمال یہ ہو دلا بس آہ رسا کا مری و بال یہ ہو گیا وہ غیر کے گھر بقطہ طالی یہ ہو</p>
<p>اس لطف سے سبک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہ اسی قاصد خوشخرام تم تو لاش اسکے ہو کہ تنکو اتویہ بار و بنا کر کے سبک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہو کہ موج نے میکو خزانے کا دار و نہ کیا ہو ہزار مارو پیہ میں نے پایا استادن کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساتھی گری غریب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھا میں بھل جما میں ساتھی گری کروان سر سے شراب پلاؤں شہ سے گاؤں ملے سے تباؤں پاؤں سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اسی قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہو یہ کیلے کنیر سے اشارہ کیا کہ کبھی میخانے کی قاصد خوشخرام کہ دو سبک نے کتھی لی چاہتا ہو میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی بجلی ایک ابر نقرئی یہاں ہوا ابر آ کر بٹھا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریاں چہرے پر بڑی ہونٹیں لباس باری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے دین پر آرا چند کنیر بھی بیٹھی ہیں وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہ اسی ماد جو سربان اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اسکا کہ آؤ مخوار نے کہا کہ اسی فرزند اس وقت میں حملال کشش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگر چہ حال ابتر ہو بقرار ہو مضطرب ہو گر شاید اسے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے نادان بنے پوچھا کہ اسی حملال کشش قید خانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے کتار ہو پلائی نہ ہو گئی کتار سے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طالع کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا میں گہرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صفا</p>	<p>اس لطف سے سبک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہ اسی قاصد خوشخرام تم تو لاش اسکے ہو کہ تنکو اتویہ بار و بنا کر کے سبک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہو کہ موج نے میکو خزانے کا دار و نہ کیا ہو ہزار مارو پیہ میں نے پایا استادن کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساتھی گری غریب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھا میں بھل جما میں ساتھی گری کروان سر سے شراب پلاؤں شہ سے گاؤں ملے سے تباؤں پاؤں سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اسی قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہو یہ کیلے کنیر سے اشارہ کیا کہ کبھی میخانے کی قاصد خوشخرام کہ دو سبک نے کتھی لی چاہتا ہو میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی بجلی ایک ابر نقرئی یہاں ہوا ابر آ کر بٹھا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریاں چہرے پر بڑی ہونٹیں لباس باری پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے دین پر آرا چند کنیر بھی بیٹھی ہیں وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہ اسی ماد جو سربان اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اسکا کہ آؤ مخوار نے کہا کہ اسی فرزند اس وقت میں حملال کشش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگر چہ حال ابتر ہو بقرار ہو مضطرب ہو گر شاید اسے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے نادان بنے پوچھا کہ اسی حملال کشش قید خانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے کتار ہو پلائی نہ ہو گئی کتار سے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طالع کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا میں گہرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صفا</p>

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ وقت قتل سراپا گیا اور نظر میں گھبرائی ہوئی
 تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہیں آیا سراپا نے طرف سمک کے اشارہ کیا کہ
 یہ قاصد آیا ہو حکم گردا دیں کہ حملہ سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہو چند شعر
 جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہو جیسے گانا اسکا سنیے گانا کیا ہو
 سحری دل پر تاثیر کرتا ہو اب ساقی گری کر گیا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یا وہ گئی
 ہے قسم ہاتھ میں اٹھالیا اور جو جاہل و خری کیا میرے جنگل میں کون آسکتا ہو کسی حال
 ہو کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاک نے کہا کہ ای فرزند بیخود دل
 سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہو اتنا کہ دیتی ہوں کہ بعد تھا ہی صحرے گرد نشان
 طلسم کشا تلاش لوح میں جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوح داران کی موقوف ہو اگر طلسم
 قلعہ گردا دیں نشان کو فتح کرے اور صحرا سے محیط میں پہونچے لوح داران جہاں خود
 خود ہشمنہ ہو کہ طلسم کشا سے ملوں اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کر دوں اس وقت
 طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح لینے سے انکار کر دین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا
 صحرا سے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور قحاحی طلسم میں مصروف ہوا ہر چند کہ
 مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہیں لیکن جب لوح ملی سب مشکاکین طلسم کشا
 کی آسان ہیں سب ترکیبیں لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائیگے سمک سے یہ باتیں
 سنیں آج کان میں نام صحرا سے محیط پڑا جی میں کہتا ہو کہ ای سمک اب خدیت آقا میں
 یہ ذکر کرونگا سفاک آدھنوار سامنے سراپا کے ذکر کر رہی ہو اور کہتی ہو کہ ای فرزند غفلت کا
 وقت نہیں ہو ہر وقت ہوشیار رہو تم مجھ صحبت میں شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
 خوشخرام کے سپرد ہو مجھے اب پردہ ہو کا ہوتا ہو یہ کہیکے سفاک نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
 پھینکی پکار کر آؤ ازی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم میں رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
 طلسم ٹوٹیکا تو تمہارے بھی عزیز مارے جائیں گے یہ انگوٹھی اٹھا لو پھر ساقی گری
 سمک کا پ گیا گز بھوری اٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ میں
 سمک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر مٹھ پر گر کر رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفا کہ نے آواز دی کہ کیوں سراب تو نے دیکھا تخریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی میں نے کتاب میں دیکھا کہ تیری اجل قریب ہو اگر میں نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہنچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہو اسے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بیٹے بیٹے ساحر وں کو مارا یسیر زند خواجہ عمر و عیار وں میں بہتر سے بہتر ہو اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا نور کم ہو جائے گا سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ ایسا مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا میں وقت پر نشر وعت لائیں آپ نے فوب آگاہ کیا اس سکار نے اپنا رنگ جمایا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کبھی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ تیرا تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفا کہ نے کہا کہ جلد دار استاد کرو دارین استاد ہونے لگیں جلا د موجود ہوئے سمک بقرار ہو جب جلا د سر بر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچوں اُس وقت سمک نے بقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز دو بندہ غلام تیری صفت کون بیان کر سکتا ہو تو کریم و رحیم ہو۔ لفظ طلسم

ز نور حق منور گشت ہر شمع	شد اندر خانہ دل جلوہ گر شمع
کہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ	گئے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع احباب و بنود	کہ از شمس و گہ از روست قمر شمع
چشم اہل بلیش واد جلوہ	کہ از شام و گہ از نور سحر شمع
کہ از پروانہ ذات حق عیان گشت	گئے پر تو فگن گردید در شمع
بہر دل پر تو انوار بخشید	بہر دیدہ کنند روشن لفظ شمع

بقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہو سفا کہ کہتی جاتی ہو کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلا د ہاتھ تلوار کا مارو یہ سکار مارا چلے کہ میرا فرد نہ مہلت پائے ارے حملال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم بیان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی حملال آئیں گے کہ پیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند جھنڈیاں گئیں نفس حملال پیکر آئیں نفس سے حملال کشش کو نکلا زیر تیغ بٹھا یا جلا د سیکے بھی سر بر آیا جلا د صاحب پیدا و پیدا دی کر رہا ہو پکارتا ہو۔ فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا و حبیت + مرغ را دانه بلا مشد طعنہ بر جیاد حبیت + جلا و کھڑا
کہ رہا ہو کہ اسی ملکہ عالم تیغہ باڑہ دار رکھتا ہوں بازو بڑ قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم
کر دنگا قتل کرنا میرا کام ہو جلا نا خداوند ہفت پیکر کا کام ہو حملال نے سر جھکایا اور درویش
نگاہ سے طرف سماک کے دیکھا کہ سماک رو رو کر کہتا ہو افسوس دیدار سے میں اپنے آگے
محروم رہا ان ساحروں کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونوں
کا سر کاٹ لو جلا دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں مدح اس بعالم یا اس قضا سے کار
نصویر دلکش رستم کو ساتھ لیکر چلی گئی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا میں پہنچی کہ جس
جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں آثار اکہا کہ حضور بیان ٹھہرین میں جا کر خبر تو لوں لیکن
سراپ کیا کر رہا ہو رستم صحرا میں ٹہلنے لگے نصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراپ جاو
و مبدم کہتا ہو آپ آپ کے جانے میں کیا دیر ہو سفاک جواب دیتی ہو کہ اے نور نظر میں خاتمہ
کر کے جاؤ گئی عیار اور سردار قتل ہو لیں چند عورتیں مسکارہ و حیل ساز و شعبہ ہار جان
اور طلسم کشا کو لنگ کے لائیں تب میں جانوں کہ میں نے کام کیا نصویر دلکش نے جو آسمان سے
یہ سحر کر دیکھا ہاتھ جھکائے دونوں جلا دون کے سر اڑ گئے کوڑک کر نصویر گری سفاک نے
لنگار اکا دھجھو کر تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہو چکا کہ ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ ٹھاو گی
یہ کہلے گولہ مارا نصویر کم سن یہ ملعونہ بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شیلہ چھوڑ
نصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیائے سحر ہاتھ سے پھینک دینے
خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی ہتھار ہی ہو نہتہ کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں
سفاک نے آواز دی کہ اے سراپ جاو اسکا سر کاٹ لے سراپ تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے
سے باغ کے شیر کے نرسے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جو ہر جھکاتے ہوئے رستم آتے
میں اور آواز دی - لغزہ رستم پلٹیں

طالعہ ہفت پیکر	کہ بر تخت مرزوق اقلندہ شور	منم فارس عرصہ کا زار
منم شیر دل رستم نامدار	منم قاتل کالہ ان جان	منم نور عینین صا جعفر
سماک و حملال و نصویر کو زیر تیغ دیکھا نصویر کے آگے رستم نے سپنہ سپر کر دیا آخر		

تیغہ ہفت جو ہر کا عکس جو نقویر پر ڈالا نقویر نے سحر سفاک سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
 ٹپنے لگی جیسپر گری اسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سبک و حملال کر رہا گیا سبک نے
 اٹھتے ہی حقہ آتش بازی کا مارا شعلہ ہاسے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مر کر گرے مگر سب
 کنیزوں نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالا یا جیسپر عکس
 پڑا وہ جلا جسا کو قبضہ مارا اسکا سر پٹھا سراب جادو لغو کر کے رستم پر جا پڑا سفاک نے
 آواز دی کہ ادھر اب یہ کیا کرتا ہو اسے یہ جان لیتا طلسم کشا ہو اسپر سحر تاثیر نہ کر گا نورین
 یہ رستم ہو صاحب شوکت چشم ہو کون ایسا ہو کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جو ان سے کہ
 فرنگستان میں چوتھ لاکھ فرنگیوں میں گھس کر مردوق کو مع تخت خندق میں پھینکا کہ
 آج تک قارون دار قصر خدالت میں غرق ہو اسکی جوأت میں کیا فرق ہو خبردار سامنے
 نہ جانا سراب نختے میں جا پڑا رستم پر بس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاسے آتش
 کرے شجر بر سے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جھنڈہ ٹپ رہی ہو
 کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر پاش کے مارے پھینکا مارے صد ہا کنیزوں کو جلا دیا یہاں
 جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے ملکار کر آواز دی کہ اوتے حیا
 مروان عالم کا تو ایک دار قبول کر یہ کہ کے تیغہ ہفت جو ہر کو چمکایا پتھر بدل کے ہاتھ
 مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ ہفت جو ہر کو چمک کر گرا سپر سحر کے دو
 ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرے ہی
 سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرانام من سراب جادو بو
 یہ آواز جو کان میں سفاک کے آئی سفاک نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
 طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جبکا دنیا میں مثل تھیا
 اس سحر کو اسنے ایسا آباد کیا تھا کہ سحر اسے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
 فتنہ انگیز نقویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہاں تک پہنچایا اور میں نے غضب کیا کہ سحر اسے
 محیط کا نام لیا عیار بیٹھا کیا اب اسکے بعد ہی وہاں لیجا نیگی ہر چند کہ لو حداران بڑا سحر
 نہ بردست ہو مگر میں سحر میں بے لطیف تھی تو کیا بنا لیا سراب ایسا ساحر یوں مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طعن تصویر کے چلی لٹکارتی ہوئی کہ اول تصویر دلکش تو ہے طلسم کشا کو بھی اپنا
 جمال دکھا کے مانگی کر لیا یہ کہ کے سحر کیا مگر مال سفاک کا اجر ہو بقرار و مضطر ہو اس زور سے
 تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر پر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاک نے
 قریب آکر مال پکڑے کہا تم کو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
 حال پر روئیں اور مجھ کو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے آؤ دن اور لیکر بلند ہوں
 طلسم کشا نفرہ کر کے چوہے سفاک نے خون طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا
 ایک کر ہاتھ تیغ ہفت جو ہر کارا با بیان ہاتھ کٹ کر سفاک کا گر اسے ایک چیخ ماری کڑھیں
 خراگئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر چوہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
 گروے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے مشعلہ
 آتش نکلیں رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جو ہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
 کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے
 شہر بار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
 شکر ہو کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا کے سفاک نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو
 میرا عجب حال ہو دم بھر میں ابی ہوسا سنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مار گیا پناہ نہ دیکھا میں جاتی
 ہوں اس منفی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے یعنی ملکہ ہمارے
 اور رنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹے سے کچھ اُسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اُسکو اسی کے چوہے
 ہاتھ سے قتل کروں یہ کہ کے زمین پر دو خون پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گرہا
 پڑ گیا سب کنیزیں بھی اُس غار میں بھاڑ پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
 میں سفاک کے اُسی غار میں جاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ ماحونہ غصے میں گئی ہو جا کر خاک کو مار ڈالے
 حلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہر بار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
 کر سکتی ہو غلام فوراً جاتا ہو یہ کیے حلال سرکش اڑا پر پردہ اڑا کر کے چلا بعد نکل جانے
 کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہو سناٹا دیکھ کر پریشان ہو کر سماں
 سے فرمایا دیکھاتے بڑھ کر خبر لاؤ سماں بھاگا برا سے خبر چلا بعد سماں کے کہ رستم اکیلے

اس صحرا سے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت
 قوی تن و قوی من سید و بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک و جست پیغم
 برہنہ ہاتھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیز سے و تلوارین ہاتھ میں لیے ہوئے وین سے ساحر
 نے آواز دی کہ منہ تمہوہ چرخ پر وازارے طلسم کشا کو مار لو اسے غضب کیا حملال کو قید خانے
 سے کیوں بلایا رہائی کی تدبیر آئیں والوں نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اس
 اکناف کا وہ واقف کار ہو سب تھے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا چہ سحرے محیط لیجا نیگا لوح
 کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہو گھر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہہ کر طلسم کشا پر آ پڑے
 چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغ ہفت جو ہر کہینچا ساحرون سے رٹنے لگے
 جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رٹنے لگے تیغ ہفت جو ہر کو جنبش دی حربے اُن سے بلیٹ کر
 اُن ہی کے سینوں پر پڑے جسے پڑہ مارا تھا پلٹ کر فرار اسی کے سینے پر پڑا جسے تلوار لگائی
 پلٹ کر تلوار اسی کے گلے پر پڑی سرکٹ کر گرا کئی سی ساحر جو مکر کر کے تیمور چرخ پر واز گھر گیا
 بکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر چلے کر و تحفہ ہات اُس کے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا
 کو بچا لیتے ہیں تیغ ہفت جو ہر چکر رہا ہو گلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا
 تھا تو ہمارے اور نگ نشین کو قفس میں بند کر کے مکان تنگ و تاریک میں لٹکا کے باہر
 نکلا تھا کہ ایک ابراہیمان سے اٹھا دیکھا کہ درخت فغفور گوشہ نشین تخت پر سوا
 بارہ ہزار جسد و گریان ہمراہ آکر پہنچیں فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ اے اب
 کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سرب جادو مار
 گیا میں اس وقت وہاں گیا تھا جہاں حملال قید تھا اسکو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر
 میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا کہ طلسم کشا کو گھر
 فغفور در زندہ آجائے برہمی ہو کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ خدا سے
 در وناک سے کوئی در ورسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہو نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش	مبتلا سے فراکش و کاہش	ہمد و ہم مزاج لیل و نہار
حسرت فتنہ دولت بیدار	آخر آرام آگیا جی کو	چھوڑ کر غم جلا گیا جی کو

روز گل ہائے انبساط کا چٹھا کیا نگہ ہائے آرزو باہم کس قدر خشنہ کام آ رہےصال مستی اشتیاق بوسن کتنا پھر وہی شوق دشت و فوج جو ظلم دوران کا ماسدا یہ ہو بد زبانوں کے منہ پڑی یہ بات بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا	ہر شجر خندہ نشاط کا جوش دبدرم تازہ محفل آرائی کاسۂ جیج جام آبِصال راہ پر اپنے آسمان دریا اپنے وعدے پر آگیا گردن دوڑوں کو حسبِ عادت دیکھا خوش بیانوں کے ہاتھ آئی بات دیکھنا عشق کی فسون ساری	چشم انصاف چارہ جو باہم دل دہی دلیری دل آرائی دامنا ساغر و سببو بیکار دہرہ بر جلیں کا نشان شہرہ اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے چشم بد دورا کے کیا دیکھا بدلہ سخن کو اک بہانہ ہوا کھیل بچوں کا ہو گا جان بازی
---	--	---

اگر باکی نگاہ مہر آلود دست دشمن میں تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھر اگلی جی میں کہتی ہو کہ اسے یہ کس درد منہ کی آواز ہو کہ
کلیجے کو بر ماتی جو ایک بات ایک ایک تقریر دل دوز و پر سوز ہو کہ دل بچھین ہوتا ہو
کنیزوں سے کہا کہ دروازہ کھولو میں دیکھوں تو کون در و سیدہ قید ہو کہ جسکی باتیں سنی
نہیں جاتیں دیکھا نفس میں ایک نازنین مہ جین کم سن گرفتار دام رنج و محن آنکھوں سے
آنسو گرہے ہیں کچھ اشک مرگان برائے گئے ہیں کچھ مرگان سے ٹپک رہے ہیں جب
آہ کرتی ہو تو زمین تھرائی ہو فغفور نے قریب آ کے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت میں ہو کس سے
جبرائی ہوئی ملکہ نے آہ کر کے کہا کہ اسی پر سان حال غریبان و اسی مہربان حال بیکسان کیا
حال اپنا کہوں گرفتار دام مصیبت کشتہ تیغ حسرت ہوں معشوق کی ایک بات لا کہوں
دشمن جو راہ پر تھے وہ راہ دن ہمارے ہیں حال لائق کہنے کے نہیں ہو خوف آنا ہے کہ
ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہو مگر
نہم کا سراسر تصور ہی تمہور جاو ساٹھ ہزار ساخرون کو لیکر برائے گرفتاری طالعہ کشا گیا ہو
خدا انکی جان ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے یہاں تک ہو نچائے ہم نوبت بجان و کار و
باستخوان ہیں اسوقت میں اگر حال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی چاہتے ہیں
کہ وقت اپنا قریب ہو یہ حیران کشیدہ بد نصیب ہو شاید حال ہیشتال دیکھ لیتے

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل شکنیں پائے
 فلک کج رفتار و گردن غدار سے یہ امید نہیں کہ اب ہمارا راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
 ہم انکے سامنے قتل ہو جائیں روح مثل پروانہ گردشیں جمال پھرے ظاہر کوئی ایسی صورت
 معلوم نہیں دیتی یہی باعث بقاء رہی ہو اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے غفور یہ باتیں متکبر
 بقرار ہو گئی کہابی بی مختار ایک ایک کلمہ پر اسے تودہ دل تیر دل دوز ہو باقون میں
 کس قدر سوز ہو کچھ خدمت مجھے ارشاد ہو میں بجلاؤن ملکہ نے کہا کہ اسی شاہزادی متکبر
 ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے نفیس سے نکال دو دہان سے بھی سوزن نکالو کہ میں
 جا کر اپنے معشوق صفت شکن کی مدد کروں آفت سے اس شہر مار کو بچاؤن نہیں معلوم
 ساٹھ ہزار ساحر وہن سے کیا گزری ہو غفور نے کہا کہ اسی ملکہ عالم میں قید سے رہا نہیں کرتی
 مگر جا کے خبر لیتی ہوں دیکھوں جا کے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
 ہو مگر یہ سن چکی ہوں کہ طلسم کشا صفت شکن و تیغزن یکہ تازمیدان جلالت شہسوار
 عرصہ جرات لاکھ دو لاکھ سے جنگ میں بند نہیں مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار چب
 چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائیں گے لیکن میں جا کر جفاک ہو سکیگا بچاؤن گی
 ایک غفور باہر نکلی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کنیزوں سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
 محبت نے اس مہمیں کا کیا حال کیا یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزوں سے
 چلی کنیزیں بازو بڑو قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہیں یہاں رستم نے
 کئی سوا فسر قتل کیے ساٹھ ہزار میں گھرے ہوئے لڑ رہے ہیں تیمور آواز دے رہا ہو کہ
 اسے یار و طلسم کشا کے سامنے سے کیوں بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کر کے ٹوٹ پڑو کلاہ
 سر سے اتار لو اگر ان تھک جات کو لیا تو تمام طلسم میں تم سب کا نام ہو گا ہر کس و نا کس
 یہی ذکر کرینگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تھک جات
 یا جکا اب لوح کا ملنا باقی ہو تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کر کے رستم کو گھیرائیں
 تفتاک مار رہے ہیں یہی قول ہو کہ اسکو گرفتار کر لو مگر رستم بیچ میں پشیمان جنگ کر رہے ہیں
 جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے وصل جنم ہوا اگر دلاشتے ساحر دن کے بیچ میں رستم

لختے خون کے جسم پر جھے ہوئے کنہی سے خون ٹپک رہا تو قبضہ تیغ ہفت چوہر پر قبضہ پیکر
 جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہیں تیمور اپنے والوں کو ترغیب دے رہا تو کہ یارو تم سب لوٹو
 طلسم کشا زخمی بھی ہو تیغ چھین لو ایک ہاتھ میں دو دو ہزار لپٹ جاؤ گلاہ سر سے اتار لو یہی
 خون ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤ گے فردا فردا کے قتل ہونے سے تو
 نجات پاؤ گے کہ اب نقرئی آسمان پر چکا ابر کو دیکھ کر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
 بھی سحر کر لگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہیں اگر ہزار دو ہزار قتل ہو سے بارہ ہزار اور
 آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جہاں بیشال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
 جوان رعنا خانے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جرأت
 سے شمشیر زنی کر رہا ہو کہ کسی ساحر کا وصلہ نہیں پڑتا فغفور بے قرار ہو گئی کچھ تو خیال سمیت
 ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزوں کو اشارہ
 کیا بارہ ہزار کنیزوں نے حوٹے سحر کے ہاتھوں میں بیسے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
 کہ طلسم کشا پر سحر کر لگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر گئے اور پکار کر
 آواز دی کہ دیویشہ جرات وادی یکہ تاز میدان جلالت فوت ذکرنا تیمور کو گھیر کر الو
 محکو ملکہ ہما سے اور رنگ نشین نے بھیجا ہو میں کنیزی میں حاضر ہوں یہ کہ کے دوسرا
 حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
 پڑا غضب کیا بیس بکس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر الو اب اسکو حملت نہ دو
 یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہو اس کے زخمی ہونے پر کس قدر بے قرار ہو کر پڑے ہیں
 لڑ رہی ہو کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر
 فغفور پر سحر کیا فغفور ریشٹ پر رستم کی آگئی رستم نے تیغ چکا یا سحر تیمور کا باطل ہوا
 جب تیمور سحر کرتا ہو فغفور ریشٹ پر طلسم کشا کی آجاتی ہو علمشاہ تیغ چکاتے ہیں ہر تیر
 فغفور کو بچاتے ہیں یہاں تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہو جن کنیزوں کو فغفور دیر
 زندہ رکھنے پر چھوڑ آئی تھی ان کنیزوں نے دیکھا کہ یکا یک زمین بھٹی اور سہٹا کہ
 مردار ہزار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزوں سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہونو کو گئے مقرر کیا کینزون نے کہا کہ ہکو ملکہ فقور مقرر کر گئی ہیں ہم قید خانے میں نکونہ جانے دینگے سفاکہ مردانہ خواہے کہا کہ میں طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہوں ایک حجرہ سب کو شاد و نگی میں ملکہ ہواسے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہوں سامنے سے ہٹ جاؤ میں اسکا نفس نکالوں اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے متعلق ہیں جھیل سے گر آب نشان اوسے گئے یہ کہنے چاہا کہ قید خانے میں نفس جاسے کینزون نے یہ سنا سفاکہ سے لڑنے لگیں لیکن لیکن سفاکہ ساحرہ زیر دست بادہ کبر و نخوت سے مست اٹھ کر کہتا تھا کہ مانتی ہو سکتے ہو سے ہاتھ کا فون بیکر بھینک مارا کینزون چلنے لگیں کئی کینزون نے جل کر آگے آگے بیچ میں سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی غیوڑے ہی غصے میں کینزون کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہو کہ ملکہ ہواسے اور رنگ نشین نفس سے سرنگار رہی ہیں یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہیں۔ نظم

<p>دیکھتا سنتے ہمارے ناکر شبگیر کے چشم کم سے خاکساری کے مٹھون بیچے کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان سہرے بچہ کیون نہ ہوں ان سورت لیکر دیکھتا قاتل نہ چھوڑیگا کبھی سب راہو رٹ لگی رہتی ہو تیرے نام کی وحشت میں بھی استغدر و گئے ہیں معشوق اُن کی کشتی کیونہ تا سحر کی طرف سے اس پری کو چھدا</p>	<p>پرچے ہیں صورت میر شہا ساس تیرے یہ نہیں اشعار میر سے نسخے ہیں اکبر کے نوجوان بچہ گئے کیا تم مرید اس پریم کے میں ملائک پر بچنے واسلے تری تقویٰ کے حلقہ زنجیر ہیں جو ہر مری شمشیر کے دائے تسبیح ہیں داسے نہیں زنجیر کے حلقہ گیسو ہیں حلقے دام ماہی گیر کے کیا کہ بن سحر یہ ہم مشتاق ہیں تقریر کے</p>
---	--

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ نفس میں سرنگار رہی ہیں نام رحم زبان پر بقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او کیسو یہ بد عشق سر پر چڑھا ہو دیکھ میں عشق میرا تار سے دیتی ہوں میرا قاتلہ جنگ میں کتا عرض میں ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا کر دنگی ملکہ نے جنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے نفس اتارا باہر لیکر آئی نفس کو زمین پر رکھ دیا پیچ کر سے کھینچنے لگی ملکہ ہواسے اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں۔ **نظم**

محکم از سید سکندر کر و حق دیوار عشق
صاف چون آئینہ دل گردہ از افوازش
از زبان و قہقہہ عاشق سیکند از عشق
محم راز خدا شد محرم اسرار عشق
گر وہ در جسم دجان عاشقان آرا عشق
سرخند ہر کس چہ شمشیر و ہر دار عشق
ہر کہ بر گردن بے بندہ ہنر آرا عشق

تا بود دور زمان آباد باشد و ارتق
صورت مطلوب از خود میناید چارسو
پیش جانان گرفتار دامن جان ہم ریغ
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض
در دمندر در دل را کہ شود صحت نصیب
ہر کسے گردن بجمہام محبت خم کند
سیکند سر شستہ الفت ز ہر رشتہ جلا

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں سفاک نے نیچے مکر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہو چاہتی ہو
ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے
آواز دی کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو کہ تمہو سے ملے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تمہو سے ملے آپ کے
آداب و تسلیمات عرض کیا ہو مراد آنکی یہ ہو کہ آپ نے پڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے ہاتھ لایا
یہاں تک کہ ہاتھ کٹوا یا یہیں بیکر ملکہ جہاں سے اور ناگ نشین یہ بھی آپ کے عاشق و معشوقہ
ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تہاں میدان فونی کی ہو گئی ہو فقط آپ کے چلنے کی ہو گئی
حقیقت میں تمہو سے بڑا کام کیا چلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے ہاتھ پھر گاہ چھینی ذرہ
ہفت ہوش کس حکمت سے اتر وائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاک نے پرستے ہی کہا کہ اس سے
کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہو مجھ کو حکم ہوا کہ ملکہ سفاک کو لا کہ
آٹکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو چکے فوت سے خداوند پریشان رہتے ہیں آٹکے کل کہ
عجائب پر مین روز میلہ رہتا ہو تمہو سے کے پاس فرماں بھی بھیجا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ
طلسم کشا کہ جلدی گرفتار کرواؤ کوئی ملکہ کرواؤ بھارت پکڑ لو تمہو سے آج بڑی جرأت کا کام
کیا اس طریقہ سے گرفتار کیا کہ دیکھتے والے آفرین آفرین کرتے تھے ہر ایک کا قول تھا
کہ آج تمہو سے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قہر کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا تھا کہ سفاکہ نے دیکھ کر آواز دی کہ اوسا سحر میرا دل خنجر کو دیکھ کر دھڑکتا ہو گیا ہوں کی
ایسی باتیں کرتا ہوں کہ کتاب دیکھ لوں تو شیرے ساتھ چلوں یہ کہنے کتاب کو کھولا سماک
ہاں ہاں کرتا ہوں کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہو جی چاہے چلیے زحی جاہتا ہو
نہ جانیئے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سماک اٹھ کر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھا آواز دی کہ او
نا عیار کہاں جاتا ہو سماک نے پلٹ کر جواب دیا کہ میں جا کر اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ نہیں آتی ہیں
قریب پچاس قدم کے سماک گیا تھا کہ سفاکہ نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر لکیر زمین
پر مارا سماک لڑکھڑاکے گرا سفاکہ نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ گھٹن گڑ گیا
سماک نے اپنے کو دیکھا کہ میں بصورت اصلی ہو گیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سماک
دوڑا ہوا قریب سفاکہ کے آیا سفاکہ نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک
کا عارضہ نکلا ہو گیا سماک رونے لگا کہ اے اوسا سحر اوزی طمانچے کے عوض اگر تھے خنجر نہ مارا
تو اپنا نام سماک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے نفس توڑ ڈالا ملک
پتالے اور رنگ لٹپٹن کو قفس سے نکالا بکار کر آواز دی کہ اے جلاد سر کو ب کہاں ہو
جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا تو زنگی خنجر پر ہند کھینچے ہوئے سامنے سفاکہ کے
آئے کہا کہ ای ملک سفاکہ کیا حکم ہوتا ہو سفاکہ نے کہا کہ دو لون کے سر کاٹ لے سماک
پلڑا قی نے ہلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اسرافت
آسمانی سے بچالے۔ لفظ نسیم

رنگ تو کر دی عطا اندر زمین گلزار را	سبزہ را سر سبز کر دی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت زنگس بیمار را	نالہ و سہ یاد کر دی نطق موسیقار را
جلوہ گہ در گاشن عالم گل ز ساختی	زودماغ بلبیل نالان معطر ساختی
الغلاب دور دوران است در دست تمام	ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے تمام
شام را کر دی تو صبح و صبح را کر دی تو شام	آب و آتش را نمودی تا تم اندر یک مقام
برق را آتش نشان و ابر را تہ ساختی	

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی	
ہست اندر اختیار ہر درون ہر بدن	صانع عالم توئی اے خالق چنان و چگون
روز و شب گرد و لہر مان تو این گردون و بان	بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خاند بے دیوار و بے دریا حتی بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی	
دہ چو فوخ لشخہ رقم در حمد یزدان کردہ	تختہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
بیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ	در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ
منسلک ہندوئی جہنم این سلک گوہر ساختی شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی	
<p>ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیکھری کیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھرک رہا ہو اپنے جی میں کتنی ہو کہ امی پہاڑے اور رنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہو کر لے دم جہاں آراے طلسم کشانہ دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا لالہ ہو فریادیں کرتا رہی خیر خواہ یوں قتل ہو گئی فلک دیکھئے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کبھی فرمانی نہیں کہ ای مانک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشا کش نہیں ام شقی سفاک چاہتی ہو کہ جلا دون کو حکم دوں دووٹن جلا دہا تہ مارین کہ سر دووٹن کے اوٹان کہ زمین شق ہوئی حلال سرکش بپٹتا ہوا کا پٹتا ہوا زمین سے نکلتے ہی آواز دی کہ او ملو نہ خیر دار جلا دون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی حلال نے ہاتھ چمکائے کہ دووٹن جلا دون کے سر اڑ گئے جلا دون کا سر گرنا تھا کہ حلال سرکش نے سفاک پر گولہ مارا سفاک نے ہاتھ ہلائے برق بجلی اس گولے کو الٹا بلٹا یاد د چار سحر آہیں میں چلے گئے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گہرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاک مرور غوار پر برس پڑی دووٹن سے دووٹن کے سحر چلے دووٹن نے ایسے سحر کیے کہ سفاک رکتی ہو مگر کچھ دور نہیں چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سفاک کا زخمی ہوا ایس زخمی ہو گئی سفاک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کار و سحر نکالی جا ہا کہ کار و ماروں حلال نے غور و نظر</p>	

آواز دی کہ طرک سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کار دس حرامزدی نے نکالی ہو یہ کار جسکے
 سینے پر پڑیگی تو ڈاکر لٹت کو پار گزر جائیگی یہ سحر کئے والا نہیں جو بس یہ کہہ کر ایک تیلی چوڑی
 جھولی سے نکالی سامنے کر دی کار دہانہ سے سفاک کے چل چکی تھی سینے پر اس تیلی کے
 بڑی حملال نے ہاتھ سے اس تیلی کو چھوڑ دیا تیلی کو تو ڈاکر کار پار گزری تیلی تڑپا کر اٹھی
 پکارتی تھی کہ اس سفاک کیون تیری قضا دا منگیر ہو میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ
 عواجب و غرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہہ کر وہ تیلی اپنے مقام سے تھپتی ہوئی
 چلی حملال کے سامنے آئی آواز دی کہ او حملال کیا حکم ہوتا ہو حملال نے ہاتھ کاٹ کر
 خون اپنا تیلی پر چھینکا خون جو تیلی پر پڑا مثل برقی کے تڑپنے لگی حملال نے نیچے ہاتھ میں دیا
 وہ نیچہ لیکر طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چند چاہتی ہو کہ روکوں گے یہ کھینکتی ہو ماضی کے
 واسے جھولی سے نکالے اور کچھ سحر بڑھ کر تیلی پر کھینکے مگر تیلی پر جون جون سحر ہوتا ہو
 اور زیادہ عرش اُسکا بڑھتا جاتا ہو تڑپ کر سفاک پر جا پڑی نیچہ مارا سفاک نے سپر سحر کو
 آگے کیا نیچہ تیلی کا سپر سحر بڑھا سپر نے نیچے کو تمام لیا کہ تیلی دور کرتی ہو نیچہ سپر سے
 نہیں چھوٹا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او حملال سرکش ہر چند کہ تو ہر سون خداوند بخت پیکر
 کی خدمت میں رہا لیکن سلیم سحر کا نہ آیا دیکھ تیلی کو میں نے مگر قضا کیا حملال نے نیچہ
 اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو میں لیکر چھینکا آواز دی کہ او کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھوڑ
 تیلی نے نیچہ ہٹ کر اپنے کو چھوڑ دیا نیچہ الگ کیا سفاک پر برس چڑی ہر چند کہ سفاک کو تیلی
 ہو مگر تیلی بجلی بجی ایسے نیچے مارے کہ سفاک بھاگی تیلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسے لپٹا
 کیا کہ کئی تیلیاں فولادی تیلی کے روکنے کو آئیں تیلی نے ان تیلیوں کو بھی مارا اسے خیر لگے
 زمین پر گرے تیلی پیچھے سفاک کے دوڑی سفاک بھاگی جاتی ہو گئے ہوئے ہاتھ کاٹ کر خیر لگتی
 ہو وہ قطعہ تیلی پر پڑا چکاری آگ کی بجلیا تیلی اس چکاری کو ٹھہر میں رکھ لیتی ہو کئی نیچہ
 کہ او ملو نہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچگی میں اب کیا ہے زندہ چھوڑ دو مگر میرے آقا سے
 نامہ دار و مولا سے قدر شناس نے حکم دیا ہو کہ سفاک کا سر لاؤ میں خیر سر لے آئی ہوں
 تیرے مددگار بھی ہو کہو پیانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاسٹے پڑے

تڑپ رہے ہیں اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بلا سفاک کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی کہ اے فولاد مردار خوار اس پتلی کو آگے روک یہ میرا بیچا نہیں چھوڑنی ضرور ہے ایک چلہ فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے کنیز سامری کہاں جاتی ہو آگے نہ چھٹا یہ کیکے سامنے آیا نیچے مارا پتلی نے سرنگے کر دیا سر پہ نیچے پڑا سترٹا فون کا نکلا وہ فون چلہ پر گرا چلہ مثل بیڑم خشک چلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی کہ اے سفاک دیکھا تو سنے جو تیرا بڑا مددگار تھا اب اسکا آخر یہ حال ہوا جگہ بڑا حلال ہوا یہ کیکے قریب پہنچی سفاک نے چاہا کہ اپنے کو بھاگ کر بھاؤن لیکن اُس پتلی نے اس طرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف نہ بھاگ نہ سکی پتلی نے جھپٹ کر اس طرح نیچے مارا کہ سفاک کو کچھ نہ بن پڑا نیچے سر پہ لیا نیچے پکڑ کر پتلی سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت یہ پا ہوئی آندھی سیلاب چلی پتھر بھی رستے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرانام میں سفاک مردار خوار ہوا حلال نوراً چھپتا پتلی کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ اے کنیز سامری کیا کتا کس طاقت سے سفاک کو مارا بھاگتے نہ دیا پتلی ہنسی کہنا کہ اے افسر یہ بلع نہ کیا جو جس روز سفاک پر ہفت پیکر کے چلو گئے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گئے اور طلسم کشا کے پاس لوح ہوگی اس روز میری جہتی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیوانہ کرتی ہوں مجھے سامری و جہشیں نے بنایا ہو بھاری خدمت میں حاضر ہوتی ہوں جس وقت جو کام دوسرے کروں جو حکم دو بھلاؤں حلال کشش نے پتلی کو چھو لی میں ڈال لیا پٹ کے آیا آگے لکھ کر قید سے رہا کیا ملک نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا کا بھی معلوم ہو حلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہو کہ تیور نے رستم کو گھیرا ہو مگر خدا نے دیکھنے والے بھی کہ دھتر تیور اپنے ملک فقور بارہ ہزار بادگر بھولتے ہیں اور بد طلسم کشا چھو پھی و مشربک جاکر و اسید ہم لوگ چلتے ہیں فوراً حلال کشش کے تحت سوار کیا حلال و ہما سے اور رنگ نشین و رنگہ نقودیر و لکاش و سبک بزمائے تخت پر حلال کشش کے سوار ہوئے حلال تخت اٹھاتا ہوا چلا یہاں تیور کی برکت کے بلور چھا چشم ڈیڑھ لاکھ بادگر دن سے آیا ہی اُسے آکر آواز دی کہ اے گھر کے

طلمس کشا کو مار تو تمہور نے بیکار کے آواز دی کہ اے بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو پر پہننے
 ایسے وقت طلمس کشا کی شرکت کی ورنہ اب تک میں نے طلمس کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ
 آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہو اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
 لہج کو اسنے قتل کیا اب بھی جبک کہ بلور ہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
 چلا سامنے آ کے لاکار کہ او شوخ دیدہ طلمس کشا کے حسن ظاہری پر رائل ہوئی باب کی تباہی
 کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کا ٹانگی سحر فغفور نے
 کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دو ہتھکڑی زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
 اب اس لائق ہوئی کہ ہم سحر کرتی ہو زمین پر نہیں کرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور
 ایڑیاں رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہو آٹھویں حسرت آلود کھلی ہوئی ہیں طلمس کشا
 سے جو نگاہ لگائی اشاروں میں کہہ رہی ہو کہ اے شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہو سحر نے
 بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ میں زمین پر گری ہو چھ ماہیں کتنی کینز تک نشریف لائے
 طلمس کشا چاہتے ہیں کہ لڑتا ہوا بڑھوں پاس فغفور کے پہنچوں فغفور کو اٹھاؤں
 لیکن اہل فوج بلور پر سے ہمارے ہوئے کھڑے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا دس دوا
 آگے کھڑے ہوئے طلمس کشا کو قدم نہیں بڑھالے دیتے چاہتے ہیں کہ طلمس کشا کو
 گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و چشم شیرازہ لڑ رہے ہیں
 جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارو یا تیغہ ہفت جو ہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی
 نہیں جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوئے سحر بھول جاتے ہیں آخر گھیراتے ہیں بلور
 قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے ہو چکا چاہتا ہو کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت
 بہ نگاہ پاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ اے پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
 بچانے اسیس ہو کہ صحبت طلمس کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے آسمان
 سے آواز آئی کہ او ملعون خردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں
 سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو نگاہیں حلال سرکش ایک طرف لغزہ ہوا کہ سنم ملکہ پاس کے
 اور رنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ سنم تصویر دلکش تینوں نے مل کر سحر کیا

میں

حملال سرکش کا گولہ بیچ میں آکر پٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا تینہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہمارے اور نگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنگے ملکہ ہمارے نے مقصود کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کر کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے ریل کر جو سحر کیا پھول برسنگے بلور کے چار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سو گئے آنکھیں میں پھولیں رنگ و متغیر متر و متحیر کا یک بیکر ہو کر بکار آٹھا۔ **طلسم**

منتشر میرے ہوا اس خمیہ شکل میں نہیں
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
مطلقاً تیری شبابست ماہ کامل میں نہیں
جب تک قاصر زبان کشمغ فضا میں نہیں
سبیل اور سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں
پہچان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محل میں نہیں
گوہر مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل میں نہیں
سورہ خلاص قاتل کی حامل میں نہیں
نابلد ہو راہ سے تو پھر منزل میں نہیں
سبیل گوئی ہو گئی یا کوئی جسم میں نہیں
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں
ایک بیل ہنوا سیر اغدا دل میں نہیں

ہرجوم درد و غم تشویش پر دل میں نہیں
آتش افروزی کی اوگردون ہوا دلیں میں نہیں
چشم و ابرو گوش و بینی ہین و خچہ سادہ میں
میں بیان کرتا رہو نگا تیرے اوصاف جمال
کیونکہ بٹکین وادی الفت میں ہم غربت زد
مارتا ہو جسکو کر دیتا ہو کام اس کا تمام
سجھاب آتی ہو محزون سبلی نافت نشین
سوج سے دست و گریبان ہوتے دریا میں نہ ہوتا
بعد مردن لاش اس کو جے میں گڑ جائے گی
اسکو گردن میں بہن کر گب گلے میرے ملا
شکوہ بعد مسافت اتنا سا تک کیا ضرور
ساربان ملتا نہیں دے کون محزون کو جواب
شکر اظہر جذب الفت نے کیا انکو مقرر
کیے آگے رہتا تھا فتمہ پیرائی کروں

یہ اشعار بڑھاپا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر دہما و حملال زمین پر اتر آئے ملکہ ہمارے
لے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اٹھی چہرہ صبح ہو رہا ہو ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے
مگر ہمارے اور نگ نشین نے ہاتھ پیٹ پر پھیلا جھولی سے ایک آنکھ رہ پانی کا نکالا
اس سے فغفور کا منہ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہمارے اور رنگ نشین نے کہا کہ دیکھو اس جیسا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اب میں اسکو حکم دینی ہوں غرض کہ بلور گر بیان بھاڑے ہوئے سامنے نقویہ دلکش کے پہونچا اور بکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی داری سرو خزانان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار کر دیر عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نگاہ لجا لے تو قلب تسکین پائے نقویہ نے سر ہٹا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملکہ ہمارے حکم دیا ہو کہ تیمور کا سراؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لاتا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا مجال کہ جو وہ مجھے سرکشی کرے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا کر سامنے ملکہ کے پیش کش کروں میرے دل کو آرام نہیں سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام نہیں آخر کہاں جائیگا شرمندہ ہو کر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کرے گا بہت بچنا پڑے گا یہ کہتا ہوا تیمور کو لٹکاتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکہ عالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر قلم کروں تیمور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا بکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج اپنے افسر کو رو کو پیانے ہوش میں نہیں ہو مجھے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آزاد دی سے آتا ہو افسران فوج بڑھ کر بلور کو رو کئے لگے جسے رو کا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے کہ یارو مجھ کو رو کو معشوق کا حکم بجالاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہی اسکو صحرا کے زور آور ان کتے بن شہ زور کر گدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت میں حاضر رہتے ہیں یکا یک اسکو ہر کارون نے خبر دی کہ ای شہ زور کر گدن سوار صحراے حسرت انگیز میں طلسم کشا آیا ہو تیمور اور بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و ہادر ہو کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہو کسی کے رو کے نہیں رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل کرے گا اسکو طرہ پیغمبری ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کر گدن ہمارا تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگائے کر گدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ بیکر چلا ایک ایک انہیں قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ میں جا کر طلسم کشا سے لڑوں گا

مگر شہ زور کہ سب کا استاد ہی جھومتا ہوا کر گدن پر سوار ساتھ والوں سے کہتا ہوا آتا ہی
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤں اپنا دور دکھاؤں پسراں حمزہ کو اپنے دور کا
بڑا دعویٰ ہی شخص جو لڑ رہا ہو یہ سر فتنہ ملک فرنگستان مشہور ہو پڑے پڑے کار نمایاں
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوئے کوئی اس سے مقابلہ میں سر بر نہیں ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہیں ہو پٹا دور نہ رہتی نکال دیتا اس طرح رستم نہ مشہور ہو
میں جا کے آج سمجھا دوں گایہ کہ کے بکبر و نخوت کر گدن پر سوار ہوا میں ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا جلا غور میں تیمور پر پل پڑے ہوئے یہاں اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
زور و شور سے مصروف جنگ ہو لیکن نہایت تنگ ہو کہ رستم پر سوتا غیر نہیں کرتا رستم
نیشتر نہ لڑ رہے ہیں نفخہ و حملال و تصور یہ جاک چاک کر سحر کر رہے ہیں پڑے پڑے
ساحر وں کو مارا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہیں
کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش ای لرزد صاحبقران تمھاری رستی کا میں بہت
مشتاق ہوں ساکنان طلسم ہفت پیکر میں سے ہوں شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو میں ہزار پہلوان میرے ساتھ ہیں یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہیں ہر ایک کے تلو تلوار
پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑوں پر پہونچا اور ان سب کو ڈکا زیر کر کے اپنا شاگرد
کیا آج تھے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرائیں آئے تلواریں سائی یہ ساحر ہیں جنگ شمشیر زنی
سے نہیں ماہر ہیں ای تیمور صف باندھ کر پٹھر جاؤ میں ابھی زیر کر کے تمھارے ساتھ
کیے دیتا ہوں قدرت سے عرض کرنا کہ اب کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اپنے رستم کو
زیر کر کے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلواریں پکڑے کھڑے ہوئے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کر گدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیبہ
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زبان دای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلہ
میں آئے تھے ہفت جوہر کی جاک ہم بھی دیکھیں رستم نے مرکب چمکایا باگ پھیر کر
سانے شہ زور کے آئے تلو اور زن ہوئے پانچ قدم کر گدن شہ زور کا پیچھے ہٹا میں
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلا لکھا ای رستم اس تلو اور پر تازہ کرنا

کر گدن پیچھے ہٹا میں قدم بڑھائے کھڑا ہوں رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان بڑا
 تنکو اسکا خیال ہو مجھ کو تو خیال بھی نہیں اب نیزہ اٹھائیے داریجے بہت غرور زمیندہ
 نہیں غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہو انسان ضعیف البیان کس بھروسے پر
 گھمنہ کرے ایک قطرہ نجس سے خلقت انسان ظاہر ہو بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
 شہہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہرین بڑے بڑے
 ملکوں پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرحد طسّم ہفت پیکر ہو بڑے بڑے پہلوان آئے
 اور سرنگرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھتا کہ میں فنون سپہ گری میں کم ہوں تم حملہ کرو بعد اسکے
 میں حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا وصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں
 اگر تمھارے واسے ہکو پروردگار بچا بیگا جب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ ستر شہہ زور مینسا
 خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا اس مفروز کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اٹھاؤنگا
 علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی اسکا لشکر
 و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر حملہ کرکے و ملکہ فغفور و قشور و دلکش و ہما
 اور نگلشین و سمک بن عمر و عیار یہ چند کس آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہیں جنگ
 رستم و شہہ زور دیکھ رہے ہیں کہ دونوں جوانوں میں نیزہ جل رہا ہو پھر بھر کامل نیزہ چلا
 تین سو ساٹھ طعنیں رد و بدل ہوئیں اب آپس میں چوریان اور گھاتین ہو رہی ہیں رستم
 نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ ای شہہ زور ہوشیار رہو ہشت تمھاری شست ہو مرکب
 ہمارا جست و چالاک ہو دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہو یہ کہ کے نیزہ شہہ زور کا گانٹھا اور مرکب
 کو اڑا کے پھینک دیا کہ نیزہ ہاتھ سے شہہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
 اور مثل خط شجاع زمین پر گر ا دوڑن شکرون میں غریو ہوا شہہ زور بہت جھلا یا قبضہ
 شمشیر پر ہاتھ ڈالا غصہ لنگر دار جو ہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
 تھا کہ اڑد ہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
 پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہنچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
 شہہ زور نے رستم کا گریبان بٹا آخر دونوں جوان لپٹے ہوئے مرکب و کر گدن سے

کو دے شہ زور بہت قفقہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آئے
 مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجھ کو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
 ہفت پیکر میں کوئی زور میں میرا نظیر نہیں اب کیونکر بچو گے تلوار کہیں قبضے سے مردوں
 کے نکلتی ہو یہ کیلے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤن بیچ ہونے لگے دستبان
 ساتھ دیرستی کے چلنے لگین جہاں رستم پکڑ لاتے ہیں شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
 اور جہاں شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہو رستم تڑپ کے اس قدر جلد نکلتے ہیں کہ کھٹے زمین سے
 اٹھنا نہیں ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہو چاہتا ہو پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چپٹا کر دیا
 مگر رستم پر بیچہ نہیں قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہو جی میں
 کہتا ہو کہ فردنہ چھڑے روزگار ہو کسی فن میں کمی نہیں کرتا رستم بڑے زور و شور
 سے لڑ رہے ہیں سارا دن اسی جنگ میں تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارود
 زرد لہر زان و ترسان طرف قلعہ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ارے
 رستم شاباش ہو فوب مجھے لڑے اس دوپہر میں کسی مقام پر کمی نہیں کی مگر خدا ہفت پیکر
 نے دن واسطے لڑائی کے ابررات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہو کل میرے بھارے
 اب پھر مقابلہ ہو گا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہیں کہ جنگ سے بدون
 دیر و در بیکے بلٹین یا تنکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹا کیسا شہ زور نے کہا کہ میں بھی
 بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہیں چاہتا لیکن آج سعادت فرمائیے کل سویرے ہی آکر
 آپ سے مقابل ہو نگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
 دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہیں رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہو
 کورات کا دن کرتے کیا دیر لگتی ہو یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہاں یار روشنی
 کر دلائی اچھ گئی حملال سرکش نے بڑھ کر سحر کیا کہ چلے فولادی شعلین لیکر موجود ہو
 ایک طرف سے ملکہ ہمارے اور ننگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری تیلیان قندیلین لیکر
 موجود ہو میں اور جنگل میں پھرنے لیکن تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملا زمان
 شہ زور نے بیچ شانے گڑوا دیے درختوں میں قیتلے باندھ کر روشن کیے تمام ٹکھما کے سحر

جھاڑ معلوم ہوتے تھے تپے مثل برق کے چمک رہے ہیں شافون میں فیلے بندھے ازبج
 تا سرخمل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اوی شہ زور اب وقت
 جنگ ہو اب کیا درنگ ہو شہ زور بھی بیجوری آمادہ جنگ ہوا اور دل میں کہ رہا ہو کہ
 پڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہو دیکھو اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری میں طاق
 شہرہ آفاق کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کل فنون میں بے مثل و بے نظیر حسن میں ماہر نیز
 اگر قدرت مدوکرین والہ غالب آؤں آخر کار شب کو مصروف کارزار ہوا ایک طور پر شتی
 ہونے لگی چار پہرات ایک طور پر شتی رہی وقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لائے
 ہیں دو دو گھڑی رکھتے ہیں لشکر شہ زور نکلتا ہو پھرون ہا نہتا ہو جہرے کی کیفیت ہو
 کہ متخافون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہو دو پہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
 شہ زور کو ریل کر کے دوڑے بندرہ قدیم ریل کر لائے وہاں پر لاکے بکھ مارا دونوں گھٹنے
 شہ زور کے آتشا بہ زمین ہوئے جا ہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کروں رستم نے دونوں ہاتھ تنوں
 کیے مکر میں ہاتھ ڈال کے لفرہ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اٹھرا پہلے زور میر ہا تا ہا زانو دوسرے
 زور میں تائب نہ تیسرے زور میں سر سے بلنہ کیا پہلوانوں نے جو دیکھا کہ بھارتے افسر کو
 اٹھا لیا لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چیخ دے کر دین پر مارا سمکھنے
 دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پش تارہ باندھا جا ہا کہ لے بھاگون لیکن ملا زمان شہ زور
 نے آکے گھیر لیا سمکھ کو یقین ہوا کہ اب میں قتل ہو جاؤنگا آخر پش تارہ چھوڑ کے بھاگا
 پہلوان چاہتے ہیں کہ رستم سے لپٹ جائیں مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
 مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے صد ہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے
 لاشے پڑے ہیں تلوار چل رہی ہو آخر حملال سرکش گولہ پکڑے کا پڑا جھپٹ کر گولہ مارا کئی ہو
 جوانوں کے سر بچھے لاکہ ہماے اور رنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑیں ایک
 طرف سے لاکہ نقویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہجین نے سحر کیے کہ زمین کا نب گئی
 آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اوی رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا
 کہ کیوں اوی پہلوان دوران وادی گر شاسب جہان اگر کچھ اور میں اور وصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو میں پھر تم سے برائے زور آزمائی موجود ہوں خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انہیں سے جو ہو جس ہو میں پھر موجود ہوں شہ زور نے کہا کہ اس شہر یار میں خوب امتحان کر چکا سب فنون میں آپ سے کم ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہوں رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یاؤ خبردار تلوار نیام میں کرو میں نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے لگا لیا سب نے تلوار روکی باج ہزار جوان قتل ہوئے پندرہ ہزار نے بدل و جان اطاعت کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور رستم کو گرفتار کر لو فوج والے خرچ و خرچ بیکر جا پڑے حملال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو رو لایا تیمور بھاگا جا ہٹا کہ بھاگ کر نکل جاؤں رستم لڑتے ہوئے سامنے تیمور کے پہونچے ملکارا کہ او بیجا میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تینہ ہفت جو ہر پر تلوار کو روکا الجھاو سے سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشت کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے ہاتھ لانا تینہ ہفت جو ہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوئے تیمور کے مرنے ہی آندھن سیاہ جلی پھر رہنے لگے ٹھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جاوے رستم نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استاد ہوئی حملال سرکش و قصور دلکش و ہما سے اور نگاہیں و سمک بن عمر و بارگاہ میں آکر داخل ہوئے شہ زور بعدہ رفاقت ساتھ ہو مقام صدر پر رستم آ کے بیٹھے فرمایا کہ کیوں آئی جا سے اور نگاہیں اب جو یہ خبریں سب تمہارے مان باب کو پہونچیں یقین ہو کہ سلمان شکر کشی کوین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جا میں ہمارے کہا کہ آپ خود شکر کشی کیجئے وہاں آپ کا شکر بھی ہوش میں آ گیا ہو گا گریہ خبریں سب اسکو معام ہوئی ہوئی دیکھے وہ کیا کرے حملال نے کہا کہ غلام اٹا کہ بارگاہ کا لیکر بڑھنا ہو آپ وقت پر آئیے گاشب بھر ہی ملا حین رہیں وقت سحر حملال شکر کشی بارگاہ کا لیکر طرف صدر آئے گرداب نشان کے چلا بعد ٹھوڑے عرصے کے رستم سحر کشی کرچا کیا عقب میں حملال کے رستم چلے سمک بن عمر و ساتھ ہی مگر حال نکبت نال گردا جاوے

و موج سمندر نشین لکھتا ہوں کہ موج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان میں بیٹھا ہو
 زوج سے کہ رہا ہو کہ صاحب میں نے کتا ہوں میں دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہو یہ اصل میں
 طلسم کشا ہو ہر چند کہ میں نے ایسے صحرا سے ہو پوچھ میں پھنسا یا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار
 ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد ہو پوچھگی ہر مقام پر اسکی
 مددگار پیدا ہو جاتے ہیں رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
 ساتھ فتور کیے لیکن طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجبور ہوا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہمارے
 اور نگ نشین رہائی پائے اگر ہلال سرکش رہا ہو تو دم بھر میں رستم کو چھڑالیا گرداب
 جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے پوچھ کر فرما لکھے ہیں کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا
 کو گرفتار کرو تم ایسی باتیں کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا وصلہ شکست ہو کر ہمت مضبوط
 باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائر ان زرد آسمان سے آئے اور غلطک
 مادر کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ او موج سمندر نشین
 رستم نے صحرا سے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ واسے بھی رہا ہو
 اب ہلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آپ کے قلعے پر آتا ہے
 یہ سنتے ہی موج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز سنگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت
 بیقرار ہو رفیقوں سے کتا ہو کہ یارو کیا کہوں میں جاہنا ہوں دل کو پھیروں دل نہیں بتا
 اب تو کیفیت ہو طلسم

<p>جمن میں آج چلنا دیکھ کر باد ہساری کا ہوا ہو عشق میں یہ حال میری خاکساری کا لکھا ہو میں نے کچھ کچھ حال دل کی سقاری کا نہایت اوج پر ہو شوق آنکلی بادہ خواری کا کہ پر یان فخر کرتی ہیں تری خدمتگزاری کا بڑا احسان یہ مجھے ہوا ابر ہساری کا مرے دل سے خزاں چھ کوئی اس نغم کاری کا</p>	<p>بجھل مجھ کو یاد آتا ہو اس گل کی سواری کا ترے نقش کعبہ پا کے لپا کرتا ہوں میں جو تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے کربا ارادہ ہو فلک سے کیسے ہر دماہ کے سا جہان میں ہو ترا حسن خدا داد کو صنم سیا حسینان جہان کے غول میخانے میں آئے ہیں تری تیغ نگہ کے دار کی کیا قدر غیروں کو</p>
--	---

<p>کوئی کہہ دے یہ اُس سے طالبِ یارِ مہربان برہنہ دختِ رز کو حضرت زاہداگر دیکھیں وہ مین بولی جو بعدِ دفن مین تربت مین گہرا کرینگے ترکِ سہا سنگی پیری جیکو اسلوت</p>	<p>ذرا صورت دکھا جاؤقتہ ذرا سب شہاری کا اُمّارین جامہ اپنے لہتہ سے برہنہ گاری کا کہان مین ہجومِ عورت تھے تیری نگہ ساری کا جوانی مین بہت مشکل ہر چٹنا بارہ نوری کا</p>
<p>مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرا ئیں ہم موانج کو پیغام دینگے وہ جبراً بیٹی کو ابھی آپ کے پاس کر دینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہو گا کہ ملے ہمارے اور نگ نشین کو اپنے بھائی دیکھوں مین نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعدِ رخا و ثنا عرض کی کہ حملال سرکش اٹال بارگاہِ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو عقب بن رستم مع ملک ہمارے اور نگ نشین کے آئے مین نامِ مستوفی کا شکر منقار اپنے مقام سے اٹھا گیا ہمارا لشکر تیار ہو حملال کو قتل کرونگا ہمارے اور نگ نشین پر قبضہ ہوگا یہ کہنے ساتھ ہزار کا لشکر لیکر جلا بیان حملال ایک مقام پر آ کے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد آ رہی دیکھا کہ منقار ساتھ ہزار ساحر و ن کی جمعیت سے آ کر ہو بچا حملال سمجھا کہ مجھے مقابلے کو آیا ہو ہر کار مقرر ہے کہ خیر لاف منقار کیا کر رہا ہو پہرات گئے ہر کارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُس نے طبل جنگی بھین بھوایا حملال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھا کا اندہ آیا ہو کل طبل جنگی بجائیکا حملال تو یہ سچ کر سو رہا دو پہرات گئے منقار نے لشکر تیار کیا ارادہ شیخون جلا آ کے لشکر پر حملال کے گرا ساتھ ہزار ساحر ساتھ مین طنا مین خمیوں کی گاشت دینا بازارین با مال کرنا ہوا قریب خیمہ حملال ہو بچا حملال کو ہر کاروں نے خبر دی کہ منقار برائے شیخون آیا ہو حملال جھلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو خیمے گر رہے مین منقار لڑتا ہوا آتا ہو حملال نے لاکھارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سی ساحر منقار کے سر سے الامان الامان کی صدا بانہ ہونے لگی حملال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار مین تھلک مڑ گیا ہر کار حملال دوڑتا پھرتا ہو لشکر پر منقار کے گھیرا ڈالہ یا جب گولہ ارادہ چاروں کے سر پہ گرا منقار چاہتا ہو کہ مین لڑ پھر کر نکل جاؤں حملال نے گھیر لیا ہو رات بھر لڑی ہو</p>	<p>مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرا ئیں ہم موانج کو پیغام دینگے وہ جبراً بیٹی کو ابھی آپ کے پاس کر دینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہو گا کہ ملے ہمارے اور نگ نشین کو اپنے بھائی دیکھوں مین نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعدِ رخا و ثنا عرض کی کہ حملال سرکش اٹال بارگاہِ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو عقب بن رستم مع ملک ہمارے اور نگ نشین کے آئے مین نامِ مستوفی کا شکر منقار اپنے مقام سے اٹھا گیا ہمارا لشکر تیار ہو حملال کو قتل کرونگا ہمارے اور نگ نشین پر قبضہ ہوگا یہ کہنے ساتھ ہزار کا لشکر لیکر جلا بیان حملال ایک مقام پر آ کے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد آ رہی دیکھا کہ منقار ساتھ ہزار ساحر و ن کی جمعیت سے آ کر ہو بچا حملال سمجھا کہ مجھے مقابلے کو آیا ہو ہر کار مقرر ہے کہ خیر لاف منقار کیا کر رہا ہو پہرات گئے ہر کارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُس نے طبل جنگی بھین بھوایا حملال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھا کا اندہ آیا ہو کل طبل جنگی بجائیکا حملال تو یہ سچ کر سو رہا دو پہرات گئے منقار نے لشکر تیار کیا ارادہ شیخون جلا آ کے لشکر پر حملال کے گرا ساتھ ہزار ساحر ساتھ مین طنا مین خمیوں کی گاشت دینا بازارین با مال کرنا ہوا قریب خیمہ حملال ہو بچا حملال کو ہر کاروں نے خبر دی کہ منقار برائے شیخون آیا ہو حملال جھلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو خیمے گر رہے مین منقار لڑتا ہوا آتا ہو حملال نے لاکھارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سی ساحر منقار کے سر سے الامان الامان کی صدا بانہ ہونے لگی حملال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار مین تھلک مڑ گیا ہر کار حملال دوڑتا پھرتا ہو لشکر پر منقار کے گھیرا ڈالہ یا جب گولہ ارادہ چاروں کے سر پہ گرا منقار چاہتا ہو کہ مین لڑ پھر کر نکل جاؤں حملال نے گھیر لیا ہو رات بھر لڑی ہو</p>

و موج سمندر نشین لکھتا ہوں کہ موج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان میں مٹھا ہو
 زوجہ سے کہ رہا ہو کہ صاحب میں نے کتا ہوں میں دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہو یہ اصل میں
 طلسم کشا ہو ہر چند کہ میں نے ایسے صحرا سے ہو پھڑ میں بھنسا یا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار
 ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد ہو چھپکی ہر مقام پر اس کے
 مددگار پیدا ہو جاتے ہیں رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
 ساتھ فتور کیے لیکن طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجبور ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملک بھاسے
 اور نگ نشین رہائی پائے اگر مہلال سرکش رہا ہو تو دم بھر میں رستم کو چھڑا لیا اگر وہ
 جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے بددہی فرمان لکھے ہیں کہ جسطرح بن پرے طلسم کشا
 کو گرفتار کرو تم ایسی باتیں کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا وعملہ شکست ہو کہ مہمت مضبوط
 باندہ ہو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طاہران زندہ آسمان سے آئے اور غلطک
 مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ او موج سمندر نشین
 رستم نے صحرا سے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہو
 اب مہلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے
 یہ سننے ہی موج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز سنگیتر ملک بھاس کا جو پلٹ کے آیا نہایت
 بیقرار ہو رفیقوں سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہوں میں جاہتا ہوں دل کو پھیروں دل نہیں بتا
 اب تو یہ کیفیت ہو طلسم

<p>جمن میں آج چلتا دیکھ کر باد بہاری کا ہوا ہو عشق میں یہ حال میری خاکساری کا لکھا ہو میں نے کچھ کچھ حال دل کی بھاری نہایت اوج پر ہو شوق فانی بادہ خواری کا کہ پر یان فخر کرتی ہیں تری خدمتگزاری کا بڑا احسان یہ مجھے ہوا ابر بہاری کا مرے دل سے مزا پہچھے کوئی اس خم کاری کا</p>	<p>بجھل جھکو باد آتا ہو اس گل کی سواری کا ترے نقش کھپا کے لیا کرتا ہوں میں سے تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گرجا ارادہ ہو خاک سے کیجئے ہر وہاں کے نام جہان میں ہو ترا حسن خدا داد ہو صنم بیا حسینان جہان کے غول میخانے میں آئے ہیں تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیروں کو</p>
---	--

کوئی گدے یہ اس سے طالب پار تر ہو
برہنہ دخت رز کو حضرت زابد اگر نصیب
زمین بولی جو بعد دفن میں تربت میں کھرا
کرینگے ترک بھائیگی پیری جبکای سلوت

نرا صورت دکھا جاؤقتہ ہوا بزم شادی کا
۱۲۰۰ میں جا رہا ہے اس سے یہ شادی کا
کہاں میں ہجوم ہوئے تھے تیری بھگاری کا
جوانی میں بہت مشکل ہو چھٹا بار شادی کا

سنا جوں نے کہا کہ آج گھبراہٹ میں ہم سوانح کو پیغام دینگے وہ جبر آئی کو آجی آپ کے بہتر
کرینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہو گا کہ ملک ہمارے اور رنگ نشین کو اپنے بہادر
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے بعد وہاں تھا
عرض کی کہ حملال سرکش اٹال بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو مقبلا میں رستم میں ملک
ہمارے اور رنگ نشین کے آئے ہیں نام مشوق کا شکر منقار اپنے مقام سے اٹھا کر
ہمارا شکر تیار ہو حملال کو قتل کرونگا ہمارے اور رنگ نشین میں غصہ ہو گا یہ کہیکہ ساتھ ہزار
کا شکر لیکر چلا بیان حملال ایک مقام پر آئے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا کہ منقار
ساتھ ہزار ساحرین کی جمیت سے آکر پہنچا حملال سمجھا کہ بھٹے مقابلے کو آیا ہو ہر کار
مقرر کیے کہ خبر وہ منقار کیا کر رہا ہو پہرات گئے ہر کارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ آج
طیل جنگی نہیں بچا یا حملال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھا کا اندہ آیا ہو کل طیل جنگی
بچا یا حملال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہرات گئے منقار نے شکر تیار کیا یہ ارادہ سنا جوں
چلا آئے شکر پہ حملال کے گرا ساتھ ہزار ساحر ساتھ ہیں ملنا میں خیموں کی گشت دینا
بازار میں پا ال کرنا ہوا قریب خیمہ حملال پہنچا حملال کو ہر کاروں نے خبر دی کہ منقار
برائے شخون آیا ہو حملال جھلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو
خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہو حملال نے لاکھا را جھولی سے گولہ نکال کے مارا
منقار نے گولہ کاٹا گولہ بچھٹ کر گر اگئی سوسا منقار کے سر سے الامان الامان کی صدا
بانہ ہونے لگی حملال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ شکر منقار میں تھک کر پڑ گیا
حملال دوڑتا پھرتا ہو شکر پر منقار کے گھیرا ڈالہ یا جب گولہ مارا دو چار سو کے شکر
منقار چاہتا ہو کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں حملال نے گھیر لیا ہو رات بھر لڑتا ہو

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ نکل جاؤں مہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوئے جھاک کر ہارو
یہی قصہ تو کہ منقار کو مار لوں جب گریبان سحر جاک ہو اسحر اسے گرد اڑی دیکھا کہ رستم
پیلتن سے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے نمودار ہوئے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب تغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہنچے مہلال کو چڑھنے

دیکھا لغزہ کیا۔ لغزہ عشاہ	عشاہ رومی شبہ بیل نور	کہ بخت مرزوق اقلندہ شور
منم صفت شکن تیغ زن پادشاہ	منم نور عینین صا جعفر	ملکہ ہمارے اور رنگ نشین

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ حکیمت فرمائیں کہیں اس کو سمجھائے دیتی ہو
ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکے ہوئے جھولی سے
نکالے انہیں اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوئے وہ پھول منقار پر پھینکا اسے نہ پھولوں کا
یرسے لگا منقار نے اٹھا کر پھول سوکھے پھول سوگتے ہی جھوٹے لگا پکار کر آواز دی کہ اسی
ملکہ عالم میں تابعدار ہوں نہایت محبوب و ناچار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کروں نظم

نہ کسی میں جو رہی مرد و قامیرے ہی۔	سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد۔
شہرہ حسن زانہ میں مرے دم سے تھا	پھر ترانہ نام کسی نے نہ لیا میرے بعد۔
سورہ حمد پڑھا آکے مری تربت پر	شہر طکی اُسے محبت کی ادا میرے بعد۔
کعبہ افسوس ملا کرتے ہیں اس ناک سے و	اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں خمیرے بعد۔
ظالم اس درجہ زمانے میں ہوئے وہ شہر	پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد۔
سخت بیان ہجر میں تیرے جو اٹھائیں میں نے	دے نہ اس کی منم تنجو خدا میرے بعد۔
دل سے اپنے مجھے افسوس بولا یا ایسا	نام میرا نہ بھی آجسے لیا میرے بعد۔
ساتھ اختیار کے بخوف پھرا کرتے ہیں	نہ رہی آنکھ ذرا شرم و حیا میرے بعد۔
نہ ملی مجھ کو جو معشوق سے اک دن رحمت	کی کسی سے نہ کسی نے بھی وقامیرے بعد۔
مجھ سے صابر جو نہ دنیا میں ملا ظالم کو	ظلم کا نام پھر اُسے نہ لیا میرے بعد۔
میں وہ باہل ہوں کہ گل جاک گریبان رہا	ٹاک اڑا آتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد۔
نہ رہا عاشق و معشوق میں اُلفت کا مزہ	اور ہی ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد۔

<p>اُس ستھر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے اس سھوٹ</p>	<p>میری تربت سے یہ آئیگی عدا میرے بعد نام کو بھی درہی ہر دو فامیرے بعد</p>
<p>آنکھیں سنج گریان پھاڑ کر ہاتھ پازے ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای ملک جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ ہمارے اور نگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا دعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا کہ تمہارے گل رخسار کا غنایب ہوں افسوس ہو کہ وصل سے تمہارے محروم ہوں ایسا نہ ہو کہ زبانی فراق میں ہلاک ہو جاؤں دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو میرے حق میں جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای سچا ہے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھاتا ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمیں کسے سے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمیں عالم ہو اُسے قصہ کیا اسکی زندگی میں کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہنچاؤ اور جس طرح ہو کے سر مواج کالاؤں میں دلاؤں سے تم سے راضی ہوں وہاں سے سرے کے پتھر و غوبی پلٹو بھونری پھر جائے پس پھر سے مجھے کسی بات میں انکار نہیں یہ مضمون دیکھ کر منقار چمکا رہے پھر نے لگا کہ تمہارا کہ کیا ساخت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو میں ابھی جاتا ہوں مگر مواج گرداب کا سر لاتا ہوں دیکھو تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑے گئے تو میں اُنکو کب ماننا ہوں اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہوں مواج کو توڑا شکست دوں گا دیکھو تو مجھے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کیے رفیقوں کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دے گا وہ سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کیدان درساہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ او شہر یار ہم آپ کے ساتھ نہیں جو آپ پر گذرے گی سر سے جھیلیں گے جان پر کھیلیں گے مگر آپ کا حکم بجالائیں گے سر اُس ناہنجار کالاؤں کے وہی افسروں کو ساتھ لیکر تلواریں پہنچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے میں جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر ہڈ کر کے لگے دائرۂ اسلام میں آئے رستم تو اُسی مقام پر بد فتنہ و فیروزی انھوں نے مگر مواج قلعے میں بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش رجز و دو سر واروں کے سحر کامل کرتا ہوا قلعے میں گھس آیا ہو عجیب شاہی</p>	<p>میرے حق میں جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای سچا ہے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھاتا ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمیں کسے سے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمیں عالم ہو اُسے قصہ کیا اسکی زندگی میں کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہنچاؤ اور جس طرح ہو کے سر مواج کالاؤں میں دلاؤں سے تم سے راضی ہوں وہاں سے سرے کے پتھر و غوبی پلٹو بھونری پھر جائے پس پھر سے مجھے کسی بات میں انکار نہیں یہ مضمون دیکھ کر منقار چمکا رہے پھر نے لگا کہ تمہارا کہ کیا ساخت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو میں ابھی جاتا ہوں مگر مواج گرداب کا سر لاتا ہوں دیکھو تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑے گئے تو میں اُنکو کب ماننا ہوں اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہوں مواج کو توڑا شکست دوں گا دیکھو تو مجھے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کیے رفیقوں کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دے گا وہ سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کیدان درساہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ او شہر یار ہم آپ کے ساتھ نہیں جو آپ پر گذرے گی سر سے جھیلیں گے جان پر کھیلیں گے مگر آپ کا حکم بجالائیں گے سر اُس ناہنجار کالاؤں کے وہی افسروں کو ساتھ لیکر تلواریں پہنچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے میں جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر ہڈ کر کے لگے دائرۂ اسلام میں آئے رستم تو اُسی مقام پر بد فتنہ و فیروزی انھوں نے مگر مواج قلعے میں بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش رجز و دو سر واروں کے سحر کامل کرتا ہوا قلعے میں گھس آیا ہو عجیب شاہی</p>

قتل کر رہا ہو مجھ سے نہیں بولتا آنکھیں مسخ چہرہ گلزار آب کا نام لے لے کر گایا نچوڑا
 کہ رہا ہو کہ موج و گرد آب کہاں ہیں یہ سنکر موج سمندر نشین اپنے مقام سے
 نچنے میں اٹھا کتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جا کے
 کیا حال کرتا ہوں تنہا ہوا موج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار بہت لب پر
 ٹہر سکتا تھا کھینچے ہوئے رعایا کو قتل کر رہا ہو اور دم بدم بکار کہ رہا ہو کہ موج کس مقام
 پر ہو سائے نہیں آتا قصر میں گھس جاؤ گا اندر آ کے سر کا ٹونگا زن و شوہر دونوں کنگار
 ہیں موج نے لٹکارا کہ او منقار کیوں دیوانہ ہوا ہو تو نے ہزار بابے گناہ قتل کیے رہا
 کہ نہیں روکتا یہ کہ کے موج نے گولہ مارا گولہ گردان دوسو کے پھر اسب پر ساہ ڈالا
 دیکھا سب نے کہ منقار تلوار بنام میں کر کے ہاتھ باندھے ہوئے ساتھ موج کے آیا کہا
 کہ اگر موج میں اپنے ہوش میں دھنسا پڑا غضب یہ ہو کہ ہمارے اور نگ نشین طلسم کشا
 کے ساتھ ہی آئے پھر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ میں آپ تک پہنچا جو کہیے وہ بھلاؤن جا کے
 ہمارے اور نگ نشین کو بکڑ دلاؤن یا طلسم کشا کو سزاؤن موج نے کہا کہ او منقار
 تم نہ جاؤ نہیں معلوم تھا کہ کیا حال کر گئی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹو گے یہ کہیے منقار کو اپنے
 ساتھ لے گیا کہ واسطے سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ میں جا کر طلسم کشا کو لانا ہوں فوراً قتل کرونگا سر
 خدمت میں خداوند کی روانہ کرونگا یہ کہ کے مکان سحر میں گیا اسباب سحر ذات پر آ رہا ستر گیا
 یہ پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا میں ہو چکا دور سے
 بارگاہ دیکھنی خدا نگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام خدا پر بیٹھے
 ہیں جگہ سردار اپنے اپنے دنگلیں پر بیٹھے ہیں موج کھڑا راجب دربار برخواست ہوا اور
 طلسم کشا خاصہ نوش کر کے برائے آرام چلے موج ایک گوشے میں آیا نقب سحر کھڑے
 میں مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب میں بجا نذر آخر نقب کا بارگاہ طلسم کشا میں
 میں توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں سر ہائے کرسی پر تین ہفت جوہر دکلاہ ہفت گو
 رکھی ہو زہر زہر جہیم ہو براہ کراستے اول تینہ دکلاہ اٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سونے میں
 طلسم کشا بیوش ہوئے جلدی میں زہر اتار نہ سکا بچہ کر میں دیا ہٹا کر کا ندھے پر ڈالا

اسی نقب میں پھاندہ نقب کو طوکر کے باہر نکلا طرف قلعة گرداب نشان کے چلا سکا اپنے
مقام پر پڑا ہوا سوراخا ویدہ ظاہری بند ویدہ باطنی کھلے تھے عالم خواب میں دیکھا کہ
ایک سنگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہو گھبرا کر سبک اٹھا دوڑا ہوا دریا گاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹے بن جھپٹ کر بارگاہ میں آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا ہمرہ نقب کا دیکھا بدو اس
ہو گیا اور نقب میں پھاندہ پڑا نقب کو طوکر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور پر سر طلا یہ ہے
تک کہ کو دیکھا کہ کپار کہ کون جاتا ہو سبک نے کہا کہ میں ہوں اسی شہ زور پر غنیمت ہوا
کہ آقا سے نامدار کو کوئی چڑا کے لے گیا شہ زور گھبرا کر کہا کہ اے ہمت والا اگر یہ کام مواج
کا ہو بڑا ساحر زبردست ہو وہ ہی آقا کا کو لے گیا یہ سفاک سبک نے کہا کہ میں جاتا ہوں
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی در نہ تم سب صاحبوں کو اختیار ہو یہ کہ کے سبک بھاگناش
میں مواج کی جلا مواج بارہ کوس کا میدان طوکر جاتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا ٹاشا دیکھ رہا ہو ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہو
موج بندہ حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دیکھا ہے میں پانی کو
دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اتر پانی سیا ہندہ مٹھ دھویا دیکھا کہ راستہ کا
وقت ہو طائر آشیاؤں سے گمان میں صبح کے چکار اٹھتے ہیں تعریف اپنے محبوب حقیقی
کر رہے ہیں مواج نے پشتارہ رستم پلہن کا ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا طائروں کی
آوازیں سن رہا ہو وجد میں ہو جی میں کہتا ہو کہ صفت باغیان قتادہ قدر ہو مقام مہرا
بانغ سے بہتر ہو اسی جنگل میں طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو مار لائے لیکن اب یہاں کیوں کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا میں غلغلہ مچ رہا ہو ہر ساحر و خیر سحر کا یہی ارادہ ہو کہ تلاش میں اپنے آقا کی
جائیں اگر تو کو پانچائیں کے تو بوشیان کاٹ کے پھینک دیں گے بس اب اپنے لشکر میں چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوج میری گرواب باد و لہر لگا پئے جو سے تھکا ناک میں گھبراہٹ ہوئی
آتی ہو پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر میں اپنے چلو سب سردار تھکے شتاق ہو رہے ہیں
سب کا یہی قول ہو کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہیں خالی نہ پائیں گے طلسم کشا کو لیکر آئیں گے

یہ کہتی ہوئی گرواب قریب آئی پشتارہ اٹھا لیا کہا کہ صاحب جلو ایسا ہو کہ ہمارا سیان طلسم کشا
آئین ہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے میں شکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کر زمین لشکر کشی کر کے جاؤں وہ گیسو پر یاد ہے
و یادہ بقیار جو یہ کہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہو کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہو اُدھر کہاں جاتی ہو گرواب نے کہا کہ تم لشکر میں جلو میں سر
جنگل کو طو کر کے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو شکل
ہو مواج نے فراموش بھیڑا تھا کہ گرواب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی دن پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھا کہ آواز دی کہ اوسکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہوا ہے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہو سبک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سبک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سبک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لے چلا
سبک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگائے سہو بیان گرواب جادو بعد جانے فرار
کے بیتاب و بقیار اپنے لشکر میں پھر رہی ہو کہتی ہو کہ صاحب میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہو سحر اسپر ناخبر نہ کر گیا بلکہ دتھا گئے ہیں
خداوند ہفت پیکر انکو پکارتا کہ بیک ایک سبک سے باتیں کرتے کی آواز آئی گرواب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کسے لائے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا راہ میں اس سکار نے تمہاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے
پہچان لیا دونوں گرفتار ہوئے جلد میدان فونی کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو
دل ٹھنڈا تھا ہو گرواب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے آئے
دارین استاد ہونے لگین جلا دشمنان لگائے لگے ہر طرف ہی غل ہو کہ وہ طلسم کشا قتل
کر بن مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیوش رکھا ہو سبک ہوشیار ہو مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہو کہ آفتا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہو کلاہ و تیغہ قبضے میں مواج کے ہو
مواج تیغہ ہاتھ میں لیے جلا دون سے کہ رہا ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہو سکا دعائیں مانگ رہا ہو کہ اوکار ساز و ساز بے نیاز تیری فات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجھ کو منظور ہو تو سچا لیتا اپنے بندے کا کیا بات ہو بلکہ بلکہ کے دعائیں مانگ رہا ہو عرض کرتا ہو کہ او خالق حقیقی دای رب تحقیقی رحم کر دے۔ نظم	
در چین ہر شاخ خاک و برگ خاک جا رہا خاک	خاک سنبھل خاک ریحان خاک سترہ خار خاک
ہیچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک	مشہد از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت جمہورت بشکل چہرہ گلزار خاک	
خاک مثل شمع در بزم جہان مشہد جلوہ گر	جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر پرور
گاہ آمد رجبہ و برگہ در میان خشک تر	گاہ زر گشت و گئے سیم گئے لعل و گہر
اجا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک	
گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہ ہے و باغ	گاہ حر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گاہ چراغ
گاہ سر و گاہ سنبھل گاہ لالہ گاہ داغ	گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ چراغ
گاہ سخن و گوشہ دارد و در و دیوار خاک	
بر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افشار	بر کسای پایہ دارد پایے تخت استوار
از کہ شدہ حاصل غرورش با وجود انکسار	بر چہ طاقت می پردتا وجہ گردن این غبار
بر چہ حیثیت رود تا گنبد و دار خاک	
سک بلکہ بلکہ کردعائیں کر رہا ہو رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاہ حمر درخشان خنجر شعاع و ضیاء کھینچے ہو سے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادہ قتل ہوا یہاں میدان فونی تیار ہوا دارین استاد ہوئیں جلاہ و شلتانین لگانے لگے چاہتے ہیں موج حکم دے تو رستم کو قتل کریں موج حکم دے رہا ہو کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاہ سر پر طلسم کشا کے آہا گردن پر کولے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر فریب سر کے آیا بکار کر آواز دی کہ او موج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہو قتل کرنا ہمارا کام ہو جلاہ نا خداوندہ مفت پیکر کا کام ہو موج نے حکم دیا کہ میں ہزار حکمون کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاہ خنجر کھینچے ہو سے جس پر رستم کے آیا جا ہتا ہو کہ خنجر ماروں سک کلیجہ پکڑے روز رہا ہو جلاہ خنجر کھینچے ہو سے جھپٹا جا ہا کہ خنجر ماروں کہ ایک	

بھول آسمان سے گرا جلاد نے وہ ہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ سلام
 طالع کتا پر شمار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا موج نے کہا کہ اسے یہ کیا ہوا جلاد نے کیوں
 اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھ کے جو
 آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہیں اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردن
 نے کہا کہ صاحب یہاں سحر اس طرح نہیں آئیگا تو آرا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ رہے
 ہیں ان طائروں پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہیں بھاگ جائیں گے اگر کسی کے سحر کے ہیں تو قائم
 رہیں گے موج نے ایک گولہ طرط آسمان کے بھینکا گولہ جا کر بھٹا ایک طائر اکٹ گیا
 دیکھا کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین بصورت طائر قرار ہی تھی منقار پہلو میں موج کے
 کھڑا تھا مشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بے قرار ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان
 دای آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہو طالعہ

<p>سیر سے سر پہ ہو تری تیغ کا اسان قاتل میری گردن پر پھرے خنجر بران مائل ہیں گل زخم کہ چولا ہو گلستان قاتل ہر گل زخم ہو جن پر گل خندان قاتل تو بھی ہو گا صفت زلف پریشان قاتل دیدہ زخم رین گے مرے گردان قاتل دے اگر کبر کن تیغ کا دامان مائل قتل کر کے مجھے تو ہو گا بشیمان قاتل آرزو بھی ہو یہی اور یہی ارمان قاتل دل کی کیا اصل ہو حاضر ہو مری جان قاتل ہو تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل فوب دیکھا کیا بہرون تن بیمان قاتل</p>	<p>کس طرح شکر کروں تن میں نہیں چاقی قاتل دل میں باقی در ہے تیغ کا ارمان قاتل بلبل جان کا نکلنا ہو نہایت مشکل وار ہنس ہنس کے لگائے ہیں جو بکاو قاتل دیکھ لیگا جو دم تیغ پریشان مائل نیہان چھوڑ کے تو جائیگا تو عزم ہو گا میں وہ کشتہ ہوں کہ مندوں ہوں مشترک بعد میرے جو سے گاند جھائیں قاتل اپنے کوچ میں مری لاش کو کروندان سرا بھی کاٹ کے میں غدر کروں حکم ہو گا ہو اجازت تو لگے اس کو لگاؤں میں بھی بدگمانی جو ہوئی تیغ کے ہوا و سکوت منقار بے قرار طرط ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے دوڑا کہ جلال کشش سے لغو کیا او</p>
---	--

توپ کر گرا کلاہ دنیغہ جان دیکر اٹھالیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر لغزہ کیا لغزہ رستم بن صاحبقران

علم شاہ رومی شہ فیل زور	کہ برخت مرزوقا فلک ہلوس	یل نامور رستم بہلوان
منم نور عینین صاحبقران	اگر تیغ بر سنگ خار از خم	زکا وزمین بنخ وین بر کمنم

ایک طرف سے ملکہ تقویٰ لغزہ کر کے گری ایک طرف سے لغزہ کر کے آپڑی ان چاروں
سرداروں نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہو رستم لڑائی میں مصروف ہیں
سہاک نے اٹھتے ہی حقہ ہائے آتش بازی مارے جب حقہ بھٹنا شعلہ ہائے آتش گرے
سو دوسری جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑنے ہوئے پہونچے گرداب نے نیچے
مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پر رو کا روک کر لے لیا مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسے توپ کر
اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مار کے اڑ جاؤں کہ حملال سرکش برابر پہونچا گرداب پر
اپنے کو گردا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر حملال کے آبلے پڑ گئے آگ کر کے گرداب کو چھوڑ دیا
گرداب نے چاہا کہ اڑ جاؤں پشت پر اگر ملکہ یہاں سے گولہ مارا پشت پر گرداب کے بڑا منہ کے
بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو د توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا لہرایا
گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آواز میں گیر و دار کی آواز
بعد پھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مر نام من گرداب جادو بود یہ آواز موج نے سنی بھٹ پنا
پیش لیا مصاحبوں سے دیکھ کر آواز دی سوا سے تیغ ہفت جو ہر کے اور کسی سے گرداب
قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص بیان کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا بیان کا آباد تھا
آج صحرا کے گرداب نشان دیران ہو گیا اگر میراجی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
ہر کار سے نے خبر دی کہ حملال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا بھلے پشت
پر اگر گولہ مارا طلسم کشا لڑنا ہوا پہونچ گیا تیغ ہفت جو ہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی
مواج لڑتا ہوا چلا گیا تھا کہ حملال کو مار ڈالو نگار وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدلتا
بر آہنے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کر دیا کہ دیکھنے والے نہیں
کرین یہ کہ کے حملال کو لٹکا رہا حملال زکا موج نے گولہ مارا حملال سرکش نے

گولہ کا ٹاٹا گولے سے ایک چلہ نکلا وہ چلہ طرف حملال کے بلٹا حملال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
خون چلے کے سٹنے کیا فون پی کر طرف موج کے بلٹا موج نے بکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہو حملال کو پامال کر چلہ بلٹا حملال نے فون چلو مین
لیکڑا سپر بھینکا کئی مرتبہ حملال نے چلے کو بلٹا یا مگر موج اسکو زور دیتا ہو یا بچوین مرتبہ
چلہ طرف حملال کے چلا اب حملال یہ ستر کہ دیکھ کر بھگا گاستم لڑتے ہوئے آتے تھے
دیکھا کہ حملال کا رنگ رو متغیر ہو اور ایک چلہ فولادی نیچے کھینچے ہوئے عقب میں حملال
کے آتا ہی رستم نے بکار کر پوچھا کہ کیوں حملال خیر تو ہو حملال نے عرض کی کہ اے شہر یار
میں نے پانچ مرتبہ اس چلے کو بلٹا یا اور موج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خوان
ہی سوائے حضور کے رو کے یہ کسی سے نہ رکھ گیا غلام کی قصا اسکے ہاتھ سے ہو رستم نے
بڑھ کر تیغ ہفت جو ہر چمکا یا وہ چلہ تیغ ہفت جو ہر کو دیکھ کر گھبرا یا قصد ہوا کہ بھاگوں
رستم قریب چلے کے پہنچے چلے نے نیچے مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پر رو کا حملال نے
بکار کر آواز دی کہ اے شہر یار عکس کلاہ ہفت گوشت ڈال دے جیسے رستم نے کلاہ ہفت گوشت
کو گردش دی چلے پر عکس جو بڑا ایک چیخ مار کر بکار اٹھا کہ اے موج بھگہ ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچالے موج دوڑا چاہتا ہو چلے کو گود میں اٹھا لوں ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالوں کا
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا چلے کے دو ٹکڑے ہوئے چلے کے مرتے ہی رنگ رو سے
موج متغیر ہو گیا لٹکار کے آواز دی کہ اے طلسم کشا تیرے بڑا رستم کیا وہ سحر مشایا کہ میرے
قلب پر صدمہ ہو بچا گر داب کا قتل ہونا باعث بربادی صحرا کے گرداب نشان ہوا
یہ سحر میز وہ مشاکہ قلب پر صدمہ ہو خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائیں تو
شاید غلام کو بچائیں ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہو کہ سب سحر بھولا جاتا ہوں کہ سامنے
سے لڑتی ہوئی ملکہ چائے اور نگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی
خالم باعث بربادی صحرا کے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ اد شوخ دیدہ وار
کیسے دیدہ تو نے صحرا کے گرداب نشان تباہ و برباد کر یا مان کو قتل کر یا اب
صرف میں باقی ہوں میں بھی جان دینے پر آمادہ ہوں میں تجکو قتل کر کے مرونگا یہ کہہ کر

گولہ مارا ہمارے اور رنگ نشین نے گولے کو ہاتھ میں روک کر وہ ہی گولہ مولج پر مارا مولج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر لگے ہمارے پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہمارے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کینتر رخصت ہوتی ہو اب کینتر کی یہ کیفیت ہو دراصل یہ صورت ہو نقطہ

گر یا مال ناز مراد دل ہوا تو کیا روز سراق آ کے مقابل ہوا تو کیا تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا کیا بات ہو نشانہ اگر دل ہوا تو کیا گردن میں ہاتھ اسکا حمل ہوا تو کیا اک بوسہ کا میں یار سے سائل ہوا تو کیا اک میں اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا رنج آنے سو طبع کا جو حاصل ہوا تو کیا

صد یہ اُنکے عشق میں حاصل ہوا تو کیا میں نے شب خزان میں جھیلی ہیں سختیاں تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہوں میں ہی اُنکی اک ادا یہ تصدق ہزار جان باطن میں تو نہیں کوئی صورت ملال کی اُس نے تو میرے قلب و جگر دو وزن لے لیے سودا کی آپ کے تو بہت سے ہیں شہر میں سقوط ہمارے دل سے محبت نہ چاہیگی

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہمارے سنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے طرف مولج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ بخت جو ہر جہاں کھر مولج کا مٹا یا مولج کو بڑا قلعہ ہوا تلوار کھینچ کر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او کیسو بریدہ خجوا بھی نہ ا دیتا ہوں یہ کہنے آواز دی کہ اسی جوان میرے گرد اب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہو آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ میں لیے سامنے مولج کے آیا کہا کہ اے افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤں مولج نے طرف ہمارے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہو یہ میری بیٹی ہو لیکن اسے مان کو قتل کر آیا اس وجہ سے تو اس شوخ و یدہ کا سربلا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت کیکے جھوٹا ہوا طرف ہمارے چلا ہمارے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہو حملال سے اشارہ کیا کہ کس ظالم کے ہاتھ سے تجھے بچاؤ حملال جت کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کا کا مجھے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہو وہ مولج کی بیٹی ہو یہ کہ کے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہو گولہ بھٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھوٹا ہوا سامنے حملال کے پہنچ گیا حملال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی کہ ملکہ ہمارے پیچھے سے سحر کر کے نیچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جو پٹھی ضرب میں نیچے ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہمارے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہمارے اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہو اور ہمارا بدو اس بھاگی ہوئی جاتی ہو زنگی مثل شعلہ جو اہل دوڑا ہوا جاتا ہو چاہتا ہو کہ ملکہ ہمارا کو پکڑ لوں یہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چن۔ قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پھینک مارے زنگی چلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا موج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان بین کس طرح اپنی جان بچاتے ہیں تصویر دلکش نے معشوقہ طلسم کشا اپنے ہمارے اور رنگ نشین کو بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہیں معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرازہ لڑ رہا ہو یہ کہہ کر طرف حملال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ حملال اڑ کھڑا کر اگر کرتے کرتے آواز دی اسی شہر یار غلام کو بجائیے میں ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریا سے حیرت کا جوش ہوا طلسم کشا نے جو حملال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ میں آئے موج کو لٹکا رہا کہ او نامرد خبردار حملال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہو قتل قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچے گا ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرونگا موج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ ہمارے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری موج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کر دن موج نے پھر دو ہتھڑ مارا کہ فغفور بھی گری اب ہمارا حملال و فغفور و تصویر یہ چاروں سردار زمین پر گرے اور لڑنا اگر نہ لگے موج چاہتا ہو کہ ان چاروں کے سر کاٹ لوں ادھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے تھے چاہا کہ حملال کا ہاتھ تھاموں ادھر کنیزوں نے یہ آواز دی کہ اسی شہر یار چاروں ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد پہنچائیے اپنے ساتھ والوں کو بجائیے انکو موج قتل کیا چاہتا ہو رستم نے جو کنیزوں کی یہ آواز سنیں بیتاب ہو گئے ملکہ ہمارا کو زمین پر اڑ پان رگڑنے دیکھا تیغ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحر دن پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر بنایا ہوئے ان ساحر دن کے
 موج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوئے طلسم کشائے کیا شعبہ کیا کہ ہم کو نہیں چھوڑتا
 بالکل نابینا ہوئے اور تو موج کو نہ کچھ دین پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر میں پتھر دیا جست
 کر کے لے اڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتاروں جب تک کمان کا بندھے سے
 اتاریں وہ خطا کار قنبریل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ موج شہ زور کو لے گیا چاروں
 سرداروں کے قریب آ کے عکس درہ ہفت گوش کا ڈالا سردار اٹھے باقی ماندہ ساحر دن
 پر سحر کرنے لگے ساحر ہفتہ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوئے علم شاہ داخل
 بارگاہ ہوئے اہل قلعہ گرداب نشان آ کر حاضر ہوئے رستم نے پوچھا کہ یارو تنکو کچھ معلوم
 ہو کہ شہ زور کو کہاں لے گیا کہا کہ اے شہریار یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اسکو
 قلعہ ہنگ کہتے ہیں ہنگ دریا نوش موج کا بڑا بھائی اس قلعے کا حاکم ہو کیا عجیب ہو
 کہ وہاں گیا ہو اس سے مدد کا فرمان ہو گا وہ بلا سے روزگار ہو رستم فرماتے ہیں کہ اگر
 مجھ کو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اس قدر صدمہ نہ ہوتا مجھ کو شہ
 کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہیں اس کے نہ ہونے سے محبت ویران ہو
 خاصہ کبھی طلسم کشائے کم کھا یا بہرات رہے دربار پر خاست ہو اسب اپنے اپنے مقام پر گئے
 تصویر دلکش ملائے پڑائی رستم نے آرام کیا سہک برائے نگہبانی قریب ہنگ طلسم کش کے
 موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی دیر ہنگ چھپتا ہو کبھی گوشے میں مخفی ہو گیا اگر اب
 حال موج کا تحریر کرتا ہوں کہ موج جو شہ زور کو لیکر چلا ہنگ دریا نوش بالاسے قلعہ
 ٹل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا موج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو نیچے میں دبا دے
 اسی طرح آتا ہو ہنگ نے بکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو
 لے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ میں نے ایک خبر وحشت افزا سنی ہو موج گھبرا ہوا تھا
 مگر ہنگ کے کہنے سے اتر آیا ہنگ نے حال پوچھا موج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا حال
 بیان کروں صحرا سے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
 شریک رستم ہوئے میں ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم میں مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ ہزار کر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے چون
 عاجز ہوا تمھاری بھانج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے کھا گا چار صاحب کے
 طلسم کشا کے ساتھ ہیں اُنکو بے کار کر آیا ہوں اب کو میں بھر کر تیر کر لنگا ہنگ نے یہ
 حال سن کر مواج کنگلے سے لگایا کہا کہ بھائی اگر وہاں نے اپنے سحر کے دور میں اپنی جان دی
 تم قلعہ میں بیٹھو آرام کرو میں جا کر ایسا طلسم کشا کو تنگ کر دوں گا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر تم
 بڑھ گیا اور تحفہ جات لے لے تو طلسم کشا کو سولے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
 سے گلا کاٹ لیا گیا یہ کھلے ہنگ دریا نوش بعد خوش و خوش اڑتا ہوا طوفان شکر
 طلسم کشا کے چلا آ کے ایک ہاٹ پر کھڑا فنفور کو طلب سے پردیکھا کہ ایک نازنین بری بیکر
 سیم پر رشک قمر ٹل رہی ہو ہنگ عقاب بن کر گرا فنفور کو اٹھا لایا بان میں سوزن
 دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر میں اُتر اخیلہ حملال دریافت کیا لقب کھود کے خیمہ حملال میں
 پہونچا حملال کو بھی سحر کر کے لے کھا گا فنفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر شکرین
 آیا ہما سے اورنگ نشین کی بارگاہ میں پہونچا ہما پر سحر کیا کھنگا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ
 کھل گئی دیکھا کہ ہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہی تو پ کر اٹھی ہنگ نے خیمہ سے
 حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا مٹھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی ہنگ
 دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر میں آتا تصویر کو بھی بیہوش کر کے
 اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لاجپات ابر سحر بنایا اسکو شکر طلسم کشا پر پہونچا
 جیسر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا یکا یک ہلڑ جو ہوا سمک قریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا
 طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ فنفور یا ہر نکلیں دیکھئے لشکر پر کیا آفت ہو پانی برس رہا ہی
 جیسر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تو پ رہے ہیں عشاہ باہرنگ
 دیکھا خیمے گر رہے ہیں پانی پڑے رو سے برس رہا ہی یا تو پانی برس رہا تھا یا یکا یک پڑ
 گئے لگی ہاٹ جا بجا سپید معلوم ہوئے ہیں کچھ لوگ زیر برت دبے ہیں پڑے تو پ رہے ہیں
 رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جو ہر کو چکایا جس مقام تک چک تیغ کی پہونچی پڑت موقوف ہوئی
 ہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو شکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر سحر رہا ہی برت

نہیں برستی جی میں کہتا ہوں کہ میں نے برف برسا کر جاہل تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈا کر دینا یہ کیا سبب ہو کہ اب ہر ہزار ہا ہو گیا رنگ ہو کہ برف نہیں برستی آخر پہاڑ سے اتر آیا ایک مرد پیر کی شکل بنے لشکر طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہو چلا کس ہوشیار ہیں سمک سائے میں کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہو سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پاہل کرتا ہوا آتا ہو سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہو یہ برف کو پاہل کرتا ہوا آتا ہو سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر میں پھر رہا ہو کسکی تلاش ہو نہنگ نے فوراً جواب دیا کہ میں خبر کو اس لشکر کی آیا ہوں سمک نے رستم کو خبر دی کہ چاروں ساحر لشکر سے غائب ہوئے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیاناً آیا تھا سمک دیکھ کر کب طلسم کشا سے کہنے گیا ہو یہ سوچ کر بھاگا اگر پہاڑ پر بٹھرا اور دوسرا لکھ ابر تیار کیا طلسم کشا نے دیکھا کہ چنر کس ہوشیار ہوئے تھے پھر برف پر سے لگی طلسم کشا تیرہ ہفت جہاز چمکانے پھرتے ہیں سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکھ لکے ابر آتے ہیں رستم سے کہا کہ چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہو ایک ساحر کی شکل بنکر جلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکھ ابر نکل رہے ہیں سمک گھٹیوں کو طر کر کے بلائے کوہ آیا دیکھا کہ چاروں ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ او شہنشاہ ساحر ان آپ کے سحر کر رہے ہیں نہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے سمک نے کہا کہ میں اسی جنگل میں رہتا ہوں ایک طائر نے مجھ کو آکر خبر دی کہ خدایا وناہ ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ بلائے کوہ ہمارا بندہ خاص آیا ہو اور برابرے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہو جا کر اسکو خبر دو کہ میرے لائق سے طلسم کشا گرفتار ہو گا نہنگ نے کہا کہ مناسب یہ ہو کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے میں جا کر طلسم کشا کو پکڑ لوں سمک نے کہا کہ آپ نے ان چاروں نمکھروں کو طوب گرفتار کیا ہی مدد کا لشکر سلام ہیں انھوں نے طلسم کشا کو رہبری کر کے تباہ قلعہ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل مونی بیلیج جاکر کر نکل گیا یہ کہ کے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجی نشے کے جوش میں جا آپ لکر سحر کریں طلسم کشا کو گرفتار کریں نام شراب کا سنگ نہنگ ہنسنا لگا اور ہنسنے لگا

میں عیاروں سے بہت ڈرتا ہوں آخر تم میرے پاس کر بہو نچے عیار یوں کے چیلے نکالے
اب میں تھین کب جانے دیتا ہوں میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالائے کو
جاؤ گے بعد حضور سی ویر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کر جاؤ وہ عیار طلسم کشا
ہو سکے نے چاہا کہ کوہ کر بھاگ جاؤں مگر ہنگ نے سحر کیا سمک اٹھتے ہی گرا ہنگ نے
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ اوسکار میں تھجو قتل کروں تب طلسم کشا کو گرفتار کروں یہ کہ کے
چارون ساحرون کی زبان میں سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا حملہاں سرکش نے دیکھا کہ
سمک گرفتار بیٹھا ہو ہنگ قصہ کر رہا ہو کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کروں قصہ کا
یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو وہاں کا حکم نیسان جادو سنگیر فغفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پا چکی ہو بھونری بھرنا باقی ہو اپنے قلعے میں بیٹھا ہو کہ ہر کار سے نے آکر خبر دی کہ تیمور
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے میں گیا تھا وہاں قتل ہوا نیسان نے ہر کاروں سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہاں گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہر کاروں نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور کھل گئی جہاں طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہاں فغفور کو نہ پایا وہاں سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر طلسم کشا کے
برت برس رہی ہو کہیں فغفور کا نشان نہیں پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہوا بالائے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگوں بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیر فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کروں نیسان جادو غصے سے
کاٹنے لگا جی میں کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے
جیسے ہی ہنگ نے ہاتھ اٹھا ہا کہ فغفور پر خنجر ماروں نیسان نے کار و سحر پھینکی کار و سحر کے
ہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا ایسے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے
ہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پر ناہون کا ہتا ہوا طرٹ نیسان کے گولہ پھینکا نیسان
زمین پر آیا دونوں میں سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ میں غالب نہیں آنا چھپ کر فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چپک کر اپنے مقام سے اُٹھی ہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیکان عشق میں ملک فقور کے ایسا بیتاب ہو کہ دم بدم بکارتا ہو کہ اسی جان جہان و
اسی آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہو لہنی یہ کیفیت ہو لفظ

ایک طعہ پر نہیں رہتا تراز نہار مزاج لغات دن دل سے ہیں حضرت کو دعا کرتے ہم اسی مرے رشک سیجا تری فرقت کے سبب عرش پر پہنچے نہ کیوں اپنا دل اسی ہم سر قد غنچہ دہن پھول سامنے گل سا بن سیج قویہ ہو کہ سیجا تری فرقت میں بیان فرقت یار سے ہوں گورکنار کے پہنچا کس محبت سے سیجائے شفا سے پوچھا	ہو طبیعت مستون تو ہو عیار مزاج گو نہیں پوچھتے تم اسی مرے دلدار مزاج جسم ہزار و ضعیف اور ہو بسیار مزاج ایکباری جو وہ پوچھے مراد لدار مزاج غش ہو پیر دوسرے سے خاک مر بار مزاج ایک دن میں مرا لگا اپنا سوا بار مزاج کیا تیاؤں کہ ہو کیسا مرے غنچہ ار مزاج کیسا رہتا ہو تراز اسی مرے بیمار مزاج
--	--

فقور جواب دیتی ہو کہ اویسان کیوں دیوانہ ہو اسی کی تری قضا آتی ہو نیکان نہنگ یہ
سحر کر رہا ہو فقور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہو رہا سحر تاخیر نہیں کرتا جھٹ کر ہلال
کی زبان سے سوزن نکالی ہلال نے اٹھتے اٹھتے جہاں سے اور نہنگ انہیں کی زبان سے
سوزن نکالی جہاں سے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولوں کا ہاتھ سے کاہ لا نہنگ بکھینچ مارا نہنگ کی
آنکھیں مسخ ہوئیں چہرہ گلزار ہوا جس نخل کے سائے میں کھڑا تھا فلک ہمارے آواز دی کہ
اس طائر زخمی نہنگ کو ایک غری صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے
ایک طائر اڑتا ہوا آیا اس نے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھتے دیکھا نظم

دکھلا رہا ہو چہرہ اور بہار صبح سری نہ زلف اس ترخ اندر سے زینہ رخسارہ حسین کے جو عاشق ہیں آپ کے شب بھر ہی دعا ہو خدا سے ہمیں شفا	کیونکر رہیں نہ دل سے بھلا ہم شمار صبح بار آگیا جو یار کو اپنا ستر صبح کیونکر کہیں وہ جان نہ دل سے شمار صبح دکھلائے جلد چہرہ میں حنائی بہار صبح
--	---

یہ اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ اسی تہ نشا غری
وای سرو باغ محبوبی میں مدت سے آپ پر جان دیتا ہوں اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

کیونکر کہیں وہ جان نہ دل سے شمار صبح

نثار کروں جو ارشاد ہو وہ بجالاؤں ملکہ ہمارے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو مشہد زور ناموں کو گرفتار کر کے لے گیا اُسکو کہاں رکھا ننگ نے دیکھ کر آواز دی کہ میں اپنے قلعے میں بیٹھا تھا کہ مواج مشہد زور کو لیکر آیا میں نے اُسکو قید کا حکم دیا یہاں پر اسے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ نے قریب آکر ننگ کا ہاتھ تھام لیا مار گلے سے اتارا گلے میں ننگ کے ہنسا دیا ننگ اور زیادہ مہوت ہوا ملکہ ہمارے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ مشہد زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی مشہد زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہیں آتے ہیں ننگ مہوت ہو کہ قید کھینچ کر چلا عقب میں چاروں ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا حملال سرکش ہمارے اور ننگ نشین آگے بڑھا ہوا ننگ اپنے قلعے پر آ کے ہو نچا تلوار کھینچ ہو قید خانے میں آیا مشہد زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای ننگ مجھے کیا ہوا ہی قیدی کو رہا کرتا ہو دیکھ یہ بڑائی ہو ننگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا داسگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہو مواج اور ننگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلا سے روزگار ہو عاجز کر دیا ہو کہ حملال سرکش آکر ہو نچا حملال نے بڑھ کر ننگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہمارے غفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہمارے گجرا پھینکا غفور نے کار د کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر کو روکے آخر اسنے شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ لپٹ کو زخمی کر کے چمکی ہمارے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھیں سنبھل ہو گئیں مہوت ہو کر بیٹی کو پکارا اٹھا کہ امی دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا دراز زبان کہو کو منہ سے تو کچھ بولا میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رنگ آئینہ کو آئے مری جیرانی پر	صدقہ جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث میں ہیں کیام مار	لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

<p>حال کھلتا ہو بدونیک کا وقت مین دھٹیکا وہ سمجھ لے اسے پتھر کی لکیر سارے سامان مہیا ہوں جو چاہے لکیر زیست کا خوف نہیں جب سے معلوم ہوا درطہ غم سے خدا ہی نے نکالا اسے رندر</p>	<p>جو ہر تیغ عیان ہوتا ہو عسریانی پر جو لکھنا کاتب تقدیر نے پیشانی پر دجیان کرنا نہ مری بے سرو سامانی پر موت نامور ہوئی میری نگہبانی پر نا خدائی کی مری کشتی طوفانی پر</p>
<p>اس طرح یہ اشعار بیکار کر چڑھے کہ سب نے سنے مہلال نے بیکار کر آواز دی کہ کیوں ایسی مواج بڑے جوش میں ہو گیا دختر کو اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو موج نے جواب دیا کہ اے مہلال میرا حق ہو کیا میں نے غیروں کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلامان میں ان باتوں کی مخالفت ہو ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو تم بھی سارے نکرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے نصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا موج اس قدر خوش میں آیا کہ ہزار ہا سفر پڑھے بیکار بیکار کہ کتنا تھا کہ اے جان جان میری جان اب تجھ جاتی ہے روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں مہلال نے کہا کہ او بیجا کیا بکتا ہو تجھ کو عزت نہیں آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیوں زیادہ گھبراتا ہو یہ کیلے گولہ مارا ملکہ ہمارے بیکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لیجا صحرائے آواز آئی کہ کینز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیر ہن غنچہ دہن رشاک جن قمر پیکر سیم بہ چیلے چلے ہو ٹھہ جن میں سچائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوئے گوشہ کھیرا پیدا ہوئی بیکار تھی ہوئی کہ اے موج میں تجھ پر عاشق ہوں میرے ساتھ آئیں نے باغ بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہاں کے نایاب عند لیبان خوشنوا رمز سرائی کر رہی ہیں ہم تم وہاں چل کر بیٹھیں سیر باغ بفرحت دیکھیں موج اس نازنین کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہ اے او سفیرت ہم تجھے کہتے ہیں کہ تجھے میں جل تو سب کے سامنے باتوں پھیلاتا ہو دیکھتا ہو کہ مہلال کھڑا ہو تو لہجہ انہیں کرتا موج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا</p>	<p>اس طرح یہ اشعار بیکار کر چڑھے کہ سب نے سنے مہلال نے بیکار کر آواز دی کہ کیوں ایسی مواج بڑے جوش میں ہو گیا دختر کو اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو موج نے جواب دیا کہ اے مہلال میرا حق ہو کیا میں نے غیروں کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلامان میں ان باتوں کی مخالفت ہو ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو تم بھی سارے نکرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے نصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا موج اس قدر خوش میں آیا کہ ہزار ہا سفر پڑھے بیکار بیکار کہ کتنا تھا کہ اے جان جان میری جان اب تجھ جاتی ہے روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں مہلال نے کہا کہ او بیجا کیا بکتا ہو تجھ کو عزت نہیں آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیوں زیادہ گھبراتا ہو یہ کیلے گولہ مارا ملکہ ہمارے بیکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لیجا صحرائے آواز آئی کہ کینز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیر ہن غنچہ دہن رشاک جن قمر پیکر سیم بہ چیلے چلے ہو ٹھہ جن میں سچائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوئے گوشہ کھیرا پیدا ہوئی بیکار تھی ہوئی کہ اے موج میں تجھ پر عاشق ہوں میرے ساتھ آئیں نے باغ بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہاں کے نایاب عند لیبان خوشنوا رمز سرائی کر رہی ہیں ہم تم وہاں چل کر بیٹھیں سیر باغ بفرحت دیکھیں موج اس نازنین کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہ اے او سفیرت ہم تجھے کہتے ہیں کہ تجھے میں جل تو سب کے سامنے باتوں پھیلاتا ہو دیکھتا ہو کہ مہلال کھڑا ہو تو لہجہ انہیں کرتا موج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا</p>

اس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
 غوطری دور جا کر اس نازنین نے گلے سے موتیوں کا مالہ اتار لیا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
 پہن لو مواج نے سر جھکا یا اس مجہین نے موتیوں کا مالہ گلے میں مواج کے ہنسا یا مالہ
 پہنتے ہی غصے میں کانپنے لگا کہ اس غفلت تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیوں کا
 مالہ ہنسا یا میری آبرو میں فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس ہیودہ نہ بگو میرے ساتھ باغ میں چلو
 بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کر سے کھینچی
 اس نازنین نے سر جھکا دیا کہ اس جلا د صاحب ظلم و بیاد سر کاٹ لے تو اس سے
 آگاہ نہیں سراسر بدعت کرتا ہو کیونکہ کہوں کہ تو مجھ پر مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
 اس نازنین کا سرکٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو نوارہ خون کا
 نکلا مواج دریائے خون میں نہا گیا بدن میں آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
 قریب اس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل میں دیکھا اپنا عکس نظر آیا بکا رتا ہوا
 کہ اے بھائی آؤ تمکو نے دریا میں قید کیا کسی مرتبہ یہی بات کہنے آخر جھم سے پھانڈ پڑا تو
 دریا سے لعنت ہوا جو بھلیاں ترتیب ترتیب کر بلند ہوئیں کسی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
 بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمند ریشیں بود جب مواج مرا یہ سب
 سردار خوشیاں کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے ان قلعوں پر قبضہ
 کرتے ہوئے چلے آئے ہیں اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوئے یہ سب سردار ریشیاں قلعہ جات
 کو بیکر خدمت رستم میں آئے حملال نے صلاح کی کہ اب طرف صحرا کے محیط کے چلے نہک
 نے بھی کہا کہ صحرا کے محیط میں پہونچ کر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
 تین پہاڑ فتح ہوئے ان پہاڑوں کی بھی سیر ضرور ہو رستم نے فرمایا کہ کئی جینے سے صحرا کے
 گرداب نشان میں حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ گرداب نشان پر ٹھہرو
 بعد ہفتہ کوچ کرینے اس خیال سے رستم قلعہ گرداب نشان پر مقیم ہیں کہ انکا حال
 وقت پر لکھو مگنا ہمارا بیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
 پر آکر لے اب انکر کثیر رستم کا جمع ہو تمام صحرائے لشکر خفا اثر سے معمور ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعید بن قبا کا کہ
قلعہ لالہ زار سے اوپر پہنچنا کوہ الماس کی دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا یاسامی نامہ

یلا سا قیام نصیب ہے عشق کہ گیسو کی صورت پریشان رہا کہ دیوانہ وار و پریشان رہا کہ سامان درد و الم ہو گیا ہو اکوہ کن نام مشہور ہے اٹھائے محبت میں کیا کیا ستم یہ وہ باغ ہو رنگ جسکا ہر زرد لکھنوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہو پلچکین کو دھوئی ہو با صد خوشی یہ کرتے ہیں رور کے با ہم سخن نہاں مضامین نہ پایا گیا دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم ہمارا گلستان کی خوشبو ہی وہیں بلبلین ہوں کہ جبکہ غول قمر حال الفت بہت طول ہو	کہ دل میں ہمارے جگہ پاک عشق ہو اقیس مخزون کا جھنوں نقب کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان یہی عشق و الفت کا مذکور رہا بہ سختی غرض جان شہرین گئی کیا بلبل غنم کو بھی گر دبر چمن اسکے برباد ہیں سرسبز کہ یہ منزل غنم نہ طو ہو سکی کہ کس باغ میں ہو چسپاں لکڑ کہ اس باغ کا آج سایا گیا تڑپتے ہیں اس باغ میں بابا یہی جان پر اپنی کاہش رہی دکھایا فلک نے مصیبت کا رخ کہ جلد اس راہ آفت کو طو	عجب عشق و الفت کے سامان میں دکھائے الفت کے رنج و تعب نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا کہ یہو سچا سر کوہ وہ نہیمان ہوے سختی عشق میں رنج و غم محبت میں یہ بات چال ہوئی غنم و غنم وان کا ہر اک بھول کہ صیاد میں یان کے بیدار گر ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں باغ و غن عوض بھول کے غاہن سرسبز ہوے ہم گرفتار رنج و الم خزان آگئی کھسرت دیکھی بہا کہ دیکھیں بہار گلستان کا طو پڑے دل میں لالے کی صورت داغ لکھو داستان جلالت نشان
---	---	---

کہ شتاق ہیں ناظر و سامعان
کتب رعنائی دربیانی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان
دکھاتے ہیں شہر مرغ خیال و فصاحت ادا چین می نگار و بے لطف و عطا و سابق میں
تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعید شہر یار بادشاہ لشکر اسلام در بندہ دن کو فتح کرتے ہوئے قلعہ
لالہ زار پر پہنچے چار پانچ لاکھ فوج شہر یار کے ساتھ ہر ساحر و غیر ساحر کو ہی ہمارے میں سریر جہاں نانی

بلوہ فرماہن گرد سرداران نامدار و ساحران غار موجود ہیں کہ ایک ساحر گھرا ہوا آباغض کی غلام
 خبر پائی ہو کہ اسے و نور الدین ہر تاج میں چھپی کر کے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشر
 ہو اسے قید ہوئے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
 مثل رہے ہیں کہ صحرائے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گھر پانچزار فوج سے
 آکر پہنچا سرداروں میں مقصود کوہ پیکر و نعمان مردم ورد ہیکلان خود سر منح پانچزار
 فوج کے ساتھ ہیں یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب
 انکو کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے
 کہا ہم خدمت میں بادشاہ کی جانب سے صاحبقران نے ساز و سامان دیکھا فیروزہ کو روانہ کیا
 تھا ہر نوع آکر خدمت میں شاہ کی پہونچے شاہ نے عالی پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت بتلایا
 کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ایرج و نور الدین ہر قید ہو گئے انکی رہائی کی تدبیر
 و فکر واجب و لازم ہو آج شب کو اس مقام پر روضہ کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہو پانچزار
 فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونوں کو کسی جاو و گنی کے سپرد کیا ہوگا
 غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہو آپ کے اقبال سے دونوں شیریں کو رہا کر کے لاتا ہو وہ بھی
 دونوں آفت برپا کیے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے میں ہیں اب کئی سو ملک اسلام
 کے قبضے میں آچکے مگر وہ ملعون پہاڑوں پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
 بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہیں فیروزہ اسی وقت ہاتھ سے
 عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا مجمع کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
 آپ کے ساتھ ہیں منزل در منزل جاتے ہیں کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہو کہ لشکر کو طرف
 کوہ مقناطیس کے پہونچے مشکبار جاو کہ عاشق جمال ہیشال ہو بہری کرتی ہوئی آتی ہو
 لیکن فیروزہ بن عمرو و قیسوین دن شام کو ایک صحرائے پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہو
 چشمہ اسے آب لا جواب فیروزہ ایک محل کے سامنے سین ٹھہرا شب ماہ تھی اسے جو صحران کو
 دیکھا لا جواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شجر فی زیب جسم کو رمی صورت چہرے پر حالت
 مین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سرسبزین نسرين و گل ويا سمن ايتک
رکھا ہوا مانت کی طرح محکوز مين نے
کی خاک بھی برباد مری کوئے صنم سے
شک دل سے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا
سوقا فلے اس دشت میں آئے بھی گئے بھی
موزون نہیں کرتے ہیں جو مضمون دہن کو
شمشاد بھی دیکھے ہیں بہت کبک بھی لاکھوں
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رفون کی
بو سے مین لیا کرتا ہوں اس منج کے شب و روز
اور تندر محبت ہو خط و خال بتان سے

محفوظ خزان سے ہو بہار چین ایتک
سیلا نہیں ہونے دیا تار کفن ایتک
ہو دل میں کدورت ترے جھج کس ایتک
ثابت نہ کر ہو نہ بھارا دہن ایتک
ہم ڈھونڈتے ہی رہ گئے راہ وطن ایتک
سمجھے نہیں شاہید وہ مذاق سخن ایتک
قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ایتک
جلتا ہو تب غم سے ہمارا بدن ایتک
خون روتا ہو چسکے لیے لعل مین ایتک
قبضے مین ہمارے ہو خطا و ختن ایتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یزغرل گار باہی طارون لے جو یہ آواز سنی آشیانوں سے
نکال دیے گانا سن رہے ہیں بعضے چڑک چڑک کے آشیانوں سے گر رہے ہیں چند آہوان
صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہیں آنکھیں گردش کر رہی ہیں بنگاہ حسرت دیکھ رہے ہیں
فیروزہ جان توڑ توڑ کے مین بجا رہا ہو کہ صحرا گونج رہا ہو قضاے کار اس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس
جاوہ باغ مین بیٹھے بیٹھے گہرائی شب ماہ دیکھ کر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گنرا چکر صحرا کی سیر
کروں فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے جلی تھی
کہ کان مین آواز مین کی آئی حیرن تھی کہ کون گار رہا ہو کس لطف سے مین بجا رہا ہو ایسا جگہ گار رہا ہو
کہ دل بچپن کر رہا ہو دل پر تاثیر ہوئی ہو تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر
جھاگیر مگر نہایت حسین و جمیل مین کو گود مین لیے ہوئے تانے مار رہا ہو آہوان صحرا و طارون
ہوا باطفت سن رہے ہیں مقناطیس نے تخت چھو لیا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گنرا کہ اس
فقیر کو اٹھا کر لیجاو اپنے باغ مین اسکا گانا سننے کے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھیں
بند ہو گئیں بیوقوف ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لکائی فیروزہ کو اٹھا کے تخت پر
ڈالا اسی طرح دیکر طرٹ اپنے باغ کے جلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اتارا کنیز

سے کہہ دیا اس فقیر کی غیر رکھنا آب و دانہ اسکو پہنچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہ ہو ہمارا منظور
ہو کہ کنیزین فیروزہ کی خدمت میں گئیں فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مجببینان میں پایا ایک
کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گل رنگ نام وہ دم فیروزہ کو چھیڑتی ہو کہنتی ہو اور شاہ صاحب
تم تو ننگوٹ بند ہو ملک عالم کا عالم شباب نکو اٹھا کر لائی ہیں جب یاد فرمائیں گی اس وقت
کیا جواب دو گے فیروزہ نے کہا کہ بی گل رنگ ملک عالم میری مالک ہیں جب مجھے یاد فرمائیں گی میرا
کام ہو گا نا بجانا ہو وہ آنکو گانا سناؤ نکا ملک عالم کا دل بہلاؤ نکا اور باتوں سے مجھے کیا کام ہو
باتوں ہی باتوں میں کنیزوں سے فیروزہ نے پوچھا بی گل رنگ کے کیا خدمت متعلق ہو کنیزوں نے
کہا یہ گائے ہو فیروزہ باتوں میں لگا کر گل رنگ کو خلیہ میں لیکھا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تو کینا
طاہر دیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزوں میں آٹا اب نظر ہو کہ دیکھیے ملک عالم کب مجھکو طلب فرمائیں
مشتبہ کو متناطیس جا دو جو صحبت میں بیٹھی کنیزوں سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزوں نے
عوض کی شاہ صاحب کا نشان نہیں لٹا گل رنگ نے کہا داری اس فقیر کی کیا ضرورت ہو میں
اس سے بہتر گانا سناؤں متناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گل رنگ نے شاہ
متناطیس جا دو کے پیشکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

الفت نہ کرو نکا اب کسی کی	دشمن ہو جس سے دوستی کی	حالت کہو اپنی بیخودی کی
دل دے کے سنبھالنے جی کی	اول اول بھلائیان کین	آہر آخر بہت جبری کی
مہر وٹ ہو سینہ کو بی میں دل	آتی ہو صدا دھڑا دھڑی کی	الفت پر تیری خاتمہ ہو
اب لے لے قسم تو عاشقی کی	کرتے رہے روزا منظر اپنی	نقشبندہ کی کبھی کسی کی
روئے پر میرے ہنستے ہنستا اب	ہنس لیجی بات ہو ہنسی کی	کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تن جو کا شکل ہو جبری کی	شیرین دہنو نہیں ہو زیبا	تم باتیں کرو نہ پھیک کی پھیک
دیوانہ ہوا ہون اک جبری کا	تقصیر ہی تو واقعی کی	بے یار ہو دل کباب ساقی
حکایت نہ کر تو سیاحتی کی	م نکھین لوین تجھ میں ہوا	ان ترکوں نے جنگ زرگری کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہیں غیر	سختا نہیں زندہ کسی کی	اس اس طرح اس غزل نکا
اور ساتھ متناطیس جا دو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ متناطیس جا دو نکا		

بیقرار ہو گئی کتنی ہی کیوں گلزارنگ آج تو تہنہ نیارنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہے
ہر روز نیارنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملک نے ارشاد کیا
اے گلزارنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بیمار ہاتھا اور جنگلہ گار ہاتھا تمام صحرا ویران معلوم ہو چکا
میں لوگوں نے کسی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنیں تو میتاب ہو جائیں میں آج پھر
صحرا میں جاؤنگی شاید وہ بلجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لے چلیے میں نے تلاش کو دنگی
اب دو گھنٹہ ہی دن رہے ملک نے زعفرانی جوڑا پہنا دریا کے جوہر میں غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئی
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑا یا صحرا میں پہاڑ پر آ کے ٹھہریں تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و جنت جہری
تاج شہر پارمی بر سر دچارت شہنشاہی دربر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوئے
پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوئے نقارے پر چوپ بڑتی ہوئی علمہاے زنگاری
کے پھر برے کھلے ہوئے چمن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوئے جب دہن کھولتے ہیں
سامعین موتی ہوتے ہیں غنجہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالم تاب حسن میں لا جواب اب جو
سقا طلیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محدودیدار ہو گئی کہا کہ گلزارنگ تو تھے اس
شہر پار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہر پار بھول کس باغ کا ہو شوکت و لیاقت مثل چاکران کترین بڑے
میں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہو گیا کون کہ کیا کیفیت ہو جی چاہتا ہو کہ بیان چاک
کروں خاک اس صحرا کی اپنے منٹھ پر لون اسی گلزارنگ اب تو میری یہ کیفیت ہو۔ لفظ ہم

گل کسی شمع روپ کھا بیٹھے	دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے	مہ کے منٹھ پر ہوا میان چھوین
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے	تو لٹائیغ کا عبث ہر بار	جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
ہو وہ قسمت فقیر ہو جاؤں	میرے سر پر اگر ہمار بیٹھے	رکھ دیا سر کو پاسے قاتل پر
مرے مرتے بھی جی چلا بیٹھے	جذبہ دل نے کیا تمھیں کھینچا	بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم	سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے	لگ چلا ہو تو پھر نہ رکھو دلا
ٹپڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے	کشتگان وفا شہید ہوئے	اب پڑھیں آپ مر ثیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر تمھیں تو چھین	اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے	بو سنبہ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے | تہراب کو کلون پہ ہونے لگی | دولت حسن جب ٹٹا نظر
 سبز رنگت پہ اس پری کی رند | کیا عجب ہو جو زہر کھا بیٹھے | یا ایک
 فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہو قہاب
 کہ ایسے نوجوان اور نور الدہر کے لشکر کے سردار بلکہ عزیز دار کوہ مقناطیس وقت
 میں انھیں کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دین تو میں پاس اس شہریار کے جاؤں انکی میرا
 باغ میں لاؤں وہاں اختیار ہو جو چاہیے کلام کیجئے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو واکام ہو
 وہ ہمسے کیلگی ملکہ نے یہ کہہ کر تخت اڑا یا طرف اپنے باغ کے چلین بلغمین اگر مسند پر رون
 میں دھڑکن ہو قلب میں پھڑکن ہو گل رنگ ہو پاس بیٹھی ہو اسی سے چپکے چپکے یا تو کنار
 دم بدم فیروزہ ہی کہتا ہو کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤں ملکہ کہتی ہیں اب فرما
 حجاب آتا ہو کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہو کو بلا تکلف بلا لیا خدا کے نادرینوں سے مسلمانان کو
 ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجائے بڑا احسان مجھ پر ہو ملکہ تو اس رورت
 فیروزہ تسکین دیتا ہو کہ اگر آجکے عشق صادق ہو تو لیا ہی چلو میں آجکا حضور کے قلب کو سرد
 ہو گا مگر بادشاہ اسلام جو اگر اس صحرائین اترے پہلوئے کوہ میں ایک پہلو اسمن رہتا ہی اغلال
 شیر سوار نام ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ ایک بیخ طائر نے آکے اسی
 گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طائر سے ہفت پیکہ کی
 مرقوم تھا رہی بندہ خاص الخاص طاقت گزار با اخلاص تمہارے صحت بخیر امن سعد بن قباد آکر
 اترے ہیں ایسا شیخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں رہ رہنے پائیں انکار ارادہ یہ ہو کہ
 وہ اپنے کوتاہ کوہ مقناطیس پہنچائیں اغلال نے یہ مضمون بڑھ کر فوج کو حکم دیا یاد رکھو خدا
 آجکا خبر لاؤ اس صحرائین سعد بن قباد کتنی فوج سے آئے اترے ہیں پہلوان کون کون ساٹھ
 ہیں ہر کار سے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے ہر کار کے واپس آئے عرض کی او پہلوان ورن
 صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہو کئی پہلوان قوی تن قوی من جرمی و بہادر صفت شکن
 تیغزن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہو ایک حملہ میں دس ہزار کو یا مال کو
 سعد کو خود ٹوک کر مارو مگر میرے ہاتھ سے پہنچا دشوار ہو وہ پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

نظر

فیروزہ

پہلوئے

حضور

ن کی

چلین

میں

کون

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

ساتھ ہزار فوج کے چار غول بکے آپ آگے بڑھ گئے چلا یہاں سعدا کرتے چونکہ برائے اس طرح اور
نور الدہریت مکہ میں نعمان کو طلائے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلائے سے برآیا
انتر عام کرنے لگا دوپہر سے لڑائی شب گذری تھی کہ صبح سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھڑ
بڑھا یا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال غفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو کھڑے دیکھا لغزہ کے اغلال ایڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جاگے
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جا کر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ علوم
لیکر بارہ نکلے مرکب خنگ سباہ قیاس تیار ہوا سوار ہو کر فوج کفار پر جا پڑے آگے لغزہ کیا
باشیدای کا فران سچا وادی نا بکاران پردغا۔ لغزہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباؤ

متم شاہ شاہان فریدون چشم	بہار گلستان کا دس وجم	انہم شیر میدان دبا عدل داد
منم نور عین شاہ قباؤ	تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلو افزون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان	

بھی آگے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال کشتی
پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارتا تاج شاہی کٹا سر اطر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم ہر
بادشاہ کا چو بارہ ہو گیا ایسا زخم کاری کھا کر ہاتھ تینہ مقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
اجلال بر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونوں پہلوان بیٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام
مین کیا ہاتھ کھوڑے کی گردن میں ڈالے فرمایا اور مرکب اکیل را کب تیرا سست ہو اگر تو جالاک
وجہت ہو جھکولے نکل مرکب نے جو را کب کو سست پایا ہاتھ مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اسکا شانہ چہا لیا شتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گرفتار ہوئے جب شکست فاش ہوئی اسوقت مشکبار نے نکل کے دوچار ایسے سحر کیے جس سے
اغلال کے دل میں خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانوں کو ارا بے بر ڈال لیا نعمان اور
مقصود اور سیکلان زخمی ہو کر گرفتار ہوئے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر
بشکر اتری ہر کارے برائے تلاش سعد شہر یار روانہ کیے خود بھی بقیہ ہوئی تلاش میں شہر یار کی چالیں
کھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صحرا میں پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہاں وہ وقت ہو کہ مقدس طیسر
بالا سے قہر بیٹھی ہو فیروزہ بشکل گل رنگ اسکے پہلو میں بیٹھا تین بنار ہا ہو ملکہ نہایت بیتاب ہیں

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد آڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زمین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن میں مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہوا جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہنچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گر گھوڑے نے
گھٹنوں کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہوا چاہتا ہوا میرا ایک اٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب ایک نہ اٹھا آخر بے زبان بھاگا چرامین معصوف ہوا ملک نے بالائے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارہ سحری زمین پر
چمک رہا ہو مقنا طیس نے کہا اے گارنگ نین معلوم یہ کون جوان ہو معلوم ہوتا ہو کسی مقام پر
قراقون نے گھیرا ہو زخمی ہو کر گھوڑا اس طرف نکال لایا ہو چلو چلو دیکھیں فیروزہ نے کچھ چھڑپے
آقا کو بھاننا کہا اے ملک عالم ضرور چلے پڑی بدنامی کی بات ہو آپ کے حلی میں قراقون نے یہ حرکت کی لا
اس شخص کا علاج کیجیے اور قراقون کا نشان دریافت کر آپے آنکو سردی جلے کہ بھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جو فردی ہو ایسے ہی دلیر تھے بیشہ جرات کے شیر تھے
کہ مال اپنا بچا یا ان سب ظالموں کے بیچ میں سے لے کر بھڑک کر جان بچا کر نکل آئے یہ سننے لگے اٹھیں
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنہزین بھی ہمراہ ہوئیں باغ سے نکل کے جب قریب آئیں اسی
شہریار کو دیکھا ملک سقیا ہو کر زمین پر بیٹھ گئیں سر زانو پر رکھ لیا کنہزون نے پاؤں تھامے بھٹا
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو بلکہ باغ میں آئیں بارہ درمی میں لاکے پلنگ پر لٹا یا جراح بلا کر
زخم دوزی کر لائی فودرو مال لیکر بیٹھیں گلرنگ نقلی سے کہتی ہیں اے گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہو
عشق حقیقی کی عجب صورت ہو کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ میں آیا میں علاج تو کروں آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہو میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہو و مال پلا رہی ہیں
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا بھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہیں کہ اے گلرنگ تم کار کو
کھایا ہو ابھی تک ہوش نہیں آیا ہو دل کو اب بدگمانی ہوتی ہو سینہ پر قوت ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا اے ملک عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہو پیشانی پر گرمی ہو ہنسی
نزدیک تھوڑے عرصے میں ہوش آجائگا طریقی سے معلوم ہوتا ہو کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا
آپس میں یہ باتیں ہو رہی ہیں ملک نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سرسبھی

جھکا یا اشتیاق ہو کہ یہ جوان کلام کرے بوسے زلف عین بدماغ میں بادشاہ اسلام کے
 پہنچی اُس نے کام لٹانے کا کیا بادشاہ نے آنکھیں کھول دیں اپنے کو ایک قصر عالی میں پایاد رکھا
 سامنے گرمی پر ایک معشوق پر پھر حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد نور شہید
 جلوہ افروز ہو بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پر پھر کود دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار
 تیکار اٹھے اور شہنشاہ حسن و خوبی دایہ و باغ محبوبی تو گل کس گلستان سحران کی ہی۔ **نظم**

جو ایسے ہوتا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل سے
 تو چوڑی کی طرح نور و نگاہ حقون کو سلاسل کے
 جنون تیری بدولت خوب نکلا حوصلے دل کے
 مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محل کے
 روانہ ہوتا ہو عامل ہمیشہ بعد عامل کے
 مری کشتی بھی الٹے گی ہو تیکر اس ساحل کے

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے سلاسل کے
 دکھا دیکھا اگر میں زور زبانی جنت دل کے
 گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
 نہ رہ جائیگا قیس زار لپٹا تیرے نالے سے
 جنون نے بعد مجنون مجھ کو بھیوایا سیان کو
 کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی

بادشاہ اٹھ بیٹھے پوچھا اور ملکہ عالم تمہارا نام نامی کس گرامی کیا ہو ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
 صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہیں میں مصاحبان ہفت پیکر سے
 ہوں اُسکے امورات کا مجھ کو اختیار ہو بلکہ خاص و قصر عشرت ہو اُسکی میں منتظم ہوں بلکہ فی الحال
 دو فرزند ان صاحبقران قصر عشرت میں مقیم کیے گئے ہیں ظاہر میں نام قصر عشرت ہو لیکن
 ہزار طرح کی وہان معیبت ہو اٹھ پہر کے بعد دور وٹیان خشک ایک آنجورہ پانی کا آنکھ بہہ چلتا ہو
 زنگین شب کو جا کے ڈراتی ہیں طالب وصل ہوتی ہیں وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے
 فرزند ایسی زنگینوں کو کیونکر قبول کریں بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایچ فوجوں
 اور نورالدہر کا دریافت کیا فیروزہ یہ شکل گل رنگ موجود ہو اسے جھک کے کان میں
 بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائیں شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
 کئی دن سے یہاں حاضر ہو سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا لکھ کو بڑا اشتیاق
 تھا حضور کہان زخمی ہوئے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ او شہر یاریہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو
 قزاقوں نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقوں سے چھپایا

سعد نے کہا اے ملکہ عالم قراقرم کی کیا مجال تھی کہ ہمیر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساتھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پرشخون آیا شب تاریک میں زخمی ہوا مرکب اسطرت نکال لایا
تھے ہماری جان بخشی کی ورنہ لقیں تھا کہ صحرائیں اڑیاں رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا نہیں
مسلموں کہاں گیا ملکہ نے کہا صحرائیں چرا کر رہا تھا میں کینزدون کو بھیجتی ہوں اور مرکب پر یہ معرکہ
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہاں سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بے قرار ہو کر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرائیں پھر رہے تھے انھوں نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا رشت میں جبر کر رہا ہو اسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیوں سے آکر مرکب کو گھیر کئی سی
آدمی مرکب نے مارے آخر سیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو
لا کے اپنے پیشہ میں باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہو گا کہ یہ مرکب عہد طفلی میں حمزہ صاحب قرآن
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا ہو مگر شہر مار کے زمین میں گڑھا
والدیہ میں جو کوئی گھانٹا دانہ دینے آتا ہو کسی کا سر چھایا کسی کا شانہ منٹھ سے پکڑ کے نوج لیا
کسی کو پشتک مار دی کئی سی جوان مرکب نے مارے ہیں بالنون سے کھسکا کے گھانٹا
دیہ میں دلنے کا تو بڑھ بالنس میں لٹکا کر مرکب کے منٹھ پر چڑھا دیتے ہیں اسطرح سے دانہ
اور گھانٹا ملتی ہو مگر اغلال شیر سوار نے جس دن مرکب کو گرفتار کیا ہر کارون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے میں وہ جوان بھی ہو گا تلاش کر کے ہم کو خبر دو ہر کار
اغلال کے روانہ ہوئے جا بجا پوچھتے پھرتے ہیں سعد شہر بار باغ میں مقناطیس
زعفران پوش کے صحبت آرا ہیں فیروزہ نے ایک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہیں کیا جب
ملکہ صحبت میں بیٹھتی ہیں یہ شکل گلزار گانا ہو جاتا ہو ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہو بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ میں اسکو بلاتے ہیں ہر روز قصد کرتے ہیں تابہ اغلال جاؤں جا کر شکو
وہیں مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہو کہ آقا ابھی تامل فرمائیے زخم کو صحت ہو لے تو حضور کو اختیار
ہو بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہیں ایک ہفتہ اسی معرکہ میں گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے باغ میں ٹھٹھتے ہوئے ایک چمن میں
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل کو بے کی میخون میں بندھی ہوئی زنجیرون سے

ملسم

جھڑی ہو گئے فر آئے پھر رہی اور کسم مار مار کے زمین میں گڈھے ڈال دیئے ہیں ملکہ نے منع کیا کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت فونی ہو ایک سوداگر لایا ہو کئی سال سے اسکو خریدا لیا ہو اسطرح کی فونی ہو کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی حبشین اسکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہو میں گھائس پیشکل دیجانی ہو یہ کسکی مجال ہو کہ گھائس قریب سے دے سے سعد نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوئے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ پیشہ خرات کب مانتے ہیں ملکہ تو پیٹنے لگیں کہتی ہیں صاحب یہ کمبخت ایسا نہ کہ شانہ پا جائے تو چاہا بیگی لیکن بادشاہ اسلام جبر کار تے ہوئے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے دیکھ رہی ہو جب قریب پہونچے آپ نے چکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیوں صاحب اسکا زین و لحام بھی ہو ملکہ نے کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہترین زین و لحام تو موجود ہو نہیں معلوم آپ سے کیا فون کیا کہ رہ رہ کے چہرہ زیا کو دیکھتی ہو سعد نے کہا زین و لحام ضرور منگاہ کینیز زین و لحام اٹھا کے لائیں سعد شہر یار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کساد ہانہ منجھ پر چڑھا یا جست کر پست پر سوار ہوئے مادیان طارے پھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جست کی دیوار فرما گئی بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آ کے پکارا اسی شہر یار بس پلیٹ چھ سعد نے گھوڑی کو پلٹا یا باغ میں تشریف لائے اسی طرح اسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم بیرون دیوار کو ملکہ نے عرض کی اسی شہر یار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم میں تھی ورنہ البانہ ہو حضور کو آزار پہونچائے سعد نے کہا ملکہ حکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر ہیگی اب روز بادشاہ اسلام اس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہیں ملکہ جب فسحین دلاتی ہیں تب پھیر لاتے ہیں مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہو یہی خیال ہر دم رہتا ہو کہ کیا باعث ہو جو شہر یار اسکو تخلیق میں اپنے پاس بلاتے ہیں اور دیر تک باتیں کیا کرتے ہیں ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کینیز سے کہا ارے گل رنگ کو بلا لا وہ کینیز کے گل رنگ کو بلا لے کئی ملکہ مقنا طلسم نے عفران پوش بھی بھیجے تھے چلیں کہ دیکھوں تنہائی میں کیا باتیں کرتے ہیں ملکہ اسے کمرے کے باہر کھڑی ہو میں فیروزہ اندر آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اسی دوست صادق و امحب و افق میرا ارادہ ہو کہ کل یار گاہ غلام میں

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ
 نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ دو چار روز اور توقف فرمائے زخم بخوبی خشک
 ہو جائے دیر تک یہی صلاحین رہیں ملکہ نے یہ سب بامین سنیں با تو یہ بدگمانی تھی کہ گلہ رنگ ٹغلیہ
 میں کیوں بلا تے ہیں یا اب یہ ثابت ہو کہ یہ تو عیار ہو شہر بار کا ملکہ ہنستی ہو مین اندر کرے کے
 آئین نام تو انکاسن ہی جلی تھیں کہا کیوں بھیا فیروزہ تھے ہماری گلہ رنگ کو کیا کیا فیروزہ نے
 جابا کہ فلان مکان میں ہو ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا
 دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہر بار ضرور اغلال
 کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوئے پھرتے پھرتے
 جو آسن دبا یا گھوڑی کو فرائے کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اڑاتے ہوئے چلے
 اب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کئی سو پہلوان گردہین ہی فکر کر رہا ہو ہر کار دن
 غصہ ہو کہ تھنے اب تک پتہ نہیں لگا یا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا لشکر اسکا گرداؤں ہوا ہو یہی
 کہ رہا ہو کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دہن میں پناہ دی ہو گی اگر
 محکو پتہ ملے تو گاؤں کو بھونکروں اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے
 اُسے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل میں تڑپ کر گر گیا تو تلاش تو ملتی ہر کارے یہ لکھ روادہ ہوے
 کہ اب ہم دیہات و قلات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے
 سامنے اپنی جرات بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جوان کو قتل کروں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اُسکی
 مشکین بانہ جو کہ بخیر دست ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہر کارے جو لشکر سے اپنے لکھے صحرا سے
 گرداؤں دیکھا یا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہر کارے پہلے اغلال
 شیر سوار کے سامنے پہنچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر پر کمین
 تمام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہی اغلال شیر سوار نے یہ سن کر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم کے
 گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائیں بادشاہ اسلام دربار گاہ اغلال پر پہنچے مع مرکب اندر چلے
 درگہ سالار نے روکا کہا اگستخ بہ دربار پہلوان دوران کا ہو گھوڑے سے اتر تھپتھا
 گھول کے یہاں رکھ دو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہر بار مرکب سے کودے

فرمایا دیکھ ہم اندر جانے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہر یار نے کلائی پر
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سرور گہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پوچھا اغلال
نے پوچھا کیا یہ ہر کاروں نے عرض کی صفائی و کست زیر دست سعدی شہر یار سے
درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہر یار نے اندر کے لفزہ کیا اور اغلال مغرور تو نے ہنکواڑا لایا تھامیر
خزانے مجھے زندہ کیا اٹھ تو جی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ سلمان کقدر گت خاچی کر رہا ہے
اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچ کر بادشاہ اسلام پر جا پیش
سعد نے جبکہ ہاتھ تلوار کا مارا اس کے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر روئے
بھڑتے ہوئے شاہ اغلال پہنچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھا وے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہی تلوار
جھین لون سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کہہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہوئے لگی
سعد نے جو تھیں بیچ ہر گھیر کر دے مارا کہ چاروں نشانے جیت زمین پر گر شاہ کو درجہ جانی پرورد
ہوئے ارشاد فرمایا شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لا کہ جانیں میری خداؤ
ہفت پیکر پر نشان میں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہڈا رانج
زخروے گردن کھینچ لی بال تمام کے سر اس خود سر کار و مال میں باندھا اڑتے ہوئے چلے جب
باہر آئے کل فوج نے گھیر سعد کو دیکھا کہ چن اب زخمی ہوئے لگے ہزار ہا حریف بڑے ہا ہو کس کس سے
اپنے کو بچا تین اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر چڑھتے پشت و پہلو سے خون جاری ہو
سعد کو لپٹیں ہو گا اس جنگ سے زندہ نہ نکلیں گے بیجا ہو کے بکار اٹھے ای خالق بے نیاز و
اور رب کار ساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچائے نظم

انقلاب دور دوران	سخت و نرم	اب و کس را نیست در فرمان تو جاکے کلام
شام را کردی تو جمع و صبح را کردی تو شام		اب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
برق را آتش فشان و ابر را تو ساخن		
دو مخالف را ایک موقع برابر ساخن		
سخت اندر اختیار ہر دون ہر بری		صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گرد بفرمان تو این گردن دوز	بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار بے در ساختی	بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی
جلوہ قدرت نمودی در گلستان بار بار	گاہ از گل جہرہ بنمودی کہ از دامن خار
گاہ از رے خزان و گاہ از رنگ بہار	گاہ کردی لاور وحدت راز کثرت آشکار
گاہ کثرت را بے توجہ منہ ساختی	جلوہ ذات احد روشن ز اکثر ساختی
سوے خود اہل محبت را تو گشتی بہنہون	بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگر آتش پوشیدہ آوروی بردن	در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فردن
گوہر انشان در غمت ہر دیدہ تر ساختی	داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی
<p>بیناب ہو کہ جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہوئے ہو اب کنہین اور بزنجیرین لیکر چلے ہیں کہ مکہ سے گرفتار کر لیں ناگاہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا نقاد مار مرصع پوش عمار شل گلاب سے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے لیشٹ پر ساٹھ ہزار سوار آ کے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقاد مار شیرانہ و ہنگانہ قریب سعد شہر یار کے پہونچا جھجک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ جلالت پر نقاد مار کی بہت خوش ہوئے فرمایا اے نقاد مار بہادر تم نے بڑا احسان کیا اب نقاب جہرہ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دیبا دکھاؤ نقاد مار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندہ گمان عالی پر احسان کروں آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں مقبول دلہا سے خاص و عام ہیں محل صورت دکھائیگا نہیں ہو انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہو کہ پردہ دوتی در بیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران گمنام بندگان عالی کی خدمت میں حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہلے نقاد مار لڑتا لڑتا کہنچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائیں غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہر یار لڑتے بھڑتے ایک جانب مرا غلال کا شکار بندہ میں باندھے ہوئے طرف بائیں کے چلے نقاد مار نے یہاں تھوڑے عرصے میں فوج کو</p>	

درہم و برہم کیا جسے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے میں کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قیدر بنے
 آنکو قید سے چھڑا یا کہا آپ لوگ لشکر میں رہیں بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوئے
 میں کار نمایاں کر کے آئینکے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں
 مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دریاغ پر بیتاب کھڑی کنیزوں سے فرما رہی ہیں
 صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اس ظالم کے گئے ہیں خدا انکی جان بچا رہی تو

یہ نوبت ہو غم سے عجب حالت ہو ظم ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اور شعلہ زن یہ جام جم ہوا قرح مل ہو سکا نفرت تھی سحر رک نہ ٹھہرے دم سحر نظارہ مجھے جانب سنبھل ہو سکا ہجر تباں میں نکلو ہو مومن تلاش	کیا رشک غیر تھا کہ تحمل ہو سکا کیسا چراغ تھا جو کبھی گل ہو سکا کہتے ہیں گلشن اپنی گلی اسکے دم تھی پاس درازی شب کا گل ہو سکا تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا غم پر حرام خواہ تحمل ہو سکا	میں جانکر حریف تنافل ہو سکا اُسے جو دل کو منہ نہ لگایا دہم ہو دشمن جو ہم نزارے ٹیبل ہو سکا وہ عکس زلف چشمہ عین ہو سکا یہ غنچہ پاش پاش مگر گل ہو سکا کنیزین عرض کرتی ہیں حضور آپ
--	--	--

تہ گھبراہٹ میں بخیر و عافیت آئینکے اغلال کی کیا مجال ہو کہ اُسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشہ صاحب قمرانی
 جرات میں لاثانی وہ بھیا کیا آنکو جواب دیا ملک کہتی ہیں صاحبو میں کیا کہوں جی چاہتا ہوں کہ سر پہ
 خلیجی ہوں اُنکے ساتھ جا کر مصروف جنگ ہوں افسوس ہو میری بقیہ رسی کا خیال نہ کیا ایسے
 بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بد لگامی کرے دشمنوں کو کچھ صدمہ ہو بچے ایسا نہو وہ
 جلسہ ساز دغا باز کل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہیں اور کیم وہ یکہ و تنہا
 ہیں آنکو ظالموں کے ہاتھ سے بجاتا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھاری ہیں بعض آگے بڑھ کر
 کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہیں کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری لو مبارک ہو شہر یا
 تشریف لاتے ہیں مگر دریا سے خون میں نہاے ہوئے ہیں فیروزہ بن عمر و ساتھ ہے ملک
 گھبرا کر باہر نکل آئیں کنیزوں سے کہا میں آنکو بخیریت دیکھوں تو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں
 یہ کہ رہی تھیں کہ صحرائے گرداڑی دیکھا سعد شہر یار مہر سی ما دیان بھری پر سوار لختے فون کے
 سینے پر جمے ہوئے گئی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہیں ملک نے جو اسطرح شہر یار کو آتے ہوئے دیکھا
 دوڑ کر رکاب سے لیٹ گئیں کہنا ای شہر یار کھوڑی سے اترے میں نو دیکھوں کہ حضور نے زخم کاری

نکل گیا پھر بھربادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کڑی
بھولا ذرا رکھا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گر بادشاہ نے کوہ کر آہو کو بہ قربانی پہونچا یا بلٹ کے کھیا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب درہ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اسی
مقام پر ڈال دیا قریب سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ دیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھوان
سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پڑیا نیک مچ کی قریب سے نکالی کباب
نوش فرمائے زمین پوش بچھا یا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوا جو جلی سو گئے جب آٹکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب رلف لیلے شب کمر سے گزری
کان میں آواز تبسغ خوانی کی آئی بادشاہ حزن ہوئے کہ کوئی ہفت پروردگار کر رہا ہی بل اُس آواز پر
متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہی سعد شہر یاہ تلوار ٹپاک کر اٹھے کھائیوں کو گر
کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہی آسمین ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
تبسغ خوانی میں مصروف ہی بادشاہ بیٹھے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تپہر ہو ہم تمہارے متناق تھے تشریف لائے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بیٹھا یا بادشاہ نے پوچھا اس مقام فوت میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہو درویش نے کہا بابا وہ ذراف مطلق کار ساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آیت
پہونچا تا ہی دونوں وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہی بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہو جب جمع ہوئی دیکھا ایک جوان رنگی ایک خان سر پر
آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا رنگی تو چلا گیا درویش نے خان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آپ سر دی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھا یا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ رنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مولا نکالی آسمین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پر سحرناثیر نہ کیا جائے کہ جو کچھ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجے گا آفتابی طلسم ہفت پیکر
اس کا اپنے پاس رکھیے گا ہر چہ کہ قتل طلسم ہفت پیکر ہستم بلیتن ہیں لیکن آپ اور صاحب قرآن
آسمین پروردگار طلسم کثرت ہیں بہت تاک ہفت پیکر سے متعلق ہیں ان کا فتح ہونا واجب لازم ہوگا

اب اپنے کو کہ مقناطیس پر پہنچا ہے بادشاہ بہر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اُس نے
ہاتھ اٹھا کے دعائیں دین بادشاہ بہار سے اترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پشت
مکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے گئے کہ دیکھا فیروزہ بن عمر و آپو نچا
اور چنبرہ پہلے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی کہ بادشاہ کہاں جاتے ہو شاہ نے
مڑ کے دیکھا ایک ساحر سید فام بد انجام گولہ ہاتھ میں قریب بادشاہ کے آیا اگر گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اٹھا دیا گولہ فوراً پھٹ کر اُکئی سحر اُس ساحر نے کہے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے جاہل
جاکر بادشاہ پر گون بادشاہ نے قریب آ کے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گزرا بادشاہ نے ہسٹ
نیزے پر بلند کیا اُکھڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائیں ہلینا کہ
آئین ابھریں گے آواز آئی کشتی مرا ہمیں بیابان جادو بود مار کر اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے خال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ میں مقناطیس کے چکر لہائی اسیج
اور نورال ہر کی تدبیر سمجھیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہنچایا ہے بادشاہ شکار سے ہاتھ کے باغ
میں ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بقیار سوئی نہیں دروازے پر باغ کے کھڑی
ہیں دم بدم فرماتی ہیں کہ نہیں معلوم شہر یا رہ گیا گزری شب بھر نہیں معلوم کہاں رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہیں ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئیں رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا کہ
شہر یا شب کو کہاں رہے بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک دیش
جگر رئیس عابد زراہر کامل و اکمل ملاسنے دیا کہ امیر سحر تاثر نہیں کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ میں آئیں جلسہ آراستہ ہوا سحر نے فرمایا کہ ملکہ عالم ہم جاہل
ہیں کہ کوہ مقناطیس پر جائیں مقناطیس نے عرض کی پہلے میں جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کروں تب آپ سے عرض کروں بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ عالم اگر طماننا جاہلی ہو تو میں
قبول نہ کروں گا جو لشکر ساتھ ہو اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہنچو نگا اگر خدا نے کم کیا تو اسیرج و
نورال ہر کو رہ کر لو گھا قب وہاں سے بلو گھا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائیں میں جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہوں اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہوں تب آپ اُس طرف چلیں میں تو
جانتی ہوں کہ مجھی کو کوہ کا اختیار دینا نہیں معلوم کیا ہوا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصہ عشرت کا یہ

ہنگ ہو کہ کبھی کھلتا ہو جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جائے کہ مین بھی مشکل جاتی ہو
 مین حیران ہوں وہ کون ذی اختیار ہو کہ جو مجھ کو رکھتا ہو دو دو دن اکثر قیدیوں کو دیکھنے کو ترستی
 ہوں آج جا کے دریافت کرونگی یہ کہہ کر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر ہوا ہو مین کہلی چلین
 یہاں ہفت پیکر دن بھر ہواڑ پر حشر کرتا ہو شب کو برابر کوہ مقنا طلیس ہو اس پر جا کے رہتا ہو
 کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہنچیں آواز آئی کون آتا ہو ملکہ لے پکار کر آواز دی ہو
 کنیز خدانہ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہو اور جھکا ملکہ کی آنکھیں بند ہو مین وہ ابراہیم تھا کہ
 ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقنا طلیس کیا کہنا چاہتی ہو
 مقنا طلیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجھ کو بیان کون لایا
 آج کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہو امیدوار ہوں صاف صاف مجھ کو حال معلوم ہو
 ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا تم سے انکار نہیں ہو مقنا طلیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
 عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہو کبھی دو دو دن نہیں جاسکتی مجھ کو حال نہیں معلوم ہوتا قیدیوں
 پر کیا گذری امیدوار ہوں کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجھ کو کون رکھتا ہو کہ مین نہیں جاسکتی
 ہوں ہفت پیکر نے کہا اینچو ار جادو و سرشار جادو و دونو بنین مین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
 نظم مین جب وہ قصہ کرتی مین تم کو دکتی مین وہی دونو معشوق بنکر سامنے اُن دونوں کے
 حاضر ہوتی مین ایسی نگاہ ڈالتی مین کہ دونو قیدی بی تیاب ہو جاتے مین ہی کے مشتاق رہتے مین
 کہ یہی دونو معشوقین آئین جب تک وہ دونو قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
 کوہ سمن آرا پر رہتی مین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم
 قصر عشرت مین بلا تکلف جاسکتی ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا یہ کہہ کر ہفت پیکر
 خاموش ہو رہا مقنا طلیس نے عرض کی کیا سبب ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا اب
 ہفت پیکر نے بغض جواب دیا ہو مقنا طلیس تو اس طرح پوچھ رہی ہو کہ گویا اینچو ار و سرشار
 کے قتل کا ارادہ رکھتی ہو مقنا طلیس بھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اس پر کھل جائے اور
 ابھی قید کر لے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ مین کوئی بڑا ساحر ہے کہ
 اُسے راہ کو بند کر دیا ہو مقنا طلیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

بلٹی دل میں کہتی ہو کہ اب میں شہر یار سے جا کے کیا کیوں پہنچی کیونکہ طوطا ہو میخوار و سرشار کیونکہ
 قتل ہوں کہ وہ من آراتاک کیونکہ رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ میں آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے
 ہوئے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیوں او لکھ عالم جلیں مقناطیس سے غرض کی
 او شہر یار بھی مفصل حال نہیں دریافت ہوا اور ہفت پیکر تجھے بدگمانی کرنے لگا کیونکہ
 پیدا ہوا کہ ایسا نو گرفتار کرے فیروزہ بن عمر و ترپ کر اٹھا کہا او شہر یار حضور لشکر لیکر آئیں
 میں آگے بڑھ کر حال دریافت کرتا ہوں صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور بھی قید کا
 قنطرہ ہی سوچہ سے مقناطیس کو تامل ہوا میں سب دریافت کر لو نگار ہائی ان شیریں کی تیسے میں
 مقناطیس کے نہیں ہو اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہو غلام سب دریافت کر لیا بادشاہ نے فرمایا
 او لکھ ہم رخصت ہوتے ہیں ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہیں تم بھی جوق بہ مناسب جانا آنا جیسا کہ
 ہو گا ظاہر ہو جائیگا ملک بے اختیار رونے لگیں کہا او شہر یار کہیں کو کیونکہ جہن آئین کا آپ اس معرکہ
 عظیم کا ارادہ رکھتے ہیں جس کا رسمہ بالکل بند ہو میرے دل کو کیونکہ آرام آئے آپ کیونکہ وہاں
 پہنچنے راستے میں ہزار ہا جمعہ تین تین میں کیونکہ آرام یوں کیا خوب کہا ہو غنم

زندگی کروں گا ہجران سے دل ناکام تلخ بیٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایک دن کدھر خار خار میکشی نے کر رکھا ہو سب ترار ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بد بخت ہوں مجھ بنائے نامہ بر آیا ہو یار بے خبر ہو نیت صحت سے پیوے گرم ریختن چشم یاد شب کو سووین کو کھاوین کچھ ہو دل قرار طاق میں رکھو سے یہ پیشہ اور لاسانی تر آ مار ڈالا تو نے شیریں لے گئے نہ ہمار کو	عشق کا آغاز شیریں ہو مگر انجام تلخ کر دیے شوریدہ بختی لے مری بادام تلخ خواب و غور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلہام تلخ شہد ہو تو کر دے منہ میں شامت ایام تلخ کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ ہووے افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ ہو گئے ہیں بھر میں خواب و غور و آرام تلخ ایک تو شیریں پاد سے پی بکا ہوں جام تلخ بھیجا کیوں اس عاشق جہاز کو پیغام تلخ
--	---

ای شہر یار آپ کے فراق میں کیونکہ زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پر جاتے ہیں جسکو
 میں نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو ہتھین ہیں وہ غنم میں کہ مجھ پر بھی انگا

دھوکہ چل جاتا ہے جب قریب قید خانہ جاتی ہوں میٹھو اردو سرشار اُنکا نام ہے بہوت ہو جاتی ہوں
 راستہ قید خانے کا نہیں ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر میں آپکو لیگی اور راستہ ملا تو میں
 ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجھ کو قید کر لیگا میں نے اس طرح سے
 ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُس نے صاف صاف مجھ سے کہہ دیا کہ کیا میٹھو اردو سرشار کے قتل کا
 ارادہ ہو پس اتنا جملہ کافی ہو کہ دونوں بہنیں کوہ سمن آرا پر رہتی ہیں مگر بہاڑ پر جانا بہت دُور ہے
 کوئی اور لیجائے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم تم نہ گھراؤ میں سب دریافت کر لو گھا اور اپنے
 آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤ گھا شہر یار کو کوچ کرنے دیجئے مقنا طلیس نے کہا خواہ میرا
 حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجھ کو قید کرے میں ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن
 دونوں سے کسی طرح میں سحر میں پایہ کسی کا نہیں رکھتی ہوں مگر قید خانے میں اُنکا انتظام سختی سے ہو
 وہاں کچھ دور میرا نہیں جلتا لیکن بہاڑ میں اُسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہو تو انھیں کے
 ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی باؤ نکو مٹاؤنگی سعد شہر یار ملکہ مقنا طلیس سے رخصت ہو کے
 فیروزہ بن عمر کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر جب سردار نقادار سے
 رخصت ہوئے تو نقادار نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب
 سردارون نے اُسے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہر یار کوچ کرنے کے طرف کوہ سمن آرا
 قصد ہو فیروزہ شب کو شہر یار سے رخصت ہوا یا ہناے عیاری لگا گرات ہی کو نکل گیا
 جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے کہ ایک صحرا میں پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ لڑے آ
 لا جواب عند لیبان خوشنوا درختوں پر صرف زمزمہ سرائی جو انان چین کی رعنائی و زیبائی ایک
 قمری بر سر نخل سر و طوق محبت بہ گلو کو کو کر رہی ہو گویا اپنے معشوق کو بڑھو بڑھتی ہو شکار گلو کر
 یہ زمزمہ سرائی وہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ بڑھ رہی ہو۔ منظم

مثل بیل گل کو بھی ہیں جسکے شیدا دیکھتے
 اک نظر مونسے اگر اس تبت کا جلوہ دیکھتے
 مثل زکس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

ہیں اُسی بوئے کوہم ای گلشن آرا دیکھتے
 پھر نہ جانے طور کی جانب کو مشتاق جمال
 ایک سے ہو ایک اعلیٰ بھول اس گلزار کا
 فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کسی کا عالم سبزہ بھی آغا نہیں ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بنوا ایک کان مین رنگو مٹی آب روان کا کرتا مشروع کا پا جاتا
 بہن کر اور زر دوزی ہوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگات رات بھر اس صحرا میں گانا جھل مین
 سناتا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خوشخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے
 نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان تو دیکھ کر بھیر دین کے سرون مین گارما ہے
 خوشخوار صدائے شکر بیتاب ہو گیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ فریختل ایک طفل حسین
 ماہ طلعت فو بصورت بیٹھا ہوا گارما ہی طائران ہوا پروں کا سر پر سایہ کیے ہوئے مین وہ طفل
 حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خوشخوار دیکھ کر صورت اس طفل چہ پارہ کی بیتاب ہو گیا
 دل سے کہتا ہو کہ خداوند ہفت پیکر لے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا
 جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہو خط طلمس

زمانے مین وہ مس تھا ایک ہو	ہزاروں مین وہ دلیرا ایک ہو	خداوند ارض و سما ایک ہو
بتوں مین بھی غل ہو خدا ایک ہو	برابر ہے اپنا وجود عدم	ہماری تھا اور فنا ایک ہو
عدم ابتدا ہو عدم انتہا	مری ابتدا انتہا ایک ہو	ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینہ حق بس ایک ہو	جہان مین میں غافل بہتے ہیں	مگر راہ صدق و صفا ایک ہو
آل سفین ذکر ہے بار کا	کہوں سو طرح بدتا ایک ہو	محفل فقر کا ہی عجبائے مقام
یہاں مسند و بوریہ ایک ہو	کہاں اُسکے آگے کسی کا فروغ	وہ غور شہید و مسلما ایک ہو
فضیلت ملی ایک کو ایک پر	غرض ایک سے یان سوا ایک ہو	جفا کار و دیباڑہ کا فوب محیل
مین واقف ہوں وہ یوفا ایک ہو	ہو انبوہ عشاق پیسے کے گھر	مریض اپنی دارالشفاء ایک ہو
نہ آتا تو اس زلف کے بیچ مین	ارے دل وہ کالی بلا ایک ہو	ہزاروں شہید محبت مین دفن
گلی اُسکی اور کر بلا ایک ہو	وہی کو نہ دے دل مین غافل جگہ	زبان ایک ہو اور خدا ایک ہو
کو گے جو کچھ تو سنو گے بھی رشتہ	ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہو	اسطرح کے شعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہو یہ معشوق یہ پچھ رہا اس لائق ہو کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقین کا
 جلسہ ہو یہ بیٹھ کر گائے دل نشہ عشق کے خربے اٹھائے یہ سوچ کر وہین سے اسنے سحر کیا کہ
 فیروزہ کی آنکھ مین بند ہونے لگیں یہاں تک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خوشخوار نے سحر کر کے

اٹھالیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ میں آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اس میں لاکے فیروزہ کو
 اتارا کنیزوں کو بٹھائیں آپ تو باہر چلا آیا کنیزوں سے کہا اسکو ہوشیار کرو بھلاؤ پریشان
 ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلیں گے میخوار و سرشار معشوقان پر پچھو اسکے گانے
 سے بہت خوش ہو گئی یہ کہلے کمرے سے باہر آیا کنیزوں نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
 ہوشیار ہوتے ہی کنیزوں سے ہنسی دل لگی کرتے لگا اور بوجھا سمجھو یہاں کون لایا کنیزوں نے
 کہا ہمارا افسر خوشوار ابلق سوار سا حوزہ دست بادہ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو بیان جنگل
 سے اٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر علی میخوار و سرشار کہ
 بالاکوہ سمن آرا رہتی ہیں وہاں تمکو لیچینگے جلسہ ہوگا تمکو وہاں گانا ہوگا فیروزہ نام
 کوہ سمن آرا شکر بہت خوش ہو اچھی میں کہتا ہوں فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہنچینگے
 میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اس جلسہ میں
 شریک ہوں اور ملکہ معنطیس بھی موجود ہوں اسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزوں
 سے کہتا تھا میں اپنے ماں باپ سے چھوٹا کنیزوں نے کہا نہ گھبراؤ شہنشاہ تمکو جہان سے
 لائے ہیں وہیں پہنچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزوں سے چل کر رہا ہو کبھی چاک کے کسی کی
 گود میں بیٹھ گیا خالہ اماں کہہ کر کسی کے گلے میں لٹو ڈالا کسی سے کہتا ہوں تم ہماری دلہن بنو
 ہمیں دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہوں دن بدن دُبے ہوتے جاتے ہیں ماں نے کہہ دیا کھانا
 کھا کر نور لطف جب تم دلہن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہوں کہ مجھے دلہن تو
 دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہیں لیکن جو انہیں دودھ کھلی ہو کہ میرا بیٹ بھرے
 کنیزوں میں ان باتوں پر ہنستی ہیں کہتی ہیں اسے دلہن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتیں
 کرتا ہو کنیزوں میں غیب ہنستی ہیں بعض بعض آواز سے کہتی ہیں خوشوار جو باہر آیا کنیزوں کو بلا کر
 بوجھا لیا کا رنجیدہ تو نہیں ہوا کنیزوں نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب پہنچا آپ کے اوتھنا
 بیان کیے کہ نہایت قدر دان ہیں تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
 دن تو یوں گذرا شب کو خوشوار ابلق سوار وسط باغ میں جلسہ جما کے بیٹھا کنیزوں سے
 کہا اس طرح کے لالو کو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گانے کنیزوں نے آگے

پوچھا میان صاحبزادے تمھارا کیا نام ہو فیروزہ نے کہا مجھ کو نیرنگ تان دراز کہتے ہیں
 اتنی اتنی بڑی تانیں لیتا ہوں کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کینز نے کہا میان
 نیرنگ چلو نکو شہنشاہ بلا تے ہیں فیروزہ طنبور ہاتھ میں لیے ہوئے محفل میں آیا دیکھا
 خوشخوار ابلق سوار سند پر بیٹھا تاج سر پر رکھے ہوئے کہا میان نیرنگ آؤ ایسا کچھ
 نکو دینگے کہ تمھارے مان یا پ بہت فوش ہونگے پھر خوشخوار نے پوچھا کیوں میان نیرنگ
 مان باب تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ان نے انتقال کیا جب مان بیمار ہوئے
 باب ہمارے گھرائے ہوئے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے مان کو ہماری ماڈل
 آخر کو ایک کڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہو مان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہو
 ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہیں کچھ آور
 نہیں آتی میں لاکھ روتا ہوں جو اب نہیں دیتیں بڑے میان روزنی عورت لاتے ہیں رات کو
 اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں انھیں کو ہزار ہار و پیر دیتا ہوں مگر
 بڑے میان مجھے جلتے ہیں میں ایسی بجاتے ہیں کہ طائر چھو ہو جاتے ہیں انکو بھی ایک صحبت میں
 لاؤنگا خوشخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باب کو بھی بلائیے
 فیروزہ نے فوراً طنبور اٹھایا اسکو ملا کر یہ شعر گانے لگا نظم

مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑے
 اپنا گھر کس طرح سے شیرستان چھوڑے
 دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑے
 کہ تو بیٹھے مجھ سے وہ بت اپنا ایمان چھوڑے
 چھوڑے دست جنون میرا گریبان چھوڑے
 مجھ کو حبت میں اگر لپیچا کے رضوان چھوڑے
 گر میان اپنی قادی ہر درخشان چھوڑے
 چھوڑے شکر اب اوٹا مسلمان چھوڑے
 نازی رفتار او سر و خرا مان چھوڑے

دل لگی غمزدن سے بجا ہری مری جان چھوڑے
 عاشق جاننا کیونکر کوئے جانان چھوڑے
 یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کرے
 کون کا فر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
 تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکلیا میگام
 غیر ممکن ہو چھو لوں گھر ترا اور شک و
 غمزدہ بجا نہیں اٹھتے پھنکا جاتا ہر دل
 پھر پھینکوں میں دم کیسویں تو کا فر جانو
 طوق بہنیں گے گلے میں مثل قمری کیون

حسن کا جو یا ہون مدت سے میں دیوانہ مزاج	بجگو پر یوں کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے
یوں بھٹلائی دل سے یاد مصحف خسار زند	حفظ کر کے جس طرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا نگار ہر نام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں تعریفیں اس کی کر رہے ہیں کنیزیں کہتی ہیں کہ کئی گائیں یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا فوب گانا بجاتا ہو جتنا بھی قیامت کا ہو ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کھلو نہ ہو یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر بلکہ ابر بندوار ہوا خوشخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تاشا ہو وہ ابر قریب آ کے بیٹھا دیکھا دو جادو گر نیان تخت پر سوار گردن کنیزیں آ کے تخت اتر خوشخوار کھڑا ہو گیا کہا اوشا امان دقلیم حسن و جمال فرشتہ کیونکر آتا ہو دونوں نے جواب دیا اس وقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھبرا یا خیال میں آیا کہ چل کر صحبت خوشخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جالسا ہو خوشخوار نے کہا اوشا ملکہ عالم یہ لڑکا گوئیے گا جو آیا ہو فوب ہی گانا ہو ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہو تمہارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہو میخوار و سرشار دونوں نے گانا لڑکے کا سنا سن کر کہا اوشا خوشخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خوشخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونوں ٹھہرین آخر خوشخوار سے وعدہ کر کے اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر سرخ میں چھیکر طر کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے دن خوشخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں میخوار و سرشار جلسہ آراستہ و پیراستہ کر کے انتظار خوشخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خوشخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہو آج اسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار برائے استقبال خوشخوار اٹھیں میخوار و سرشار نے کہا کیوں سیان نیرنگ تمہارا مزاج تو اچھا ہو فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا میں کیا کرتا ہوں یہ کہے فیروزہ بیج صحبت میں بیٹھا طنبور کا لاطنور اٹھایا اور یہ غزل عاشقانہ

گنانا شہ مع کی - غزل

وہ آنکھ اب تیری اود لبر نہیں ہو
محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
سرک جاے یہ ایسا نہیں ہو
مگر قابو مرادل پر نہیں ہو
چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہو
کاجبہ ہو مرا پتھر نہیں ہو
تراپ شغل بھی بہت نہیں ہو
بچھے فون خدا کا نہ نہیں ہو
مرا سینہ ہو کچھ مجھ نہیں ہو
بتھارے واسطے بہت نہیں ہو
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہو
وہ زور عشق غارتگر نہیں ہو
لحہ پر گل کی بھی چادر نہیں ہو

غنائت کی نظر ہمہ نہیں ہے
نہیں بیوجہ اپنی آہ وزاری
رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
فریبہ بار ثابت ہو مجھے بھی
میں فرقت میں گلا کاٹنگا اپنا
اٹھاؤں ناز کس کس بت کے پاؤں
میںوں کی محبت چھوڑا دوں
ہماری جانکشی پر فتنے جن
نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت
سنبھالیا ہو جو کچھ غیروں نے حب
نہ دے تکلیف تو فرقت میں ساقی
بجھ اتر ہوئی فی الجسد تخفیف
ہیں رویا دیکھ گور زخم مسخو

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ سنا کر وہ سرشار تقریبین کرنے لگیں کہتی ہیں کہ اگر
نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بہ عرض کرتا ہو حضور یہ گانا آدھا ہے اگر
بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سننے اگر بڑے میان ستار بجائیں اور میں گاؤں
تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہوں وہ بڑے گوتے ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ انکے
ہونے پر موت و حیات ہیں وہ باتیں غلام کی زبان سے نہیں نکلتیں مینو اور سرشار نے کہا
کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمہارے گانے نے انکا بھی شتاف کیا فیروزہ نے
کہا اسی ملک عالم میں جاؤں تو انکو بلا کر لاؤں جس دن وہ آجنگے اُسدن محفل میں ایک ہنگام
ہو گا سب کام میں ہی کرونگا وہ اب غیبت ہوئے انکے ہاتھ پاؤں سے نہیں ہو سکتا
مگر میں انکے اشاروں پر کام کرونگا انکا صحبت میں ہونا کافی ہو تائیں کے فواسے
ہوتے ہیں دروازے پر ہمارے اعلیٰ کا بیڑی جو نیا گو یا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے پر

اگر درخت سے پتیاں توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اسے گانا آتا ہو اب تک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے
 اس قدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خوشخوار نے کہا میان نیزنگ حقیقت یہ کہ
 کہ تھارے باپ بڑے کامل و مکمل ہیں فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تہ پر بتائیے کہ میں اپنے
 باپ تک پہنچوں خوشخوار نے کہا اس بالغ سے نکل کر جب بائیں پر جاؤ گے وہاں پر ہی جنگل
 ملیگا جس جنگل میں بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہیں آنا ہم بلوائینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
 نیزنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسوں کو ہم بلائیے سب جمع ہوں ان
 ساحروں کا جمع ہونا واجب و لازم ہو جب وہ قدر شناس جمع ہوں تب تمہارے گانے کی قدر
 کہیں اور بہت کچھ ملے گی لیکن فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن میں جا کر والد کو ڈھونڈوں گا
 پرسوں شام کو میں اسی نخل کے سائے میں ٹھہروں گا فیروزہ یہ سب باتیں کر کے ان سب سے
 رخصت ہوا مقرر اس وقت طوک کے اسی صحرائ میں پہنچا کچھ عرصہ گزرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
 بڑے کدو فرسے آ کے پہنچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہ اس میں
 کوہ تسن آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہیں میں وعدہ کر آیا ہوں حضور کو
 میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتیں تو میں آپ کو لنگا حضور صرف بیٹھے رہیں باقی سب
 کام میں کر لوں گا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لنگا یا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
 کی صورت بنا کر سر پر عمامہ باندھا کرتا لیکن کا پٹھا یا پرانی چال کا مشروع اسکا پانچواں بھاری
 جو تازہ دوزی کھیتلاتا پڑا نا کہ مال تو اسکا اڑ گیا ذرا ڈانکا باقی ہے بادشاہ صورت میں
 آفتاب عالم تاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہو سے فرمایا میں
 اس قطع سے نہ جاؤں گا عیاری کی باتیں کیونکر کر سکوں گا میں طعنہ دیکھ کر جاؤں گا فیروزہ
 نے کہا آپ زبان نہ بولائیں میں سب کام کر لوں گا سب کا خاتمہ کر دوں گا ایسا نشان ملا اور
 ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کہ بادشاہ کو اسی نخل کے سائے
 میں فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہو فیروزہ انتظار کر رہا ہو کہ آسمان پر لکڑا برسہا ہوا
 فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھے خوشخوار ابلق سوار آتا ہو نہایت سحر و سحر ہی میں مشتاق
 شہرہ آفاق ہو میخوار و سرشار دونوں بہنیں اسکی معشوقہ ہیں بادشاہ کا رنگ روغن

طنبور ایسے بیٹھے ہیں فرار ہے ہیں کہ فیروزہ تنے عجب آفت میں ہو چکے ہیں سبایا ہو دیکھیں انجام
کیا ہو کہ ابراہن کے ہر شجر لہرایا برشق ہوا خوشوار ابلق سوارا بر سے طاہر ہوا فیروزہ کو دیکھ کر
بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ دعدے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کترین عرصہ سے
انتظار کر رہا ہوں والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت میں ہر ایک مقام پر نہیں جاتے
ہیں جنگلوں میں جا بجا جہان برت ہو مان جاتے ہیں انکو گانا سناتے ہیں مین ڈھونڈتے جھٹکے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جنگل میں ہو بچا دیکھا ایک نخل کے سائے میں باوا جان بیٹھے
ہیں اور جنگل میں ہزار باران سیاہ واژدہ ہے جمع ہیں بڑے میان صاحب بیٹھے ہوئے
کار ہے ہیں اران سیاہ کفے کھولے ہوئے لہر رہے ہیں تھوڑے عرصے میں ماران سیاہ
بھاگے اپنے اپنے بلوں میں گئے ایک ایک روپیہ منٹھ میں دیک کے لائے بڑے میان کے آگے
رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوش آمد لایا ہوں ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
جنگلوں میں میری برت ہو سال بھر کے بعد آتا ہوں سال بھر کا خرچ ان سب موزیوں سے
لیجاتا ہوں مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کروں ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا
مین نے آپکا نام لیا کہ خوشوار ابلق سوار بادشاہ جلیل مسخوار و سرشار دونوں انکی
مستوفین اسقدر دیگی کہ مال اٹھ نہ سکیگا بڑے میان مشکل آئے ہیں مین سمجھا کے لایا
ہوں اس عمر میں بڑے لالچی ہیں چاہتے ہیں جس صحبت میں جاؤں مونیوں کے مالے
پاؤں خوشوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھراؤ ہم تم دونوں باپ بیٹوں کو راضی کرینگے مسخوار و سرشار
بھی فیاض و سخی ہیں ای نیرنگ ایسا کچھ دیگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ
نے کہا مین بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خوشوار نے دونوں کو
تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہاں مسخوار و سرشار باغ میں اپنے
روشنی کر رہی ہیں جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہیں کہ دیکھا لکڑا بر اٹھا مسخوار و سرشار
نے مصاحبوں سے کہا خوشوار تو آتے ہیں دیکھے جو نیرنگ کو بھی لائے ہوں کہ ابراہن
آکر سامنے بیٹھا دیکھا میان نیرنگ گلزار چڑھا ہے ہوئے آگے بڑے میان پیچھے
میان نیرنگ مودب بیٹھے ہیں باپ کے سر پر گس رانی خود کر رہے ہیں مسخوار و سرشار

واسطے استقبال خوشخوار کے مٹھین خوشخوار نے تخت اُتار بڑے میان اُترے فیروزہ نے بڑھکر مسخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بد مزاج ہیں اس بڑھا بے بین گامیوالوں کے سر کا تاج ہیں کوئی اٹھنے بات نہ کرے فقط اُٹھنے آنے کی برکت ہو مسخوار و سرشار خوشی خوشی بھر رہی ہیں کہتی ہیں آج ہمارے یہاں وہ نایاب جلسہ ہو کہ عجب نہیں جو خالو وند ہفت بجیکہ بھی آئیں میگو نہ و شبگو نہ کو بھی نامے لکھے ہیں سب ہزاریان آئیں گی بڑے میان تو ایک گوشے میں آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا بھرتا ہو صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو ایسا نہو کہ بگڑ جائیں کہ آسمان پر لگے ابر گلنار نمایاں ہوا دیکھا میگو نہ و شبگو نہ دو شاہزادیاں تخت پر سوار لگے ابر گلنار کرکٹا ہوا آکر ابر بچھا میگو نہ و شبگو نہ آکر اُتریں مسخوار و سرشار سے دریافت کیا گویا کون آیا ہو ہم نے بھی گالے کا حال متبادل میں شک پیدا ہوا ہو مسخوار یہ وہ نہا ہو کہ ساحر جا بجا چھپتے بھرتے ہیں ہر ایک کو یہی فوف ہو کہ بادشاہ شکر اسلام فوج کرتے ہوئے پہلو انوں سے لڑتے بھرتے ہوئے ساحروں کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ایسا نہو کہ انکا عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیار ان اسلام کہ بلاے روزگار ہیں انہیں سے کوئی عیار گویا کی شکل بنکر بیان گھس آیا ہو مسخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ کیا کہ خوشخوار دیکھ آیا ہو آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہیں بڑے سر کے کا آج جلسہ ہو جو نے بیان کیا اُسکا ہمیں خوف نہیں ہو راہ کے نگہبان میان خوشخوار موجود ہیں عیار ہمارے جلسے میں کیا آسکتا ہو ہر جہر میگو نہ و شبگو نہ نے کہا مگر مسخوار و سرشار یہی کہے گئیں کہ ہمارے یہاں عیار نہیں آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خوشخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگو نہ و شبگو نہ چپ ہو رہیں کہ لگے ابر مروارید می آسمان پر اٹھا خوشخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مسخوار و سرشار نے کہا ابی مقنا طیس آتی ہیں یہ مترد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے میں سرشار و مسخوار نے کہا کہ بھنے نامہ لکھا تھا کہ ضرور ضرور ابی مقنا طیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہیں ابر قریب قصر کے آکر کے بچھا سب نے دیکھا مقنا طیس تخت پر سوار چند کنیزیں ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئیں آکے اُتریں پہلے بن گاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مسخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں

گلے میں انکا مثل و نظیر نہیں ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہوا ایک لفظ کو ہزار ہزار
 طرح سے بتاتا ہوا اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے
 پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلو سے باز میں کنجشک باز شکار سے باز رہتا ہوا آج تو وعدہ کیا کہ
 کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے ششے والے خوش ہو جائینگے مقنا طلیس تو خاموش
 ہو کر ایک گوشے میں بیٹھی خوشخوار جمال جہان آرا سے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجد میں
 آتا ہو کبھی تعریفیں کرتا ہو کبھی مصاحبوں سے کہتا ہو میں تو جمال مقنا طلیس کیوں کرتا ہوں
 ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہو۔ لفظ

ڈھونڈھنے کو ترا مسنون دہن بیٹھے ہیں
 سجاو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں
 کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں
 میرے بھولوں میں کئی غیج دہن بیٹھے ہیں
 پھرتے پھرتے بھی اسی غیج کہن بیٹھے ہیں
 جب تک پاس سے سیم بدن بیٹھے ہیں
 آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں
 دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں
 سب اٹھانے کو بیان رنج و محن بیٹھے ہیں
 ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں
 وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں
 جو کڑی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہیں
 آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں
 ایک دن سچکی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس
 نہیں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
 نیم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
 نہ اٹھا کوچہ و لہار سے دم لینے دے
 خراج اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو
 بانگیاں بھولا سہانا نہیں سپوہن میں
 تھدا لکھ کر غربت میں وہ راحت پائی
 زیر گردون نہیں آرام کی صورت کوئی
 دل شگفتہ ہو ذرا بات کر اسی غیج میں
 مٹی دروازے کی آنکھ لے جاتے ہیں بعض
 دیکھ کر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے
 چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے اور

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملک نے آواز خوشخوار کی مٹی غصہ میں پلٹ پڑیں کہا کہ اسی
 خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنیں اتنا جو مقنا طلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار
 گجرا یا جواب دیا نہیں ملک مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرما مجھے تو عرض کروں مقنا طلیس

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہیں کہ کس وجہ میں اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقنا طیس حیران حیران
 طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہو کہ فیروزہ بڑے میان کو کہاں سے لایا ہوا ہے مقنا طیس
 بڑے میان کون ہیں بڑی مشکل کی بات ہو کہ فیروزہ عمر و ہو کر سعد شہر یار کو نہ لایا اس
 حیرانی میں تھی جو سعد شہر یار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو
 پہنچوایا مقنا طیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہیں کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھاتا کر لایا جب
 یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب بھر آگیا مگر خوشوار نے
 میخوار و سرشار کی طرف سے منٹھ پھیر کر ملکہ مقنا طیس سے ہاتھ باندھ کے کہا میں غلام و
 تابع ہوں امیدوار ہوں کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے چلے مثل جا کر ان کترین کے حاضر خدمت
 رہو مجھ کا ملکہ مقنا طیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہر یار سمجھ جائیں تو باعث خرابی ہو مگر
 شہر یار خاموش بیٹھے ہیں میگو نہ و شبکو نہ کو یہی خیال ہو کہ مقنا طیس کیسی باتیں بخوار
 سے کر رہی ہو اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے لقا ضا کرتا ہو کہ کلید میخانہ
 مجھے دیجئے میں ساقی گری کروں آپ لوگ لطف صحبت اٹھائیں میگو نہ و شبکو نہ
 اپنے مقام سے اٹھیں سامنے فیروزہ کے آئیں کہا کہ میان گوئے صاحب آپ کو ساقی گری
 میں بہت بڑا دخل ہو فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہو کہ مثل میرے کوئی
 اس کمال میں دخل نہ رکھتا ہو گا جلسہ تیار ہو سب شاہزادیاں موجود ہیں ایک ایک
 جام بین لطف صحبت بڑھے کلید رحمت ہو خوشوار کے سوال سے مقنا طیس کو نہایت
 حلال ہوا جواب دیا کہ اسی خوشوار اپنے ہوش میں آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتیں
 کر رہے ہو جانتے ہو کہ میں خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں جاتی ہوں انکی مصاحبوں میں
 مشہور ہوں خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
 کوہ مہمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا میں خاص اس واسطے آئی ہوں کہ دیکھوں
 کیا رنگ ہو میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
 میخانے میں پہنچا تبچیل شراب میں بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت میں
 آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت میں رکھی فیروزہ نے تو

پانچون میں گھنگرہ باندھے میگو نہ و شبگونہ نے سحر کیا گلا بیان آپس میں لڑنے لگیں لڑ لڑ کر
ٹوٹیں شراب شعلہ بنے اڑی ایک شعلہ آسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گر کر رنگ و
روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگو نہ و شبگونہ نے کہا اے میخوار و سرشار
اس شراب میں بیہوشی ملی تھی میں نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب میں بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
ہفت پیکر بچا پئے دیکھو شراب اڑ گئی گلا بیان بھی ٹوٹ گئیں صورت گالے والے کی
بدلی میخوار و سرشار تو خاموش ہوئیں حیران حیران دیکھ رہی ہیں مگر خوشخوار تیغہ برہنہ
کھینچ کر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خوشخوار بیٹھی تھی کار سحر
نکا لکر خوشخوار پر کھینچ ماری خوشخوار کے پہلو کو توڑ کر کار و پار گزری خوشخوار لڑ کھڑا کر اڑ میخوار
و سرشار نے کہا اے مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تھے نہیں سنا کہ سچیا
کیا کہتا تھا معاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگو نہ و شبگونہ نے کنیز دن کو اس شاہ کیا
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلیں سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نفرہ کیا۔ نفرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ
شاہان فریدون ششم پڑ ہمار گلستان کا وں و جم جم تلوار بکڑ کر بل جاسے پر طاہرے جسے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا تقویہ عطیہ درویش کاں جو انکے بازو پر ہوا اپنے اپنا
اثر دکھایا گولہ اٹھ پٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اس کے توڑ کے پار گزرا فیروزہ بھی
خنجر کھینچ کر کھڑا ہو گیا کئی کنیز دن کو بار کے اسے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرا دیا
میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت میں ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر کے
گرین خوشخوار ایسا ساحرہ مار گیا واسطے خوشخوار کے آنکھوں میں آنسو بھرے آنکھوں نے بھی
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آ رہی دشمن کا اب سپر بھی
قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیز دن کو بچا پئے ہماری مدد کو آئے کہ یکایک اندھیرا ہوا یہاں
تھرایا بادشاہ یا تو جمع ساحران میں لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پر میں کھڑا
ہوں وہ تختہ سنگ مجھ کو اڑائے لیے جاتا ہو ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد
تھوڑی دیر کے وہ دونوں پھر اس مقام پر آ کر گرے جس مقام سے خوشخوار سعد و فیروزہ

کو لپیٹا تھا اسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہیں معلوم کیا گزری ملکہ مقناطیس وہاں تنہا بن فیروزہ نے عرض کی اے شہر یار یہ باعثِ سحر منجوار و سرشار ہو انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو ہول سے جہا ہوئے اپنے لشکر ظفر افرین چلے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہو گا بادشاہ مجبور و ناجار فرماتے تھے اے فیروزہ میگو نہ و شب بگو نہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا مگر آخر مضمون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گلا بیان ٹوٹیں شراب شعلہ بنکر اڑ گئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہو دل بیکار ہو نظم

کیون جنوں ہم بھی ہیں آمادہ سودا کیسے
مضمحل ہو گئے دور و زمین اعضا کیسے
دیکھیں آئینے میں ہیں آپ سراپا کیسے
نالے ہم کرتے ہیں او بلبل شہد کیسے
مل گئے خاک میں نہ کھولیں گل رعنا کیسے
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہوں سہمی کیسے
اور بتلائے کوئی ہوتے ہیں رسوا کیسے
پھوٹ کر روئے ہیں کل ہم لب لباب کیسے
دوڑے جاتے ہیں سودا میں صحر کیسے
دفعہ پڑ گئے آفت میں حنہ دیا کیسے
شہرے سننے تھے ترے زکس شہلا کیسے
دیکھئے اٹھتا ہو یارب یہ جہاز کیسے
بنکے اب بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے

سر کے بھل جانے ہیں گھر سے سوئے حرا کیسے
کھل گئے مہسکی جدائی میں سراپا کیسے
کس طرح سے نہ کہیں حسن مجسم عاشق
یاد ہو گا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
چشمِ بخت سے ذرا سیر چین کر غافل
مرضِ ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
کو لسانِ گوارا نہ کیا اُلفت نے
آگئی لہر جو دل پر ترے اے قلمِ حسن
حسرت آتی ہو مجھے چاک گر یا بون پر
بت سے مطالب تھا نہ کچھ کام تھا اُلفت سے ہیں
آج اس گل سے کیا دعویٰ ہے ہمیشگی کا
بار عسیان سے ہوا ہو مرا مردہ بھاری
بیش ازین رنہ خرابات نشین تھے کیسے

فیروزہ نے سمجھا کہ حضور زیادہ ملول ہوں اپنے لشکر میں چلے میں جا کر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤ گا آپ اس قدر رنج نہ فرمائیں آپ کے کبیہہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اڑے جاتے ہیں دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر میں منجوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لکڑی میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سردار
بادشاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو بیوی بچہ طرف باغ ملک
مقنا طیس کے روانہ ہوا باغ میں آ کے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہیں ہی ذکر ہو رہا ہو کہ میخوار
وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہو کہ میں اپنی
جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری مالک عالم کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا بیٹھے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپ کو اختیار ملک بیٹھ کر شراب پینے لگیں شراب
میتے ہی ملک کے ہوش اڑے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملک کو اس حال میں دیکھا
تو میں کام کے چلے سے اٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلٹا ہوا کہ مقنا طیس کو پکڑ لو
بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی لکھ سحر نہ کر سکیں انکو گرفتار کر لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم
رکھا کہ خوشخوار کو کس خطا پر مارا ملک فرماتی ہیں کہ مجھ کو اسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے
کوئی تعلق نہ تھا مجھے ایسی باتیں کہیں اور چاہتا تھا مجھ کو تھلے میں لے اپنا حفظ ناموس
کیا کار و سحر مار دی میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملک کو ارا بے پر سوار کیا ہو
خدمت میں ہفت پیکر کی لیجا بیٹگی اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار
و سرشار قبضہ کر بیٹگی فیروزہ نے سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر
ٹرپے ہیں ہر چہ بامروا و سا دوزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کمون جو مجھ گذرتی
ہو میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہو دل کی بڑی حالت ہو اب تو یہ نوبت ہو۔ نظم

ان قدموں کی قسم مجھے پروا سے نہیں
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں
گر درد سر ہی ہو تو اک روز نہیں
دندان و لب ہن یار کے لعل و گہر نہیں
دیکھے نگاہ بار سے یہ ثابت بشر نہیں
بے سر کے کاٹے جاے یہ وہ درد سر نہیں
یہ خط تو میرے یار کا امی نامہ بر نہیں

ہوں سر فروش جان کا خوف و خطر نہیں
اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ لفظ نہیں
کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں
عاشق انھیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جو ہر
وہ بت فروغ حسن سے پیلا ہے نور کا
سودا سے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہو
ہیچا نہا ہوں خوب نہ کر جہاں زمان

کیا جلوہ ماہتاب کا ہوتا بیوں پر ہے
یادش بخیر آج وہ رشکِ قمر نہیں
کھو یا گیا ہوں دادِ حقِ آفت میں گیارہ
برسون گذر گئے مجھے اپنی خستہ بین

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی سہا جوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور جل کے قریب باغِ مقناطیس کے ٹھہرین جب قیامِ دھر سے گذرے تب شیخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہو لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس کے رملہ کریمگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہِ سمن آرا پر چلے گا مسخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہو جائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دوسو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغِ مقناطیس کے آئے ایک درہ کوہ میں آ کے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہِ سمن آرا کے گرد اڑتی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسبابِ سحر ہاتھ میں لیے ہوئے آج میں آرا بے چشتاں سرشار و مسخوار کے دو ساحر زبردست گیندوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اسی شہر یا تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اترینگے وہاں چلکر شیخون ماریے کا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دوسو سوار لیکر بہار سے نکل کے نعرہ کیا نعرہ سعد بن قباد - منم شاہ شاہان فریدون حشم - ہمارا گلستان کاؤں میں جیم - دوسو سواروں سے آ کے کرے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر آرا بے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہو گئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب مشکبار مصر و جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے نائل جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاخیر نہ ہوئی بادشاہ نے مرکبِ ہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا اٹھا غرق دریا سے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو آئے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپا بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریا سے سحر حاصل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا میں ڈال دیا دریا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہنچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریا سے قہار طہر ہوا اس دریا سے ہزار ہا مچھلیاں نکلنے لگیں گرد بادشاہ کے بھرتی ہین نہنگ کا خون آشام دریا سے نکلے ہین بادشاہ کے قریب آئے ہین اور پھر دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر انکا حملہ کارگر نہیں ہوتا شاہ جسے ہاتھ مارے ہین وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہو جاتا ہو مچھلیاں دریا سے بصرہ جوش و خروش نکلتی ہین گرد بادشاہ کے بھرتی ہین آخر میں پھر دریا میں گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین کہ بادشاہ کے لپٹ جائیں قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہیں سکتیں کسی مچھلی نے دامن فوج لیا کسی نے خود پر دم مار دی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب مٹا رہا ہو مچھلی کا سر پھٹتا ہو جب کئی مچھلیاں مر گئیں تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالا ایک ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریا سے حادث ہین ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لیں باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام برفنج و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے لغزہ ہوا۔ منہم افلاک آسمان سیرام مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا جل تجھ کو خداوند نے یاد فرمایا ہو سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر میں بچہ دیکر لے اڑا مقناطیس نے آواز دی او شہریار کینز کو ساج لیے جاتا ہو بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بھر کمان میں پیوست کر کے مارا سینے پر عقاب کے چڑا توڑ کر پشت کو بارگذا مقناطیس بچے سے چھوٹی تڑپ کر خدیت میں بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤں کیا حضور نے تیر مارا۔ افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب بہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر و ہین سے آیا تھا غلام بہفت پیکر کا تھا ستراسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ ہے سحر و ساحری میں یگانہ ہو معلوم ہوتا ہو کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آفتین

بریا کر گیا اب آپ کو ہسمن آرا پر طہین وہاں قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر
 لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اس وقتنا طہیس ہم تم دونوں بلکہ بادشاہ کو
 برسر کوہ ہسمن آرا لے جائیں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
 کی صورت تبدیل کرو سحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے
 بھاگ آئے یہی ساحر ہم کو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسے سحر تارا ہکو تم تک
 پہونچا یا اب جلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں چلکر اپنی خطائیں مٹا
 کر اٹھیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
 سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقنا طہیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
 کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقنا طہیس نے تخت اڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی
 ہیں کہ رہی ہیں کہ اب تو بلی مقنا طہیس قتل ہو گئی ہو گئی کوہ مقنا طہیس بھی ویران ہو گیا ہو گا۔
 اب ہم بلغ مقنا طہیس پر قبضہ کرنے کے چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ
 نے ساحل و سیکنا کو قتل کیا مقنا طہیس کو راکر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر
 ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا
 آیا قلب محقر آیا کہا ساحل و سیکنا رایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے
 سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہو کہ بادشاہ پر سحر تارا نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت
 کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل نہ ہونا چاہیے یہ کہنے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان
 نکالا اسے روشن کیا چار بتیان نکالیں انکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
 ایک بھونر ا پیدا ہوا اگر چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہتا بھی ہو میخوار نے
 قلم ہاتھ میں لیا اس کے لفظوں کو لکھنے لگی بعد مٹوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
 میں تھے اب اسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہوا ایک درویش کمال نے
 دیا جو اس سبب سے بادشاہ پر سحر تارا نہیں کرتا سرشار نے کہا ہوا لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
 میں جلو میں تعویذ چھین لوں گی میخوار نے حکم دیا ہزار سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھپے ہو
 علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرہ آفاق بیچ میں تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکور جمع ہیں سرشار کنتی ہو زمین ہلا دوں گی چشم زدن میں بادشاہ کو مین پکڑ لاؤں گی
 لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اترنے لگا دونوں بہنیں ابھی تخت پر بیٹھی ہیں کہ آسمان سے
 ابر سیاہ نمایاں ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر
 بیٹھی ہیں تخت اڑا ہوا آتا ہو سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونوں ساحر کون ہیں
 مگر چپ دیکھا کہ تخت اسی طرف آتا ہو تخت آکر پہاڑ پر اترتا مقناطیس نے دوڑ کر
 میخوارہ سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضہ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
 کہو کوششیں ہو رہی ہیں مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی انکی تقدیر کے آگے کسی کی
 تیر نہیں چلتی ایسا قدرت نے انکو غافل کیا کہ شب کو کوئی موش میں نہ تھا ان دونوں
 ساحران نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہنچے یہی ہمارے سچھائی کہ نکل چلا اگر یہ ساحر
 روکنے تو ہم انکے روکے سے نہ کینگے ایک سحر میں انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اسی وقت اٹھ کھڑے
 ہوے جب تک انکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر
 سے انکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا لشکر ہو کہ تم تک پہنچے تھے لشکر کیسا
 تیار کیا ہو میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہیں گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا
 ظاہر میں ہمارے برابر کوئی ساحر وہاں نہیں ہو نہ کوئی معین و مددگار پہلو ان کئی فریق ہیں
 وہ ہمارا کیا کر سکتے ہیں ایک طرف سے میں سحر کروں گی ایک طرف سے تم آگ برسانا کہاں نکل سینگے اس کھڑے
 مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوارہ سرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی ہو
 خداوند سے بھاگ آئی ہو فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحران کی کمر کھلوا دی کہا
 ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
 بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونوں ساحران میں سے کسی کو گانا بھی آتا ہو مقناطیس
 نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہیں گائون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے
 چنگی لی کہ ای جہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
 گائین آ کے بیٹھیں ایک گائے شمع و شنگ دریا سے علم موسیقی کی ہنگ تروپا کر بیچ میں آئی
 اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

سب نے سرگوشیاں خیرون سے اشارہ دیکھے
 زنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
 قول کے چھانوں کی اللہ ری کا فر کو خوشی
 رو بہ صحت ہوا ایک مرہض فرقت
 پانوں ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی
 بوالہوسا بین نہ کوئی عاشق صادق پایا
 دل تو کیا جان بھی کی نذر نری امی شہ حسن
 زندہ سے جتنے کہ اقرار ہوئے سب برعکس

آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے
 ہمتے جو آنکھوں سے ہیں تپ تھارے دیکھے
 پہنے سو مرتبہ سوار امارے دیکھے
 ایسے بیمار سا گور کنارے دیکھے
 ہتھکھڑے تمنے نہیں جان ہمارے دیکھے
 چاہتے والے نہ دو چار ہمارے دیکھے
 وصلے تو نے فقیری میں ہمارے دیکھے
 ٹول سے فعل خلافت آپ کے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہو کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہیں گانے کو انجام مل رہا ہو
 فیروزہ کا قصد ہوا کہ میں اپنے مقام سے بھٹوں اپنے کو تحقیق میں پوچھاؤں کہ آسمان کا
 تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیر فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا
 آتا ہی اسے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمر و مقناطیس و مشکبار کو ایسی بخوار و سرشار کرنا کہ لو
 مقناطیس و مشکبار اٹھ کر اس ساحر پر سحر کر لے لیکن کئی کئی دن کے سرکٹ کے گزے
 بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ بادشاہ اسلام منعم شاہ شاہان
 فریدون چشم بہار گستان کاؤس و جم تلوار کھینچ کر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار
 ہو کر آیا ہی اسکا نام شہباز عقاب سوار و مقناطیس جاوے کیسے کیسے سحر اُس پر کیا لیکن اُس نے
 جب ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر اُٹا پٹا مقناطیس کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہت
 لب پر چڑھ کر سکوت مقناطیس کا حال دیکھ کر گھبرا کر آواز دی ایسی شہریار مقناطیس کا خاتمہ
 ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے اُس کو گھیر لیا اب تھوڑی دیر میں جسم میں آگ لگ جائیگی
 مثل سیرم خشاک کے جلدی خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا دور نہ چلیگا سحر شہریار نے جو آواز
 مشکبار کی سنی نہایت ملول ہوئے کئی دنوں نے قصد کیا ہو کہ مشکبار کو گھیر لیں مشکبار جاوے
 اپنے مقام سے نہیں بھٹی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بیتاب
 ہوئے تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہنچے فرمایا ایسی مقناطیس ہو شیار شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقنا طیس کے دھڑے تب بادشاہ نے اس بیتابی میں بازو سے تعویذ کھینچے
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ ہارے آتش گرد سے مقنا طیس کے ہٹ چھٹکے
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقنا طیس کے مس کیا مقنا طیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اگر
شہر یار آپ نے عجب کار نمایان کیا ورنہ کنیز آپ کی جگہ خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی او عقاب شہباز
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا میں تجھ کو بچاؤنگا عمر بھر تیرا وجہ پاٹ کیا آج کا دن
جانباری کا ہو عقاب اپنے مقام سے اڑا مقنا طیس نے فصد کیا ہو کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کروں کہ میرے ہوش و حواس درست ہوں اعضا چالاک
و چست ہوں کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منٹھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھوں
میں بادشاہ کی دگا بادشاہ آنکھیں ملنے لگے عقاب نے ایک پڑا تھیر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھایا ایک اڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اٹھاؤن مشکبار تڑپ کے
گری چاہا تعویذ اٹھاؤن کہ شہباز نے ہاتھ نیچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہو کہ ہٹی مقنا طیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ با بگل ہوئے خاموش کھڑے مسخوار و
سشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لیے لی بادشاہ مہوت کھڑے ہیں اپنے مقام سے نہیں
ہل سکتے مقنا طیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوئے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے میں شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور چاہا کہ مقنا طیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقنا طیس
جاہتی ہو کہ شہباز کے لیٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لوں شہباز و مقنا طیس
نیچے چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر مکر کو بتایا سر پر جو ہاتھ مارا مقنا طیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہہ اڑا کہ اسی مسخوار و سشار میں لٹھ نہ بہتر نہیں ہو میں یہ تھفہ نایاب لیے جاتا ہوں تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہیں یہ کہہ اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا
فورا پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہو نیچے نیچے اسی کے سائے میں فیروزہ بھی
جھپٹا ہوا جاتا ہو میان مسخوار و سشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا کے کوہ

آگئی لڑائی میں جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہو گئے ہیں رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ اڑ گیا جمال بمثال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ زخون میں جو رچو رچھوم رہی تھیں فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر لڑی کہ عجب مکر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اس وقت بڑا کام کیا کہ ان دونوں کو زخمی کر گیا بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھنٹہ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہیں کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھیں کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دونوں جادوگر نیون کو گرفتار کیا اگر کتاب جانو تو کل تم بھی سویرے سے اؤ تمہارے سامنے انکو قتل کیوں یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ اسے جا کر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھتیجا تمہاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا سرتاسر تمہارا ہی باعث تھا کہ تمہیں ہم سے بادشاہ کو گرفتار کر لیا مقناطیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز نو بہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرٹ شہباز کے جاتی ہو فیروزہ بہ شکل مہبل ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو باغ میں اپنے اترا فیروزہ اس فکر میں ہو کہ میں اپنے کو کسی طرح سے باغ میں پہونچاؤں کوئی عیاری کر کے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرائے گرداؤں دیکھا ایک کنیز آتی ہو چھٹی ہوئی چاہتی ہو کہ باغ میں جادوں فیروزہ سمجھا کہ عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آئی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نو بہار کی فیروزہ نے قریب آ کے پوچھا کہ بدتم کہاں سے آئی ہو اور کہاں جاتی ہو کاہے کی جلدی ہو مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہو کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اسے روکو ہمارے پاس اسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ میں چلنا ہم بخوبی ملاقات کر ادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہو کہ شہباز نے اس ساحر کو بیان مقرر کیا ہو کہ بیٹھی کہ نو بہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہوں میخوار و سرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنساکہ ابی نو بہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہو ابھی ایک طائر مجھ سے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو میں اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا بائین کرتے کرتے فیروزہ نے جناب مارا کہ ہوش ہو کے نو بہار گری فیروزہ نے اس کے دماغ پر پٹی سیوٹھی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈال دیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نو بہار کی صورت بن کر طرب باغ کے چلا راہ میں چند طائران شہباز ملے اُنھوں نے پوچھا بی نو بہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں اُن ساحروں نے جواب دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جا کر عرض کرو کہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہو ساحروں نے جا کے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحروں سے کہا میں ایسا تحفہ نایاب لایا ہوں کہ جبکا مثل نہیں بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ خاکہ کرنے والے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحروں نے کہہ کر کنیز سے کہا کہ بی نو بہار چلو تمھیں شاہباز بلائے ہیں فیروزہ کے ہوش تو اُٹھ گئے مگر مجبور و ناچار ساحروں کے ہمراہ چلا باغ میں آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر شہباز سفاروں میں دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اُن طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب میں بزرگ تھا اپنی سفار کو کھول کے پکارا اٹھا۔

ٹوٹے ہی پڑے ہیں یوسف پر خرمیارا اندون
ناقوان سے ناقوان، جو چشم بیمار اندون
پیٹنے رونے لگے پھر سر سے غنچہ اندون
زار لے میں رہتی ہو زندان کی دیوار اندون
ہو رگ جان سے زیادہ محبو زار اندون
خواب میں لاتے ہیں اُسکو نکتہ بیدار اندون
ہیں کسی کا کل کے پھنکے میں گرفتار اندون
بید کی لکڑی سے ہو سقہ رتلوار اندون

ہو گیا ہی حسن کا پھرتیہ بازار اندون
سر نہ ہوتا ہو نگاویار بر بار اندون +
پھرتیہ فرقت نے کر دی ہو مری حالت دی
اوہ پری ہر وقت دیوانے جو نکراتے ہیں سر
صورت ناقوس دم بھرتا ہوں اک کا فر کا میں
عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہوں شکل
پڑ گیا ہو سچ ہمیر حال دل کس سے کہیں
کھول ڈاؤ اب کمر سے تم بھی ہتھیاروں کو رند

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ بھرا گیا دل میں کہتا ہوں اسی فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہو اب کیا کروں کبھی جا ہتا ہو بھاگوں فیروزہ

دیکھتے ہی شہباز نے کہا اے نو بہار ہم مختار سے انتظار میں بیٹھے تھے مجھ کو پانی پلاؤ فیروزہ جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس میں پانی بھر اگر فیروزہ کے ہوش اُٹھے ہوئے ہیں ناچار ہو کر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ میں لیا کچھ ہونٹھ ہلائے پانی شعلہ نگر اُٹ گیا جیسے ہی پانی اُٹ گیا شہباز نے لکارا اوزاعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا میں جانتا تھا کہ تو پہاڑ سے غائب ہوا ہے مجھ کو یقین تھا کہ تو میری فکر میں کھلا ہو گا آخر اس جیلہ سے آیا یہ کہلے اشارہ کیا شعلہ آتش مٹھ پر فیروزہ کے گرد رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبوں نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔ شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کرے گا جب مجھے ساحرون نے کہا کہ تو بہار کنیز آتی ہے جب ہی مجھ کو برگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہے تو بہار کو بتاؤ نے کیا کیا فیروزہ نے کہا درہ کوہ میں بڑی ہو ساحر جا کر تو بہار کو اسے شہباز نے تو بہار کو ہوشیار کیا شہباز نے پوچھا اے نو بہار نامہ کہاں ہے تو بہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی میں دیکھتی ہو آخر ناچار ہو کر کہا حضور نہیں معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہو گا شہباز نے سب حال بیان کیا اب نو بہار نے ربانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے کہا میں بھی چلتا ہوں مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل کریں یہ کیکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا تو بہار کو بھی تخت پر بٹھالیا تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہاں میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا سید فونی کی تیاری کی ہے سر ہزار فوج جی ہوئی کھڑی ہے بادشاہ و مہمنا طلایس و مشکبار کو زیر تیغ بٹھایا ہے مگر انتظار کر رہی ہیں کہ نو بہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے تخت شہباز کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا تو بہار بھی تخت پر سوار ہو شہباز آگے اُتر میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھ کو مار لیا ہوتا لیکن میں نے اسکو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھ کو بھی بڑا خیال تھا تنہا فوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی زیر تیغ بٹھایا چاروں گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہیں شہباز نے کہا اے میخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے گا سنے بہت ملک فتح کیے ساری
یربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نفا سے بچ رہے ہیں میخوار و سرشار شہباز
تخت پر بیٹھے ہیں اسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آگے
سے آٹسو جاری ہوئے ایک ایک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

ہست خاق واحد و زاق و رب العالمین خاک بوس آستان درکش شام و صبح ابتدارا ابتدا و انتہارا انتہا فیش بر صورت ہر صاحب صورت عیا گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار گاہ در روم و گئے در روس گاہ اندر عراق گاہ در ابرو گئے در برق گاہ در مہر و ماہ گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر	حاکم و فرمانروا کے کشور دنیا و دین سرفرازان زمانہ صاحب تاج و تکیں کار فرما کے گردہ اولین و آخرین جلوہ می بخشد ہر یک چہرہ جن آن حسین گاہ تاج و تاجدار و سند و سند نشین گاہ در ایران و ترکستان و ہند و ہندوین گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین در و بالا و نوزدات کبر یا آید نظر
--	---

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھ کر مقناطیس و مشکبار رو رہی ہیں یہی آرزو کہ ہم قتل
ہوں مگر یہ شہزاد بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہو جی میں کہتا ہوں فیروزہ سب
سعید و مددگار گرفتار ہو گئے اب کون صورت رہائی کی ہو بلا سے کوہ سمن آرافضا کسی
تھی ظاہر تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ
میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہیں جلاد بانی بیدار کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کہ ای ملک عالم
یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار ان کے فون کا دعویٰ کرینگے طلسم ہفت پیکر
کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجوں سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجئے گا
لیکن حقیر عرض کرتا ہوں کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار میں
فردکش ہوئے بہلیوں کو حکم دیا تم سوتے ہیں تم گرد و لوح کی خبر لاؤ صبح کو جاسٹے آنکھوں میں
آٹسو بھرے ہوئے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینہ رخسار پر گرد ملائی پائی جاتی ہے

مذہب انیس کیسا صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے اکابر ہونے سے بھرپور
 بے قرار ہون کہ لشکر میں جھگڑنا معلوم ہوتا ہو تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھ کر کلیجہ پھٹ رہا ہو
 ان شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب میں آئے عرض کی
 کیوں قبلہ و کعبہ اپنے غلام سے دور کو کیوں اپنے سے جدا کیا وہ تو آپ کا دعا گو ہو پھر عین نے
 ایک جانب دیکھا ہزار ہا ساحر جمع ہیں نوبت فقار کے بجا رہے ہیں اور دوسری جانب قبا و کونین پر تیغ
 دیکھا قتل کیا جاتے ہیں تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہو دل گھبراتا ہو آنکھیں
 اس نور عین کو ڈھونڈھتی ہیں کہ کیونکر دیکھوں اس کو لا کر تخت پر بٹھائوں خواجہ نے کہا اسی
 شہر بار قبا و کونین تخت نشینی کا طلال ہو یہ خواب و خیال ہو عرض صاحبقران سوار ہو کے
 اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرائ میں آئے جنگل میں نماز پڑھی بازداروں کو حکم دیا باز ہری
 چھوٹے طیل باز گشت پر عوب پڑی منتظر

جو درنا لیدن آمد طیل باز	اور آمد مرغ صید انگن پر	ار بادشاہ پر ہوا باز سبک
جہان شد خالی از کباب و کبوتر	طایران ہوائی شکار ہوئے	لے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ

صاحبقران نے شکار طایران ہوائی کا ٹھیلہ فرمایا خواجہ اب تک کسی آہو کا سامنا نہیں ہوا
 خواجہ نے کہا ہر کارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر آتے ہوئے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے
 ہوئے آئے عرض کی اسی شہر بار پیمان سے عین کو کس پر دھاروں کا گیت ہو کئی سو آہو وہاں
 چرا کر رہے ہیں صاحبقران نے سواروں کو اشارہ کیا گھوڑے روڑے آہو ان وحشی نے
 جو صداسم مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سواروں نے اپنے گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے
 سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پیرا اس آہو کا چھپا کیا پھر بھر کابل صاحبقران
 نے جستجو کی مگر آہو کر چھالیں بھرتا ہوا چلا جاتا ہو دیر جاہتے ہیں اس گونیزے سے شکار کرتا
 آہو جستجو کرتا ہو ایک مقام پر جا کے آہو چوکری بھولا امیر نے چرمارا کہ آہو گرا امیر نے
 جھپٹ کے اسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جوڑتے تو قریب اپنے سوا سے خواجہ
 کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سامنے میں آئے زمین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے
 خواجہ چنگر لکڑیاں آئے چنگر پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کر کے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا علمہاے رنگاری کے پھر ہرے کیلے ہوئے
نقاہدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہو باز سفید سر پہ سایہ فگن عیار طرار کباب پر ہاتھ
رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار حرار نقاہدار کی پشت پر ہیں امیر کو جو درختوں دیکھا گھوڑے سے
کو دہڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہاں گئے رکھو نہ ہو امیر نے فرمایا براے شکار
آہ نقاہدار آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہ گئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں
یہ سنکر فوراً نقاہدار نے بارگاہ زرتی استاد کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا با جام ہے
اور غوانی چھلکنے لگا نقاہدار نے ایک گائے کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر بغول عاشقانہ گانے لگی نظم

بھلا یاد دہان کو تو نے ساقی ایک سا مین
جمال شاہ مقصود پیرا ہوترے مین
بنا با جس نے گوہر کو صدف میں لعل بھر مین
نہیں ہی بھیک کا بھی ٹھیکہ ادرویش کے مین
بھڑکتے طور کی آتش زد دیکھی تینے مجھ مین
نہیں کہنے میں تیک فرق بد میں اور بہتر مین
جو بچو لے بھی سماتے تھے نہ کنیا بوشعر مین
کوئی نکلی ہو شاخ تازہ کیا نخل سنو مین
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین
رہے دم جب تلک دم میں ترا سودا رہے مین
لگادی آگ ناہوں نے مرے صیاد کے گھر مین
نہیں جز استخوان پوست باقی جسم لاغر مین
کنار گور میں سوتا ہوں یا غرض مادر مین
ہر مرد و بیٹا جا بگا بھولوں کی چادر مین
تو کل کر کے اک غوطہ لگا بھر تو سمندر مین

نہ دنیا کی خبر ہو کچھ نہ دین کا ہوش ہو مین
شال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
وہی بید اگر نگاہ دل میں بھی عشق حقیقی کو
فلک اسباب دنیا مجھے کیا ہاتھ آسکا مین
جو اعلیٰ میں مقام آسکا ہوا سفل غیر ممکن ہو
وہی خواہش ہو دنیا کی وہی غفلت ہو عقل مین
بڑے میں کنج مرقہ میں کفن پہن ہوئے غفل
قہر دلدار سے دعویٰ جو اسکو کشی کا ہو
کیا ہو خود پسند آئینے نے سارے حسین کو
دعا ہر دم ہو ای زلف سیاہ یا رفاق سے
میں وہ آتش نفس بابل ہوں میں لینا قافلیہ مین
لو تو لی جگا کر عشق اب تو ہاتھ اٹھا مجھے
وہ راحت پائی ہو کنج لحد میں خود میں حیران ہو
سوا ہوں داغ کھلا کر عشق میں لاہ غافل مین
خدا چاہے تو رہا بلی در مقصود ہاتھ آئے

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو نقاہدار زرین پوش اپنی حرات کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہیں

کہ ہر مہر پہ لکھی شکر گشتی کر کے لکھ آسمان پہی پر آتا ہو میرے بھی ہر کارے مجھ کو خبر
 پہنچا لے بن جانے اسکو شکست دیتا ہوں وہ بھاگ کر پردہ تاریک چلا جاتا ہو درندہ آجکے حقیر
 نے کل سرکشان پردہ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیر زادے خروج کر کے آئے ہیں چاہا کہ کسی طرح
 گلستان ادم پر قبضہ کریں آپکے حقیر نے راہ میں آنکھ مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفیں
 کر رہے ہیں کہ سامنے سے عیار نقابدار روٹا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیوں اکو عیار کیوں کھجور با
 ہوا ہو عرض کی اسی صحرا میں ایک کوہ فلک شکوہ یمن نے اُسپر سے چڑھ کر دیکھا تین افسران
 ساحر تخت پر بیٹھے ہیں لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہیں اور سعد بن قباد زیر بنغ بیٹھے
 ہیں ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہیں غلام حضور سے اطلاع کیے آیا ہو یہ سنئے ہی
 اول صاحبقران دگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لائیہ فرا کہ صاحبقران اشقر پر سوار ہوے
 نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوئے نشان جاتا ہوا بچل راہ
 کوہ طمو کیے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فلک اڑا
 ہوا چلا آتا ہو اسوقت صاحبقران زبان سامنے پھوپھے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار
 سے کہ رہا ہو کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلا دے جانے
 شیخہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہباز قتل ہوا چاہتے ہیں وہیں سے
 اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ اس پر حمزہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران	بہ پیشم نگوں شد سرکاران	منم اختر برج عرو جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون زبیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمد قاف از کفرش پاک و صفا	سلیمان کو چاک لقب شدہ قفا	ہمد شہباز دار اسلام شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شد	لغزہ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہو نام کا فر تھارے	
جلا د کا نیتا ہوا پیچھے ہٹا میر نے خطا کار کو حیر مارا کہ سینے کو جلا د کے توڑ کر پار گذرا نقابدار بھی		
لغزہ کہ گرا ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملا زمان نقابدار جری و ہمد در وصف شکن		
شیخہ بن تلوارین کہنیکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ مارے آتش ہاری مارے جنگ		
ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ		

صاحبقران آگئے مین نکل جاؤں میرے پاس وہ تقویٰ ہو جو ہو بھر ہر مقام پر گرفتار
 کر یونگا اگر تقویٰ سعد نے پایا پھر اس پر کوئی لہجہ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار لے لے گا اگر
 شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لیں گے شہباز نے دستاوی ایک عقاب
 اڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز پر اس پر سوار ہوا اسکو اڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر
 باز سفید پر سر پر نقابدار کے سایہ فلان ہوئے آگے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی
 نکلیا مگر باز سفید نے سامنے آگے شعلہ مارے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ رکھتا تھا کہ
 شعلہ مارے آتش سرد راہ ہوتے ہیں عقاب شعلہ مارے آتش سے نہیں نکل سکتا صاحبقران
 رہا مرنے پڑے پھرتے ہوئے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا اور نظر اٹھو یہ کیسے ہو سکتا
 کاٹن سعد نے قید کو توڑ کر بھینکا پڑے ہوئے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو
 بڑھکے عمر و نے رہا کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا پھرتا ہوا نقابدار پہونچا سوزن جو زبان سے
 نکلی تڑپ تڑپ کے دونوں لڑنے لگیں میخوار و سرشار دیکھ رہی ہیں کہ نقابدار زمین پر
 و صاحبقران نامدار بر سر تائیر نہیں کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز میں سن رہی ہیں
 بڑے بڑے افسروں کے مرنے کی صدائیں آ رہی ہیں میان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید
 بجو نہیں پڑھنے دیتا عقاب پر ایک دوہتر مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چلا
 شہباز کو نکال لیجاؤں باز سفید نے بڑھکے منقار مار دی کہ عقاب کا سر جھٹ گیا شہباز بشت
 عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکز زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤں
 باز سفید نے آگے پرار دیا کہ بشت شہباز سیاہ ہو گئی باگ گیا ہی چاہتا ہی تقویٰ کو دیکھ لکھا
 مگر باز سفید نہیں جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہو گیا اس کی نگاہ بڑی
 کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مارا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیرا را
 کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گزارا شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راہ سے ہوئی
 آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی بھولی سے شہباز کی تقویٰ نکال لیا سعد شہباز کے
 بازو پر جا کے باندھا سعد شہباز سا حردن مین گھس پڑے جھکا ہوا اس کے دو ٹکڑے
 کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

صاحبقران آتے بھڑتے ہوئے سائے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کاڑ کا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامدار اسم اعظم در زبان بیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے لغزہ کیا لغزہ کرتے ہی آپڑے فرمایا اوجیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزار ہا شعلہ ہائے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہائے آتش بدجلادین اشقر کے باؤن زمین پر نہ
جئے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑکے سبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے پیر سحر کو اٹھادیا تین مقام دست در دست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے پیر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہو اپنے کو
اسے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً بچا نہ پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تھپ کر
نکل جائن بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے جا ہا کر مین بچہ دیکر بے اڑون شاہ نے ننگہ مالکہ
ہر دو نالو تک زمین میں غرق ہوئے جب ننگہ شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی اڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس خود سر کے تمام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جبر گردن سے اٹھ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من میخوار جا دو بود
اب سرشار تے جا بنی ہن کے مرنے کی آواز سنتی بڑھ کر دیکھا کہ لاشہ میخوار جا دو کا زمین
پڑا ہو سر مثل کا سہ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہو اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے ۔ بیت
کا سہ جینی پر اسے منع نہ کرتا غور + ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر مغفور کو + مصنف
عرض کرتا ہے یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ کیئے کہاں کہاں تک	بزار ہو گئی ہو جسم حزین سے جان تک
رکھ کر لحد میں مردہ کوئی مدباس ٹھہرا	فولیں عویر سارے لبس ساتھ تھے یہاں تک

سرشار جا دو حال پر طلال ہمشیرہ دیکھ کر بہت روتی کنیزوں سے کہا کہ وقت بریادی کوہ
سمن آرا آگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہیں جبکہ سحر

باز سفید سایہ افکن ہو منقار سے صد ہا کومار جس پر سایہ ڈال دیا وہ جیسے لگا تھا بد ار کی
 ہیبت سے ہوش ساحرون کے اڑے ہوئے ہیں جبر سحر کے خفا کرنے میں جلا جلا کر بھاگتے
 میں گوشہ ترکش میں چھپتے ہیں کمانوں کی کمر چھکی ہو گز کے منہ پر دم ہو خنجر بیدم ہو ہم لوگ
 ساحر ہیں سوائے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانیں سارا لشکر تباہی میں پڑا ہو بارہ ہزار
 سے بھاگتا پھرتا ہو اب مجھے کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا تدبیر کروں مقنا طلحس جادو نے آگ
 بر سادی مشکبار جادو نے دریا سے سحر بنایا سیکڑوں کو پانی میں ٹھنڈا کیا صاحبقران
 کے ہاتھ میں وہ تلوار علم ہو جس پر پڑے اسکے دو ٹکڑے کر دے تینوں دیر اس طرح لشکر کو
 قتل کر رہے ہیں کہ آواز الامان الامان بلند ہو کنیزوں نے جواب دیا وادی ان لوگوں پر سحر
 نہیں تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگوں کیا باز سفید
 خاستان کفر کو شمار ہو نقابدار شیران لڑ رہا ہو ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ میں
 مصروف ہیں فرما رہے ہیں کہ اسی مقنا طلحس کچھ کر دو کوشش کرو کہ تباہ سرشار ہو بخون
 سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقنا طلحس مشکبار داہنے بائیں سحر کرتی چلی آتی ہیں
 ایک نے آگ بر سائی ایک نے دریا سے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہیں
 دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سرشار
 نے آتش سحر کو بجھا دیا دریا سے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
 سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھ کر آواز دی کہ ہاں اسی یار وہی وقت جانبازی ہو گھیر کر
 بادشاہ اسلام کو مارلو دیکھو کیا انقلاب ہو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے میں تھے
 تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کوین صاحبقران دمان و نقابدار زرین پوش نے
 آگے بجا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپہ ہیں یہ انقلاب زمانہ ہو جرات و ہمت میں پیش رفت
 ہو ہمیشہ و صاحبہ تو خدمت بابرکت میں سامری و جمشید کی بہو بخین بہشت عین سرشت میں
 سیر کر رہی ہو مگر ایسے میں بادشاہ کو گھیر کر مارلو دیکھو لڑتے ہوئے آتے ہیں اب بھی تم لوگ
 اتنے زیادہ ہو اسی ہزار ساحر و ناکا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
 سرشار کی سکر سحر کرتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آتے ہیں یہ یگہ تاز میدان جلالت شیریں

جرات و ہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کہتی سر افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
 داصل جہنم ہوئے اب ساحر دن کے وصلے کم ہوئے جا رہے بادشاہ رنج کرتے ہیں ساحر
 بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرازہ و سنگانہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست محو سحر
 و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی لٹکار کر آواز دی کہ اے سعد
 بن قباد تمہیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آراہی بڑے بڑے شامان جلیل بیان
 آگے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صد ہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر
 آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں ممکن نہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر جب ساعت اور زندگی بھاری
 باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہلے نیچے ہلائی کر سے کھینچا نیچے چمکایا ہزار ہا
 شعلہ آتش اس نیچے سے چمکے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلہ نابود ہوئے کئی مرتبہ سرشار
 نے نیچے چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اس قدر
 غافل تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں کچھ بہن کے
 قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتیں سوچ کر قریب آئی خبردار خبردار
 کہلے ایک ہاتھ نیچے کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام آگے کر دیا دار نیچے کا تیغہ مقام پر روکا سرشار
 نے قصہ کیا کہ سب واد میرے خالی گئے اب میں نکلا جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب
 پہونچ گئے تھے سر کو جتا کر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے اپنی
 ایک درہ کوہ میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو
 بادشاہ اسلام پر تیار کریں سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برپا ہوئی
 ہوئی ہزار ہا نخل جل گیا طائر کباب ہو کر رختوں سے گرے زائع درغن بعد رنج و محن پر وں
 سر پیٹ رہے ہیں ایک زائع سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا طلسم

بیدرد تجھ کو کہا جو مرے دل میں درد ہو
 جب سے شریک ریگ روان اپنی گرو ہو
 صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہو
 بین اشک گرم گاہ و گئے آہ سرد ہو

تیرا تو رنگ منجھ سے گو میرا زرد ہو
 دم بھر نہیں قراں سدا رہ تو زرد ہو
 منجھ ہی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤں منجھ
 کیا اختلاف آب و ہوا ہو زمانے میں

<p>اگلی سی گر میان نہیں حسن و جمال کی ہر وہ شکل مسد و خشان ہو خاک کا غنتہ عبت ہی جنگ کو موقوف یہی ہے مر کر بھی میں رکاب سعادت کے ساتھ ہونا لے نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں آزار کیا ہوا تمہیں اک رہا عشق میں</p>	<p>تھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سر بارب یہ کس سوار کے قوسن کی گونج ہو یہ شب وصال کہ روزِ شب قوسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی برسوں گزر گئے تو نہیں جسدا نور داہی نادان خوار نفس کشی کر جو مرد ہو آنکھوں میں اشکِ سرخ بہاؤ رنگت ہو</p>
---	---

اہل شکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا مجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے
عین وقت پر آئے شریک جنگ ہوئے اس وقت آگے ہو چکے کہ ساحر چپا در ہزار ہے میں
مقنا طلسم جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہو دس ہزار مطیع اسلام ہوئے
نقا بدار زرین پوش کے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہو گئی ساحرون نے حلقہ اطاعت گوش میں
ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل جلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے بیچ عالم
غایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محبوب ہو گئے امیر حمزہ صاحبقران
نے خیال کیا کہ نقا بدار سچ کہتا ہے کبھی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محل کلام نہیں کہ
فورا ہمراہ نقا بدار طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے
ملاقات کر دن مگر دیکھا نقا بدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران پہلے گئے
بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استاد کرائی مقنا طلسم اویشکبار کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوئے مصاحبان شاہی نے جاسط طلسم و نشاط آراستہ کیا ساتھی بچے
گھا بیان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشمیان شراب و کباب کی محفل میں آئین راگ و رنگ
شب بھر رہے صحیح کوہ بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملا حلقہ کیا نخل پٹے بڑے جمیلین پانی سے
بھری ہوئیں طائران زمزمہ سر اچھا رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے گاہ اٹھا کے دیکھا
نوبت تھارے بچ رہے ہیں دو کا میں آسٹھ ایک جانب کوہ فلک شکوہ امیر ایک سید تیر
سنگ کا بنا جو اس دیر میں مقصود سنگی مثل انسان کے باتیں کر رہی ہیں ہزار ہا مرد مذکور

سچا رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا لیٹ کر نہیں آیا امیدوار
 ہوں میرے بھائی سے مجھے ملا دیجئے تصویر نے آواز دی دیکھ میرا بھائی سامنے آتا ہو لیٹ کر اسنے
 دیکھا حقیقت میں بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لیٹ گیا کوئی اس طرح کا تا کہ
 یا خداوند میں ضعیف ہوا اور جب بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوئے کہ کوئی جو ہے کا پتہ بھی نہیں پیدا
 ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی اور جب کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہو
 لیٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے گھڑی ہو کہ رہی ہو صاحبہ دعا نہ مانگو ایسا ہوتا
 پتہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ پتہ پیٹ میں پھر رہا ہو مجھ کو تو پورے دن ہیں یہ معرکہ جو
 حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوئے اس طرح سب کی
 مراد میں مل رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقناطیس جاو کو بلایا فرمایا اے مقناطیس دیکھو
 یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھ کر کہا اے شہر یار کوہ سمن آنا پردہ
 کوہ مقناطیس کا تھا دونوں بہنیں آج قتل ہوئیں پردہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ایرج
 و نور الدہر بھی قید ہیں اب جیسا کہ اقدس میں آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
 کب تاب ہو میں فوراً اپنے کو پہونچاتا ہوں انشا اللہ عنایت پروردگار ایرج و نور الدہر
 کو رہا کروں شیروں نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
 لیکر آئیں میں غرق زمین ہو کر پہونچتی ہوں ان شیروں کو قبضہ میں کر لوں گی چار زنگین کہیں
 جو انوں پر نگہبان ہیں انکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب انکو کوئی رہا کرنے آئے اور انکے
 عزیزوں کے لئے کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے انکے لاشے
 اٹھا کے لیجا کے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونوں جوان ہوش میں نہیں ہیں ہی زنگین
 صبح کو صورت زیبانا کر دکھائی دیتی ہیں دونوں جوان آٹھ بہر خیال میں ان معشوقان پر پہونچ
 کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ان معشوقوں کو دیکھیں بعد آٹھ پہر کے پھر
 صورت دکھاتی ہیں دونوں جوانوں کو دیوانہ بناتی ہیں حبیبوں اسی رنگ میں گزر چکے پہلے
 کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لڑتے ہوئے پہونچیں مگر براے خدا
 بالاے کوہ نہ جائے گا اس تصویر میں خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہ ہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ لغویہ قبضے سے نکل جائے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر کرب پر
سوار ہوئے مشکبار نے رکاب پر لڑنے رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمر و سامنے سعد کے ہر
مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہیاں پر
ایرج و نورالہ ہر قصر عشرت میں بیٹھے ہوئے نہ بکیرن ہمارے ہیں کبھی پکارتے ہیں نظم

کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبوا آتی ہے
دم اکھڑ جانا ہو جب کسی جو کھجوا آتی ہے
نہ نماز آتی نہ ترمیم وضو آتی ہے
ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہے
پہلے یار آتا ہوا موت کہ تو آتی ہے
موج مویادہ کشوتا بہ گلو آتی ہے
سیکڑوں کوں سے عشوق کی بو آتی ہے
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
یاد اُس کا فرید کشش کی فوا آتی ہے

جب صبا زلف کو اُس کی چھو آتی ہو
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھی آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہو عاشق کے لیے
زندہ مشرب ہوں فقط نام ضاجیتا ہوں
عنقریب آئے ہیں ایام وصال اپنے بھی
مقطر دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھیں
فیض ساقی سے ہو مینا نے مینا خان ترا
شاہد القول ہمارا جو دماغ یعقوب
تیغ ابرو سے میں کس مست کی بھوج ہوا
دیکھ کر سنگدلی بیت کی برہمن سے زندہ

دونوں جوان مہبوت بیٹھے ہیں چاروں رنگین کھڑی ہنس رہی ہیں اب دونوں کو ڈرا رہی
ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمہاری نمکوسپیام دیا ہو اور اپنی صحبت میں بگایا ہے وہ دونوں
ہلستے ہوئے اپنے اپنے مقام سے اٹھتے گئے ہوئے خوشا نصیب ہمارے کہ ہم معشوق
پر بچہ نے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلین گے بلکوں سے جا رہا کشتی کرہن گے اگر صحبت
میں بیونج جائیں آنکھیں بھیجیں صحبت میں جلسہ ہوگا نمون کو بلا میں معشوق کی تعریف
میں اشعار عاشقانہ گو امین شاید معشوق سے رضا مند ہو مگر معشوق خود سب حد اہم
اسکی صورت کے شتاف بن مال در دل کہنے کے اشتیاق ہیں رنگین یہ کیکے چاہتیں
سامنے سے ہٹ جائیں کہ زمین شوق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کھنچو کہاں جاتی ہو دونوں
کو پوانہ بنا کے قعدہ ہو کہ بھاگ جاؤ یہ بیچارے زندان مصیبت میں سرگرداں ہیں ان شیر

کو جی کابینین پہنچائیں چاروں رنگین پلٹ پڑیں یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقنا طلیس شب کو
 قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فراتے تھے کہ مقنا طلیس نے کوہ سمن آرا بر باد کیا
 سرحد کا پردہ کھل گیا کہ وہ مقنا طلیس اب پردہ میں نہ رہا اور یہ بھی کہنا تھا کہ کل وہ ضرور
 قصر عشرت میں آئیگی خبردار بوٹیان نوج کے پھینک دینا جتنے اُسکے واسطے طبقہ جہنم پنجم
 خلق فرمایا جو اُسی میں اُسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقہ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہیں جلا جلا کر
 اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے دوستاقت ہیں ایرج و نورالدین مقنا طلیس کی طرف کہتے ہوئے
 چلے آری تو کون ہو کہ ہماری معشوقہ کی پیغام پر کو کلمات سخت کہتی ہو مقنا طلیس نے سحر کیا
 کہ ایرج و نورالدین ہر ٹھہر کے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے رنگین اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے
 رنگین جاہتی ہیں مقنا طلیس کو پکڑ لین مقنا طلیس نے ایک کو طمانچہ مارا اور کھڑا کر کے وہ
 گری زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھک دے دیا ایک کو
 لات ماری چاروں زمین میں گرین ایرج و نورالدین ہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے زنجیریں
 ہلا رہے ہیں جاہتی ہیں مقنا طلیس پر قبضہ کریں مگر سحر مقنا طلیس پاؤں نہیں چھوڑتا اور
 یہ دونوں مقنا طلیس کو کلمات سخت کہ رہے ہیں کہ اری تو کون ہو معشوق کی خراب ہم کیونکر
 پاؤں گے مقنا طلیس اب ایرج و نورالدین ہر کا سحر اتار رہی ہو جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
 گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گرین مگر مقنا طلیس دیکھتی ہو کہ جوش اور خروش
 ایرج و نورالدین ہر کا بڑھتا جاتا ہو سبھی کشادیاں رنگوں کا سحر ہو ایک کو بڑھکے پیچھا مارا
 سرسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدین ہر کا بڑھا بیقرار ہو کر چلانے لگے
 پکارے کہ اونا زمین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
 آگاہ نہیں کہ ہمیں فراق میں کیا گذرتی ہو کالی راتیں بھر کی بہت ستاقت ہیں تڑپ تڑپ کے سر
 ہوتی ہو کیا کہیں جو ہماری کیفیت ہو ہمارے حال پر طبل نالان بھی روتی ہو۔ منظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے	تکے تکے راہ تیری مر چلے
ابرو و خراگان کی آفت چھٹ چلی	اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر بھولے جھکے آگے سامری	ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

<p>نقش پایے رفتگان ہو کیا نمود آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں دیکھے منزل پہ پہنچیں کب تک اب تو دیوانے ہوئے تیرے پری خاک اڑاتے سر پشیل گرد باد حیث ہو کی زندگانی لئے دعا میرے اشکوں کا غضب طوفان ہو کر عمل اسے رند قول درد ہو</p>	<p>سر کے بھل اس کو چہ میں اکثر چلے پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے شام سر پر آگئی دن بھر چلے شوق سے گن کر چلے پتھر چلے یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے آنے آتے موت کے ہم سر چلے تاؤ لیکر نوح پیغمبر چلے جب فلک بس چل کے ساغر چلے</p>
--	--

عجب جوش و خروش میں دونوں جوان ہیں قید سے رہا ہوتے جاتے ہیں مگر انتہا سے زیادہ
گھبراتے ہیں چاہتے ہیں سراپنا دے مارین پکارتے ہیں کہ ادا زمین تلوار بہکو دے راسخا
ہم کاٹیں نام پر اپنے معشوق کے شمار ہو جائیں ہمارے اترے حملت پائین مقناطیس
نے سحر کیا کہ دو جوان رنگی پیدا ہوئے ان دونوں رنگیوں نے تینوں رنگوں کو قتل کیا
لیکن ان کے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بیقرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کہیں
مقناطیس کو گالیان دے رہے ہیں کہتے ہیں ابویحیا ہمارے بیٹا مبرون کو تو نے
قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں
ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا توپ رہا ہو
تجھڑ آسمان سے بجلی گریے وہ دونوں غلامان رنگی رنگیوں کو قتل کر کے قریب ایرج
و نورالدین کے آئے مقناطیس کہتی ہوں وہ دونوں کو بیرون قصر بچاؤ رنگیوں نے
دونوں جوانوں کے ہاتھ تھامے کہا اویشر و ہا ہر چلو کہ تھارا جوش و خروش کم ہو مقناطیس
دریا کے فون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بلا سے کوہ سب کی مرادین
دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ چار ہا ہی تصویر سنگی سے مختلف آوازیں دیتا ہو
مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہو اول تصویر سے ایک صدا ہے بیتنا کہ
آئی اُسکے بعد صدای او مقناطیس تاجدار تجھ کو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہو مقناطیس جاو

قید خانے میں پہنچ گئی ایرج و نورالدین ہر کوہا کر لیا چار دن ارگنون کو مارا لیکن خوش و
خروش ایرج و نورالدین ہر کا کم نہیں ہوتا سیاہ روے کیسودراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقنا طیس کو گھیر لے ایرج و نورالدین ہر کو قید کرے اسی کیسودراز کی چار لٹیاں قتل ہو گئیں
سیاہ رو حلقہ ہائے زلف میں باندھ لیگی میرے سامنے لائی مقنا طیس سزا پائیگی طبقہ جہنم میں
بھینکنو گا فرشتگان جہنم گز رہے آتشیں لگا لینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدر ہائے صدر
آنکو ہونچائینگے مقنا طیس تاجدار یہ حکم سنکر بھیجے ہٹا آواز دی اسی سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ منج و تاب کھانا ہوا دھوان بلند ہوا یکا یک دناٹا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہیں کہ پاؤں سے
نیچے ننگ رہے ہیں ایک اثر در بر سوار کا اثر دلمنٹھ سے قلابہ آتشیں چھوڑنا ہوا پشت پر ساتھ تھیر ہزار
نازیان مہمیں و مہمیان ہر تمکین آپس میں ہنستی ہوئیں دل لگیان کرتی ہوئیں ایک کو ایک
کلمات سخت کہتی ہوئیں اچھلتی کودتی ہمارہ ساحرہ اثر در سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی اسی مقنا طیس تاجدار کیون بگھے یاد کیا مقنا طیس تاجدار نے بڑھ کر کہا اسی سیاہ رو کے
کیسودراز جلد اپنے کو قریب قصر عشرت کے ہونچا مقنا طیس جادو مصاحب خداوند باغی ہو گیا
برائے رہائی ایرج و نورالدین ہر آئی ہر جا ہتی ہو ہا کر کے ایرج و نورالدین ہر کو لیجاے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقنا طیس کی کیا حقیقت ہو یہ ایک حلقہ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہو تو اسکی کیا حقیقت ہو اسپر فرما عن اسادی ہو ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ میں نے
اسکو چند سحر سکھائے میں نے سحرین اسکو طاق کیا ان شعبہ دن میں مشاق کیا وہ مجھے کیا مقنا
کر لی یہ سحر کے بارہ جوہر ہزار جادو گر نون کو ساتھ لیکر چلی یہاں مقنا طیس جادو لڑ رہی ہو
دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگین بیٹھی ہیں نیچے کھینچ کر لڑنے لگیں کسی کو مقنا طیس
جادو نے دوڑ کر ہلاکچہ مارا کہیکو نیچے مار دیا جالیس رنگین مار کر ڈال دیں مگر حیران ہے کہ
ایرج و نورالدین ہر کے سحر میں ہیں میں نے ذاتنی جادو گر نیاں قتل کیں مگر انکا جوش
خود شش نہیں کم ہوتا چہرہ شرح آنکھیں ابلی ہوئی جا رہی ہو کہ اسی بہادر و ہوش میں آواز
اور نورالدین ہر جواب دیتے ہیں کہ اونا زمین تو نے ہلک کر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی

یہاں ہکو نہ پائیگی تو کسی گہرائی تو کیا جلتے کہ بہر کیا گذرتی ہو کس سے کہیں کیونکر غار میں
 رہیں بہتر یہ کہ سرنگر اگر تلاش مجھو بدین جان دین اس کشاکش سے مہلت پائیں مقنا طلسم
 جادو ہر چہ سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہ ہر ہوش میں نہیں آتے دو ذوق غلامان زندگی دو ذوق
 جہانوں کو سمجھانے ہیں اپنے پاس سے ہٹتے نہیں دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہیں سچے سچے
 مقنا طلس کا ہر نگین بیرون قصر نقاب مقنا طلس کا نہیں چھوڑتین آتش لگا ہوا ہوتا رہتا
 ہوا جو سامنے آئی مقنا طلس نے گولہ مار لاکار کے قتل کیا زنگین کے لاشے پڑے حویلی پر
 ہیں لیکن مقنا طلس نیچے ہاتھ میں لیے ہوئے مصروف جنگ ہو کر ایک آواز میتیاک آئی زمین تھرائی
 سیاہ رو کے گیسو دراز اور پر ہوا مقنا طلس جادو کو دیکھ کر لاکاری کہ او مقنا طلس ہمارا
 خیال بھول گئی حیرت ان آپ تو فر گئے تھے جتنے تھکاو گد میں بلا سحر سکھایا اس مرتبے کو
 پہنچایا تو نے سرحد کو دیران کر آیا کہ سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہو کہ جسکو کوئی دیکھ سکتا
 تھا اب یہ نوبت پہنچی کہ تو یہاں آگئی اور تو نے گناہ گاران خداوند کو راہ لیا لیکن یہ عمر بھر
 ہوش میں نہ آئیگا سرنگر اگر اس کے مرجائیگا انکو کہاں لیے جاتی ہو دیکھتے ہی مقنا طلس نے
 گولہ مارا سیاہ رو نے بالوں کو ہا حلقہ زلف میں گولہ لچھکر رہ گیا وہی حلقہ گیسو بھرت
 سیاہ رو نے ہاویا گیسو وں کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنگار ہو لیکن بلاے روزگار کو
 زلف بھری بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقہ گیسو گلو میں اس خوشبو کے پڑ گیا مقنا طلس
 لڑا کہڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفوں کو جنبش دی وہ حلقے ایرج و نور الدہ ہر کے گلہ میں
 پڑ گئے وہ دو ذوق غلامان زندگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل میں گرفتار ہو سے اور زمین
 پر گریسے تڑپنے فرسوسے زلف نے کام خیر کا کیا کہ سر دو ذوق غلاموں کے کٹ گئے سیاہ رو
 گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقنا طلس انک گئی آنکھیں نکل آئیں کھینچی ہوئی طرف
 سیاہ رو کے جلی اسوقت مقنا طلس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا
 اور بے اختیار پکار اٹھی او خالق لیل و نہار وای پروردگار اس کشاکش سے بچا لے نظر
 باقیم جان است آن خداوند جان حافظ
 برائے صرت کردن حضرت حق ال تعالیٰ
 بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
 نہ بہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی چو بر چند روز است این خزانہ زیر تحولات بیک ساعت پس از حرکت رود در دست دیگر درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد ازین بہتر چہ باشد کہ بود شام و سحر ہندی	نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ مکن بہر نگہبانی معتد در پاسبان حافظ ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن در ہر زمان حافظ اگر باشی بصدق دل پیہ خلق جہان حافظ بہ ذکر حضرت باری دولت ذاکر زبان حافظ
--	--

مقنا طلیس نے جو بقیار ہو کر دعلی تیر دعا ہوت مراد پر ہو چکا باب احباب بتاؤ ابوہو پلو سے
نفرہ شیر کی آواز آئی کہ یا شہداء کا فرمان بچاؤ اور نا بکاران پر و غاہر کہ داند و اندر ہر کہ داند
بداند۔ نفرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان قریب و چشم بہار گلستان کاؤس و جم و فرزند
و بلند قباد شہر یار نمیرہ صاحبقران عالی و قاریتہ تمام دست حق پرست میں بارہ ہزار
جوان پشت پر ساحر و چند میں باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر طال مقنا طلیس
دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ داون نے خزانہ کی تیر اندازی شروع
کی مقنا طلیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پٹ کر شاہ سعد
کو دیکھا جمال بے مثال دیکھ کر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقنا طلیس جاوہر نائل ہوا اسکے کیا لیاقت ہو
اگر میں تیری شریک ہو جاؤں تا بہ ظلم جہانم ہو چکا ہوں دیکھ مقنا طلیس کو ایک حلقہ زلف
میں گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہو چکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش میں معشوق کے
ہیں عمر بھر یوں ہی دیوانہ رہیں گے ہزار طرح کی آفت سہیں گے آہیں پاس چلا آہیں تجھے
بدل و عہہ کرنی ہوں کہ تیرے کسی اعزاز و اکرام میں فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤں لوح
طلسمی تجھ کو دلاؤں آخر فتح طلسم سے تم لوگوں کی کیا مراد ہو ابرج و نور الہیہ کو لیجاؤ لیکن
یہ جوش و خروش انکا کم نہوگا اگر قہر کے موقوف کروں ورنہ لیجانا انکا بیکار ہو یہ کیسے ہاتھ پھیلاؤ
اور یہ کتنی ہوئی طرہی کہ اگر یار دل خواہ ذرا لگے سے تو میرے آگے لیٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیوں اپنی جان کو تباہ کرتا ہو شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے چمکا کر
آگے بڑھے فرماتے ہوئے اولکاتہ اپنی صورت شخص تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہو گا چینی میں

پیشاب کر کے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولاہو یا کٹا کمون یا اٹا تو کس سے مثال دین
 سہی نے جو یہ کہا سیاہ رو کے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسازد زرد زرد و اسٹا
 فقہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگر نیاں کانپ گئیں ایک ایک کا قہلی یہ تھا کہ
 اگر ابکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے میں منہ سے انکار سے نکلتے ہیں بال
 ہیں کہ وہاں جان کس بلا کے ہیچ و تاب ہیں چودہ ظلمات کا جواب ہیں حلقے کس قدر بیجا
 آنکھیں دوڑن جیسے دو خم شراب ہیں لیکن سیاہ رو کے گیسو دراز نے فقہ مار کے بادشاہ
 اسلام کو ہلکا راقصا طیس جادو حلقہ زلف سلسل میں لٹاک رہی ہو آنکھیں نکلی ہیں گلا
 حلقے میں بندھا ہوا ہو مایوس ہو کر طرٹ بادشاہ اسلام کے دیکھا لگا ہوں سے یہ پیدا تھا
 کہ زندگی سے بیزار ہوں مجبور و ناچار ہوں اس ساحر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او قفل
 بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کر دنگی میرے کو بچہ زلف کی آج تک کسی نے
 سیر نہیں کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو میں پھنسا جان کو اجنبی غیبت جان میرے سامنے بخوف
 آنا جو جان کا خوف نہیں کرتا میں براے گرفتاری طلسم کشا جادو نگ خداوند ہفت پیکر نے
 تمہیں لوگوں کے لیے جھکو قصر تار یک میں پردوش کیا ایرج اور نور الد ہریرہ ایک نگاہ ڈالی
 تھی آج تک بیتاب ہیں ایرج و نور الد ہریرہ دیکھ رہے ہیں اور سب کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
 ظلمات کا جواب یا شب تار یک بھوان و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الد ہریرہ نے دیکھا کہ ایک
 تازمین یہ حسین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والوں کی کفیل دریائے جواہر میں غوطہ زن
 یا رشک چمن نسرين بدن غنچہ دہن آنکھیں زنگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ
 محبت طرٹ ایرج و نور الد ہریرہ کے دیکھ رہی ہو دونوں جوان اور زیادہ بلبلائے بے اختیار
 جو کے پکار آٹھے او عاشق کش معشوق و لفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو
 آرام آئے تیرا معشوقان باوقامین نام ہو شطرم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد اپنے صبر نے کا اگر بیچ مجھے ہے تو یہ ہو	عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد کون اٹھا بیگا ترے درد و جفا میرے بعد
بعد محنون کے مین دیوانہ گیا صحران کو	پھر نہ آیا کوئی رنجبیر یا میرے بعد

<p>کون یوں شانے سے ہر وقت کر گیا سب جھا سب شکل جائیگا دعوائے خدائی دل سے بکھو مر جانے کا اپنے سب ہی غم ایوار سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اسیر جب میں مر جاؤں گا پھر غور کرو گے کسکی کون سمجھائیگا یوں میری طرح اک اک پل بھولے بیٹھے میں عبث حسن دور روزہ پھر رناد کی ہو یہ وصیت اسے سب سن رکھیں</p>	<p>خوب بل کھائیگی وہ زلف دو تا میرے بعد بندگی کرنے لگو گے بخدا میرے بعد کون دیکھے گا ترے ناز وادامیرے بعد گیس لگانے کو بلیگی نہ خایرے بعد کسکو پٹواؤ گے پسوا کے دو ایرے بعد سب سے اچھے گی زری زلف دو تا میرے بعد یاد آئیگی انھیں میری وفا میرے بعد پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد</p>
---	--

نگاہ جو سیاہ رو کے گیسو دراز نے ڈالی اور دونوں کو دلولہ بڑھلایا بادشاہ اسلام ہر چند
بکارتے ہیں ای فرزند ان صاحبقران و ای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھ کر خوف کرنا چاہیے
کسپرائل ہوئے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوئے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوئے
برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہلے مرکب مہینز کیا سیاہ رو کے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی
سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہو گئی بادشاہ اسلام سے
بجوت گھوڑا دوڑایا اس تاریکی کو طو کر گئے اس تقویٰ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے
قصہ کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑوں اسنے زلفون کو جنبش دی مقنا طلیس کی جان پر نیشی خیف کی
آواز آئی کہ اے شہریار ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیو فاذ بن جائے اب جو پلٹ کے بادشاہ
اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہارہ سالہ غرق دریا سے جا ہر علم شعبہ بازی سے بخوبی ماک
ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گر ان معلوم ہوتا ہو گا میرے باغ میں چلو
گل و غنیمت کا تماشا دکھاؤں بہت خوش ہو گئے تھیں جنگ و جدل سے کیا واسطہ مقنا طلیس
جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اس نازنین کو دیکھ کر ایسے مہیوت ہوئے کہ خوش ہو کر
فرمایا اے سرکردہ معشوقان دو آرام دل عاشقان مجھے مقنا طلیس سے کیا کام میں تشریف
شمع جلال کا پروانہ ہوں جہاں کہ وہاں چلوں وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام
کو گھوڑے سے اتار سیاہ رو کے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوا
 چند کنیزیں اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے
 حقیقت میں ملکہ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہو کنیزوں پر آپ کا احسان
 ہو بادشاہ اسلام اس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر دمورہ سرانی کر رہے ہیں
 نہرین جاری ہیں باغ پر بہار گل و غنچہ ہمیشہ مار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو پیسے ہوئے و سہل
 باغ میں آئی کنیزیں بھی اگر بیٹھیں ایک نازنین شمع و شگ موسم بہار رنگ سامنے بادشاہ
 اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنئے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر
 بھی ضرور ہو ہمارا دل ناصبور ہو یہ کہے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گلے لگی غنیمت

جلاتی رہی اس کو جہنم تلوار ہمیشہ	لاسنے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل گھٹتے رہیں جھجھ کر تار ہے بیل	یار ب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم زندہ ہوئے شاہر قصود سے دل	جھگڑے میں ہے کافر و دیندار ہمیشہ
یاں تخم تناسل سے آگاہ کرتا ہے ملا	گل کھاتے ہیں فصل میں دو چار ہمیشہ
ترا پاکرین کو جہنم ترے سیکڑوں	رنگین رہے فون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ نشہ دیدار کو کس روز چھکایا	بیاسا ہی رہا فون کا وہ خوشخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہیں بربا	نفتے ہی اٹھاتی ہو وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان میں	مرنے میں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
ای رنہ جنوں میں بھی چھوڑ گئے ہم	کھلا کپے پتھر بازار ہمیشہ

اس طرح اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہو تقریباً اسی
 کرنے لگی کہتی ہو ای گلہ رنگ کیا کہنا کا خوب گاتی ہو دل کو میناب کردیا اس نازنین نے
 کہا کہ ملکہ عالم آپ کی خدمت میں رہی استاد فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائے
 کلید میخانہ مجھے عنایت فرمائیے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہو مراد ان
 اشاروں سے یہ ہو کہ جس طرح سے بنے نقوید بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
 کہتی ہو ایک جام ایسا بلاؤں کہ ہوش اڑ جائیں خود بازو سے نقوید کھول کر دین نقوید اس کے

باز دوسے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی شفعہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش
 انکو دیدیا ہو جب تو کوہ تقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
 حیران و پریشان ہیں ساحرون کے سحر تبین چلے سیاہ رو کے گیسو دراز ایسی ساحرہ آئے
 یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تو نیا لسنے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو بی مقنا طلیس
 گرفتار ہیں اس نازنین نے کبھی ازاد بند سے کہول کہ گلزننگ کو دی گلزننگ جو سبھا نے مین
 آئی شراب کو خراب کیا چالیس لکھ بیان موخر خوانی سے معمور کر کے صحبت میں آئی یہ تعجیل
 گھنگرو یا ندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفیں کرنے
 لگی کہ اے گلزننگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا غلو کرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول
 قمر مطلع۔ ناچنے میں جو لیا یار نے ہنس کر توڑا اہل محفل میں کیا اُسے بچھاو توڑا اٹھو کرین
 لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی اگر سر جھکایا اشارے
 سے مراد یہ تھی کہ اے شہر یار یہ جام اسی شعبدہ باز کو بلائیے کہ میں اس ملعونہ کو مار لوں یہ کہہ کر جام
 بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ
 نازنین بی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلا کر
 سامنے مودب بیٹھی کہا کیوں ملکہ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤں بیہوشی اُس پر تاثیر کر چکی ہو انکو
 مین لال و درے نشہ و حشت کے ماتو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگوں یا گھر کر لوں
 مٹھی کیوں شہر بار مقام جنگ پر نہ چلے گا ایسا نہو سیاہ رو کے گیسو دراز مقنا طلیس کو
 قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب جلو وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی
 نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گری کنیز مین لینا لینا کہے اٹھیں اٹھتے اٹھتے وہ بھی گویں اب تو وہ
 نازنین نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
 یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر میں مبتلا ہوئے میں آگے بڑھ کر آیا کنیزوں سے باغ میں آئے
 ملا انھیں سے حال پوچھا انھوں نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ
 اسلام کو بلانے گئی ہو سحر میں اپنے بھنسا کے لائیگی بیان انکا تعویذ لے لین پھر صلیح جا مین
 اس طرح قتل کرین مین نے گلزننگ گائن کو الگ بلا یا اسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جگہ

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اٹھے عیار نے یہاں سب کو قتل کیا جب اس نے قتل کیا
 سنگ ماری برت ماری ہوئے لگی آواز آئی کشتی مرانام من محبوبہ شعبہ باز بود بادشاہ
 نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روئے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسا لیا ہو مقنا
 کو زیر نیچ بٹھایا ہو مقنا طیس جانتی ہو کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہے محبوبہ شعبہ باز
 لگا کر لے گئی ہو تو یہ کو بادشاہ سے لے لیا ہو گا کہ پہلو سے لغز بادشاہ اسلام کی آواز آئی
 تلوار کھینچ کر گئے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روئے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
 کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہو محبوبہ شعبہ باز پر کوئی افتاد بڑی بھراڑ ہے پر
 سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلے لگا کر آواز دی کہ بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہیں
 ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اسپر بیٹھا پکار کر آواز
 دی اے سیاہ رواندھیر ہو گیا محبوبہ شعبہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
 وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا سیاہ روئے گیسو دراز نے لشکر
 جواب دیا او بھڑوے کل ہو ہے ایسی خبر و اہیات جھک سنا تا ہو تو نے محبوبہ شعبہ باز
 کو نہ بچا یا عمر بھر تیری خدمت گزاری کی محبوبہ تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زراغ نے
 ایک جینج ماری پروں سے آگ نکلی جھک نام ہوا مگر سیاہ روئے گیسو دراز بال نوحی ہو اور
 طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہو اڑ رہے واران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کر کے آئے
 پین جو قریب آیا وہ جھک کر خاک ہوا بعض اڑ رہوں نے منہ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر ہوئی
 کہ ایک اڑ رہا بل کر کے سیدھا ہوا جا بھتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کاٹا
 تلوار کے ساتھ تو بیاہجکا اس کے عکس سے اڑ رہا چل گیا چلنے سے اڑ رہے کے اندھیرا چھا گیا
 آوازیں حبیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا میں ایک
 کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اسی سحر وہ شکر کیا ہوا مقنا طیس جادو کو رہا
 کیا تھا اسپر کیا گزری یہ تو طاہر تھا کہ سیاہ رو مقنا طیس جادو پر غالب آئی مقنا طیس
 سیاہ روئے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہ سوچ کر ایک جانب چلے ساحرون سے
 لڑنے نختے فون کے جسم پر جمے ہوئے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کیفیت پر ایک کھنڈ

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہوا اس کیفیت میں ہزار ہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھ کر
خوش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا کہ شخص ایک سردہ ہمو دے اس کے بدلے
میں جو کہ وہ دیدین یہ کہلے موتیوں کا کالا گلے سے اتارا کہ اس شخص یہ موتیوں کا کالا لے لے اور ایک
سردہ ہمو دے اس گنوار نے دیکھ کر آواز دی کہ اس شخص یہ توراہ ہر دن بھر صد ہا آدمی آتے جاتے
ہیں ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں
ایک سردے کے ساتھ ہزار کا موتیوں کا کالا تجھے دیتے ہیں اس پر یہ بائیں بنانا ہوا سننے کلمات سخت
لگے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کنکر پتھر بہت بڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمر سے
خنجر نکالا جس کے دستے پر یاقوت احمد و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ او برادر یہ خنجر لے لے اسے
کہا میں تو نہ دوں گا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اسی خنجر سے اسے نر اشاب تو
گنوار شور و غل مچانے لگا غل و گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے میں گانوں سے گہا ر ہوا ہوا
ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ لہتہ میں کسی کے ہاتھ
تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوئے کوئی ڈھال بھٹکا سنبھالتا ہوا اس زمیندار نے آواز دی ہاں
یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کر کے بادشاہ اسلام پر آڑے بادشاہ شہ شیرازی کو رہے
ہیں جس کے ہاتھ مارا اس کے دو گٹرے کیے کہی ہو گنوار جو مارے کے طرف گانوں کے بھاگے بادشاہ
اسلام لڑتے ہوئے ان سب کے پیچھے گانوں کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کجا بنا تھا
مٹی و گوبر سے لپا ہوا تھا اس مکان میں زمیندار گھس گیا گہا رو اسے سب اسی مقام پر پھٹ گئے
سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گہا کر مار لو
سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی او خدشاہ حسیناں او
سعد نو جوان ذرا دھربھی نگاہ اٹھا دیکھے بادشاہ اسلام نے سر اٹھایا دیکھا ایک ناز میں حسین
دریاے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پابھون کا پانی جامہ پہنے ہوئے چاندی کے کڑے چھڑے چھپکا
سونے کا ماتھے پر نگین دوپٹہ کا نہرے پڑا ہوا کرتی آب روان کی یکارو ہی ہو۔

نگاہ ناز پہ پھٹا ہوا نصیاد کا	کر تو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا
غیم فراق نے کیا حال کرو یا دل کا	سنو تو عرض کروں تیسے ماجرا دل کا

<p> مسیح وقت ذکر تو مقابلہ دل کا ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یا طریق عشق میں پیش آنے مرحلے کیا کیا تیک رہا ہو وہ نہیں مدتوں پہلو میں گرا نہ کوہ الم اسے جیج نا انصاف و نور ضبط سے دم گھٹ کے گلیاں نولے چہلے سے ہن گوش آشنا جنکے جھڑایا جاتا ہو شغل عشق بھی وہا نجات تھکے حشر سے نہ پائیگا برنگ غنچہ پڑ مردہ مشعل ہو غریب بجز خدا نہیں کرتا رجوع بند کے اکیس جلد یہ آنکھوں سے خون ہو کے دم اخیر ہو بچارہ جان بلب ہو آج یہی ہو مرشد کامل رہ حقیقت میں اکین ہو ایک ہی دونوں کا اسی کے ہن </p>	<p> کہ جان گسل نظر آتا ہو اجرا دل کا کہین نہ طول بکڑ جاے عارضہ دل کا معین و یا ورو ناصر رہ خدا دل کا مسیح قابل نشتر ہو آبلہ دل کا حباب سے بھی ہونا رک یہاں دل کا مگر زبان پر آنا نہیں گلا دل کا خوش آئیگا نہ انھیں مر مر خدا دل کا کبھی کبھی کا جو باقی ہو مشغلا دل کا پڑیگا سامنا اک روز جھگو عا دل کا عجیب حال کیا تو نے ہو فاد دل کا کسا ہو تجربہ مشعل میں بار ہا دل کا غصیب میں ڈال دیا جھگو ہو بڑا دل کا سعاد کیے اتو کہا سنا دل کا خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا کرو نہ کہے سے کم رند مر تبا دل کا </p>
---	---

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلم
 محیط موج زن ہو چکی لگی ہوئی ہو یقین ہو کہ روتے روتے گریٹے بادشاہ اسلام کے سامنے
 ہاتھ جوڑ رہی ہو اشاروں سے بہشت کہہ رہی ہو کہ داہنے پر جو کوچہ ہو اُس طرف سے ہو کر میرے
 مکان میں آؤ ان کہاں والوں سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹیں اور تحفے
 تمھارے بازو سے چھین لیں اس گنوار میں وہ وہ لوگ ہن کہ جھفون نے شکست کی صورت
 نہیں دیکھی بڑے بڑے بہادر ہن ہر چند کہ آپ دریاے جرات کے بے بہادر ہن مگر اکیلے
 کیس کیس کو روکے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بھجوا دیا کہ اس اور شوق اپنا بیان
 کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچ کر اُس کو پے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزیں جلو

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھ کر کئی آگے بڑھیں بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
 زرشاد کر لے لیکن کوئی خون جسم کا بوجھتی ہو کوئی پاؤں نہ بچھاتی ہو کم سن کسن یہ خوشامد عرف کر
 ہین کہ اسی شہر یار چلیے لکھ ہماری بہت مشتاق ہین ہر چند ہینے سمجھا یا کہ لکھ صبر کیجے دل پر جھ
 کیجیے وہ کہتی ہین کیا کروں دل میرا نہیں مانتا تو پسد ہی ہین پھوٹک رہی ہین یہ باتیں کرتی ہین
 بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سر کی
 بکار بخیران گلزار سرخ لالہ زارا اور عند لبیان خوشنوا کی بکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
 باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہاں کے پھول غنچے جو رخزان نہیں
 سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ ان کنیزوں کے روشین طو کرتے ہوئے وسط باغ ہین
 ہو پئے دیکھا چوتھے پر باغ کے باغ بخیران کھلا ہو وہی نادین عمدہ دیور پہنے ہوئے
 مسند پر بیٹھی ہوئی ہو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھی بکار کر آواز دی تھی
 تشریف لائے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بھی سب ڈھونڈ رہے ہین
 مگر یہاں کوئی نہ آئے گا دو چار دن اس باغ میں رہے پھر میں آپ کے لشکر میں آپ کو ضرور
 پہونچا دوں گی اب بادشاہ اسلام یہ باتیں سنتے ہوئے اس کے مسند پر بیٹھے اس ناؤن ہین نے
 اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتوں میں تسخیر کر رہی ہو کبھی زانو پر سر رکھتی ہو کبھی کہتی ہو کہ اسی
 شہر یار کئی دن کا دام نہ گذرا کہ میں نے آپ کو عالم خواب میں دیکھا کنیزوں سے دریافت فرمائیے کہ
 راتوں کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ میں دوڑتی پھرتی تھی اکثر یاد میں قدم لچو کی کئی مرتبہ زیر و زور
 گری کنیزوں نے جا کے سنبھالا اٹھا کر بارہ درمی میں لائین آج میں نے خبر پائی کہ دشمنوں پر
 حضور کے بلوہ ہو کوٹھے پر اسی اشتباہ میں چڑھی آپ کو گھر سے ہوئے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا
 اور خدمت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو میں نے آپ کو بلا یا شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
 آگئے سعور نے کہا کہ اسی ملک عالم ہفت پیکر کو شخص ہو شیطان رہن دین و ایمان
 بندگان خدا کو برگشت کرتا ہو خدا اسکے شر سے بکو بچائے اُس پر لعنت کر داسکا اعتقاد ہو کہ
 جسے ایک ملک کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہو اسکو خدا نہیں جانتا وہ مشرک ہے اب
 ہفت پیکر پر لعنت کر داعتقاد رب اکبر ہو اسکے حکم سے باہر نہ واسنے سر جھکا کے کہنا کہ اسی

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہوں زبان سے کہنا مناسب نہیں یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں
آئین عرض کی اسی ملکہ عالم آپ کے باب مقبول رہیں دار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اپنے
اپنے مکان میں دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنواروں کو لیکر آتے ہیں یہ خبر دشت افرونگ
نازنین ماہ جبین گجراتی پانچ ہاندہ کر عرض کرنے لگی اسی شہر یار آپ برسے چند ساعت کمرے
میں چھپ جاتیے وہ آئینکے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہیں
حریف کو دیکھ کر ہمارا کام نہیں ہم مقابلہ کریں گے مگر ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار
رونے لگی کہا اسی شہر یار کیا کہنے دل کو سمجھاؤں آپ کے جانے کے بعد نہیں معلوم میرا کیا حال
ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہو کنیزیں بھی یہی سمجھا رہی ہیں کہ جو ملکہ گجراتی
قبول کیجیے ایسا نہ ہو ہماری مالک سڑن ہو جائیں دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

اب بس رہی ہو اور تار بڑے حالوں سے
جان بچ جائے جان ناز و ادا والوں سے
لوگ کہتے ہیں بڑا نکو انھیں چالوں سے
اشک و ریا کی طرح جتنے ہیں پڑاؤں سے
انھیں ترکوں نے مجھے چھین لیا بھالوں سے
بنگنی خوشہ انگور زبان چھالوں سے
تیلیاں چھپ گئیں مگر کی طرح چالوں سے
گور کن دوست ہیں پادشاہ ہر خواہوں سے

دل لگی سحر میں ہو آٹھ ہزاروں سے
میں یہ جانو گا قضا آئی ہوئی میری
یوں نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت حرام
یاد کر کے بسے کٹھے یہ جو رہا ہوں بھی
مردم چشم نے ترکان سے کیا کام تمام
ساقیا تشل کردہ بلائی کہ شراب
حسرت یار میں آنکھیں ہوئیں میں سقید
ہو گا مردہ ز خراب پناہ میں گر گیا ورنہ

کنیزیں یہ اشعار پڑھ رہی ہیں وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہو کہ کچلاک بلو شاہ
کو یاد آیا کہ میں دہان جنگ چھوڑ کر آیا نہیں معلوم مقنا طلیس جادو پر کیا گذری یہ خیال
سکر کے تیفہ ٹپک کر ٹٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا اسی شہر یار کہاں چلے فرمایا ادا نازنین
مجھے بڑی حیرت ہو کہ میں جنگ میں تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا میں ہو گیا اب مجھے یقین ہو
کہ میں اس صحرا میں پھنسا ہوں میرے یار و قادر فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہیں
کہ مجھ پر کیا گذری یہ سن کر وہ نازنین گجراتی کنیزوں کی طرف دیکھ کر اولاد میرے باب

خبر کر دیہ شہر یار میر سے گھر میں گھس آئے آپ کے انکو گرفتار کر لیں کنیزین دوڑیں دیکھا ہی
 زمیندار آگے آگے تیغ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ میں
 گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تقوید پر پڑا فوراً اس درست
 ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اس نازنین کی انکو مہوت کر رہی تھی یا جوت اُن
 گنواروں کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اس نازنین کا تھایا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف
 سیاہ فام قوم کی زمین ملک پر فن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہو جا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا دن
 بادشاہ نے غصہ میں اس کے بالوں پر ہاتھ ڈالا رنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ او باب
 میں قبضے میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان
 حرکات کا ارادہ کرتا ہو یہ کیسے جا پا تڑپ کے نکالوں گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
 ایک طمانچہ مارا کہ سر اس مکارہ کا اڑ گیا مرتے ہی رنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
 وہ گنوار جو ٹوٹو بر سوار تھا سپینے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند
 ہفت پیکر کی گئی افسوس ہو کہ اس وقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لینے بادشاہ تلوار
 کھینچ کر جمع میں گنواروں کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
 مارا بادشاہ نے پیلے سے سنان نیزہ کو اڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
 ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
 ہو گیا باغ بھی جلنے لگا بعد بھڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من ظلمات جادو بود
 بعد بھڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ رو کے گیسو دراز لڑ رہی ہو سرداران فوج
 شاہی کو ظلم قتل کر رہی ہو لیکن مقتا طلیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سائے میں
 کھڑی ہو زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہو اور ہوشیار کرتی ہو
 کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہے گا ایسا کہ یہ مکارہ تقوید آپ سے لے لے
 بادشاہ اسی طرف لڑتے ہوئے چلے ہیں مگر ساحرون کا اس قدر جادو کہ گرد مقتا طلیس جادو کے
 ساحر صف باندھے کھڑے ہیں اگر ایک قتل ہوا تو دس اسی مقام پر کھڑے ہیں بعضے ساحر
 غل مچاتے ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے بندے آپکے عاجز ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آتی ہو اور بندگان میں اگر
 قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور نمونہ سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گے
 کوئی ذی حیات زندہ نہ بچے گا سیاہ رو آواز دیتی ہو یا خداوند میں نے وہ وہ سحر کے کاگر
 سامری و جمشید ہوتے جنھوں نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر میں پھنسے ہیں
 معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہو دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
 لکڑکے لے گئی تھی اب تو بندہ لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہو شمار ہو گیا ایسی معشوقہ پرچہ
 کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی اب کی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہوں یہ کیلے اڑ رہا بڑھایا
 طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی او بران جلد آؤ اب تمھارا کام ہو صحرا سے دیکھا کہ ہزار
 شیران بر پیدا ہوئے لگے بادشاہ پر آ کے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
 کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہیں تھمتا مشہور ہو کہ شیر کی بو سے گھوڑا
 بھاگتا ہو نہ کہ حملے کر رہے ہیں جب بادشاہ پٹری جاتے ہیں راتوں میں مرکب کو مسلتے ہیں
 تو سپلیان گھوڑے کی کڑا کڑا جاتی ہیں مرکب بمشکل تھمتا ہو ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
 لبا مثل سر فیل سر اسکا دونوں ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
 خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منہ پھیر دے پتھرہ بیل کے دونوں کلائیان تمام سین ایک
 گھوڑہ مارا کہ سر شیر کا بھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
 بعد پھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہوں چند کنیزیں
 درخون سے بندھی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھ کر فریاد کرنے لگیں کہ او شہر یار بھور پائیجی
 سیاہ رو ہو کو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر ان کنیزوں کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزیں ہاتھوں
 پر شاہ کے بو سے مرنے لگیں کہا او شہر یار باغ میں چلیے مقناطیس کو اس باغ میں
 قید کیا ہو مقناطیس جادو کا نام منکر بادشاہ بدو اس ہو گئے ساتھ ان کنیزوں کے باغ
 میں آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہو روش پٹری بر باد جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہیں باغ کے
 وسط میں ایک نخل سایہ دار ہو اس میں مقناطیس جادو بندھی ہو زبان میں سوزن ہاتھ
 پاؤں درخت سے بندھے ہوئے ماراں سیاہ بدن میں لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آ کے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کر کے قید توڑ ڈالی اور باران سیاح کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہر یار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ سے سچی وہ تو کمانٹی تھی کہ تھوڑی دیر میں آکر قتل کر دنگی آپ تشریف لائے آپ نے آگے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہو یہ کہہ کر کنیزوں سے اشارہ کیا جو ترے پر کچھ بچھا دو کنیزوں نے اپنی اپنی کمروں سے چادرے کھول کر پھا دیے اس پر آ کے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت میں حاضر ہیں ابھی بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتیں نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آنندھی سیاح آگئی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاح رو ظاہر ہوئی بیکارتی ہوئی اور مقناطیس نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلالاتی ہوں یہ کہہ کر دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تروپ کے آواز دی اس شہر یار غضب ہوا مجھ پر سحر کر گئی میرے کلیجے میں درد پیدا ہوا روح نکلا جا رہی ہے جلد تقویٰ بازویر سے کھو لے لے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اٹھایا کہ تقویٰ کو بازو سے کھولیں ایک کنیز انھیں کنیزوں میں گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اسکی یہ تھی کہ برے خدا تقویٰ نہ دیجیے گا بادشاہ اس کے اشارے سے رک گئے مقناطیس جادو نے کہا کہ اس شہر یار جلد ہی کیجیے سیر آدم نکلا جا رہتا ہے جلد تقویٰ دیجیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملانی اسے دانت کے نیچے انگلی دبائی کہ ہرگز تقویٰ نہ دیجیے گا مقناطیس نے جو کنیز کو سر بلاتے ہوئے دیکھا کہا کیوں سو سن تجھ کو گوارا ہو کہ درد سے ہمارا دم نکلا جائے درد کی ترقی ہو اور تو تقویٰ کو منع کرتی ہو اس نے ہاتھ چڑا کر عرض کی حضور میں تو نہیں منع کرتی شہر یار کو اختیار ہوا اپنی نیکی بدی تقویٰ کر لیں اپنے اور برائے کو سمجھ لیں مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہو جو ہم کہیں اسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حسن عابد کش زاہد فریب ہو لیکن کل اہل طلسم کی ہلاکت کا باعث ہیں زیر کوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہے تجھے اسکی خبر نہیں میں صحت پاؤں تو سیاح رو سے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کروں یہ سیاح رو سے گیسو دراز

نفس ناطقہ ہفت پیکر ہو کر میں بھی بے نظیر ہو جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا، سو سن نے ہنس کر کہا کہ حضور کو اختیار ہو ہماری عرض و معروض بیکار ہو باتیں تو سو سن مقنا طیس جا دو سے کرتی ہو مگر بادشاہ سے آنکھیں ملا کر سر ہلا دیتی ہو جب تو جھٹلا کر مقنا طیس جا دو نے کہا اے سو سن ہماری صحبت سے اٹھ جاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ سو سن اٹھی بادشاہ نے کہا مقنا طیس سو سن بیٹھا ہو جبکہ تم اسکو برا سمجھی ہو وہ بات اس میں نہیں ہو بادشاہ نے سو سن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سو سن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہو سو سن نے کہا اے شہریار خواہ بی بی کینز کو قتل کریں خواہ بخشنیں یہ تیسرا سحر سیاہ رو کے کیسو دراز نے کیا تو اسی کا یہ ظہور ہی آئندہ آپکو اختیار ہو بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقنا طیس جا دو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤں اپنی جان بچاؤں بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی سحرام کہ کلیجہ پتھر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقنا طیس نقلی کا سراٹھ گیا سو سن نے کہا اے شہریار سچان یہی چاہیے تھا یہ حضور سا حرحہ بھیجی ہوئی سیاہ رو کے کیسو دراز کی ہتھی کل کل کاں سکانام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجھ کو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف میں کہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بجا یا میرے سے کل کل کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرانام من کل کل جا دو بود بادشاہ اسلام نے سو سن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کینزین بھاگ گئیں سیاہ رو کے سامنے جا کر ہونچیں بیان کیا داری کل کل کو سو سن نے قتل کر لیا سیاہ رو کے کیسو دراز نے حکم دیا مقنا طیس کو قتل کرو ایک دلع تو کلیجہ پر بادشاہ کے پہنچے چند کینز دن نے ہاتھ پکڑ کر مقنا طیس جا دو کا کھینچا مقنا طیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہو بیقرار ہو کر پکار اٹھی اے رب دو جہان چارہ ساز بچارگان میں نے تیرا مذہب بدل دیا ان اختیار کیا ہو اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچاؤ گی کا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے اسکے ہاتھ سے مجھ کو نجات دے شیطان رہزن دین امان نہوے پائے نظم

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیش	ز شاہ راہ ہدایت قدم کن بیش پس
چہ راہ عیب دگر میکند نگاہ کس	یہ چشم غور نہ بیند چرا بجاالت خویش

بہ پیش بندہ وحدت پرست یکسان کنہ زمانہ پرستش خداے واحد را خدا بہ وقت مصیبت کند و کاری بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی	بہاے کسوت شاہی و خرقہ درویش بہ طریق و بہر ملت و بہر یک لیش نہ اقربانہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش اگر تو صاحب عقلی و مرد در اندیش
--	---

مقتنا طلیس جا دو تو دعائیں مانگ رہی ہو کینزین نظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز
حکم دین تو سر کاٹ لین کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی باشیاہ
کا فران سجھا دو کرنا بکار ان چر دقا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منہم شاہ شاہان فرید
حشم و بہار گلستان کا دس وچم۔ نعرہ کر کے ایک تیر مارا کہ تین کینزین جو قتل ہو مقتنا طلیس
کے آگاہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا ان تینوں کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز نہ
از در سے کود پڑی سامنے کوہ مقتنا طلیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی نفیر
کر چکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اس کے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر
سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں بھاسینگے یہاں کسے مدد کی اور کسے
آگاہ کیا مقتنا طلیس جا دو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای ہندی خاص الخاص اب قدرت
مجبور ہیں ہر ایک سحر میں تیر سا ساتھ دیا سحر کو بچتے کیا ابکی مرتبہ نیا سحر کہ گندرا کہ سوسن تانے کینز
جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ دو ساتھ لڑ رہی ہی اسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف تھا
کہدیا کہ خردار لغو پند بادو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہو شمار ہوے اسکا ہو شمار ہونا
ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو منہ سے معقول دینا ہر چند کہ تیر سپاہیہ عمر
لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو بڑا خیال ہو کہ تیر سے بعد کار خانہ خدائی کہ کوں
روکے گا مگر قدرت تنکو پھر زندہ کرینگے خانہ طاسم کشا کا تیر سے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ
سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنگے کے کسی کو آنکھوں سے زندہ نہ کیا ہو گا مگر
برامت دکھائینگے کہ تجھ کو دوبارہ جلائیگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے ٹھٹھ نہ پھیر جا بڑا اگر تیرا
جل گیا تو تو نے مار لیا اور جو انکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیر سے اوپر کیا گزرتے گی
سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلہ جوالہ بھڑکی پہلے تو اثر کو اشارہ کیا اثرور

منٹھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہنچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اترے جیسے ہی
اثر در نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منٹھ میں لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کے اثر در کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نو چکر طر ف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تقویٰ کا عکس دکھایا مارا ن سیاہ جلکے
گرنے لگے اب سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤں نہ میں میں اپنے کو گرا یا
غلط کار کیا کراک داغ سیاہ بنگے تیار ہوئی بازو دن کو بگہ دیکر باندھ ہوئی آواز دی اے میرے
خداوند اگر جبر آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا اور قرار کیا ہو مگر دل میرا دھڑک
رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہی جو آبادام میں پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ
میں شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہو پھول ہنستے ہیں اور عند لبیا
خوشنوا کی بقیہ راری بر آواز سے کستے ہیں طفلان غنچہ زبان نہیں کھولتے طائر بر سر نخل نہیں بو
موسم بہار میں کیا رنگ ہو جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوا کے گرم کا چلنا
نخلہاے سرسبز و شاداب کا جلنا عند لبیاں خوش لہجہ کے دلیر عجب صدمہ گزرتا ہے سر و گلزار
ہر چند کہ مشہور آزاد ہو مگر اصل میں جو بنگاہ غور و مکیہ تو پابند ہو ہر وقت و ہر ساعت درود
ہو آخر میں سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولوں کو گرا پھونچ
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا
دیکھ کر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتہ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر بروے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور تلوارین
پرستہ لکین صحرا سے شیر ہیرا ہوئے وہ بھی خاک اڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتون کے
سیاہ رو کے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچ ہوئے سر پر بادشاہ کے پہنچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھھاوے سے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی چپکا یا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ رو کے گیسو دراز نے بالوں کا
گٹھ مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ ققام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر ہیں
خود سر کے پڑا تو یہ برکت تقویٰ وہ بال و بال جان ہوئے تلوار آباہر سر کو دپارہ کرتی ہوئی تا جبکہ

جگر سے تابہ مکرٹری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا
 زمین پر گرا فون کے قطرے جو اڑے آسمان سے فون برسے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
 آئی کشتی مرانام من سیاہ رو کے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقنا طلیس نے رہائی پائی
 ایرج و نورالد ہر جو دیوانہ دار زنجیریں ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
 دونوں جوان عطر کر زمین پر گرے ایڑیاں لگنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے
 عیار انکے برابر پہونچے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے
 بیان کیا آپ قصر عشرت میں قید تھے سیاہ رو کے گیسو دراز کے سحر میں مبتلا رہے اب
 سیاہ رو کے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونوں شیر نعرے
 کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران حرار کو قتل کیا تلواریں چھین لیں انھیں کے مرکبوں پر سوار
 ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کر کے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالد ہر کو دیکھا
 ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر میں تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
 ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہو تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا
 کہ مقام کوہ مقنا طلیس نہیں ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہ میں خیمے ہوتا تھے
 اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار بیان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوئے مقنا
 جادو و شکار جادو نے عرض کی اے شہریار تردد نہ فرمائیے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکر
 کوہ مقنا طلیس سے اُسے ہٹا دیا ہوا ہے تہذیب رہی ہو اسی کا یہ باعث ہو گریہ برکتش
 حضور اپنے مقام پر پہونچے اُس نے تو قصہ یہ کیا ہو گا کہ ایسے مقام پر بچ گیا کہ ہمارا سانس کا
 لینا دشوار ہو مگر کچھ دور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے ایرج و نورالد ہر کو
 بین اگر وہ شیر ساتھ ہیں تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سانشے سے
 ایرج و نورالد ہر تیغ ہاسے برہنہ ہاتھ میں دریاے فون میں نہائے ہوئے چلے آتے ہیں
 قدموں کو بادشاہ اسلام کے آگے بوسہ دیا عرض کی غلاموں نے ابکی مرتبہ قیامین بڑی تکلیف
 اٹھائی ہر روز امیر قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدائے آیکو ہو نچا یا بادشاہ دونوں جوانوں کو لیکر
 بارگاہ میں آئے ایرج و نورالد ہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا سابقین ساق

و مطربان خوش آواز جام و سہو لیکر حاضر ہوئے ایک نازنین نہایت حسین سمانہ بادشاہ کے آئی اور
بصہ سوز و گداز یہ اشعار بچھرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

دیکھوں کن آنکھوں سے صیاد لال بلبیل
جان صبا دہ پڑ جائے و بال بلبیل
آگے آگے ایام زوال بلبیل
گل کو دیکھا تو بندھا مجھ کو خیال بلبیل
مجھ سے دیکھا نہیں جائیگا لال بلبیل
دیکھا دیر بہ و حباہ و جلال بلبیل
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبیل
ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بلبیل
کس کو معلوم تھا یہ ہو گا نال بلبیل
جھڑ گئے کنج قفس میں پرو بال بلبیل
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبیل

غیر کہ حسرت گلزار میں حال بلبیل
موسم گل میں اکیڑے پرو بال بلبیل
بانغ تاربان ہوا لوٹ گئی باد خزان
سرد دیکھا تو تصور مجھے فہمی کار ہا
میں چلا جاؤں تو گل توڑیو تو امی گلچیں
فصل گل آئی ہو کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہو
مر گئی فرقت گلزار میں نالے کر کے
گل میں مصروف عہد اداریوں میں بھول بیچ
بعد مر دن ہوئی نہ فون شجر گل کے تلے
کچھ خبر ہو تجھے صیاد سنگر کہ نہیں
عشق کیا چیز ہو معشوق کسے کہتے ہیں نند

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت میں بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے
شاہزادہ بدیع الزمان سے صحبت ہو جنگ سنجان میں میں نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپ کی
خوشی ہو تو میں آپ کے ساتھ لشکر کشی کروں مگر اٹھون نے قبول نہ فرمایا میں نے جہد ن
سے سنا تھا کہ نور الدہ ہر قید ہو گئے دل کو ہی بیتیاری تھی کہ میں غم نامدار کو کیا شہد دکھاؤں گا
شکر کرتا ہوں پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نور الدہ ہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب میں
انکو خدمت میں غم نامدار کی روانہ کروں گا کیسی خوشی ہوگی جب کہ غم نامدار انکو پائیے فرمائینگے
کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتیں جو بادشاہ اسلام نے اپنے سرداروں سے
کہیں نور الدہ ہر نے گرمی صحبت میں کینکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا
کہ دست راست والوں کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہیں ہم اُس صفت
کے بیٹھے والے ہیں ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاہ پور سے کہا کہ او شاہ پور تو لے سنا

کہ بادشاہ نے سردار کیا کہا میں اس محفل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاہ پور شیر دل نے
 عرض کی علام کی بھی میں رائے ہو کہ یہاں رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
 ہمارا تیار کر دہم نکل چلیں شاہ پور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بجا کر بارگاہ سے
 نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے صرف عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ میں
 آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نورالدین ہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے
 نہیں معلوم کہاں گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریا ت کر کے آیا عرض کی حضور نے
 شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ انکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدین ہر
 سے فرمایا اے فرزند ہم تمکو خدمت میں تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہ ہو تمکو ایرج کے
 جائے کا خیال ہو تو نورالدین ہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل میں یہ خیال ہی کہ تاجر زادہ
 انتہا کا جھٹا ہو ایسا نہ ہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں دادا جان کی بل کر لگا دے گا کہ ہم
 بچہ لگوؤن میں نہیں ہیں اگر شمشیر زنی کرتے ہیں اسوقت حجاب ہوگا یہ کیکے شہر نگ سے
 پوچھا کہ اسی بار وفادار کیا صلح ہو اسنے عرض کی حضور جلوس در بندوں پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے
 سے کیا فائدہ ہو اگر یہاں رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آجکا کون
 نام لیگا دوسرے روز نورالدین ہرین بدیع الزمان بھی اسپ پر پوش پر سوار ہوئے اور طرف
 صحرائے روانہ ہوئے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ ایک صحرا میں سایہ نخل میں
 کھڑے تھے کہ ایک آہو شیر خوردہ سانپ سے آیا کہ بیٹھے پر شیر لگا ہوا ہو لنگراتا ہوا سامنے
 آیا ایرج نے تیر مارا آہو گر ایرج نے اسکو یہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون
 پونچھ رہے ہیں کہ نام پڑھوں ناگاہ کڑا کے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
 نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہے اپنا شکار جو بڑا ہوا دیکھا جھٹکا آواز دی
 ادا بل گرفتہ تو کون ہو جو چارے شکار کو شکار کیا کچھ شکار خوف نہ آیا یہ کیکے نیمچہ کھینچ کر ایرج کو
 مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی جسم میں گرمی تلواریں کمر میں ہاتھ ڈال دیا
 کہ دیکھا ٹٹایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
 حسن و جمال آنکھیں رشک دیدہ غزال ابرو دلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرہ زیب پر بڑی رعب حسن سے قلب مقرر یا پیشانی پر سپینہ آیا حیرت کھا کر زمین پر گرے اس نازنین نے بھی اب ہنگامہ غور جمال با کمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر غشیہ جرات یکہ نازمیدان جلالت ہو فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا اگر غیاہ چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصہ ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھ دوں مگر حجاب مانع ہو اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاہ پور شیر دل بانی کے لینے کو گیا تھا جھاگل میں بانی لیکر بیٹھا دور سے اسے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہیں ایک نازنین ماہ جبین ورتکین آفتاب امتاب حسن میں لا جواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی چھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین کھڑا کر اٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مہربان پر سوار ہوئی صحر کی طرف روانہ ہو گئی شاہ پور نے اس کے تلوے سے سہلائے چہرے پر بانی چھڑکا ایرج جو اسے چہرہ چاہا حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کریں کیونکہ خاموش رہیں ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہے۔ فطیم

کو بے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
مانند برق چشم زدن میں گذر گئے
ثابت ہوا جو کشتہ چشم سیاہ یار
رو کر کہا جو میں نے کہہ رہا تھا میری جان
احوال کس سے پوچھیے یارانِ فتنہ کا
کوٹھے پہ جب جھاک کے وہ زہرہ جبین چڑھا
سمجھیں گے اسکو اب کرم سب گناہ گار
آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
ہم آفتاب ام بین یا بین چراغ صبح
بھولے بھلے نہ آ کے گلستانِ دہر میں
اتناک وہ ایک ایک سے کرتے ہیں تذکرہ
واللہ رتہ سے یہ توقع نہ تھی مجھے

سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شہر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کہہ رہے تھے کہ ہر گئے
آج ہمارے فرار کے سبزے کو چر گئے
ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے
ہم حشر میں جو لے کے یہ دامن تر گئے
قاصد گئے سفر گئے نامہ بر گئے
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
ہم وہ شجر بین باغ سے جو بے ثمر گئے
ہر چند ترک عشق کو برسوں گذر گئے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے یہ کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر	اگر جان مر ہی جائیگی تو اب نہ مر گئے
کہتے ہیں رند رات کو کچھ کھانے مر گئے	عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاہ پور نے کہا اس شہر بار غلام نے اس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آئے دیکھ کر اٹھکے جلی گئی
ایرج نے کہا اس یار و فادار ہکو و ہنٹاک ہو بچا دیا خود تلاش میں جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے
ہیں شاہ پور نے کہا میں جاتا ہوں یہ کھانے اسی جانب جہر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کر
جلی گئی تھی روانہ ہو گیا ایرج تن تنہا زرخل بیٹھے ہیں آہو کو صاف کیا اسکے کباب لگا
کہ صحر سے ایک فقیر پیدا ہوا اسنے قریب آ کے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحر سے
لق و دق میں تنہا اسکا سبب کیا ہو نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ مبہوت ہو رہا
تھے صاف صاف فرما دیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان برائے براب
طلسم ہفت پیکر نکلی ہیں عیار ہمارا شاہ پور شیر دل ایک کام کو گیا ہو ہم کباب لگا رہے ہیں
آگ سلگا رہے ہیں اس فقیر نے کہا لائیے آگ میں سلگا دوں اور کباب بھی درست
کر دوں ایرج نے ہاتھ روکا اس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے
سے لگائے نہک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے میں کباب تیار ہوئے ایرج چونکہ
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سرگردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابوں
میں کیا لادیا کہ سرگردش کرتا ہو تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوئی ہو اسنے بیکار کے کہ نہم
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن نم لوگوں کی تلاش میں ہو ایرج جھٹلا کے اپنے مقام
پر آئے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوئے نسیم تیز رو نے ایرج کا ہشتارہ
باندھا طرف قلعہ شہخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سرخ پوش کہ اکثر نامے
اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فردندان حمزہ صاحبقران میں سے
جسکو باؤ یا قتل کر دیا مابودلت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہو کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کو قتل ساتھ لیے ہوئے ہشتارہ بدوش آکر ہو نیا ہشتارہ
ساتھ لاکے ڈال دیا کہا اس پہلوان دوران یہ نبیرہ صاحبقران زمان ہو آب کی سرحد میں
کباب لگا رہا تھا میں گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر پیشہ

جرات میں میں نکر سے گرفتار کر کے لایا ہوں ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کر دیگا
 آہنگر دن کو بلائے مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کرائیئے اسی وقت آہنگر آئے
 ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر میں ہڑ ہوا کہ نبیرہ صاحبقران کو صحرائے نسیم عیار
 گرفتار کر کے لایا ہوا اب اسکا دربار سمجھا جاتا ہوا ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ میں ایرج
 پر عاشق ہوئی اسی مہبوت کی بیٹی ہو جو وقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہو اور
 باغ میں اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہو خواہ میں جو پوچھتی ہیں کہ آج حضور کا مزاج کیا ہو
 کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہیں ملکہ کچھ جواب نہیں دیتیں لیکن سوچ رہی ہیں
 کہ میں کیوں چلی آئی دیکھئے ہوشیار ہوتے پر وہ جوان کیسی باتیں کرتا ہو ایسی ایسی باتوں
 کی سوچ میں ملکہ بیٹھی تھیں کہ ایک خواص نے اس کے خبر دی کہ حضور نوڈی ابھی برے کا
 ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرہ صاحبقران کو گرفتار
 کر کے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ میں آنکھوں کا گھوڑا اس شہریار کا ہو نہایت حسین چہل
 اب ہمارے شاہ نے اسکو مسلسل کیا ہو دربار سمجھا چاہتے ہیں یہ سنکر ملکہ گھبراہٹ میں
 سے کہتی ہیں یہ تو بالکل اسی جوان کا ہے جو میں تو جانے دے ڈاکو ٹکے سے دیکھوں یہ سوچکر
 اٹھتیں کو ٹھون کو ٹھون ملکہ چلین جھروکوں سے آکر دیکھا ایرج نو جوان مسلسل و مطوق
 ہن عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اٹھائے خادہ رخسار میں غل ہوا
 سمجھے کہ ہم قید ہو گئے ہیں کر کے اٹھنے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دوزرا
 امرابگڑنے لگے کہ ادا تاجدار ہو ان نام خدائے نادیدہ کا لیتا ہو مہبوت نے کہا اپنے
 مذہب کی تعریف کرتا ہو انھیں لوگوں نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہو گا طرح
 چاہے کلام کرے بجا کر آواز دی ادا ایرج نو جوان دیکھو خدائے ندر نے کیا تقدیر کی کہ ہمارا
 ہاتھ سے تمھیں گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچو گے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو
 نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں اسکی مکاری ہم
 کھل گئی جن پہاڑوں پر وہ خود رہتا ہو اسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کے
 کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت صلی کہتا ہوں

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک بہار کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک بہار طالع ہفت پیکر
 فتح کیا کوہ مقناطیس جو برباد ہوا وہاں بادشاہ اسلام پہونے سیاہ رو کے کیسودرار کو
 کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ
 کو وہاں سے ہٹا دیا اب جو تھجہ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر بیہوشی نے یہ شکر حکم دیا اس جوان
 کو ابھی قتل کرو ملک نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاو تیفہ ہاسے بہ ہند پیکر سر پہ
 ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار شل ابر بہار رو نے لگین خواصون سے فرماتی ہیں
 کون بابا جان کو جا کر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہاں جب چلاؤ گے
 گردن پر ایرج کی کوٹھے کا خط کھینچا بقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے
 کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے اپنے بندہ حقیر کو نجات
 دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہو ہر غمگین شاد ہو غمخشم

خدا خالق و رازق ماری و نور	خدا مطلع جلوہ ناز و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست	خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخش زہر آئینہ	زہر پردہ حق مینہ یا پلہ نور
ستور چو نور نور ذات خداست	بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بہ ساحل رسد	گرا ز جبر و حدت کن کس عبور
خداست مانند دل و نفس	عبث میر و بندہ نزدیک و دور
گئے شکل موئے نمایان شود	گئے پر تو جلوہ کوہ طور
گئے صورت شب گئے شکل روز	گئے شکل سایہ گئے شکل نور
ہر آنکس کہ جسم خدا میں کشاد	نظر آید شش جلوہ حق ضرور
زہر پردہ تا بندہ نور خداست	زہر چہرہ روشن طور خداست

ایرج نو جوان و عاتین مانگ رہے ہیں ملک کوٹھے پر بقرار فرماتی ہیں اگر جلا دے اس
 جوان کے ہاتھ مارا تو میں کوٹھے سے اپنے کو گرا دوں گی ضرور جان دید ونگی دو حکم بادشاہ
 دے چکے قصہ ہوا اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج میں بادشاہ کے دخل رکھتا

اپنے مقام سے اٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اری شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں قبول فرمائیے یہ جوان نبیرہ صاحبقران زمان ہوا سکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے میں حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک میں دستہ ہار چپان ہوں ساری خلقت کو خبر ہوکل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرہ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ میں نے نبیرہ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اسکو آکر خراج گزار روکین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اری وزیر اعظم وای دستور معظم جو قہنے کہا وہ مابہد کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہو کلکال نیش زن اسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو مقام لیا قلعے میں ایک مقام ہو وہاں لاکے ایرج کو بند کیا آپ بطور پیرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل میں آئین اسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی نو آئین سمجھاتی ہیں کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہیں کھایا ہی ملکہ رو کر جواب دیتی ہیں کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہو کیا حال بیان کروں یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر دہانتاک ہو نچا جا کر گرفتار کر لایا کیا ملکہ کیا انکو دم دیا انکا عیار انکے ساتھ تھا میں کس منہ سے اپنے درد دل کا حال بیان کروں نظم

نعل گل میں کب اٹھا مجھ سے ستم صیاد کا نو گرفتاری میں جبار سے یاد گلشن کی رہی خاک کے بتلے کو ورین خلد میں کرتی ہیں یاد کھینچ کر ذوق اسیری روم تک لیجا لیگا بیکسان عشق پر جو رستم اچھا نہیں ضبط کرنے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے ہیں سب سے بیگانہ ہوا وی دل آشنائی اس سے	توڑ ڈالو نگا اگر ہو گا قفس فولاد کا اب قفس سے چھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا قاف میں کرتی ہیں بریان ذکر آدم زاد کا آب ودانہ ہو جو قسمت میں مری صیاد کا صیر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا بھول جا سکو ارادہ ہو جو اسکی یاد کا
--	---

اسقدر بالا بلندون سے ہوا بھگو گریہ آشیاں میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا جو ہر حسن آئینہ رویوں پہ کھاتے کس طرح رند شکوہ کیجے کسا بقول استہاد کے	بچکے چلتا ہوں جہاں سایہ پڑے شمشاد کا پھونک دیکھی آتش گل جھوٹا صیاد کا سخت جانی سے مری جی جھٹ گیا جلا دکا گر سکنہ رہے نہ بنتا آئینہ فولاد کا آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا
---	--

خو حسین حیران ہیں کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتیں کرتی ہن باغ میں گراورین
ہر جہاں کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب دیران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول
مثل خار دل میں کھٹکنے لگے بارہ درسی میں آ کے میٹھیں مگر نہایت حیران کہ اوہ پیکر مبارہ ہر اوت
آنکھوں میں کٹ جانیکی صبح کو بھر وہی سامنا کل تو دیر نے بچا یا ایک راستی مہلت ملی اب قریب
نہ لیگی کچھ تہہ ہیر کرنا چاہیے یہو چکر کہا صا جو ذرا نسیم کو بلا لاؤ میں اس سے حال دل کہوں شاید
اس جلا کو رحم آئے اس نے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملک کی آیا دیکھا
صہبت میں عجب رنگ ہو ملک خاموش بیٹھی ہیں صحبت پریشان ہو ملک کے ساتھ پروش پائی ہو قریب
سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال میں پاتا ہوں مزاج مبارک کیسا ہو اچھا چہرہ سبے نظیر دیکھ کر
دل گھبراتا ہو کلچہ شہ کو آتا ہو ملک نے صبا کی بات سن کر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہی کہا اچھا
کیا حال ہو چھتا ہو جو بچھر گزری اس کو کیا بیان کروں ایک کام ہو جو تم سے ہو سکے تو یہ جوان جو قیام
ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ میں اس کو دیکھ لوں صبا نے کہا آپکے اقبال سے
بکنی بڑی بات ہو میں صورت ریا اسکی آپ کو دکھا لاؤں ایسا نہو آپ وہاں جا کر کچھ فساد مچا میں
ملکہ نے کہا اے صبا میں ایک نگاہ دیکھ کے جلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اسی وقت کھانا
بکھوایا اس میں بیہوشی ملائی خوان تیار کر کے کنیزوں کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در دران بہ
آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اس نے بکار کر آؤادی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام
بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا اے پہلوان دوران ملک عالم بنیا رہو گئی تھیں اٹھوں نے نذر لالت
منات کا کھانا بکھوایا حکم دیا کہ قیدیوں کو کھلاؤ سنا ہو کہ بیان بھی کوئی قید ہو پس تم اس
قیدی کو بھی کھانا کھلاؤ کلکال نے کہا اے صبا تم نے سنا ہو گا کہ سارے شہر میں غلام پڑا ہو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے درجن ہفت ہیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج
 دیا دین خداداد ہفت ہیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب دروز دروازہ نہیں کھولتے صبا
 نے کہا تم لوگ تقسیم کر کے کھا لو کہانے کے قیدیوں کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور
 کہا کہ سیراد و ہر احمد دو صبا نے سمجھوں کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مرفوزین
 کو دیکھا اپنے مقام سے بلند کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدوری مجھے اشارہ کرتی ہی میں سپر قبضہ
 کرونگا بیہوش اپنا کام کر چکی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا لڑکھڑاکے گز بیہوش ہو سب لینا لینا
 کہنے لگے بیہوش ہو کر گرے صبا نے بڑھ کر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج درخیز پر سر خم کیے بیٹھے
 تھے لکھنے آئے ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا ای صبا انکو باغ میں لے جا صبا
 نے کہا حضور میں نے کہہ دیا تھا کہ ایسا ہوا آپ وہاں جا کر کچھ اور ارادہ کریں میں بے چلتا ہوں
 لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنما دشوار ہی ملے گا کہ کچھ ہو بیڑیاں کاٹو ایرج نے
 جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا در میں آکر قید توڑ ڈالی لکھرو مال سے فون پوچھنے لیکن کہا
 ای شہر یار کیوں جلدی کی عیار یہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا آپ بہکو یقین کامل ہوا
 کہ وقت رہائی آگیا قید کاٹو ٹیٹا وقت پر موقوف تھا ملک نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
 کے چلیں قضاے کار اطلاق نیش زن بھائی کلکال کا کہ کو تو اس شہر ہی طلا یہ پھرتا ہوا تھا
 بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھومے کو آٹا ہوا آگے بڑھا آیا بھائی کو دیکھا
 کہ بیہوش پڑا ہی ساتھ واسے بھی سب بیہوش وہ بیہوش پڑے ہیں چند آدمی ایک قید ہی کو
 نکالے ہوئے لیے جاتے ہیں لکھ کر آواز دی کہ اسے تم کون لگ ہو گناہگار شاہی کو لیے جاتے
 صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہنے پیادوں سے اشارہ کیا اسے قیدی کو گھیر لیا اسکا اتنا
 کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہ چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے
 اڑتے بھڑکتے ہوئے سامنے افسر کے چوپٹے لکھار کے آواز دی کہ او نامردان میں رو پٹوں کے
 پیادوں کو کون قتل کرتا تو افسر ہی سامنے آ اطلاق نے گھوڑا بڑھا با قریب شاہزادے
 کے آیا خبردار خبردار کہنے لگے تلوار کا مارا ہر چہ جان اطلاق نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
 ساتھ والوں کو لیکر بڑھا لکھ کنیزوں کو لیکر ایک گوشہ میں آئیں اور اگر ٹھہریں کمائیں کاڑھوں

تاریخ حیر بھر کمان میں پیوست کیے سب نے حیر اندازی شروع کی یہاں اٹلاک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھر سے ہوئے ہیں ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بٹا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ اٹلاک کے دو ٹکڑے ہو گئے یہاں ملکہ نے بھی مع کینزوں کے وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اسی صبا تو اسوقت اس واسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے میں شخص کو دہانے دوں گا یہ کہنے کے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اسی شہر یار غلام کو بچائیے یہ نامرد طرف حقیق کے آتا ہے ایرج بتایا ہو گئے گھوڑے کو بڑھا کے لٹکا کر کے اوکلکال کمان جاتا ہے ٹھہر جاوے نہ بہت پچھتا گیا لیکن شاہ پور شیر دل جو تلافی میں ملکہ کی نکلا تھا ایک دوکان میں فقیرانہ بھیس بدلے ہوئے پڑا ہوا سورا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنتی اٹھ کر دوڑا راہ میں دیکھا ہمراہ یہاں اٹلاک بھاگے ہوئے آتے ہیں انکی رہائی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اس طرف پہونچا باتوں باتوں میں صبا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُس نے آکر اسکو رہا کیا اہل طلبہ نے گھیرا یہ یہ منکر یہ بھی تیر اندازی کرنے لگا سر سے گو بھن کھولا وہ چھہ مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے پڑیان ٹوٹ گئیں کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہاں ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہیں ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوؤں کو مارا شیرازہ و دلیرانہ مصروف جنگ میں کفار اپنی جان سے تنگ ہیں بھاگتے پھرتے ہیں ایرج نے جب کچا بچھا کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار لغزہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وارم اس مکار کے تلوار آبدار پر رو کے ہر چند کہ صد ہا حربہ پڑ رہا ہو مگر یہ ہمہ تن چشم بنے ہوئے مصروف جنگ ہیں کفار انکی جنگ سے بہ تنگ ہیں مرکب مشل ہوا دوا دوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوئے پادون نے چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نیم سبک رویہ ہلٹے شکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کو تو ال شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہیں اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہے سبکو چلا آیا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کر آیا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جا کر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہوں وہ مع فوج جنگی آئیگے آتے ہی اسکو باال کر ڈالینگے
 اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جمادات و ہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہو کہ میرا بیٹا
 کیونکر لڑ رہا ہے برابر شیر اندازی کر رہا ہے اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤں اور مار کر ان کو
 اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤں ایک گوشے میں ملکہ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ کو
 سپر کیے ہوئے کھڑا ہوا تیروں کا منہ برسا رہا ہو سیکڑوں سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ
 گر رہے ہیں دریاے خون جاری ہو چار طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو
 یہ کیکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راحت کیا کیا کر آواز دی لی محلدار
 صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جبار باہر تشریف لائیں نیا قید سی چھوٹ گیا
 ملکہ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے
 اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہو اسکو بھی چلکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے بہشت
 تیغ زن کو جگایا آنکھیں ملتا ہوا مہبوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہو
 عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہیں معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی
 کے ساتھ لڑ رہا ہو مہبوت نے کہا مین جا کر سب کو سمجھا دو نگارنجیر دن سے کمر باندھ تھا ہوا
 باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علیہاے سپاہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے ڈنکے پر چوب
 پڑتی ہوئی کئی سی نقارہ بجا ہوا ایرج فوجان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھ کر خبر دی
 کہ اسی شہر بادشاہ آہو توجا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
 مقابلے کو آتا ہو ایرج نے کہا آنے دو مگر اسی صبا و شاہ پور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
 انکی وجہ سے مین جھک لڑائیں سکنا ناموس کا اس مجمع میں رہنا بڑے عیب کی بات ہے
 انتشار امیر مہبوت کو وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد رہے شاہ پور و صبا ملکہ کو بیک طرف باغ کے
 چلے ملکہ روتی ہوئیں ساتھ ان دونوں کے چلین مگر کنیزوں سے فراتی ہوئیں صبا جو
 مین کیا بیان کر دے جو میرے دل کی ٹوٹ ہو اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع میں چھوڑ آئی ہوں
 خدا آنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہوں جو میرا حال ہو دل پر جو غم و ملال ہو جی چاہتا ہے
 مین بھی اُنکے ساتھ لڑوں افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا۔ نظم

تسلی ہو کے کوئی دم تو جان مضطرب کو
مزا پڑا ہو قناعت کا عہد طفلی سے
ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا ہو
بجھار ہا ہو یوں بیخود اندہستی میں
کچھ آجکل سے تساہل نہیں طبیعت میں
حسین بندہ تھارا جو یاد آیا ہے
خدا نے چاہا تو کلہ بڑھیکہ کا وہیت بھی
وہن کے واسطے ظلمات خط میں لکھا
پس از فنا جو ہی سوزشیں جنوں کی ہیں
قضا لے آئی ہر اہل قبور محب کو بھی
ہوے سب تاج کھنگار عشق زردن میں
کسی کے ساتھ کی میخوار بلیں جو یاد آئیں
جواب ہو ٹکا صنم سے سوال کا اپنے
سنبھالو آپ کو اسی رخت ترک عشق کر

خدا کے واسطے مرتا ہوں آگھری بھر کو
میں سیر ہو کے نہ مینا تھا شیر مادر کو
گلی میں جا کے تری دن لگے کبوتر کو
بنایا ساقی نے کیا جلت رنگ ساغر کو
قدیم خود تو تغافل کی میرے دلبر کو
تمام رات میں پٹا ہوں سینہ دس کو
دکھاؤ ٹھکانا میں مسلمان کر کے کافر کو
تلاش چشمہ حیوان کی ہو سکندر کو
تو اٹھ کے بھوڑو ٹھکانا سنگ مزار سے مگر
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا داسر کو
ستارہ میں نے ستارہ نے جن دیار کو
رہا نہ آپ میں منہ سے لگا کے ساغر کو
خدا کے حکم سے گو یا کرونگا پتھر کو
کہا نکاروگ لگا یا ہو جان مضطرب کو

ادھر تو ملک مجبور ہونا چاہے ہوے چلی آئیں کچھ بن نہ پڑا رولی بیٹتی ہوئیں باغ میں آئیں
اُدھر ایرج نو جوان پر شکریہ مہوت کا اگر گرایا تو پیادے بھاگ گئے کو تھے پیادہ شاہ کے آنے
سے ٹک گئے ساتھ ہزار جوانوں نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار
کے نامرد بھاگتے ہیں ایرج انتہا کے زخمی ہوئے اسی زخمیاری میں مہوت کا سامنا ہوا مہوت
لکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر ہو و ہر بن موسے خون شاہزادہ ایرج نو جوان کے پڑ رہا ہی
جا ہا کہ گھوڑے کو ٹھکرانے کے جا پڑوں افسروں نے بھی اسے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے
کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہیں مہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس
جوان نے اسی حالت زخمیاری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مارا لاشے اُنکے
پڑے ہوئے پھڑک رہے ہیں مہوت نے چند سواروں کو روانہ کیا اُنھوں نے تیر

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اسوقت مہبوت نے
 پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغ جو پڑا تمام جسم
 تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اسوقت جگر شمشیر زنی کی دل میں فرماتے ہیں
 کہ ای ایرج موت لیکرائی تھی اب جابر ہونا دشوار ہو جب ہاتھوں نے دستگیری نہ کی پائوں
 سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکے چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام میں کیا ہاتھ دوہون
 گھوڑے کی گردن میں ڈال دے کہا ای مرکب اکیل مجھ کو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہو مگر اب
 کی ران جو لگی مرکب کو مرزا لا سمجھا کہ شہسوار کو ٹھٹھ مثل فہر بلا کے کھولا پشتکین دولیان مارتا ہوا
 میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سبھا آپس میں لڑا اب کے ملکہ رات بھر باغ میں منتظر رہیں صبح
 فراق نے جو چہرہ بلا دکھا یا عیار سے کہا ذرا خبر تو لوصبا نے آئے دیکھا کہ مہبوت لاشوں
 میں تلاش کر رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اکیل زیر ران تھا
 وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کر و ساید کہیں اکناف میں ہو ہر کار سے
 جھپٹ جھپٹ کے جلتے ہیں اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہیں حاکم کے سامنے بیان کرتے
 ہیں کہ دو دو کوس پہنچے دیکھا کہیں اس جوان کا پتہ نہیں ملتا چار طرف تلاش کیا مہبوت نے
 پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ متھارا بیٹا کہاں ہو اسکو گرفتار کر کے لاؤ اس سے
 پوچھا جائے کہ تو نے کیوں رہا کیا صبا کے سبک رو بہ صورت مبدل یسب باتیں سن رہا
 تھا نسیم تو تلاش میں چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکہ عالم ابھی تک کوئی
 آپکا نام نہیں لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہو کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کر کے لاؤ میں کہاں چھپوں
 میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ میں آگ لگا بیٹے یہاں سے نکل چلیے اب یہاں نظر لا
 مناسب وقت نہیں معلوم ہوتا ہو اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھٹیا کہاں چلون میں یہ
 افتادہ سمجھی تھی صبا کے سبک رو نے عرض کی اگر کووال شہر رانہ جاتا تو وہ اس
 حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب نادانف ہیں یہی کہتے
 ہیں کہ صبا نے گنگار شاہی کو کیوں رہا کیا میں اب یہاں نہ رہ سکوں گا ملکہ نے کہا بھیا تم
 یہاں ٹھہرو میں سوار ہو کے محل میں جاتی ہوں مان سے دریافت کرتی ہوں کہ میرا تو

نام کوئی نہیں لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کروں اور خود کدو ن کہ صبا کو گرفتار کر کے بھیجوں گی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا میں دریافت کروں شاید میرے بلغ میں آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کیلے حکم دیا کہ محافظہ لاؤ جیسے ہی محافظہ لاسکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئیں مبہوت تیغ زن بھی محل میں آیا ہوا ہو زوجہ سے ذکر کر رہا ہو کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا میں نے اُسے بلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈتے ہو گویا ہو کہ گیا ہو کہ اصل مطلب میں سمجھ گیا اُسکو گرفتار کر کے لاؤں تو حال کھلاتے میں ملکہ بھی آ کے پہنچیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ زرد و حیران و پریشان چاہتی ہیں اپنے کو سنبھالوں مگر ترقی غم و الم سے دل نہیں سنبھلتا باپ کو سلام کر کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہو مبہوت نے دیکھ کر کہا اے نور نظر وادی پارہ جگر تمھارے عیار نے جا کر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہو ملکہ روئے لگین کہا باباجان مجھ کو کیا ضرورت تھی کہ میں ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نیسیم جھوٹ کہتا ہو میں نے شب کو باغ میں یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا میں حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلواری کھائی ہو زندہ دیکھ گیا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہر کارے بھیجے ہیں وہ لاشہ اٹھا کر لائینگے تب حال کھائیگا سر خدمت خداوند میں بھون قدرت فرماتے ہیں یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہیں انکا مشائا ہم نہیں جانتے ہیں تین ہاڑ ویران ہوئے نگہبان اُن پہاڑوں کے ویران ہوئے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جاو و جا کر بادشاہ کی ظاہر میں شریک ہو گئیں بھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہیں سنا ہو کہ گوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تہرہ لگانی ہوئی لکھنے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم میں سنا کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہیں مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے سبک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کر کے روانہ کر دینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہیں میں وہاں میان محترم کو بھیجوں گی یہ کہنے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اس شیر بیشہ جرات کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اس وقت دل کو تسکین ہوگی نظم

کچھ کام نہیں مجھ کو حسب سے نہ نسبت ہے
تجھ سے ہی ارمان مانگتا ہوں تیرے غضب سے
میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
انسان ہو یا ہر نہ تو مرضی رب سے
ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
استر پیالے جو مجھے سحر کی شب سے
دیوانہ ہوں اس رشاک پرینا دکا تر سے
باہر نہواؤ سرو و چین خدا دے سکے
سائل ہو یہ درویش شہنشاہ عرب سے

آزاد ہوں آگاہ میں سب میرے لقب سے
ہو کون پیاسے جو ترے قہر سے مار رہا
جاننا زنی نہ کی مگر کہ عشق میں کس روز
جو شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہو کر ہی جرج
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا کھٹا
بڑھ چلنا قد یار سے ریا نہیں تجھ کو
مطلب نہیں کچھ اہل دل سے مجھے ای رند

شاہ پورے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہو لکرو نے لکین کہا بھیا اگر انکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پانا تو ہمارے حال خیر کا ذکر کرنا اور یہ کہ بھی خبر ہو پنا شاہ پورے کہا مجھ پر کیا موقوف ہو شاہزادے تمھارے لیے فوجیں ہونگے مگر آپ گویا میں نہیں یہ غازی اور مجاہد ہیں ایسی افتادین اکثر ہیں پھر عظیم و شان کے ساتھ آنگو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بقرار نہ ہو جیسے میں انشاء اللہ شاہزاد کو لیکر آتا ہوں یہ کہ شاہ پور لک سے رخصت ہو کر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایس ج کو چلا مگر ایس ج فوجوں پر یہ ساتھ گزرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہا ہوسے دلیران کی صدا کان میں بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آج صبح کو اگر ایک دشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار مٹھے گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب افسیل بیٹھ گیا زبان زخموں کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے میں مصروف ہوا وہاں پر قریب ایک قریہ ہو بہتر از دیندار یہاں کا حاکم ہی صبح کو چہ گنوار ساتھ میں کھیتوں

دیکھتا ہوا چلا آتا، ہوا ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہ گسٹیاں دیکھتے قزاقوں نے ایک
 جوان کو مار کر ڈالا، ہوا بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخموں میں چور چور مگر ہتھسار لگے ہیں، سیاہ
 جواہرات موتیوں کے لئے یا قوت احمد نے کٹھنے گلے میں پڑے ہوئے بہزاد نے کہا یا رب
 اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچا یا فراق لوٹے نہیں پاسے
 ساتھ والوں نے کہا گسٹیاں آپ سچ کہتے ہیں دیکھتے گھوڑا بھی اسی جوان کا چہرہ ہوا بہزاد
 نے گانٹوں سے چار پائی سنگائی سینہ پر دھکے رکھا آدھونہ نفس کی دیکھ کر خوش ہو گیا کہ میں
 اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چار پائی پر ڈالا تو گھوڑا شیشہ بھرتا ہوا اس ارادے سے
 قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کروں بہزاد نے جھکار کر کہا اے مرکب اھیل ہم حیرت سوار کے
 خیر خواہ ہیں تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھبکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کردہ بن ایشور اس بہتو
 کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانٹوں میں لایا اپنے مکان میں لے کے رکھا جراح سے ہلاکے کہا کہ
 اسکا علاج کرو پانچ بجے زمین اپنی سیر سے تنکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو سلطنت کیا
 کہ یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہیں کٹھے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ میں
 صحت باجگیا یہ کیسے مرہم بٹی کی بہزاد فوراً مال ہاتھ میں لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو خوش
 آئے تو دربارت حال کروں کہ کس مقام پر زخمی ہوئے یہ جوان کس خاندان سے ہو جب
 ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک ہیندار وضع
 سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلار رہا ہوا ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھوں بہزاد نے منع کیا
 کہ ٹانگے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قزاقوں
 نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا ملداری میں میری آجک
 لے آیا مجھ کو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر میں اٹھا لایا اب بفضل حال بیان کیجیے
 ایرج نے کہا قزاقوں کی کیا محال ہو جو بھگو گھر سکیں مہموت تیغ زن جو بادشاہ ہوا سنے
 ساتھ ہزار فوج سے مجھ پر بلوہ کیا اسپر بکریش آیا پشت پر سے اگر زخمی کیا انشا اللہ اسکو
 جا کر مرادونگا اور تنے میری جان بخشی کی بھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
 اپنے آگاہ فرمائیے ایرج تو جوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور کچھ ذکر اپنے جہ کا کیا

کہ وہ طلسم کشا میں ہزاروں کو سناٹا آگیا جی میں کہتا ہوں کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ مجھ پر شکریہ کرے تو گانون کو بھونک دیکھا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچ کر سر جھٹکا لیا ہزاروں نے کہا ایسا بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا میں اسی کا خراج گزار ہوں اگر کہیں خبر وہ پاگیا تو سارے گانون کو بھونک دیکھا ایرج اٹھنے لگے فرمایا کہ ای ہزاروں ہم رخصت ہوتے ہیں جنگل میں جا کے بسر کریں گے ہماری وجہ سے تمہارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہو تو صحت پائیں گے ورنہ جنگل میں توپ ٹوپ کے مرجائیں گے زمیندار قدموں پر گر پڑا میں آپکو نہ جانے دو نگامیرے گانون میں ہزار پاسی بستے ہیں بادشاہ سے لڑ پھڑو لنگا لیکن آپکو جانے نہ دو نگامیں نے آپکو اپنا فردا لکھا ہے یہ کہیے مصروف خدمت گزار ہی ہوا قضاے کا یہاں سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہے بلبلان مردم در قراق بالا کو رہتا ہے اسکو ہر کاروں نے خبر ہو چائی کہ ہزاروں زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اٹھا کر لے گیا کہ کئی لاکھ روپے کا جوہر اس کے زیب جسم ہے اسکا علاج کر رہا ہے ینگر بلبلان مردم در یہ کہتا ہوا اٹھا کہ آج تک پہنچے ہزاروں کو نہیں ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اس سے ضرور لینے یہ کہیے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار ہو کر سامنے آئے آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف قریے کے روانہ ہو گیا کہتا ہوا کہ یارو کا خیال رہے کہ ایسا ہونا مایہ دولت کا شکر وہ جوان بھاگ جائے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے اسکا خیال رکھو ورمیان ہزاروں نے تمام مال اپنے قبضے میں کیا ہو گا کسی جیلہ سے اس جوان کو مار ڈالیں گا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ راہ میں ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار کے آیا وہ وقت ہی کہ ہزاروں ایرج نو جوان سے ہم کلام ہو تمام حالات پوچھ رہا ہے اور ایرج اپنا حال بیان کر رہے ہیں کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان میں ہزاروں کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلبلان قراق آب کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہے اور یہ اپنے ساتھیوں سے کہہ چکا ہے کہ اگر اس نے یہ سہولت اس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اس کے لیے خرابی ہے نفس کہ گانون میں قتل کر دینا یہ خبر وحشت افزہ رنگ روے ہزاروں متغیر ہو گیا ایرج نے دریافت کیا کہ ای ہزاروں اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہو گئے مجھے مفصل بیان کر دو ہزاروں نے کہا ای شہر یار میں کسی طرح یہ نہیں چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلبلان مردم در نامے قراق آب

زبردست ہو کہ مہر و ہمت باہر دین دینی سوال میں اکثر خرچ مشکوٰۃ بھجوا ہوا بادشاہ اس سے
 اس قدر دبتے ہیں کہ اٹے اور وہ جو کچھ مشکا بھجوتا ہوا بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہیں اس کے ہر کار کے
 آٹھ ہر صحرا میں پھرا کرتے ہیں آجکی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
 طلب کرتا ہوا اور بارہ ہزار قراقرقوں سے آتا ہوا ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیج دو زمیندار نے
 کہا حضور وہ جلا ہو نہیں معلوم کیونکر پیش آئے میں یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اٹھ بیٹھے
 کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اٹھ کر مرکب پر زین ڈالا آلات
 پیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہو کر فرمایا اے بہنراؤ تم آگے جاؤ اور بیان کرو اس سے
 کہ میں نے آپ کے خوف سے اس جوان کو نکال دیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہیں ہے اسی طرف
 اب وہ آتا ہوا سباب وغیرہ لے لیجئے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہوا آپکی سواری کے
 قابل ہو بس یہ کہہ کر تم الگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو اگر نام فوج کو حکم دے
 تو تمھارے مزاج میں آئے شریک ہونا نہ مزاج میں آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
 کے کیا درجے کرتا ہوں بہنراؤ کہتا ہوا شہر یا آپ قصد کرتے ہیں میرا دل کا بنتا ہوا بارہ برس سے
 وہ قراقرق کرتا ہوا جنگ دیدہ کار آزمودہ بارہ ہزار جو اس کے ساتھ ہیں ان بارہ ہزاروں سے
 ایک لاکھ فوج مقابلہ نہیں کر سکتی ایک لاکھ برس بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہیں انکو لوٹ لیتے ہیں
 آپیکہ و تنہا کیا کر سکتے ہیں میرے گاؤں میں جو ہزار پاسی بستے ہیں وہ ان قراقرقوں کے مقابلے
 کے لائق نہیں ہیں وہ قراقرق ایسے تیر انداز ہیں کہ شب چیرہ و تار میں چشم مور پر تیرا برین آواز
 جبرگاتے ہیں صد ہا قافلے لوٹ لیے انکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
 سے مل ڈالتا ہوا اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہوا ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دینے جانے
 ہیں اور یا جو اہرات اسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اپنا
 مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض میں وہ اسب صبار قراقرق صر کر دار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
 ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے اس پر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
 قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گاؤں میں ہلٹا ہوا ایک پاسی نے اس کے خبر ہو بچائی
 کہ گاؤں میں قراقرق گھس آئے کئی مکانوں میں آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلقان

پکارنا ہوا آتا ہو کہ کمان ہو بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھ کر اٹھالایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اس کے پاس ہو وہ لاکر پیش کرے بہزاد قہر یون پر ایرج کے یہ خبر وحشت افزا سن کر گر پڑا کہا حضور دیکھئے قریہ میرا تہا ہوا جاتا ہو لوگ قتل ہو رہے ہیں گر میں آپ کی بہتری چاہتا ہوں مال دیدیکھے ایرج نے کہا اے بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہم پر غالب آئیگا تب اسکو اختیار ہو خود ہمارے جسم سے اتار لیگا یہ کہل کر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغ کھینچے ہوئے مکانوں میں اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہو ایرج کو جو آتے ہوئے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہو سپر موتیوں کا جال اور موتیوں کے مارے گلے میں پڑے ہوئے صورت زیبا مانند آفتاب عالم تاب بکار اٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہو تیغ بھی مابدولت کو نہایت مرغوب ہو گھوڑا بھی بہت خوب ہو گھوڑے سے اترا سیاب ہو کو دے جب تو قیری جان بخشی کرتا ہوں ورنہ سر کاٹ کر لجاؤنگا ایرج نے جواب دیا اے بلمان مروان عالم کیونکر قبول کوین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے ہالے کر دین آہر میدان ہو مقابلہ کر اگر ہم پر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سن کر خوب قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے صاحبو ذرا سنو یہ مجھے مقابلہ کرنے کے سنان نیزے پر اٹھا کے ماروں گا کہ استخوان چور ہو جائینگے یہ کہل کر نیزہ اٹھا یا بیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چا ہا سنان نیزہ پر اٹھا لون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر دوکانیزہ جلنے لگا بلمان ساتھ والوں کو پکار رہا ہو خبردار تم میں سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی ہیں اسی پر اسکو گھمنڈ ہو میں سب وصلہ اسکے نکالے دیتا ہوں اس طرح نیزے پر اٹھا کے ماروں کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہو کہ اے بلمان جان کا اس جو ان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہو بلمان کہتا ہو اے بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہو ورنہ اب تک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہیں مانتا لڑے ہی جاتا ہو ایرج نو جوان جواب دیتے ہیں اے بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہو اور فنون سپاہ گری میں امتحان لینا یہ کہل کر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کانیزہ

کا ننھا تھپڑ مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہر او تو اچھل پڑا بلہان نے کہا او جوان اسپر غرور نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہی اس تیفہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیج کا ٹون نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہلے تیفہ برقیاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہلے بلہان نے دوستی تیفہ مارا ایرج نو جوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا وے سے ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہلے ہاتھ تلوار کا مارا بلہان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی رود و قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑ گیا توڑ مڑ کر رکھ دو نگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اب تو گینڈے سے اترے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلہان نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب فراق جم کر کھڑے ہوئے بہر او زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر کھٹے لگائے ہوئے لیس میں تماشہ دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول یہ کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلہان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوں مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی یارو ہزار فراقون کی خواہ بادشاہ کے ذمے ہو اب دیکھیں کشتی میں کیا گد رتی ہی بلہان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں ایرج نو جوان نے کلائی مقام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سلنے کے دائون ہونے لگے بلہان اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہاں پکڑلاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور جب ایرج اسکو پکڑلاتے ہیں تو بلہان بے شکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ رہے ہیں یارو اب ہمتے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرہ صاحبقران زمرہ شاہ باختری کا نو سہو بڑے بڑے پہلوں زبردست اسنے زیر کیے ہیں میعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ اسکے سردار ہیں ہنکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلہان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اٹھا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اس جوان کے چہرے پر کمال ہی کس خوشی اور لباشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یا س کا چہرے پر نام نہیں جب بلہان

کوئی بیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار فراق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں اوی ہلوان دوران وگر شاپ
 جہان کیا بیچ باندھا ہو کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج برآسانی نکل جاتے ہیں فراق خاموش
 کھڑے ہیں شمع سے جنگ شروع ہوئی ہوا ب جا رہی گھڑی دن باقی رہ گیا ہو بلمان نے کہا اوی
 شیر بیشہ جرات و ہمت دن بھر ہلکو تلوڑتے ہوئے گزر اسب لوگ کھڑے ہوئے تماشا
 دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو غنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ ہو
 تو پھر آپکو اختیار ہوا ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھ نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے
 بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
 ایرج ہٹ کر آئے بلمان نے ہلکے مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر بن ہاتھ ڈال کر
 زور کیا کہ اگر ہٹاؤں تو اُسے بھی جنبش ہوئی مگر اس کو وہ دقار کے لنگر میں حرکت بھی نہ ہوئی
 بلمان کا چہرہ سرخ ہو گیا فریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اٹھالیا کہا
 اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نے جوان تڑپ کر اٹھے جسے شیر اپنے مقام سے
 اٹھتا ہو دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
 مردم در چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر رکن تو بائیں بازو کا ہلکا پڑتا ہو بلکہ زمین کا پائون کے
 نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ بڑا وقت ہو کہ زمین پیردن کے نیچے سے سر کی جاتی ہو سترہ اٹھارہ قدم
 ریل کر لے بلمان اپنی زندگی سے بزار ہو اٹھا رین قدم پر لا کے ہلکا مارا کہ دونوں کھٹنے
 بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کروں ایرج نے ہاتھوں کو ستون کیا لنگر
 نہ جھنے پایا کمر میں ہاتھ ڈال کر لنگر کوہ شکاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش
 ہو گئی بلمان سے زمین جھڑائی دوسرے زور میں تاہ کھٹنے اور قیصرے زور میں سر سے بلند
 کیا داہنہ پائون آگے بڑھا یا باپاں قدم پیچھے ہٹا یا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دس ماروں
 اس زور و جرات پر اس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہو گیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا اوی شہر یا جبکو
 سر سے بلند کر لے ہیں اسکو زمین مذلت پر نہیں ڈالتے ہیں دل سے اطاعت کرتا ہوں
 ماشاء اللہ کیا زور و جرات ہو میری کیا حقیقت ہو میں سن چکا کہ بڑے بڑے ہلوان
 آپ کے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اسکو اُٹا بلمان قد مون پر

گر پڑا ایرج نے طلیہ تیلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھ کر یہ صدیقی مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
 آواز دی یارو میں نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
 میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقوں نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
 اطاعت قبول کرتے ہیں مدت سے انکی جرات کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے
 کوئی جرات میں غالب نہیں ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرات کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
 زیر ہوا بہزاد زمیندار قد مون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا او شہریار بد گان خدا کے بہت سے
 فون ہوئے کیسا ہی تاجرادھر سے نکلا اگر فوجیں بھی اُسکے ساتھ ہوئیں تو اسنے لوٹ لیا
 کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوئے ادھر سے نہیں بچا آپ نے آج مسافروں پر بڑا احسان کیا
 قریبے میں لا کے بلمان کو اتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو کر ابرج فرماتے
 ہیں کہ جلد بیان سے کوچ کرو اب بیان رہنے کی کیا ضرورت ہو بلمان نے کہا میں تادم
 میمنت لزوم میں حاضر رہونگا چاہتا ہوں کہ ساتھ نہ چھوڑوں ہمیشہ حاضر خدمت رہوں بلما
 مردم ورنے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو ٹھکانہ دیکھا جملہ قزاق
 صف جمائے ہوئے کھڑے ہیں فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرداؤی سب
 دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل میں سمجھ گیا کہ پیمان فیل بھائی اسکا ساتھ ہزار فوج سے
 آتا ہو بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اُسکو بھی لا کر قد مون پر
 گراتا ہوں یہ کہنے گنبدے کو بڑھایا سامنے پیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
 اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو پیمان نے کہا تیری نامردی سن کر آیا ہوں تجھے ایسا
 فراق زور و طاقت میں طاق شہرہ آفاق فن جنگ میں مشاق اور یکایک یوں حول
 چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری میں پیکر کیا
 تب میں نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملے ہیں تیرا بھی اگر دل چاہے
 امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرین گے پیمان نے کہا میں چلکر نہ اسکی صورت تو دیکھوں
 کہ کیسے ہاتھ پاؤں میں کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلمان نے کہا بھائی ظاہر میں تو
 چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے لوگ درلش میں بھر ہو بلمان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت میں شاہزادہ ایرج نوجوان کی آباغرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی، یہ بھی آپ کی اطاعت کرنا چاہتا ہے، ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھ کر جل گیا دین کہتا ہے کہ یہ تو اس قابل ہے کہ صحبت میں ہم بیٹھیں ساقی بچوں میں اسکو شریک کریں نہ کہ ہم اسکے مطیع ہوں مگر ظاہر میں کہا اسکو شہر بار کل میں آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اسی وقت لشکر اُتار بارگاہ استاد کرائی بلیمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ میں پہنچا ظاہر میں تو مصروف خدمتگزاری ہے بطن میں اسکو بڑا رشک ہے جلسہ جمایا ساقی بچوں کو طلب کیا ایک نارنیں کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

نود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا
بادشاہ ہفت کشور کی گرا کیونکر ہوا
یہ عصا موسیٰ تمھارا اُتر دیا کیونکر ہوا
خضر ہو مگر وہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا
بہت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
تھا بڑا کم ظن یہ ذی دراصل کیونکر ہوا
ورنہ بسل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
عقل حیران ہو یہ درد لادو کیونکر ہوا
چچھاؤ شوخ بھر رنگ خاک کیونکر ہوا
رشتہ بھامر و قلندر پار سا کیونکر ہوا

بیمروت ہو نا تو باؤں کیونکر ہوا
نواجر قبر کے گھر کا جو کہ کھلا یا فقیر
کسے وی سحر نہائی کسے دی بیغمیری
وادی آفت میں آپ آوارہ بھرتا ہو تر
تو بہ کر تو رہیں مسجد سے یہ کرتا ہو کسے
و دعوتیں زندوں کی آپ کہنے لگا پر معاف
شاید اس نازک فتنے نے تیرا اسٹیج
مطلقاً آتار آفت پہلے کچھ سدا رہے
گر نہیں خون شہیدان ہو گیا اسٹین شریک
سننے میں چمکے خام ہو وہ رہتا سنگا

عین گرمی صحبت میں ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسلئے ایرج نوجوان کے آباغرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو اور ہون نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے محبوب کو جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلیمان کو دیا بلیمان بھی پی گیا ساقی بچوں کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو پہنچے لگے تھوڑے عرصے میں سبکو شراب پانی آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش میں اُٹھے اُنکھے ہی گئے بلیمان برابر بیٹھا

وہ بھی گرا ان دونوں جوانوں کا گنا ساتھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار فوجوں کو گھیر کر
 فوج والوں نے فوجوں کو گھیر لیا ان سپاہیوں نے مجبور و ناجار ہو کر اطاعت کی ان دونوں کو
 مسلسل کیا ارا بے پروا کیا اب یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا ادا نامر تو لے گیا
 حرکت کی پیمان نے جواب دیا تم ایسوں کے واسطے ہی تدبیر مناسب تھی اب تم کو خدمت خدا و
 میں لیجاؤنگا اسی وقت پیمان نے کوچ کر دیا قضا کے کار شاہ پور شیر دل جو تلاش میں اپنے
 آقا کی نکلتا تھا بھرتا بھرتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے گیا دیکھا اسے ایک
 لشکر گران اتر رہا ہوا اور شاہزادہ ایرج جو جوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر میں
 دونوں کو جکڑے ہوئے چند سپاہی لے جاتے ہیں شاہ پور شیر دل بے قرار ہو گیا حیران تھا
 یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر میں آیا احوال دریافت کیا مگر دل میں گستاخ آج ہی
 رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت میں شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
 قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہیں کہ سامنے
 سے گزرنا دشوار ہو کر دھڑکی قید خانے کے پھوکیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بھنگ
 نقب دیتا رات بھر اسی فکر میں گذر گئی دیکھا شاہ پور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
 قید خانے سے رہائی پا کر بالائے آسمان آیا شاہ پور شیر دل بہت حیران ہوا پیمان جو اٹھتا تو
 قید خانے کے آیا جانبا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہیں زمین بھر کی
 تھی نقب نہ لگی پیمان سمجھا کہ کوئی عبارت میرے لشکر میں آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
 نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانوں کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
 کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہم نے نہیں آنے دیا ہوشیار رہے پیمان نے کہا کہ اس بارہ
 منزلیں طر کرنا میں پہلے والے کہنا تک جا گینگے آخر وہ عبارت اپنا کام کر جائیگا ساتھ والوں سے
 صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لوں سب نے کہا بہت بہتر ہے
 بیشک بقول آپ کے عیار مسلمانوں کے بڑے غضب کے ہیں رہا کر لیجاؤنگے سر کاٹ کر لیجلیے
 پیمان نے اسی وقت میدان غولی کی تادی کی جلا دھنجر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شاہزادہ
 لگاتار لگے ایرج و پیمان کو درخت لگے بٹھایا جلا دے کو لے کا خط کر دن پر ایرج کی دیا

شاہ پور شیر دل ایک دوکان میں پڑا ہوا سوراخا لقیں تھا جب لشکر کوچ کر گیا میں بھی
اٹھایا جاؤنگا مگر بلڑ سٹنگے اٹھا مجمع میں آ کے دیکھا سب سامان قتل ہوا ہر حیران تھا کہ اگر
شاہ پور اب کیا کروں بیان پیمان نے جلاد کو حکم دیا شاہ پور نے گوچھن کے پتھر سے کئی جلاد
مارے چاہتا ہر جہت کر کے فریب پہنچون فوجوں کے اس قدر جباؤ ہیں کہ پاک خیال کا گدڑ
دشوار ہو حیران و پریشان ہو گوچھن نے کھڑا ہو دعائیں مانگ رہا ہو کہ اوی کار ساز و بے نیاز
میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچائے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے لطم

کردہ برہر کہ اکی حلق کریم	اوندارو در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بہاران توی	در سقیم الحال در رنج و الم
نہ خبر گیر ہمائی روز و شب	ہمدوم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف و لال	قاصد از تحسیر و صفت ہر قلم
جلوہ گر در بستکہ انوار تبت	آتشکارا صورتت اندر حرم
اکی کریم گستر بنام نامیت	ختم شدہ بخشش سخاوت گشت تم

ایرج فوجان بھی زندگی سے مایوس ہیں بہزاد زیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہے کہ
اسے خوف جان اطاعت قبول کی ہو فوجوں میں گھرا گھرا ہو سوچتا ہو کہ خورامین نے سرکشی
کی تو مجھ پر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑیں گے دل سے دعائیں مانگ رہا ہو آخر پیمان نے آواز دی
کہ یارو دو گنہگاروں کا قتل کرنا بھی دشوار ہو آخر یہ پتھر کہاں سے آتے ہیں کہ ایک سپاہی نے
شاہ پور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اسے آواز دی کہ اوی ہیلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے
لوگ طرف شاہ پور کے دوڑے شاہ پور نے نیچے کھینچا کسی کو خبر کسی پر حجاب مار دیا کبھی حقہ
آتش بازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رخ کیے ہوئے بھاگا جاتا ہو قضاے کا صحرے سے گرد
اوی دیکھا سب نے نور الدین ہرین بدیع الزمان اسباب پر پوش پر سوار چلے آتے ہیں
ہاتھ جو ستھاسر اٹھا کے بے نگاہ غور دیکھا ایرج فوجان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو گئے وہیں
لغزہ کیا با شہید اوی کا فران بچا و اوی نا بکاران پڑ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ داند داند

لغزہ نور الدین ہرین بدیع الزمان

ہمارے روج رفعت شاہباز عرصہ مردی
بنیاد شکر اسلام نورالدین ہرگز ہمیش

نفرہ کر کے آواز دی اسی برادر نہ کچھ انامین آہو چا شاہ پور شیر دل نے جو اتنی مہلت پانی کہ
شاہزادہ نورالدین ہرگز فردن برآ پڑے تلوار چلنے لگی شاہ پور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑ میں گلے کے طوق کو مڑوڑ ڈالا بلہان کی فید کاٹی بہزاد نے بلوہ
کر دیا نورالدین ہرگز پڑے بھڑتے ہوئے طرف پیمان بے ایمان کے چلے ایرج نورجوان نے
بتاب ہو کے آواز دی اوکشتی گیر زادے خبر دار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر برہاتھ
نہ اٹھاتا نورالدین ہرگز پڑے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤ گا تو
اس بد زبان سے فساد ہو گا لہذا نکل جلو شیرنگ عیار بھی ہمراہ ہو جب ایرج نورجوان
نے دیکھا کہ نورالدین ہرگز پڑے بھڑتے ہوئے چلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے
قریب بلہان کے بھائی پیمان فیل سوار کے ہوئے چلے لٹکار کر آواز دی اونا مرد مکاری کا
انجام دیکھا بھنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہم کو اپنی جرات دکھا بلہان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آیا لنگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھایا
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن جو رجو رہو سے چاہتا ہو کہ پیمان کی کشتی مجھے ہوا ارج
نورجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بیڑہ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں
میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا اے بلہان دیکھ
ہشت پر کون آگیا بلہان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلہان کا زخمی ہوا چلا کہ
سر کاٹ لون بلہان نے آواز دی اے آقا سے نامدار و شہنشاہ دلا تبار غلام نثار ہوتا ہو ارج
نے جو بلہان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و درہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے
لٹکار کر آواز دی اونا مرد مکر کا بہت پابند ہو اس پیشہ دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
تو آپیمان فیل سوار ایرج نورجوان پر آ پڑا کسی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
دار خالی دے لیے فیض کو اپنے چمکا یا خبردار خبردار کیلے ہاتھ مار دیا تیغہ دودے سکندری دست
آبر دست ایرج نورجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے پیر کو کاٹ کے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی
 و زبردست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاہ پور شیر دل رکاب ظفر انشاب سے
 لپٹا ہوا پشتیانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقہ آتش بازی داغا
 دس پانچ کے منہ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے
 بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلان نے سب کو لائے حاضر خدمت
 کیا اور عرض کی کہ اگر شہر بار پاسبان طاعت کریں گے ہفت پیکر پاسبان نے لعنت کی اب
 ایچ نہ جو ان نے سب کو کلمہ پڑھایا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہوئی کل پہلوانوں کو لیے ہوئے
 بارگاہ میں آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہیں دوسرے
 دن لشکر کو تیار کیا طرف بہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہو بہوت
 تیغ زن اپنے قلعے میں ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ میں ہمراہ صبا کے سبک رو کے
 یاد میں شاہزادے کی رویا کرتی ہیں جب انکا عیار عرض کرتا ہو کہ اوی ملکہ عالم صبر کیجیے نثار شہر
 شہر بار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائیں گے ملکہ بفرار ہو کے فراتی ہیں اور صبا کے
 سبک رو میں کیا صبر کر دیں کیونکہ جبر کر دیں میری تو یہ کیفیت ہی نظم

اسے نو آہ کا یار انہیں کہاں فریاد
 مگر کریں گے کبھی ہر امتحان فریاد
 کرینگی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد
 نہ آہ و نالہ کروں میں نہ اب فغان فریاد
 کریں گے شکل مزا میرا استخوان فریاد
 جو پیر کرتے ہیں آہن تو نو جوان فریاد
 قسم خدا کی جو آئی ہو تازبان فریاد
 وہ گل کرے لب نازک سے غنچ سان فریاد
 سینگا کون اثر بار اب کہاں فریاد

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد
 یہ ہو یقین کہ جب اینگی رانجان فریاد
 گئیں جو حسرت ویدارے کے دیا سے
 فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا
 جھٹیکا بعد فنا بھی نہ شغل ناہ کشی
 تمھارے واسطے نالان ہیں سارے خود بزرگ
 ترے فراق میں اوبت کرا بننے کے سوا
 اتر ہو باد ہب ساری کا آہ میں میری
 گئیں وہ عشق کے ہمراہ رنار تاخیرین

جب ملکہ بہت بفرار ہو میں تو صبا کے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہو ملک نے کہا بھٹا کسکو تلاش کرو گے اب ہمارے اس کے عدم میں ملاقات ہوگی سر دربار بہوت تیغ زن کہتا ہو کہ میں نے انکو مار ڈالا صبا کے سبک نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہو یہ وہ شیرین کہ لا کھوں میں اکیلے لڑتے ہیں بہوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اس ایسے صدمہ پہلوان اٹھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہنے رات کو صبا کے سبک رو نکلا ادھر سے تو یہ جاتا ہو اور ادھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہر چند کہ صبا صورت بدلے ہوئے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی مین جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرا گیا مگر سوت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آ کے پہنچا کہا کیون نہر صاحب خیر تو ہو نسیم نے ہونگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا او صبا جل تج کو شاہ نے بلایا ہو اگر صاف صاف بتاؤ گی تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوئے ہیں میں ایک غریب مسافر ہوں تلاش معاش میں نکلا ہوں اس زمانے میں ہنسی تو اہل و عیال پر پڑے ہیں کہیں سے تلاش کر کے لاؤں بال بچوں کو کھلاؤں نسیم نے کہا ارے تو میرے سامنے باتیں بناتا ہو مجھے چھپاتا ہو اب یہاں سے فوجین گئی ہیں اس جوان گرفتار کر کے لائیک سب حال کھل جائیگا تو کیوں چھپاتا ہو صاف صاف ظاہر کر دے صبا بھار کر رہا ہو آخر باب بیٹوں میں نیچے چلے لگا مگر نسیم جہاں دیدہ کار آرمودہ اور صبا نو جوان ایک جگہ پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا کے سبک رونے پر نہ کہ منہ پھر نسیم نے حلقہ ہائے کندہ اسکی گردن میں مارے صبا کے سبک روز میں پرگرا باب نے بیٹے پر حباب مارا صبا بہوش ہو اٹھا مین لاکے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کھڑا لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیوں اب بھی صاف صاف بتا دے کہ تو گنہگار شاہی کا کیوں دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کر دے گی تو تیری جان بخشی کر دوں گا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا کے سبک رو اب پریشان ہوا کہ باب کو کیا جواب دوں اگر اصل امر کہتا ہوں تو راز کھلا جاتا ہو نہیں معلوم کہ اس حریق آتش اشتیاق و غریق تجھ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ اے بابا جان مجھے اسکی جوانی پر حرم آیا عیاری کر کے رہا کر دیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہو مکار طرار فرار ہو حقہ

مار کے ہنسا کہا اور فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہیں یہ امر تیرے وصلہ نے کیونکر گوارا کیا یہ کسی جلیل کا کام ہو صاف صاف بیان کر صبا سے شک روئے کہا بابا جان آپ کے سامنے میری کیا مجال ہو کہ میں خلافت عرض کروں نسیم نے ہوا کو بانہا ہوا جب صبا سے شک نہ قبول تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا ہلاک گیا کہا اے اب اگر قتل ہی کرنا منظور ہی تو خنجر مار دے سر صبا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہو کہ صبا سے شک رو تڑپ رہا ہوا اور نسیم کوڑے مارا کہ ہو چھتا ہو کہ صبح سے گرد آڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبا سے شک روئے دیکھا پشت پر فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باورفتار رفرت کو دار پر نقد روح قاسم زیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں بلہان مردم در قراق پہلو میں مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاہو ریشہ دل رکاب ظفر اسباب پر ہاتھ رکھے ہوئے صبا سے شک روئے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاہو رنے جو صبا کو پہچانا نیچہ کھینچ کر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لوں ایرج نے دیکھا کہ یہ جب تک پہونچے گا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے آہادی تیر کج کمان میں پیوست کیا آواز دی اوجلا د صاحب بیدا اگر ایک سو سے جسم بھی صبا کا کم ہو تو یہ تیرہ ہو کہ اندھیری شب میں چشم مور پر پڑے نسیم شاہو ریشہ دل کو تو خیال میں نہ لایا بلکہ کڑکٹنے سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پر کڑے کھڑا ہو گیا دل میں کہ رہا ہو کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو بچاؤں پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھ کر لیجاؤنگا ایرج نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پر کڑے کھڑا ہو دین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ تیر نخل کو توڑ کر شائد نسیم شائد کیا اب اتنے غصے میں شاہو ر بھی فریب پہونچا اور لٹکرا کہ اوسیمیا میرے سامنے تو اور جھپٹ کر ایک نیچہ جو ارا تو کندکٹ گئی اور صبا سے شک رہا ہوا شاہو ریشہ دل و نسیم سبک رو سے نیچہ چلنے لگا شاہو رنے مکر تھا کہ ہاتھ پر نیچہ مارا نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹ ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی صبح لشکر ظفر اڑنے کے آگے پہونچے صبا سے سب کمال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہو جس روز سے آپ نکل گئے یہ سچیا میری تلاش میں تھا آج میں
 آپ کی تلاش میں نکلا اس سچیا نے مجھ کو پایا میں نے اسے ہاتھ سے پکڑا اسے اٹھائے مگر ملک کا
 نام نہیں لیا اب مجھے رخصت کیجئے میں اپنے کو خدمت میں ملکہ کی پہونچاؤں ایرج نے کہا ہماری
 جانب سے کہنا کہ اسی جان جہان و اسی آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کر کے آئے ہیں باب سے
 ہمارے مقابلہ کر کے تلو لین گے مگر اب ہمارے باد میں ہماری کیفیت ہو نظم

یہ یوسف دیکھئے کب تک رہے محبوب میں ناز میں
 سخی کو اجر ہوتا ہو زیادہ خیمہ پہنان میں
 جلے قمری کا فون روشن کی جا سرو چرخ افغان میں
 دوبارہ جسے بخشاؤ جہنم پیر کھنسان میں
 رنو کرتا ہوں لیکر تار و پن کا کرسیبان میں
 مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہو اس کے خوان لوان میں
 قفس میں قید ہو چکی میں یوانہ ہون تدار میں
 نہیں کچھ نوح کی کشتی کو غرق طوفان میں
 سراپا روح کا عالم ہو تیرے جسم عریان میں
 بناؤں کیا سمجھ کر آشیانہ اس گلستان میں
 بگولا جب بھی اڑتا نظر آیا بیابان میں
 نظر آتا ہو جو لڑکا بھرے ہو سنگ دامن میں
 صدائے جذبہ اقبال شعی گنج شہیدان میں
 زمرہ کے اگر تپے ہوں پیراشخ مر جان میں
 سفینہ آل احمد کا نہیں آئیگا طوفان میں
 راہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان میں
 پروں سے تیرے ہو طاقت بردار پیکان میں
 مثال شیر خلعی ہو حرارت مرد میدان میں

قفس سے کم نہیں ہو روح کو تن سحر جانان میں
 گریے حسن کو لہر اک بوسہ چھپا کر دو
 ہوا سے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
 وہی دکھلائیگا مجھ کو بھی صورت میرے سہا
 یہ ظاہر گو ہوں دیوانہ براتنا ہونش ہو چنگو
 گنا جاتا ہوں میں بھی آسمان کے میمانوں میں
 سنائی ہو صبا کس کو بہا آئی تو آنے دے
 تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
 برہنہ دیکھ کر عاشق میں جان تازہ آتی ہو
 کبھی خوف خزان ہو اور کبھی صبا کا کھٹکا
 میں سمجھا شہسوار آتا ہو میرا ترکاری کو
 حبیا کو بکو سامان ہو اب میری وحشت کا
 گیا جو فاسخ پڑھنے ترے کشتوں کے فتنے
 تو قادر ہو تری قدرت منائی سے عجب کیا ہو
 نہ ڈر افعال بد سے تو جو موسن ہو تو ناجی ہو
 مجھے گوبے سر انجامی نے بھی پہلی منزل پر
 ستم کرتے ہیں اہل ظلم اوروں کی حمایت پر
 طبیعت سے نہ جانے زندہ ہو ہو ہر ذاتی

صبا سے سبک رونے عرض کی اور شہر یارمین نے آپکو ملکہ سے زیادہ مقرر پایا اور یہی حال ملکہ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر خیال کہ شاہ پور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا کھلا ایک ضعیف عورت کی شکل بن کر تیار ہوا ایرج و شاہ پور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض کرتا ہوں کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مبہوت کے آبا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر آیا ہو ساتھ ستر ہزار کا جمع ساتھ ہو بلہان مردم در ایسے پہاؤں کو زیر کر کے لایا ہو عیار بھی سکا اس کے ہمراہ ہو مبہوت نے کہا قضا اسکی در سنگیر ہو یہی اس کے قتل کی تدبیر ہو کل میں قلعہ سے لشکر لیکر نکلا جنگا مشکین بانہ کر لاؤنگا وار بر لٹکا کر اسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے میں کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہیں ایرج ہتھیار لگائے ہوئے آگے آگے پشت پر دو لون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہو کہ یہ ضعیفہ کو ساتھ ہو معلوم یہ ہوتا ہو کہ شہر میں جو کوئی اسکا مددگار ہو اسکی ملاقات کو جاتے ہیں دل میں سوچ کر اسنے پہچان کیا یہاں ملکہ ماہ پیکر انتظار میں اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ رکھے ہوئے زار زار مثل ابر نو بہار کے رو رہی ہیں کنیزیں سمجھا رہی ہیں کہ واری وہ عیار آج کا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہیں ایک ضعیفہ آگے بڑھی اسنے پکار کے آواز دی واری مبارک میں شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہنچ گیا مجھے حضور نے نہیں پہچانا میں ہوں صبا سے سبک رو ملکہ عالم نام ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئیں دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او شہر یار یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت میں کٹا شہزادے نار یکا ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر جان بڑی سخت ہو ایرج نوجوان نے گلے سے لگایا کہا او ملکہ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت قلعہ بند ہو گا تو سر سواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے میں آیا مشکین بانہ حکم تمہارے سامنے لاؤنگا سب حال تمہر کھل جائیگا خون نے بھی آگے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ میں آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلو سے ایرج میں پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاہ پور کو دیکھ کر نسیم باغ کی دیوار سے

اُم ترا خیال میں آیا کہ جاگر بادشاہ سے خبر کروں قلعہ کا بھی بھاگ نکلیں گھیر کر اس
 جوان کے ٹکڑے کریں دونوں کے دونوں کیا کھیلے ہوئے بیٹھے ہیں یہ سوچ کر نسیم بھاگا
 دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہایا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شبک رو دروازے پر حاضر ہو
 محلدار نے جاگر بادشاہ کو جگا یا مہموت تیغ زن آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا بوجھا اسو نسیم کیا ہی کہا
 ای شہر یا آپ بڑے صاحب اقبال ہیں میں سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہوں جیسا کہ
 شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بن کر گنگار شاہی اور اسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے
 ایک صاحبزادی کے باغ میں آیا ہوا ہر جہز کہ میں نے ایک وقت میں اپنے لڑکے کو گرفتار
 کرتے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اتنا چھوٹے
 ہوئے پہلوئے گنگار میں دونوں بیٹھے ہیں آپس میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں فرح کا
 شکایت کھلے ہوئے ہیں اگر میدان میں حضور سے اور اس گنگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غار
 آتا بلکہ ان مردم در ایسے فراق کو وہ زیر کر کے لایا ہو خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کسی کے
 آپ کے قبضے میں اسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چار جانب سے گھیر کر ماریے قلعہ کا بیٹھا
 بھی بند کر لیجیے کہ فوج والوں کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ شکر مہموت تیغ زن نے حکم دیا
 کہ لشکر ہمارا تیار کرو چل کر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اسو نسیم شبک رو حقیقت میں وہ جوان
 بہادر ہو میں نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو میں اسپر غالب نہ آتا تھوڑے
 عرصے میں ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہو گئی مہموت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پیرے نہ رہیں وہ بھی
 تیار ہو کر آئیں سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شبک رو کو یہ بڑی
 فکر ہو کہ میں شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کروں اُسے میرا ہاتھ قلم کیا ہو میں اسکا
 جب تک تن سے سر نہ جدا کر لوں گا اسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہاں ایرج نوجوان
 بعد شوکت و عظم و شان پہلوئے ملکہ میں بیٹھے ہوئے ہیں باتیں فرے مزے کی آپس میں
 ہو رہی ہیں دفعۃً بیٹھے بیٹھے صبا سے شبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت
 دل گھیرا تا ہی آقا سے نامدار آپ نے مجرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہ کہ بادشاہ کو خبر
 ہو جائے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہو بلکہ ان مردم در کو خبر نہیں ہو اب

بہر دو پہر بیان ضرور بیٹھے گا ملک کو آب کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھے تو میں
 آپ کے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سبک رو خبر کر دے
 اور وہ رات کے وقت ارادہ بخون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
 قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا سے سبک رو مہبوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوائے
 جرات ہو وہ بخون کا ہرگز ارادہ نہ کر لگا مجھ کو بہت کمزور سمجھے ہوئے ہیں مگر تم سمجھتے ہوے جانا
 ایسا نہ کہ نسیم تم کو دیکھ لے باپ ہو کر تمہارا دشمن ہو رہا ہے شاہ پور شیر دل نے کہا آپ
 بجا ارشاد فرماتے ہیں صبا سے سبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کر کے شکل اصلی
 بالغ سے نکلا آدھ کوس رستہ طو کیا تھا کہ صحرا سے گزرتے دیکھا بادشاہ گھوڑے پر آ
 نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہو لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے
 پیچھے ہٹا سو جا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مہبوت تیغ زن کو خبر ہو گئی میں جا کے
 بلقان مروجہ کو خبر کر دوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہ کہ شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت
 خدا سے وہ صفت شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہیں اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
 ہو جائینگے یہ دلی سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا بھاگ کر قلعے کے آگے
 دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا سے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخ
 سوہن سے کاٹیں اس میں سے نکل کے بھاگا یہاں بلقان مردم در لشکر کا حلائیہ دے رہا ہے
 ساتھ بیون سے کہنا ہے بار غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا نہ کہ وہاں روکے جائیں اور
 خدا نخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جمال عظیم المثال ہوں جس نے ز سے آقا نے مجھ کو یہ
 کیا میں ہی چاہتا ہوں کہ مجھ بھرانے کے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اس شاہزادے کا دیکھا کروں میرا
 دل اندر سے گھبرا رہا ہے ہر چند کہ آقا سے نامدار ایسے نہیں ہیں کہ ہزار دہزار سے مجھ بھیر میں شیر
 کے مانند گلہ گو سپہ سالار میں آپڑتے ہیں ماسٹر اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ میں لڑتے
 ہیں افسروں کو گھیر کر مار لیتے ہیں میں نے ان کی لطافت کا طریقہ سب پہلوؤں سے الگ دیکھا ہے
 ہیکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ واسے کہ رہے ہیں کہ
 یہ غیرہ صاحبزادان اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہیں اس خاندان کی لطافت کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران حیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب نشا
 طرز جنگ میں دیر عصر یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں کہ بلہان نے دیکھا صبا کسکے و
 بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہو پکار کر آواز دی اچھو سیہ سالار آقا کے نامدار بلخ میں ملکہ کے
 ہن مہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آگے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
 پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر نثر یک جنگ ہو گے بلہان مردم درینگر گھبرا گیا
 کہا اے صبا میں اپنی جان دوں گا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا میں نے بروقت جان
 کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کتنا اُٹھنوں نے نہ مانا یہ کہہ کر گینڈے پر سوار ہوا
 بارہ ہزار فراق اسکے طلا کے پر ساتھ موجود تھے مٹھن کو ہمراہ لیکر چلا صبا کے شہک رو
 نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہاں فوج زیادہ ہو بلہان نے کہا عرصہ ہو گا یہ بارہ ہزار
 فراق جنگ آزمودہ ہیں قلعہ پر جا بیٹھنے صبا نے لشکر میں آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ میں
 گھر گئے کل فوج والوں کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو بین نام اپنے آقا کا سدا
 فوراً آنکھیں اپنی اپنی ملتے ہوئے اٹھے سواروں نے گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈالیں سیدوں نے
 سپر وشمیشہ ہی صرف ہاتھ میں لے لی اور روانہ ہوئے یہاں قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپوں
 درست کر رہے ہیں بتیاں برابر لگی ہوئی ہیں ایک جانب تیل کے کڑھاؤ انہیں شیل بھرا ہوا بیچے
 اُنکے آگ روشن ہو کہ دید بان نے دیکھا آواز دی یارو بلہان مردم در فوج کو بلے ہوئے آتا ہو
 گولہ اندازوں نے یہ شکر توپوں کو جھجکا کے کان میں ایک دوسرے کے نہیں معلوم کیا بیڑہ بڑھ
 کہا کہ بس دفعہ توپیں کو کیں اور گر جیں اور آگ اُگلنے لگیں بلہان مردم ورنے جو دور سے دیکھا کہ
 گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقوں کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اُنہوں نے
 سیدوں کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو بیٹھا و جب ہم قلعے میں داخل ہو جائیں تو تم آنا گھوڑوں کو کوڑ
 مار کر داہنے بائیں سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو بین
 روکین کہ سیدوں سے گرد آڑھی دیکھا بلہان گر رہا تھا ہوا قزاقوں کے گھوڑے اُڑتے ہوئے
 اس قدر جلد آگے پہنچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلہان مردم در برابر پھاٹک کے پہنچا گینڈا اڑا کر
 خندق کے پار آیا قزاقوں نے گھوڑے خندق میں ڈال دیے گھوڑے اس پار آئے اور پھاٹک

تو ذکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلہان مثل فیل مست کے چھوٹا ہوا جس طرف گیا پرے
 کے پرے پامال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلہان چلا باقی ماندہ سہ
 جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی اڑے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی
 کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن پابہتا ہوا اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹپکے
 اٹھٹے ملکہ بھی سوار ہوئیں چار سو کنیزیں پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
 حکم دے رہا کہ دروازہ کھول کر اگر دو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
 کھلا دیکھا آفتاب عالیاں شہریاری و کوکب شہبخت افر در جہانماری باغ سے طالع ہوا اندر
 کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کیسے پہلے تو بیلداروں کو قتل
 کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہا پاروہ گنگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
 اگر شاہ پور شیر دل نے بڑھ کر حقہ آتش بازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ او بار وفادار
 اسکی کیا ضرورت ہو میں جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہوں شاہ پور کب مانتا ہو ایک چپٹ چلا کر
 جنگ میں بساک ہو چند حقہ آتش بازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول برآ کے
 گرے شاہ پور نیشی بانی کر رہا ہو پشت پر آیا اسے فخر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
 تڑپ رہی ہو افسردن کو تاک تاک کے مارا اگر دانکے مرکب کے صد ہلا شہ پڑا ہو ہر لاشہ شل منجھل
 کے تڑپ رہا ہو مہبوت نے پکار کر آواز دی اسے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو
 سب ل کے اسکو گھیر کر کشیم نے بڑھکے خبر دی در باغ کی جانب ملاحظہ فرما اپنے ملکہ عالم مع کنیز
 باغ سے نکل آئی ہیں تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہیں پہلے انکو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کہ
 اس طرف چلا دس ہزار سوار جوار اسکی پشت پر ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ بابا جان فوادہ آنے کا ارادہ
 رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کیسے اپنے کا ندھ سے بھی کمان اتاری چار سو
 جو ایک سرتیہ چلے چار سو کا فگھوڑوں سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہبوت نے گینڈا لگے بڑھایا
 دور پکار کر آواز دی او کیسویریدہ آکے سکویا مال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
 ہوا تیرے حال پر روئیں اور جھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا اونگ خانان
 کچھ تھک میرا غوف نہیں ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیسے گامبھوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملک نے تیرناک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جیت کی دوسرا تیر ملک نے مارا کہ شاہ مہموت کا نشانہ ہوا اتنو بہت جھٹایا کل فوج کو بکار کر آواز دی یار و پیلے اس کیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج نو جوان کو گھیرا سب نے ملکر لکھ پر بلوہ کیا ملک نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف تیغ ہو گھیرا گناین دل کو خدا سے رجوع کیا بکار بنے لگین اسی معبود اور موجود وقت مدد ہر ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے نظم

می طہد در سوز عشقت سببہ سوزان کن نظر یارب بحال بے سر سامان وقت تنہائی توئی یار اہمہ یاران اشرف المخلوق کردی شکل انسان ختی خاکیان را ز بنہ بنشدی تو برا فلاکیان جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی شستہ گرد گرد بآب دیدہ فست حد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم	در غم ہجر تو گردید دیدہ گریان ما گوشت فرما بر صدمے نالہ و فغان ما تو مدد گاری پس از جملہ مدد گاران ما در گردہ بند گان خود فردی شان ما از خاک کردی بلند اندر زمین ایوان ما بستہ نقد زرہ گوہر تو در دامان ما نامہ اعمال ما و دستہ عصیان ما دفتر تو حید ہست اندر سخن دیوان ما
--	---

ایرج نو جوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مہموت تیغ زن نے کل فوج سے ملکر کو گھیرا ہو بسبب تیر اندازی کے جو نامہ و قریب نہیں پہنچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور بکار کر آواز دی ادا نامہ دو تم جسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مہموت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اسے تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نو جوان تلوار سے تیروں کو قتل کر رہے ہیں وہ بھیجا جاتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخر کار سب نے مل کے اس قدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کو درمکب سے الگ ہوئے شمشیر زنی پیدل ہو کے کرنے لگے مہموت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو ہو سائے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہے کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہیں نسیم نے کہا اس وقت دوسری پاک بجے ساتھ میں مہموت نے آگے بڑھ کر کنڈین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دوسری پاک بچوں سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹ جاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیر کے ہوئے میں نسیم صیگ رو چاہتا ہے پیشین تو میں کنڈین مار کر پکڑ لوں ایرج نے جو کنڈین اڑوں کو دیکھ کر پریشان ہوئے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہو کے بکار آٹھے ای خداوند بیل و تہار بھگو کچالے لفظ نسیم

بے نوا بیان را بفضل خوش بخشدی نوا
گر بان راہ الفت را تو گردی ہنہا
مفاس و در یوزہ گرا صاحب زریا سختی
ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
جلہ را با خاک گور آخند برابر ساختی
سبزہ سر سبز کردی تیر نوک خار را
نالہ و فریاد کردی لطف موسیقار را
زود باغ بلبیل لالان معطی ساختی

بر خطا کاران برہ لطف فرمودی عطا
در دمنہ ان را عطا کردی تو داروی شفا
خاکساران جهان را کیمیا گر ساختی
خلق میدار دہ حکمت گردن اخلاص خم
کس نہ پیرون برد از تعمیل فرمانت قدم
ساختی شاہ و گدایسیر و پیمبر ساختی
زنگ تو کردی عطا اندر چین گلزار را
ساختی ہمسار الفت نرگس بہار را
جلوہ گردن گاشن عالم گل تر ساختی

بیقرار ہو کر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلقان مردم در بارہ ہزار فریقوں سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے صیگ رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد ہو نچاؤ صبا نے جو پشت کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا صبا نے اسکو تھمہ مارا زنگی کا سر پٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلقان مردم در بھی گرد بھر پھر کر پڑا ہوا ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان کسی پشت پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبار فتار مجھ کو قریب مہموت کے پہونچا مرکب طرا سے بھرتا ہوا جلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دو تہی مادی ایک سوار مرگرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار پامال ہوئے بلقان مردم ور لے بارہ ہزار قزاقوں سے پرے کے
 پرے درہم و برہم کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے ایرج فوجان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
 آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہاں تک کہ ایرج فوجان قریب مہبوت تیغ زن کے
 پہنچے بلقان نے عرض کی اے آقا سے نامدار ذرا تال فرمائیے میں اس مغرور کی گردن بکڑ کے
 لاتا ہوں یہ کہلے گینڈا بڑھایا سامنے مہبوت کے آیا مہبوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلقان
 نے کلانی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکی یہی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھ آیا جیخ دیتا ہوا سامنے ایرج
 کے لایا مہبوت پکار اٹھا اے شہر بارالامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اسے عرض
 کی علام مسلمان ہوتا ہو کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مہبوت تیغ زن کل پڑھ کر بعد ق مسلمان
 ہوا فوج والوں کو آواز دی یارو میں نے شہر بار کی اطاعت کی تلواریں روک لو سب فسر و مال
 اپنے اپنے ہاتھوں میں باندھ کر حاضر ہوئے ایرج فوجان نے سب کو سرفراز کیا مہبوت
 ایرج فوجان کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا بلقان ساتھ نہیں چھوڑتا کہتا ہوا اے آقا یہ ابھی
 مسلمان ہوا ہے آپ اس کے ساتھ بارگاہ میں جاتے ہیں ایسا نہو کچھ مکر کے علام کو بڑا خیال
 ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو شاہ پور شیر دل قریب تھا اسنے عرض کی اے بلقان مقام تشار
 نہیں ہے یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہو تو اس کے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہو
 پیشانی اسکی منور ہو مہبوت نے وزراء سے صلاح کر کے تریخ خوشبختی ثبت ملکہ کا سینے پر
 ایرج فوجان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوئے فرمایا کہ مہبوت نے بڑی محبت کی مگر اے
 مہبوت ہم تیسے شرمندہ ہوئے مہبوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
 ایسا خوشی مبارک و لا قاسم فوجان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اے مہبوت یہ کہو
 جلد ہی ہو کہ اپنے کو تاہ طلسم ہفت پیکر پہنچاؤن مہبوت نے عرض کی بائیں پر اسی قلعے کے
 صحرائے ترکستان ہو اسی جنگل کو طر کر کے قریب کوہ رنگارنگ کے پہنچے گا وہاں سے
 سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہو ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
 بلا ملکفہ بیان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئیے تو عقد کا سامان ہو گا ایرج محل میں آئے
 ملکہ سے رخصت ہوئے فرمایا اے ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بقیار ہوئیں کہا اے شہر یار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانہ فراق میں
راتیں بچر کی کیونکر بسر کائے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہو گئی

پیدا ہو جس سے خوش کسی شہسوار کا دکھلا یا چشم ہار نے روز سہ مجھے کیونکر وہاں یار سے تشبیہ و نعت ہے یہ جانتا ہوں میرے گنہ میثا رہیں بعد وصال ہجر میں یوں بہت مل ہوا ہست میسر سے یہاں میں آگیا دیوانے جاقین رشت کو زنجیر توڑ کر اشدری صفارخ رنگین بار کی اب اس کے آستان سے چھڑاتے ہیں جھجکا ہوا	آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا بارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا غنجے کو اسکے سامنے رہتہ ہو خار کا اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ شمار کا آنکھوں نے میری نگ زدیکھا شمار کا تلوون میں یاد آئے کھٹکنا جو خار کا گل کو بھی اس مقام پر تہہ ہو خار کا اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا
--	--

ایرج نے لکھ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم پلٹ کر طاسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ
کی ہوگی جسے عقد کر لینے تب لشکر میں جائینگے ہمارے بعد اپنے کو بلا کر نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا
غم و الم کا دل پر بھرم نہ ہو دشمنوں کے دیوانے کی دھوم نہ ہو جہان تک ہو سکے اس آتش عشق
خانہ خواب کو ظاہر نہ کرنا ہر کو بھی تمھاری جدائی شاق ہو مگر یہ مقدمہ ایسا درمیش ہو کہ ہکاوتنا کا
پس و پیش ہو یہ کہے باہر نکلیں مہر و ت کو بادشاہ قلعہ کیا جا با کہ بلقان کو بعد کچھ سالاری مقرر
کریں لیکن اسے عوض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہو امیدوار ہو کہ ہمیشہ
کمترین قدم بہت لازم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان
نے بلقان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فرخ ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ
کر کے طرف صحرا کے ترکستان کے آگے آتے شاہ پور شیر دل ساتھ ہو اسے
عوض کی اگر خلاف نہ تو کچھ عوض کروں ایک ہفتہ اسی صحرا میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتہ کے
یہاں سے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا اے شاہ پور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین
ایرج نوجوان اسی صحرا کے ترکستان میں فروکش ہوتے ہیں وقت پر اب کا حال تحریر ہو گا

و کلمہ داستان تہ نور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعه قرا طاق
اور مقابلہ پہلوانوں سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز چاہتا ہوں کہ نشہ میں میں ہوں جھوم کر آج ابر آ یا ہے دشمنوں کو بڑا طال ہوا پہلے دو بر شراب ناب میں نقش پاہی ترا مرا سرتاج حالت ابر ہی فرح افزا ابھی میخانے میں ہی رہی باقی ساقی ماہوش بھی آئیگا ہوہے تھریر بر سر میدان	رگ وریشے میں ہی شراب میز دیکھوں ابر سیر کی کیفیت میکشوں کو مزاد کھایا ہے جمع میخوار ہو گئے آکر اس قدر ہم نہ بیچ واپس ساقیا ہمیشہ تیرا احسان ہے لطف محفل ہو جبہ جان آج ہو سیکھ کے میں لطف نثار سیکشی کا مزا اٹھا لیگا چہرہ حاکمان محکمہ جرات و جلالت دیکھتا ازان میدان شگفت	لطف ابر سیاہ بھی دیکھوں ساقیا سہین ہو بڑی صنعت آج ساقی سے بھی وصال ہوا ساقیا آج تو نہ ہو چکر چھہ تھمے اڑا میں آج رنگ محفل ہو کوئے جان میرے کہنے کو ان لے ساقی جام کے واسطے ہو دل بیتاب ای قمر داستان شیر نثار
--	--	---

وسطت اس داستان سحر خوان کو بون تھریر و نسیر فرماتے ہیں۔ شہر تصنیف مصنف
را قمان سوانح میجا می نو لیسنا دید بقضا سابق میں تھریر کہ چکا ہوں کہ شاہزادہ
والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے
ردانہ ہوئے شہر نگ بن عمر و ساتھ ہو ایک نخل کے سائے میں آ کے ٹھہرے مرکب کو واسطے
چرنے کے چھوڑ دیا اب شہر نگ سے باہر کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ کیوں ای شہر نگ
ایمچ نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجک آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار صحرا
خس و غار میں پھر رہے ہیں کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی شہر نگ کہتا ہے ای شہر یار آپکو
بھی انشاء اللہ شکر ملیگا گھر اپنے نہیں وقت پر موقوف ہو اسی مقام پر ٹھہرے رہتے
جگہ بھی فضا کی ہو بیان سے قریب ایک قلعہ ہو اسکو قلعه قرا طاق کہتے ہیں قرا طاق جا
تخت پر بیٹھا ہو کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر کو دین ڈال کر اڑ گیا قرا طاق جا

نے وہ فرمان بڑھام رقم تھا کہ قراطاق جاو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
 کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہو اسکو اٹھا لے کر اس کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدقہ
 حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
 ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کر لیا تو وہ فوراً چھوٹ جائیگے تیرے ہاتھ
 سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جاو نے پلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا
 حمایل جاو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے
 زندہ گرفتار کر لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نکل کے سامنے میں ایک جوان
 ماہ رخسار کھڑا ہی میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہوا نکاحا شافا
 اچھا نہیں اب حکم خداوند آتا میں ابھی جا کے لاتی ہوں یہ کہے حمایل اڑی آسمان چڑھ کے
 پھرائی نورالدین کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہی
 تڑپ کے گری نورالدین کو اٹھا لیا کئی شہر تک بقیار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق
 کے سامنے لاکے نورالدین کو حمایل جاو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ بانوں نورالدین پر
 کے زمین نے تھام لیے حمایل جاو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلا دوں
 بلاؤ جلا دو فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلا دو خنجر کھینچ کر سر نورالدین ہر بہ آیا
 کو بے کاخا گردن بولا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
 مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہے ہیں کیا جوان قتل ہوتا ہو کوئی خطا بھی اس نے
 نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کتنا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا کہیں نہ اس
 افسوس کر رہا ہو جلاؤ شہنائیں لگا رہے ہیں نورالدین ہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہیں
 اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں جاہتا ہی قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلا دو خنجر مارے کہ اس
 جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لگے ابرسمایاں پیدا ہوا اپنے عرض کی ملکہ سیما ب
 آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو
 انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرو
 سمجھا دوں گا کہ خبردار روز آکا کہ وہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھاؤ دیکھا کہ سیما ب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اتریں قراطاق نے کچھ قوجہ نہ کی سیلاب سحر طراز نے ٹکاف آسے تخت پر بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار میں یہ کیا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نیر و ہیر جڑ صاحب قہر ان نور الدہرین بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوا ہو سیلاب سحر طراز نے جواب دیا سامنے سے شہنشاہ و زراعت تو بلائیں کہ کون جو ان ہو اگر گنجاب کا نواسہ ہو تو گو ہر ملک کا بیٹا ہی میں ایک دماغ میں برائے طاقت گو ہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے فرد کا ذکر جرات کرتی تھیں کہ نہایت کسنی میں اس جوان نے جا کے طلسم گو ہر بار فتح کیا بڑے بڑے ساحران در دست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیلاب سحر طراز کی نگاہ جو جمال عظیم الشان نور الدہرین پر پڑی نور الدہرین نے بہ نگاہ یاس ملکہ سیلاب سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو یاس بیٹھے تھے نگاہ میں جو ہٹھائیں شیر مرگاہ سینہ سیلاب پر بیٹھے سیلاب بیکرا ہو گئی کہا کیوں اور قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اس میں کیا دخل ہو قدرت نے فرمان بھیجا ہو سیلاب سحر طراز نے کہا میں تو اس کو نہ قتل ہونے دو تکی قدرت نے بہت خلافت فرمان لکھا ہو خلا دار کو قتل کرتے ہیں یا بیخدا کو قتل کرتے ہیں کون یہاں اس کو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھتی سامنے سیلاب جادو کے اپنی جرات اور ہمت کی تشریفیں کرنے لگی سیلاب سحر طراز نے کہا کیوں یہودہ باتی ہو میں اس کو قتل نہ ہونے دو تکی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیلاب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برقی گری جس سے مہلیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلا کر جلا دیا سر اٹک گیا بکا کر آواز دی کیوں اور شیر پیشہ صاحب قہرانی کا خیال ہوا اپنے مقام سے اٹھ کر قراطاق نے جھٹکے کہا او سیلاب کیا جیری شامین آئی ہیں جو تو نے مہلیل کو مارا جلا دیا قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی ہو قدرت شکوہ سنگ سیاہ کر دینے سیلاب نے جواب دیا خاموش رہو یا نہ ہو جو غصہ آج مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھنگڑا بنا رہی سمیٹوں جادو گر یاں اسی خوش عشقی ہیں ان جوانوں کے پیچھے تباہ اور مراد ہو میں اب فی الحال میں اس کا سر کاٹ کے اس قدرت کے کچھ جو نگاہ قدرت نے بنا لیا ہے

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا میں انھیں کے حکم کی تعمیل میں سرگرم ہوں سیما ب
 سحر طراز اپنے مقام سے اٹھی قراطاق جادو نے گولہ اٹھایا کہا ای سیما ب ماروں گولہ
 کہ تیرا سر بچھا ہے سیما ب سحر طراز نے ہاتھ بلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو
 قراطاق جھٹلا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یارو تھنے دیکھا اسکو اپنے سحر برطاناز میرا
 ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھوں ہاتھ پکڑو سیما ب سحر طراز نے کہا ای قراطاق
 تیری کیا مجال ہو جو مجھے گرفتار کر سکے میں کئی سال برابر خدمت میں قدرت کی رہی انتظام
 خدائی کرتی تھی مردوں کو باتیں کرانا درختوں سے آواز دینا ظالموں سے لہجانا کہ اسکی
 خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیما ب کو کون کشتہ
 کر سکتا ہو چند ساحر دن نے ارادہ کیا کہ سیما ب سحر طراز پر ہاتھ ڈالیں لیکن سیما ب
 سحر طراز جب ہنستی ہے گو ہر ذرا ان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے
 سر اڑ جاتے ہیں ساحر اس پر ملوہ کر رہے ہیں مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہو بھی لڑتی
 ہوئی سامنے نور الدہر کے آتی ہو اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ میں نے یہ سب تیرے واسطے
 معین بنیں اٹھائی ہیں اپنوں سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھے اور قراطاق سے
 ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو اب گرد نور الدہر کے سیما ب نے ایک لکیر
 کھینچ دی ہو گویا حصار کیا ہو کہ کوئی اسکے اندر نہ آ سکے قراطاق غل مجاہد ہو کہ ارے
 یارو اس گنگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الدہر کے جانے کا ارادہ
 رکھتا ہو لکیر کے قریب پہنچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا بانوں ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا
 جنگ عظیم ہو رہی ہو مراد سیما ب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہزادے کے ساتھ
 عیش کرے فرسے لے لے یہ جوان طرصار اسکو معلوم ہو رہا ہو عشق میں اس حسین جوان
 کے چور ہو ہر چند کہ انپر صدمہ عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے انپر قبضہ کیے
 نہ ٹپلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیما ب نے لاشوں سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب
 نور الدہر کے نزدیک کوئی نہیں جاسکتا جو بلا دگیا خود بخود سر اسکاٹ کے گر پڑا غصہ میں
 قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور لٹکار کر آواز دی کہ او کیسو بریدہ دھکڑے کو اپنے دیکھ کر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا و ذرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب میں تیرے بھونٹے پکڑ کے
ایسے مکان میں قید کرتا ہوں کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجیب ہو جو عنایت سامری
و جمشید شریک ہو یہ سحر اٹھین کا بنایا ہوا ہو ہفت پیکر کی خدائی میں تاثیر نہ رہی اسکا زوال
اب قریب ہو یہ کہتا ہوا قریب سیما ب سحر طراز کے پہونچا سیما ب پر آگ برساتی اُس نے
ہنس ہنس کر ان سحر و ن کو دفع کیا کہ رہی ہو کا وہ دوانے میرے ہاتھوں سے تیری کیون قضا
آئی ہو دیکھ کہتی ہوں کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق نے نہ مانا تیغ خون آلود کا ہاتھ مار سینکا
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چاک کر گری قراطاق کے دھڑکے ہوئے مرنے سے
اسکے اندھیرا ہو گیا سیما ب سحر طراز اپنے ہاتھوں کو چمکا کے روشنی کرتی رہی جب جھونکا ہوا کا
چلتا ہو روشنی گل ہو جاتی رہی سیما ب نے کئی مرتبہ جاہا کو نورا الہ ہر کو پہنچے میں اٹھا ہوں لیکن
بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من قراطاق
جادو بود نام ساحر فریاد کرنے لگے کہ دو ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہیں سیما ب نے سحر سے
ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اب جو سیما ب سحر طراز نے سر اٹھا
دیکھا تو شاہزادہ نورا الہ ہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیما ب سر پٹنے لگی ساحر و ن پر غصہ کیا
کہ جسے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سب کو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم
ہم تو جنگ میں مصروف تھے ہمیں نہیں معلوم کیا گدرا سیما ب سحر طراز نے جواب دیا کیا میں
کسی بات میں عاجز ہوں ابھی دریافت کرتی ہوں جہاں نورا الہ ہر بیٹھے تھے اُس مقام پر
آئی دیکھا چند دانے ماش کے بیسے ہیں اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاف جو تم سب بیٹھا ہو
کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہلے اُن دانوں کو زمین پر رکھا ایک دو منہ سحر و ن
پر مارا آواز دی ارے تو کسا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ بھونک دونگی وہ دانے چنے
مثلی انسان کے آواز دی گو ہر جادو مالک قلعہ مروارید نگار اڑی ہوئی آسمان پر
جاتی تھی اسنے جو نورا الہ ہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگئی یہ سنکر سیما ب سحر طراز تڑپ گئی
کہا ابھی جا کر میں گو ہر جادو کو قتل کرتی ہوں میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی مراد دل مثل باہی
بیٹے آب کے تڑپ رہا ہی میرا تو اب یہ عالم ہو کہ جینا مجھ کو دشوار ہی بادین لیا کی قلبی غصہ طراز ہو

<p>دی جان محبت میں کسی خاک چین کی سُن آئے خوش الحانیان کس غنچہ بین کی خُشک ہو بوسہ رخ پر نور کا پایا کا نور کی بو آئی اگر عطر لگا یا کیا جانے کیا کیا دل عاشق سے کر کی اُس کا کل شکن کا بولہ جاسے کوئی نہ حسرت ہے جاتے ہیں ہم اور مرگ غریبی وان غیر کے گھر جانے کو پیدلی گئی پوشا اعجاز نازیب سے کی طرح سے خود الفت گیسو کا مین دیوان تھا پایا بند یاد آگیتن اگلی وہ غزلخوانیان اور</p>	<p>سیر نکھینے لاک آئے دوسرے کفن کی میشی ہو جو بھولی ہوئی مرغاب چین کی خیرات برہمن کو ملی چاہے کفن کی پوشاک ہو کی قطع تو یاد آئی کفن کی ہر بار کی شوخی تر سے بیباختہ بین کی تفصیل سمجھنا تو خطا اور خستہ بین کی مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی نہریرہ یان اپنے لیے غسل و کفن کی کیا بات ہو کیا بات ہوش گل سے ہر کی زنجیر محبت پاؤں میں ڈالی کی سون کی محبت کہیں دیکھی ہو کبھی شہر و شہر کی</p>
---	---

سب سمجھا لے کے گو ہر جاوہ کا حال یہ کنہ را کہ وہ جو بار سے سیر و شکار نکلی کہیں اتفاق سے
کنہ را کا طرہ کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اسکی دیکھ کر اسکو نہایت پریشانی ہوئی ورنہ کائنات
ظہر کے روتی کہتی ہو کہ فوس ایسے مقام ویران ہو سے مسلما انون نے طلسم ہفت پیکر کو
بھیج فرما کر دیا وہاں سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دناٹے شلے کی آوارگان میں آئی جھٹک کے بکھا
ایک بار گاہ میں ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر دی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان
رخشا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر چار جانب دیکھ رہا ہو گو ہر جہاد
جمال عدیم المثال دیکھ کر بیتاب ہو گئی سو کر کے تڑپ کے گری کر میں پیچہ دیکر سے اڑی رہی
جہاں دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو اسکو گو ہر کیا معشوق خوش خوش رو دست تاب ہوا
ایسا اسکو قلعے میں لیکر اس کے ساتھ عیش کرونگی ایسے معشوق طرح دار سے ملتے ہیں یہ
دل سے اسی طرح کی باتیں کرتی ہوئی قلعے میں آئی خود تو مسد پر بیٹھی بھاری جوار بند کر اپنے کو
زور و زور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نورالد ہر کو ہو شیار کہا اب جو نورالد نہر کی آگ
کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے میں پایا ایک ساحرہ دریا سے جواہر میں غوطہ مار رہا ہو

اشارے کر رہی تو نورالدین نے شرار سر جھکا لیا گو ہر جاوے پکار کر آواز دی اور زینت
محفل عاشقان اور رشک یوسف کہ خان شیر نام نامی کیا ہو تو ساحرون میں گھرا ہوا تھا میں
تیری جان بخشی کر کے اٹھالائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہوں خدا
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہوں نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دوں چند عویذ میرے سرکار
خداوندی میں ہر سر عمدہ ہاسے بزرگ ہیں تجکو خداوند کی دیارت کر او نگلی وہ تجکو نظر کر
کر شنگے عمدہ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نورالدین نے کہا اور گو ہر جاوے نام میرا نورالدین
بدیع الزمان ہو ہفت پیکر کی تباہی کی خاک میں نکلے میں اس بلعون سے ملاقات کر کے
ہم کیا کہینگے عم نامدار میرے طالعہ کشا میں وہ بھی طالعہ فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
میرا عجیب ایرج و جوان وہ بھی قہجرات فتح کرتا ہوا آتا ہوا دوا جان میرے اسیر چہرہ و حسن
زمان لشکر گران لیے ہوئے ایک مقام پر فروکش ہیں اشارہ اللہ تعالیٰ ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگ گیا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہیں ان پر میرے سے وہ غنائی کر رہا ہے
اشارہ اللہ ان پہاڑوں سے بھی بھاگ گیا یہ سنگ گروہر جاوے کہنے لگی اور چہرہ زیبا پر
نظر کر کے کہا اسی شاہزادہ والا قدر میں تمہارا ساتھ دو لگی اطاعت دین اسلام بدل قبول
کرتی ہوں یہ سنگ نورالدین ہر مثل محل شگفتہ ہوئے کہا اور گو ہر جاوے کہ گدہ میں جو ہر کاس فتح
کرہ نگاہ سب کا تجکو مالک کر دنگا گو میرے سحر آتا نورالدین ہر کو بدلہ میں اپنے جگہ دی کہ
گرو آ کے بیٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اور گو ہر میرے معشوق کو پیکر بدلہ میں دیتی ہو
میں نے اس کے واسطے بارہ برس کے آستانہ کو مار ڈالا کہ بدلہ دجان سے میری اطاعت
کرتا تھا گو ہر جاوے نے سنا اٹھا کہ سیما سیما جاوے غصے میں جتی ہوئی آتی ہو نورالدین
نے لاکا را کہ او تجھ کیا بیوہ کہتی ہو بان اور گو ہر سکا مارے سیما سیما نے پیکر کا مار لیا
جیسا سحر ملی گو ہر کرتی میں دنیا سحر میری نوڈیوں کو باد ہو گو ہر نے اٹھا کر گولہ سیما
پر مارا سیما نے گولہ کاٹا آپس میں سحر ہونے لگے کنیزوں کے سر کش کر کے سیکڑوں
کنیزین گو ہر کی قتل ہوئیں نورالدین ہر جو تلوار پیکر آئے سیما نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا
اسی جان سر کاٹ لے بار تو میری گون سے اثر حاسے میں دل دجان سے تجھ جان دیتی ہوں

نورالدہر کو حال پر سیما ب کے رحم آگیا فرمایا اے سیما ب اطاعت دین اسلام قبول کر بس
 سیما ب رو کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی او جان جہان و او آرام دل عاشقان میں نے
 ساہری و جمشید و ہفت پیکر بیعت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں
 نورالدہر نے سر سیما ب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیما ب کو بلوایا اب سچ میں سزا تکلف
 پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیما ب آکر بیٹھیں کنیزن سامنے
 دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا گد پان شراب کی کشتان کہاب کی لاکر سیا
 رکھیں جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نورالدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیما ب
 ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکھ ابر کو گرایا
 برقیں چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیما ب اپنے اپنے مقام سے مٹھیں اور پکار کر آؤ
 دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور اپنی
 بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہہ کر سیما ب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
 تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریاے جواہر میں غوطہ مارے بیٹھا ہے
 گر و تخت کے کچھ جادو گر بیان ہیں اور کچھ جادو گر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر پھٹ گیا ہفت پیکر
 نے پکار کر آ وادی او گوہر و سیما ب نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے
 شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑا دوں نام و نشان تم دونوں کا شادون سیما ب نے گولہ مارا گولہ
 اڑا بیٹا شانے پر سیما ب کے پڑا شانے سیما ب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے
 ابر و جوہرے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھا یا کہ سر دست
 قلعے کو بھی اڑا کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و تقارے کی آوازیں آنے لگیں
 نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش تخت اڑائے ہوئے جانا تھا کہ دیکھا
 ایک ابر لہار ہا ہو اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کر وں اور نورالدہر سامنے
 سینہ سپر کیے کھڑے ہیں نقابدار سے عیار نے عرض کی او بظہر بار یہ ساحر اب نورالدہر
 کو مارا چاہتا ہی اتنا پڑا ساحر کہ ایک اشارے میں دونوں جادو گر نیوں کو زخمی کیا
 نقابدار نے وہیں سے لغز کوہ شکاف کیا باز سفید ترپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکا یک ایک خنجر تڑپ کر باؤ سفید
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقا بدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا کہ جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ اسی شہر یا رہی ہفت پیکر زمین تو اسکے سامنے
نہیں جاسکتا مگر نقا بدار نے مرکب پر بند کو پڑھایا دیو زاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو دیو زادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے۔
نقا بدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آ کر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقا بدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوئے چاہتا ہو کہ نقل بدار کو اپنے سحر میں بھنساؤں مگر برکت اسم اعظم بتا کر
سحر تاخیر نہیں کرتا نقا بدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا۔
نقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تیغہ برقی زابلند ہو کر
دست زبردست نقا بدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرائے لیکن
چھ زلغ وزغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زلغ وزغن کے سر قلم ہوئے
سپرون کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے پہنچی ہفت پیکر نے زلغ
زلغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا
اب دیونہ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور بھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خون پیدا ہوا بکار کے آواز
دی او نقا بدار بھونک دوں گا جلا دوں گا اسوقت قدرت اور مقامات پر جائے ہیں
کچھ بندے پیدا ہوئے ہیں کو انکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہے تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیو زادوں نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
لوڑالہ ہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقا بدار مثل جد عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کیسا سحر زبردست جسے نگاہ ڈال کے قلعہ اکھڑنے کا ارادہ کیا اسکو
بچر بھاگنے کے کچھ دین پڑا زلغ وزغن نے سر کٹوائے مگر اسکو بچا یا یہ سب اسکے سر تھے
جھاک کر نقا بدار کو سلام کیا نقا بدار زمین پر آیا کھڑا اسی شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً اورو

میرا گزر ہوا اور نہ یہ مرد و دنگو گرفتار کر لیا جاتا فوراً دہر نے دیکھ کر کہا اے میرے محسن جان بخش
 کیا آپ کا شکر یہ ادا کروں اس وقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونوں میری مددگار
 جادوگر نیاں اسکے ایک اشارے میں زخمی ہوئیں واقعی وہ جو چاہتا کر گزرتا اسکو ہر طرح
 کا اختیار ہی نقابدار فوراً دہر سے اس گفتگو کے بعد خست ہوا لیکن کو گیا کہ تمہارے
 ہچشم ایرج نوجوان صحرا سے ترکستان میں فروکش ہیں نقابدار تو روانہ ہو گیا
 فوراً دہر اپنی مددگار زخمی جادوگر بیون کوٹے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت بیکر
 جو پٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو قلعے راستے میں بسے وہاں کے حاکم سے کہنا گیا کہ ایرج
 و فوراً دہر اس راستے سے آتے ہیں ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کہ قلمون پتھویر سنگی میں
 داخل ہوا وہاں کا جادو قلمون جادو پتھویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کر کے پوچھا آج قلمون
 کیون خاموش ہیں مراد منہ جمع ہیں زیر کوہ سبکا جاؤ تو دن منگل کا ہی آج جشن ہو گا تقو
 سے آواز آئی اے بندہ خاص الخاص میری رائے پر انتظام ہو جلیج تو چاہئے انتظام کر ایرج
 و فوراً دہر بڑھتے بڑھتے ہوئے فتح کرتے ہوئے تیار قلعہ سرورید نگار آگئے فوراً دہر کی
 گوہر جاو نے اطاعت کی طبع اسلام ہوئی دعوت و فیائت کے سامان ہو رہے ہیں
 فوراً دہر گوہر جادو و سیلاب جادو کو پہلو میں لیے بیٹھا ہو محبت عیش و نشاط گرم ہو
 سکا لادم ہو کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے پو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
 کوئی سرفروش حاضر ہو پسر قلعہ سرورید نگار جاوے اور دشمنوں کو گرفتار کر لائے
 گوہر جادو کی آبرو مٹا دے سامنے ایک نخل چار تقابح اسکی شقی ہوئی ایک ساحر نصیرت
 عجیب و شکیل حبیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم حبیب جادو قلعہ سرورید نگار کو جا کر تباہ کروں
 اور جو جو حکم ہو وہ آنکھوں سے بجلاؤں پتھویر نے آواز دی اے حبیب جادو فوراً دہر
 و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھاؤ یہ شکر وہ ساحر اٹھا اسوقت آگے پہنچا کہ فوراً دہر کھڑے
 نخل رہے ہیں گوہر جادو برابر کھڑی رہی کہ ہی ہو اے شہر بار اب اس قلعے کو چھوڑ دینے
 ہفت بیکر خود دیکھ گیا کہ کوئی بلا آیا چاہتی ہی فوراً دہر فرماتے ہیں کہ جو کوئی بلا نازل
 ہوگی یہ وردگار عالم دفع سندھائیکا ہمارا تکیہ اسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ حبیب تڑپ کر گرا ایک بچہ مکرمین نور الدہر کی دیا اور ایک لڑکھ سے گوہر جادو کو اٹھا یا اور اپنے نام کاغذہ کر کے لئے اٹھا سیلاب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادہ کو ایسے جاتا ہے کہ پروا پر ہوا راستے ہی میں پہنچ کر گرتا ہے حبیب جادو کا نہ نہیں پہنچتا کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کینیز میں حکم پلستے ہی پر اسے تلاش میں ہو گئیں صحرا صحرا دھوٹا جھٹی بڑی پھرتی ہیں مگر حبیب جادو اڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہنچتا کہ ایک آواز کان میں آئی اس طرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گارہا ہے منزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو ابھی ہو غلام جنت اگر یہ حسن بہت ضرور چاہیے مستون میں کد اکہ ہشیار تیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں کھلائیہ غمگندہ دہر میں پہنچ کر حال سفر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طر شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے گھلی گلی قیمت حسن و جمال ایوسف شب فراق کے صدموں سے یار مر کے بس از فنا نہ بھرون چاک کی طرح اس چرخ متاع دل کوئی کیونکر بچا لے لے نہ	یہ جو رکھات میں تھا کہ سے ال لینے کو چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو وگرنہ کون ہے ساتی سنبھال لینے کو خدا نے آنکھیں بند ہیں یہ کیو جمال لینے کو علم سے آئے ہیں بیخ و مال لینے کو میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو جب آئیگی تجھے اک بیر زال لینے کو جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو نہ آسے گورنن مٹی کلال لینے کو بلا ہیں زلف و رخ و خند وصال لینے کو
---	---

حسن و جمال مدح المثل شاہزادہ نور الدہر میں بدیع الزمان کو دیکھا کہ حیران تھا اور گائے کی آواز جھنسی بیتاب ہو گیا اسی صدمہ کی طرف متوجہ ہوا دیکھا ہر سر کو ایک نعل کے سلسلے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا لی گسار ہا ہر بالوں کی ٹہنیں زمین پر پڑی ہیں سامنے دھول لگی ہے دھوان آسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے حبیب جادو نے اس پہاڑ پر اتر کے ایک طرف نور الدہر کو گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پر لے ہیں حبیب ٹھٹھا ہوا

ساتنے حسنت کے ہونچا جھک کے سلام کیا اسکا جواب حسنت نے یہ دیا کہ اوسچیا تو کون ہے جو پرانے بے شکست چلا آیا یہ مقام گذر گاہ ساہری و چشمہ ہر خداوندہ صفت پیکر بھی گاہ کا ہے اسطرح چلے آتے ہیں بہار سے اتر جاوے ایک سو نو مار دو گنا کہ تیرا سر کھپٹ جائیگا حسیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا شائق ہوں حسنت نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے مفضل بیان کر دے بہت کچھ بتایا حسیب نے کہا میں خدا رنگار خداوندہ صفت پیکر ہوں برائے گرفتاری نور اللہ ہر گناہ اسکو گرفتار کر لایا ایک نخل کے شیعہ اسکو ڈال دیا ہر مثل مردے کے پڑا ہوا میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں مجھکو بھیجئے تو دیجئے اب خداوندہ صفت پیکر برسر کوہ بوقلمون جن جن کے رہے ہیں حسنت نے کہا دامن قدرت دراز ہو بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں حسیب بیٹھا حسنت نے بھیرنی کو نکالا چند اشعار پڑھا رگاز شروع کیے۔

خونفشان آنکھیں میں لڑ کر چشم شوخ یار ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیاڑ سے کیا تیامت ہو کہ تم ہنگامہ محشر سے قبل ڈاکٹر باہن گلے میں میرے پلٹے تو سہی وہ بھی ٹپک بوسہ کوئی ظالم بیٹھا چھین شیخ جی یہ آجکا عمارت پڑا چھلے کا غوب بے کیونکر دھل کی شب کچھ گلے شکوے کرو اٹھ کے وہ پہلو سے رہے جسکے پیچھے جا لگے ہٹ بھی ہو ناصح نصیحت کچھ ہوگی کارگر قاتل نادان اسے تیغ ادا سے فرج کر چھپے کہ پردہ آشیں سے لوگ کی آنکھیں	دل تہ و بالا ہو اسکی ناز کی رفتار سے وہ بھی رات آسکی خوش ہونگے صبا یار حشر کے سامان دکھاتے ہو چشم رفتار سے آج دو باتیں کون میں اس مبت عیاد سے دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے نکار سے سابقہ پڑ جائیگا جسدن کسی منجھار سے منفعل اپنی لگا ہن میں عناب یار سے حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے شبشہ و سناو دھوٹیکے لبرو میوہ اسے سخت بانکا حلق گٹے کا نہیں تلوار سے شرم اٹھا دی کچھ اسطیبت نگاہ و کار
--	---

حسب جادوئے جو اس بہار یہ غزل کو حسنت کی ربانی سنا حسنت ہو کر چھوٹے ننگا حسنت نے گائے گائے تپا تپا دھونی کو جو کریدار دھوان اور زیادہ نکلا حسیب کے دل میں خوشبو آئی ناک

پھٹا کر سو گئے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا وہ قدم چلا تھا کہ پاؤں کا پتہ لگا کر اس کے گرا اسکے
 کرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ دیا کہ منہم شہرنگ بن عمر و لبک کر جا یا خنجر ماروں کا ایک
 پنجہ آسمان سے ترپ کر گرا حمیب کو اٹھا لیا شہرنگ نے آکر نورالدین کو جگایا پہلے گوہر
 مٹھی پوچھا اسے تو کون ہو شہرنگ نے کہا میں اس شہریار کا عیار ہوں حمیب کو پہوش
 کیا تھا وہ سیمیا نقل نہ ہوا آسمان سے نچ کر اُس کو اٹھا لیا اب شاہزادے کو ہوشیار کر
 گوہر جادو سے بیٹھ کر بھر کیا نورالدین ہر کے منہ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو بڑا
 آیا شہرنگ کو دیکھا نورالدین ہر نے گلا سے لگا لیا فرمایا یہ یار وفادار عین وقت پر پہونچے
 نورالدین ہر نے فرمایا اے گوہر جادو تم پر پرواز پیدا کر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آئے ہیں
 اس پر پوش ہمارا صحرا میں چرا کر رہا ہو اسپر سوار ہو کے آئیے کیوں اے شہرنگ تم نے مرکب
 ہمارا کس حال میں چھوڑا شہرنگ نے کہا جب آجکو ساحرہ اٹھا لیگی میں نے مرکب کو دشت
 میں یہ کھلے چھوڑا تھا کہ اے مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں کسی کے قبضہ میں
 نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدین ہر کے پر پرواز پیدا کر کے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدین ہر
 شہرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان
 شہرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز آتی ہو غریب کو رہتا
 بین نورالدین ہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیوں کے ہمارا مرکب گھرا ہوا ہو ہزار
 دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوئے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے
 کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ اسے رستیاں ڈال کر اس مرکب کو پکڑ لو نگہ مرکب جمیل آنکھیں نکالے ہوئے
 بیچ میں کھڑا ہو کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آئے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہ رہا ہو یارو
 کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا ہو کئی سو جان
 مار چکا ہو جو کوئی اس کو گرفتار کر گیا اُس کو دولت دنیا سے مالا مال کر دو نگا شہرنگ نے رشتہ
 غیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بن کر تیار ہوا بگڑی سر پر بندھی ہوئی کوڑا ہاتھ میں
 لیے ہوئے ٹپکتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا لازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس
 حوالی کا بادشاہ ہو مرکب کی خبر سن کر آیا ہو مرکب کو آکر گھیرا ہو رات بھر میں کئی سو چابکسوار

اسی مرکب نے مارے کسی کا اتنا حملہ نہیں پڑتا جو گرفتار کر لے سب گھیرے ہوئے کھڑے
 ہیں شیرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور مجھ سے اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہلکوا کیا لیگا باد
 نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیاں نکال کر سامنے کیں کہا یہ تو نقد دیتا ہوں اور اپنے
 اسٹبل کا داروغہ کرونگا شیرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں گنہ گنا
 باند کیں مرکب کا شیرنگ نے زبان چینی میں کہا کہ دیکھو وفادار آقا بھی میرا ایک مقام پر تو
 بچھو کو لینے آیا ہوں یہ ستر مرکب نے سر جھکایا شیرنگ فریب آیا مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈال کے
 روئے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شیرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو
 پھیرنے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہ یہ چابکداز نہایت کمال و اکمل ہو دیکھو کس طور سے
 مرکب کو تسخیر کیا ہو اب شیرنگ مرکب کو کاوسے دینے لگا شیرنگ نے بکار کر آواز دی کہ
 شہزاد آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے فریب نورالدین کے آیا آپ گھوڑے سے کودا
 نورالدین سوار ہوئے مرکب پر آئے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مسرت و جناب ہوئے مقیم
 تاجدار نے آواز دی یاروینہ خیرہ حمزہ ہو اسی کے مقدسے میں قدرت فرما گئے تھے یہ
 شکر سب کافروں نے نبوہ کیا مقیم بکار رہا یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
 نورالدین ہر جگہ بھڑتے فریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلواریں نکال کر
 نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار کھلے ہاتھ تیغہ غارہ شگفت کا مارا مقیم کے دھکے
 ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب سے رہا کہ بڑھ کے شاہزادہ
 نورالدین ہر نے نادر چچین لی کر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا قیام نے امان مانگی نورالدین ہر نے
 سداں اسلام کیا قیام کل پڑھ کے بصدق سلطان ہوا افسران فوج کو قدموں پر گرایا شاہزادہ
 نورالدین ہر نے مہکے گلے سے لگا یا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارت شاہی میں آبا عرض کی
 تخت پر قدم رکھ فرمائیے نورالدین ہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج تخت
 کی ہلکے ممانعت ہو یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ رنگل پر بیٹھے صحبت جی دوہر
 شراب ہوا ایک نازنین سامنے آ کے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت
 شاہزادے کے ساتھ پیش آیا خوب و حجاب ہاتھ میں لیے ہوئے انتظام کرنا پھرتا ہے

گر بیان سحر چاک ہو چکا ہو کہ جلد ہر کار سے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اسی شہزاد کا وہ
 بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آہو بچا نورالدین ہرنے اسی وقت حکم دیا
 لشکر تیار ہوا آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آدھ فوج کے نشان ظاہر
 ہیں کہ گردین اُڑ رہی ہیں پلٹتین رسالے آتے جلتے ہیں بعد تھوڑے عرصے کے باجے بچے ڈنکے
 چوب پڑی نورالدین ہرنے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آریخ کا قد و قامت فیل مست پر سوار گزر
 گران کا ندھ پر اس جھج سے اُکرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نورالدین ہر کو یہ نگاہ قدر دیکھتا ہوا
 کہتا ہوا ایسے ایسے لڑکے ہیں نے بہت سے تعلیم کرے یہ کیکے طیل جنگی بچو ایما ہر کاروں نے
 نورالدین ہر کو خبر دی نورالدین ہرنے بھی فوازش طیل کو حکم کیا یہاں بھی نقارہ زرمی گڑ گڑا دیا دونوں
 لشکروں میں تیار دیاں ہونے لگیں جبکہ فراش ماہ تا بان نے فرش چاند فی لپیٹا اور شہنشاہ
 زرین پوش تخت درجہ دی بہ جلوہ فرما ہوا صفیں لشکروں کی جھن لگیں میمنہ میسرہ درست ہوئے
 کاؤس نے فیل مست اپنا صفوں لشکر سے نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا کہ غیرہ حمزہ کمان ہو سپاہ
 میں آوے تو حال معلوم ہو نورالدین ہرنے اسب خوشخام بڑھایا قیام ناچار کی بھکاری کہتا ہوا کہ شہزاد
 اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجے گا جس بیشہ میں یہ رہتا ہو صد ہا شیر سپہن تھے جب سوار ہوئے کلنگ
 دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چندے میں سارا بیشہ صاف کر دیا جس حم پر یہ گیا فتح کر کے آیا میں کو نکم
 گوارا کر دن کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نورالدین ہرنے کہا ای قیام کاؤس کے قد و قامت پر بھانپ
 دیکھنا کیا ہوتا ہو یہ کیکے گھوڑا بڑھایا سب پر پوش عثمان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہیں ساٹھ لاکھ
 کاؤس کے بہو بچے آپس میں تگاو درزن ہوئے چند قدم گھوڑا نورالدین ہر کا تگاو سے ہٹا
 کاؤس نے نیزہ مارا نورالدین ہر نے نیزہ کو نیزہ کی سان پر لیا دونوں لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
 ہیں کہ نورالدین ہر سے نیزہ چل رہا ہو ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاؤس کے ہاتھ سے
 نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرہ کوہ شکاف کیا اور فوجی سے گزر گران سنگ اٹھایا چاکر
 آواز دی کہ یہ حریہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہو گرد سر کے جھج دیکر دوسری گزر کاؤس نے
 مارا نورالدین ہرنے گزر کو گزر پر روکا تراتے کی آواز گنبد گردوں تک پیچیدہ ہوئی کاؤس نے
 آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو پڑیاں سر نہ ہو گئی ہو گئی کہ شہزاد بن گیا سر

گردین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کا نیپ رہا ہو گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختی فون کے تھ سے گزارا ہو دو فون گھٹنے نورالد ہر کے زمین سے آشنا ہیں شہر نگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نورالد ہر شہر نگ سے کوہے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوئے اس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا اترتہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بٹھایا ہاتھی نے سوٹ بڑھائی نورالد ہر نے دو فون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھوں کو سوٹ لپٹا لپٹا نورالد ہر نے بہ قوت صاحب قرانی محسوس ہوتا ہاتھی کا دو فون ہاتھوں میں مقام کر ایک ہک مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زخم کے کھینچ لی ہاتھی نے جھنجھکا ہا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نورالد ہر کو پیدل دیکھ کر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا لے دو فون نورالد ہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے کہ مارا کہ سر کاؤس کا گردن سے مل دیا اب کشتی ہونے لگی دو فون شکر نگراں ہیں کہ جہاں کاؤس نورالد ہر کو پکڑ لاتا ہو مثل برق و بھج کر نکل جاتے ہیں اور جہاں نورالد ہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہیں دو جا رکھتے ایسے دیتے ہیں کہ ماسھے سے قنات فون ٹپکنے لگتے ہیں درہ پارہ پارہ آنکھ اچھ کے لڑ رہا ہو لوگ حیران ہیں کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہو کہ اتنا بڑا جوان ہو کر ٹشکل نورالد ہر دیکھ کر کیا ہوتا ہو آخر آفتاب شہر نگا زرد لرزان و ترسان مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ رنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثواب و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالد ہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا او جوان کیا کہنا خوب مجھے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالد ہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا ہمارا یہ دستور نہیں کہ بدون زیر و بریکے ہوئے میدان سے بلٹین کاؤس نے کہا میں شہر نگ کو مقابلہ نہیں کرتا نورالد ہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہنے پلٹا کہ میں رات کو مقابلہ نہ کروں گا جب کاؤس بلٹ گیا نورالد ہر بھی واپس ہوئے قیام تاجدار نے آگے شاہزادے کی قدیم ہوی کی کہتا تھا او شہر یار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلہ سے بچا پائی نورالد ہر نے کہا وہ بلٹ ہی گیا درہ صبح ہوتے ہوئے میں اسکو زیر کرتا مگر انشا اللہ کل دن پھر نہ گزیرے گا شاہ پور نے عرض کی اے آقا سے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہو

طاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ سے مقابلہ نہ کرے گا نورالدین ہر کہنے میں اس کو اپنے قدم سے
کاٹا گھنٹہ سے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرسکے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا سیدھا
اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جلے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہیں کہ عیار اس کا طاؤس بہت
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا کیلے بیٹھے ہیں کسی کے آنے کا حکم نہیں
طاؤس نے آواز دی ایسا وہاں دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلایا طاؤس نے بلوکیا
کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو پھرے ہوئے سرنگوں بیٹھا ہوا طاؤس نے بوجھا اور آقا
نامدار کیا حال ہو گیا خیال ہو کاؤس نے کہا اسی بار وفادار دوعیار طرہ اب چھوڑ عجب صدمہ عظیم گھرا
اس حقیر جو ان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھ کو شراب پلاتا اگر اسے مجھ کو تنگ
کر دیا کل فن میں مجھ پر غالب آیا اگر پر وہ پیر اور کشتی ہوتی تو مجھ کا زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بجوایا عیاؤس نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جزاؤں قید کے قتل
کیجئے اسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہو کہ آپ کا ہم بند ہو یہ لشکر کاؤس فرسٹ ہو گیا کہا
اسی بار وفادار اگر تو اس کو چھوڑے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر میں
بجھاوے اور تو جا کر عیاری کر طاؤس نے اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ ہاتھ سے بجھا
لگا کر طرف لشکر نورالدین ہر کے چلا یہاں نورالدین ہر بیٹھے تھے کشاکش و مشرنگ نے ان کو خبر دی
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نورالدین ہر نے پکار کر مشرنگ سے کہا اسی بار وفادار ہمارے یہاں
بھی بفضل از روی و تائید ربانی طبل جنگی بجے تو پھر نقاش اڑی لے و کاتب قسمت نے صفحہ
پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آئی ہو بیفائدہ حیرانی ہو طبل جنگی بجو کر نورالدین ہر اٹھے قاصد
نوش کر کے آرام فرمایا مشرنگ طلوع سے پر انتظام کرتا پھرتا ہو مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نورالدین ہر پر پہنچا اگر آئے سرے چاک کیا چھانک کر دیکھا بارگاہ شمل عروس شب اول آیت
ہو شمع اسے موی و کا فوری روشن شاہزادہ چھپر کٹ پر آرام کر رہا ہوا اس اندر بارگاہ
آیا چادر نہ کر سے کہو لا ایک سر پافون سے دایا اور ایک سر پافون سے تھا ناچار سے کوئی
دیا کہ شمع اسے موی و کا فوری لہر لہر گل ہو شمع ایک شمع روشن رہی چھپر کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شاہ پٹا پٹے میں دار سے بیہوشی دھک رہا ہوا

لگا دی دماغ میں جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیج بند کاٹ
اُسی چادر میں شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
پسے جاتا ہی مگر جھتر شہرنگ طلا یہ بھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا سانس میں سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو کر گیا ہی طاؤس بہک رو اسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فورا کرے
رسوقت بیوقت دل دھڑکا میں اپنے آقا کی خبر لون شاگردوں کو طلا سے بچھوڑا آپ وہاں سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہیں جب قریب آیا پردہ اٹھا
اندھ گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پتیرہ عیار کا معلوم ہوا شہرنگ سمجھا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھ کر گھبرا تا لاٹش میں طاؤس کی جلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو اسے
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شہرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ پسے جاتا ہے
بیقرار ہوا دوڑ کر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر میں اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر میں پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شہرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ میں کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار میں رہا پھر شب ہی کتاہ
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہو کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یارو باہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر رہتے ہیں
میں نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہو یہ کہنے پشتارہ ڈال دیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت میں بے نظیر حسن و جمال میں رشک ماہ منیر ہو اٹھتے ہی
آفت بر بارے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آہستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اٹھا باخانہ زنجیر میں غل ہوا سمجھے کسی نے
قید کیا بل کر کے اٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا دو نام دہم سمجھے تھے تو تو زن پیر زل سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوئے تو تجھ طعن کرتے اب تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر بھنادے تو ہم جانیں کاؤس نے ان باتوں کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلا کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلا دھکا دھاڑا ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلا دیا خنجر برہنہ بیکار تھا کھلا ای پہلوان دوران میں اسکو قتل کروں اور
 حیات ملے تو آپ کو بھی قتل کروں کسی نے ہنر میں نہ سنا کاؤس نے بیکار کر لیا اور جلا دیا
 اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہو اپنی جرات پر سکھتا رہا جلا دے نورالدین کا ہاتھ پکڑا لیا اور
 جوان بیٹھ جائیگا کوئی دن اور دن کو قتل کروں تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے
 آگے میں ہر ایک کا قول ہو جلدی قتل کرو نورالدین ہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہیں
 کبھی بیتاب ہو کر پکارتے ہیں ای خالق بے نیاز و ای رب کار ساز اس ظالم کے ہاتھ سے
 بچائے عجب کر کیا ہو سوائے تیرے کون معین وہ دغا رہی تو چار ابرو دغا رہی تیرھی صفت

کیا بیان ہو سکتی ہو نظم

جو آمد آن گل رنگین بگزارا	بختش شد خدا بر بلزار	گئے از برگ شد ظاہر گزیرا
گئے از گل عیان گشت گزیرا	گئے از نور شد روشن گزیرا	نمایان شد گزیرا ز مورد گزیرا
پیک جانب سلمان مرد و نیاز	پیکسو برہنہ پوشیدہ نیاز	گئے ستار گشت دگا ہشت نیاز
گئے در خواب غفلت گاہ بیدار	گئے برق و گئے ابر گزیرا	گئے مہر و گئے ماہ بجز نیاز

از ہر صورت خدا صورت نماید | القاب از چہ نور کشاید

کاؤس نے بیکار کر آواز دی اور جلا دیا قتل کر جلا دے نورالدین ہر سے آگے طافی اشارہ کیا کہ نہیں
 بیٹھے اب نورالدین ہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا گیا شہر نگ نے خنجر را نورالدین ہر نے
 ہاتھ اٹھا دیا ہنگامی کٹی نورالدین ہر نے سمٹ کر بیڑی کو ٹوڑا طائوس نے بیکار کر آواز دی اسے
 پہلوان اس کے عیار نے دیکر دیا ایک پہلوان نے جا بھیت کے نورالدین ہر کے تلوار مار دی
 نورالدین ہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماری کہ اس پہلوان کا سر ٹپا نورالدین ہر نے تلوار اٹھی طافی
 شہر نگ نے حق اسے آتش بازی مارے اندھیرا ہو گیا نورالدین ہر نے ستون بارگاہ کا انتقام کے
 بارگاہ کو خنیش دی بارگاہ لہر اگر گری نورالدین ہر و شہر نگ باہر نکلے نورالدین ہر کے ہمراہی
 جدا ترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سن کر آہٹ سے تلوار چلنے لگی کاؤس نے
 قریب آکر نورالدین ہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین ہر کا سر کھینچ کر زخمی ہوا نورالدین ہر نے زخمی
 ہو کر خبر داو خبر دا کہ ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہو کر بھاگا

افسر کا پاؤں اٹھا تو کل فوج کے پاؤں اٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اڑا کر دور جا کے ایک
 نخل کے سائے میں کھڑا ہوا نورالدین ہرے سپہ و سپہ کو پامال کیا رتے ہوئے نورالدین ہر
 جاتے ہیں کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوئے چلتے
 ہیں ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہائے فوج سرنگوں اہل فوج کے کیسے فوج سیکڑوں سر
 کٹ کٹ کے گر رہے ہیں دریاے خون کی طغیانی کا فردن کی حیرانی و پریشانی نورالدین ہر کے
 ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیر دشت بردین کا فرما نکلے سامنے پاپوش کی گرد میں جدھر رخ کیا
 سوار پیدل بھاگے ملا زمان نورالدین ہر بارہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں مقابلہ نورالدین ہر
 کافروں کے قلب ختراتے ہیں کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا
 اب جو انکی فوج والے آئے اس پر پاپوش بھی پہنچا یا تیغہ خارا شکاف سلیمانی ہاتھ آلا
 جھکر لڑ رہے ہیں غیرت سے کفار زمین میں گر رہے ہیں۔ کاؤس پکار رہا ہے کہ اے خداوند
 ہفت پیکر میں تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر حبیب جادو کو جو پنجہ اٹھا لیگا تھا بجا کر سنا
 تصویر سحلی کے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی اسی بناءً خاص الخاص کیا رنگ ہو حبیب نے
 بجا کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرومنڈا بنارس کا گنڈا اسکی دھونی میں کیا تھا کہ
 میں بیوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اسی بناءً من قدرت یہاں سے دیکھ رہے تھے
 نوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھ کو اٹھا لیا تیری بستگیری کی حبیب جھلا کر اٹھا کہا یا خداوند
 جان وہ جو ان ملیکا اس قدر گولے مارو گا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
 نورالدین ہر نے کاؤس کو شکست دی صحرا سے بول خیز میں لڑ رہا ہے کاؤس کو بچانا نورالدین ہر
 کا سر کاٹ لینا حبیب نوراً طرف صحرا سے بول خیز کے روانہ ہوا اسوقت پہنچا کہ کاؤس کی
 فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہو کہ بھاگ کر اپنے بیٹے میں جاؤں یوں جان
 بچاؤں نورالدین ہر سب کے آگے لڑتے ہوئے آئے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ باشا
 بنیرہ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبراہون شکست
 کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا میں ہوں حبیب اہل سوار یہ کہے حبیب نے ایک گولہ
 مارا یا تو نورالدین ہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ حمیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے بابہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہیں اٹھاتے بعض کے مرکب بد لگا میان کر رہے ہیں سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں بیل سٹھ کے بیل زمین پر گر گئے ہیں اٹھ نہیں سکتے تلواریں قبضے سے نکل گئیں سپرین پشت سے مگرین حمیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سب کو مار لے بالکل بے کار ہیں مگر کاٹا ایسا خالفت ہو کہ گینڈے کو نہیں بڑھاتا حمیب زمین پر آیا آواز دی جان یار و حریت کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بے کار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہو کا فر ایسے ڈرے ہیں کہ نہیں بڑھتے حمیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ ادا نامہ دو اب مسلمانوں کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو تاکہ باؤن بیکار کر دیئے زمین پر مثل مردوں کے پڑے ہیں تمہارے گھوڑے تمہارے قبضے میں ہیں ان کے مرکب بابہ گل جب اسطرح حمیب نے کہا تب کا فر گھوڑوں کو دھت کر کے بڑھے تلواریں چمکاتے ہوئے چلے جو راہ میں مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا ہندوؤں خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوئے کہ ہم حیر کر گئے ہیں وہ جو بہ نہیں کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار ہو رہے ہیں اور حیم و کریم و اوسیم و علیم دشمنوں کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے نصیحت

برج نازان است انسان ضعیف	برج طاقت بہت سرکش این کج بخت
نیست امیدت در زندگے	چون بسر مرگ است استاد و حریت
گل شود رخت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگهان فصل ز غریب
ناز انان را حسد و بخت روان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی تم	زانکہ بد مطبوع خاطر این رویت

یہ تو سب دعائیں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادہ بہ عمت مگر حال سیلاب بخیر کرنا چاہتا ہے کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیلاب نے بیکار ہو کر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گزری گی تو نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے حمیب کو بہوش کیا تھا اُسکو تو بچہ اُٹھا لیا گیا تھا عیار دوسرا آتے ہوئے گئے سیلاب تو عاشق جال ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی ہے

<p>کبھی بے قرار ہو کر روتی ہو یا دین شاہزاد سے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہو لیکن ہم ایک دو ساغر کیلئے نشہ کیا ای جزاک اللہ قاتل مرہبا کشتہ فرقت کیا تقدیر نے رہ سجاوے دل میں لکاو صلا مار ڈالا بے ثباتی لئے تری شہرہ سنے تھے جمال پار کا نام کیا کیا آپ نے رکھوئے ہیں کیجئے جو وقت ہو جو مستقضا</p>	<p>جی چلا بیٹھو نگاہوں میں منجلا کشتگان عشق سب گڑواؤں کا مژدہ بادری عاشقان با وفا بار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لو معفت کھو بیٹھے یہ عمل بے بہا چشم بد دور کی دیکھا آنکھ او بری تھو بر بھی شاید جن چوٹا لی جلیو تم ہر کس و تا کس سے تھو</p>	<p>خضر قاتل پہ رکھو دن گاکلا خیم کے خم بیتا رہا ہوں ساقیا آن پہونچا دعبہ دیدار پار یون قضا آئی رضینا با قضا عشق بازی میں کیا نقصان مل ہستی فانی بڑا دھوکا دیا کھول دے زنجیر جھ دیوانے کی بے مروت خود غرض نا آشنا</p>
---	---	--

اسی حسرت میں گریبان سحر جاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرائیں ٹھہر گئے ہونگے سیلاب سے
کہا او گوہر ہمارے دل کی تلو کی خبر ہو جیسے ہی شاہزادہ نے رہائی پائی تھی سخت سحر تھا
کہ کے اسپہ سوار کہلائی ہو میں اگر شاہزادہ نے انکار کیا ہوتا تھے کیوں قبول کیا تمام دنیا
انگل دشمن سپیکر دن پہلوان ہزار ساحر اپنے واسطے کے ساحری و جہشہ پیرین حنہ کی
قدرت ہو کہ خود ایک حرف سحر کا جلیں جانتے اور ساحر کشتی کہتے ہیں میں تلاش میں اس
گوہر بے ہراسے صا مہترافی کے نکلتی ہوں گوہر نے کہا اوی ملک عالم ہمارا تھا ارجانا ہرگز صلح
نہیں مہفت پیکر اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا سیلاب نے کہا اگر کوئی ساحر ملے گا اُس سے مقابلہ
کرینگے بلا سے مارے جائیں اس کشاکش سے تو مہلت بائیں یہ کالی رات کس مصیبت میں
کٹی ہو ہیں امید نہ تھی کہ وہ سے سحر فراق دیکھیں گے دیکھو ساو سے باغ پر کیسی آوازی ہو
قبول فرمھائے ہو سے غنچے وہیں بستہ لبالبیں سر بیٹ رہی ہیں میرے دل کو کیوں آرام آئے
ہفت پیکر اٹھا دشمن ہو رہا ہو حسیب کو پنہاں ٹھاکر لگیا وہ ضرور فتور پر پار گیا بڑا چھلا ساحر
ہو اسکو اپنے سحر پر بڑا نا ہو یہ کیلے سیلاب اٹھی گوہر نے کہا میں بھی ساتھ جلیوں سیلاب نے
کہا بوا تلو اختیار ہو میرا دل تو آرام نہیں لیجائیں جنگل جنگل ڈھونڈھو نگی یہ کیلے سیلاب نے
پر پردہ پیدا کیے اُڑتی ہوئی جلی عقب میں گوہر جادو سحر اُڑاؤں کو دیکھتی ہوئی جطر و کھا

محر اسے بہرہ زار ہو و مان ٹھہر جاتی ہو جب صورت دیا نہیں نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہو
 آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اتری کہ کان میں آواز آتی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہو ہزار ہا
 بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو بکار رہے ہیں کوئی کریم کہتا ہو کوئی رحیم کہنے لگا رہتا ہو کوئی
 سمیع و علیم کو یاد کرتا ہو ایک طرف سے آواز آتی ہو یا خداوند ہفت پیکر میری قدرت کے مستحق
 کیا مسئلہ اذن کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناجار ہیں ایسا بالکل بیکار ہیں پہلے ہکو قتل کرتے تھے
 اب چنے مارا اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہوا اسے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا کے نادمہ سے
 دعا مانگتا ہو سیلاب یہ آوازین شکر بقرار ہو گئی اس صدا کی طرف جلی آسمان پر آگے دیکھا
 کہ نور اللہ ہر ایک سرکب پر خاموش کھڑے ہیں تلوار نیام انتقام میں شہرنگ بن غم و رگاب
 سے لپٹا ہوا قیون کو بوسے دیتا ہو کہیں عرض کرتا ہو اے آقا سے نارادو ہو سکا خدا شناس
 کا شکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی میں نہ دیکھتا خدا آپکا حافظہ نگہبان ہو
 پیدا کرنے والے کا سر سر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجاسے تو اس آفت سے بچا سکتے
 وہ بندہ نواز چارہ سادہ حکم الحاکمین رب العالمین ہو اس کے نزدیک سیب آسان ہو اور سادہ
 مجبور زمین پر پڑا ہوا اوٹھ رہا ہو صد ہاسے سرکٹے پڑے ہیں بعض روہے ہیں بعض ہانک رہا
 کہ اپنے پیدا کرنے والے کو بکار رہے ہیں حبیب جاو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سرگرم ہو
 کہی مرتبہ حبیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور اللہ ہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
 نہ دیا جب تو حبیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سرکا بڑھکر نور اللہ مہر کی جانب پھینکا گولہ
 مثل شعاعہ جوالہ چلا سیلاب دیکھ کر تیاب ہو گئی سب حال تو آنکھوں سے دیکھ چکی ہو گولہ جب
 قریب نور اللہ ہر ہو گیا سیلاب نے مبتابی و بقراری کو اپنی ظاہر کر کے گولے پھینکی ناروی اور
 انہر کیا منہم سیلاب جاو گولہ آٹا پٹا قریب حبیب کے پہونچا حبیب نے غلٹ اپنا دیکر گولے کو
 دفع کیا سیلاب اور حبیب سے آپس میں سحر چلنے لگا سیلاب حبیب کے سر کو دفع بھی کرتی ہوا
 اہل اسلام پر سے سحر بھی اٹارتی جاتی ہو اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے آگے مصروف جنگ
 ہوئے نور اللہ ہر جو مہوت تھے سیلاب پر پوری چلی رہی تھی اہل سیلاب پر زیادہ حیران ہو
 کہ ایسے صفت شکن کی تلوار نیام میں کیوں چریں پھر وہاں دش اپنے خون میں رنگیں کر کے

سیاہی نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم میں طاقت آئی اس پر خوشخام طراسے
 بھرنے لگا نور الدہر نے نادر کی پیروی میں دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو لودہ تلوار کھینچ گئی
 مگر سیاہی ناچار ہو رہی ہر مرتبہ حمیب وہ سحر کرتا ہو کہ سیاہی کھڑا جاتی ہو ڈر ہو کہ سیاہی
 کشتہ نمون بڑی یہ تدبیر ہو جان بچانا کہ سحر کو کئی زخم حمیب نے سیاہی پر لگائے مگر سیاہی پہنچ
 سینہ پر پہلے کھڑی ہو سانس سے ہنسی نہیں جو سحر حمیب نے کیا سیاہی دفع کرتی ہو مگر کانپ کر
 جاتی ہو دل سے کہہ رہی ہو کہ خدا بھی اسکو کوئی مائل کرتا تو میں اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر
 خود نادر دھرم ہند شاہزادہ کھڑا نظر آ رہا ہو جو سامنے آیا علف ٹھٹھہ آ رہا ہو احمد پادشاہ کو مار کر ڈال دیا
 چاہتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہنچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیجئے ہیں نور الدہر کو بڑا
 نہیں دیجئے سیاہی اشارے کرتی ہو کہ ابھی آپ کے جسم میں طاقت نہیں ہو مگر نور الدہر شاہزادہ
 ہیں کہ جا کر کاؤس کو ماروں قضا سے کار کو ہر جادو جو پیچھے سے عقب میں سیاہی کے
 چلی تھی اسوقت آکر پہنچی دیکھا کہ سیاہی کے سر سے فون پر رہا ہو مگر مقابلہ سے حمیب کے
 نہیں ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی کہ ایک عالم کیا تدبیر کروں سیاہی نے کہا کہ گوہر ایک
 چشمہ دون کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے ٹھہر کر کان سے گوہر کلان نکالا اس پر
 اسم سحر پڑھا طرف حمیب کے پھینکا حمیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہو تنگ
 دیکر اسے روکنے لگا ذرا جو حمیب کی نگاہ پلٹی سیاہی نے کار دھجھولی سے نکالی اسپر پناؤں
 ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاکہ کہ سینہ پر کینہ پر کار پھینکا ماری حمیب طرف سحر گوہر کے توجہ کھا
 چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤں کار دھجھولی پر بڑی توڑ کر لپٹ کے پار گزری ایک نادر سیاہی
 مٹھی سنگ باری ویرت باری ہوئی بعد عرصہ راز کے آواز آئی کشتی مرانام میں حمیب جادو بودیر غل
 سجا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا سا جو ہوشیار پاک عورت کے ہاتھ سے
 مارا گیا اتنو سیاہی دگوہر سحر کرتی ہو میں طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیاہی
 کا ہاتھ ختم لیا کیا سیاہی ہمارے قاتل سے کہہ رہی خلاف ہو کہ غیر ساحر یر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
 لینے سیاہی نے منہ میٹ لیا کیا او شہر پار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپ کے سامنے کر دیا
 جس پر ہندو گان خدا ملاں ہوئے آپ کے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینٹے کے ساتھ

بڑھانہ سکا حبیب نے جب گولہ مارا تو میں دیکھ رہی تھی آخر میں نے بیتاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا
 ورنہ وہ سحر میں مجھ سے زیادہ تھا مخفی ہو کر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بقرار تھا یہی مناسب جانا
 گو ہر عین وقت پر آئی میں نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے میں کالی آب اب بھی روکتے ہیں
 چاہتی ہوں کہ ایک سحر میں ان سب کو شادون وداگ برساؤں کہ ان ناریوں کو جلا کر خاک
 کر دوں نورالدین نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدین ہرنے دیکھی بیٹھتی
 ہوئی سیما ب ہٹی نورالدین ہر بلوہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہر اسی میں
 نورالدین ہر کی شریک ہوئے اپنے ساتھ والوں سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
 کوئی صورت سمجھنے کی نہیں گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھاک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشہ حرات میں
 آپ سے نہیں لڑ سکتا چاہتا ہوں ہمراہ رہوں نورالدین ہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگالیا
 اب کاؤس کلہ بڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کا آواز دی تلوار بام میں کو خدمت میں آکر
 حاضر ہوا ایسے افسر کھڑے ہیں سب نے تلوار روکی اگر خدمت میں حاضر ہوئے طاؤس راہ
 شہرنگ کے مار گیا پچھتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد تھی لیکر نورالدین
 کو اسی بارگاہ میں آیا نورالدین ہر نے کہا قلعہ مردارینہ نگار پر چلو فوج لیکر قلعے پر آ کے فروکش ہو
 قصد ہو کہ طرف طاسم کے کوچ کریں سیما ب کہتی ہو ای شہر یار میں رہبری کر دنگی گو ہر کہتی ہو
 اگر آپ کوچ کریں تو میں تابہ لوح آپ کو جو بچاؤن شاید لوح حاصل ہو نورالدین ہر سے صلح کر رہی
 ہیں کہ شہرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہاں سے قریب ایک ملک ہو کہ اس کا نام قلعہ
 سیاہ پوشان کہتے ہیں وہاں کا حاکم بہمن شہر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ حضور
 آتا ہے کاؤس نے کہا ای شہر یار میں ایک مرتبہ اسکے قلعے پر شکہ کشی کر کے گیا تھا میں نے اسکو
 زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ میں چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خزانہ قین آگے قلعے کے کھادی ہوں
 میں سیما ب نے کہا ای شہر یار کہینز کو ضرور ساتھ لیجئے نورالدین ہر نے کہا تم اور گو ہر قلعے میں رہو
 سیما ب رونے لگی کہا ای شہر یار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہنے دل کو سمجھاؤں لیکن
 عجب کیفیت ہے۔ طاسم

ماہر و دلبر ہوا، تو آن کر ہنخا نہ آج	نیرت بیج قمر میرا بنا کا شانہ آج
--------------------------------------	----------------------------------

ہر منور شمع لڑے بار سے کاشدین	پر جلیں آئے اگر اس بزم میں برآمد
اب نہیں دیکھ سکے سے کہ کسی کے دیو کا	طوق و زنجیرین ٹٹانا ہو تراویاد توج
آری ہو قلقل مینا سے حق کی صدا	وہ بہت کافر ہوا ہو ساقی قہر مینا نہ آج
شعب رو دلا سے کتنا ہو جگر بوز دل	تخلیہ ہو کند ویا ہر ہی رہے پروا کج
کہ گایہ رچہ ہو ساقی زہر میری	آپ بھر کر بار نے مجھ کو دیا مینا نہ آج
رنگس آباستد لیسان میں کو چھید نہ	باغ میں لٹا جو میں اس گل سے گستاخانہ

نور الدہر نے یہاں کو سمجھا یا ڈرایا کہ ساتھ کا ساتھ ہونا بہتر نہیں تم قلعے میں رہو شکل سیما
 وگو ہر کو قلعے میں چھوڑا آپ لشکر غیر سامان ساتھ دیکر قلعے سے اہر نکلے گاؤں میں ہمیشہ نشین
 بعد سب سالاری ساتھ ہوئیں کوس قلعے سے آگے بڑھ کر لشکر تارا تیسرے دن صبح سے
 گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سی ہیلوان پامیاسے تخت سے لپٹے ہوئے پشت پر سوار
 کاشکر ملہا سے رنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے بڑے دورہ شور سے بہمن آکر ہوٹا اترے
 وقت آئے ساتھ والوں سے کہا نور الدہر کون شخص ہو کہ جو یہاں بڑھ کر مقابلے کو آیا ہو میں
 سمجھا تھا قلعہ بند کر کے لڑے گا مگر گاؤں کے پھر سے پر آیا ہو گاؤں میں ہمیشہ سے حسن پرت
 ہو صورت زیبا دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو گا ایک زمانے میں گاؤں میں چھپر چٹھ کر آیا تھا میں پچھا
 تھا دھن ہوا قلعے میں جا کر چھپا چاہتا تھا دھن اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کروں گے قریے وغیرہ لوٹ کر
 گاؤں چلا گیا اسی کے گھنٹے پر پیرہ حنزہ آوا جو فنون سپاہ گری میں عاجز کر دینگا گاؤں کی کیا
 حقیقت ہو اور پیرہ حنزہ کو شہنا ہو کہ ایک مشوق وضع ہو چاہتا ہوں کہ جا کر بارگاہ نور الدہر
 کو دیکھوں ساتھ والوں نے کہا حضور یہ عمدہ سفارت چائیں اور پیرہ حنزہ سے ہتھیال
 نامے پر رز شاہ کران مال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میرمنشی سے حکم دیا نامہ تیار کر
 مابہ رات خود لپٹی جگر جائیکہ بارگاہ بھی اسکی دیکھ لیں گاؤں کو بہت حیران کر دینگا میرمنشی
 نامہ تیار کر کے لایا بہمن نے اسے کو دو ہفتے سے باندھا سو ہیلوان و دسوی لازم سوار و سوار
 پیرہ لپٹے کمال صبح صبح سے طرفت لشکر نور الدہر کے چلا ہوا نور الدہر بیٹھے تھے کہ شہر ننگ
 نے خبر دی بہمن یہ رسم سفارت آتا ہو لشکرین برعت کر رہا ہو نور الدہر ہر سے گاؤں کو حکم دیا

کہ استقبال کر کے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف میں کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر
برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدین ہرنے سمجھا دیا ہو ورنہ کاؤس بڑا کشتخو شعلہ مزاج
ہو آدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر میں کاؤس سے سامنا بڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا اے کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپ کے استقبال کو آیا ہوں
بہمن سمجھا کہ نورالدین ہر مجھے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا اے کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا اے بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا
ہو ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر میں پیدل ہی چلوں گا لیکن ایک عہد کر لو
کہ جب میدان میں آنا بھی کوٹا نا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اس وقت حکم آقا کے نامدار ہی
سوائے خاطر کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میدان میں حال کھلے گا بہمن نے کہا اے کاؤس
میں جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تم کو ہو گا وہ خیال خام ہو دل سے دور رکھو
اُس زمانے میں میں بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہو میں خود
چاہتا ہوں کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتیں کرتا ہو بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہو کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدین میں آیا جمال جان آ رہے نورالدین کو
دیکھ کر بہمن دنگ ہو گیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو میں دنگل کاؤس
سمجھا تھا اسپر بہمن بیٹھا سو پہلو ان اُس کے دنگوں پر کر سیوں پر بیٹھے نورالدین ہرنے اشارہ کیا
ساقی بچن نے جام سنے کیا نورالدین ہرنے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا اتو بہمن کو لقمین
کامل ہو گیا کہ یہ جوان خوشامدی باتیں کرتا ہو مجھ کو تسخیر کر رہا ہو ضرور اطاعت کرے گی استقبال
وغیرہ کھولا نامہ سر سے کھولا کہ لا تہ میں نورالدین ہرنے دیا نورالدین ہرنے اُس کو بڑھا لیا تعریف
ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ اے شیر بیشہ صاحب جہرانی بہتر ہو کہ میری اطاعت کرے ورنہ گرفتار
کر کے لے جاؤنگا اس اقلیم میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہ تو مجھ پر بخوبی ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہو اسی وجہ سے اطاعت کی میں اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدین
نے نامہ پڑھ کر جواب جنگ لکھ کر دیا کہا جب ہوگو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہو اب تم ہر رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہوگو مناسب نہیں

جا کر طبل جنگی بجا اور میں ان میں آکر مقابلہ کرو بعد از یہ روز ہر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہو غرور کو دماغ میں جگہ نہ دو یہ کہنے کا نمونہ کو اشارہ کیا ایک گائے شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یوں کس طرح سے وصف خطا مشکبو کریں کر لین و خطو شراب سے مستون جاننا مستحق وہ ہیں ہمارا اگر اختیار ہو مستفون اس کمر کے نکالے تھے تھے سودا کی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب اس گل کی پوسے زلف سے تازہ دماغ چپکے ہیں ایک شک سیما کی یاد میں ہر شاخ شل شمع لگی جلنے بلغ میں وہ دست ہون جو سیکڑے میں نہ جاؤں	کلی کون کلاب سے ت گفتگو کریں ہم بادہ کش جو بہت دست بسو کریں بلبل کا زخم دل رگ گل سے رگوں عنقا کو باندھ لائیں جو ہم جستجو کریں حیران مثال آئینہ رو کریں عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ ہو کریں مرے جواب دین جو بھی گفتگو کریں گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ فو کریں تعظیم سرور مری اٹھ کر بسو کریں
--	--

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل میں کہتا ہوں کہ یہ جو ان مجھ سے بازیر تو میں اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر شہر دربار گاہ اسکو پہنچائے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ میں پہاواؤن سے کہتا ہوں یہاں وہم مطالب اس جو ان کا سمجھ نہایت محبت سے پیش آیا میں نے بھی قہر و عداہ سلطنت کیا اور حقیقت میں اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی نہ وہ قوت تو خیر مگر بچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہیں حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہو کہ اسکو دیکھ کر دنگ ہو گیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھ کر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونکہ خوش نہوا آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ میں آیا سرداروں کو مراد دیا کہ سرداروں میں سوائے کاؤس کے اور کوئی یہاں نہیں ہوگی اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہر کارے و بہارہ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبریں بیکر سامنے
 نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ ہمیں جھوڑ کی ملاقات سے بہت خوش کیا ہوا ہے مقام
 کہ رہا ہو کل کاؤس کو زیر کر دینا دوسرے دن نورالدہر کو اور ہمیں نے طبل جنگی بجا دیا۔
 نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی
 گڑ گڑایا لشکر میں تیار رہا ہونے لگے آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہیں جو وقت کہ
 شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعہ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زین بو
 جوش و خروش تخت زبردستی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجیں سیران میں
 آئیں صفین جہن کاؤس آگے بڑھا دور کا بے مرکب برہجوم رہا ہو جب فوجیں جم چکیں
 نقیب نقابت کر کے بیٹھے کڑکیتوں نے کڑکا کہا ہمیں سیاہ قبا نے گینڈا صفت سے نکالا
 میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا بکار کر آواز دی اور فرقہ خدا پرستان دایرہ رستان
 جکو تنامرگ کی بودہ نکلے منہ ہمیں سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
 کے آیا عرض کی اجازت میرا نورالدہر نے فرمایا اور براد بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
 بڑھایا نورالدہر کی نصیحتیں کرتا ہوا کاؤس بیٹھہ نشین سامنے ہمیں کے آیا ہمیں نے
 کہا اور ہیلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھ کو بہ فنون سپہ گری
 دیکر کیا ہمیں نے کہا مجھے یقین نہیں آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
 دیکر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کر دے گا تو کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے
 ماہرین ایسے ایسے اُنکے سردار ہیں کہ میری کیا حقیقت ہو مثل ہزبر بیٹھہ کلنگان صاحب
 سا طور گران صفت شکن و صفہ رطماس بن عقول دیو پرور زربانجان و سین خان ایسے
 ایسے کئی سی سردار ہیں سب صاحب قرآن کے ساتھ ہیں یہ یکہ و تنہا اس طرف آئے یہ شکر
 اب جمع کیا ہوا ہمیں مجھے بھی یہی غور تھا کہ ہاتھ پاؤں توڑ کے رکھ دینا لیکن جب مقابلہ
 بڑا کچھ بھی نہ ہو سکا ہمیں باقون پر کاؤس کی ہنسا ہی ہمیں نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
 ہو کاؤس نے کہا میں حربہ نکر و نگا جب تیرے حربے سے فرار پائیگا تب میں بھی حربہ
 کر دینگا یہ سنکر ہمیں نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکرنگران میں ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا ہاتھ
 پتھیرا جو ارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھٹایا قبضے پر یہ کیلے ہاتھ ڈالا کہ
 او کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہو مگر یہ تلوار وہ ہو کہ جسکا وار کرتا نہیں اگر ہاڑ براروں
 تا بہ بیچ کاٹوں کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کیلے
 ہاتھ ارا کاؤس نے سپر کو چرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہنچا کاؤس
 نے سپر کو گردش دی صاف یہ آسیب پھر تلوار کو رد کیا ہاڑ بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
 نے گریبان کاؤس کا تھا مادوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی بہمن نے کہا
 کہ او کاؤس بیشہ نشین اب کیونکر سچا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا او بہمن میں کیا
 تجھے پابندی کا رکھتا ہوں غور تیرے دماغ میں بہت ہی نہیں معلوم کیا سمجھا ہو کیا تو ہی سپاہی
 ہو جتنے یہ فن خوب حاصل کیا ہو دونوں میں کشتی ہو رہی ہو لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں
 نورالہ ہر اپنے مقام پر فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہو کسی مقام پر کسی
 نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہو یقین ہو کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پر کشتی ہوئی
 دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے
 ہٹا کہ کاؤس آیا وہاں پر آ کے کاؤس کو غصہ آیا ساتویں قدم سے ہٹا کہ او بہمن اب
 ہمارا ہی باری ہو بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیا ڈنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
 کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھائے وہاں پر موستان تھا دونوں پاؤں
 کاؤس کے موستان پر پڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے کہہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اٹرا
 اس حد سے بہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکین باندھ لوں نورالہ ہرنے
 ہر چہ لگا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہو مگر بہمن لگیا نورالہ ہرنے شبنگ کو حکم دیا
 ہکو دم دم کی خبر پہنچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہو شبنگ نے شاگردوں کو
 مقرر کیا کہ دم دم کی خبر پہنچانا نورالہ ہرنے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ میں آ کے
 کاؤس کو مسلسل کیا بلواؤں سے کہا اسکا کولہ بٹھا وضع کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
 تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا شروع لباس پہنے ہوئے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قیصر خان سرزنجیر کاؤس کو تمام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے میں کانپ رہا ہی جیسے ہی
 دربار میں بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اے کاؤس ابھی تک
 بلبلا نا نہیں گیا اگر میری اطاعت نہ کرو گے فوراً قتل کر دینگا آج لباس شیخ پہن کر آیا ہوں کاؤس
 نے کہا اے نامرد میرے گرفتار کیا اُسپر ناز کرتا ہو بہمن کے ہاتھ میں جام شراب تھا پی گیا دردِ بشری
 کاؤس پر پھینکا قطرہ درد کا جو کاؤس پر پڑا شعاعِ غضب کا خون سینہ میں مشتعل ہوا غصے
 میں آکر کتہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مڑوڑا بہمن نے کہا اسکو مارو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
 جسے اٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر چٹا تلوار کی
 کاؤس نے اٹھالی بہمن نے آواز دی اسے اس کو گرفتار کر لو سو پہلوان جو اسکی صحبت میں
 بیٹھے تھے تلواریں بیکر اٹھے کاؤس ٹپنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈال دیے بہمن غل مچا رہا تو
 کہ اسے اسکو گرفتار کر لو کاؤس کہتا ہوں تم آگے گرفتار کر دالیں کوئی میرے لائق نہیں ہے
 شاگردانِ شہزنگ برے خبر حاضر تھے طرف لشکرِ نور الدین ہر کے بھاگے یہاں صبح کا وقت ہو
 نور الدین ہر بار گاہ میں بیٹھے فرار ہے بن نہیں معلوم ہمارے بار و فادار پر کیا گزری کہ شاگردانِ
 شہزنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بار گاہ
 بہمن میں لڑ رہا ہو ہزار ہا ملازمان بہمن بار گاہ میں جمع ہو گئے بن لگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہیں
 ڈال سکتا فرمایا اے شہزنگ مرکب ہمارا تیار کرو لازم مرکب تیار کر کے لائے نور الدین سوار ہو
 صرف شہزنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بار گاہ
 آیا ہوا دور سے دیکھا کہ بیچ میں ہزاروں جوانوں کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہو کب کا حوصلہ نہیں
 پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا اس کے دو ٹکڑے کیے گئے اس کے
 لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے بن بہمن گینٹے پر سوار اپنے پہلوانوں کو غیب سے بلا کر
 کتہا ہوا دو تم اتنے ہوا ایک شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہیں
 ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہیں بعض دور سے ایٹا لیتا کر رہے ہیں بخوف جان قرب
 نہیں جلتے غل و شوکر ہے بن کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو لٹکارتا ہو کہ سامنے آدیکھ تو کیا
 رنگ ہوتا ہو نور الدین ہر نے پر معرکہ دیکھ کر اپنے نام کا غرہ کیا لغزہ کر کے آواز دی اے لڑو

نہ گھبراہٹ میں آہو بچا کاؤس نے جو نورالدین ہر کو دیکھا چمک چمک کر لٹنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نورالدین ہر نے تعریف کی کاؤس اس ہنگامے میں بکا کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہے کہ یہ جرات حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر ہمیں سامنے نہیں آنا دور سے
لینا لینا کر رہا ہے نورالدین ہر مصروف جنگ ہوئے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی متر
نورالدین ہر نے لٹکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ میں نورالدین ہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین
نے تلوار کو تلوار پر روکا چھٹے ہی تلوار مار کر بہمن ہلٹا اٹھا اوسے سے ہاتھ نکال کر مارا حربہ کے
جو تیغہ خارہ شکاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا مارا دو بار تیغہ
پھونچا بہمن نے دستا نہ مارا تیغہ چٹا کر نکلا چار فون کی چوڑے پر پڑی اور پہلوان بیچ میں آگئے
بہمن فون پونچھا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدین ہر نے اسی مقام پر مارے لڑتے ہوئے
قریب کاؤس کے پونچھے زخم جو کاؤس نے کھائے کوئے کے اکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھیں بند
کھڑا جھوم رہا تھا نورالدین ہر نے آکر ہاتھ بٹھا فرمایا اسی برادر ہوشیار ہونے کے لئے کہ فوج نورالدین ہر
آگئی بہمن نے ساتھ والوں سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ میں زخم کو صحت دیکر پھر
آؤ ٹھکا ساتھ والوں نے بہمن کو ہوا دار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے
نورالدین ہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب انھوں نے گھوڑے
بکٹ بھگائے تب نورالدین ہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدین ہر نے یہ کیلے روکا
کہ اسی برادر اب اس کے تعاقب میں نہ جاؤ کل اس کے قلعہ پر شکر کشی کریں گے اسی کاؤس مجھے اس
ملعون نے بڑا سوچ دیا تم کو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے
ہوئے ہلٹے بارگاہوں پر بہمن کی قبضہ کیا اسی مقام پر آ کر پڑے یہ ہر کارون نے خبر سیاب
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ میں چلے نورالدین ہر نے فرمایا اب ہم
کل افشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائیں گے سیاب نے عرض کی کیوں اپنے کو کشاکش میں
ڈبلے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہے سچا کے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجئے پھر یہ
عرض کی کہ تیر کو بڑا تردد دل کی یہ کیفیت رہتی ہو لطف نسیم

کٹ گئی عمر غم درخ میں بیاہرون کی	جو چھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتار ہوئی
----------------------------------	-------------------------------------

مرتے ہیں بنگائی ہو جان پر پیارونکی شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر نقد جان تک تو خرید ونگا تھے اوٹ بہ مزاجی مرض عشق کے باعث نہیں زلفین سر کا کے دکھا دو جو ذرا عارض تھا ڈال دی پیپ کلچون میں غم فرقت نے یارب اعمال کی اپنے نہیں ہو جا سزا رہا کھلتا نہیں کچھ حال تمھارا کیا ہو	خوب لی تھے خبر اپنے گرفتاروں کی آنکھیں سینکا کیے ہم آج بہانگارونکی چھوڑ ہونے دے ذرا بھڑ خرابا یونکی تندرستی میں بھی غرق تھی تو سب بیمارونکی قلعی کھل جائے ابھی آئندہ خسارونکی غور کرتے ہو تو کرو جگر افکارون کی حشر پر رکھو نہ لغزیر گنہگارون کی زرد سے ہو گئے ہوشکل ہو پیارون کی
--	--

نور الدہر نے سیلاب کو سمجھا یا فرمایا کہ اگر ملکہ عالم ہم ان در بندہ دن پر قبضہ کر نیکی عم نامدار ہمارے
فکر لوح میں آئے ہونگے ان مقاموں پر انکوار استلے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہنچیں چارون
بہاڑ فتح ہوں اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں جائے ہم لشکر کشی کریں جلے اسکو طاسم میں
گھیریں آخر سیلاب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہو سے طرف قلعہ سیاہ پوشان
کوچ کیا منزلیں طو کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ میں آ کے ہو نچا علاج اپنا کرنے لگا
بہمن کو تیسرے دن خبر پہنچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہیں یہ خبر وحشت آہستہ ہی
گھبرا گیا ساتھ والوں سے صلح کرنے لگا کہ کیوں یارو قلعہ بند کر کے بیٹھوں مساجون نے کہا
اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کر لیگا ان لوگوں کا یہ بھی دستور ہو کہ جو ارادہ کیا اس کو پورا کیا
دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہیں جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے
کیا کہ ٹٹنے قلعہ بند کر لیا وہ ہٹ گیا یہ نہ ہٹیں گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتیں
کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز با جمع سے اٹھا کہا ای شہنشاہ آپ کیوں تردد کرتے ہیں
غلام جاتا ہو گرفتار کر کے انکو لانا ہر قتل کرنے کا آپکو اختیار ہو بہمن نے کہا اور الماس اگر یہ
لو کرے تو گویا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتشار ہو اسکی جرأت و شوکت آنکھوں کے پیچھے پھرتی ہو
شکرین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اسکو بڑا پاس تھا رفیق پر و جہری بہادر تھا
زور و طاقت ملک ملک لیا قت مگر میرا دل نہیں چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کروں لہذا

اسی وقت باہر سے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدین کے جلا یہاں نورالدین کو جو بھی منزل تھی ایک صحرا میں آ کے اترے ہیں کاؤس نے بارگاہ استاد کو رائی لشکر آقا نورالدین ہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہرات گئے لشکر نورالدین بہترین بیونچا لوگوں سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہاں ہو پشت بارگاہ نورالدین ہر پر آیا ایک گوشے میں بیٹھ کر نقب کھودنے لگا پہرات رہے ہر نقب کا بارگاہ نورالدین ہر میں توڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہو دو شاہ چہرے پر پڑا ہو الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے قریب چھ کھٹ آیا کانٹے سے دو شاہ اٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہو کچھ میں دارو سے بیہوشی کو رکھ کر بھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کر کچھا نقب کو ٹوک کر کے لشکر سے نکلا میدان پر جست کرتا ہوا قلعے میں آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہو گا اتنے میں الماس آکر بیونچا پشتارہ اسے ڈال دیا کہا لیجیے یہ گنگار حاضر ہو آہنگر کو بلا کر سسل کر لیا تب نورالدین ہر کو ہوشیار کر لیا نورالدین ہر نے جو ہاتھ بلایا خانہ دخیچر میں غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھیں کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ بھکاری عیار کو بھیج کر گرفتار کرانگایا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکڑ بہمن چاہتا ہو حکم قتل کا دون کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہو ایک خندق کے پاس بیونچا جا ہوا اب دون خندقوں کو فرمایا چاہتا ہو بہمن یہ خبر لشکر حیران ہو گیا رفیقوں سے کہا اب کیا کروں سب نے کہا اس جوان کو کشتان کشتان بالائے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کاؤس سے بکار کر لیجیے اگر تو قریب بھاگ آئیگا تو ہم حیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نورالدین ہر کا گوارا نہ کر گیا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو بسند آئی نورالدین ہر کو بالائے قلعہ لا با دیکھا کاؤس مع فوج خطر موج ایک خندق فراچکا ہو دوسری کو فرانا چاہتا ہو بہمن نے بکار کر آواز دی اسی کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پر نورالدین ہر کے آجانبے کاؤس منتہین کرنے لگا کہا میں بیٹا جاتا ہوں آقا کو نہ سناؤ نورالدین ہر نے بکار کر کہا بھی کہ اسی کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو چکو قتل ہو جانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر بکار کر آواز دی اسی بہمن اگر آقا کا ایک

موسے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بیاؤ فنا آڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے میں زندہ نہ چھوڑو نگا تجھ کو اگر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نورالدہر کو یکو قلعے میں آیا رفیقوں سے کہا یہ بڑی مشکل ہے جب تک کاؤس کی تدبیر نہ ہو تب تک اس جوان کو قتل نہیں کر سکتا یہ کہے حکم دیا نورالدہر کو قید کر و ایک مکان میں لیجا کے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہو کہ روز صبح کو گینڈا اڑا کر قریب قلعے کے آتا ہے جب بہمن نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہے تب پلٹ جاتا ہے حیران ہو کر کیا کروں قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کر کے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنگار کو لاؤ بلازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہاں نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہو گیا یہاں کاؤس خندقوں کو ٹوکر تا ہوا برابر پہونچا کے پہونچا چاہتا ہے یہاں تک توڑے بہمن نے کہا ایو الماس نیز یا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنگار کو خشک نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بھرتہ نورالدہر بنا یا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ ایو بہمن تم سب کی میری بات سے قضا ہو کہاں جاؤ گے جسدن غافل ہوئے فوراً قلعے میں گھس آؤ نگا پہلے تجھ کو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نورالدہر پر معرکہ بگڑا کہ جب قلعے میں ہلکا ہوا کہ نورالدہر کو الماس چیر پا کر فنا کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہو کہ اسکا شیریں عذار نام ہو اسنے کہا میں بھی جا کر دیکھوں مسلمان کس وضع کے ہوتے ہیں کوٹھے پر آئی اسوقت نورالدہر بہمن سے کلام ہوا تھا اسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پر پڑی بیتاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل میں آئی آخر دریافت کیا کہ فلاں مکان میں نورالدہر کو قید کیا ہے کئی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزو سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھیں شیریں عذار کہتی تھی کیونکہ دل کو سمجھاؤں کیونکہ خاموش رہوں دل کی تو عجب کیفیت ہے اور یہ صورت ہے لطف نسیم

فون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یوں نزار ہو	شاہ رگ پھڑکے اگر عریان حری تلواری ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شہبخت	تو ہی اسی ساقی تباہ دست کیا شہباز ہو
کس میں ہو تیرے سوا عاجز نوازی کی	کون ہو مشکل میں جو بندے کا اپنے یاد ہو
قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم زندان عشق	دونوں یکساں ہیں ہیں سچے ہو یا زنا ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو ضرور	یا غم دل میں ہو لیکن ایسا مستغفار ہو
مصر میں چلے مقابل تلک و چست کریں	گفتگو جیسے زلیخا سے سر بازار ہو
نینغ ابرو پر توبے کیونکر گلہ کاٹے نہ	کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناجار ہو

تیسرے دن ملک بہت بقیار تھیں کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملک کو اس حال پر بلال میں پایاد یافت کیا کہ خبر تو ہی وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناہو ایک مکان میں آیا کہ وہ خالی پڑا تھا بلال سے نقب لگائی نورالدین ہر کو نکال لایا یا اس ملک کے ہو بچا پا نورالدین ہر بھی شیر بن غار کو نہ مکر اہل ہو سفاک روز خبرین ہو بچا تاہو کہ سردار آپ کا روز بلوہ کے قریب قلعہ کے آتا ہو بہن نے یہ مکر کیا ہو کہ ایک گھنگار کو تکی شکل بنا رکھا ہو اسی کو دکھاتا ہو کاؤس ہلٹ جاتا ہو نورالدین نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر ہو بچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعہ سے نکلنا بہت مشکل ہو مگر میں بادشاہ سے جا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ حکم ہو تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں اس چیلے سے جاؤں اپنے تین پاس کاؤس کے ہو بچاؤں نورالدین ہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے اور باغ سے میں نکل پڑوں مگر روئے لگین کہا اے شہزاد آپ دیکھو ایسا ہنو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں سب آپ کے دشمن ہو رہے ہیں نورالدین ہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جا کر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعہ سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر نہ کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہو کہ ایسا ہنو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اسے نورالدین ہر کو بچا یا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا سفاک تو خدمت میں بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدین ہر کو چربے کے لایا تھا تلاش نورالدین ہر میں پھر رہا ہو جی میں کہتا ہو ایسا کون کس تلخ تھا کہ جو نقب دیکر دیکھا کہ نہ تلاش کروں بادشاہ کے سامنے جا کر سفاک نے مطلب ا بنایا کہ اگر حضور حکم دین تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے ہنسنا کر دنگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدین ہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیکھا اسکا چہ نہیں ملتا اے سفاک تو تلاش کر عرض کی چیلے میں کاؤس کو گرفتار کر لاؤں تو اسکو بھی تلاش کر دنگا بادشاہ نے حکم دیا کہ ٹکی بھاگک کی کھول دو سفاک باہر جانگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو بھانگ کھول دیا فوج والوں سے بھاگ کر کیا خوف و دم بھر میں سبکو پامال کر ڈالو گا
سفاک تو اس طرف چلا الماس پھرتا پھرا تا طرف باغ ملک کے آیا گالے کی آواز سنی کہ
کوئی گائے یہ غول گار ہی ہے۔ نظم

مین وہ ایل دوست تھا راحت سے بھگو غم ہوا شب گھٹی پر پردہ دار عشق جو غم ہوا جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صدم درد دل زخم جگر کو ات سے ایذا بگئی مگر زخم پڑ کر کھل گئے سینہ پر اہل بزم کے عمر کافی آرزو سے وصل جانان میں نصیم	زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا رک گئیں آہن مزاج آرزو پر بسم ہوا سیر سے حق میں التفات انگبین بھی سم ہوا ترک صحبت جس نے کی آخر کو اسکا غم ہوا تھا جو شادی مرگ مفس نہیں کر مرا اتم ہوا کیا کہوں کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا
--	---

الماس نے جو گالے کی آواز سنی کان ہلے کھڑے ہوئے پہلو سے باغ پر آیا کن مار کر دیوار پر
چڑھا دیکھا نورالد ہر پہلو میں شیرین عذار کے بیٹھے ہیں اور سفاک نقب زن کا ذکر پور ہوا
کہ اگر اسنے مار کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہوگی میں ضرور نکلوں گا
بڑی نامردی ہو کہ سردار تو ہمارا بھانگ توڑ کر آئے اور ہم نہ ہو نہیں مگر رو رہی ہیں کتنی میں
شہر یار میں آپ کو نہ جانے دوں گی ہر نفس آپکا دشمن ہو لیکن کو آپ سے بڑی کہہ دوں گا ہر
کتنے ہیں میں ضرور ماروں گا مگر دامن کڑے ہوئے فرما رہی ہیں کہ اسی شہر یار مجھ کو ساتھ لے چلا
میں بھی اپنی جان دوں گی تجھے صبر نہو گا دل اپنے قلم میں نہیں ہو نظم

ناز ہو نغمہ ہے یا عباد ہو وہ ہو آئینہ ہے مشق ناز ہے کیا کروں اظہار سیر عشق کا میں پھر کئے نو گرفتار نفس کا حکم ہو چھڑین نہ سازدے بھی ساز فتنہ بر باد وہ کریں گے صبح و شام مر بھی جائوں تو نہ پوچھو چھوٹوں آ	سحر ہے افسون ہو یا انداز ہے چشم بد دور اب تو اور انداز ہے عاشق و معشوق کا ہر راز ہے توڑتی پر حسرت پرواز ہے کیا مزاج و دشمنان تاسا ز ہے گر ہی شوق حشر ام ناز ہے دہ مشفق واہ اچھا ناز ہے
---	--

گو گھلا دے یا جلادے شل شمع ہمنے دیکھا رنار تیرے یار کو	سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے سر و ساقد اک بت طراز ہے
<p>الماس نے یہ سب بائین شین جی میں کتا ہوا اس گیسو پریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر دین کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہو گا دیوار سے اتر کر جا کر بادشاہ کو خبر کر دن رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس در انداز کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلے فریاد کرے یا ہو دیکھے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر درشاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا او الماس کیا ہو کہا حضور بڑا غضب ہوا مارا تین گرگ بغل بیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نورالد ہر کو لگائیں پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک لقب زن کی ذات سے سارے فساد پر پا ہوئے نورالد ہر کو قید خانے سے چڑا کر لگیا اب کاؤس کو خبر کرنے گیا ہر رات ہی کو چل کر نورالد ہر کو مار لیجے یہ سن کر بہمن بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں چل کر نورالد ہر کو قتل کرونگا سب کنیزوں کو مٹاؤنگا اس گیسو پریدہ کو سربازوں کو قتل کرونگا اسکی زہد کی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہو یہ کھلے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پیرات باقی ہر نورالد ہر مستند پر بیٹھے ہیں پہلو میں شیریں عطار کہ چند کنیزیں روڑی ہوئی آئیں عرض کی او شہر یار ہوشیار ہو جیسے کسی نے خبر ہو چادی باغ سا لگ گیا بہمن خود آیا ہو کنیزیں بیٹھنے لگیں نورالد ہر اپنے مقام سے اٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہو نورالد ہر نے ملکہ سے دہن چھڑا فرمایا او ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہو سب بیجا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ دہان بیٹھی ہو یہ ذلت کسی بزرگی اسکا اسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کریں گے کہ وہ بیجا اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکیں گے یہ کہنے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اسپر سوار ہوئے بہمن دروازے پر کھڑا کیا رہا ہر اسے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی فوو ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرات صاحب شوکت و شان نورالد ہر بن بادلیح الزمان تلوار کھینچے ہوئے باغ سے باہر نکلا بہمن نورالد ہر کو دیکھ کر جھاگا فوج والوں کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نورالد ہر پر پلوہ کیا نورالد ہر نے</p>	

<p>لغزہ کیا باشی را کا فران سجدا و امونا بکاران بردغا۔ لغزہ نورالدہر کہ شامش جهان گیر فلک کیتی ستان خواند عدد در رزم گامش صد ہزاران لایان جان</p>	<p>ہم سے اوج رفت سنا بہا ز عرصہ مردگان بنیاد لشکر اسلام نورالدہر گز ہمیش</p>
<p>دیگر ز طفلی بہ جرات بہتر دہشتم + لقار ایک دست برداشتہم + ظفر بریلان عرب یافتہم + شہ نو جوانان لقب یافتہم + لغزہ کر کے شاہزادہ اپنے لگا افسردن کو تاک تاک کر مارا ملک کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزوں سے کہا تیرا روکنیزوں نے کہا نہیں سنبھالیں تیرا نے لگین جس خطا شعار بر تیر پڑا سہم کر کا فر حیران ہیں کہ آسمانی آفت کہاں سے آتی ہو کئی سو سوار گرے اماں نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھے آپ کی صاحبزادی تیرا رسی ہیں بہمن نے کہا ادھر نورالدہر کو گھیر دین جا کر ملک کو پکڑ لوں نصف فوج نے نورالدہر کو گھیر نصف فوج سے تو نورالدہر مصروف جنگ ہیں نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملک نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نورالدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نورالدہر بہتر چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرازہ جنگ کر رہے ہیں مگر کہہ دو کاوش میں خود سر گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے آڑ رہی ہیں جسے بوسے مشک و عنبر آتی ہو ملک بیکار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہیں اے کار ساز دی بے نیاز اس آفت بچا لے لطم</p>	<p>حق ترا تاج شرف بخشید بر جوش و طیور یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو مگر تو باشی ہر زبان سرگرم در عجز و نیاز قاصر از خدمت مباشرت و حساب صدق و صفا بایست اندر محبت آہ سر دورنگ زرد ہست دنیا کے دلی دریائے ناپید کنار خود ز عرفان تصفیہ یا بیدل ناصات تو حاضر و ناظر پس و پیشیت خدا آبد نظر نورالدہر تیس ہزار جوانوں میں یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں بہمن بلوہ کیے ہوئے طرف باغ کے آگے</p>

جب کینیزین تیراتی ہیں سود و سہ کو گرا دیتی ہیں بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہو او شوخ دیدہ
 او گیسو پریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہوں ایک ایک نخل کا ٹونگا دیوارین باغ کی گرا دو ٹنگا
 کیسا دامن نہ دو ٹنگا اب کیا نور اللہ ہر کو زندہ چھوڑ دنگا آکے ایک ایک کو شٹاؤنگا لکڑی
 خود تیر دکان ہاتھ میں لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شمار اپنے کو تیر سے بجا تاک کر تیر مارا گینڈے
 کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جنت کی بہمن گینڈے سے گراؤ گون نے مسکواٹھا یا لکڑی ہٹے
 اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو شکر نور اللہ ہر میں
 ہو نچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اُسے ترک کیا ہر رات دن مسلح رہتا ہر کو اُسے دور سے
 دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہر پکار کر آواز دی کون آتا ہو جواب دے ورنہ میں تیرا رہتا ہوں
 سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہوں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں کاؤس پیشہ نشین
 ترک گیا آگے بڑھ کر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
 بیان کیا کہ میں دختر بہمن کا عیار ہوں میں نور اللہ ہر کو قید خانے سے چڑا کر لیا گیا تھے دو
 تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نور اللہ ہر بنا کے دیکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے
 اب میں نے بموجب صلاح شاہزادہ تنکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
 رات ہی کو بلوہ کرو اس وقت بالا سے قلعہ لوگ کم ہیں نہیں معلوم قلعے میں کیا ہنگامہ ہو گا
 سے میں نے اطلاع کی کہ میں کاؤس کو خبر ملاؤں تب بادشاہ نے مجھ کو حکم دیا میں اس جیلے
 سے آیا کاؤس نے شہر نگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کر او ہتر والا گوہر اس عیار کی باتیں سنو
 کچھ عیار ہی نہ کرتا ہو شہر نگ نے شکر کہا یہ سب بیچ کتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا زندہ ہو
 شاید کوئی دراندازی کرے او کاؤس جلد جلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز دیا
 دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز شکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قلعہ
 سے جلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر فریب خندق ہو نچاؤ میں تو سینہ سپر
 جانا ہوں کاؤس نے گینڈا بڑھا یا گنہگار دی کہ گینڈا اتر پ کر چلا اہل قلعہ نے جو
 کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ او کاؤس آج کیا ہو جو رات کو
 بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوہ کر زیر تیغ بٹھا یا کاؤس نے

کہا اس کا رو اب میں تمہارے فریب کو کب اتنا ہوں میں تمہارے دام مکر میں گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کر دین اب نہیں منع کرتا تو قلعے والوں نے توہین مارین
کاؤس کا وہ پر کینٹے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترائے
پہونچے کاؤس خندق فرمایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینوں خدین
کاؤس فرمایا برابر پھاٹک کے پہونچا دھرتو کاؤس نے تیغ مارا ساتھ والوں نے گھٹیا
خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہوا اہل قلعہ نے پھاٹک پر دھکا کاؤس
سے تلوار چٹنے لگی کاؤس ان کو کب سنا تا ہو کئی سو جان مار کر ڈال دیے اس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اٹھایا وہ عین عین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لاث ماری سفاک نے کہا
بھی کہی افسر اعلیٰ ہی مگر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے میں آیا دور سے دیکھا کہ آفت
گھرے ہوئے ہیں تیس ہزار میں اکیلے لڑ رہے ہیں کاؤس بیتاب ہو گیا غرہ کر کے
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو فوراً ہر تہا سب سے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مارو یا اسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکا یک بلوہ ہوا دیکھا فوراً ہر نے کہ کاؤس پیشین
دریائے خون میں نہایا ہوا طرف بہمن کے جانا ہی نور الدین ہرنے آواز دی اسی بار وفادار
کیا کہنا خوب وقت پر پہونچے یہ کیے بہمن کو لگا لگا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ میں زیر کر لایا کاؤس جنگ میں شریک ہی نور الدین ہر لڑتے
بھڑنے تاب بہمن پہونچے لگا کر مقابلہ میں حاوی سے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
عرصے میں کاؤس نے فوج کو شہ و بالہ کر دیا کئی ہزار جان بہمن کے قتل ہوئے آخر میں
جو بہمن نے ہاتھ مارا نور الدین ہر نے باڑھ بچا کے کلائی ہاتھ ڈالا تلوار چٹنے لگی کہ بہمن کی
دست حق پرست یارو کے کمر زنجیر میں ڈالا زور کیا غاؤ زین سے بہمن کو اٹھالیا اگر سر کے
ججھ دیا جا پا زمین پر ماروں بہمن نے آواز دی الا مان نور الدین ہر نے فرمایا ان بھڑ
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بھوتی دل سلطان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب سے اگر فوج
نور الدین ہر کی نور الدین ہر کاؤس ہمراہ اسکی بارگاہ میں آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں نورالدین ہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے
نورالدین ہر دنگل پر آ کے بیٹھے ہم نے وزیروں کو اشارہ کیا انھوں نے ترنج خوشنوی سینے
پر نورالدین ہر کے لگایا نورالدین ہر نہایت خوش ہوئے فرمایا اے ہمیں جتنے اس تقریب کو بدل و
جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہیں ہمیں تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہے ہمارے علم نالیا
تلاش لوح میں ہیں ہمچشم ہمارا صحرائے ترکستان میں فروکش ہو سبکا اسی سمت ارادہ
ہو کہ سب طرف سے بلوہ کریں ہفت پیکر ان پہاڑوں کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم
ہفت پیکر میں جائے کوچ کا سامان تیار کرو اور دھر سے پلٹ کر عفر کر نیلے فی الحال فرست
نہیں ہو ہم نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدین ہر نے قبول کیا کاؤس ہمیشہ نشین
سیاہ سالار قرار پایا ہم کو بادشاہ شکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدین ہر قلعہ
سیاہ پوشان پر بعد شوکت جہمت فروکش ہیں وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ز لزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
بعد چھوٹے قید کے ایک صحرائے پرفضا میں فروکش ہیں ارادہ ہے کہ اپنے کو
تا بہ کوہ نیرنگ پہنچاؤں۔ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ صحرای تو ایسا قلعے باتیز نو ہی سر و گلزار حسن و صفا گلابی سے رونق ہوئی نریم کی ہتھکے اپنے جاہ چشم کی قسم یہ ساقی نے تسکین دی بر ملا کہ صحبت کی ہو میرے دل میں تنگ کیا دختر رز نے آخر حجاب کہ دیدار کی سبکو کا ہنس ہوئی تڑپتی ہیں گل مچھلیاں نہر میں	کہ جام و سبو مجھ کو ہوگا عزیز تری سیکڑے میں جو آمد ہوئی کہ ساقی کی آمد پر رونق ہوئی دکھادے جو چہرے کا تو اپنے جلے ہم کہ دور مصطفیٰ حبلہ وہ جلسہ جسے آج نو خاستہ کہ ڈالی ہو چہرے پر اپنے نقاب نہالان گلزار میں سبز پوش ہر اک صبح بھی ہو اسی لہر میں	تری چال بھاتی ہو ایسا لقا نورندون کو جلسے کی بھی کہہ لو ہتھکے سا تیا جام جم کی قسم کہ ہو قلب کو ایک شکر کا پرور نہور ند میخوار اس درجہ تنگ کہ ہو رند مشرب نہ بر فاستہ ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی کہ ہو نہر کو بحر اُفت کا جوش قدیموس ہوں ساقی جم کے ساتھ
--	--	--

قدم اُسکے ہوں اور زندوں کے ہفت جھپاتی ہر ٹھہرندہ سحر سے کہ مشتاق ہیں تیرے سب باؤ ترے دور میں ساقی ہر لقا بڑھاتے ہیں میخوار غم کے سوں ایسے جہان گیر و لاتبار ہوئے مکر سے کافروں کے سپر انہیں کی رقم ہوتی جو دینا	مگر دخت ز فوب بے پاک ہر کیا آہ محروم دیدار سے نہاں تنہا میں آوے قمر یہ رندوں نے دیکھا نیا ہر مزا جیل احو تو سن کلاک جادو رقم کہ جن سے ہیں کفار سب ٹھنسا سستی جب علشاہ نے یہ خبر کہ حالات جرات ہیں کرنا عیان	جو دیکھا تو کیا جست و چالاک ہو ذرا بزم میں بہکے صورت دکھا کہ ہو کشت امید بھر بارور کیا بخیون نے بھی آگے ہجوم کہ سامان عیش و فرح ہیں بہم ہوا جیسے اسلام رونق پذیر جھڑایا پدھر کو بصد کر و نسر چہرہ غازیان غر و ادات ہر فرما
--	--	---

دہستان جام مدہوشی اس دستان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف
راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد ملائی کو
مگر ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہو خواجہ سے صلاح کر رہے ہیں کہ خواجہ اب یہ فرما
کہ وہ کہستم کس مقام پر ہیں تحفہ جات تو اشارہ اللہ اس صاحب اقبال نے باسے لوح ملے ہیں
کیا دیر ہو قضاے کار ابرو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہیں ایسا نہ کہ جا کر کسی عجائب و غرائب میں مبتلا ہو
لندھور نے عرض کی نیاز مندوں کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت میں آئیگا لندھور
نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر ہیا کرنا
لندھور باہر آئے بشیرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صہرا کے چلے فرماو خان
یکضرہ بھی ہمراہ ہو سکو ساتھ لیکر صہرا میں آئے طبل باز گشتی پر جو بڑی یکایک طائر
جھاڑیوں سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پر شکار
کئے کہ ارابے بھر گئے قضاے کار ایک تہو جھاڑی سے نکلاں لندھور کے ہاتھ میں باز تھا
اس تہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تہو کو گھیرا طماپٹے مارتا ہوا طرت زمین کے
لے چلا لندھور نے مرکب چھین کر ایک مقام پر باز نے تہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب
چھین کر کے جو اس مقام پر پہنچے دیکھا تہو زمین پر پڑا ہو باز اس کو فوج رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استاد ہو دروازے پر چند کنیزیں ماہ خسار
 ٹل رہی ہیں جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہو کہ خیمہ کا پردہ اٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع
 ہو ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال
 بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تودہ دل پر پڑے یارے صبر نہ ہائے اختیار پکارا اٹھے
 اوی مہ جبین واری نازنین ایک نگاہ بھر اٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر چڑ گیا کنیزیں
 کھتی ہیں اس شخص تو کون ہو کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہو یہاں سے اٹھ جا
 بیٹھنے کا ارادہ نہ کرنا لکنہ ناہیدہ مرصع پوش خفا ہوئی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے
 سے اپنے قریب بلا لیا کہا اوی ماہ پیکر واری سمن بر میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل
 پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا پہونچا دے۔

اوی رند جو دل میں ہو وہ کیوں نہیں جاتے
 اوی غیرت جو در شکم کیوں نہیں جاتے
 ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے
 دن رات بے دیدہ ترکیوں نہیں جاتے
 ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے
 اس کو چہ میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے
 چٹھکار ہو اس جینے پر مر کیوں نہیں جاتے
 دشمن مرے فی انار سفر کیوں نہیں جاتے

لڑ بھڑکے تم اختیار سے مر کیوں نہیں جاتے
 اگتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے
 جراح مرے زخم جگر بتے ہیں دن رات
 تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی
 رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں
 کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس راہ گذر کی
 ہو یہ بھی کوئی دیست کہ مردے سے چڑیے
 ہو عاشق بیدل کو خوشی رہتا اسی کی

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا۔
 خواص نے جواب دیا کہ میں جا کر عرض کرتی ہوں جیسا وہاں سے جواب ملے یہ کیک خواص
 اندر گئی نہیں معلوم وہاں جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے
 آپ کو یاد فرمایا ہو لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے پر عنائی و زیبائی اندر
 خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطافت سے آراستہ فرش مشجب بچھا ہو مسند و اینٹگار آراستہ
 گرد اسکے گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں ہند پر

وہ سر و ناز بعد انداز جلوہ فرما ہو کنیزین دست بستہ حاضر کوئی بھولون کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہو اور کوئی آگالان چاندی کا لیے کھڑی ہو کسی کے ہاتھ میں خاصہ ان گلوں کی
پیش کر رہی ہو اس جبین نے خاصہ ان سے لیکر ایک گلوں کی پھائی پہلے غچہ دہن کیا
آگال منہ کا جو آگالان میں ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ باقوت کے ٹکڑے آگالان میں
ڈال لیے وہ گلوں کی گلے میں دبائی ہوئے پہلے پسیجائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
ناز میں نہایت ادب سے برے تعظیم لندھور اٹھی بائیں جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائیں جانب آ کے بیٹھے گل چینی گلشن جال کی کر رہے ہیں وہ جمال بہت مال کہ لندھور
کی نگاہ نہیں ہٹتی جب وہ ناز میں مسکرا کر نگاہ اٹھا دیتی ہو برق گوہر دندان کی چمک دل پہ
تاثر کرتی ہو لندھور حیران جمال جو دیدار بیٹھے ہیں لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جا کر سفارت کی تھی ان قیولات پر لڑے قیول سے گرتے مگر خائف نہیں ہوئے مگر وہ
رعب و دیدہ حسن و جمال کا ہو کہ لندھور سرنگوں بیٹھے ہیں ہر مرتبہ قصہ کرتے ہیں مگر جاؤش
حسن آواز دیتا ہو ادب سے رہنا ایسا نہ کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر بہ کھڑی ہوئی بھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہو بھول اپنی سائی
بخت پر ہنس رہے ہیں کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہو امین بیٹھی ہو ہم کو بڑا مانہ
ہو ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہیں رنگ اپنا دکھا رہے ہیں لندھور نے اس خواص سے
اشارہ کیا اس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان میں کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائق ہو مگر ان لوگوں میں دستور عقد ہو مہر ادا کریں تو ہم راضی ہیں لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرتے پر راضی ہیں اس خواص نے کہا ملکہ عالم فرماتی ہیں کہ صاحب قہر ان سے آپ کو
کیا تو سل ہو لندھور نے کہا میں اسکا چالشین ہوں سپہ سالار دست راست مشہور ہوں
فرزندان حمزہ جھکو عم نامدار کہتے ہیں کون ایسا شیر دل ہو کہ جو جھکو بہ بزرگی نہیں مانتا خواص
نے کہا ملکہ عالم تہر میں سر صاحب قہر ان مانگتی ہیں آپ کو منظور ہو لندھور نے سر بائیں
ہل و جان قبول کرتا ہوں پس اس میں جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
پہلے نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارا سے نہ

یہ جام بختگی نسبت ہو لندھور نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے
 ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں شیش ہوئیں
 چہرہ گلنار ہاتھ پاؤں میں ریشہ پیتے پیتے ہاتھ بانہ کر جواب دیا عہدین فرق ہوا گا۔ جو
 کہا ہو وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جیسے تھر لیکر آئے عقد ہو جائے اب ہم اسی
 مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گانین جو سانس تھیں اُنھوں نے
 فوراً طبلہ بجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گائے لکھن

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں عہدین اپنے غشی رکتی ہو غشا کا قور جو کسی روز کہا ہو جیسے شہید باش نہیں طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا زخم دل کا میں بہ کیف اٹھاؤ لگاؤ چشم بد دور سراپا ہو وہ اک عالم کو چشم عاشق کی طرح ہوتا ہو بڑھم جا جلوہ دوست تو موجود ہو ہر شے میں	یاں سلیمان کے لیے مرتبہ مور نہیں دل غمگین ہیں بہت خاطر سرور نہیں ریش کے فراموش لگے اپنا یہ ریتور نہیں گوشہ امن کوئی اور کجس کو نہیں ہو نکس پاس اگر موم کا قور نہیں جلوہ حسن جمال بیت مغرور نہیں کون سا دانہ آری پیتے کا جونا سور نہیں آپ اندھا ہو تو آنکھوں میں تر نہیں
---	--

اس طور سے گائیں نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹپاک کر اٹھے کہا ملکہ
 میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر تھر کی تدبیر کروں اُس میں جین نے کہا جلد جاسیے اب سر
 صاحبقران لیکر آئے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اسپر سوار ہو سے چند خادم ساتھ
 تھے اُنھوں نے راہ میں پوچھا ای دارا سے چند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر رہیں گے
 لندھور نے کہا نسبت بخت ہو گئی اب ادا سے تھر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور پہلیے
 قراول ملے ان سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ
 ڈالتے ہیں اکڑتے ہوئے چلے آتے ہیں شکار گاہ میں جو بارگاہ استہاد تھی اُس بارگاہ
 میں آکر اترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فریاد خان یکضربی آیا لندھور نے کہا اسے فرزند
 ہماری شادی بٹھری ہے اُسے تھر میں سر صاحبقران مانگا ہو لندھور نے میری طرف سے رخصت

صاحبقران میں جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ میں مدت سے خدمت میں رہا کبھی کبھی آپ سے نہیں طلب کیا اب ایک مجسمین پر عاشق ہوا ہوں اسنے مجھ کو خوشی قبول کیا ہی مگر حرمین سر آپ کا انگا ہی لہذا حرم بانی ہوگی کہ سراپنا براہ پرورش مرحمت فرمائیے ورنہ نساد بڑھے گا فرماؤ خان نے حیران ہو کر جواب دیا کیوں قبلہ و کعبہ مقدمہ میں صاحبقران کے آپ نے اقرار کر لیا اور میں ابھی ہو کر جاؤں صاحبقران کیا جواب دینے کیا خوش ہوئے کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سرخزمین قبول کر لیا نہ دھورنے کہا اونا لائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لوں گا فرماؤ خان نے بھی قبضے پر ہاتھ رکھا کہا میں آپ سے کیا پاپی کار کہتا ہوں آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہو اب موت نہ دے گی آپ کے ہاتھ ہونہ دھورنے تلوار کھینچی فرماؤ خان اپنے مقام سے اٹھا ہندی کھینچ میں آگئے ہاں ہاں کر کے فرماؤ خان کو باہر لے آئے فرماؤ دوسری بار گاہ میں آکر آتہ لہ دھورنے کہا پہلے اس جو نامرگ کو مٹاؤں گا تب صاحبقران سے سوال کروں گا یہ کہے طبل جنگی بجا یا ہر کاروں نے فرماؤ کہ خبر کی فرماؤ نے بھی فوراً طبل جنگی بجا یا اگر داراب عیار یہ خبر بیکر طرف صاحبقران کے چلا خدمت امیر میں آکر پہونچا مگر دتا ہوا امیر نے پوچھا ہی داراب کیوں اس قدر بد عواص ہو کیا رنج ہو نچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرماؤ سے مقابلہ ہو امیر نے فرمایا تو کیوں گھبراتا ہی میں وقت پر آؤں گا وہ لون میں مصالحہ کرادوں گا داراب نے عرض کی وہ حضور سے برسر فساد ہیں امیر نے فرمایا تو جا میں اپنے بارہ میں کلام نہ کروں گا بلکہ اگر انکا صل مشکل میرے سر پر موتوف ہو تو میں سر حاضر کروں گا میرا جانشین قدیم خیر خواہ دوست صاحب شہمت و شوکت میں کیا اسکی بات سے انکار کروں گا جو اسکی خوشی وہ میری مرضی داراب نے کہا حضور وہ ہوش میں نہیں ہیں بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہیں جھوٹ سے وہاں سے جام پی کر آئے ہیں اسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بڑا نہیں دیکھتا کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہو گا مگر لہ دھور اپنے ہوش میں نہیں ہوئے عمر کے لکھا آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کریں میں جاتا ہوں اس ملعونہ کو قتل کر دینا تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھایا کیلے کہ میں ابھی جاتا ہوں اس ملعونہ کا سر لانا ہوں
 عمر و نے منع کیا کہ او فرزند جانے کا ارادہ نہ کر اسکو ہفت پیکر نے بھیجا کہ جا کر یہ فساد
 برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو میں کل جا کر اسکا طرہ دیکھ لوں مجھ سے
 داراب خبر لے کر بیٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا مشیرین سے ذکر کرتے ہیں کہ
 یارو لندہ ہور کو کیا ہوا کہ اسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹھے سے آمادہ جنگ ہو میں صبح کو
 جا کر دیکھوں کہ کیا رنگ ہو نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو سے طرف
 لندہ ہور کے چلے خواجہ ہمراہ میں سرداروں میں بہرام نے ساتھ دیا امیر کیسکا جانا قبول
 نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجئے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
 یہ مجبوری بہرام ساتھ ہوے یہاں جانشین میں طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فریاد و نشان
 خردشان چو بدست گران سنگ کا ندھے پر رکھے ہوئے کینڈے پر سوار میدان میں آیا
 اور لندہ ہور میدان میں آئے فریاد و نے جو لندہ ہور کو آتے ہوئے دیکھا دور سے سلام
 کیا لندہ ہور نے منہ پھیر لیا لندہ ہور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان میں آکر آواز دی وہ
 جانا مارگ کہاں ہو میرے مقابلے میں آوے جب لندہ ہور نے بہت لاف و گزاف کی
 اور یہ کہ کما کہ حمزہ کی قصا میرے ہاتھ سے ہو تب فریاد نے کینڈے بڑھایا سامنے آکر سلام
 کیا لندہ ہور نے کہا تو میرے مقابلے میں آیا ہو فریاد نے ہاتھ بانڈھ کر جواب دیا میری کیا مجال
 کہ بندگان عالی سے مقابلہ کروں سر حاضر ہو کاٹ لیجئے اگر میرے سر سے مطلب آجکا لیجئے تو
 مجھ کو عذر نہیں مگر آقا کا نام نہ لیجئے یہ غلام پر بہت شاق ہو لندہ ہور نے کہا او فریاد اگر تجھکو
 اپنی جرات پر ناز ہو تو میں کیا تجھ سے باہر ہوں ایسا گرداروں کہ مع کینڈے سے چونڈ خاک کر دوں
 فریاد نے کہا بسم اللہ گزرا اٹھائیے میں سر سامنے کر دوں بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپ کے دست
 حق پرست سے مارا جاؤں میری نجات ہو اور اگر خدا نخواستہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوئی تو
 دنیا و عقبی دونوں بگڑی لندہ ہور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہو تا تو مجھ سے کیوں بگڑتا
 میرا حکم بجالا کے خدمت میں حمزہ کی بسم ایچی گری جاتا آپس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں لندہ ہور
 نے جانا تھا کہ نیزہ اٹھاؤں صبح سے گرد آؤی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

ہوئے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھوڑ کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نہ کرے ہر خیز
 کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھوڑ اسی طرح کھڑے ہوئے بن سلام بھی صاحبقران
 کو نیکیا بہرام کھوڑے کو اڑا کر بیچ میں آئے چونکہ بہرام پرانے سردار میں سب انکا پاس
 کرتے ہیں آتے ہی فرماؤ کو جھڑپ دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے میں کھڑے
 ہوا اور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرما دے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ اے عم نامدار
 یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہیں سرزد ہوئی آپ جو غور کریں گے تو نیاز مند کو بڑا نہ کہیں گے بہرام
 نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرماؤ خان گینڈے کو بھیج کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھوڑ
 کو سلام کیا لندھوڑ نے نکھی سی اڑادی بہرام نے کہا اے داراے ہند مزاج کیسا ہو نکو کچھ
 ملکہ سا پاتے ہیں جھننے سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوئے اور تھر میں سر صاحبقران قبول
 کیا اے کسٹم زبان سر آقاے نامدار زن بازاری کے تھر میں لندھوڑ نے تلوار کھینچی کہا اے
 بہرام زبان کو بند کر دو ورنہ تمھارا سر کاٹ لوں گا بہرام نے کہا اے لندھوڑ ہوش میں آؤ
 صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہیں جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہنا
 ہو اگر تمھیں امیر سے بڑائی کی توہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کریں گے ایک زن بازاری فاختہ پر
 یہ ناز لندھوڑ نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا اے لندھوڑ مجھے
 بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہیں تو بے ادب و پاس سب کھو یا جیسے لیے بہت
 بڑا ہو گا جو قوت انکے فرزند سنیں گے تو میرے قتل پر کمر باندھیں گے اگر رسم کو خبر ہوئی
 کہ لندھوڑ نے ہمارے باپ کا سر تھر میں ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہو تو آفت برپا کریں گے
 زن بازاری کے نام پر لندھوڑ بگڑا آواز دی اوجھنی ابلی ہاتھ مارو ننگا کہ سراٹ جائیگا بہرام
 نے کہا اے لندھوڑ ابلی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرات کھلے میں بھی تیری رستمی دیکھ لوں لندھوڑ
 نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چو پارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
 کہا کہ اے لندھوڑ اب میں بھی اس واسطے ہاتھ لگاتا ہوں کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
 رفیقان صاحبقران تم سے کسی بات میں بند ہینگے یہ کہے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھوڑ کاٹ
 ہوا کچھ ہنری بیچ میں آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بہت خوشام بہرام کو بھیج

بعض نے لندھور کے سامنے غدر کیا کہ ایو دارا سے ہند صاحبقران سامنے سے دیکھ کر
 بہن ایسا نہ کہ تم پر آئیں لندھور نے جواب میں کہا کہ میں خود حمزہ کو سر میدان ٹوک لگا اگر
 مقابلہ نہ کروں گا تو سر کیونکر کاٹوں گا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت میں امیر
 کی آیا کہ فرما دے اگر ملاقات کی کہا ایو آقا سے نامدار آپ لشرف شریف لیجائیں میں لندھور
 سے سمجھ لوں گا امیر نے فرما دیا کہ کو بھی ساتھ لیا فرما یا کہ ایو فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے
 کے منہ نہ چڑھو اب جو لشکر میں آئیگا دیکھیں کیا کرتا ہے صاحبقران بہرام و فرما دیا کہ
 ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آئے لندھور جب جیسے میں آیا زخم دوزی کرائی دارا اب سے
 کہا ہمارے لشکر والوں کو خبر دو کہ جبکہ ہمارا ساتھ دینا ہو چارے پاس آئے ہم امیر پر
 لشکر کشی کرنے کے دارا اب نے جا کر لشکر لندھور میں خبر کی سب سردار لندھور کو بڑا کہنے
 لگے کہتے تھے بار و معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہو جس دن امیر سے
 مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر میں ہو تو امیر مالک اسم اعظم ہیں مگر پڑا ہی
 تو بھلا ہو تو ہمارا آقا ہو ہمیں چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کر کے افسرانی
 کو خدمت میں صاحبقران کی بھیجا کہ ایو آقا سے نامدار ہم آپکے دل و جان سے تابو راہیں مگر
 آسنے بلایا ہوا چار جاتے ہیں بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہیں افسروں نے آکر سردار
 رور و کر بیان کیا کہ غلاموں کو انتہا کا قلق ہو کر آسکے بلائے پر مجبور جاتے ہیں سے یہ ہوگا کہ قوت
 جنگ اپنے بھائیوں اہل اسلام کو قتل کریں لندھور پر سب لگے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش
 ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو آسنے ہم کو اس واسطے بلایا ہو کہ آپ پر لشکر کشی کرے
 امیر نے سب کو لگے سے لگایا فرمایا بھائیو مجھ کو تم سے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ آسنے بلایا ہو
 تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہے نولا کہ ہندی کھجی سلع ہو کہ پشت ہرے مرکب پر سوار ہوئے یہاں
 لندھور اتر آیا تھا کہ خبر پہنچی لشکر آیا لندھور نے سب کو اس صحرائ میں اتارا کہا کل لشکر تیار رہا
 میں حمزہ پر لشکر کشی کروں گا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا اب سب ہاتھی پر سوار ہوا نولا کہ
 جان بازوں کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہر کاروں نے خبر دی کہ لندھور رخ لشکر آتا ہے
 امیر نے فرمایا آسنے دو عمرو نے کہا ایو آقا سے نامدار اب غلام کو خست کیجیے ورنہ لندھور

بڑی گزری گئی لندھور کو اپنی جرات پر بڑا ناز ہو سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور
 سے مقابلہ کریں گے امیر کو بڑا تردد ہو کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گزریے مقابلہ نہ کرنے میں
 بڑی خرابی ہو اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہو شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوا یا ہر کاروں نے
 امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بیھاگے ملازمان لندھور
 کی رہائی سن چلے ہیں اسی صحرائی طرف چلے صحرائین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہو نخل چلے
 ہوئے طائر اشیائوں سے نکل کے ہر نخل کے پتے پڑے ہوئے نہرین خشک پڑی ہیں خواجہ
 اس صحرا سے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتیں
 ٹل رہی ہیں عرو نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انہیں جالا وہ کہہ رہی ہیں کہ آج
 دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہے آج صحبت عیش آرام ستم ہوئی ایک
 انہیں سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہو مالک کا ہونا بڑا باعث
 خرابی ہو چلو چل کے دیکھیں فراگئی تھیں کہ ہم قریب شام آئیے گی یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیز
 اس مقام پر آئیں کہ جہاں خیمہ استاد تھا عرو نے دیکھا خالی خیمہ استاد پر روشنی بھی وہاں نہیں آخر
 ان سب نے کہا باغ سبیلستان میں چلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ
 خواجہ بھی چلے چند نخل طو کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا شل آغوش عاشق کھلا ہو اور چند
 کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھ کر ان سب نے آواز دی ارے تم کیوں چلی آئیں
 ان سب نے کہا جب وقت گزر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے انہیں سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ
 معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہو گیا ہے
 دشوار ہو لیکن بڑی سختی کر گا لندھور ہی ہاتھ سے سرداروں کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
 مراد تو یہ ہے کہ ایسا صدمہ و لال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نہ کر سکیں یہ مراد ملکہ عالم کی
 ہو کنیزوں نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر شک کر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل
 مقابلہ ہو گا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس
 چلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصہ نہ کہہ سکی تو مشکل ہو کہ صاحبقران
 کا سر لندھور کاٹ لیں سب سردار آمادہ قتل لندھور ہوئے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گی غرض کہ سب باغ میں آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب بھول بھول لاہور
دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین حبیبین بیٹھی ہو کر گلابیاں
شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کہ ایک گائٹن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بخود جو کرے پھر نہ خودی ہم میں رہے رات بھر سینے سے آئی ہو صد شبنون شوق ہو اسکو بھری بزم میں ہنسنے کا اگر شب کی مجھ میں کاسنوم نفس مجھے نہ حال رہے دل زلف میں کام آئیگا کیا اُنکے جلال	یہ بھی معلوم ہو کون سے عالم میں رہے خند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے دل بغم میں رہے دیدہ پریم میں رہے اُسے بوجھو جو مری خاطر پر ہم میں رہے خوب سینے کو ابھارے جوہ محرم میں رہے
---	---

خواجہ نے کینز کا ہاتھ تھام لیا کہا بابا بے شری گاتی ہو میں گاکے دو چار شعر سنائیں مسند نشین
کہا اے رنگین ٹھہر گلیچین کو گانے دو خواجہ نے بایان بجا یا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے
ہیں کچھ مسافروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پریشکر کشی کی ہو دیکھے آپس میں کیا ہو
کیوں حضور جو آپ نے فرمایا ہے کہ صاجقران لاؤ لندھور یہی کہ گندے کا مسند نشین نے
کہا قتل ہونے میں صاجقران کے ابھی دیر ہو جب تک وہ شریک نہ ہوگا تب تک نہ میں
پڑے گا دیکھو میں تدبیر کرتی ہوں پھر نازنین مسند نشین نے دو نون ہاتھ زمین پر مارے
جلا کر آؤ اودی اسی نیزنگ شعبہ باز ابھی نیزنگیان دکھا دے شعبہ کارنگ جمادے
صبح کو مقابلہ ہو یہیں تمھاری کارستانی دیکھا ہو دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چکارے
مارتا ہوا غائب ہو گیا یہاں سردر بار دار اسے ہنسنے کہ رہا ہو کہ کل حمزہ کوٹو کوٹو کا ایک ضرب
گہ زمین پوند خاک کو فٹکا سردار کا جو بولیکا اسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے
نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہوئی کہ یکایک آسمان پر سناتا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اڑتا ہوا
آیا اُسے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے
اولات و منات کل صبح کو مدامیرا حاصل ہو کر صاجقران سے مقابلہ پڑے تب احوال
کھلے سرداران ہندوستان کو پڑا تردد ہو کہ کل دیکھے کیا گندے لندھور کو انتشار ہو مگر
صاجقران بقرار میں یہاں عمرو ملک سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر سناتا ہوا وہی

طائر چکار سے مارا ہوا سامنے آبا سند نشین نے پوچھا اے نیرنگ کیا کیا طائر مثل انسان
گوایا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صا جبقران سے مقابلہ
کرے گا صبح کو حال معلوم ہوگا ہر کارے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کر کے طائر اُٹو گیا مگر
وہ نازنین سند نشین جب بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہو آج کیا باعث ہوگا تشریف نہیں لائے
انکھانہ آنا مجھ پر شاق ہو دل صورت زیبا کا مشتاق ہو کنیزین کہتی ہیں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیز
جائیں بلا کر انکو لائیں بیان کریں کہ ملکہ آپ کے واسطے پریشان ہیں سند نشین نے کہا تم لوگ کہاں
جاؤ گے کھڑی رہا انتظار کر کے میں خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزوں نے کہا حضور یہ مشکل ہو
آج کل قدیم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا نہ وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش میں چلے سند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہو مجھے بھی اسکے نام سے فوت ہو مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ
گھبرائے خاموش بیٹھے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے انتظار میں ہو
اسنے کیا انتظام کر رکھا ہو کہ جسیرہ ناز کو عیار مجھ تک نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھے متعرض
نہیں ہوا یہ فکر تھا کہ آسمان پر لکھ دابر گلزار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا اورین ابتر
گئی بوئیں سند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر جالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پر وہ اب
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اڑتا ہوا آیا تخت اُتار سند نشین نے آواز دی
کہ اے ظلمات کہاں دیر لگائی ساحر نے جواب دیا اے ملکہ ظالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طلح جنگی بچا یا ہو کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ میں
بڑا انتشار ہو یہ بھی میں نے ذکر کیا عیار حمزہ تمھاری فکرتیں نکلا ہو سند نشین نے کہا یہاں تک
تو نہیں آیا تا جدار نے کہا عمر و ایسا طرار ہو کہ اسکی فکر خالی نہیں جاتی اس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہو اور میں تو کتاب ہفت پیکر میں دیکھ کر آیا ہوں کہ تمھاری صحبت میں عمر و بیٹھا ہو دیکھو میں بھی
یکڑے لیٹا ہوں یہ کیسے پکار کر آواز دی اے طائر جیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا چہرہ
خواجہ نے جاپا کہ صحبت سے نکل جاؤں ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ بیٹھے وہ طائر
اگر گرد عمر و کے چرخ مارنے لگا عمر و کے چہرے کا رنگ و روغن اُٹو گیا ہاتھ پاؤں میں عیشہ پڑ گیا
عمر و نہ بول سکا ظلمات نے عمر و کو گرفتار کیا کہا کیوں ملکہ آپ نے دیکھا میں نے اسوقت

باغ میں اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیا نون سے نکل کر چیکار نے لگے
 میں فوراً سمجھ گیا کوئی افتادہ ہو اب میں عمر کو کیسے جاتا ہوں آپ انتظام برپا دی صاحبقران
 کیسے کل صبح کون چھوڑ صاحبقران سے رینگا بیشک غالب آجنگا جب تمھارے پاس سر پیکر
 آئے تو وہ سر خدمت میں خداوند کی روانہ کر دیا اور یہ بھی لکھنا کہ لوٹدی نے خاتمہ مسلمان کر دیا
 اسی حسین شعیبہ باز غافل نہ رہنا اب تم نے ارادہ کیا ہو یا ارادہ پورا ہو فوب سمجھا کر عمر کو لیکر
 تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب جلا راہ میں خواجہ نے کہا اے ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
 نہیں گذرا ظلمات نے جواب دیا اور مکار مجھے بہ باتیں پسند نہیں عمر نے کہا اے ظلمات اگر مجھ
 ہر بانی کرے اور رہا کر دے تو میں صاحبقران کو پکڑ لاؤں جو حکم ہو وہ بجالاؤں ظلمات جواب نہیں
 دیتا کہتا ہو اوسا رہا بن زادے مجھ سے باتیں نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکڑ میں لکھی ہو اگر
 ساحر کے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ جلتی یہ کہلے عمر کو کولایا کر ایک مکان میں قید کیا
 یہاں لندھو رہنے رات بھر تیاری کی تاک وغیرہ سامان جنگ میں مصروف ہیں صبح کو سب جاگ
 ہو کر در دولت صاحبقران بر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہو قاسم نے بوجھا کیوں اے مقبل خیر تو
 ہو مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ چہرہ نقیب کا ہو اور نہ سراچہ
 جاگ ہو مگر صاحبقران فرش خواب پر نہیں ہیں خواجہ بھی لشکر میں نہیں ہیں کئی دن ہوئے لشکر
 سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے تاک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
 کا نہوتا ہم لوگ اس تک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پاپہ کمی رکھتا ہو نہیں معلوم
 وہ ہندی کیا سوچا ہو اہل ہند کو جنگ و جہل میں کیا دخل یہ کہہ کر تاک سب لشکر کو ساتھ
 لیکر میدان کارزار میں آئے کہ سامنے سے گرداوی دیکھا لندھو رہا تھی پر سوار پشت پر
 نولا کھ ہندی سب آمادہ جنگ میدان میں آکر صفیں چائیں جب صفیں جم چکیں نقیب نقاب
 کر کے بیٹے لندھو رہنے ہاتھی اپنا میدان میں نکالا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان صاحبقران
 کہاں ہیں میرے مقابلے میں آؤ تاک نے نادیاں کو بڑھا یا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھو رہے
 آیا کہا کیوں اے ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہو صاحبقران کو چڑا منگوا یا
 اگر وہ ہوئے تو تیرے مقابلے میں نہ آئے جان لے کر تیری جان بخشی جو کئی ور نہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھوڑ نے کہا او عرب سو سمار خوار تو میرے مقابلہ میں آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہو تو سودا کے خام جو تیرے دل میں سلایا ہو اسکو نکال دوں گا تجھکو متنبہ کرونگا کہ تیرے امر قبیح سے باز آئے لندھوڑ نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا میں تیری جان کا مالک الموت ہوں ایک زن ساحرہ کے واسطے آقا سے نادر سے بے ادبی کرتا ہو لندھوڑ نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران میں اس کن سے نیزے کو روکا کہ لندھوڑ حیران ہو گیا دو فون میں نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی میں دنگ کر دیا آخر چار گھڑی میں مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھوڑ کے نکالا لندھوڑ نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہے جس سے صاحب قہر ان کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر جلاؤنگا یہ کہنے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھوڑ کے ہاتھ کی چوڑب اگر کی سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تادو ابرو پہونچی مالک نے دستا نہ مارا تینہ جھٹاکر نکلا مگر چادر خون کی چرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھوڑ کا شاہ نشا ہوا عربوں نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھوڑ کی بھی فوج نے نقص کیا قاسم بھی اپنے خادروں کو لیکر آپڑے ہندیوں نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلواریں روکین پکار کر کہا بھائیو لندھوڑ کو سودا ہو ہمیں سودا نہیں ظاہر میں شکر لگے مگر تلوار نہیں چلتی ہو ہندیوں نے کسی کو قتل نہیں کیا بعض نے تلواریں کھائیں خود زخمی ہوئے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائیں اپنے کو کھنگار بنائیں لندھوڑ نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میں اکیلا لڑ رہا ہوں سرداران صاحب قہر ان مثل جمہور و فرامرز و غیرہ لندھوڑ کو گھیرے ہیں لندھوڑ پر تلوار پڑ رہی ہے کئی زخم لندھوڑ نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ میں مارا جاؤنگا میرے سردار مدد کو نہیں آتے ہر چند لندھوڑ ترغیب دیتا ہو مگر وہ گھوڑا بڑھا کر بہٹ جاتے ہیں جب لندھوڑ کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بے طبل پر جو ب پڑی لندھوڑ بٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیوں بار و تم وقت پر ہماری مدد کو نہ آئے سردار کچھ چیلے والے کر دیتے ہیں لندھوڑ آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہو کر لنگا ایک شب کو لندھوڑ بہت کھرا یا دار اب سے بلا کر کہا سی بار وفادار آج فراق میں ہوں

میرا عجیب حال ہو قلب پر هجوم غم و لالہ ہو دل کی یہ کیفیت ہے لفظ نسیم

حیران سے ہیں آئینے میں خسار کو تکتے دلچسپی ملازم کی ہو سرکار کو منظور کیا جھوم کے ابریا ہو قبلے کی طرف سے جس روز سے مسدود کیے اپنے روز دنیا کا عجیب حال ہو اور تندرہ ہو چھو	عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے کس میٹھی نظر سے ہیں نگار کو تکتے میخوار ہیں سب خانہ خسار کو تکتے رہگیر گناہیوں سے ہیں دیوار کو تکتے احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے
---	---

داراب بیقرار ہو گیا کہا جوار شاد فرمایئے وہ بلالون کہا فدا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام
پہنچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہنچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے فقہ
اشتباہ قید لکھ کر دیا کہا صحرا کے کلکون میں جاؤ وہاں ایک نیمہ استادہ لے گا اندر چلے جانا
اشتباہ قناسہ جا کر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہو لندھور
نے کہا بلاؤ کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے داراب ہند ملکہ نے پوچھا ہو کہ سید
صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہوتے
تو میں سر ضرور روانہ کرتا سر داران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوب بھی ہوئی لیکن جا کر
ملکہ عالم سے عرض کرو کہ مجھ کو صحبت میں بلائیے میں مشتاق جمال ہوں کنیز نے کہا چلے کنیز
لندھور کو ساتھ لیا لندھور اس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہیں ملکہ ضرور
آزردہ ہو گئی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا
فرزندوں میں آج فقط قاسم شکر ہیں ہیں آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرا کے سبزہ زار میں پہنچے
لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہو مگر نخل سرکشی کر رہے ہیں وہ دین جھوم رہے ہیں جا بجا درختوں
پر طائر مصروف زمرہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے
پکار رہا ہو آہ و رونا آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہو مقام عشرت نہیں ایک دن سب فنا ہیں
ہمیشہ ایسا بادشاہ جسے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ اپنے سے فضیلت
کے مارا گیا کہنے اس دنیا میں آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ لفظ نسیم

اکو مقیمان چہ سقف سپہر غدار	نابہ کی حسرت فرزند وزن و شہر دیار
-----------------------------	-----------------------------------

اس مکان میں کبھی دربار رکھتا تھا قصر کو جانے دو باختر و ن کووان کچھو آئی فاختہ وایا اولی الالعبار پڑھو	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغ و وقار نکیہ گورو گورن آج ہی ہر اک کا فرا ہو خرابے میں اگر قصر فرید و ن کے گزار
--	--

یہ اشعار جو لندھور نے دیانی طائر کے سینے ہوش آگئے جی میں کئے ہیں اسی لندھور جیسے
تاسف کا مقام ہے یہ طائر ناپائنداری دنیا بیان کرتا ہے سچ کہ رہا ہوا فوس معشوق کی ملاقات
کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر تباہ ہو کر کہا اے کنیز مجھ کو کس جگہ پہلائی اُسے کہا سر اٹھا کر دیکھتے
لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک نیمہ بیچ صحرا میں استاد ہر قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہم سری کر رہا ہے
جبہ کنیز میں دروازے پر ٹہل رہی ہیں انھوں نے پکار کر آواز دی اے لسترن میرے ساتھ
کون ہے اُس خواص نے جواب دیا دارا سے ہندو مشتاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیز نے
لندھور کے پاس پہنچا دیر میں پلٹ آئے لندھور دربار گاہ پر پہنچ گئے تھے لندھور نے کہا چلیے
آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہے کوئی سر بھی ساتھ نہ لندھور نے سر جھٹکا کر جواب دیا
حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے میں مجبور تھا یہ کہہ کے سامنے پہنچے
دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحب قرآن
لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں
سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا بختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے
دل بقرار ہو عجب کیفیت ہے حقیقت میں یہ صورت ہے۔ نظم

واہ کیا شکل ہے سرت کی شہادت کیسی دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کیسے ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا مجھے مانگے جو کبھی وہ شہ فونی اسی زند	آب تو کیسا ہو صانع تری صنعت کیسی پیار کیسا ہو مری جان یہ مہفت کیسی سائنس لینے کی تو مہلت نہیں فہم کیسی درگزر اب نہیں کرتے تو عروت کیسی جان تک دیدوں اُسے دولت و خیمت کیسی
---	---

یہ اشعار لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بستر کہا اے دارا سے ہندو رہیں پھر
بڑی سختی سے کٹی ہیں کافی راتیں ہکڑ بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں اسی

حقیر چیز جتنے طلب کی وہ تیسے نہیں ہو سکتی لہٰذا ہور نے غصے میں جواب دیا کہ ای ملک میں اپنا مال کیا کہوں کیجے پر چھریان چلتی میں نکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہیں مگر مجبور ہوں حمزہ کے ہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جا کر سرداروں سے اُنکے کہو گا کہ امیر کو حاضر کرو ورنہ تم سب کو قتل کروں گا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہاں کہیں صاحبقران ہونگے فوراً چلے آئیں گے جب لہٰذا ہور نے بہت کہتا وہ تخت نشین مٹھی کہا اچھا جائے پھر کنیز کو بھیجی مگر اب خالی ہاتھ نہ آتا لہٰذا ہور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا میں صاحبقران کو چھوڑ دوں گا فوراً قتل کروں گا خوب عہد واثق لہٰذا ہور نے کیا دہنا زمین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہو گئی لہٰذا ہور نے دیکھا غیمہ بھی نہیں میں میدان میں اکیلا کھڑا ہوں لہٰذا ہور کو کھوڑ پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد آڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا ساتھ والوں کو آواز دی کہ اس ہندری کو مار لو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانوں نے لہٰذا ہور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لہٰذا ہور پر حملے پڑ رہے ہیں طرف لشکر لہٰذا ہور کے بھاگا آ کے لشکر میں اطلاع دی کہ پارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش نے لہٰذا ہور کو کھوڑ پر تمام سرداران لہٰذا ہور فوراً دوڑے اسوقت آکر پہونچے کہ زخموں میں لہٰذا ہور چرچا ہو رہا ہوا نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگوں نے آکر لہٰذا ہور کو کھوڑ پر چاہتے ہیں لہٰذا ہور کو کھوڑ پر عیار نقابدار نے چاہا کہ حلقہ ہاتھ کندہ کے لہٰذا ہور کو کھوڑ سے اتار لیں کہ داراب جست کر کے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کر کے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لہٰذا ہور نے لہٰذا ہور کو کھوڑ سے اتار لیا ہوا عیار پر ڈال کے بھاگے دوڑ تک نقابدار نے پیچھا کیا جب کئی کوس لے بھاگے تب بکا کر نقابدار نے آواز دی ای لہٰذا ہور خبردار اگر غلامان امیر کو تالے سنا یا تو سر میدان آکر تجھ کو قتل کروں گا اس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ خواب جاوے گا سر میدان تجھ کو ذلیل کروں گا زندہ بچھوڑ دوں گا تو نے شربانی کہ صاحبقران کو کوئی چرما لے گیا اسپر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھ کو غیرت نہیں آتی مدت گذری خدمت صاحبقران میں اب یوں باغی ہو گیا دشمنی پر مکر باندھ ہی یہ کہنے نقابدار بیٹ گیا لہٰذا ہور کو سردار لیکر آئے بارگاہ میں لاکر اتاراجرا حوں کو بلا کر شانے دلوئے لہٰذا ہور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دین شام کو وہی خواص برائے خبر لندھو آئی لندھو نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
 کہا اے وارے ہندو گھبراؤ ملک اس نقابدار کو تلاش کر کے سزا سے معقول دینی لندھو نے
 کہا مجھ کو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندو شام
 وقت پر پہنچے مجھ کو پکار لے آئے اے خواص ملک سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
 کریں تو مجھ کو بلا بھیجنا میرے سامنے منزلے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
 نے کہا صاحب قرآن و عمر و میرے قبضے میں ہیں انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کھلا بھیجوں گی وہ
 امیر کو قتل کر گھاڑی سپاہ سالار ہو جو عمر و کو گرفتار کر کے لیگیا ہو حمزہ کو بھی دہی لایا ہو حمزہ کو بڑی
 سختی سے قید کیا ہو یہ کمر خود اٹھی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار جو لندھو سے گیا ہوا ایک
 صحرا میں جا کر اتر پڑا حسین نے جا کر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا میں اتر پڑا ہو پلٹ کے آئی ایک خواص
 کو حکم دیا کہ جلد جان جان جنگل میں نقابدار اترتا ہو سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤں بیکے بیکار ہوں نقابدار کو
 گرفتار کر لا خواص اسکی کیفیت اور جادو اسی وقت اسباب سحر بیکر روانہ ہوئی صحرا کا بتا تو اسنے ٹھیک
 دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہنچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بٹھا ہوا عیار طرار سر پر کس رانی کر رہا ہو رفقا
 جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہو کہ اے عیار طرار تھے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید ہیں خواجہ بھی قید ہو
 انکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہو غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں دربرائے رہائی
 جانار فقا نے کہا حضور نے لندھو کو فوب منادی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
 کر رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحب قرآن آرام نہ باتا نقابدار کہتا ہو اگر صحت پائے
 اسنے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہنچاؤں گا سر میدان ستاؤں گا ایسی سر جنگ معقول دون کہ
 نام لڑائی کا بھول جلتے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر میں لڑا ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کر
 کیسا لڑا ہو عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہو بوندیان پڑ رہی ہیں لشکر میں
 انتشار ہو سب ہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھنا آتا ہو اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
 عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہ گیا کہ حضور ابر ہوا کا شور مچا اہل لشکر بھاگے
 اکھڑا رہے ہیں مگر حیران ہیں کہ ہر جانب کوئی وہ قریہ بھی قریب نہیں کہ وہاں امان پائیں پس
 یہی صحرا ہے ہول خیز وشت انگیز ہو نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دم بہم زیادہ ہو رہی ہو

پانی کی طغیانی ہو ہر کس ذاکس بتیوار ہر ایک کا یہ قول ہو یا وہ کس طرف جائیں پانی سے بچنا وہ پانی
مشکل ہو غیمے تیرنے لگے و کھڑا کھڑے کرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی کرنے پر آمادہ ہے
لازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اس مقام پر بارہوا
کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہو اور لشکر پر محیط ہوتا جاتا ہو نقابدار جو جنگل کر
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پائون زمین پر نہیں جتے سپر و شپ
کو ہاتھ سے ڈال یا زلفا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہو جی چاہتا ہو اس پانی سے کہ بھڑکوں
ہو پائون نہیں جتنے دیتی یہی ہو کی خواہش ہو کہ مجھ کو اڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیلان گرو
نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑے ہو کہتا ہو پائون نہیں جتے ساتھ والوں کے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پائون پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمدم کہتا ہو طبقہ زمین کا
نہ اڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہو عیار نے جنگل میں جا کے خیال کیا کہ کس طرف سے
ہو آتی ہو دیکھا ایک پہاڑ سے لکے ہائے ابر سیاد اٹھ رہے ہیں یہاں جو محیط ہو اسی میں کر سکتے
ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اسی جانب جلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک
ساحرہ سحر کرتی ہو کنارے آبارنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا ایک سحر
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ اس ساحرہ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلا شکر نقابدار
کو غارت کر دے اپنا جادو گر مجھے بھیجا ہو یہ جنگو ترکیب بربادی بنا دیا اگر اس میں کچھ دیر کی تو جبری
بربادی ہو زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے ہمیں کو صرف کرنا نہ لکھ کر ہاتھ میں لیا جنگل میں کہ
ایک آہو کے وحشی کو گرفتار کیا اس پر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا برسر کوہ آیا بکار کر آواز دی اس ساحرہ
تیر حال قدرت کو معلوم ہوا فراس کا غلہ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اس ساحرہ نے سر
اٹھائے دیکھا ایک ساحرہ آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوتا ہوا ایک کا غلہ ہاتھ میں سحر کرنے سے ساحرہ
تھکی کیغور جادو نے بکار کر آواز دی ہو افرستادہ خداوند میں نے سحر روک دیا ساحرہ قریب آکر
آہو سے کوہ آہو کی توجان بچی کو دتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی آہو
وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھ کو لیجا نا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا
ساحرہ قریب آیا لکھا اواز دی اس کا غلہ کو پڑھ اس ساحرہ نے کاغذ دیکھا نہ لے پر ہفت پیکر پانی

مہر کو آنکھوں سے لگا یا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کوئی سا حقیرت نے دیا ہی میں بھی ہوتی ہیں
ہوں حسین نے حکم دیا کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہیں چھوڑ دوں گی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحر نے لوہان پاس سے
نکالا کہا اے اسکو آگ پر ڈال دو میں نے ساتھ ایک پر بڑا پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تمہارا
آگاہ کر دے گی کیفوس نے لوہان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بج و تاب کرتا ہوا نکلا
عیار کھر بڑا ہوا اسکو دیکھو پر بڑا دہننے لگی سر پیدا ہوا پر شانوں پر یاقوت کے ہیں ساحرہ بگاہ
غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان مسطر و معبر ہو گیا دھوان
اُسکے دماغ میں بہو بجا عیار نے تو ابی ناک میں روئی دے لی ہو ساحرہ ارے کسکر گری عیار نے
لغزہ کیا منہ برق ثانی ٹھنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہو گیا قضاے کار ہتر برق
لاش میں عمو کی نکلا تھا اسنے جو منہ بستے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفتاب دہوا اور عیار کو ایک
سمت جاتے دیکھا عیار کا بچھا برق نے کیا کہو پر آجا عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا وہ بچہ
نام کا لغزہ کیا کہ منہ برق ثانی جب تو ہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر جا ہاتھ مقام لون عیار
کو دیکھا گا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہو میں حیراد شمن نہیں ہوں برق ثانی نہ بھڑا
یہاں نقابدار بے قرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی دہم دم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑا قہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہو کر غائب ہوا طیفانی آب و ہوا کی موتوں ہوئی نقابدار نے کہا یہ غلیبی مدد ہوئی خود سجدہ ابر غائب
ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہوا نقابدار نے پکار کر آواز دی اسی یارو فادار بلا سے آسمانی دفع
ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدیمون پر ڈال دیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت
مبدل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے بائیں کر رہا ہو نقابدار تعریفیں کر رہا ہو کہ برق ثانی
نے شاہزادہ خسرو شہر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور نے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپسے
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کر کے صاحبقران سے ہمایا حال کہنے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہو نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہو کہ کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ
کا ٹالا شبہ بے سر ہٹا پیر پڑا تھا کہ ایک جھونک ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیکھا حسین بھیٹھی

کہ لاشہ سانسے آکر اگر لاشہ کیفور دیکھ کر حسین بہت گھبرائی کھتی تھی میری خواہش کو کسے مارا کیا
 بھگوا بھی دارا سے ہنسی سمجھا ہو جس کی کاجی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا میں کسی سے پایہ
 کمی کار کھتی ہوں کیا نہ میرے گردن کیونکر نقابدار گرفتار ہو کر آئے کہ ایک خواہش نے عرض کی کہ اسی صحرا
 کے قریب ایک قلعہ ہو اس قلعے کا نام فتح نصیب ہو وہاں کا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند
 ہو آپ اگر اسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کر کے نقابدار کو روانہ کر دے گا نون سپاہ گری بن ہا قزو
 میں شہرہ آفاق ہو حسین نے خواہش کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ او منہاج تیرے صحرا کے
 قریب نقابدار مرصع پوش ہو فوراً اسکو گرفتار کر کے روانہ کر نامہ و منہاج کو پہونچا خوش ہو گیا ستم
 والوں سے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت پہلوانوں نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
 ہوا لشکر کو لیکر پر سر نقابدار جلاہان نقابدار فرہ کش ہیں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا ایک بناوت
 دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلہ پیشین
 پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامہ پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہو یہ سکر خاموش چور سے
 منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر میں طبل جنگی
 بج گیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے دو نون لشکروں میں طبل
 بجے رات بھر تاربان ہوئیں جبکہ بوقت صبح نقابدار زربین پوش کا شانہ مغرب سے برآمد ہوا میدان چہا
 میں آکر کھڑا فوج ضیاء شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے میں مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
 سے منہاج دیوبند گینڈہ اڑاتا ہوا میدان میں آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کعبت پر
 کھڑا دیکھ رہا ہو کہ منہاج دیوبند نے گینڈہ نکالا میدان میں آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کھنجر
 ہو قدرت سے اسکی طلبہ میری مقابلے میں آوے کہ میں گرفتار کر کے روانہ کروں نقابدار نے
 گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان میں آیا منہاج گردہ سپر کا پاتہ میں لیکر برائے تگاو
 بڑھا نکلا درمیں مرکب نقابدار میں قدم گینڈہ منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو سپہن نیزہ چلنے لگا
 نقابدار اس طرح سے نیزہ بازی کر رہا ہو کہ منہاج بھی بتاک ہو الجھ الجھ کے لڑ رہا ہو یہی خیال ہو کہ کیا
 نہو نقابدار غالب آجائے پر پھر کامل دونوں میں نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
 گانٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھٹایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیچہ نیام انتقام سے کھینچنا لگتی تھی کہ کھلی جھاڑ کھلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے
 گرد اس پر کاٹ گئے کیا بارہ بجاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقادار پر مارا کہ
 سر مرکب کا بھٹا نقادار زمین پر آیا بیٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پر گینٹے سے آڑ گئے
 منہاج گینٹے سے کودا چاہا نقادار سے لپٹ پڑون نقادار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
 بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہاتھ کن یا دیے گردن
 میں نقادار کی حلقے پڑے منہاج نے جھکا مارا کہ نقادار زمین پر گر ابرق فرنگی جو کنوار کی شکل
 بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا لکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے جا ہا حلقہ ہا
 کن کھینچون نقادار بے لطف ہو رہا ہی گلے میں طعنے پڑے ہوئے زمین پر گر ابرق سے
 برق فرنگی نے حلقے کند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا لغزہ کیا جست کر کے برق فرنگی
 آگاہ ہوا نقادار کی جو کمندیں کٹیں تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گرد بیان میں ہاتھ
 ڈال دیا کشتی ہوتے لگی دو فون لشکر گردان میں کہ دو فون شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چار جانب
 دیکھ رہا ہی کھیر رہا ہی زور میں جواپنے سے نقادار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی اسے یارو
 دیکھ رہے ہو کہ نقادار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
 اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقادار کے بھی چلے نقادار چاہتا ہی کہ منہاج کو
 چھوڑون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چار جانب سے نقادار پر تیر چڑنے
 لگے نقادار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے لازموں نے مرکب پہونچایا نقادار
 مرکب پر سوار ہوا فرولی مکر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوئے تیرون کا انبار
 ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقادار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتش بازی کے مارے
 کہ تیر اندازوں کے منہ جلے غل مچاتے ہوئے تیر انداز بھاگے نقادار لڑتا بھڑکتا ہی منہاج
 کے پہونچا لکارتا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے
 روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
 آکر اپنے قلعے میں چھپا نقادار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
 کو چار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ لکھ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ میں برسر نقادار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقادار نے آکر مجھ کو گھیرا کسی ساحر
 کو میری مدد کو بھیجے کہ اگر نقادار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید میں عواجبہ ہیں
 سامنے کھڑے حسین سے کہ رہا ہو لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجئے پھر لاؤن لا کر قید کروں عمر و
 آج تک قید کی کچھ میرے ساتھ نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے بڑھ کر کہا لاؤ ظلمات
 جاؤ نقادار کی مشکین باندھ کر لاؤ اسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہوں کچھ
 ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقادار کے اتر پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقادار کو کنسی ہی برق لگا
 ایک دکان پر بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقادار پوچھ رہا ہی برق نے
 اگر ظلمات سے کہا چلے میں آپکو بارگاہ نقادار بتا دوں ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے
 باتوں میں لگا کر خبر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک
 خیمے کی آڑ میں چھپا عیار نقادار بارگاہ نقادار پر پہنچ رہا کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان میں
 آئی دوڑا ہوا اس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہو دو کا نثاروں نے بیان کیا یہ آسمان
 سے اڑا ہوا آیا بارگاہ نقادار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان میں بیٹھا تھا اسنے جا کر خبر سے مار نہیں
 معلوم وہ قتل کرنے والا کہاں گیا عیار نے یہ خبر آکر نقادار سے کہی یہ خبر سنکر نقادار بہت خوش ہوا
 بکار کر آواز دی ہم پر اس عیار کا احسان ہی میدان جنگ میں بھی اسنے کنہین کاٹیں یہ ساحر
 بھی ہماری فکر میں آیا تھا اگر وہ مجھے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقادار
 کو سلام کیا نقادار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہو کہا ہمت برق فرنگی شاگرد عمر و یہ ساحر آیکانام لیسکر
 پوچھ رہا تھا میں نے اسکی گردن پی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کا زار میں آپکو عاجز پایا آگے کنہین
 کاٹیں جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقادار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ
 میں آیا اپنے عیار کو بلا لیا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر میں آگے برق ثانی
 نے تھن کر کہا میں کیا کسی سے پایہ نمی کار کھتا ہوں یہ کہہ کر برق سے آنکھ ملانی برق نے کہا میں شاگرد
 عمر و ہوں ایسے ایسے نوڈرے میں نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہہ کر ٹھاکر آئے میرے
 آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اٹھا نقادار نے دونوں میں مصالحت کر لیا ہر چند برق نے چاہا
 کہ نام نقادار کا دریافت کروں نقادار نے ہمت کہا ای ہمت والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرتا پردہ پوشی

میں ہمارا مطلب ہو جب صاحب قرآن سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت کی جست و خیز کرتا ہوا تلاش میں خواجہ کی جلا برق پینین سمجھا کہ جس ساحر کو میں نے مارا اُسی کی قید میں استناد تھے بھاگلا ہوا جاتا ہے کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فیئر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہاں جاتے ہو ساحر نے کہا میں ظلمات کو بلانے جاتا ہوں آج کئی دن سے قیدیوں کو آب و طعام نہیں پہنچا لہذا تلاش میں ظلمات کی جانا ہوں کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیوں کو کھانا پہنچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہیں ساحر نے کہا وہ قیدی ہیں کہ جسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم قدرت درہم و برہم کر رہے ہیں ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لایا دو دنوں کو قید کیا میرا عمر و عیار ہیں برق نے کہا سنئے جنگل میں جاؤ وہاں ظلمات سے ملاقات ہوگی وہاں وہ شل رہے ہیں ساحر اُسی طرف چلا برق چھپٹ کر اُس صحرا میں پہنچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا جنگل میں ٹٹلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا بکا کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہے کہ تشریف لیجیے قیدیوں پر آب و دانہ بند ہے بدو ان آپکے حکم کے قید خانہ نہیں کھولا آپ چلیں تو آب و دانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا رستہ طر کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہاں تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا میں جنگل میں براے سیر گیا وہاں سو گیا خواب میں خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو دو کمال دیتا ہوں یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھوں کو چھو لیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کرے گا دوسرا کمال علم موسیقی میں ہے بھکا دیا کہ کوئی علم موسیقی میں تیرا سامنا نہ کرے گیگا بھائی ذرا بایان چھڑو علم موسیقی کا تو امتحان کروں یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھڑ کر یہ غزل گاتا شروع کی منظوم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں اڑتے ہر آہ میں شرارے ہیں ہاتھوں سے چھوڑتے ہیں کب قیدم	برہم اُنکے دین وہ ہمارے ہیں چھوڑتے گنج کے سارے ہیں ابو ہم تمسے قول ہمارے ہیں
--	--

چھبکے گھر کے جاؤ گے مشفق	کیون چھڑے پاؤں سے اُتارے ہیں
ایک وعدہ کبھی ورنہ کیا	جھوٹے اقرار سب تھارے ہیں
زندہ بے ساختہ ہیں گیسو یار	نہ بنائے ہیں نہ سلوارے ہیں

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفیں کرنے لگے کتنے تھے اور ظلمات حقیقت میں تم قدر کے نظر کر وہ ہوئے کیا خوب آواز ہو آواز میں کیا سوز و گماں ہو دل کھینچتا ہو دل چاہتا ہو کہ تمھارے گرد پھیریں کوئی تو کام تیسے ایسا ہوا کہ قدرت ہر بان ہوئے اور عالم خواب میں آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوئے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمر و د امیر قدرت کے دشمن ہیں جس دن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہو کہ نام لات و نبات مٹائیے سیکرہ دن ملک اسلام آباد ہو گئے اب حمزہ کو لاؤ شرابخواری کا چرچہ ہو نشے میں مسلمانوں پر تلواریں لگاؤ اس قتل پر سب راضی ہوئے برق بیٹھا ہو کہ آفات گیارہ زنجیر تھامے ہوئے قیدیوں کو لایا برق نے دیکھا عمر و د امیر زنجیر دن میں بندھے چہرے اُداس عالم یا اس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کا ضروری کو گئے اب و دانہ انکو نہیں ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہنچاؤ دین کہ وقت قتل انکا قریب ہو ظلمات نقلی نے کہا اب اسکا وقت انتقال قریب ہو جہاں تک ہو سکے تکلف پہنچاؤ یہ کہنے کے عمر و کو برق نے لٹکارا کہ اساربان زادے تو ہی نے شمش و دامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہیں سو اے میرے انکو کوئی نہیں دیکھتا اشارے کر رہے ہیں کہ ان دشمنوں کو قتل کرو ہاں بھائی شراب لاؤ آفات جا کر تھلا اٹھا لایا برق نے حسبِ انتخاب اس میں بہوشی ملائی شراب گلاسیون میں بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے میں ان پر بدعت کرو خواجہ عمر و نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوریا آگیا اب مار لیا اتنے میں صاحبقران نے دیکھا برق نے گئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہاں بھائیو نام ہفت پیکر کا پیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس میں پینا یہی قدرت نے فو اب میں کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہو عمر میں اپنی بڑھاپہ دشمنوں کو قتل کرو آفات ہو کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا جسے جام اٹھا کے ہاتھوں میں لیے برق پھر گالے لگا۔

<p>آنکھوں کو جانتے ہیں پیلا شراب کا میرا خمیر بادہ انگور سے بنا آتش مزاج یا رہو عاشق ہو بادہ خواہ طغلی سے تا مگر رہا دور جام کو ای بھر حسن آج تو جیل موتی جھیل پر بی بی کے رنگ کھیلنے رندان بادہ خواہ دل توڑ ڈالا ساقی تھوڑے لے اور تھوڑے</p>	<p>مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا گھٹی میں میری پڑ گیا قطر شراب کا پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا ہولی میں خوب ہو گا تماشا شراب کا دکھلا کے ٹکڑے کرو یا شیشا شراب کا</p>
---	--

جب برق نے یہ اشتہار گائے سب نے ایک ایک جام پیادہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ خلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے اور کھڑکے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہو کہ ایک شخص مجھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہو اس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا غلاموں میں بیہوش ہوا برق خنجر بکڑ کے جلاد آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے لغزہ ہوا اور برق کیا کرتا ہوں خیم حسین شعبہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے لغزہ کرتی ہوئی آتی ہو اسے سھر کیا برق کے پاؤں زمین نے گھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اس وقت برق کا تڑپنا بالک بالک کے دعائیں کر رہا ہو کہ ای خالق بیل و نہاں و ای پروردگار اس آفت سے بچالے میں کیا مشقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے لغزہ ہوا کہ اور زن فاحشہ کیا کرتی ہو وہ نازنین بلی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اسے لغزہ کیا میں او ملعونہ کیا کرتی ہو میرے باپ کو قتل نہ کرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دناٹا ہوا کہ سارا مکان اڑ گیا مرنے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پاؤں قابو میں آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق بکا رتا رہا کہ ای فرزند ماشار اللہ کیا کارناما بیان کیا ہو خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمر و کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گر گئی صاحبقران کو ہوش آیا عمر و برق نے ملکر سب ساحروں کو قتل کیا اس مکان میں ایک جتہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس یہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تھا کہ کیونکر آتا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ شکر نقاد بار بر جا کر ظلمات کو مارا اب نقاد بار قلعہ
منہاج دیو بند کو گھیرے اُترا ہوا ہی وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہ لندھو رہے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقاد بار نے
لندھو رکھا وہ حال کیا کہ وہیں بچنے تک لائق جنگ نہوگا مگر نقاد بار عجب صاحب شوکت
ولایت ہوا اور یا صاحب قرآن آپ کے نام سے محبت رکھتا ہو عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میر فرزند
ہو آج جو ش میں وقت پر کہ ہٹا کر میرے باب کو قتل نہ کرنا نہایت طرار فرار ہو صاحب قرآن
نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن کرو کہ شکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں
پکنا ہو تو خرید لائوں یہ کہنے خواجہ چلے قضاے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو
لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اسکو پکارا وہ سائیس پھر خواجہ نے
کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرائ میں ایک تاجر اُترا ہو اُسی کے گھوڑوں کو
پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی لو کہ رکھو ادھر ہمارا تھا سا ساتھ رہیگا
ایک مرکب عربی کی باگ تھام کی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کریں گے جھٹ پٹ اس پر سوار ہوا
کہا میں اسکو پھر لائوں یہ کہنے جو ایرا کی مرکب بھاگا سائیس بیٹھا ہوا دوڑا خواجہ عمرو
کے پٹھرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحب قرآن کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
میں نے مارہ ہزار کو خریدایا اس صحراے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا
شکر میں جگر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہو مگر ایک قلعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا
کبھی کنسے کے خلاف کیا ہو عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمہارے
و ان جمع ہیں تمہاری بات پر ان ہاں کریں گے میری بات کو سب جھوٹا بتائیں گے امیر نے فرمایا
یہاں قلم دوات کہاں ہو عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہنے زبیل
سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اسکی عمرو سے قرض لیکر ادائی شکر میں جگر ادانگروں تو دانتے ہاتھ کا کھانا حرام امیر
یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زبیل میں رکھا ساز و براق مرکب زبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوئے عمر و برق ساتھ میں کہ غریب کی آواز کان میں آئی میر نے
 فرمایا فوج بڑھ کر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب
 دانہ بنایا منہاج نے ساتھ والوں سے صلاح کی کہ یار و قلعہ میں بھوکے مرتے ہیں جیکر
 لشکر نقابدار پر شیخون مارن شاید غالب آئیں لاکھ آدمیوں کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعہ
 سے نکل پڑا ہزار دن قتل کیے ہر کاروں نے جا کر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے
 نکلا پشت مرکب پر سوار ہو کر لغزہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو غیب
 وی یار و نقابدار کو گھیر کر مار لو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمر و نے جو یہ حال دیکھا
 بھاگ کر خدمت صاحبقران میں آیا کہا اے شہریار نقابدار یہ وقت بہت تنگ ہی ہے تیری
 گریہ ہے میں کہ نقابدار کو پکڑ لیں مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ
 ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار
 کے کھڑے ہیں یہاں نقابدار حیران ہو کر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر یار منہاج
 بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہیں نقابدار ان کے روکے سے نہیں ٹکتا جب تو
 منہاج نے دو ہزار کماندار اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار
 کماندار زن کو لیکر چلا نقابدار گھبرا کہ دو ہزار حلقہ ہمارے کمانڈر جو مجھ پر بیٹے کیونکر
 پشت مرکب پر قائم رہو نگاہ بیکر ہو کر دعائیں مانگنے لگا اے کریم درجیم اس آفت سے
 بچالے اپنی کار سازی دکھا دے۔ نظم

بندہ ام یاسر صدیچ و الم	عاجز و مسکین اسیر در دغم
ای شہ فریادرس فریادرس	نفس و شیطان می کنند برین ستم
و اے صد حسرت کہ در دنیاے دن	نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون دون ای کردگار	گردم در سجدہ اخلاص خم
کن عطا ای مقصد جو مد عطا	کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہستارین ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امید وار

نقابدار دعائیں کر رہا تھا کہ لغزہ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست و خیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیچے پکڑ کے اس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیچے چلنے لگا عیار نقابدار نے اس عیار کو سر جاکر کمر پر ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیچے کھینچ کر عیار دن پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جندہ لڑ رہا ہے چالیس عیاروں میں یوں گھبراہٹ گویا شیر مرگہ کو سفندان میں
کسی کو کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا ان سب عیاروں کو تفرق
کردیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبراہٹ منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے میں بھاگ جاؤں صاحبقران خندق پر آ کے جسے جسے قلعے میں جانے کا ارادہ
کیا اسکو تلوار مار کے خندق میں گرایا خندق لاشوں سے بٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہیں طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہیں اور ایک طرف سے نقابدار لٹکارتا ہوا اور
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہے گھبراہٹ لگا کر نقابدار نے میرے بجار کر کہا ای شہر یا
منہاج پر قصد نہ کیجئے گا یہ میرا حریف ہے صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
ہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا میر نے بیٹھ عقب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اس طرف پلٹا امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جوشہ منہاج دیکھا آنکھوں میں فون اُتر آیا چونکہ نقابدار کسین ہے
تاب نہ آئی گھوڑا جمکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیونکہ شہر یا آپ نے
میرے حریف کو کیوں مارا امیر نے کہا لڑائی میں کیا ہوتا ہے اُس نے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
بچھے بجا یا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیوں غصہ ہے نقابدار نے کہا میں آپ سے مقابلہ
کرنا گھا امیر نے فرمایا اب میں شکر جاتا ہوں آپ دہان آئیے جیل جنگی بجا کر مقابلہ کر لیجئے
میں آپ سے باہر نہیں ہوں جس طرح امتحان لیجئے گا میں آپ کو جواب دوں گا غصہ نہ کیجئے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرا کر سر جھکایا کہا
حضور کے ہونے سے لندھو شکر میں بدعت کر رہا ہے جلد اپنے کو پہنچائیے
میں بھی حاضر ہو گا امیر نے فرمایا اگر راہ میں کسی نے نہ روکا تو میں ضرور آج ہی

لشکر میں پہنچ جاؤنگا جا بجا دشمن ہیں راہ میں رہن میں شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
 تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو فوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
 صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر میں نہیں ہیں نقابدار نے کہا میرا تو
 یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیاؤں قید رکھوں جب حضور آدین تو انھیں چھوڑ دوں مگر ان کے
 سردار آکے انکو بچا کر لیگے امیر نے فرمایا آپکا مجھ پر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
 کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرایا مگر وعدہ کر لیا کہ میں
 حاضر ہوں گا نقابدار اس قلعے پر اتر اس مردان قلعہ نے جمدق دل نقابدار کی اطاعت
 کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا میں آکر امیر کو
 رات ہو گئی ایک نخل کے سائے میں زمین پوش بچا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
 آرام فرمائیں ہم جاگتے ہیں امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک
 روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کہ ایک چوبدست کا ندھے پر کھے ہوئے اسی جاشن تھا کہ
 عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہر بار غول صحرائی آتا ہے
 صاحبقران اٹھے بشت مرکب عربی پر سوار ہوئے غول کو لکڑا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
 اس کے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ پہنچ سکے امیر گھوڑا ڈالے ہوئے چلتے ہیں غول آگے بھاگا
 ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
 پہاڑ کے نیچے غول پہنچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیچ باری درہ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی
 غول جمع ہو گئے اب سب لکڑا میر پر حملہ آور ہوئے امیر نے نیچے سہا ربیل کھینچا وہ تین دفعہ دیویش ہو
 جیکے ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو میر کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکوڑ غیب سے رہا ہو امیر
 لڑتے ہوئے اس کے سامنے پہنچے اس نے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کو کے ہاتھ مارا کہ اس کے
 دو ٹکڑے ہوئے وہ غول باقی رہ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے میں امیر نے دیکھا کہ نخل
 صاف ہو گیا قریب درہ کوہ کے آئے اندر سے درہ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درہ کوہ کے
 آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھے ہوئے زمین پر بڑے ہیں رو رہے ہیں امیر نے بوجھتا م لوگ کئی
 ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اس نے کہا اے شہر بار میں تاجر ہوں کاروان لیکر اس طرف آیا ہوں غولوں نے ہمارا

کاروان بوٹ لیا ہم سب کو باڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہیں مارے بھوک کے رہتے ہیں
 میرے سیکور کیا اسی درہ کو دین مال بھی ٹوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سب کا افسر تھا اُس نے مال پر
 قبضہ کیا جب درہ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ میں آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہر پار آپ نے احسان عظیم کیا ہم کو
 سب یوں ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپ کا شکریہ ادا کریں آپ کے سبب سے دین حق
 پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ ارکانہ کہتے ہیں ارکان
 قیل دروہ کا حاکم و ناظم جو غلام کا اسی قلعے میں مکان ہو میا دار ہوں کہ غریب خانہ پر قوم رنج
 فرمائیے وہاں دوکان بھی ہو سرچوک دوکان ہر وہاں بیٹھیں گا بڑی فرحت حاصل ہوگی اجازت چاہ
 روز کے حضور کو لشکر میں پہنچا دوں گا میرے کتا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
 میری پشت مرکب عربی پر سوار ہوئے جمشید کے ساتھ قلعہ ارکانہ میں آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
 نے کہا حضور دوکان پر بیٹھیں کہ فرحت حاصل ہو میرے دوکان پر کسی بھالکے بیٹھے ہزار ہا آدمی جمال
 دیکھ رہے تھے دوکان پر بیٹھ کر آگ کئی ارکان قیل دروہ بادشاہ ہر اسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہو سکی
 وہ کسی کار ضروری کو بازار میں آئی تھی اسنے جو ایک دوکان پر سنگاہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
 صاحب قمران دیکھ کر زبان ہو گئی خود زہرہ ہا اسے سرسبز و شادمانی کسی بیٹھے ہیں مشتاق لوگ
 یہ چیزت جمال دیکھ رہے ہیں کوئی تعریف کرتا ہو کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہیں دایسے جمال کو
 دیکھ کر بہت پسند کیا جب محل میں آئی تو زہرہ نے بوجھا دائی اماں آج بازار میں کیوں دیر لگی کیا
 دوکان میں بند تھیں دایسے کہا بی بی کیا کہوں جمشید ناہر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہو
 دیکھا عجیب و غریب سہولت و آسائش چاکرون کترین ہمراہ ہزار ہا آدمی شناق جمال کھڑے ہوئے
 تماشا دیکھ رہے تھے میں بھی اُس جلسے میں گئی دیر تک اسکا جمال دیکھا کی کل اعتقاد کو خیال دیکھا آپ کے
 والد بڑے بہادر ہیں مگر ایسا ستارہ شوکت پیشانی پر اس شخص کے درخشان ہو کہ صورت دیکھ کر
 محویت ہوتی ہو جی چاہتا تھا کہ گل جینی گلشن جمال کی کیا کروں وہیں کھڑی رہوں آپکی خفگی کے خیال
 سے جلی آئی جی چاہتا تھا دھونی راکر وہاں بیٹھوں دہرہ حال صاحب قمران منکر خاموش ہو رہی
 مگر دل پر جوٹ لگی دل سے باتیں کرتی ہو کہ او زہرہ دائی اماں نے یہ کیا جلد بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
 ہو گئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھوں اسی وقت اٹھ کر بارہ درہ میں جلی گئی پردے چھوڑ لئے تیران تھی

کہ میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں دایہ نے فواہوں سے پوچھا ارے بی بی کہاں ہیں فواہوں نے
 کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلا
 ہو محبت کی آگ بھڑکی شلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش برآواز ہوئی تو ہچکیوں کی آواز
 آرہی ہے دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر بانوں شکائے ہوئے بیٹھی ہے دو بیٹے دھلکا ہوئے
 آنکھوں سے آنسو برس رہے ہیں آنکھیں سرخ اب یہ تو بت ہو سچی ہو کہ بکلی ٹک گئی دایہ نے قریب آکر
 بلائیں لیں کہا کیوں داری کبسا مزاج ہو ملک نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمہاری آگ لگانی پڑی
 ہو اسی خیال سے یہ حال کیا ہو نظر نسیم

<p>محبت عناصر میں شامل ہوئی جلیں دیر میں کیوں گھسی کے چراغ مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا نہ جاتی ہر آفت نہ ملتا ہے یار اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے گلاٹ چکامیسا جھکڑا سٹا دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ میں دیوانہ مجنون رہا اسکا رند</p>	<p>لوہن کے رگ رگ میں داخل ہوئی مرا دل اس سبت کی حاصل ہوئی جو سوچے ہوئے تھے وہ دل ہوئی غرض ہر طرح جھکڑا مشکل ہوئی عبارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی تسلی تری اب تو فاسل ہوئی ہلال شفق تیغ و فاسل ہوئی پری جبکہ بیل شمع ہوئی</p>
---	--

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ روئے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو
 چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسبوقت حکم دیا محافظ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر
 سوار ہوئیں لہشت پر کیزین ڈولین میں ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلیں آجیر بھی
 سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے محافظ کے جویدار دو چار سوار ہمراہ یہاں امیر دوکان پر
 جمشید کی بیٹے تھے جمشید مثل جا کر ان کترین رومال لیے لہشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار
 سے پیدا ہوئے راہ گیروں کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دھڑک
 کی سواری آئی ہر امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ معافہ زین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے
 کی مشتاق ہیں دایہ نے چلن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بٹھا ہوا جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہر نہیں معلوم یہ کون شخص ہو کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اس شخص کی
لگس رانی کرتا ہو ملک نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی برج محافہ میں ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بقرار ہو گئے ملکہ سلوت و صولت دیکھ کر
دایہ سے کہنے لگیں ارے کہا روں سے کہو دراز گے ہوے جلیں ہول کیا ہو باغ پہنچ جائینگے
فورا کہا رو کے کا ندھا بھی اسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اٹھوں نے آواز دی ارے
کہا رو تم کیوں رو کے ہو محافہ بڑھاؤ کہا روڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظروں
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیوشی میں ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیوں
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اتر پڑوں
سرفروں پر اس شہریار کے رکھروں پروانہ وار گرد قمع جمال پھروں دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ میں لائی گل و بلبل کو دیکھ کر اور جوش وحشت بڑھا فراتی ہیں کیوں دائی امان بلبل کا ٹوٹا
سراسر بیکار ہو یہ تو خود گل کے گلے کا مار ہو ہلو گل میں پھول پھول کے بیٹھتی ہو ہر وقت
جاؤں جاؤں کیا کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو فراق نصیب نہیں کوئی امر فراق کا قریب نہیں
حماقت ہو کہ روتی ہو یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیوں دائی امان کیا تدبیر کردن کہ وہ اس باغ میں آکر گل و بلبل کی سیر نہ کریں
میں جلسہ آراستہ کروں ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمہارا حسن بھی عارض
زاہر فریب ہو میں بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تنہا پردہ اٹھا یا تو وہ بھی اسی شب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ روٹکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تنہا یا لا ہو محبت
سے ایسی باتیں کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہیں بہ قول شاعر۔ فرد سنا یوسف کو حسینان
جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سنا نہ آنکھیں رشک و پردہ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہو دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالے گا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجے اگر وہ آئے تو ہتر در نہ میں عدہ کرتی ہوں
کہ جا کر بلاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تو اب ترپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چوتھے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھیں گائے سلسلے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہاں صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
 معلوم ہوا کہ باغ میں گئی ہیں جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو
 بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تو اور بغل میں وہائی کندین بازوؤں پر باندھیں
 اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط ہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
 نشان پر چلے آئے آتے سائے باغ کے ہوئے دیکھا کہ چند کنیزیں درباغ پر کھڑی ہیں
 آپس میں باتیں کر رہی ہیں کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوتا ہے کہ جہان کا انتظار کر رہی ہیں
 نہیں معلوم وہ کون شخص ہو اگر جمشید کا ہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہو گا بی بی ہماری
 آپ سے باہر ہو رہی ہیں دایہ سے کچھ باتیں ہو رہی ہیں صاحبقران کنیزوں کو دیکھ کر
 پشت باغ پر آئے گنہ رگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ بڑی کہا داری دیکھ کوئی شخص
 دیوار پر چڑھا ہو یقین ہو کہ وہ ہی ہیں یہ کہنے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ میں بھی آؤں دایہ نے
 کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اس قدر راستہ طو کر کے آئے ہیں تو جلسہ میں بھی
 آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اتر کر ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہیں مگر حیران
 ہیں کہ اب کیا کروں خود بخود صحبت میں کیونکر چلا جاؤں حجابِ دل ہو اس سوچ میں کھڑے
 تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوئے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہیں پرانے مکان
 میں بخوف چلے آئے امیر نے شرم کر کہا کہ اس طرف جانے تھے بوسے گل پسند آئی گنہگار کہ
 چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائیں دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر منہ پر بٹھایا ملکہ سے
 کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے ہمان ہیں اب اسنے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ
 جمشید کے یہاں آپ کے آنے کا کیا باعث ہو آپ کی دوکان کس ملک میں ہو امیر نے فرمایا
 کہ امیر شہنشاہ خوبی میں تاجر نہیں ہوں داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہوں ایک غل
 کے تعاقب میں آیا اُسکو مارا جمشید درہ کوہ میں قید تھا میں نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا
 کہ میرے قلعہ میں چلے میں اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
 فوش نصیبی ہوا کہ شوہر ہر نگار میں جو شاہزادیاں ملکوں میں حسین و جمیل ہیں وہ
 سب اسنے عقد میں ہیں اب ملکہ نے گاتن کو اشارہ کیا گاتن نے یہ غزل گائی۔

اب لڑا یا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ
اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا
چشم پوشی پہلے کی مٹی کیا سمجھ کر آپ نے
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ
وعدہ دیدار سر دہا ہر قیامت پھر بڑا

آٹنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
کھول دنگا جل کے زیر سایہ دیوار آنکھ
جیسا ہواب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ
ڈال دیتی ہو غضب میں لگو بھی ہر بار آنکھ
روز محشر تک رکھوین طالب دیدار آنکھ

گمان نے اس طور سے یغزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہو لے لگا سب
کنیزین پوشیدہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحب قرآن نے کہا کہ اب رخصت ہونے ہیں
انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی ملکہ بڑھا دیا ہے بھی مع کنیزوں
کے بخوشی ملکہ پڑھا ایک کنیز ہو چیل نامے اسکو ملکہ بڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی
ہو کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لا کر بیٹھا یا نہ سبب بھی ہاتھ سے دبا چکی ہاتھ سے
خدا لائی چلی آتی، ولات و منات کو پڑا کہا خدا سے نا دیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان
دونوں کو قتل کر اؤں جا کر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے
روانہ ہوے چیل کنیز بچیں ہو رہی ہو کہ جا کر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں ہر
ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چیل شام سے رو آ
ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت بر آئے چیل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا
جب ارکان باہر آیا چیل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چیل ملکہ کا مزاج کیسا ہو چیل نے
جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جستید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا
بی دایہ صاحب نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں
محافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھ کر آنکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو اپنے
پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے ملکہ بڑھا مگر میں نے نہیں بڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی
ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور شریف لیچلین اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش
ہونگے آپ تو خداوند کے خراج گزار ہیں کیا عجب ہو کہ وہاں سے آپ کے واسطے خطاب
آئے یہ شکر ارکان غصہ سے سرخ ہو گیا کہا کہ اونا لائق تو نے میرے سامنے یہ دہیات کیا

باقین بیان کر دین گی جاہتا ہو کہ جا کر اس گیسو پر پیدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
 ہون یہ کیلے گستاخ کر گدن سوار سپہ سالار کو بلا یا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
 کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
 تیار ہوئے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا بیان امیر
 بہرات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کر کے لائین گائین تیار تھیں امیر
 کے بیٹھے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات ہر نگار بوجھ رہی ہیں نام ہر نگار شکر
 امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال ہر نگار کیا بیان کروں عجب حسرت سے انتقال کیا
 غم میں قبا و شہر یار کے ملکہ نے جان دی ہر جہ کہ میں نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
 نہ ہری چکی تھیں اُنکے غم میں فقیر ہوئے نو تھینے پتھر سے من بنادے فراہ زین
 قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوئے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کینز دھری
 ہوئی آئی کہا حضور شام سے پھیل نکل گئی اُسے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
 آہوئے گیتا بڑھائے ہوئے طرف در باغ کے آتے ہیں امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
 رونے لگیں کہا کہ ای شہر یار آپ اکیلے ہیں بیس ہزار سپہا آتے ہیں اُسے کیونکر مقابلہ ہوگا
 امیر نے فرمایا کہ کیا میں چھپ کر بیٹھ رہوں ملکہ نے لاکھ روکا امیر اٹھ کر چلے اور غصے میں جا پدیا کہ
 بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہ کر باہر نکلے ملکہ دعائیں کر رہی ہیں اور خواب
 آئین آئین کہ رہی ہیں امیر مرکب پر سوار ہوئے در باغ سے نکلے بغیر شیرانہ کیا ارکان
 کو دیکھ کر آواز دی کہ ارکان تو خود میرے مقابلے میں آارکان نے اپنی فوج واپس
 کہا یا رو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر شکر لقا میں اکیلے
 لڑے ہیں یہ بیس ہزار کب خیال میں آتے ہیں تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو غریب
 دی فوج جا بازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہیں اور دعائیں مانگے ہی ہیں
 مگر صاحبقران اُس بلوے میں لڑ رہے ہیں کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
 میں نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہو کہ مارو تم اس قدر ہوا یک شخص کو گرفتار نہیں
 کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سواروں نے امیر کو اب نہ غے میں گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے تیرا انداز کر رہے ہیں امیر نے اس قدر نیزے
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دبا
کرنے لگے لیکن یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار صبح پوش بعد خوش و خوش
بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے نظر کیا کہ باشیراء کا فران
بیچیا و ایوانا بکاران بردغا میں آہو بچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار نہ گھبرائے گا
آج کا خد متکوار آہو بچا ان بیجاؤں کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پا کر یوں ہلاک کریں یہ
کنکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھینچ گئیں امیر حیرت ہو کر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو اگر گرا پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو داخل جنم کیا امیر نے جو اتنی حملت
پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر میں جا پڑوں
ایک طرف سے امیر للکارے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہے امیر
سے مقابلہ بڑا کئی ہفتہ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر رو کے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکی کر میں ہفتہ ڈال کر اٹھایا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا اگر دلاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
سکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہوا امیر نقابدار کے حوالے کریں پکارا اٹھا
کہ ای شہر یار امان امیر نے فرمایا امان بشرط امان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بعد قی مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا امیر حسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہوں کہ تیرا روے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہوا ماہ حسن سہا
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہوا انشاء اللہ قوت
پر ثابت ہو گا یہ کہہ کر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر ہو بچائی کہ امیر باغ پر نہ ہرہ کے گھر گئے ہیں
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلاموں کو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
تھی امیر ارکان کو پیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ اوی جمشید خدا نے اپنا فضل فریک
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمانان ہوا اب باغ میں اسکو لیے
جاتا ہوں جمشید دخل نگہبانوں کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ میں آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ اوی نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہوں کہ اوی شہر یا آب اسکو کنیزی میں قبول کریں ہر چند کہ امیر نے
فرمایا کہ اوی ارکان میں بر سر راہ ہوں جا رہا ہوں کو فتح کرنا ہو اگر یہ بہار کسح
ہو گئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا اسوقت عقد کرونگا فرزند میرا طلسم
میں جائیگا میں در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبونی سینے پر لگا یا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اسی
باغ میں جملہ معروسی قرار دیا شہر میں امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمر و پھرتا پھرتا
اس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہو سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہو جہان جاتا ہو معشوق پر پچھہ سے سامنا ہو امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہیں ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہو
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یا قوت احمر کا گلے میں پڑا ہو لگے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ اوی بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقہ لیکر بھاگ آیا ہو
چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر کے لیجاؤں ارکان نے کہا کہ اس صحبت میں دیکھو اگر ہوئے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو جھاک کر سلام کیا کہا کہ یہاں
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرات پیدا کی امیر نے فرمایا کہ اوی سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہو اچھی طرح
پہچان عمر و نے کہا کہ میں خوب پہچانتا ہوں صندوقہ و اہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان
نہایت ملول ہو کر یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہو کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
میں نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی میں جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹپاک کر
اٹھنے لگے عمر و نے کہا کہ مجھ پر کیا قصد کرتے ہو غوث خدا نین آسمان تو امیر نے عمر و
کو پہچانا اٹھ کر گلے سے لگایا کہا کہ اوی یار وفا دار کہاں تھے تم سے جدا ہو کے یہ یہ جہاں میں

اٹھائیں خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمر و برق بھی صحبت میں بیٹھے تیاری رات
 کی ہو رہی ہی پہر رات گئے امیر کو جمشید نے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہارا بندھا ہوا
 خواجہ نگس رانی کرتے ہوئے ساتھ میں ملکہ سے وہاں سب نے مبارک مبارک کہا
 ملکہ شہزادہ ایک کمرے میں جا بیٹھیں حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کینزین کمر
 کے دروازے پر کھڑی ہیں ملکہ کمرے کا دروازہ نہیں کھولتی ہیں دختر دایہ روح افزا کہ
 یہ بہت مٹھ لگی ہو اسے آکر دروازے پر آوا دین دین جب صدامہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
 توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر روح افزا آئی دیکھا کہ خالی پڑا ہی کینزون میں روتے کا شور
 ہوا کیا ایک قلعہ آتش بازی چھٹنے کی آواز آئی رات پیکر امیر ہوئے ہاتھی سے اترے
 بارگاہ میں آئے خواجہ سردار ہو آیا امیر کے سامنے رور و کر بیان کیا کہ کیا غائب ہوئیں
 خواجہ نے کہا کہ درامین اس مقام کو جا کر دیکھیں خواجہ جو محل میں آئے روح افزا کو دیکھا
 عاشق ہوئے کمرے میں آئے دیکھا مہرہ نقب نہیں ہو مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر
 آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کسی ساحر کا کام ہے حضور ہمیں تشریف رکھیں میں نہیں
 کر کے لاتا ہوں امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیجاؤ عمر و نے کہا آپ کا چلنا بہترین
 یہ کمرہ تنہا چلے تین دن سرگردان رہے جو نئے دن خیال میں گذرا کہ ابھی خال دیکھیں وہ
 خال یہ ہے کہ ایک ہاتھ زمیں پر رکھا اور ایک ناک پر رکھا آواز دی کہ دادا آدم درویش
 از کل عالم پیش جسط پتہ ملکہ کاٹے اس طرف منہ ہو جائے جدھر منہ اٹھا اس طرف چلے
 راہ میں ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہے عمر و نے پکار کر آواز دی کہ دی جانو
 کھوڑی دیر بٹھ جا بھی دو مسافر دن کو لوں لگ گئی اُنکے وارث اٹھا کر لیکے ساحر نے
 کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہے بیان سے پانچ کوس پر باغ ہے نسیم کیسو دراز کا
 انکو نامہ پہونچانے جاتا ہوں عمر و نے تعجب میں پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو یہو ساحر
 نے پانی بیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھوٹی سے نکال لیا اسکو دکھا کر
 ڈال دیا اسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طر کر کے درباغ پر پہونچے
 دروازے پر دو تین جشنین کھڑی تھیں انھوں نے پکار کر آواز دی اسی اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں مرنے کے پاس نامہ لایا ہوں
جسٹین خواجہ کو لیکر اندر گئیں خواجہ نے دیکھا کہ بیچ میں بلوغ کے ایک چہرہ ہوا سیر
فرش بچھا ہوا ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہو گانا پور پور ہوا خواجہ نے جا کر نامہ ہاتھ میں
دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہے خواجہ نے کہا کہ آہ کی یاد میں رہتی ہیں
اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ میں ضرور جاؤنگی ایسی شادی میں جگر شریک نہوں
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُس کے ساتھ شادی کر لیتے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو
نے باتوں میں پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہو نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اور نازنگ جادو کہیں سے
معشوقہ لائے ہیں وہ رضا مند نہیں ہوتی جلسہ جمع کر کے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا
دکھائیینگے کہ وہ اُنکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہو ملکہ زہرہ کو لایا ہوا اُسی کے
واسطے یہ سامان ہو رہے ہیں عمرو نے کہا کہ اسی ملکہ عالم ایک چیز میں بھی ساؤن نسیم نے
کہا کہ اسی عظیم تمہیں تو گانے میں دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا
قدرت تعلیم کر گئے یہ لکے عمرو نے ساندھوں کو اشارہ کیا ساندھ یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدر شہر سے چھوٹوں مجھے راحت ہو جا تیری تصویر جو لیجا کے لگاؤ میں اوبت پڑا کے قرآن مری روح کو بخشے ہو تو اب آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہوا رنہ	دم نکل جائے کہیں جلد فراغت ہو جا دیر در گاؤ بنے جاے زیارت ہو جا چین آ جاے مری روح کو راحت ہو جا دیو بھی ہو تو اسے صفت و نقاہت ہو جا
---	--

نسیم نے بیکار ہو کر کہا کہ اسی عظیم تم نظر کر دہ خداوند ہو تم کو یہ کرمست دی گئی تم کو ساندھ
شہنشاہ اور نازنگ کے کہینگے عمرو نے کہا کہ حضور لا کہ میں کروڑ میں اگر حکم دیجے تو گاؤں
شہنشاہ اور نازنگ کے سامنے معشوق نارض کو رضا مند کروون نسیم نے کہا کہ اسی عظیم
یہ خبر مشہور ہوئی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواجہ نہیں پوش کیا پڑا طرح سے معشوق کو
سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اور نازنگ نے یہ حلقہ قرار دیا
ہو کہ سب شاہزادیاں جمع ہوں اُنکے سامنے نازنگ لایا ہوا اُسی جلسے میں شہنشاہ سحر کرینگے
کہ معشوق تسخیر ہو جائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکہ عالم مجھے کہو

ضرور لے چلے میں نے سیکڑون بیویوں کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ اے اعظم اگر تمہارے
 ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تکو بہت خوش کر دینگے یہ کہنے اسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
 بھی ساتھ لیا راہ میں خواجہ کہہ رہے ہیں کہ کیوں اے ملکہ شہنشاہ کہاں سے اس معشوقہ کو لائے
 نسیم جواب دیتی ہو کہ اس نادنین کی شادی ہو رہی تھی جلد عروسی سے اسکو نکال کر لائے
 میں اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ یکایک پھولوں کی بودباغ میں آئی
 دیکھا سامنے ایک باغ بویج باغ میں ایک جو ترہ بلور کا ہو اس پر تخت بچھا ہوا ایک ساحر
 سید فام تاج مرصع سر پر کئے بیٹھا ہو گردائیں جلیسین بیٹھی ہیں کہ نسیم جا کر بیوی تاجدار
 کو سلام کیا تا جدارے کہا کہ اے نسیم آؤ بیٹھو کرسی جاہر نگار جو کبھی تھی اُس پر نسیم بیٹھی خواجہ
 رومال لیے ہوئے گیس رانی کر رہے ہیں یکایک ابرائے بر سر باغ اگر لہرائے اور شوق
 ہوئے شاہزادیاں تخت اڑاتی ہوئی آئیں کرسیاں ملین اگر اس صحبت میں بیٹھیں جب
 جلسہ جمع ہو چکا تو اور رنگ نے بکار کر آواز دی کہ میں نے تم سب صاحبوں کو اس لیے تکلف
 دی ہو کہ میں تخت اڑائے جاتا تھا ایک باغ میں ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
 اپنے ہوش میں نہ تھا آخر اسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے میں گئی میں بھی وہاں پہنچا
 اسکو اٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہیں میں نے جو اس سے سوال کیا
 کیا اسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجھ کو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن
 میں اس امر و اہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب میں نے دیکھا کہ جان جاتی رہی
 تب کچھ کھایا راتوں کو نین نہیں آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہوں یاد میں اس محبوب
 پر بچہ کی مرتا ہوں تم میں سے جو ساحر اس فن میں کمال رکھتے ہوں اسکو رضامند
 کر دین تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھ کر آواز دی کہ اے شہنشاہ ہماری بہن کا لازم اعظم
 جادو نظر کردہ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام میں کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے سنا
 کرائیے اور نگے کہا کہ اے اعظم تمہارے بزرگوں سے ہمیں رسم رہا تمہارا کمال دیکھنا
 چاہتے ہیں کہا کہ اے شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہے پہلے وہ ظاہر کروں اور رنگ نے
 پوچھا وہ کیا کمال ہو عمر و نے کہا علم موسیقی کا مجھ کو حاکم کیا پہلے میرا گانا سنئے میں بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگینان سامنے آتی ہیں تدبیریں باقی ہیں سماعت فرا
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہہ کر عمر و نے نکالی اور یہ غزل شعر و غزل کی نظم

وقت ہو معافی میں تو کیا لطف بیان کا
عالم ہی سری روح میں بھی ایک روان کا
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
سوار اُدھیرا سے سو مرتبہ ٹانکا
کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک روان کا

مطاب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو
مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سروں کو
دلخواہ جنون ٹھیک نہیں ہوتا اگر بیان
پیری میں ہو سے رنہ عبت مائل طفلان

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تبرعین کرنے لگا کہ اکہ او اعظم حقیقت میں
تم قدرت کے نظر کردہ ہو سے سامنے کردہ ہو سپین قفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن میں کیا کیا بدعتیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ اٹھے
کمرے میں جا کر دیکھا کہ زہرہ قفس میں بند سرنگوں میں بیٹھی ہو مگر وہ نے سلام کیا کہ اکہ ملکہ عالم
غلام کو اپنے بچا ناز ہرہ عمر و سے آگاہ نہ تھی کہ اکہ او شخص میں نہیں جانتی عمر و نے کہا
کہ میں امیر کا عیار ہوں مختار سے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہو مجھ کو واسطے
نہاری تلاش کے بھیجا ہی میں یہاں تک ہو بچا تم صرف اتنا کہہ دو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو
مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجھ کو نا منظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سمجھے
کہ ان بلکہ صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق نائب خداوند
جو یہ کہو گی میں ان سب کو مار لوں گا زہرہ نے یہ مجبوری منظور کیا عمر و نے کہا کہ میں فوراً سانی کر
کر کے اپنا کام کروں گا مگر اورنگ کو جوش محبت ہو جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اٹھا کہ اکہ او نسیم میں بھی جا کر سنوں کہ عظیم کیا باتیں
کر رہا ہو یہ کہے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمر و سکھار رہا ہو زہرہ کہتی ہو کہ بھیا
میں ہی کو ہنگی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہ اکہ او
نسیم تھے عظیم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دامہ و شمشیر ہی ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلا اورنگ نے کہا کہ اکہ او اعظم قریب آؤ کہو کیا کیا عمر و

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ اے شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہو تیغ ابرو کی گھائل ہو اور رنگ
نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمر و پرگری رنگ و روغن عیاری کا اٹو گیا زمین
نے پانوں مقام لیے کہا کہ کیوں اوسار بان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ تجھے سب
تیری بائیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جہد رشا ہرادیان محفل میں موجود
تھیں سب کے ہوش اُٹ گئے کہا کہ اے اور رنگ تھے بڑا کام کیا اور رنگ نے کہا جب
اسے اشارہ گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا حسد و اند
ہفت پیکر نے خوب بچایا اے نسیم اسکو لیا واپس اپنے باغ میں جا کر قید کرو میں قدرت سے
عرض کروں گا کہ عمر و کو میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں معشوق کے واسطے
پھر جلسہ کروں گا آج اور معاملہ درمیش ہو گیا نسیم نے عمر و کو گرفتار کیا بتھکڑیاں بیڑیاں
پہنا کر تخت بڑا لیا لیا کہ اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی
کئی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلتا تھا بشکل مالین اس باغ
میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر مہجرت اور رنگ
میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم پہنچے ایک کنیز کو الگ لیا کر ہوش
کیا اسی کی شکل بنکر ان سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمر و کو لیے ہوئے آکر پہنچی کہا اسکو
لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اور رنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھوں نے بڑی
تسیر سے اسکو بچایا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو میں اسکو قتل کروں
اسکا قید کرنا بہترین ایسا نہ کہ اسکا کوئی شاگرد اس طرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے خط
مجھے بڑا خوف ہو یہ کہ کچھ خبر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اے لالہ عمار میں تیرے مطلب
کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہو آفت یر یا ہو جائیگی قدرت کے پاس نہ گیا ہے
وہاں سے حکم آئیگا تب قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ
سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہکودار کے فوجیوں اور اس محفل کو لوٹو برق
حیران ہو کر رہ جائے نہ گس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھ کر آواز دی
کہ اے فرس تم اسکو لیجا کر قید کرو نہ گس نے سر زنجیر کو مقام لیا کٹان کٹان خواجہ کو

ایک مکان میں لائی اس مکان میں لا کر کہا کہ اوسا زبان زاوے یہاں بیٹھ آؤ وادہ تجھ پر
 بند رہیگا عمر وئے کہا کہ تو انرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے
 کے بعد ہمارا فاتحہ کر دینا انرگس نے کہا کہ وہ یہ کہاں ہو عمر وئے نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا ٹوٹو میں
 روپیہ نکالوں انرگس نے ہتھکڑی ان نکالیں عمر وئے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیوں کی
 دی انرگس نے روپیہ گئے کہا خواجہ اور میں سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کر گچا جو
 اس سے لے وہ لیا و عمر وئے نے کئی پوٹلیاں روپیوں کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
 اسمین اشرفیان میں کھل کر گن نو انرگس نے گڑ جو کھولی بیہوشی اچھی انرگس بیہوش ہو کر
 گری خواجہ نے اسکی زبان میں سوزن دی روپیہ اپنے لیکر اپنی زمیل میں رکھے کئے جاتے
 ہیں کہ حوالہ دی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپیہ لیکر اپنے دوپٹے میں باندھ لیے یہ سمجھتی
 کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اسکی زبان میں سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آب اسکی
 صورت بنکر تیار ہوئے قید خانے میں قفل لگا باوڑے ہوئے سامنے نشیم گئے آئے کہا وہاں
 یہ تو بڑا سکار ہو میں نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اس کے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا جو قدرت اس کے
 کمر سے بچائیں نشیم نے کہا کہ انرگس تم نے اچھا کیا عمر وئے نے کہا کہ صحبت غیش آرستہ ہو
 شراب کا چرچا ہو اس نشے میں اس کو بڑے پر بدعت کریں لالہ عذار نے کہا کہ میں میخانہ
 سے شراب لاؤں انرگس نے جواب دیا کہ لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہو اجاتا ہو برق
 ترب کر میخانہ میں پہونکا کلا بیان شراب کی درست کرنے لگا کہ صحبت میں رکھیں عمر وئے
 کئی مرتبہ کہا کہ لالہ عذار تم کو ٹری خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو
 آرام آئے برق نے کلا بیان رکھیں خواجہ نے فرجائی کہ نشیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
 ساقی کری کروں یہ کہہ کر جام نشیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین میں نشیم جام کو پی گئی
 ابو عمر وئے دورہ باندھا حضور سے عرصے میں سب کو شراب پلائی نشیم نے پیٹھا پیٹھا نشے
 کے خوش میں کہا کہ خوشا وادہ ہفت پیکہ آئے میں عمر وئے نے کہا کہ انکی کبھی ٹانگ سیجیے
 نشیم بلند کر اٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب فرامین اپنے اپنے
 مقام سے لینا لینا کہہ کر اٹھیں گے کہ بیہوش ہو میں عمر وئے نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کر کے اٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اور پھر سے مین برق لڑنے لگا کئی کینزوں کے کڑے چھڑے اتار لیے عمر و نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے جو ٹپٹے دیکھا تو نے مین خود رہا ہوا مگر برق جب کینزوں پر گر گیا ہو کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اتاری لاکھ خواجہ مارتے مین برق نہیں مانتا گھسا جاتا ہو عمر و نے کہا کہ اسو برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہو ان کینزوں کو صحبت اور رنگ مین لیچو کینزوں کو ہوشیار کیا کینزوں نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالیں لاشے دیکھ کر خائف ہوئیں خواجہ بشکل نسیم بنے برقی شکل لالہ غدار چند کینزوں کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اور رنگ مین لیچو یہاں اور رنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہو عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہو گزر زہرہ کا وہ ہی کلام ہو کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ماتہ نہ لگانا اگر ماتہ لگانا تو بہت بچنا بیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑائے ہوئے آتی ہیں جیسے ہی نسیم پہنچی اور رنگ نے پوچھا کہ ای نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہوں عمر و کہ ایسی تکلیفیں پہنچائیں کہ شب کو قید خانے مین مر گیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہیں پھینکا کہے تو لاشہ منگو اُون اور رنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھ کر کیا کرونگا کہنے تو اُسے قتل نہیں کیا مین قدرت کو لکھ بھیجو نگا نسیم نے کہا کہ عمر و کے مرنے کا جشن کیجیے پسنگر اور رنگ نے کہا کہ ای نسیم کیا خاک جشن کروں نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین بیٹھوں میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہو کہ اُسکو رشک ہوا در آپکا وصل قبول کرے اور رنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہو کہ رشک ہو عمر و نے پکار کر کہا کہ ای لالہ غدار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہنچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کر کے لایا لاکھ محفل مین رکھیں خواجہ بشکل نسیم مین کہا کہ اسے اور رنگ آج بڑی خوشی ہو گو یا مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی اب کون جھڑے کے ساتھ رہیگا اور عیار بان کر گیا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اور رنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہو اور رنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ غدار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھیں ہوا بندھ گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں ہیکو ہلو میں بیٹھائیں اور رنگ
 کوٹھکا۔ دیکھا اس نے زہرہ تو اسی طرح سر جھکانے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کتنی ہی برف نے
 جام بھر کر اور رنگ کو دیا اور رنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا اور رنگ نے
 کہا کہ ارے تو کون ہو برق نے نیچے مارا اور رنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
 رنگ دروغن بھی چہرے کا اڑ گیا دیکھا برق عیار ہو خواجہ بشکل نسیم میں خنجر بیکر اٹھ کتے
 ہوئے کہ یہ ظالم یہاں کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا ایو بادشاہ میں اسے قتل کروں وہ
 میری پرانی کنیز ہو اُسکو اسنے کیا کیا یہ کمر روٹنے لگے اس قدر روٹے کہ ہچکی لگ گئی اور رنگ
 نے اشک نسیم کے پاک بکے کہا کہ اسی نسیم میں لالہ عذار کو تلاش کر دو گنا محال ہو اسکی کہ نہ بتائے
 اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھ کو شک ہوا میں نے سحر کر دیا عمر و نے کہا کہ مجھ کو فوت
 آتا ہی یہ چلے جا آپ کے گلے میں پڑے میں انکو اتار ڈالیں ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ چلے
 برائی کون یہ کیکے باروؤں پر سے اور رنگ کے خواجہ نے چلے کھوئے وہ پتلے جسم سے دور
 نہ ہوتے تھے جب اور رنگ نے کہا کہ اسی چلے ہمارے سامہری تم لاگ بیٹھو و غوث تھا وہ لگا گیا
 اب عمر و نے جام لبریز کر کے اور رنگ کو دیا اور رنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لیون سے
 لگا کر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقہر کروں کہ یہ آپ
 مقام سے اٹھے اور گر کر بیہوش ہوا نکمہ میں تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اٹھنے کی دیر ہی سرنگ
 آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اور رنگ نے لٹھے میں کہا کہ اسی سرنگ
 کہاں تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اسی شہنشاہ شکار میں تھا دیات جو آپ کا خیال کیا دل
 دھڑکا میں نے سحر کیا اس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آئے کوہ اور رنگ
 نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں ہو سکتا
 نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈالا پیے اور جام لیون سے لگا کر کہا کہ وہ صاحب تم بھی شکار
 پیو سرنگ نے جیسے ہی قصہ کیا کہ بیون بارو یہ اسکے چلہ فولادی بندھا تھا اسنے سر
 بلا یا سرنگ نے کہا کہ اسی نسیم ٹھہر جاؤ یہ کمر سرنگ نے نشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
 بتلا یہ کیا واقعہ ہو پتلے نے شکل انسان کے آواز دی کہ یہ عمر و عیار ہو جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور نگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
 کہتے تھے کہ اوشہ شاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہایت معلوم
 نسیم بر کیا معرکہ گذرا کہ اسکی شکل پر یہ آیا اس کیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد
 عیاری کرنے کو موجود ہو زبردستی شراب پلائے دیتا ہو سرنگ کے آنے نے اس وقت
 بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا اور
 بنا یا ہوا قدرت کا حجب سے نکلا اُس میں نوشقہ پایا کہ شہنشاہ اور نگ پر کوئی اُفتاد پڑا
 چاہتی ہو میں بقیار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زاوہ پلا چکا تھا
 اب چاہتا تھا کہ اُن میں تو بیہوش ہوں لکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عروہ و برق
 سامنے گرفتار ہوئے بقیار ہو کر رو رہی ہیں کہ اوی فلک مجھے دس بل میں پھنسا یا ایسے جلیل
 سے جھوٹ کر ایسے کے قبضے میں ہو چکا کہ جسکی صورت دیکھا خوف آتا ہو اوی کریم درجیم اب جلد
 نجات دے یا لکھا موت حکم ہو کہ میری قبض روح کر لے اور نگ نے سرنگ سے کہا کہ آپ
 کہو کیا صلاح ہو سرنگ نے کہا کہ باغ سے چلے میدان فونی کی تیاری ہو ان استاد
 شاگرد کو قتل کیجیے سرنگ قدرت میں کیجیے جائیں یہ صلاح سب کو بھائی سرنگ
 نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں جمنہ
 کی یہی دستگیری کرتا ہو بلاے روزگار ہو ان ان ساحروں کو اسنے مارا کہ جکا مثل و نظیر نہیں
 اب قدرت ہفت پیکر پر سرسبز وال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہو کہ قاعدے میں جو کچھ
 لکھ گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی سیعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہو کہ سال آخر طلسم ہو اب وہ
 سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اور نگ نے اُسی وقت حکم دیا سیرمن بلغ میدان فونی
 کی تیاری ہونے لگی دارین استاد ہو میں جلا و موجود ہوئے اور نگ و سرنگ عروہ و
 برق کو یکا یک جلا دون سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر پہنچ دو جلا دون نے پاؤں میں
 عروہ و برق کے زنجیرین باندھیں ملکہ نہایت بیتاب ہیں کہ عروہ و برق دار میں لٹکائے
 گئے اور نگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کما میں لپک کر کھڑے ہوئے
 عروہ و برق نے اپنے فانی سے رجوع کی کہ اوی کریم درجیم فضل اپنا شریک کہ شاہزادہ

اہل اسلام قبضے میں کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو دبرق نے جو بقرار
 ہو کے دعا کی تیر و عابد مراد پر پہونچا صحرا سے گرد آڑی دیکھا سب نے کہ علیہا سے
 زر نگار کے پھر برے کھلے ہوئے لشکر ساحران و غیر ساحران بڑے تحمل سے آتا ہی خواجہ عمرو
 نے رستم کو بچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشت سر پر زرد ہفت جوش زیب جسم
 تینہ ہفت جو ہر کر سے لگا ہوا حملال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے رواروی
 کرتے ہوئے آتے ہیں حملال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ دبرق دار پر لٹکے ہیں اور نگ تیر
 کو بحر کمان سے رہا کیا جاتا ہی حملال نے زانو اپنا بیٹ کر کہا کہ اسی شہر یار گھوڑا جلد
 بڑھائیے عمرو دبرق قتل ہوا چاہتے ہیں یہ کیلے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا
 وہاں سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قتل کر کے عمرو دبرق کو رہا کیا رستم بھی تینہ ہفت جو ہر
 کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے پہلے حملہ میں کئی سو ساحروں کو مارا اب اور نگ سنبھلا سنے
 جو دیکھا کہ حملال نے ستھراؤ کر دیا حملال کو لٹکا رکھا کہ او حملال کیون قضا و سنگیر ہو گیا
 مجھ کو تو نہیں جانتا زمین بلاد و نگا سامنے سے ہٹ جا حملال نے گول مارا اور نگ نے
 گول روک لیا وہ ہی گول بھینک مارا حملال نے ہر چند روکا مگر گول نہ رکا قریب آ کے
 بھٹا اُس سے برق نکلی شانے بر گری شانہ حملال کا نشانہ ہوا حملال زخمی ہو کے
 ہٹا رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوا
 آخر سرنگ نے تاوار چھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تاوار اُس کی تینہ ہفت جو ہر
 چرو کی تاوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تینہ جو چمکا یا سرنگ کو آئینہ شمشیر من جلہ
 عدس مرگ دکھائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرا یا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
 کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بحر کمان میں پیوست کر کے سینہ پر کینہ سرنگ کا تاکا
 ناک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
 ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اور نگ گھبرا یا مگر اپنے سحر پہرہ کو بڑا زہری ساتھ کے
 ساحر غل مچاتے ہیں کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
 سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جت کر کے نفس ملک زہرہ کا اٹھا لیا

اب جو روشنی ہوئی اور نگ نے نفس نہ دیکھا بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہاں
نظر دن سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہوں گا۔ لفظ

اُسے غیر آگے بڑھ کر تے ہیں پناہ کرتے ہیں رسانی اُسے کیسے رساتنگ غیر ممکن ہو نہ کیسے چھوٹے دھچے ہیں رخ کا بوسہ دیتے ہیں نہیں دیکھا ہو تجسا دوسرا وحشی مزاج اتنگ بنے پھرتے ہیں عاشق محروکوں میں اٹھ جرتے ہیں	کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں یونہی اک عمر گزری ہو کہ صبح و شام کرتے ہیں جو تباہ و دم میں لاتے ہیں وہ ہی کام کرتے ہیں عبثت اور زنا نام عشق کو بدنام کرتے ہیں
--	--

اور نگ اس قدر سقا رہا ہوا کہ پکار کر آواز دی اور رستم مجھے جان دینا منظور ہو تیار ہو کہ معشوقہ کا
نفس کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلے نے تیغہ بھٹا جو ہر
پیر و کا اور نگ پر ہی پڑا آگ پر سانی تلوارین گراہیں خنجر چمکائے مگر رستم پر تاخیر
نہ ہوئی آخر رستم نے خنجر دار غیر دار لکھ لکھ مارا کہ اور نگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے لگی
اور نگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک ہاتھ اس کی لاش سے کچھ زاع و زغن
پیدا ہوئے آوازیں دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کہ جان دیتے تھے بعد عرصے کے
آواز آئی کہ کشتی مرانام من اور نگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے
اُنکو حلال لے لے کر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ
کو لوٹ لیا چھت پر دے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلی سے لگا یا
کہا کہ اے فرزند کہان جاتے ہو رستم لے کہا کہ صحرا سے محیط کا پتہ ملا ہو وہاں سے لوح کا پتہ لگا
آجکا آنا کس طور پر ہو اگر قناری کا کیا باعث ہوا غم و غم نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ
بارگاہ میں چلے والد ماجدہ کو نکالے میں بھی زیارت سے مشرف ہوں خواجہ نے کہا کہ
عین شادی میں یہ رباوی ہوئی امیر بہت بقرار ہوئے میں اپنے کو جلد پہنچاؤں ایسا نہ
ہو کہ بقرار ہی میں وہ بھی نکل آئیں اور مفت پیکر کو تلاش ہو کہ امیر کو گرفتار کر لیں آج
یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو مسند
پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلا میں لین چا

دعا سے جان دراز دی خواجہ نے اب زہرہ کو ہیوشن کیا زلیل میں رکھ لیا برق کو ساتھ
 لیکر طرٹ لشکر امیر کے چلے رستم اسی وقت لشکر کو تیار کر کے تلاش صحرا سے محیط میں روانہ ہو
 عمر و نے در سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہوشان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہو
 جس مقام پر اترے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تلاش میں صحرا
 محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جت و نیز کرتے ہوئے پاس امیر
 کے بہو بچے ارکان فیل ورنے جو خبر شش دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا بیٹہ
 ملا عمر و نے کہا کہ کئی ساحر فنی کے ملکہ کو لیے ہوئے آتا تھا راہ میں قرض خواہ ملائے سنے ملکہ زہرہ
 کو چھین لیا کچھ روپیہ دیکھے تو چھڑا کر لاؤن صاحب جھران و ارکان سے عمر و نے مبلغ خطیر لیے
 تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
 کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
 ارکان سے کہا کہ اب ہم جائیں گے ہمیں جانا واجب و لازم ہو نہیں معلوم لندہ چھوڑ
 نے کیا آفت برپائی ہو وہ اسی طرح بگڑا ہوا ہو اس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت میں
 اسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا امیر نے
 ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
 مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمر و طرف لشکر کے چلے یہاں لندہ چھوڑنے بعد دو ہفتے
 کے زحمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کتا ہو کیونکہ آفت سے سامنا کر
 کیسا صاحب جھران سے حجاب ہو گا جب امیر و چھین گئے کہ تھے ہمارا سر قہر میں مقرر کیا
 میں تو عاشق صاحب جھران کہانا ہوں انکو کیا جواب دوں گا کہ یکا یک آسمان پر برق چمکی
 ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندہ چھوڑ کے آئی ہم صورت حسین شعبہ بار کی تھی لندہ
 نے بونقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اسنے کہا کہ ارکان سے ہندہ میرا
 میر حسین شعبہ گرام ہو میں ہوں حسین شعبہ باز کی انھوں نے فرمایا تھا کہ اگر
 موت ہلکونہ چھوڑے تو بوا میر حسین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
 ایک جام شراب پلا نا یہ کہ کے میر حسین نے گلابی اٹھائی جام لندہ چھوڑ کر پلا یا جیسے ہی

ایام لندھور نے پیام حسین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا اے میرے جہین بھاری تہن کے مقدر میں وصل تم سے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا مگر تیسے جو عہد کرتا ہوں اسکو فوراً پورا کرونگا میرے جہین تو رخصت ہو گئی چلتے چلتے عہد واثق لیا اور کہ گئی کہ اے دارا سے ہند میں باغ میں اپنے ٹکڑے ملاؤنگی وہاں جلسہ آراستہ ہو گا مگر جو وعدہ کیا ہو اس میں جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے میرے جہین جام تو بلا ہی چکی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے میرے جہین کے لندھور کی بھاری بڑھی دارا اب سے کہا کہ دریافت تو کر کہ امیر لشکر میں آئے ہیں آئے دارا اب بصورت مبدل اس وقت لشکر امیر میں ہو چکا کہ مالک و بہرام و غیرہ تیاریاں استقبال امیر کی کر رہے ہیں تمام لشکر میں یہی جرجا ہو کہ کل آقا لشکر میں آجائینگے دارا اب نے اگر لندھور کو خبر دی کہ اے دارا سے ہند برق خبر لیکر آیا ہو کہ امیر نے میں چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہیں لندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہر کارے لشکر اسلام کے خبریں لیکر بارگاہ شاہی میں آئے قاسم بھاری چلتے کی کر رہے ہیں کہ ہر کاروں نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہیں معلوم یہ ہندی اپنے دل میں کیا سمجھا جو انشا اللہ سر میدان ایسی تلواریں مارونگا کہ یہ ہندی بھر کبھی ٹکڑی کا نام نہ سکے اپنے افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی بجا دو تو نہ لشکر میں تیاریاں ہوتے ہیں جارہا ہے رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپہر زرین آفتاب کو پشت پر لٹکایا نیزہ خطوط شجاعی کو ہاتھ میں لیا تیغہ ضیا حائل کر کے توسن افق پر جلوہ فرما ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان میں آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر میدان میں پہنچے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کڑا کڑا کر بٹے لندھور نے ہاتھ میں میدان میں نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہاں ہیں مقابلے میں میرے نہیں آتے اپنے کو چھپایا ہو یا تو کوئی میرے مقابلے میں آئے نہیں تو میں خود آتا ہوں قاسم نے قصد کیا کہ مرکب نکالوں لندھور سناخشوری کر رہا ہو کہ صحرائے گرد آڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیوں اکلندھور تنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں شکار امیر کو بکار
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لپکا کہ طیل سکندری پر چوب بڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگے خواجہ بھی ہمراہ رکھا
ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھوں میں قاسم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھکر ہر تہ صبا جعفرانی کھڑے ہوئے
دیکھا نقابدار نے لڑنے لڑنے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے بارہ یا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چیخ کھایا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور غوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھ دی امیر بے قرار ہو کر بکار سے کہ اکلندھوبدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے فون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازموں نے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخم دوزی ہو رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
موت پر رہے تھے ہر چند کہ زخما رہین مگر مہ جبین کے واسطے یہ قرار ہین کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اکلندھور سے زخمی ہونے کی محکوم خبر ملی ہین
تمھاری عبادت کو شائی ہون لندھور نے کہا کہ اکلندھور عالم اب امیر آگے ہین سرسید
آنکھوں کو نگاہ پہلے ہی مقابلے میں تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر لپٹ کر دوبارہ بارگاہ
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا دراجا
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
نے جانتھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ براے خبر بارگاہ لندھور
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلا یا اور کہا کہ میں رخصت ہوتی ہوں عمرو اس کے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہو خواجہ زرتخت جلتے ہیں صحرا میں ایک قصر تھا اسمہن و شاہ
اٹری عمرو نے گرد قصر حین مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اسے بیہوش کیا
اس کو کنارے ڈال دیا آب اس کی شکل پر اندر قصر کے آئے دیکھا جس میں مسند پر بیٹھی
ہو گرد کنیز میں بیٹھی ہیں یہی ذکر کر رہی ہو کتاب امیر آگے لندھور آئے لڑیکا پہلے ہی
مقابلے میں خاتمہ کر دیا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتیں سن رہے ہیں مگر حیران ہیں
کہ جس کنیز کو میں نے بیہوش کیا اور اس کی صورت بنا ہوں نہیں معلوم اس کا نام کیا ہو کہ ایک
کنیز نے اگر کا ندھ سے پر ہاتھ رکھا کہا کادری غنچہ وہیں بات کا جواب نہیں دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ میں بی بی کی باتیں سن رہی ہوں خداوند ہفت پیکر نے ارادے کو پلا
کہ میں مگر یہ حسین کا یہ حال ہو کہ دہم جھولی سے کاغذ نکالتی ہو آئے دیکھ کر کھڑی ہو جاتی
ہو کبھی بھٹک جاتی سانس میں بھرتی ہو عمرو نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں ایسا لگتا ہے کیا بشارت
یہ سن کر حسین نے کہا کہ او غنچہ وہیں کیا بیان کروں خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی جو اس میں حال آئندہ و گزشتہ ترسیم کیا ہو اسی کا ورق میں نے نکال لیا ہو خیال
کرتی ہوں تو معلوم ہوتا ہو کہ یہ ارادہ میرا پورا ہو گا امیر کی تضا لندھور کے ہاتھ سے
نہیں ہو میں اب سحر کو نگی دیکھے انجام اس کا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہیں کہ اسے حسین
کے گاؤں اس کو اپنی جانب متوجہ کروں مگر کوئی محل نہیں پاتے حسین اپنی فکر میں ہو چلے
آراستہ نہیں کرتی خواجہ حیران ہیں کہ کیا کروں کیونکہ موقع پاؤں مگر حسین کے ساتھ ہر وقت
سو جو در رہتے ہیں لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوئے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہو فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہوں لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بچیں گا میرا رفیق ہو نہیں معلوم کیا افتاد بڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہو لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دوڑوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہو چاہتا ہو کہ میدان میں نکلوں
امیر کو پکاروں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من کپند

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر تین لاکھ فوج میدان میں آکر
 پہونچا مشہوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطائے زمین رخس
 فرستادہ خداوند ہفت ہیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤ اور دوسرے
 یہ کہ تو میرا حریف ہو میری سنگت ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے میں کوچ کر کے اپنے
 ملک سے آیا قلعہ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیا
 اوارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا جنکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے دوست
 سے رستم و اسفند بار نے کفن میں منہ چھپا یا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے میں نہیں
 آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجھ کو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب میں نے
 اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے ابرہہ کی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو
 کہ تو نے مابہ دولت کو نامہ لکھا ہوتا میں آکے فیصلہ کرتا لاشون سے میدان بھر دیتا
 کہ کے میدان میں آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہوشی
 ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہے
 اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعہ سلامت نگار وہ مقام خارسستان ہو کہ نہشت
 بڑے پہلوان وہاں رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی علمداری ہو امیر نے کہا
 یہ دیوانہ ہو دماغ میں غور بھرا ہو جب مقابلہ چنگا حال کھل جائیگا یہ کہ کے امیر نے
 اشقر نکالا اشقر اُڑا کر سامنے اخطائے آئے اخطائے جو جمال بیٹا صاحبقران کو
 دیکھا خوب ترقہ مار کر ہنسا دیکھ کر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤں پر تمام دنیا میں کیڑا
 ڈال دیا پہلوانان عالم اپنی صحبت میں تیرا ذکر کرتے ہیں کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہیں
 ہو مگر ہم انیسوں سے مقابلہ نہ بڑا ہو گا کبھی کتا ہو کہ حبلے تو کر لیجئے امیر نے فرمایا کہ اس
 یہ دستور نہیں جب تیرے حروبوں سے پروردگار بچائے گا تب میں بھی حبلے تو کرے گا اخطائے
 مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا اسی میں
 نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر متاثر دیکھ رہے ہیں امیر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھا
 اور گانٹھ کر پیڑھ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطائے نکل گیا اخطائے ابرہہ کے گرد گرا اٹھا پڑا

ڈالا خبردار خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا میر نے چوٹیں اُسکی خالی دین آخر میں اخطا
 نے کرتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اخطا تو اپنے زور کے گھنٹ میں
 تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اترے امیر گھوڑے سے کودے اخطا گھنٹے سے
 اتر آئیں میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر فتنہ سرگرا
 اسکے زور کو روک رہے ہیں جہاں پکڑ لاتے ہیں اخطا کو عاجز کرتے ہیں وہ چار گھنٹے ایسے
 دیتے ہیں کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہاں برا اخطا امیر کو پکڑ لانا ہی امیر شل برق کے چمک کر
 نکل جاتے ہیں دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ فلتہ
 مغرب میں جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سر پر نیلگون فلک پر
 جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آب مجھے فوب اڑے حقیقت میں چھپا
 سنا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجئے کل بھر اگر مقابلہ ہو گا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ
 دستور بدین روشنی کو حکم دو بدو ن غالب یا مغلوب نہیں بلوٹنگا اخطا نے کہا کہ میں رات کو
 نہیں لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدو ن زبرد و اسیں نہوٹنگا آج میں نے امتحان کر لیا وہی ہیں
 زیر کر لوٹنگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گھنٹے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
 آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ میں بیٹھے مگر اخطا نے اگر پھر طبل جنگ بجوایا اور
 ایک نامہ لے ہو کر کو لکھا کہ اولند ہو میرے پاس چلے آؤ لند ہو فوراً اپنی بارگاہ سے
 یہ کہہ اٹھے کہ میں برا سے ملاقات اخطا جاتا ہوں یہ کہہ اپنے لشکر سے علی لشکر اخطا
 میں آئے اخطا دربار گاہ پر کھڑا شل رہا اولند ہو سے بڑھ کر بخلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
 میں آ کر اپنے پہلو میں جگہ دی کہا کہ او دارا سے ہند میں نے سنا ہی کہ تم سر صاحب قرآن
 کے خرابان ہو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمہارے سر کو دوں گا
 یہ کہہ ایک بارگاہ علیحدہ استاد کرائی اس میں لند ہو کو داخل کیا جب لند ہو نے
 آرام کیا تو اسنے عمار سے کہا کہ او تنگ صبارو میں سب کے ظاہر میں یہی کہتا ہوں کہ
 حمزہ کو زیر کر لوں گا مگر قسم کھاتا ہوں کہ نصف ملک و مال تجھ کو دوں گا میں نے حمزہ کو کسی
 فتن میں کم نہیں پایا تو جا کر جس طرح میں پڑے ملک زہرہ کو لے آ پھر میں حمزہ سے سمجھ لوں گا

اور اگر بن بڑا تو میں لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہوں اور ملک کو لاتا ہوں باپ بھی اسکا بہانہ ہی ملے آئے میں جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہو دیر نہ گیا اور ملک کو لایا یہ کہا کہ نہنگ نے ہانٹا سے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پھر رات سے زیادہ نہیں آنے پائی تھی کہ یہ قلعہ ارکانہ میں پہونچا جس دن سے میرے لگے ہیں ملک نہ ہرہ بقیار رہتی ہیں اور بیرون قلعہ ارکانہ اپنے بلع میں رہتی ہیں رات بھر بقیار بیان دن بھر اشکبار بیان کبھی بقیار ہو کر بکا نہ کہ اس فلک بھر فشار دای گردون عدا رہ گیا کچھ وی ہو جو تو نے کی۔ لفظ ہم

سرخ سے پردہ اٹھا دیا کہنے	ملوہ حق دکھا دیا کہنے	شعلہ رخ دکھا دیا کہنے
سر سے ہاتھ جلا دیا کہنے	اشک کی طرح اٹھ نہیں سکتا	ہون نظر سے گرا دیا کہنے
تاز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ	چار دن میں پڑھا دیا کہنے	کسے صدقے میں مر رہا بابا
یہ شرف ادھما دیا کہنے	اٹھ نہیں سکتا مثل نقش قدم	خاک میں ہون ملا دیا کہنے
شب کو پی کر شراب سستی میں	پردہ شرم اٹھا دیا کہنے	بہی کہ کہ کے رنار دیا کہنے
آنکھیں بھونچا دیا کہنے	جب کینروں نے بہت سمجھا یا کہنی دن کنہ سے کسوی نہیں	

پلنگ پر جو کشین کینروں نے پردے پٹکھیاں پھونک کر جھیلن لکھ سو گئیں اور یہ نہ جانتی تھیں کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوئے کہ ہر نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنا کر باغ پر آ یا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہو ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہو باتیں بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلاں کے مکان سے آئی ہوں محلدار نے کہا کہ باغ میں جاؤ مگر کئی دن کے بعد بلکہ سو گئی میں چلا کر کلام نہ کرتا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہاں ملک سو رہی تھیں خواہین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھیں ملک کے سوتے ہی یہ بھی سو گئیں نہنگ برا بھلا کہنے لگے پہونچا اور پہونچ کر ملک کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دیو باغ سے کہہ کر چلا کھوڑی دیر کے بعد کینروں کی آنکھ کھلی باغ میں ہلے ہوا کہ اسے کوئی ملک کو حیرا کر لے گیا بیرون باغ ملازموں کو خبر پہونچی پڑانا چوہدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ وادون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی (میر) ہم لوگوں پر غما ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو روانہ ہوا یہاں اخطا انتظار میں عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ میں اپنی بیٹھ کر رات بسر کی کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ اگر پہنچا پہلو میں بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار سے کہا کہ اس خیمہ میں ملکہ کو اتارو نہنگ نے اس خیمہ میں لا کر ملکہ کو اتارا عیار تو باہر چلا آیا ملکہ کی جگہ آنکھ کھلی اپنی فواہوں کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر دیکھا گھبرا گئیں کہ یہ کیا معرکہ ہو گیا اگر چار جانب دیکھ رہی ہیں کبھی دل سے کہنی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کبھی آنکھیں ملتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ اے غنچہ دہن و اے شمشاد کہان ہو کچھ آواز میرے کان میں نہیں آتی اتنے عرصے میں اخطا نے لباس فاخرہ پہنا اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا و اڑھی کو پھٹکا رہا ہوا اندر خیمے کے آیا ہے اگر آپ سے بیٹھا کہا کہ اے ملکہ عالم میں آپ کا غلام ہوں آپ کے باپ نے مجھ کو فراموش کیا آپ مجھ کو دل سے نہ بھولائیے ملکہ نے شہہ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ اے اخطا سامنے سے ہٹ جا تو ناحرم ہی میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت مسرت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منہ ڈھانپ کے روئے لگیں امیر صبح کو اٹھ کر بارگاہ میں آئے فرما رہے ہیں کہ یارو میں نے خواب پریشان بمقدار زہرہ دیکھا ہے خدا فیتر کہ کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت کرو تمہارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ار کا باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان و تار ہوا سامنے امیر کے آباغرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ کو حجر و انگار یا امیر کا یہ حال منکر چہرہ سنخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ برف فرنگی سامنے آباغرض کی کہ اے شہر یار استاد کہ گئے تھے کہ خبریں مفصل لانا اخطا بارگاہ میں ہو لندھو ر سے بڑا خلا ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیج کر ملکہ کو حجر انگار یا پہلو سے بارگاہ میں ایک خیمہ ہی اسمیں ملکہ کو اتارا ہے اور منتہین فوشاد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہو یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اٹھے اور قبضہ پر
 ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہِ خطا میں خون کا دریا بہا دو نگاہِ یلغون کیا سمجھا ہوا درخت چھوڑ
 ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب بھگے لن چھوڑ سے ناامیدی ہوئی آج ٹہنٹے بھی سمجھ لو نگاہ
 دیکھو تو میر کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشتِ اشقر پر سوار ہوئے طرفِ لشکرِ خطا کے چلے
 یہاں خطا بارگاہ میں بیٹھا ہو چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برقِ حشمت
 کرتا ہوا پہلے بارگاہِ خطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ٹکر خدیست میں ملکہ زہرہ کی آیا
 جیکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آئے ہیں جب امیر سوار ہو کر چلے فریاد خان فوراً
 گینڈے پر سوار ہو کر عقب میں امیر کے چلا اتو جملہ سردار سوار ہو کر چلے ہر کاروں کے
 جھپٹ کر یہ خیرِ خطا کو پہونچائی خطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک
 نہ آئے پائین تین لاکھ فوج صفیں جاکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شہید او
 کا فران سجھا دیا نا بکار ان پر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رونگا
 تاہم بارگاہِ خطا جاؤنگا دو پہلو انون نے جو کہ افسرانِ فوج میں ہیں بڑھ کر امیر پر حملہ
 کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے چلے دوسری صف
 پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کا فردن کو قتل رہے ہیں صفِ اول پر
 فریاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشیں گرادیے
 جس مقام پر پہونچے تنگہ ڈال دیا علم ہائے فوج قلم کیے علوار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسرا
 صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلو انون کو مارا مار کر صف پر آئے فریاد خان وغیرہ
 دوسری صف پر پہونچے تنگہ نہ لڑ رہے ہیں فوجِ خطا میں صدائے فریاد و الفیاض
 بلند ہو نقیبِ نقاب بستی کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے
 نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوجِ خطا کی جان پر بنی ہو سب بھاگتے پھرتے ہیں
 گھوڑوں سے سٹھ کے بھل زمین پر گرے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں
 ترکش بٹھے ہیں شیر جو انہیں سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریا سے خون میں مچھلیاں
 شناہری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھو سے لے دریا سے مٹھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بندہ دست قاسم و بہرام و جہوہ بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں۔
دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں سمجھتی کر کے کافرون کو قتل
کرتے ہیں امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفیں ٹھہرے انتظام سپہ سالار کا
قوت اہر صف پر پہنچنے کہنی سے فون ٹپاک رہا ہو کھتے فون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن
فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہوا صد ہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہائے زخم غل
جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ فون نہیں امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہنچنے
اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چار سو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب
قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گراف
کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ اوی پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بڑیاں اسکی کاٹ کر
پھینک دیں امیر دربار گاہ پر آئے کھڑے سے کودے سوائے فرہاد خان کے کوئی
برابر نہیں ہو سچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے گئے کہ درگہ سالار نے
بڑھ کر لٹکا کر لیس اب آگے نہ بڑھے گا اسی مقام پر ٹھہرے یہ کہے امیر پر ہاتھ مارا
امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کاٹ کر گرا درگہ سالار ایک جا
بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر
اس خیمے میں پہنچے ملک زہرہ امیر کو دیکھ کر اٹھیں کہا کہ اوی شہر یا رکنیز بہت بڑی
بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو
آواز دی اشقر اپنے آفاقی آواز سکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا
کہا کہ اوی اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہی تا بہ لشکر ہو سچا اشقر نے زبان جنی میں قرار
کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہو کیا حبال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہہ کر اشقر
زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور لغزہ کیا کہ اونا مرد قوت ہے یہ کیا
حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہی اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے
دیکھا آواز دی کہ اوی پہلوانہ حمزہ کو مار لو چار طرف سے پہلوان امیر پر لوٹ پڑے
اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندہ چھوڑ دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہر چند

کہ امیر نے کسی پہلوان بارگاہ میں بھی مارے مگر نیزے اور قیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم
غریب ہو گیا فوارے فون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جوت سے امیر بارگاہ خطائیں
آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ میں حسین میں رنگ جما یا جب گلنے کا رنگ جم گیا تو سنا
مہ حسین کے بیان کیا کہ خداوند فوارے میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما
پاؤں سے ناچون ہاتھ سے بتاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں کیا مجال کہ
کوئی قطرہ گرے ہی قدرت فرما گئے ہیں مہ حسین نے خوش ہو کر کہا کہ اسے کلید میخانے
کی غنجہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے میں پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر
گلا بیان درست کین سانسے مہ حسین کے لائے جام پلایا مہ حسین بی گئی اور تعریفیں کیں
کہ اے غنجہ دہن آج تک ہم نے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہیں دیکھ سنا ہو کہ عمر و
عبار اسی طرح ساقی گری کرتا ہو خواجہ جھاک جھاک کر سلام کر رہے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں
کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھنٹہ
پے مہ حسین بڑی تعریفیں کر رہی ہوتی ہو کہ بڑے فخر کا مقام ہو کہ میری کنیز لطف کردہ
خداوند ہفت پیکر ہوئی دور یہ کمالات تسلیم کیے یہ دن کس کو اس طلسم میں نصیب ہوا
یہ فخر میرے واسطے ہو کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنجہ دہن
کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہو ہر تان میں دل پامال ہوتا ہو کیا کیا لٹکریان لے رہی ہو
عمر و نے سب کو شراب پلائی کہتے جلتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اگر نظر کر ڈ
کیا مہ حسین کہتی ہو کہ اے غنجہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لندہ ہو۔ امیر کو
قتل کرے اور امیر ایسے مہوت رہیں کہ اس عظم نہ پڑھیں اسی رنگ کا میں نے
سحر روا نہ کیا ہو جب خواجہ سب کو شراب پلائے تو محفل میں اگر بیٹھے مہ حسین نے
فرمایش کی کہ اے غنجہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمر و نے
بیچ میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی لطیف

نار ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا	تربت پہ ہو چراغ تو چشم غوال کا
خط نکلے ہر صفائے پر نور کی کہان	شہرہ ہو عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس بری کی شکل سے حل نقش ہو	رکھتا ہوں میں بغل میں مرتع خیال کا
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ پار	سوسن کا پھول بگیا دیدہ غزال کا
جنتاک زنی کوین نہ کہیں زند سب جوان	سیری میں عشق خوب بنائیں خرد سال کا

مہر حسین یہ اشعار شکر سے اُٹھی کہا کہ او عجیب دہن قدرت آئے ہیں اور کہا یا خدا
لندھو کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دم یہ میں نے بچایا ہو کہ لندھو را آٹھ پیر سیری یاد
میں رہتا ہو صدمات فراق سہتا ہو اب آج حمزہ کو قتل کر گا دل میں چونکہ مزا بھرا ہو
گت ناجی ہوئی اٹھی چہ قدم چلی تھی کہ لڑا کھڑا کر گری مہر حسین کے گرتے ہی سب گنہگار
اپنے مقام سے اٹھیں اور گریں گر کر بیوش ہوئیں ابو عمر و نے اپنے نام کا نعرہ کر کے پہلے
مہر حسین کا سر کاٹا اور عمر و نے مہر حسین کو قتل کیا وہاں لندھو را بارگاہ میں بیٹھا تھا
زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا کیا پاک ہوئی درست ہوئے ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ اٹھ کر
امیر پر سینہ سپر ہوں آفا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر اخلا کی محبت روک رہی ہے کہ
امیر نے ایک کافر کو مارا اخلا پشت پر امیر کے آیا خبر دار خبردار کہ کے ہاتھ مارا امیر
کے تار و بار و تیفہ پہونچا امیر نے دستاں مارا لیکن مکان جو پہونچی لڑا کھڑا کر کے
تلوار ہاتھ سے جھپٹ گئی عمر و جو مہر حسین کو مار کر بھاگا لشکر میں اُس وقت آیا کہ امیر
در بار میں اخلا کے لڑ رہے ہیں عمر و سے سب نے بیان کیا کہ اخلا نے ملکہ زہرہ کو
جکڑا لیا اُس غصے میں امیر بارگاہ اخلا میں گئے ہیں عمر و جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا
کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہو تمام سردار لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمر و جست
کر کے بارگاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہو پشت پر ملکہ
زہرہ سوار ہیں خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اتار لیں اشقر نے رو کر زبان جی میں کہا کہ جا کر آقا
کی خبر لو بارگاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمر و اُس وقت پہونچا کہ امیر جیخ کھا کر
گرے ہیں اخلا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کر سے نکالا گلے پر امیر کے
رکھا اُس وقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھو
کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہیں اور اخلا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

مچی میں کہتا ہو کہ ایسا قسم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوئے اور عاشق بیٹھ بیٹھ
 دیکھے اسی محبت میں لندھوڑ اٹھا اٹھا خطا سمجھا کہ لندھوڑ برسے قتل امیر آتا ہو لندھوڑ
 نے قریب خطا کے پہونچ کر ایک سلاٹ خطا کو ماری کہ خطا منہ کے بھل زمین پر گر ا اور
 لغزہ کیا کہ باشی۔ ای کا فزان بچیا و دی نا بکاران میر و غاسم عاشق جمال صاحب قرآن
 لغزہ لندھوڑ جو زیرہ ہاے دربار اگر فتم تابہ ہندوستان + اگر نام نبدانی منہ لندھوڑ
 بن سعدان + لندھوڑ گرد امیر کے پھرنے لگا خطا نے آواز دی کہ بارگشت ہو
 کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اس کے آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہو ہتھیار ہو کہ اس کو بھی
 مار کر گرا دواسے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی میں تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا
 خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا بننے تو اس کے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار
 کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چار طرف سے اس قدر تلواریں بڑھیں
 اور خطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھوڑ کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
 لندھوڑ پر کا فزون کا بلوہ ہو صاحب قرآن دیکھ رہے ہیں کہ لندھوڑ ہتھیار جان نثاری
 کر رہا ہو اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہو کہ ای آقا کے نامدار و ای مولاس سے قدر شناس آج کے
 بعد زندگی بیکار ہو قدموں پر آپ کے میرا دم بھلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم
 عاشق صادق کا سر لندھوڑ پر تلواریں جو بہت بڑی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آلا قلب
 ہٹرایا چرخ مار کر لندھوڑ گرا وہ جو اعتقاد دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے
 سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمر و بہونجا خطا چلا کہ لندھوڑ اور امیر کا
 سر کاٹ لوں عمر و اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحب قرآن تو پڑے بین تلوار ہاتھ سے
 جھوٹ گئی ہو اور لندھوڑ کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار وہی ہاتھ صاحب قرآن کے
 سینے پر عمر و سمجھا کہ لندھوڑ امیر کا سر کاٹنے آیا ہو عمر و نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھوڑ کا سر
 کاٹوں کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمر و یہ کیا کرتے ہو اگر لندھوڑ نہوتا تو تم مجھ کو زندہ
 نہ پاسے نہ دھوڑ نے بچا یا کہ تم نے زندہ پایا لندھوڑ نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہو کر
 وہ بھی گرا ہو عمر و نے خطا پر خنجر مارا خطا نے خنجر کو اپنے کو بچایا عمر و نے پکار کر

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن دای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بہوش پڑے ہیں
 دشمن قتل کیا چاہتے ہیں جلد آکر بجاؤ جلو خانہ بارگاہ میں فرما دخان لڑ رہا تھا عمرو
 کی آواز سنا کر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لئے چھوڑ پڑا ہوا تلوار ہاتھ میں ہر پڑھا
 کہ باپ کا سر کاٹ لوں عمرو نے آواز دی کہ اے فرما دخان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
 لئے چھوڑنے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا اب تو فرما دخان
 گرد لئے چھوڑو امیر کے پھر نے لگا کئی بہلان فرما دخان نے اسے پہلو پر آکر اٹھائے
 گرز مارا کہ سر فرما دخان کا پھٹ گیا جھج کھا کر گرا اس وقت مالک و جمہور و فراتر و غیبہ
 چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینوں زخمیوں کے گرد پھر
 رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سرداروں نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
 فیمل میہونہ کو لیکر آئے سرداروں نے ہمدی امیر و لئے چھوڑو فرما دخان کو گود میں
 اٹھایا ہو دے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیوں پر بڑا دے سپرد کیا کہ
 یہ لئے چھوڑو کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیوں جھول ہاتھی کی تھلے ہوئے گرد سرداران ہندوستان
 لڑتا ہوا ہاتھی کو لپیٹا قاسم و بدریغ بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو
 تھا بدریغ نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
 لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جانے ہیں بارگاہ جو گری
 کسی سی کا فرد بے احتیاط کو دکر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
 کو بار یوم اس وقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چاک رہی تھی
 مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
 انتہا کچھ زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بجا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
 جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤں کے نیچے تل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
 کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے بجا کر
 کہا کہ فوج مجھے قوا اشقر نے بجا یا جنگ کرتا ہوا یہاں تک لایا اب نکال کر بجا یا گیا مگر
 سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون وقت ہو کہ پھر حال جہان آباد دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہو عمرو نے جواب دیا کہ اے لکھ عالم خدا تمہارے راج و شہاگ کو بجائے پھر تم کو امیر سے صحبت نصیب ہو عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کہے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر کو تائب لشکر ہو بچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اس کی پشت پر سوار کر کے اُس کے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب و فادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا مگر ناموس امیر کو بچا یا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کرنا رہے تاکہ آیا ہو اور اب بھی لڑ رہا ہو پشت تک کسی کا حربہ نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے تھے ہلے آتش بازی نکالے داغ تھے ہوئے اشقر کو لے چلے جنگ مغلوب ہو رہی ہو بدلیج لڑتے ہوئے قریب خطا کے پہنچے دیکھا کہ خطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدلیج الزمان لڑکار کر خطا پر جا پڑے خطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدلیج الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا۔ ملبھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی ٹپکڑا کر گرا خطا کے دو ٹکڑے ہوئے خطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج خطا بھاگی بدلیج الزمان نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا ان سب نے لاش خطا کی اٹھالی ایک بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے سرداران امیر بہ فتح و فیروز ی پلٹے بارگاہین خیمے کافرون کے ٹوٹے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اول امیر کو فرزند ان امیر نے اتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم و زری کریں تو امیر نے آنکھ کھول دلیج فرمایا کہ پہلے لندھو کی زخم و زری کرو لندھو نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لافٹی ہوں کہ مجھ کو قتل کیجیے مجھ سے بڑی ننگو امی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر نے کہا کہ اے لندھو تم سحر میں مبتلا تھے تمہاری خطا نہ تھی خواجہ نے جس وقت اس ساحرہ کو مارا اسی وقت سے تم کو ہوش آیا اگر تم خطا کو لات نہ مار دیتے تو اسے میرا خاتمہ کر دیتا تھا خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا مرنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب حاجقران نے ایسے گلے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھو رکاب حجاب دفع ہوا زخم و زری

گرائی امیر زخم دوزی کر کے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخمون سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیعہ بھر
 رہا ہو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا میر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے
 پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکرۃ امیر داد کیا صاحبزادہ
 نے زہرہ کے واسطے کنیزین طلب کیں ملکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہو مین گنتی تھیں
 خدا سے دشمن کے ہاتھ سے بچا یا دشمن خدا نے عیار بھیج کر چڑا سنگا یا فواہان وصل تھا
 مین نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہی مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزین دعائیں
 دے رہی ہیں بلائیں لے رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا
 کہ اب مین طرف کوہ بوقلمون کے جاؤ گا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو لا کر حکم دیا
 طرف کوہ بوقلمون کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بوقلمون کے چلے
 کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

وہ کہ وہ داستان شوکت بیان رہتم سلیقہ کہ طرف صحراے محیط کے تلاش لوح
 چلے مین پہونچنا نا صحراے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

<p>وہ ہوا داستان جلال شہار کہ قلب جگر مین جگہ پائے عشق وہ جنجال ہو عشق زلف تہان اُسے فرط رنج دالم ہو گیا یہ ہر ویش و رابع کار نگہ رو گیا لکھوں چند رنگ سخن جبین ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا وہ ان قیس بتیاب ہی بخوبی کبھی ذکر فرماؤ کہ اسے وہ ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خواہ</p>	<p>کہ کاغذ ہون ستم کی اب وینا پلا ساقیا جام صہبائے عشق کہ عاشق ہمیشہ پریشان مین جسے عشق روئے غم ہو گیا صلا مین ہون ہر ایک سخن مین اکڑتے مین نخل چمن و صہن گیسں آب خودار کے پھولن مین یہاں کہ کٹ طاؤس مین چن مری آنکھ سے ہو گئی، وینا کیا نل نے عشق دین چکا</p>	<p>پلا ساقیا جام آتش نشان کہ ہون فوفی و سنان والا تبا عجیب عشق و الفت کے سالن مین کہ اس حال مین ہزاروں ہزار چلے اب ساقیا آج گلزار مین کہ وہ جان لی تاکہ نکلی ہو دھوا ہوئی شہاروں کو و گشتن مین کیا کہ انظار رنگ صفت ہوا کبھی کہ رہا ہو کیلے کسان عبت ذکر غیرین ہم ہزار و</p>
---	---	---

کہو قیس لیے کا جو یا ہوا	کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا	ہو اقیس کو عشق میں یہ کمال
کہ ہر وقت لیے تجس و جمال	قرین قیس کے آری تھی نظر	اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا	وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا	کہ بھی طائر دشت پاس آتے تھے
وہ لیل کامزدہ منا جاتے تھے	کہ بھی بفر صحر سے صحبت رہی	غزالان صحر سے الفت رہی

قمر داستان مرصع نگار لاکھ جسدہ آئی ہو فصل بہار

چہرہ و ہفت نوروان وادی بیباکی و طرک کنندگان مراحل جیتی و چالاکی اس داستان تنوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر و تظہر فرماتے ہیں۔ شعر سخن سخن غواص دریائے ہوش جنین رنجت گوہر بہر دامن گوش + رسم پلین خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرائے محیط کے روانہ ہوئے محیط پیمان شکن اپنے قعر میں رونق افروز ہو افسین جلیسین جمع ہیں کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آ کے محیط کے بیٹھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ محیط طلسم کشا نے جسے صحرائے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کر ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن میں چلے جائینگے تم لوگ تباہ و برباد ہو گے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوش و بیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوہر طلسم کشا کو ل چکے سحر اسپر تاخیر نہیں کرتا غیر ساحر کو روانہ کر دے کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند نہ گھبرائے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھ کر وہی نامہ گلے میں اسی طائر کے اوٹل یا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اثر و سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہو جا کر راہ میں گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کر دو جو مناسب وقت ہو گا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیٹے میں بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھ کر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہو کہ کہہ کہ رسم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابعد و استلوح

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرا کے محیط میں ایسے ایسے پہاڑ ہیں جتنے ہیں شاید نوٹ
 کھا کر لیٹھا ہے یہ جو کہنے لگا ایک ہنگام جنگل میں پڑ گیا فوجین نے لکین تھوڑے عرصے
 میں تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا
 جنگلی فوج پیکر غلام ادھر شاہزادے کو تیسری منزل پر صحرائین اترے ہوئے ہیں صحرا کے
 دل شاد اس صحرا کا نام جو صبح کا وقت ہو ارادہ ہو کہ سوار ہوں ناگاہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا
 آگے آگے ایک پہاڑوں دیو خصال گینڈے پر سوار بیٹ پر تین لاکھ فوج ذہت نقارے بجاتے
 ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا اور پکارا کہ آواز دی اور رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری بہن تک
 تھی بس اب اس صحرا سے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہو یہ کہ گینڈے سے اتر بارگاہ میں داخل
 ہوا ہمارے ہوں سے کہتا ہو کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہو لیکن
 اگر بھاگ جاؤ تو بہتر ہو ملک نے لکھا تھا کہ کہنے تجھ جات حاصل کیے تحفہ ات ایسے کہاں رکھے
 تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھر تار ہی یہ غرور و مانع میں سما یا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
 اگر تم سب کی صلاح ہو تو میں کہلا بھیجوں کہ جو گنہگار وہ گنہگار اب اس ارادے سے بازا اور یہاں
 بیٹھا سب نے کہا یہ حضور کی رحمتی ہو جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہیں ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کر دینا
 کتنی بڑی بات ہو اشفاق اثر در در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نام
 لکھیے میں بلکہ اُسکو پھر دوں گا استحقاق نے نامہ لکھا کہ اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لکھ گینڈے
 پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر میں آیا جا بجا خیموں میں ساحروں کو اترے ہوئے
 دیکھ کر دنگ ہو گیا دل میں کہتا ہو یہ ساحر اسے کیونکر دستاب ہوئے ہیں حملال میں
 آفتاب فلک میر وغیرہ اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں ساز بج رہا ہو بانی برس
 رہا ہو کس کیچھڑ کا نام نہیں حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر میں جا کر بدعت کو دنگایا
 سر جھکا لئے ہوئے ان مقاموں سے نکلا دربار گاہ رستم پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا
 ہماری خبر کہ دو کہ استحقاق نے ایچی بھیجا ہو درگاہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے کہا اپنے
 ایچی کو کیوں روکا درگاہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا حملال آفتاب
 اسکے استقبال کو دربار گاہ پر آئے یہ اور زیادہ چھوٹا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر میں بن اسوقت باہر پٹھان سب سردار حکم پاتے ہی باہر جاوے گئے
 میں اگر پٹھرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ نقاد و افسران سے معبود کرتھم
 مقام صدر پر بیٹھے ہیں جیسے ہی اشفاق برائے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
 طلسم کشا مجھ و باد نکل پڑا کرتھم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام پیا اور
 زیادہ مہبوت ہوا اندر سے نکھول کر رستم کو دیا رستم نے نہ نہ پڑھا پڑھ کر جواب جنگ لکھا
 اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے تم پر ٹراٹھ کیا جو تم کو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
 دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہو کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحیح اسے دلشاد
 تا بہ بلقیسہ زور پز ہمارے افسر کی غلامی ہو اس راستے سے نہ جانے پائیکا رستم نے کہا
 اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہیں مقابلہ پڑیکا حال کہلیگا اور جو رستم کہ اصل میں جو رستم
 اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے بھلا کے جواب دیا ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کیا بخدی ملی
 ہو ہمت نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تم کو بھی پٹینگے
 رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے بڑھ چڑھایا کہ گون پکڑ لوں رستم نے ایک قبیلہ ماری
 اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچ کر اٹھا کہا سر کاٹ لو نگاہ پناہ نہ دو نگاہ یہ کھلے تلوار کا ہاتھ
 مارا رستم نے باڑھ بجائے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بھل جھٹکا
 کھسیا ہو کر لیٹ پڑا رستم نے اکیڑ پڑی کہ زمین پر گر آؤ اب پھر اجنے ونگل پر رہیں گے لاو
 پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہو انگلیں کھڑا ہو رستم کو دیکھ کر بند کر لیا اے رستم نے
 کہا اے اشفاق جا میں اپنے نعل پر خود نفرین کر رہا ہوں اب کچھ نہ کہو نگاہ چار پوچھ کر
 اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف
 اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ خبر ہو پٹی اشفاق آتا ہو مگر گھبرا ہوا
 استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہو میں آہلی پریشانی شکر نہایت مکر
 ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کووکر استحقاق کے سامنے آیا اپنے
 پوچھا بھائی صاحب اب کچھ کد معلوم ہوتے ہیں اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل شکی
 بجھائیے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیکھ میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحراے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لیٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً جلا آیا
سر میدان طلسم کشا سے سمجھو نگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو بیشک بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جا کر بڑا فساد مٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کات
قسمت نے صفحہ پیشانی پر لکھا ہو وہی پیش آنی ہو ناحق کی پریشانی ہو اُسی وقت میان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلا سے پر
جانے کی تیاریاں کر رہا ہو رستم نے پوچھا کیا سبب ہو جو طلا سے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا جو تک کل میدان کا رزار ہی سوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہو رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیوں تامل کریں ہر جہہ آفتاب و ہلال نے عرض کی حضور
یہ جائیں غلام تو موجود ہیں رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار ہو سال بھر بعد ایک دن
یہ بڑا ناہو کہ اپنے رفیقوں کی خدمت کرتے ہیں لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہو کہ غلام یہ
دیتے ہیں کیونکر ہو سکتا ہو کہ ہم اس سعادت سے محروم رہیں ضرور خدمت کریں سرداران باوقیر
و عا مین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہیں سرداروں کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہو کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کریں رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار بزازان میں سوار دیپیل چھوڑے آپ ٹرھک کر
کے آگے کھڑے ہوئے کہ لشکر دشمن شاید قصاص خون کرے کبھی گے بڑھ جاتے ہیں کہ بھی پھر ٹرھک کر
جاتے ہیں قضاے کار اس طرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسے جو خبر سنی کہ رستم غلام طلا سے پہنچاں اول
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہیں سواروں سے کہا یا رو ہو سکتا ہو
کہ رستم اکیلے کھڑے ہیں بلوہ کر کے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ یمن کیا عذر ہو اگر چاہیں وہاں دیون
سے گرفتار کر لیں نہ کہ دس ہزار یقین ہو رستم دیکھ کر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے
دس ہزار سواروں کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسہ ایچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سواروں کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہو کھوڑے کو بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم سلین
ارشاد و لا امیر عرب ہو کیست علیشاہ جو رستم لقب ہو دیگر علیشاہ روحی شہ فیل زور

کہ تخت مرزوق افگندہ شور بہ لغزہ کر کے مرکب بڑھایا اور چار پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
 کی کیا یہ حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا غلٹ شمشیر ابدار ہو گئی
 جو ان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو بشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر کے گرا یا گئی جو ان بشت
 بشت پر مارے اب کوئی بشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہنچے لٹکا
 کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہو خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر جو بیچہ کندی
 اسکا عکس بیان کیا اب یہاں احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھ کر فوج کے بھروسے
 پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یار و گھیر کر اس جو ان کو مار لو سواروں کا شاہزادے پر
 بلوہ ہو اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر قریب پہنچے اشفاق
 ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
 اہل طلا یہ کو شکست دیکر یہ فتح و فیروز ی بیلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق باریکا
 سے مسلح ہو کر نکلا دیکھا کئی سولاشے جا بجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھ کر بہت جھٹایا جو چپا
 یار دیکھا سحر کے ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ ہو گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
 کہا اے تم دس ہزار ساتھ تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر نین ہو گئی فسر
 اسنے مارے اشفاق کو لٹکا رہا ہر چند اشفاق نے کرو و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں
 رستم نے دو پر کالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اس
 لونگا اسی کو ٹوکوں گایہ کہتا ہوا لشکر کو بیکر میدان کا رزار میں آیا اُدھر سے لشکر رستم پہنچا
 شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہنگو علم
 دیتے تو ہم انکو مار لیتے وہی گولوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سے
 و حملال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں
 افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

نہ سکندری نہ آئینہ حیرت افشا
 کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
 گر داڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

خمت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
 نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
 سیکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہوئے

کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع قبال وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ہاتم پے پھرتی ہو صبا دوش پر آج اُنکا غبار ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے بوجھین راحت سے بسر ہوئی کایدا گزری ای کنج لمحہ کے رہنے والو افسوس	رباعی جسکو گل کر نہ گئی جنبش و اماں قضا ٹھنڈھی سانسین نہ ہرے جسکے لیے جہا کہت افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا جسکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا ایو سقیمان عہد حال کہو کیا گزرا کیونکر تار یک کھنہ میں تنہا گزری کس سے بوجھین کہ تہہ کیا کیا گزری
--	---

اس طرح کے اشعار نقیبوں نے پڑھے کہ بہادر جھوٹے لکے یہی قصہ ہو کہ دشمن پر جا پڑیں
لڑتین بھڑتین نام پیرا کہیں استحقاق نے لکھنا اپنا بڑھایا میدان میں آکر خوب غل مجایا
اور کیا کر آواز دی ایو رستم اب نکل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو ملائے پر مارا فوج نے
دلہری نہ کی ورنہ کچ کر نہ جاسکے رستم نے قصہ کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤں کہ صحرائے گرداویں
دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر ہو نچا بیلوان دیو حصال کو
جو میدان میں دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ میں استحقاق کے آیا
بیکار کر آواز دی رستم کو کیا بکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہیں
نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بار بڑھ پر تلوار کی فوراً نام مرگ
عالم کا کھل جاتا ہو بس اب حرمہ کہ استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بندہ رہوین طعن میں نقابدار نے
نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ میں آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار پھینک کر
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کہہ کر بتایا اور
سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو اپنے سردار کو
کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو
تلوار کے نیچے رکھ لیا جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑے
میں بھوڑے ہی عرصہ میں میدان کا رنار سے کل فوج کے پانوں اٹھا دیے لاشوں

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دو
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہی تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جاڑے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہنچے فرمایا ای ہمارا اشارہ اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان وازی دی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھ کر جو عدلہ و جہنم ہو گا
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو لٹکارا یہ چلے گئے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہیں چھوٹوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے
یہ کہنے مرکب بڑھایا لالان پر جا بڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مار کہ لالان کے دو گھڑے ہوئے نقابدار نے عرض کی کیوں جھنڈ
آپ نےلاحظہ فرمایا کہ میں نے اس سفر کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تم کو اپنی جرات پر بڑا زور تھا پدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رجھاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار اور وہ قہج کے ہوئے گئے
کہ شاہزادے نے باڑھ بچکے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈال دیا نقابدار بھی لیٹ پڑا وہ دونوں
گھوڑوں سے کودے نقابدار کو رستم میں گشتی ہونے لگی بیان تک کہ شاہزادے نے
زیادتیان کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دونوں فوجین کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضاے کار نقابدار زین پوش جیسے سر پر بازو سفید ہر دم جاوہر
رہتا ہی صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی ای شہر بار رستم نقابدار
سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہیں نقابدار زین پوش نے یہ خبر وحشت اثر ہوتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جان یہ دونوں شیر دل لڑ رہے تھے قریب آ کے لغزہ کوہ شکاف کیا کہ دونوں
جھپک کے پٹے نقابدار زین پوش پنج میں آیا و اسنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بابان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آپس میں لڑتے
 ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر میں تمپر دباؤ ڈالتے آخر آپس میں تکرار کا ہے کی ہے
 شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش
 نے کہا اے مرصع پوش تم نے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہے ایسے ایسے ہزاروں پہلوان
 انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہے کہ تمہارے انکے مقابلہ ہو اکفار بھاگ گئے اگر استحقاق
 زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا ہی تھا ہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا میں صاحبقران
 سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرصع پوش یہ دل میں گمنام ہے جو صاحبقران سے
 وعدہ کر چکے تو اسے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے میں موجود ہوں مجھے
 مقابلہ کیسے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو باہنہ صاحبقرانی بھی
 لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیائے نادرہ موجود ہیں اگر مجھ کو یہ
 کیجیے یہ اشیائے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید میں زیر کروں تو میری اطاعت کیجیے غرض کہ نقابدار
 مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحت کر لیا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہو کر
 اپنے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوئے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
 شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری میں مصروف ہو جیے میں بھی وقت برباد ہونگا مراد اس
 سحر سے یہ ہے کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
 صحرائے میں جا کر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ میں آئے حلال وغیرہ اسے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
 قبیلہ و کعبہ کے مقابلہ میں بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شکست اس زرین پوش کو ممکن ہو
 کسی نے یہ اسباب نہیں پایا دیکھیے کیا گذرتی ہو ہر چند کہ ہمارے قبیلہ و کعبہ مؤیدین اللہ ہیں مگر
 یہ نقابدار بلا سے روزگار ہو خیر اب آج شب کو تو اسی صحرائے میں رہو کل کو چ کرینے لیکن ملازمین
 استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرائے میں جا کر پہنچے وہاں ایک قلعہ ہے جو جبین
 ایک پہلوان رہتا ہے نہایت زبردست خراج گزار مفت پیکر اسے جو بلا سے قلعہ سے
 دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرائے میں آکر اتر قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق شکرت بہت
 جھٹایا کہ اس کو میرے نام حکم خداوند نہیں آیا مگر میں جا کر رستم کو پھر دو گالا شہ استحقاق کا

جلو دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر یہ ارادہ جنگ
 رستم نکلا لیکن ہمارے بیان استحقاق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم ساتے ہیں کہ استحقاق
 ملائے پر مارا نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہو جواب
 دیتا ہو کہ میں تدبیر سے مقابلہ کروں گا عیار میرا محکوم تیز رو بلا سے روزگار ہو اس سے
 پکڑو والو نگاہ یہ کہتا ہوا صحرائیں آکر آٹا کو ساٹنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اتر آیا عیار
 حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کس کا ہو عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر
 عیار نے خبر دی کہ اسی نقابدار کا لشکر ہے جسے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار
 کو چرا لا عیار چلا لشکر میں نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
 عیار نقابدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص بھی بارگاہ نقابدار دریافت
 کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہو بیٹھنے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہو آگے بڑھ کر آہ اڑ دی و بڑا
 ٹھہر جاو محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیوں بھائی بارگاہ نقابدار کو واسطے پوچھتے ہو
 عیار نے کوئی بات دلیلیں نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار شکر شتاق ملازمت ہوا کہ
 جسے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا جلو میں سا سنا کر ادھنگا میں اس شہر بار کا
 عیار ہوں یہ کہے محکوم کو ساتھ لیکر ایک شہر کی آڑ میں آیا کہا آگے جلو جیسے ہی عیار نے قدم
 بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ مارے کن مارے محکوم نے سبک ہو کر جت کی حلقوں سے
 نکل کر عیار نقابدار تو نیچے کھینچ کر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکا
 دیکر نیچے مارا کہ سرکٹ کے محکوم کا اگر پڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لاشہ کا بیرون لشکر
 پھینک دو یہاں جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرا یا محکوم کا بھائی زنا رہا ہوا فساد اسکو بلا کر
 کہا کہ تیرا بھائی برا ہے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہیں ملتا ذرا بڑھ کر خبر تو لے زنا رہا
 چلا جنگل میں آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ شاگردوں کے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
 مارے گئے عیار نقابدار بلا سے روزگار ہو میں سمجھ گیا کہ آٹے سے پھا نکر اسکو مارا اب میں جا کر
 نقابدار کو لانا ہوں یہ کہہ کر زنا رہا لشکر نقابدار میں آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
 دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودتا ہوا

چلا خمرہ نقب کا بارگاہ نقابدار میں توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو
 شمعہاے بومی و کا فوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا ہوا اندھیرے میں اپنی
 کسی طرف پر پڑ جائے کہ کم ظرفی ثابت ہوید نہ ہر کر کے برابر ہنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
 بڑا سوراخ خیال میں آیا کہ اسکو دیکھ توں کہ یہ کون شخص ہو جسے استحقاق ایسے پہلوں کو
 مارا کھینچے ہے بیوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹتی معلوم
 کہ آفتاب نکل آیا زنگار مقرر کیا اپنے کو ضبط کر کے بیوشی برابر داغ کے نگاہی نقابدار بیوشی
 ہوا زنگار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اسی طرح نقب سے بیکر نکلا جنگل کا راستہ لیا ایک صحرائین
 اسکو صبح ہو گئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھ کر اپنے لشکر میں جلیوں ایسا ہو سانسے سے کچھ فوری چکا
 یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہاں عیار نقابدار بازار میں پڑا سوراخ نقاب پر نشان بکھا
 اٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی افتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا گیا تو
 سے دریافت کیا خبر و غافیت ہو پر وہ اٹھا کے اندر آیا ہنگ خالی پایا گھر گہا جی میں کتا
 ہو بڑا غضب ہوا نقب میں کوہ نقب کو مگر کے باہر آنا نشان قہم دیکھتا ہوا چلا مگر زنگار
 پشتارہ لیے ہوئے جنگل میں دو کوس پر آبادن چڑھ آیا ہو ایک جھیل پر پہونچا خیال میں آیا کہ
 اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا سپر پشتارہ رکھا نقاب چہر
 سے سر کاٹی حیران ہو کہ یہ جو ان کون ہو گنجینی گاشن جال کی کر رہا ہو حیران ہو کہ نام کیونکر درخت
 کوں کہ صحرائے گرد آؤی دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش مرکب اڑاٹے ہوئے چلا آتا ہے
 باز برے خکار چھوڑا ہو باز نے جا کر طاؤس کو دبا یا اسی مقام پر آ کے طاؤس گر کر جہان
 پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو مٹھاؤں کہ نگاہ جال عدیم المیشال
 نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہو اس جاندار کے ٹکڑے
 کو کیوں باندھا ہو عیار نے کہا میں عیار ہوں میلان مردم درکار اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
 لایا ہوں اب خدمت میں اپنے آقا کی لیے جانا ہوں نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت مہیا
 عیار یہ لشکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کہا ان کیانی دوش سے لی شیر گردکان میں پیوست
 کیا عیار سانسے سے بھاگا نقابدار نے حیرانہ کہ شانہ زنگار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا ز ناز باکر یک نخل کی آدھین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے کنارے کیا چند ہیرا جہان بادلوں پوش آگئے اُسے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلوں پوش لیکر چلا ز ناز پیچھے ہو لیا اُس
صحرے سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس میں داخل ہوا دیکھا کہ بادلوں پوش مرصع پوش
کو لیے ہوئے اسی باغ میں آبا ز ناز نے پچا نا کہ بیٹی میلان کی زکسی چشم لائی ہو ز ناز پٹ
یہاں زکسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوئے اپنے باغ میں آئی بارہ درمی میں لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس میں کین کے پڑی بہت پسند کیا بائیں ہونے لگیں اب
مگر کسی چشم نے بیان کیا کہ ملک عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا میں اُس سے چھین لائی اٹکا
عیار پھر نا ہوا قریب اس باغ کے ہو چکا سو چاکہ شاید یہاں سے کچھ بتا آقا کا ملے بشت پر
آگے کھڑا رہی باغ میں اُتراد لیکھا کہ آقا باطنیان بیٹھے ہیں پہلو میں ایک معشوق غور و
عیار سامنے اپنے آقا کے آبا عرض کی بیان پھر نا بہتر نہیں انی ملکہ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
شکر میں چلو زکسی چشم نے کہا مجھ کو یہ خوف ہو کہ اگر باپ کو خیر ہو چکی ہو شکر لیکر آجیجھا کچھ
پاپس شکر بہت ہو یہ کہ کنیزوں سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
وہ نہ یہیں رہے اور تو سب بھاگ گئیں میں کنیزوں کہ جنکو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لیکن
گھوڑا بیاں تیار ہوئیں نقابدار سوار ہوا زکسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
شکر کے چلے یہاں ز ناز نے اُنکر میلان صدمہ در سے اطلاع کی میلان نے شکر کو تیار کیا
ہم کے باغ کو گھیرا جب ز ناز اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزوں کو بکرا اُٹھوں نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہیں عیار میلان کو ساتھ لیکر اسانے جنگل میں دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سامنے مین پھر رہی ملک سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو ز ناز نے اُنکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل میں سب کھڑے ہیں میلان فوج لیکر آ پڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج نقابدار نے اُنکا جب میلان طرف ملک کے قصد کرتا ہی تب نقابدار کو گھرا جاتا ہی ملک
بھی سب کنیزوں کے حیرانہ بازی کر رہی ہیں کئی سی سوار یہی دلی حیرت سے گرا گئے
میلان جا ہوتا ہی بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھ کے سینہ پھر کرتا ہی نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقا بدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بیدگاہ محبت الدعوات بلند کر کے بکاراٹھین اور مالک بے نیاز و ایوب کا ساز میرے وارث کو بچائے ملکہ کا بلک کر دعا کرنا کہ صبح اسے گرد آؤی دیکھا شاہزادے سے ملکہ کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر ملو اور جیل رہی ہو سمک نے خبر دی کہ نقا بدار مر صبح پوش فوج میں گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوایا رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا آخر کر کے ملکہ کفار پر جا کرے رستم کے ساتھ ملکہ بہت تھارہ تھارے بھڑتے قریب نقا بدار کے پہونچے فرمایا ایو بہادر یہ کیا سانچہ ہوا نقا بدار نے محل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لیئے تھارا عورت کا ساتھ ہو انکو لیکر نکل جاؤ نقا بدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزاد نے کئی پلٹنین و رسالے نقا بدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنین نقا بدار کو بیچ میں لیے ہوئے لڑائی بھڑتی نکل گئیں نقا بدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بار گاہ میں رکھا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیں یہاں زنا ر نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہیں نقا بدار تو آب کی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے قبل امان بچو یا رستم رک گئے میلان مقابلہ میں آئے مگر جنگ رستم دیکھ کر جبران ہو چکا ہو جب پلٹ کر بار گاہ میں آیا تو زنا ر کو بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہو میں طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو پہلوان نامی و نام آور اس کے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چھڑا عیار نے کہا اس جوان کا چچا لانا کچھ بات نہیں ہو لیکن انتظام نقا بدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہو میں اس کے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو یا یا تو نقا بدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو فرو لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ یوں بدی بہر نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپ کی اسی میں نام آوری ہو کہ میں گرفتار کر کے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کر دن پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنا ر طرف لشکر نقا بدار کے چلا ایک مقام پر آئے دیکھا زنا رانی ڈیوڑھی کے دروازے پر مھلدار بیٹھی ہو کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہو کنیزین اندر سے آتی ہیں

اور پھر چلی جاتی ہیں زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کسے چل مجھے
 کچھ کنسا کر کنیز کو کسے لیجا کر بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر اندر پہنچا دیکھا ملکہ مسند پر
 بیٹھی ہیں گرد کنیزین زنار نے آکر شکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
 اٹھیں تو عرض کروں ملکہ اٹھیں تخیلہ کے خیمہ میں لایا وہاں لاکر ملکہ سے باتیں کرنے لگا باتیں
 کرتے کرتے خاصان کھولا گھائی سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گوری نوش فرما بیٹے ملکہ نے
 وہ گاہری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں زنار نے پستارہ باندھا باندھ کر چہرہ پر کس طرف
 سے نکلتاں آخر ایک گوشہ میں بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ توٹی گرد میں اڑا ہوا
 نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہاں نقابدار بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرا اعبار سے کہا دل گھبرا
 ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہوا کہ ملکہ پر کچھ نکلیفت ہو عیار دوڑ کر بارگاہ
 ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے میں بیہوش پایا اسکو ہوشیار کیا اسنے حال
 بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اسنے نہیں معلوم کیا کر دیا کہ میں سو گئی وہاں سے عیار کنیز کو
 ساتھ لے کر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جا کے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے میں نقب لگی ہے
 اس نقب میں بھاڑ پڑا آخر میں نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
 ٹوٹھوٹھتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیوں پارو فادار کیا ہوا عیار
 نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چڑا لیکر بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے
 میلان کے اور کون دشمن ہو معلوم ہوتا ہوا اسکا عیار چڑا لیکر بڑا غضب ہوا عیار نے
 دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کریں میں جا کر ملکہ کو لاتا ہوں نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو تو میر
 کوئی زوال آئے تم جلو میں بھی آتا ہوں عیار بڑھتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پستارہ ملکہ کا لیے
 ہو سے بارگاہ میلان میں آیا پستارہ ڈال دیا میلان سے کہا اونا لائق تو سرور بار پستارہ
 لے آیا کہ حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلیں اب انکار دہ کیا
 میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کر زنار نے بڑھ کر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اچھ
 کو سامنے میلان کے پایا خراگے سر جھکا لیا فوت سے کاپٹنے لگین میلان نے پکار کر
 آواز دی او گیسو بریدہ میں کیا تیر چھا چھوڑا دیکھ کس طرح نچوٹو بولایا بہتر ہو کہ مجھ سے

نقاہدار کی فوج پر کہ تیری خطا معاف کروں اور محل میں جگہ دون ملکے لے کر آیا باپا
 قتل کرو یا جان بخشی کرو میں تو نقاہدار کا نام لینا نہ چھوڑوں گی میلان اپنے مقام سے
 بہ کچھ ہٹھا تھا کہ دربار گاہ سے آواز آئی منہ عیار نقاہدار اور عیار دیکھ یوں بیچا لے
 میں یہ کہہ کر عیار نے حقہ آتش بازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرائے گئے اس
 اندھیرے میں عیار تڑپ کر ملکے پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باز ہوا اور
 لے بھاگا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
 بارگاہ ہو چکا ہے میلان نے آواز دی بارو بیعت ارہلے نہ پائے چار طرف سے سپاہی
 نیریز و تلواریں لہکے دوڑے عیار نے پیچ کھینچ کر بالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہے اس
 اسکو پکڑ لو کیا ستم ہو کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیزے کے گھارے ہی مگر کھڑا
 لڑ رہا ہے حملت پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھ کر گھیرتے ہیں عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہے
 آخر زخموں میں چور ہوا کھٹے ٹپک رہے رعائین کر رہا ہے کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت بہر
 ہو اگر میں مار گیا تو کیسی رسوائی ہو یہ لوگ کہیں گے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرات
 کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رہم اپنا شریک کو عیار دعا بین مانگ رہا ہے
 گھلامے زخم نکل جسم پر کھلے ہوئے ہیں عیار بلب رہا ہے مگر اس طرح نیچے مار رہا ہے کہ کوئی قریب
 نہیں آتا دوسرے نیزے مار رہے ہیں میلان آواز دیتا ہے بارو گھوڑے اڑا کے اوجھ سے
 اُدھر نکل جاؤ یا مال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ میں لیے قصد کیا کہ گھوڑوں کو
 اڑا دیں اور نیزے مار لے ہوئے نکل جائیں گھوڑوں کو بھا کر کھڑے ہوئے نیزے بلند
 کیے کہ سامنے سے گرد اڑی نقاہدار عرض پوش بہر جوش و خروش گھوڑا اڑا لے ہوئے
 آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش کھٹے ٹپکے ہوئے لڑ رہا ہے
 نقاہدار لغزہ کر کے اُنھیں سواروں پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی بارو کیا
 نقاہدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے میں نقاہدار نے اُن سواروں کو مار کر عیار کو بچا لیا
 قریب عیار کے پہونچا شانہ تمام کر اٹھایا کہا ای بارو فادارابی جان بھی دی ہوئی ای بارو
 خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ میں لشکر نقاہدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چاہتے تھے

نقا بدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا ملک کو لشکر میں پہنچاؤ آپ لوگوں کو بڑھتا قریب میلان کے
 پہنچا میلان نے پاتھ تلوار کا مارا نقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا اوسے سے ہاتھ نکال کر
 تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے ہاتھ اٹھ گئے سب لوگ ماش میلان کی لیکر
 بھاگے نقا بدار نے بارگاہین لوٹ لیں اور بفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آئے آخر مگر رستم غر
 صحرا سے محیط کے چلے جاتے ہیں صحرا سے دل شاو سے گذر کر صحرا سے نشاٹ میں پہنچے ہیں
 نشاٹ جادو میں صحرا کا حاکم ہو ہر کارون نے اسکو خبر ہو پجائی کہ طلسم کشا ایک صحرا سے جاتے ہیں
 لشکر اگر آئے ہر نشاٹ جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے اُن سے صلاح کی کہ یار و بقدر طلسم کشا کیا
 کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلطہ سارے طلسم میں پڑاؤ کلاہ ہفت گوشہ و تینہ ہفت جو کہ روز
 ہفت ہوشن کبھی کسی کو یہ تحفہ نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پایا اب فکر میں کج
 کی تاجہ سے محبت جائیگا وہ ان سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوح میں مصروف ہو گا لہذا یہ فکر
 و لازم ہو کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جائے کہ یہ صحرا سے محیط سے باز رہے بساٹ جادو نشاٹ
 جادو کا بھائی یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھا کہ میں جا کر اس جوان کو پیر دوں گا گیارہ بار اس کے ساتھ
 آفتاب و جلال بھی موجود ہیں میں پہلے انہیں کی تدبیر کروں گا ای برادر ایسی فکر کروں کہ طلسم کشا کو
 بالکل خبر نہ ہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گاہ کہ بساٹ اسی وقت روانہ ہوا کہ تلوار
 ایک ہواٹ پر ٹھہرا رات کو ہواٹ سے اتر کر لشکر میں طلسم کشا سے کہے کہ آیا اپنی تدبیر میں پیر کیا ہے کج کو
 رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ملازمان آفتاب و رستم سے کہے کہ آفتاب اب ہوش سے غائب
 ہو گیا رستم نے سہک کی طرف دیکھا اُس نے دست بستر عرض کی ظاہر ہو کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
 اب غلام اسکی فکر کرے گا رستم غامض ہو رہے سہک ماش میں نکلا جا بجا پھر اُسکی کچھ نشان نہ ملا
 دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سہک پر تاکید کی فرمایا تم فرد
 خواجہ تاجدار ہو چہ نہیں لگاتے کہ یہ کام کسکیا سہک نے عرض کی آج غلام چند لگا لگا ایک
 ہفتہ عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحرین سب غائب ہوئے رستم کو بڑا قلق ہوا
 اب وہاں میں آئے عیار نے اگر غلام کیا شاہراہ سے لے کر پھر لیا فرمایا کہ سہک تاجہ معلوم ہوا
 کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے اب اگر چہ نہ لگتا تو ہمارے سامنے نہ آتا

سمک نے عرض کی حضور پر ہم نہ ہوں غلام فکر میں نکلتا ہوں یہ کہہ کر باہر آیا شاگردوں کو تو حکم دیا کہ
 فکر میں رہنا جانتا کہ ہو سکے بغیر شخص لشکر میں نہ آنے پائے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر
 سے نکلا پانچ کوس راہ طوک کے نکل گیا ایک پہاڑ پر آ کے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک
 ایک مسافر کی صورت بن کر قلعہ میں آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر میں اور رعایا بھی شہیدہ باز
 سے باہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگوں نے پتہ بتایا کہ سیان مسافر فلان
 محلہ میں سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
 عہدوں پر بیٹھے ہیں قریب زنجیر لگی ہو درگہ سالار دروازے پر آئندہ دروازہ گاہ کو روک
 رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا نام ہے ساحر نے کہا نشاط جادو ہو ابھی
 بارگاہ میں جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے میں آ یا زن حسین کی صورت بنائی رہتا سیٹھا
 دربار گاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
 آنکھوں میں آنسو پھرے ہوئے کہ رہی ہو بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
 ہی درگہ سالار نے صورت زیباکو بہت پسند کیا نازنین کو مٹھرایا جا کر نشاط جادو سے
 عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
 تخت پر دیکھا کہ ساحر بیٹھے ہیں بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہ اے شہنشاہ
 عادل تجھے ایسے کی عملداری میں کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں کنیز کو لوٹ لیا فریاد
 کرنے آئی ہوں بادشاہ نے کہا کئے نوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز جو وہ
 آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوئے پہونچے مجھ کو اور میری ماں بہنوں کو
 سواروں نے بکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
 بند کر کے چلے گئے دودن کے بعد مچھلی والوں نے آ کے دروازہ کھولا تب ہم کو کھانا پانی ملا
 بادشاہ نے کہا سب کچھ ان رسالہ دار دربار میں حاضر ہیں انکو دیکھو بچا تو سب سردار
 کاغذ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی اُن سرداروں میں کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کیا
 ان لوگوں میں تو کوئی نہیں ہے مگر کنیز رسالوں میں جا کر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنگار کو تم
 ہم کو دکھا رہے ہو فوراً اسکو سزا دینے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کرے گی سمک بادشاہ

سے باتیں کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی بساط جاوے
 آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں دیو برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
 دن میں غلام نے لشکر طلسم کشا ساحروں سے خالی کر دیا قید خانے میں دریافت کیجئے بارگاہ
 زن و مرد قید میں اب میں فکر میں طلسم کشا کی روز جاتا ہوں مگر پنجہ قابض نہیں ہوتا ایک فکر
 لگائی ہو وہ یہ کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر میں کھلا ہو پہلے عیار کو گرفتار کر لوں تو طلسم کشا پرست
 ہوں جس دن اسکو گرفتار کر لاؤں گا اسی دن ایک سحر میں کل لشکر کا خاتمہ کر دوں گا جیسے بارگاہ میں
 لوٹ لوں گا اسی ہفتہ عشرے میں یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ
 سنایا تو بادشاہ پر نگاہ ڈالی رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
 ناز میں کون ہو بادشاہ نے فرمایا فریادو یہ کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے پٹکے
 پوچھا کس محلے میں رہتی ہو ناز میں نے شکار جواب دیا کہ جہان پیری کے درخت بہت میں
 یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب میں دریافت کر کے عرض کروں گی بساط پیچھے
 دوڑا جلو خانے میں آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اسی ناز میں جسقدر تیرا نقصان ہو وہی ہم دے گئے کو
 موجود ہیں ناز میں نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا کہنے کے نام کو ایک تاجے کا چھلکا میں
 رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر جلو وہاں مکتور دیور دینگے ناز میں بساط کے ساتھ ہوئی بساط
 پیشین کو لیے ہوئے مکان پر آیا ناز میں کو کمرے میں بٹھایا اب ناز میں نے پوچھا کہ آپ آج کل کس
 میں رہتے ہیں بساط نے کہا سحر سے نشاط آباد میں آکر طلسم کشا اثر سے میں میں جملہ سردار
 ساحرات کو گرفتار کر لایا پہلو سے قصر شاہی میں جو مکان جو کہ میں سبکو قید کیا ہو اب
 امروز فردا میں طلسم کشا کو جلاؤں گا بساط نے ناز میں سے سب احوال بیان کیا جانتا ہی
 بساط کہ کسی جیلہ سے باتیں تو ہوں ناز میں ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہو گلابی ٹھینچی کہتا
 ایک جام میں بیون بساط نے کہا بیون ناز میں نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
 رنگ میں سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا ناز میں نے کہا ایک جام تم بھی پوگر
 وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے دیور جو اہرات کا سامنے اس ناز میں کے رکھ دیا ناز میں کہتی ہے
 جام میں اپنے گھر جاؤں جو مطالب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے بہت کہا کہ میں چل کاٹا لیتا

مازمین نے انگوٹھا دکھا دیا بساط کا منہ چڑھا دیا بساط سمجھا کہ رضی ہو شرابی سے مطلب
 حاصل کرونگا مازمین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی بساط نے جام اٹھا یا دل اسکا
 دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتہ فولادی بازو پر بندھا تھا اس پتے نے سر ہلا کر منہ سے شعلہ
 چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے کہا اگر
 تو کم از کم اسے چاہا اٹھ کر خنجر مارو کہ زمین نے پائوں تھا میرے بساط نے سحر کیا رنگ
 روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب بددیکھا تو ایک دہلا پتلا عیار ہو اتو بسا
 نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھ کو خردی تھی کہ عیار تیری فکر میں نکلا، سو میں تیری
 تدبیر میں تھا اب اسکی مشکین باز بھی گئیں کشان کشان بساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
 اپنے لازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے میں لیجا جہاں اور سردار قید ہیں شبرنگ
 سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ میں اسنے دریافت کیا کہ اب میں زندہ بھی بچونگا یا نہیں
 شبرنگ نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
 جبر الائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو پوسیدہ طور سے لیاوا حسین
 ہمارا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگوں میں دستور ہو یہ کیلے کچھ روپی
 تو بڑے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا ہمیں
 میری جان ہو شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے داغ
 میں پہونچی بیہوش ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلہ
 اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط کھیرایا خد شکاروں سے کہا یارو غضب ہو شبرنگ
 مارا گیا جا کر خبر لولا و خادم دوڑے بازار میں اگر لاشہ اسکا پایا بساط تلاش میں سمک کی نکلا
 مگر یہ شبرنگ کو مار کر رہائی سرداران کی تلاش میں چلا اب یہی فکر ہو کہ سرداروں کو تلاش
 کیوں سرخ رو سامنے آقا کے جاؤں اس مکان پر آیا جہاں سردار قید ہیں دیکھا سمک
 نے گلہ رنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہا لان کے بیٹھا ہو کچھ جادو کر رہا تھا
 ہیں یہ کنارے آیارنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک تھاں برنجی ہاتھ میں لیا ماں کی
 شکل بنکر تیار ہو اگر گرم موہن بھوک تھانی میں رکھ لیا اسی طرف سے نکلا کہ گلہ رنگ جادو

جس طرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بقیار ہو گیا ساتھ والوں سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والوں نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمیں پوجہ پاٹ کو بھول چاہیے میں امن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیلکتے ہو گل رنگ نے کہا، ہمیں روز صبح کو بھول دیا یا کرو ذرا سا پرشاد ہمیں بھی دو مالن نے کہا میری دہورانی کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے میں جاتی ہوں وہاں جڑھا کے پلٹوں گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر بھول اٹھایا لے مالن نے سٹھالی رکھ دی کہا لوٹ لو دن دھاڑے ڈاکا پڑتا ہو سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھا کر بے ہوش ہوئے مالن نے قید خانے میں گھسکر حملال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقیں چپکاتے ہوئے گولے مارتے ہوئے شہر میں نذر ڈال دیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہار جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو بساط کیا کرتا ہو شہر میں کیسا ہنگامہ، بساط نے جو ہار سنا دڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحروں کے تڑپ رہے ہیں دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قید یوں کور ہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوئے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے بساط نے کہا آپ نہ گھبرائیں میں پھر سب کو بکڑلاؤنگا سب نافع اپنی اپنی بارگاہوں میں سوتے ہیں طلسم کشا کی بھی تدبیر میں ہوں صبح و شام میں لٹا ہوں میرے کئے پھر ہلا لشکر اسلام میں آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت میں پہنچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپ کا عیار کمال کرتا ہو دن کو ہکور ہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت میں ہم قتل ہوئے سامنا پڑے تو حال معلوم ہوا دھر بساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہنچا سماک بشکل خد متکار بیٹھا تھا بساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہیں عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا تمہارا کیا نام ہو اگر کوئی ساحر ملتا تو تم انکو گرفتار کر دیتے تنخواہ ہماری نہیں دیتے کلمات سخت کہتے ہیں بساط سمجھا کہ یہ خد متکار طلسم کشا سے بیڑ ہو کہا اے خد متکار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کر دے تو وہ مرتبہ تیرا کروں کہ تجھے کوئی نہ بچائے تجھ کو رسالہ داری دوا دہنگا خد متکار پہننے لگا کہا حضور ہزار ہاں میرے سنبھالنے نہ سنبھالنے میرا یہ کام ہو کہ میں عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے دیتا ہوں میری تنخواہ مقرر کر دیجئے کو میں بیٹھے بیٹھے

بسر کروں کوئی عمدہ مجھے نہیں چاہیے بساط نے کہا ہزار روپ کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی رکار
سے اس قدر مال لے گا کہ مال مال ہو جائیگا عیار آئین کرتا ہوا بساط کو لپیٹا کہا اس وقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہیں ہیں سحر کر کے اٹھا بساط رخصت ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگ سالار
نے چاہا بڑھ کر انکو روکوں عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگ سالار کا سماں بساط کو ایسے ہر
انداز بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ای خد شکار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پر ہو اس وقت سحر تاخیر نہ کر گیا خد شکار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہیں ہے فقط
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہو اتو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خد شکار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہوے اب میں انکو اٹھا کر لے جاتا ہوں خد شکار نے کہا چرب دیر نہ کرو بساط چھلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا جا کر میں پنجہ دون رستم نے کلائی عقلم کہ ایک طمانچہ دار کو بساط
کا آؤ گی سماں نے لاشہ بساط کا بیرون شکار بھی لیکر یا ہر کاروں نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپ کے مارے گئے نشاط نے کہا اب میں خود جاؤنگا بھائی کے غم میں محل میں آیا رستم
اسکی ریکانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر میں بلاے روزگار میں ان بیٹیوں نے بڑا حکم
بوچھا کیوں آج پنج چہرے پر کیوں تو دارو نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا گئے تھے اس کے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو میں نے بھکوا دیا اب خود میں فکر میں جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا میں سحر کو اسے سکھایا ہو مجھے علم ہو بھی جا کر طلسم کشا کو لاؤں ہر چند اسکو
سنج کیا مگر نہ رچی و سیاہ سحر ذات پر آ رہا سحر کے طرف لشکر اسلام کے پہلی ایک پہاڑ پر آ کے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے کے نکاح ایشیت مکتب پڑا
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا بچیلے قراہل مکان کو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے بیلے قراہل
میر شکار وغیرہ مکان کے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ بڑی جال بیشال رستم دیکھ کر
عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار ہو گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا ہی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر بیٹی مگر رنگ و دستہ بے باغ میں آئی کنیزوں نے جو ملکہ کو پریشان
دیکھا بوجھاواری غیر قوی ماہی سحر نے کہا تمہیں کیا بیان کروں فلک بھر تدار گردن خدا نے عجیب
سامان دکھایا مجھ کو پریشان کیا خادک کو ویران کیا خواص میں حیران ہیں ہر چند دریافت کرتی ہیں

کچھ جواب نہیں یا تین ماہ ہی سحر نے اپنے پاس سے سب کو ہٹا دیا تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگی دل
 گنتی ہو اور دل تنگ کیا لیکے سمجھاؤں اپنے کو اس مغرور تک کیونکر پہنچاؤں شام کو اس سوچ
 میں مٹھی کہ جا کر دیکھ تو آؤں رستم جو نکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ ہشا کر لیا اٹھیں اگر بیٹھے
 نشاط فکریں تو تھا ہی اسے جو دیکھا کہ رستم تنہا بیٹھے میں نے اور عیار کار ضروری میں مصروف ہے
 گلابیان لا کر کھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے باطن زمین نے تمام لیے نشاط
 نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لیے فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکے
 اندر آیا کہا اسی آقا سے نامدار پاک جام نوش فرما پئے رستم سمجھے کہ عیار کھتا ہو کچھ تو اسے ہتھیجا
 ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام لی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑاکے گئے نشاط رستم کو نے کے
 چلابیان سبک راہ میں کھڑے ہو زمین پاؤں نہیں چھوڑتی، کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
 سبک راہ میں کھڑے ہو رنگ رو متغیر پھینے پھینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھ کر پوچھا کیوں ای
 سبک پھر تھی سبک نے کہا ای آفتاب میرے پاؤں زمین بکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
 آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ کر کیا ہو گا یہ شکر آفتاب نے سبک پر سے سحر اتارا آپ طرف بارگاہ
 کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط رستم کو ہیکر نکلتا تھا اسے دیکھ کر لگا دارے تو کن ہو چلا آفتاب کو
 لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلوں آفتاب پشت پر سے نکلا کرتا ہی کہ
 او سکار کھڑ جا آفتاب کی آواز سکر حلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدنگار دن سے پوچھا کہ یہ کیا
 ہنگامہ ہو خدنگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کر کے لیو تھا آفتاب نے جا کر رو کا
 دوان میں مقابلہ ہو رہا ہی گروہ ساحر سیاہ کلت ہوا کہ ہجاک نکلا حلال سے جو یہ سحر کر رہا
 شل خدنگار جواب نہ دیا کہ یہ کیا ہے نشاط سحر کر رہا ہی لگا آفتاب اپنے کو پاتا ہی
 حلال نے کار و سحر نکالی پشت پر اس کے اٹھ سحر پڑھ کے پھینک ماری پشت پر اس کے
 نشاط کے پڑی سینے کو توڑ کر بارگندی اسکا منہ آدھن سیاہ چلی جواسکے آواز کی گنتی نہ تھا
 من نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک تلخ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے آنسو
 جاری تھے پلٹ لاش پر نشاط کی خوب دیا پھر پتھر سے لاش بکڑے آفتاب لگیا مچھوٹا اپنے تختہ سحر
 بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے لگی آواز لائی دیکھا ایک تلخ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آشی

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کر کے فوب رو یا محیط نے
 نشاط کی اڑھتی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ میں
 فراق طلسم کشا میں بھی رہ رہی تھی کہ کنیزوں نے اسکو خبر دی ماہی سحر شکر چپ ہو رہی ایک
 غم ایسا اسکے دل پر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہیں کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ
 نشاط کو حملال نے مار ڈالا طلسم کشا کو جانے گئے تھے وہ انکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفا
 کی دگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن انکے سرداروں کو بساط سے گرفتار
 کر لیا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے انکے دن و رات عیاری کی اب میں کیا کروں یہ کہہ خاموش ہو رہی کہ
 آسمان سے ساحر آکر پہونچا اسنے کہا چلے آؤ محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے غدر کیا کہ مزاج
 میرا درست نہیں ہی میں غلیل ہوں مگر اس ساحر نے دانا کہا ضرور چلے ملکہ کچھ انتظام کرینگی لہذا
 ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہو اور کہ رہی ہو کہ اسے
 صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہو احکام سامری میں دخل نہیں دے سکتی جو سب
 جاننا وہ کیا مگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیریں کیں آخر اپنی جان
 دی ماہی سحر آ کے اپنے باپ کے لاشے پر گری فوب چنچن مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
 کہا ای نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
 پہونچایا ہاتھ سے حملال کے مارا گیا میں نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمہارے ہاتھ سے انتظام شہر
 کا نہ ہو سیکے جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہو اسکو تمہارا ملک بخشے دیتی ہوں
 وہ جا کر فوب انتظام کر لیکے لشکر اسلام میں تہلکہ ڈالے گا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہو کر آنا
 ماہی سحر نے کہا آؤ اختیار ہو میں انتظام کرنگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہو علاوہ افسرین کے
 وہ خود بہادر صفت شگن ہی تحفی است اسکو مل چکے ہیں سحر کیسیکا اسپر تاثیر نہیں کرتا کوئی کیونکر گرفتار
 کرے گا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
 کرے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کرے گا محیط نے کہا جالینوس بڑا سار عقیل سکارو
 جمیل ہو فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہلے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شقی ہوئی ایک
 ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کر کے پوچھا آج غلام کو کیوں یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرا سے نشا طر آباد خالی پڑا ہو تم جا کر اپنا دخل کرو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہوا اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہو کہ طاسم کشاکش کو گرفتار کر کے قتل کرو جا لینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
ایجاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکہ عالم جان لگا دو نگاں لگا کر ملکہ تجھے ہر بانی کہیں محیط
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً مجھے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کنڈا پڑا انتظام
مقدیہ گرفتاری طاسم کشاکش ہو۔ جا لینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکہ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کارگر درجہ جاسم فرمایا کہ ماہی سحر حضور دیہ قلعہ میں ٹھہری ہو اس کے کہا کہ اس نے اپنے
باغ میں جاتی ہوں اب جا لینوس اس فکر میں ہوا کہ طاسم کشاکش کو گرفتار کروں تب ماہی سحر پر قبضہ کروں
شب کو بصورت بدل لشکر اسلام میں ہو چکا تھا دونوں سے دریافت کیا کہ طاسم کشاکش تھک جات کس وقت چلا
کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تختہ اُتار کر رکھتے ہیں یہ دریافت کر کے
بلخ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کہا یا نہ پیا جلدیہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں
مصرفات جا لینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کیا یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طاسم کشاکش کر رہا ہوں کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گہرا گہنی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہو جا لینوس
نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تھک جات اپنے سے جدا کرینگے میں اٹھاؤنگا اگر ایک پیا
مجھ کو اپنا غلام جانے بھی رہتا گزاری سر فراز فرمائے اس سحر کو ایسا آباد کروں صحرا سے محیط سے بڑھا دوں مگر صبر
میرے دل سے نکلی گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہوں کچھ مفصل کہیے کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آجکا بڑھاؤں کہ محیط
آجکا اپنا محسن جانیں خدادند مرثیہ مصباحت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جا لینوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جا لینوس سمجھا کہ چپ رہنا ضرورت قبول کر سکتی
ہو اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام خست ہوتا ہو ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جا لینوس
اٹھ کر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آگے تہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایک
مقام پر آکر دونوں پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طاسم کشاکش میں آگے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں
طاسم کشاکش آرام کر رہے ہیں تختہ جات علیہ رکھے ہیں اس کے سحر کیا طاسم کشاکش اور زیادہ غافل ہو گیا
اسنے اسی حال میں طاسم کشاکش اٹھا لیا غرق زمین ہو کر صبر پر نقب کے نکلا یہ پرہیزگار کہہ کر قلعہ
میں آیا طاسم کشاکش اسکی طرف قیام دیا جلا دوں کو بلاؤ جلاؤ آئے دارین اسناد ہوئیں طاسم کشاکش

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز داور پرکار یا
اس ظالم کے ہاتھ سے پیاسے رستم تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آواز قتل بیٹھا ہو کہ ملک جو بیٹھے
بیٹھے گھبراہٹ میں کہتا کہ شا جالینوس ہمیر عاشق ہوا ہو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے صاف جواب دیدوں
کہ یہ خیال عمال ہی ایک کینز گئی تھوڑی دیر کے بعد کہ قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملک گھر کے تخت
سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھ کر ڈھکڑا ہوا تعظیم کر کے ملک کو پاس بٹھایا یہاں
صبح کو جب بھرا جگہ لے کر طلسم کشا کے آیا چہرہ کھٹ خالی پا کر گھبرا ہوا حملال کے پاس آیا اور سب
کیفیت بیان کی خبر سنا کر کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا خوفناک
کب جا کر رہے ہیں سمجھنے کے لیے جالینوس جو آیا ہو واقعی اسم ہسمی ہو اوسط فطرت اتمان نکلتا ہو
خدا سیکر کر کے پیاسے حملال نے کہا میں جانا ہوں سمجھنے کے لیے کہ وہ ساحر پر دست ہو ایسا نہ ہو سکی
افتادہ پڑے میں جائے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہو گا ویسا بیان کرو نگاہ تو گ خوف حیات سے ہوا
رہو سمجھ کر باہر سے عیاری سے آ رہا ہو کہ خبر کو جاوہ وقت ہو کہ جالینوس ما ہی سحر سے کہ رہا ہو کہ ملک آج
طری خوشی کا دن ہو تھا رسے ماپ کے خون کا معادضہ لیا جاتا ہو ان ایک خطا ہوئی ہو کہ طلسم کشا کو
لایا خوف حیات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملک نے جواب دیا کہ قتل انکا بہترین عزم ہوا کہ جابجا پھیلے ہو
اور والد انکے اس قصد میں ہیں کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہوں ہر چہ وہ طلسم کشا نہیں ہیں مگر
اسم اعظم میں اگر وہ قصد کریں گے تو تم کو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہو کہ انکو قیادہ خداوند کے عرضی لکھو
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم ہو جو وہیں بیٹھے قتل کی خبر سنا کر پڑیں گے ہر تاثر نہیں کرنا جالینوس
کہا ہم انکو قتل کر کے تلو سنا کر لیکر صحرائے محیط میں جائیں گے محیط کے واسطے بڑا خبر ہو کہ منزل کو کہیں جاوے
آسمان سے آتی ہو کہ خبر سنا کر چلی جاتی ہو راز خان لوگ کہتے ہیں کہ اسی کے پاس لوح ہو ضرور اسے
ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہاں طائر و جم و خیال بھی نہ پہنچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ ملے گا ملک
مقام مکمل ہو جائیگا وہاں کوئی نہ آسکیگا عوید داران طلسم کشا ہزار کوشش کوں جب بھی نہ پہنچیں
ملک نے کہا آؤ تم کہیں کہان میں ہو جالینوس نے کہا مکمل وسط سا پر رہتی ہو کئی ہزار گز میں سے
اچھے ایک مکان جابجا ہو اسی میں رہتی ہو ان کوئی جا نہیں سکتا ہو ما ہی کھرنے کا یہ سب نظام میں
لیکھ طلسم کشا کو قتل نہ کرنا کے عوید خاک آلودہ کے دست انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اور ستر

بتائے ہیں مقام تک پہنچاتے ہیں ایسا شوکہ کیل کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں ٹھوڑی
 محبت کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کرے تو کسی شکل ہو جائیں وہیں نے بھرتنگ جادوگر
 ملک کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہو چکی طرح قید خانہ میں تو آج
 خوش ہوں کہ ملک نے مجھ سے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بھرتنگ رستم کو لیکر چلا
 سکا کہ بصورت تبدیلی یہ باتیں کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بھرتنگ رستم کو لیے ہوئے
 قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں تھا آقا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا چاروں جادوگر گرفتار مقرر کیے اور
 کہہ دیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہ ہو ورنہ قید طلسم کشا ہو پڑے پڑے ساحر اسکے رفیق ہیں رستم
 دروازہ کھول کر دیکھا اگرنا جالینوس نے بڑی کئی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہ ہوتا ایک
 دروازے پر اس کے خود حفاقت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اسکا قتل کر
 سکے نے یہ سب انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کون پھر سوچا کہ حکم جلال و آفتاب کے کون
 دیکھوں کیا کہتے ہیں بیان جالینوس نے بعد جانے ملک کے بھی رست محبت ایک عرضی روانہ کی
 یہ تھا کہ اے ملک عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی بھر نے وقت پر آئے
 بجایا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہو جیسا حکم ہو وہ بجالاتین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اس طرف چلا
 سکا قید رستم دیکھ کر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جاؤں
 آقا کے زیبا جسم کون بھرتنگ کو مار کر داخل آئینگے سہم نے کہا ہو سکتا ہو کون جا کر عیاری کون
 اور تازہ قصر ہو بخون لگ چاروں ساحر نگہبان میں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیا آفتاب
 نے کہا تم نہ تماشہ دیکھو میں کیونکر ہو بخون ہوں سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہوں وہ شاہزاد
 پنہا درونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی میں لے کے عیاری کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سہم لے ہو
 مہل قلعہ میں آیا نہ لیکر باہر آقا قید خانہ میں بیٹھے ہیں زنجیریں ہار رہے ہیں کہ دیکھا اسنے آفتاب نے
 سر نکلا سر نکلتے ہی بھرتنگ و دھڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زندہ پنہا قی تیغ جیسے ہی
 ہاتھ میں رستم کے آیا داران سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لیے ہوئے تھے جو شوکے رستم نے
 بھرتنگ کو ٹوکا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی لکھا اور رستم کے
 آفتاب ساحر دن نے قہر کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کر لیں یہ دونوں ٹھہر رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

اُس کے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مادیے کبھی ہاتھ ہلا یا برق
 چمکی کسی کا سر اُٹو گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا اسنے جو ہار سنا سا حروں سے کہا
 ارے در ائت تو کر ویکہا ہنگامہ ہی ہر کاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب
 لڑ رہے ہیں ساحر و روک رہے ہیں سحر و اپر تاثیر نہیں کرتا جالینوس سینکر گھبرا گیا کہ ہار و لکھنے مجھے
 آفت میں پھنسا یا یہ روز سیہ دکھایا بھرننگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
 دے وہ میرے روکے سے نہ رکنے تھمشیر لہنی ہنکی ذات پر موقوف ہو حقیقت میں جو قدر رستم
 لکھا ہو اسی کا ظور ہونا ہی جا بجا ہی لکھا ہو کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو
 جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بھرننگ لڑ رہا تھا کہ بھرنے اگر خبر دی پلٹ آؤ بھرننگ نے جاہا میں
 پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے لکھا را بھرننگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
 اسنے بھاڑ کر آہ اودی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سر اسر زخمی ہوا رستم جت کے برابر بھرننگ کے
 پہونے سہک نے اگر حقہ آتشازی مارا بھرننگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جو ہر ہر وہ
 جیسے ہی تیغہ چمکا بھرننگ کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آرا رستم نے ہاتھ مارا بھرننگ کا سر کٹ کے گرا
 جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سہک لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
 کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہو ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی پھرا
 ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آئے دیکھ کر آہ اودی ای شہر یار اس باغ کے شجر آپ کے مشتاق ہیں
 بھول آنکھیں کھولنے ہنسا رہیں ہیں غنچہ ہاسے دہن بستہ مشتاق جہاں اب خدا نے اپنا فضل کیا
 کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہاں بھی آئے رستم نے دیکھا کہ ایک نازمین نہایت حسین
 بلا رہی ہو آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماہی سحر
 مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر باغ میں لائی بارہ دہی میں لا کر بٹھایا شراب و کیاب پیش کیا
 رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جو وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت بیکر ہفت
 کی مذہب خدا سے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کے کہ ہم اس آفت سے نجات پائیں آپ کی خدمت میں
 زمین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائے کو اشارہ کیا گائے نے یہ غول عاشقا پھر غول کی
 شگفتہ روح ہو اسکی مجھے خواب ہے

دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب ہے

نہ کھاؤن دافع اگر لذت کباب ملے	بیون نہ رہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اُسے دیا ہو وہی جوزیا تھا	گلون کو رنگ تو بلیل کو بیج و تاب ملے
وہ رونے والا جہان سے اٹھا ہو نہیں اورد	جواب جکا نہ تاحشر جز سحاب ملے

رستم و ماہی سحر سند پر بیٹھے ہیں سہک نے جو ماہی سحر کو سند پر دیکھا بیلو میں راز راوی
ملکہ کی ننگ بھری بیٹھی تھی اُسے نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو گانا سنئے مانگہ نے گانے کو منع کیا
سہک نے ایسے اشعار عاشقانہ کہے کہ ننگ بھری بیتاب ہو گئی جنس جنس کے اس سے
باتین کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سہک ننگ بھری سے باتیں کر رہا ہو
کنیزین اپنے اپنے کام پر مامور ہیں شراب و کباب لا کر رکھ رہی ہیں کہ یکا یک ہر کارون نے
یہ خبر جالینوس کو ہو چالی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ شکر جالینوس جل گیا غصہ میں
اگر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے لغز
ہوا باش او کیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جاگہ دی بہاؤ میں بیٹھے
بیٹھی ہو یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پیشکر زمین پر گرا رستم شیعہ ہفت پیکر
لیکھ اٹھے جالینوس نے کئی سحر کے رستم پر تاختیر ہوئی بہت گھرایا ماہی سحر و ننگ بھرت
دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس تڑپ کر گرا دو دن کہ پہنچے میں دبا کے یہ کھلے اڑا کہ اب ماہی سحر سے
اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کر دیں کہ ٹوپ ٹوپ کر مارتے ہیں تو خود
اسپر عاشق بیون یہ نہ سمجھی کہ میں اس پر مارتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کہاں کہاں
دو ش سے لے کر کہاں میں حیر ہو سکتا کیا حیر جب ار کہ جالینوس بلن ہو چکا تھا اسے سحر کہا کہ حیر
جاکر اگر کئی حیر رستم نے ار سے لے کر جالینوس نکل گیا رستم سہک کو یہ بلے ہو سے رنجیدہ باغ سے
نکلے شکر میں آئے مہلال و آفتاب نے بوجھا حضور کو زیادہ ملکہ رہا تے ہیں ملازمان کا ہونا
گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کریں کہ کس بلا میں جا کر پھنسے ہمیر و عجیب معرکہ گذرا کہ جبکہ کہ
نہیں سکے سردار دن نے غرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا
سردار دن نے دیکھا سہک کبھی بہت بیچارہ ہو کتا ہو نہیں معلوم ننگ بھری پر کیا گذری
یہ کہ اٹھا کہا حضور مائل فرامیں غلام بتہ لگاتا ہو یکن جالینوس جو دیکر حلا خیاں میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہنچ جاؤں پھر سوچا کہ اب اسنو محیط قتل کروا لے تو میں وصل سے محروم
 رہوں گا ایسے مقام پر قید کر دیں کہ میری قبضہ میں رہے یہ سوچا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ میں ایک
 باغ نہایت سرسبز و شاداب ہوئے چنگ رہے ہیں بھول کھلے ہوئے میں نخل سرسبز و شاداب
 جوانان چین اگر رہے ہیں سروسان چین کو پہلو کے معشوق نصیب صیاد و کچھن بے نصیب
 بیل خوشنود اسعروف زعفران سرائی اس باغ کو دیکھ کر جالینوس شگفتہ ہو گیا سوچا کہ اسی باغ میں
 رہوں ملک کو ایک قفس میں بند کیا باغ میں اتر چوڑہ جو وسط میں تھا اسیر سحر سے فرشتہ بھیا سحر
 کیا جید کنیز میں حاضر ہو میں مسند پر آئے بیٹھا کنیزوں سے کہا قفس سلنے لاؤ دو دن قفس میں
 رکھ کر نیست سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جہان دای آرام دل نشینا دان میرا کتنا قبول کرو وصل سے
 شاد ہو رہا تھا ری بھی جان ہے اب جان پر وہ تھا اسے چاہئے واسے کیونکر آئینگے میرا مقام پر
 میں آئے اتر پڑا ہوں ملک کی آنکھوں میں آنسو پھرتا ہے جب جالینوس ستم کو کلام سخت کہتا ہے
 تب ملک بھرا ہوا جاتی ہی جواب دیتی ہی اسی لمحوں آنکھوں نے تیر کیا لیا جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر
 جو تیرے دل میں آرزو ہو دل ہی میں رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہو گا جالینوس نے دونوں
 قفس سامنے دخت میں لٹکا دیے خود شراب خواری میں مصروف ہوا ہرات گذری تھی کہ ایک
 اس باغ کی گل پیر میں خوشکار کھیل کر بیٹی دیکھا باغ میں روشنی ہو رہی ہی ایک سالہ سرخ جام
 سند پہ بیٹھا شراب گزاری کر رہا ہو دو قفس دخت میں لٹک رہے ہیں جالینوس کو دیکھ کر جل گئی
 دلیں کہتی ہو یہ بھیا قویوں بیٹھا ہی جیسے کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہی کیا دل میں سمجھا جو میرے باغ پر
 قبضہ کیا زمین پر اتنی بکا کر آواز دی او بیٹھا کہ کن ہو کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہاں سے نکلیا تو
 بہتر ہو جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم سب میں اگر بیٹھ گئے
 تمہارا کیا نقصان ہو گیا گل پیر میں نے کہا نکلیا وہاں سے ورنہ بہت پریشان ہو گے یہ کہ
 دے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھوڑ زمین پر مارا برق کر کے گل پیر میں پر گری
 کہ سر گل پیر میں کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا کہ سکو گرفتار کے وصل حاصل کروں
 ماہی سحر جلیبی شراب لے گی تب میرے قابو میں آئیگی آخو گل پیر میں جالینوس کے خوف سے
 ہانگی جنگل میں اگر وہم باندھا حیران کھڑی ہو گیا تیر کروں باغ پھر سے جاتا ہی افسوس کچھ نہ ہو سکا

وہ تو ساحر زبردست ہو سحر میں مجھ پر غالب آیا کہ صحر اسے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قطور
لگائے ہوئے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہا ہو
زیر نخل خاموش کھڑی ہو عیار قریب آیا بوجھا تھا رکھا کیا نام ہو ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا میں نے چاہا اُسکو نکال دوں اُس نے سحر کر کے مجھے زخمی کیا عیار نے بوجھا
وہ ساحرہ کون ہو ساحرہ نے کہا میں نام نہیں جانتی لیکن دو قفس معشوقان پر پھر کے لٹک رہے
میں اُنکو محبت دیکھ رہا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو آہر عاشق ہو چاہتا ہو اُنکو فیض میں کروں تک
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تھوڑے عرصہ میں باغ تمہارا خالی کر دے دیتا ہوں ساحرہ یہ سنکر
خوش ہو گئی کہ اسی عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہو کس فکر میں نکلا ہو کہاں جاتا ہو در کہاں
آتا ہو عیار نے کہا میں طلسم کشا کا عیار ہوں فکر ماہی سحر میں نکلا ہوں دیکھو بھاری شکل بیکر جاتا ہو
یہ کہہ کر گئے آیا رنگ دروغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا کر پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہو گئی کہ اسی عیار اب تو میری ماں بھی جھکو نہیں پہچان سکتی کسی خال و خط میں فرق نہیں عیار
نے کہا دیکھو میں کیا کرتا ہوں گل پیرہن کی شکل بنا ہو باغ میں آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیوں اسی نام میں اب شر سے باز آئی بلکہ سحر میں دو ٹکڑے کر دے لگا عیار نے جواب دیا کہ
ساحر میں تیری مصلحت ہوں جو کہ وہ بجالاؤں تیرے حکم سے باہر نہوں گی تیری اطاعت میں رہوں گی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہیں تو بھی اسی باغ میں رہ جھکو بھی جگہ دے میں ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہوں اب آخر کہاں جاؤں خیر جگہ ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا ہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہ صاحب یہ جو گانہ لایا
گار ہی نہیں اُنکو سحر میں تو بالکل دخل نہیں ہو اگر کہو تو میں گانا سناؤں یہ کہہ کر باہر اٹھا یا سیدھا
سیدھا بیٹھ کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہ اسی گل پیرہن
تم تو کہاں رکھتی ہو میں نے کبھی ایسا گانا نہیں سنا تھا تنہ تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہو کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ میں بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہوں حکم ہو خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤ میں گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس میں بند ہو اس طرح آکے جھکو سمجھا یا کہ میں اسکا قریب
میں آگیا طلسم کشا نے رائی پائی اسے جوش محبت میں اپنے باغ میں بلا لیا ہر کاروں نے جھکو خیر دی

میں غصے میں جا پڑا طالع کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونوں کو لے بھاگا طالع کشا
 کے پہلو میں یہ بیٹھی تھی اسکاٹھالا یا یہاں آکر بیو بنجایہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہو آرام ملیگا
 قیامت کے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہوں کہ تلو لینی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزار ہا
 نوٹریاں یہاں موجود رہیں گی اسے جواب دیا اب تو اس ظالم پر عاشق ہیں مجھے کیونکر منظور فرمائیے گا
 جالینوس نے کہا اول تو خود بصورت ہو دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہو کہ میں اس ظالم کو جلاؤں حیرے
 ساتھ مرے اڑاؤں عیار نے سر جھکا کر کہا قسیت کو منظور ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
 کہا اگر یہ قبول بھی کر لی تو بھی جہرام تب سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دوں گا جب قدر
 ملازم ہیں سب حیرے خدمت میں رہیں گے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے گلے
 میں جو یہ پتلے فولادی پڑے ہیں مجھے اتنے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھے صحبت منظور ہو تو انکو اپنے
 جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہیں عیار نے کہا اگر مجھے فون
 جان ہو تو صحبت میں اپنی جگہ نہ دو میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ میں بد نصیب ہوں جیسے کہ میرا شوہر
 ایک جشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا ترپتی ہوں تم بھی نہیں معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ
 تمکو مجھے جان کا فون ہے یہ کہنے روزنا شروع کیا اسقدر رو دیا کہ سبکی لگ گئی اب تو جالینوس بیجا
 ہو گیا آتسو اپنے ہاتھ سے پونچھے لگا کہا اے گل پیر ہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہو گیا اب میں
 ان سب چیزوں کو جسم سے جدا کرتا ہوں تو اگر پہلو میں بیٹھ سب پتلے کھو کر جالینوس نے الگ سے
 اتو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لہرہ کر کے اس کے لبوں سے لگا دیا جالینوس بی گیا اب اس
 وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بقیار ہو گیا جا جا گو د میں لون عیار دور جا بیٹھا وہاں سے اشارہ کر رہا
 کہ مجکو گو د میں لیواؤ جالینوس بلبل کے اٹھا بیوشی نے طانچے مارا لڑکھڑاکے گرا جھٹک کر سمک نے
 خنجر مارا جالینوس کا شک چاک قصہ پاک سمک نے دونوں قفس درخت سے اتارے لکھ کو
 قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضاے کار محیط جا دو اپنے دربار میں بیٹھی تھی گلہ سہ
 جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا اسے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
 ملاے روزگار تھا اسکو مارا اب اوراق جمشیدی نکال کر پڑھے منہ میٹ لیا کہ باغ
 گل پیر ہن میں جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیرے ہو کہ اپنے کو باغ گل پیر ہن میں بہت جلد پہونچا

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی خوات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز بہ یہ کہہ کر اٹھا کہ غلام ابھی لا تا رہا دیر لکے چلا اسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بھری کو قفس سے نکالا ہو کہ آسمان سے لفرہ ہوا منم عقاب تیز بہ او بیجا اب میرے ہاتھ سے کہاں جا نیگی ماہی سحر نے گود مارا عقاب نے گود کا ٹا صدمہ طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار میں چھپا ماہی سحر کو ان طائروں نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہو کوئی پر وں سے ہلاک کرتا ہو چنچہ ماہی سحر نے اپنے کو بچا یا مگر طائروں نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بھری نے جو اپنے مالک کو طائروں میں پھنسا یا یا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹنے ہی قطرات خون جو اسکے زین پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوئے ان طائروں نے دونوں کو گھیر لیا منقار وں سے بدن کو فوج ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونوں کی زبان میں سوزن دی اور گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونوں نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کر دیا سمک نے جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونوں کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایہ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہو کہ جہاں یہ اترے میں بھی پہونچوں جان اپنی لگا دوں مگر معشوق کو رہا کروں عقاب اڑا ہوا جاتا تھا کہ گانے کی آواز اسکے کان میں آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر میں بیٹھی ہو کر کنیزین صحبت رقص و سرود آرستہ گاتا ہو رہا ہو عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بے قرار ہوا آسمان سے اترتا سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر میں اترتا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سپہام بد انجام دو عورتوں کو پنچے میں دبائے ہوئے آسمان سے اترتا ہوا آتا ہو پریشان ہو گئی بکا کر آواز دی ارے تو کون ہو جو اس طرح میرے مکان میں چلا آیا عقاب نے کہا میں محض ملکہ محیط جادو ہوں نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تم کو کیا حکم دیدیا ہو جہاں جا ہو چلے جاؤ کیا بی محیط سب کی حاکم ہیں خدا وند ہفت پیکر کو سب کا خیال ہو اُنکے بندے ہیں بی محیط کون ہیں عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرنے کے پھر چلے جائیں گے اسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیا زبردستی ہو ہم اپنی صحبت میں غیر کا آنا پسند نہیں کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت آزر دہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہو نازنین نے جواب دیا کہ موسیٰ جادو اور میرا جلت رنگ جادو نام ہو عقاب نے نہ مانا کہ بیٹھ گیا اُس نازنین نے

جو چھاپہ دو دن عورتیں کون ہیں کہا اٹکا حال میں نہیں جانتا محیط نے کہا اگر فساد کر لاؤ میں
 جا کے بکڑ لاؤ۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ اندھی اٹھی جلیترنگ نے کہا اب بھاگو شو ہر میرا آتا ہو
 بڑا بد مزاج ہوا آتش قہر و غضب میں تلو بھونک دیا اور تھجہر غصہ کر گیا کہ اپنے مکان میں بھر کر گیا
 جگہ دی تو میں کیا جواب دوں گی عقاب نے کہا اس سرحد میں رہتا ہو تو محیط کا خراج گزار ہو گیا
 ضرور ہو گا مانیکا جلیترنگ نے کہا تو جان تیرا کام جانے ہٹے سمجھا دیا بیکار ہو وہ اندھی موقوف ہوئی
 سمک بھی ایک کنیز کی شکل بن کر ہو چکا ہو سینہ اُبھار کے کھڑا ہو کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اور
 پر سوار مارا سیاہ بابون میں لیٹے ہوئے نہایت کریمہ نظر آؤ در سے کودا کوڑا مارا آتشیں کا ہاتھ
 میں تھا پہلے روجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیوں رہی یہ تیرا کون ہو اور یہاں آنے کا کیا سبب ایک
 کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھا کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
 شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا اور سیاہ تو ہمارے گھر میں کیوں آیا روجہ نے ہماری منع
 بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازار میں سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
 میں محیط کا معصاحب ہوں اسنے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ محیط کون ہو تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہو
 تو یہاں سے نکل جا اگر تال کرے گا تو مارے کوڑوں کے کھال گرا دوں گا عقاب نے کہا مجھ کو تو سمجھا
 کیا ہو ابھی آگ لگا دوں گا روجہ تیری مجھ کو پسند آئی ہو اس پر قہر کر ونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
 کوڑا مارا کہ عقاب ہلک گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جیسا راہ
 کرتا ہوا ٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہوا آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چل رہا
 لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکوں کہ موسیقار نے گنگنا کے دھپک کی تان لگا دی شعلہ شہ سے نکلا
 عقاب پر گر ا عقاب لے خون دیکر اپنے کو بچا یا سمک نے جو دیکھا کہ دو دن جنگ میں مصروف
 ہیں ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بھری بھی زبان سے
 سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائیں شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو میں لنگ کو
 موجود رہوں ملکہ تو نکل گئیں نہنگ بھری آسمان پر لہرا رہی ہو ایک مقام پر جو موسیقار نے دیکھا
 جان باری بقول حقیر فرم تو میرے وقت رقص دیک کی لگائی جبکہ تان بچھاک گئے عشاق سارے
 شعلہ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہو کہ شعلہ اس کے منہ سے نکلا اور حرارت چلے لگا عقاب نے

لاکھ روکا گر شعلہ سر پر گرا جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب تیز پرواز ہو محیط
 بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر چلی محیط سے کہا غضب ہو کسی نے عقاب کو
 مارا بھائی اسکا جلیباب جادو بفرار ہو کر اٹھا کہا حضور کہاں جا کر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار
 میں یہ مگر گندرا جلیباب بقہر و غضب تمام جلا یہاں وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار
 نے حکم دیا لاشہ اس بھیا کا باہر پھینک دو لاشہ عقاب کا باہر پھینک دو یا گیا اب زوجہ کو پہلو میں
 لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہیں سمک بھی شکل کنیز دربار میں حاضر ہو ہر مرتبہ جاک چاک
 سامنے موسیقار کے آتا ہوتا دکر شہے دکھانا ہو کہ دیکھا آسمان بر برق چکی آواز آئی کہ نسیم
 جلیباب جادو کسے میرے بھائی کہا را ابھی بدلہ لوں گا موسیقار نے کہا جلیباب ذرا ہوش میں
 کس سے بدلہ لیگا میں نے تیرے بھائی کو ارا میرے گھر میں گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
 پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلیباب نے ہانا اسکی کہ جن نیچہ دیکرے اُڑوں کہ موسیقار نے پھر
 گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلیباب شعلہ کو دیکھ کر بھاگا موسیقار ہر چند نکلا کہ
 جلیباب نہ ٹھہرا بھاگ کر باس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
 تان نکاتا ہو منہ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حریت کو جلا دیتا ہو میں شعلہ کو دیکھ کر بھاگا محیط نے
 کہا میں ابھی موسیقار کو بلواتی ہوں یہ کیسے آواز دی اری شعلہ شعبہ ہ باز کہاں ہو کہ ایک
 ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ اری شعلہ شعبہ ہ باز جادو اور موسیقار کو لایہ شکر شعلہ جھڑک کر
 جلی موسیقار جلتہ رنگ سے کہ رہا ہو اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب جھلائیگی یہ کیسے اپنے مقام سے
 اٹھا کہ اری شعلہ شعبہ ہ بانا تاتی ہو وہ مجھ کو لجا بیگی بیشک محیط آفت بر پارگی جلد بارگاہ محفوظ نکلا
 جلتہ رنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو بیرون بل
 استاد گر کنیزوں نے بارگاہ استاد کی اس بارگاہ میں موسیقار آ بیٹھا کنیزین صفت باندھ کر
 کھڑی ہوئیں شعلہ شعبہ ہ باز جو اگر پہونچی قہا سنے دیکھا کہ کنیزین صفت باندھے کھڑی ہیں اور
 بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہو بجا کر آواز دی اری شعلہ آؤ اس بارگاہ میں تو قدم رکھو شعلہ
 نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھا اس کے بھاگی جا کے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
 میں بیٹھا ہو وہاں میں جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھنٹا ہو اری شعلہ نوج لیکر

جاؤ اور اُس بیچا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ یہ سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا اب شعلہ فوج لیکر آئی ہو مگو میں پہا مجھ کے نہ جاؤ نگاہ دور سے دیکھا علیہا سے رنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے شعلہ سعیدہ بان ایک تخت پر سوار نور شور سے آئے پہنچی بارگاہ استاد کرائی فوج بھی اتری موسیقار نے روجہ کو حکم دیا اپنی کل فوج جمع کروائے اسی وقت باغ میں آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجیں نکلنا شروع ہوئیں تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار ساحر ان فدا سحر و ساحری سے تیار ہوئے سامنے حاضر ہوئے موسیقار نے حکم دیا صفیں باندھو شعلہ نے جبل جنگی بھجوا موسیقار کو خبر پہنچی یہاں آئے بھی جبل جنگی بھجوا دیا وہ لشکر وین میں تیار ہوا ہوئی ہیں سبک ماہی سحر و ہنگ بجری کو لیکر اپنے لشکر میں پہنچا ننگہ رستم کو لیکر اپنے قلعہ میں آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا بائیں پر ایک قصر بزرگ بنبرک نے کبھی اسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولے اس میں چند تیلیاں ہیں اُسے احکام پوچھیے شاہزادے نے کبھی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت پر بٹھائی کچا ہو اُس پر سات تیلیاں بنبرک ٹہری ہیں شاہزادے کو تیلیوں نے سلام کیا کہا اے طاسم کشاے ہفت پیکر تشریف لائے آج کو مناسب ہو کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جائے اُس سے اور شعلہ شعبہ باز سے مقابلہ ہے ان دونوں کی قضا آپ کے ہاتھ سے ہو جلد مع شکر اپنے کو بھونپائیے آپ کے خزانے یہ انقلاب کیا کہ آپس میں مقابلہ پڑا اسی وجہ میں آپکی رسائی ناچھیٹ ہو گئی ہم جو عرض کوین اُس پر آپ پابند ہوں تو لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیے گا پریشان رہیے گا جس دن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر طاسم ہفت پیکر میں جائیگا اسی کے تعاقب میں آپکا داخلہ ہوگا ہر جہ کہ طاسم ہفت پیکر وہ مقام دیکھیں ہو کہ سالہا سال میں مرحلہ جات ہوئے لیکن آپ کے بزرگائے اقبال اللہ ہوں کہ سب مرحلے جلد طو کر لینے رستم یہ احکام شکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُس وقت حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا کھوڑا اٹھا کر چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبہ باز تخت سحر پر سوار میدان میں آئی موسیقار کو پکارا ہی ہو اسکا ارادہ ہو کہ جا کر شعلہ سے مقابلہ کروں کہ صحت سے گردا گردی تمام میدان تارک ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہو ننگ بھری سہک کی پشت پر کتھی ہوئی
 او ہتر والا گرجب شعلہ شکست کھا کے پہاگے تو اپنے کو ساتھ اس لشکر کے مقام چھوٹ کے
 پہونچا اگر وہاں پہونچ گئے اور کیل جادو کو آتے ہوئے دیکھا اس سے ایسا سہم پیدا کرو
 کہ وہ اپنے مکان پر لیجاے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کتا ہوا چلا آتا ہو کہ جو تم کتھی ہو یہی ہو گا یہاں
 شعلہ ساحر شور مچا رہی ہو کہ شاہزادے گھوڑا اڑا رہے ہو اس کے سامنے آئے شعلہ نے آواز
 دی تو کون ہو جو میرے مقابلے میں آیا ہو میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے
 کہا قاضی ارواح کا فرمان برباد کن ساحر دن مغرور و مشکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ چرب
 یہ مشکرا کج گئی مگر سحر کے اسے پانی پر سا یا تلوارین شاہزادے پر گرائیں بڑی کوشش کی
 مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تین ہفت جو ہر کو نیام سے کھینچا جھک اسکی دیکھ کر شعلہ
 گھبرائی ساحر دن سے کہا بلوہ کر دو اسکو گرفتار کرو میں ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
 ساحر دن پر جاگے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر آئے پلٹنے لگے ساحر دن کے سینوں پر
 پڑنے لگے کتھی سو ساحر جو مرکز گرجے شعلہ نے آواز دی اسے شہر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مارو
 ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی ننگ دریا سے جرات ہو کب انکی پیکار خیل
 میں لانا جو جسے تیرے کو اٹھا یا انسان نیزہ کو اڑا دیا برابر آ کے ساحر کو مارا کتھی ہزار ساحر جب
 ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شہجہ باز سحر اسے محیط کی طرٹ بھاگی
 ماہی سحر نے رستم کو روکا ننگ بھری نے سہک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
 عیاری کا نکالا ایک ساحر رفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہوا ننگ بھری بھی ہمراہ ہو
 تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں
 محیط کی جلی کنیز نے بڑھکر عرض کی تو ٹڈی بھی ساتھ چلیگی ناک کے جمال کو دیکھ کر شاہ
 کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
 دیکھا ایک ساحر بھی ہوا سنے شعلہ کو سلام کیا یہ موجد نہ ہوئی اس ساحر نے اسکا ہاتھ
 نھا کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے شعلہ
 کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے انکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہاں سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزوں سے پوچھے
 انھیں کے سامنے مقابلہ پڑا میں نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا یہ ہاتھ نہ پڑا اُس نے سر میں شکست
 مجھ کو دی آخر میں زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز چپک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
 حضور اُسکا اقبال بلند و جری ایسا کہ بیش ہزار ساحر وہاں سے اکیلا لڑا اور سب کو ہر میت دی
 اب وہ موسیقار پر دباؤ ڈالے گا اس طرح اس کنیز نے باتیں کیں کہ محیط نے کہا اے شعلہ
 یہ کنیز تیری نہایت سیفہ دار معلوم ہوتی ہو ہمارے پاس ہے تو بہتر ہو محیط نے کہا حضور یہ
 وہ لون کنیزیں نہایت معقول ہیں خدمت حضور میں رہیں تو بہتر ہو محیط نے وہ لون کو ساتھ لیا
 کہا اے شعلہ چٹرو ہم اور تیرے شعلہ باہر جا کر پٹھری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
 کنیزوں سے پوچھا انکو کچھ گانے میں بھی دخل ہو ایک کنیز نے عرض کی وادی میں نے لاکھوں
 روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہے سامنے آکر بیٹھی ساندھوں نے سادہ دست کیے اپنے
 گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے
 اس نے عرض کی حکماء گلگونہ کہتے ہیں آپ کی سرکار میں مدت سے ہوں مگر حضور کا کبھی سامنا نہیں
 ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئے اب میں چاہتی ہوں کہ آٹھ پر خدمت
 میں رہوں طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تیسرے بتاؤں گی اگر میں دربار طلسم کشا میں جاؤں
 تو گا کر انکو راضی کروں بی شعلہ نے نافع شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو
 گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کروں کہ سب کنیزیں رشک کروں کنیز نے عرض کی وادی کی کھلی
 تین آئین کہ اُسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہاں طلسم کشا نہ جائے محیط نے
 کہا مشکل کو بی کھلی آئینگی اور جہاں لوح ہو وہاں طلسم کشا کو کیا ترو و ہم و گمان بھی نکلا
 نہ جاسکے گا لاکھ کوشش کرے مگر اُس کے مقام تک پہنچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب
 تو بسر ہوئی بروز مشکل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
 پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چلی دیکھا ایک ساحرہ سر جھٹوٹتے ہوا تخت اُڑاتی
 ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کھلی تے سنا کہ طلسم میں کیا ہنگام
 ہے اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار جسے گٹے بیٹھے ہیں ہمارے بلانے سے

نہیں آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے میں اُترے ہیں مگر گلگو نہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کیا کیا
 کیا ہو روح کی تحفائت ہو یہ تو مجال نہیں کہ طلسم کشا وہاں تک جاے اور روح پرکشتہ نہ
 ہو کیل نے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت بیکر قصد کریں کہ روح لیاؤں تو وہ بھی وہاں تک
 نہ جاسکیں اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمہاری محفل میں ہو محیط خاموش
 ہو رہی گلگو نہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگو نہ نے
 اشعار عاشقانہ محیط کے رو برو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کیل نے بڑی تعریفیں
 کیں کہا اے محیط اگر تمہارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگو نہ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ
 اسکو اپنے مقام پر لیجاؤں محیط نے کہا کیا مضائقہ کیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگو نہ کو
 تخت پر سوار کیا بیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہہ کر ساتھ ہوئی کہ میں گلگو نہ سے
 لمحہ بھر جدا نہیں ہوتی کیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھالیا گلگو نہ یعنی سمک دوسری کنیز
 یعنی نہنگ بھری دونوں ساتھ کیل کے تخت پر سوار ہوئیں تخت اسقدر بلند ہوا کہ
 انسان کی آواز نہیں آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہوا سمیں کیل آکر داخل ہوئی
 انیسین جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کیل جادو کو اُتارا کیل نے اُترتے ہی حکم دیا
 کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہو گا جو کبھی نہ سنا ہو گا کنیزوں نے جلسہ آراستہ کیا کیل
 مستند پر آکے بیٹھی کہا ہاں اے گلگو نہ تمہاری آواز دل میں سوراخ کرتی ہو کچھ گانا شروع
 کرو گلگو نہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔ منظر ہفتم

غیبت جیسے نہ ہوا احسن کار آج کی رات
 گور تار یک سے ہو حیرہ و تار آج کی رات
 دیکھے کتنی ہو کیونکر دل زار آج کی رات
 نیند میں تجھ کو پکارا کئی بار آج کی رات
 گن ہمارے تو گر بیان کے تار آج کی رات
 ساتھ ہر نالے کے اُٹتے ہیں شر آج کی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے بار آج کی رات
 ہول آتا ہوا سیاہی سے شب فرقت کی
 شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدہ وصل
 خواب غفلت میں بھی اویار رہا تیر خیال
 اے جنون مشغلہ عالم تنہائی ہے
 دل جگر آتش فرقت نے جلاے اور تار

کیل بہت خوش ہوئی کہا اے گلگو نہ کیا کہنا گلگو نہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے اب کی جو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت میں رہیگی مگر کیوں حضور یہ پہلو میں جو قصور آسمین کیوں فضل
لگا ہو کیل نے کہا اے گلگونہ حقیقت میں تم اس رنگ میں گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کیل نے کہا اے گلگونہ یہ بات کہنے کی نہیں ہو اس
مکان میں لوح طلسم ہفت بیکر ہو آسمین ایک تختہ سنگ رکھا ہو اس پر سو گلدستہ ایک رنگ
رکھے ہیں جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ میں لوح ہو وہ شگفتہ ہو جائیگا غریب
اشارے کر کے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالے گا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ
بڑھائیگا جس گلدستہ میں لوح طلسم ہفت بیکر ہو اسی لیے میں نے سکونت اپنی دنیا سے کنار
کلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہوں میرے بزرگوں کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہو آج نئے آدمیوں میں تم بیان آئیں گلگونہ نے کہا واری حقیقت میں
یہاں کون آسکتا ہو کسی مجال ہو ابکی مرجہ جو میں آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤں گی وہ
کیا خوب سازجہ تھے ہیں بسبب اُنکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہو وہ سازجہ تھیں اور میں گان
کیا عجیب ہو کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد و عروس شریک صحبت ہو اور مجھے فراموش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہو میں آج تک کبھی اپنے بھائی کو صحبت میں
لی محیط کی بھی نہیں لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہیں مگر حال لوح شکر مشتاق ہوں ذرا امیدوار
ہوں کہ مجھے دکھا دیجئے کیل نے کہا اے گلگونہ آج کل طلسم میں انقلاب ہو میں آٹھویں روز
زمین پر جاتی ہوں اکیلی اور اکیلی بلٹ آتی ہوں آج تک بظاہر محیط لائی بھائی کا تھا سہے آنا
بہتر نہیں ہم تم کو البتہ ہر عینہ میں بلا کر اپنے گلگونہ نے کہا واری میں بھائی کو لے کے درہ کوہ
دُخان پر چڑھونگی آپ دونوں کو اٹھا لے گا اسی قصر میں پہونچائیے گا ایسے لطف سے
آپ کی خدمت گزاری کروں کہ آپ بہت راضی ہوں کیل نے کہا اے گلگونہ میں محیط کے خلاف کوئی
کام نہ کر دنگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہو گا کیل نے کہا اب رخصت ہو جا
کوہ دُخان پر چڑھنا میں محیط سے صلح کر دنگی اگر اُنکی راے ہوگی تو اٹھاؤنگی ورنہ تم کو بھی
اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزیں اور بیٹی میری شہرت مرصع پوس اس مکان میں رہتی ہیں برسون زمین
کی طرت نہیں جاتی اسی قصر میں رہتی ہو اب تم رخصت ہو بلزل دل دھڑکتا ہو گلگونہ نے کہا مجھ کو تر

کوہ دغان کے ہو چادو کیجے مین اپنے بھائی سے جا کر ملوں اور اس سے یہاں کا حال کہوں
 بھائی صاحب آنا قبول نہ کرے جیسا مناسب وقت ہو گا ویسا کیا جائیگا کیل اسی وقت ان
 دو فن کنیزوں کو لیکر برابر کوہ دغان کے پہونچی وہاں ان دونوں کو اتار دوہین کا گلگولہ نہ
 وعدہ کیا کہ جب حکوت عشاں کرے گی یہیں پاؤگی سمک و ننگ بھری رستم کی طرف چلے اور کیل
 محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اس کنیز نے تو ایسا گانا سنایا کہ کلیجہ
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر اس ملک عالم جب تک گلگولہ نہ صحبت میں رہی دل کا نبا کیا محیط نے کہا یہی
 میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب میں دیکھا فرماتے تھے
 گلگولہ نہ سے اپنے کو بچانا اور کیل اب ایک کام کرو فور شدہ روشن چراغ کے گھر جاؤ وہاں
 جا کر پوج پاٹ کرو شیرینی وغیرہ بیان سے لجاؤ دو چار روپی بھی پاس رکھ لو طرف سے حذر و تدبیر
 ہفت پیکر کی کہو اور فور شدہ روشن چراغ اب لوح پر کیا گزریگی اور یہ کنیز کون ہو سب حال معلوم
 ہو جائیگا یہ سن کر کیل اڑتی ہوئی کوہ فرماؤ گش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند و ایک قصر کے وسط میں
 تھا قفل آہن دیا تھا اسے بکار کر آہ از دی اور فور شدہ روشن چراغ کنبی عطا فرمائے کیا ایک
 آسمان پر گڑ گڑا ہٹ پیدا ہوئی دیر عظم سے ایک زنجیر لٹکی اس زنجیر میں ایک کنبی بندھی تھی کنبی
 کیل نے کھولی قفل کھولا اندر آ کے دیکھا سارے مکان میں سناٹا پڑا اور ایک گوشے میں چراغ
 روشن خود اسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہو کیل جا کر سامنے کھڑی ہوئی بکار کر آہ از دی اور
 فور شدہ طلسمی اب لوح پر کیا گزریگی چراغ کی ضو میں تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا اور آواز آئی کیل
 یہ سال آخر طلسمی ہو طلسم کشا نوید من اللہ ہی ہر چند کہ با نیاں طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ تم
 نگہبان ہو آج تک صورت لوح کی نہیں دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح لیلیٰ اور وہ گلگولہ نہ جو گائے تھی یہ عیاں
 طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بلا سے قصر معلق ہو چکا تھے جس طرح طلسم کشا لوح
 پانچا اسدن بڑا ہنگامہ ہو گا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کر کے مگر کوئی
 انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کردار بیان تمہیں کہنے بھیجا کیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرماؤ
 پر جاؤ اب جا ہا کیل نے اور کچھ پوچھو کہ ایک دوتا ہوا وہ چہرہ بلکہ خاک ہوا اور آواز آئی اور
 کیل مکان سے نکلتا ایسا نہ تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے گل ہوا کیل گہرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اڑ رہے ہیں پکار رہے ہیں اسی کیل بیان کیوں آئی کوئی عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طلسم کی ناشادی ہو ایک طائر نے پکار کر آواز دی اسی کیل یہ شہید بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سن لو۔

سیکھ دن میں کرتے ہیں گراں جو آ شام رقص سیکھے پا مال تا آ سودگان خاک کو مردے جی اٹھتے ہیں زندے ہیں گن گن کا صبح سے لے صبح تک رقصاں ہا وہ ہا ہا سیکھ دن بھارتیہ کیڑے گریہی ہو رقص ہا کیشت ہو میں رتا طالب ہوں اگر میں رقص	مسجد وں میں کرتے ہیں زار بھی صبح و شام سیکھتا ہو اسیلے وہ سرو گل اندام رقص حشر کرتا ہو بپا تیرا بت خود کام رقص چرخ پر رہ رہ گیا کی شام سے تا شام رقص وے جنوں کا دیکھو کس کس کو اسباب رقص ہاتھ بر ساقی کے تھرکے اور دکھاوے رقص
--	--

کیل جست دیکھ رہی ہو کہ وہ طائر نلج نلج کرتے اشعار گایا گیا جب گایا جکا تو شہ سے شعلہ آتش چھوڑے کہ سب طائر جل کر خاک ہو سے اُن طائروں کی خاک قصر بگری اور وہ طائر بھی ڈپک کر گرا ایک چنچ ماری کہ اسی کیل یہ تاشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر بیان آئیگی تو جل کر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلہ جلنے لگا کیل بھڑکائی بیقرار ہو کر بھاگی دور باکر دیکھا کہ وہ مکان جل کر خاک ہوا کیل دہان سے بھاگی ہوئی باس محیط جاوے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اسی کیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم میں اندھیرا ہو گیا میں یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برا ہوگی ہر غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ بیان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام میں مصروف ہو کیل نے قصر میں تہی اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش فوجان نام سے عشق و محبت کے بالکل نابالہ آٹھ پہر ہی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہو اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گہرائی کیل سے کہا اسی مادر ہر بان آج کو یہ خیال ہو کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور ہو گا قصر چراغ میں سن آئیں سب حال روشن ہوا اب مجھ حکم ہو میں بیان سے نکلوں جا کر حال طلسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان میں لا گیا کیونکہ وہ لوح طلسمی پانچ گایہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤں کیل نے کہا اسی نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہیں ہو لیکن جان وہ گرفتار ہوا وہ مقام منتا ہو گرفتار کرنا والا بلا میں
 پھنستا ہو شہرت نے کہا اے مادر میں بغیر آپ کی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جلد حالات آپ سے
 کہونگی بغیر آپ کی صلاح کے کوئی کام نہوگا کیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا اے نور نظر دیکھو
 تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاو سمجھ کے کام کرنا شہرت بنا کر کے طاؤس زمین بال پروار ہوئی
 اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا اے شہرت جہاں بیشال طلسم کشا دل کو
 ہلا دیتا ہو ماہی سمجھ اور نہنگ بھری عاشق ہو کر یہی چاہتی ہیں کہ روح طلسم کشا کو لے تم اُسے نہ دینا
 میں کیل کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ پوچھگی میری بیٹی کو کس بلا میں پھنسا یا شہرت نے کہا اے ایکوناق یہ
 خیال ہو اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بیچیکا پہلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا
 مجھ سے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہہ کر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ اے نور
 بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو اب حال لشکر اسلام کا عرض کردن کہ جب سہک و
 نہنگ بھری نے اپنے آقا کی خدمت میں پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سہک نے
 وعدہ بھی کیا ہو کہ میں اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیجیے رستم نے کہا میں یہ سکر نہیں جاتا
 اس صحرا سے کوچ کر دھرا سے محیط میں قیام کریں وہیں سے پتہ لگا میں سب سرداروں نے
 بھی ہی صلاح دی کہ حضور بیان سے کوچ کریں بیشک اسی صحرا میں انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
 اٹھ کر عرض کی جو آپ فرماتے ہیں اے شہر بار ہی مناسب ہو طلسم کشا نے اسی وقت حکم دیا لشکر
 تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہو اسنے اسی وقت طبل جنگی بجا یا طلسم کشا نے
 بھی مجبور ہو کر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہو کہ حضور سے تم ماراؤ
 جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجا کر بیٹھا ہے۔
 جلتہ رنگ پہلو میں ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ دوجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے اے
 جان جہان دیکھا تھے کہ بیوجہ محیط مجھے آرد وہ ہو میں اب یہ رنج یوں مٹے کہ طلسم کشا کا سر
 کاٹ کر خدمت میں محیط جاو کی پہونچاؤں عفو تقصیر کراؤں شاید ملکہ کو رحم آجائے جلتہ رنگ
 شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی نہوگی میں نے فواب میں حسد افروغ
 ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے نہوگی پوکر تھا کہ آسمان پر برق چلی دیکھا

موسیقار نے لکھ شہرت مرصع پوش دختر کبیل تخت پر سوار ہستی ہوئی آئی جلتہ رنگ مٹھی شوہر سے کہا تم بھی اٹھو استقبال کرو لودہ ایک بیٹی آئی ہو موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اڑاتی ہوئی چلی آتی ہو عجب محبوب مرغوب ہو بقول شاعر لطفتم

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ قالب آرزو میں ڈھالا ہو اسکی کا کل سے حرف سر نہ کرو کالے کوسوں کی رات کا کیا ہو میں حسین سے ہو دل کی کجواب یہ کمانین کسی نے کھینچی ہیں صبح رخسار آنہ سے صاف جیسا کھڑا گلاب کا سا پھول برگ گل سے زبان ہو ناز کر وہ زبان کاخ میرے منہ میں ہو کچھ لب آرزو سے جان دل قند و مصری کو کیوں نام رکھے رہے گردن میں میری آنکھ ہاتھ تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہوں ہاے اُس سے خدا خدا نہ کرے چپ کی جاگہ ہو کیونکہ کیے صاف گئی نظروں سے وہ کمر باریک پھر قیامت تک لطافت ہو ناخن پاخانہ ہیں ایسے آگے جھڑت ہزار آئی	دل جگر سے گزر گئی وہ نگاہ ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب کا کل صبح پر لطف نہ کرو اسکی زلفوں میں دل گئے نہ پھر صبح صادق کا دعویٰ ہو کا ذب پھری بلکوں کی اور سب کی نگاہ جو نہ پھرے نگاہ رکھے معاف ہو دہن تنگی سے سخن کوتاہ بھول جھڑتے ہیں بات بات پر وہ دم سوے گوش اشارہ صبح آگے جلنا نگاہ کو مشکل ہو تبسم سے لعل کا دل خون یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ شانہ و دست و ساعد و بازو دور اُس سے رہوں خدا نہ کر اسکے پھر آگے غنچہ گل ہے ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہاں وہ قدم کاخ فرق سر پر ہوں برگ گل ہاے سر ہوں جیسے طرز رفتار جیسے افسون ہوں	کیا کہوں کیسا تہ بالا ہو پیکر نازک اسکا سب محبوب کچھ بھی نسبت ہو جھکے سودا ہو رہے سنبھل کے سچ ہاتھ دھرے وہ بھون بھون کسی نے دیکھی ہیں چشم پر میرے قیری چشم سیاہ کیا جھکتا ہو ہاے رنگ قبول کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ کیا کہوں کم ہیں ایسے شیریں گو گو ہر گوش با ستارہ صبح اُن لبوں سے جو کوئی کام کھے ہنستے دیکھیں تو سب نہیں مجنون بس چلے تو گلے لگاے رہوں دل کشی میں تمام یک پہلو صدر سے لیکے تا جلقہ ناف یا سخن بابت تامل ہے ٹانگ اگر لچکے تو قیامت ہو ساق سین مری کمر پر ہوں گل و بلبل ہیں سب نسا شانی رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو
--	---	--

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھ کر پسینے پسینے ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا
 بکار بکار کر آوا دیتا ہو آئیے میری آنکھوں پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کو بچہ رستم
 صحبت سے ناواقف تیور پر بل پڑ گئے کہا اور موسیقار ہوش میں آیا یہ باتیں کیا نکالیں
 ذرا سنبھلاو اپنا ہنوتھارے کچھ خلاف گذرے جلت رنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا
 صاحب سنبھل کے بات کرو و حصار طلسم کی بیٹی ہو نہیں معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار
 نے روجہ سے کہا میں کیا کمون صاحب میرا دل نہیں مانتا اب زن و شوہر دونوں منتہین
 کرنے لگے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا میں اس صحبت میں دبھیٹوں گی اپنا حال دیکھو
 کہ ٹپکے پڑتے ہو موسیقار نے دونوں ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤں شہرت
 نے ایک طمانچہ مارا کہا ادبے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے میں ڈالنا اور دونوں لشکر
 میں ملائے پھر رہے ہیں رستم خود طلا یہ پر میں شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جوارا
 موسیقار نے بگڑ کر کہا کیوں جان جہاں یہ کیا ہے ادب ہے میں نے طمانچہ کھا یا خاموش
 رہتا ہوں مگر اب سمجھا کے کہتا ہوں کہ میرا دل بہت بیقرار ہو یقین ہو دل پہلو سے نکل جا
 آنکھوں پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے میں مثل جا کر ان کترین خد متکذاری کر
 شراب پلاؤں اپنے ہاتھ سے کہا اب کھلاؤں شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے یہ کہنے
 جا ہا نکل جاؤں یہاں نہ بیٹھوں میں تو تدبیر میں طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور
 فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے جا ہا نکلوں موسیقار نے ایک تان ماری مٹھ سے شعلہ
 نکلا شہرت کی طرف جلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب موسیقار بکار مٹھا
 ارے صاحبو میری جان جاتی ہو اسکو بکڑ لو میں بجبر وصل حاصل کروں کہ دل کو آرام
 ہو تمام کترین دوز بڑھیں جا ہا شہرت کو بکڑ میں شہرت ہنسنے لگی گھڑا رناے کترین بچا اس
 کترین دن کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گھڑا ر بکار آ تھی نظم
 تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون بنا کرتے ہیں
 رہ پڑ خوف الفت میں قدم اور رتہ دھرتے ہیں
 محیط عشق سے ساحل تلک اندر پہونچا دے
 مجھو ری گلے کو کاٹتے ہیں تپہ مرے ہیں
 تنہا زندگی کی ہو نہ مر جانے سے ڈرتے ہیں
 بٹھائے دیتی ہو کہ کو قضا جوں جوں بھرتے ہیں

چلو تم بھی شہیدانِ محبت کے مزاروں پر بکھرا تقدیر محبت دو لونِ جانب سے برابر ہو طبیعت ہو گی برہم مجھے نافر آبِ آنکھیں گے	زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں وہ ہیر جان دیتے ہیں اگر ہم اُنہ مرے ہیں خیر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہیں
---	---

شریکِ بزمِ ہیں یہ دوستوں کی پاس خاطر کھٹی
نہ سمجھو انکو رندوں میں کسی پر رند مرتے ہیں

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزیں مل کر گانے لگیں گلزارِ ہما تھ باندہ کر سامنے آئی کہا حضورؐ
دخترِ بلند اختر لو خدا رطلسم ہیں ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کوین جو حکم ہو کجا لائیں
شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کنیزیں ساری فوج پر
جا پڑیں سحر مونسے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی پہلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے
تیر بھینکے اُسکے زخمِ جسم پر شہرت کے پڑے رستم ایسے لشکر میں طلا یہ دے رہے تھے
پکا یک دیکھا لشکر دشمن میں ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکھ بڑے ابر سحر کر کئے
لگے برق شمشیر چمکی سپسر کمان کر کی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا دریا لیتے
کر د لشکر دشمن میں یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردانِ حقیر وہاں موجود ہیں
خبر لیکر آتے ہو گئے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چاروں مخبر خبر لے ہوئے مثل
اربع عناصر اُفتان و خیمہ ان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے شاہی

بجالاتے۔ لفظِ طلسم

کہ تاسبزہ روئیدہ باشد بہ باغ نگین سعادست نہام تو باد	گلِ شمع تابد جو روشن چراغ ہمسہ کارِ عالم بہ کام تو باد
---	---

او شہر یار شہرت مرصع پوش دخترِ کبیل نہیں معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار میں آئی
وہ اسپر عاشق ہوا چاہا جبر کروں وہ صاحبِ عصمت مصروفِ جنگ ہو چکیں تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہو ہر جہد کہ ساحرہ زبردست ہو لیکن انتہا کی زحمت ہو گئی ہے
کیا عجب ہو جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت سحر رستم کے دلیر تاخیر مونی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دید اخبیرد ور آید جلوہ حسن از رہ گوش ز دیدن اسبج اثر سے در میانہ	لبا کین دولت از گفتا خبیرد ز جان آرام بر باید ز دل ہوش کنہ عاشق کسان را غائبانہ
---	---

رستم نے فرمایا کیون سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہ ہو ہر ایساں سموقیہ
اس پاکباز کو گرفتار کر لیں اور بظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا
عرض کی اے شہر یا حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہو اگر حکم ہو تو ان ناہنجاروں کو
جا کر سزا دوں رستم نے کہا بہترین بھی چلتا ہوں آفتاب جیک کر آگے بڑھا آتے بھی پناہ
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی لیکے غل مچاتے تھے شہرت پاک نخل کے
سائے میں بشت بیخ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو سنبھالے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑوں
کنکار کرنے لگے ساحر پیاس پیاس کتے پھرنے میں کوئی منہ کے بھل گرا کوئی پیاس کتا ہوا ناچیل
ہو گیا اپنے کو پانی میں گرا دیا غرق دریا سے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجب زنجیر بعض کو مین
میں گرے یوں آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اس قدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ
بڑھ گئی کہ سب ساحر بدو اس سبکو شکایت پیاس کی ہو کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ میں حرارت بات بات میں اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے
سحر کر رہا ہو جب گولہ پھینکا سودو سو ساحر دن کے سراڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مارا ساحر
کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اس وقت میں تو نے
ساتھ دیا دشمنوں کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا
کا بہن ایسا مجھ کو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف دیکھا اور کر اس دیر کا شر کاٹنا
آفتاب میرا نام ہو اور اے ملکہ عالم تمہاری خبر مفصل شکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھ کو بھیجا کہ جا کر شہرت
مرصع پوش کو بجاؤ خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ پہلو سے لغز شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے لغزہ کی
آواز آئی۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد ایرغوب + کیت علم شاہ جو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہر
فیل دور کہ بر تخت مزدوق آگندہ شور + منم شیر دل صفت شکن پہلوان ہنم نور علیہن صاحب حقان
تیغ ہفت جو ہر ہاتھ میں کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرد ہفت جوش زیب جسم لٹکتے پھرتے چلتے آتے ہیں

عجب جمال با کمال ہو کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ فوج ہو گئی بقرار ہو کر دھڑی چاچا قدمبوسی کروں
آفتاب نے گولہ مارا سر اڑا گیا صد ہم کنیزین قتل ہو گئیں شور موقوف نہیں ہوتا شہرت نے جو جمال
پیشال کو دیکھا ہر چہ کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آنے نہیں دیتی مگر جمال رستم
دیکھ کر مثل آئینہ چیلن و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہو کہ رستم بھی بنگاہ
اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ٹٹکی بندھی ہوئی آنکھیں لڑ رہی ہیں شہرت کی یہ نوبت ہو بقول شاخ غنم

تھی نظر پاک جی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے تھ	دلبر کرے لگی تپ غم ناز	رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	چاک کے پھیلے پاؤں دایان تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ فون کیا پیدا	سوزش غم نے دل میں جا کر کی	دماغ نے آجگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر
لڑنے سے معذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ میں پہونچاؤں جلت رنگ زوجہ موسیقار
نے جو دروسے دیکھا کہ رستم سے باتیں ہونے لگیں جلتنگی بکا کر آواز دی اوشوخ دیدہ ہمارے
شہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتیں کر رہی ہو قیری مان کو اطلاع کر دنگی یہ جو جلت رنگ نے کہا
شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار نیچہ کھینچ کر جلت رنگ پر
جا پڑی جلت رنگ نے دار اُسکا روکا چاہتی تھی سحر کون کہ شہرت نے ہاتھ بلا دیا ایک خنجر آسمان سے
گر اگر سترن سے جلت رنگ کا اڑ گیا مرنے جلت رنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے
غم میں خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ
اے فراق نصیب دونوں میں فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدا سے حبیب آئی
کہ زمین ہتھرائی آواز آئی اے شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہو گیا آوازیں لینا لینا کی آنے لگیں جس
اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک بچہ چمک کر آسمان سے گرا وہ بچہ کمرین
شہرت کی بڑا لیکر ہوا آسمان ہوا توجہ ہوا سے آنکھیں شہرت کی بند ہو گئیں بعد عرصہ دراز
کے جو نکلے کھلی اپنے کو قصر معلق میں پایا دو رنگین سامنے کھیل کے ہاتھ یکڑے کھڑی ہیں کہ رہی ہیں
کیونکہ ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھیں شہرت نے اپنے کو ضبط کر کے کہا اے مادر ہریان صلی

کہ میں براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا لازم جانکر اتر پڑی
 اُسے ایسے یہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین میں نے اُسے طمانچہ مارا مجھے ضبط نہ ہو سکا کلام
 سخت کے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤں اُسکو اپنی فوج پر بڑا تار تھا اُسکی فوج سے لڑنے
 لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر میں طلا یہ دے رہے تھے مجھ کو اکیلا دیکھ کر وہ بھی اُپر سے موسیقار
 نے آج وہ حرکتیں کیں کہ حضور دریافت کرینگے تو معلوم ہو گا آپ دریافت فرمائیں تو آپ پر حال کھلے
 کیل نے بنگاہ قہر غضب طرٹ آن رنگنوں کے دیکھ کر کہا اُس دشمن کو نہ لائیں جو ہمیشہ ہمسے
 بعض و حصر رکھتا ہو جلد جا کر لاؤ وہ دونوں رنگین شہرت کا لہو تھ چھوڑ کر تڑپ کر رہا ہو میں اسوقت
 پہونچیں کہ یہاں جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی میں یہ اشعار پڑھنے لگے لفظ

فرک کرنی سمجھے اور شوخ ملاقات نہ تھی آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات تھی کیا شکاف تھا بھلا قیس میں جو چھوڑ نہیں تب سے وارفتہ ہوں اور تڑپ جلو کا زندگی ہو گئی آنے سے تمہارے در بے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نیم فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر سرباد وصل کی شب بھی یہی وصل کی حشر باد ایک کلمے میں کیا تو نے دو عالم کو مطلع چار دن رست کے جو چاہے سو کوئی نہ	گنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی بس یہی کہے کہ منظور ملاقات نہ تھی عاشقی حصے میں اُسکے نہ تھی کچھ ذات تھی جسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی جانی بے جان لیے آج کی وہ رات تھی اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی تب وہ بیار ہوئے نین سے جب بات تھی اسم اعظم تھا مریحان قری بابت نہ تھی پیش ازین خاک کے تیل کی کئی ذات تھی
---	--

رستم کو جو موسیقار نے مہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سو چاکہ اسوقت طلسم کشا ہوش میں نہیں، ہر
 شہرت کی یاد میں سچا رہا ایسے عالم میں گرفتار کروں جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت پر
 چمکایا موسیقار دیک کی تانیں لگا رہا ہوش بھڑک کر آتے ہیں سامنے سے رستم کے پلٹ پہونچا
 رستم تلوار کھینچ کر چھوٹے موسیقار سمجھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ سر موسیقار کا اڑ جائے
 کہ دونوں رنگین تڑپ کر گزین موسیقار کی کمر میں بچہ دیا اور لے اڑیں اس زور سے ہلکے دیا

کہ موسیقار بیہوش ہو گیا بلندی پر جا کے جو ہوائ کی آنکھ کھلتے ہی اُسے دیکھا کہ دو رنگین چمکویے جاتی ہیں دیر کی تانیں ماریں شعلہ آتش سے بھڑک کر نکلا ایک رنگن جلنے لگی دوسری نے خوف پنجے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اس کی آگ نے اُس کو بھی جلا یا کیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اسے گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری رنگون کا سنے مارا کینزین قدیم تھیں انکا جانا مجھ پر شاق ہوا وہ غفلت میں تھیں ورنہ اس کی کیا مجال تھی کہ میری کینزون کو جلاتا دقت پہلوے قہر سے ایک ساہر سیاہ بدھ متکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے آیا کہا کیا حکم ہو کیل نے کہا کہ وہ سیاہ بر موسیقار میری کینزون کو جلاتا ہو جا کہ اُسے لائبردار نہ چھوڑنا وہ ساہر بخیرین ملاتا ہوا چلا اس وقت ہو گیا کہ ایک کینزین جل رہی ہو اور ایک اسپر منجھ برسا رہی اور مگر بانی کی جو بوندین اسپر تھی بن معلوم ہوتا ہوا آگ پر روغن ڈالا موسیقار کھڑا ہنس رہا ہو کتا ہو میرا سحر ایسا ہو کہ یہ رنگین بیج جائیں بی کیل کی شامت آئی ہو یہاں سے تابہ میراے محیط جلاؤ گھاگ برساؤ گھاگ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دم بلادیرے ہاتھ سے کیونکہ بچ گیا میں اسی واسطے ہمیشہ بخیرین پہنے رہتا ہوں جل تجھ کو ملکہ نے بلایا ہو موسیقار نے چاہا انگلنا کے تان لگاؤں اس گرفتار کو بھی جلاؤں کہ اسے آسمان سے اتر کر منجھ پر ہاتھ رکھہ پاز بخیر گلے میں ڈالی مگر بن پنچہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونوں کینزین ایک پہلے جل کر خاک ہوئی دوسری پیچھے چلی مگر بن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بن میرے سامنے جلا یا میں کچھ نہ کر سکی بانی برسا یا پانی نے رنگ روغن کا دکھا یا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی میں بہت گھڑائی تھی میں بھی جان دوں گی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب میں جلا نہ سکی کیل مٹی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار کو گرفتار کیے ہوئے لاکر ہو چکا کیل نے بوجھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعویٰ عشق کرتا تھا موسیقار نے منجھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک رنگن آکر ہو چکی رنگن نے خیلے کو روکا سر بر موسیقار کے ہاتھ رکھہ یا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کینزین دونوں جلنے لگے جب یہ دونوں جل کر خاک ہو گئے کیل نے ملکہ شہرت کو دیکھ کر کہا بولی بی تمھاری کینزین نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کو تمھارا کیا حال کروں شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہو کیل نے ایک قفس سنگا یا کہا ای نور نظر طاہر بن تمھاری کوئی خطا نہیں مگر مجھ کو خاک گذرنا ہو جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور بوجھ کیل تب تک رہا کہ دوں گی شہرت نے کہا ای مادر ہر بان اختیار ہو جس حال میں چاہیے رکھے کیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلہ سے لوح کے سٹھے اسی مقام پر قفس لکھ کا لٹکا
شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر بکارتی تھی کہ اگر طلسم کشا بخارے جرم عشق میں قتل جاوے
کے گرفتار ہوئی افسوس یوں بیکار ہوئی۔ منظم

بجز نور عناصر میں اعتدال نہیں تھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہیں نہیں کھائی دی مدت سے وہ تجلی طور وہ کون لوگ ہیں ہر دوستوں سے کج نہیں میں بھریا میں مر جانے پر بھی راضی ہوں ہوں اپنی جان سے بیزار تنگی وقت میں سوال جلوہ دیدار اس سے کر بیٹوں چون ہمارا ہو مسکن دشت دشت خیز وہ بے نظیر ہو اسکا کوئی نظیر نہیں یہ وجہ کیا ہو جو ٹانگا ہو حسن نے اٹھا نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قول کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہنچا زمین سے عرش تلک جاے خوش گاموش نگاہ بد سے ہو محفوظ خط عارض یار چھڑاؤ الفت گیسو سے آپ کو ای رند	یہ کیا ہو آب و ہوا میں جو اشتعال نہیں جما ہو اڑ کے شہیدوں کا خون گال نہیں یہ کیا ہو اسوالتی کہ اب جلال نہیں ہمیں تو جان کے دشمن سے بچے لال نہیں فراق روح بدن ہو اگر دس سال نہیں کسی سے بیچ کسی سے مجھے لال نہیں کسی کا وصلہ ہو گامری محال نہیں کہ جس میں منزلوں گرد رم غزال نہیں وہ ہمیشہ ہو اسکا کوئی مثال نہیں اگر وہ زلف گنگار بال بال نہیں یہ حال ہو کسی محفل میں حال قاتل نہیں مثال جاہد جو اس رہ میں پائال نہیں بجز بشر یہ فرشتے کی بھی محال نہیں یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں بڑی بلا میں پھنسے ہو تھیں خیال نہیں
---	---

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہو کہ بقیار شعار عاشقانہ چڑھتی ہو اور قفس میں تڑپا ہو
ہو لیکن رستم اس جنگ کو فتح کر کے پلٹے بارگاہ میں آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے ہیں
سکھایا عرض کی اسی شہر بار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ
بھری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کیتیر جاے قصر کیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا اے نہنگ بھری
اگر خبر اس محبوب مطالب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا نہنگ بھری نے عرض کی اگر لاکھ جانیں ہوں

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے اور ہنگ بھری ایک کام کرنا اول تو اپنے کو بیان سمجھ کے سامنے کیل کے جانا کیل بڑی زبردست ساحرہ ہو وہیں سے بیٹھے اسنے انتظام کر لیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھے آگے ساتھ کیا کر ہنگ بھری نے عرض کی کینز اس صورت پر جاتی تو سہاک نے ایک ٹاٹ طرف سے محیط کے لکھو یا اور سمجھا یا کہ یہ نامہ بلا تکلف کیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دینی ہو وہ نامہ ہنگ بھری نے جھولی میں رکھا پر پرواز پرید کے اڑتی ہوئی چلی کیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کینزوں سے کہہ رہی میری بیٹی بچھا ہو یہ سیدھا نے یہ فور پر لکھا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے ان لفظوں نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کینزوں نے عرض کی حضور آ جاو یہ مناسب رہتا کہ بے ثبوت خطا اس طرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے ہزار ہوں کھد رہی بقیہ کہ کہ نفس میں تڑپ رہی ہو مثل طائر اگر گرفتار نفس کی مصیبت نہ تھی آفت اک کینز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجئے مگر نہ بچھے دوسری کینز نے بڑھ کر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرائے محیط کے آئی ہو کیل نے حکم دیا بلا تو ہنگ بھری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا کہ ملکہ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لالچ میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤں ہنگ نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہو کہا یہ سامنے جو قصر ہو اس میں نفس لٹک رہا تو جی چاہے جا کے دیکھا مگر سمجھا نا کہ خبر دار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت جو نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بجانا مشکل پڑی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کر دینا یا جانور بنادین یا حنگوں میں آوارہ کر دین نہیں معلوم کیا آفت کریں ہنگ اسی وقت اس فکر کو کہہ لکھ کر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبردی رکھا ہوا اتنا وہ وسیع تختہ ہو کہ جیسر اسی گلہ سے رکھے ہیں ایک رنگ ایک ڈھنگ چھو لوں کے مگر سرنگوں غنچے دین سے تپے چھائے ہوئے شاخیں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قصر میں نفس شہرت لٹک رہا ہو ہنگ نے قریب آکر کہا ہو ملکہ عالم جھک کر پچھانا میں ہوں ہنگ بھری زبردستی ماہی سمجھ کی منظور نظر یا طلسم کشا آپ کے واسطے طلسم کشا کا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو آخو جھک اس فقرے سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار ہنگ جاو اکی ماں نے جھک کر بھیجا ہو کہ جا کر ملکہ کو سمجھا و خبردار جہاں طلسم کشا کے نگہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا اور نہنگ بھری تے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہنچیں طلسم کشا کو سمجھا نا کہ حضور
 یہ نصیب بھی کھل جائیگی انشاء اللہ آپ سے لینے بھر خیر آرزو کھیلنے محبت آپ کی ہماری جان کے حق
 ہو دل ہمارا آپ کے حلقہ زلف میں پھنسا اب اس کی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے
 انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپ کی ملاقات کو لینے وہاں آکر سمجھائیں گے اس طرح کی باتیں شہرت نے
 کیں کہ نہنگ بھری خود چوٹ کھائے ہوئے ہوئے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے
 دل ہمارا نہ دکھائیے آپ کو آکر طلسم کشا ہا کرینگے اور لوح بھی لینے طلسم کشا وہ صف شکس اور تیغ و
 ہین کہ کسی ساحر سے نہیں ڈرنے آج تک تو اس شیر نے خوف نہیں کیا کیلے کیسے پہلو اڑن کو مارا کہ
 جنگا مثل نہ تھا میں اُنکو یہاں تک پہنچاؤنگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
 اور شہرت کا ہلک ہلک کر دونا گر کیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو گئی تھی ہو دیکھو صاحبو ایک شیر کینز نے نو جا کر
 شہرت کو سمجھا یا وہ رور ہی ہو اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہو کہ جو اس کے دلیں خیال
 طرف سے طلسم کشا کے ہو نکل جائے کہ ایک کینز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہر دروازہ
 پر سر ٹکرا رہا ہو کیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کا ندھے پر کیل کے بیٹھ گیا منتہار کھ لکھ کر بچہ
 کہتا ہو کینز میں نہیں سمجھتا کیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر تو اڑ گیا
 جلدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بھری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
 نکلی کیل لے کہا اری میرے پاس تو آتیرا کیا نام ہو محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہو اب نہنگ
 بھری گھرائی کہ اتنی دیر میں کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے
 نہنگ بھری چپ ہوئی کیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زبیر لانا ہوا ظاہر ہوا
 ہاتھ نہنگ بھری کا حتم لیا اور کہا کیوں مکارہ شہرت سے باتیں کرتے آئی تھی طرف سے
 طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کیل سے کہا کہ اوی ملکہ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا ہی سحر
 کی وزیر زادی ہو عیار بر عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرتے آئی تھی نہنگ بھری کو گرفتار کر لیا
 کیل اٹھی کہ نہنگ بھری کو طمانچہ ماروں نہنگ بھری نے کہا اوی کیل میری آرزو کا خیال رکھنا
 جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق مہتر سبک یدلاتی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
 یسے کیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بھری کو نفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر میں دیکھا ننگ بھری قفس میں دشمنوں کے بس میں لاکر برابر شہرت کے قفس
ننگ بھری کا لٹکا دیا کیل نے کہا کہ کیوں شہرت جس بات کو بھنے منع کیا وہی حرکت تو نے
کی معلوم ہوتا ہے اس جیلہ میں تیری قضا ہو میں نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اس کے بیان
کنیزان سامری موجود ہیں انھوں نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے اگر سب
حال مجھ سے کہہ دیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر
عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی باتیں کہ شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہرت و
ننگ بھری کے بس میں بائیں درد آئیز کرتی ہیں ننگ بھری کہتی ہو ملکہ عالم افسوس یہ ہے کہ
سہاک کو خبر کون پہنچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو بیان کسی ترکیب سے
پہنچاتا ہلکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہو اسی ننگ بھری ہم فراق نصیب ہیں راحت سے دور بیچ و
سے قریب ہیں دیکھیں فلک کیا دکھائے کب ہمارا شجرہ عاثر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہیں جاتا شب فراق کا صدمہ نہیں سہا جاتا دکھاؤں میں کسے تقدیر کا لکھا جا کر نہیں لکھی جو سعادت مرے مقدر ترے مقام کا اور دست گر نشان ملتا وہ کہ دونوں کا بایں تھا تاب ثلث نکرتی موت اگر حشر میں سیجائی جنوں کو صبح ہوتا جو دامن صبرا نہیں ہو کوئی نہیں از مرگ کاڑیوالا نکر تو گر سیان او برق مثل نخل چنار نہیں ہو طاقت اظہار قصہ جان کا جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یا نصیب اکیلے منزل ہستی میں کیا روگے زندہ	زمین کا ش بکٹی ہوتی میں سہا جاتا حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھسا جاتا مرانو شجرہ کسی سے نہیں پڑھا جاتا بچا کے سائے کو سر پر سے ہو ہما جاتا ہوا سے آگے رہ شوق میں اڑا جاتا ترے مریض سے اب تو نہیں ہلا جاتا میں کے پاس یے درد لا دو احسانا نکالے میں کہ ہر دل کا وصل جاتا میں زندہ خاک لیت میں ہوں گڑا جاتا میں اپنی آگ میں ہوں آپ ہی جلا جاتا بیان کرتا اگر حال دل کس جاتا غم فراق کا بیجا مرانہ کھسا جاتا جلو عدم کو ہو یاروں کا قافلہ جاتا
--	--

یہ تو دونوں اس حال پر ملال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سہاک کا نام لیکر نہنگ بھڑکی دیتی
 ہو اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہو یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کسی دن آگے
 رستم نے دربار سے آگے آرام کیا دیدہ ظاہری بندہ ہوئے دیدہ باطنی داغھے دیکھا شہرت
 مرصع پوش نفس میں بندہ رہی ہو رستم نے پوچھا ملکہ تھیں نفس میں کسے بند کیا شہرت نے
 رو کر جواب دیا کہ او شہر یار نہنگ بھڑکی ہمارے پاس پہنچی سب حال اُسے آجکا کہا جب باہر
 کیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھے وہ سامنے نفس میں بند ہو آٹھ ہر در و منہ ہو اب کوئی رانی
 کی ہماری تدبیر نکالے رستم سوتے میں اُسٹھے کہ نفس اماروں کہ میسر فرش کی ٹھوکر لگی ٹھٹھ کے
 بھل گئے آنکھ کھل گئی ایک صبح ماری سہاک اجنبہ آقا کی آواز سنکر دوڑا آگے دیکھا رستم در و منہ
 پوچھا کیوں آقا فیروز رستم نے کہا نہنگ بھڑکی گئی اُسے شہرت کو قید میں پانا نہنگ بھڑکی حال
 کھٹا نہنگ بھڑکی بھی قید ہو گئی او سہاک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بھڑکی کو دیکھا
 اُسکی کچھ تدبیر کو سہاک نے کہا او شہر یار تاجہ قصر معلق رسائی دشوار ہو اگر زبان سے انکی سوزن
 نکال جائے تڑپ کے نکل آئیں گردن تک پہنچنا مشکل ہو غلام آپکا فکر میں جاتا ہو سہاک اٹھا
 عماری لگا کر ایک فقیر کا ل بنا ایک صحرا میں جا کر ایک مٹل کے سامنے میں آکر بیٹھا اگر شہرت کی ایہ
 یا سمن فوشر و فیر نے اپنی پلائی کو جو اس حال میں دیکھا جانا کیل سے کون گزرتا کہ سکی خاکت ہوئی کہ
 ایسا نہو مجھ پر غصہ کریں قصر معلق سے نکلی یا سمن نہنگ میں بھڑکی ہو کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسمیع ہوئی
 یا سمن فوشر و فیر کے پاس آئی بیٹھ کر رہنے لگی درویش باصفائے پوچھا کیوں نیک بخت کیا
 درد ہو کہ اس قدر بقرانہ ہو حال مفصل بیان کر یا سمن فوشر و فیر نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کیل نے
 جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ ان اسکی اہر ہر بان ہو سہاک نے نام پوچھا یا سمن نے نام
 بنایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہو سہاک نام سہاک بیٹاب ہو گیا کہا کہ او یا سمن اگر تو مجھ کو اس مقام
 تک پہنچے تو فوراً رہائی ہو یا سمن نے کہا میں آپکو بھولوں گی پہلے کیل سے پوچھوں سہاک نے کہا جو
 میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل میں اگر انکو پوچھے تو مکان کو دہرا
 عمل بند کر دیں چار جانب موکل بیٹائیں کہ غیر اس مکان میں نہ آئے جب وہاں پہنچیں ہوتے جگہ
 پہلو میں رہائی شہرت کی تدبیر کو نگاہان بیٹھ کر عمل پڑھوں چلے میں کیل کے حاضر رہوں شاہ

جو تم کہتی ہو وہی ہو یا سمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھ کو اسی مقام پر لے گیا
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملاؤنگا یا سمن خوشتر و شاہ صاحب نے رخصت
ہوئی قصر مطلق میں آئی اگر کیل سے ذکر کیا کہ حضور جہن سے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشاں مکان
میں آئنگا اور لوح لیا بیگا آٹھ پہر دیا کرتی ہوں بی شہرت نے بہ حرکت کی کہ اُنکے نام کے نفرت
ہو گئی آپ کی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہو خداوند ہفت پیکر اور آپ کے دشمنین پر روال آئے
آپ کی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں باسکر کے
ہیں انہیں معلوم آب و دانہ کیونکر ہو بچا ہوا وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں مولک اپنا مقر
کیون شہر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کیل نے خوش ہو کر یا سمن کو گلے سے لگایا کہا میں تجھ کو بیٹھ
سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو ان شاہ صاحب کو لعل پڑھیں مولک مقر کوین کہنا اگر یہ دو جہن
گزر گئے اور دوسرا ستر سوچ پیدا ہو کوئی ارادہ فلاحی طلسم کا کر لگا لوج پھر نہ پاسیگا یہ دو جہن ہم
ساحر دن پر پڑے کتہ میں قدرت اگر اتنے سے طلسم کشاں کے کچ جا میں تو گویا حیات تازہ بائیں دی
یا سمن یہ فکر واجب و لازم ہو یا سمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کیل نے کہا ذرا بخوبی
سمجھ لینا ایسا نہ کوئی عیار مکار ہو یا سمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے
شیر ان چھوڑو غولان دشت پر اے قبیوہی آنکی آئے ہیں من نے بھی دیکھا بھڑانے ملی تب
مفتو میں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہو ہر جگہ مسلمان
بھر جائینگے بھگویہ ناگوار ہو کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لے گا کیل بہت خوش ہوئی دوسرے
یا سمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اُسی محل کے نیچے پایا آ کے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیون آیا کیا گندہ یا سمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا جلو یا سمن نے تخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یا سمن تخت اُڑاتی ہوئی چلی کیل کا دربار جمع ہو کہ دیکھا
یا سمن آئی ہو شاہ صاحب ہمراہ ہیں داخل تابتاب پشانی پر چھریان پڑی ہوئیں کہ انکو سطور مکار
کہنا چاہیے تسبیح پڑھتے ہیں الفت آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کیل کھڑی ہو گئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا جلا ہو طلسم ہفت پیکر آتے سے مسلمانوں کے بچے سامری جمشید کی
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چاہا ہو بندے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مزرے سے شاہ صاحب نے دعائیں دین کہ کیل خوش ہو گئی پہلو میں اپنے چکر
شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دوں گا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے
رہے شام کو کیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ سند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلا شاہ صاحب
سامنے آئے کیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا ہاں ہم
درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرثیہ کے سامنے کچھ توانی
گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہے بایں کہیں سیر حاسد ہا
ٹھیکہ چھڑنے لگے اور گنگنا کے یہ جن اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں اس صفات کا مضمون آبدار کیے یک قلم قسم نسیج تیرے نام کی ورد زبان رہے	حقاشر یک کوئی نہیں جبری ذات کا بھر بھر دیا جو موتیوں سے منجھ دوات کا ثابت ہو جتنا کہ یہ رشتہ حیات کا
--	--

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا ہی میں کہتی
ہو درویش صحرا نور کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا کیل ایسا نو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے
جاکے کہ کچھ ذہن پرے امتحان کو کیل نے کہا پہلا آپ باس شہرت کے جائیے ایسا مسکوا کر
سمجھائیے کہ جو دل میں اُسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں
بھنسی ہو ایک فقرے میں دل پھر دوں گا کیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کیجئے
سمجھائیے سمک جو قصر میں آیا نہنگ بھری کو قفس میں دیکھا کر کچھ اٹ گیا دوڑ کر قفس سے
بٹ گیا کتنا تھا کیون اک جان جہان وای آرام دل مشتاقان لئے ہمارے واسطے بڑی جھٹا
اٹھائی میں بھی جا بازی کر کے آہو بنجارنگ اپنا کیل پر جہاد یا اب کل تھیں رہا کر کے نکالو گا
پہ سب باتیں کیل نے ایک گوشے سے ٹہن کنیزوں سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑو یاسمن
کو کنیزوں نے پکڑ لیا سمک یلداقی جب باتیں کر کے نکلا کیل نے پکار کر آواز دی اویا اسکا
تیرے گانے ہی پریرے کان کھڑے ہوئے تھے سمک نے دیکھا کہ جھاکھچا اچھڑکھچا جھاکھچا
کہ خیرارون اسکا شکر چاک ہو کیل تقوہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خیر چھٹا کر لیا یاسمن نے
بانوں تھام لیے رنگ نور دغن چہرے کا اوگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کیل نے شہد پٹ کر کہا

ارے تار بندھ گیا کیون اسی یا سمن تو اسکو پہچان کر لائی یا سمن نے قسم کھا کر کہا کہ لوٹدی
 نے نہیں جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہو یا سمن کو کھیل
 نے حکم دیا کہ قصر معلق سے اس پر بجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کر دین خود اس
 محیط کے جاؤنگی نہنگ بھری وسمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی
 قفس میں بند کر کے وہاں لٹکا یا نہنگ بھری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سمک اتھار اتھار تیرا تیرا
 شاہزادے پر بہت شائق گذریگا شہرت لے کہا ان نک کوں خبر ہو پچائیگا عیار بھی آپ کا
 جا کر بھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رو یا یہ تینوں دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل بدست
 شہرت پر عاشق ہو بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالو نکا اگر شہرت میرا وصل قبول کرے گی تو قید سے
 رہائی کی شہر سوچوں اور کسی جیل سے اسکو لے نکلوں قید بیکر بھاگ جاؤں روز آب و دانہ
 پہونچاؤں اگر غفلت سے کچھ کہ نہیں سکتا مگر بے قرار ہو ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کہ قید میں
 یہ شہرت کے گر پڑا کھادی ملکہ عالم مدت سے آپ کے دم زلفت میں گرفتار ہوں شہرت نے
 بگڑ کر جو اب سخت دبا سرخیل یاوس پلٹا سمک نے کہا اے ملکہ عالم اب جو سرخیل آئے اس سے
 محبت بائیں پیچھے آپ ہی کی رہائی کی ضرورت نہ کہ اگر یہاں لیکر نکل جائے صحرا میں جا کر اسکو
 مار کر پھر ہم دونوں کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اے سمک مجھے یہ باتیں و اہیات نہیں کہی جانیگی
 سمک نے بیعت و فو شاد شہرت کو رضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے محبت کہا اے سرخیل نکو
 ہماری گرفتاری کا غم و الم ہو اگر ہم نکو قبول کرینگے تو ہم کو یہاں سے نکال دو گے سرخیل فقیر و شکر
 مثل گل شکفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان غیبی کی بدر جان قدموں پر نثار کر دوں جو حکم
 ہو وہ سچا لاؤں گے ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونوں غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوئے ہم کو رہا
 کرنے آئے تھے مگر کھیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہو وہ اسکو تار تار
 ہو جو کام کرنا ہو وہ جلد کر دیا نہ کہ محیط اسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنوں سے مل گیا نہیں معلوم
 کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہ تو بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا
 اور کہا کہ تینوں کو رہا کرتا ہوں یہ ایک تینوں قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو
 قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بھری کا قفس کھولا وہاں سے سوزن نکالی کہا سمک

کو پنچے مین دبا لے نہنگ نے سماک کو پنچے مین دبا یا شہرت وہاں سے اڑی نہنگ بھری
 ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوئے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہو ملک عالم ذرا کھڑ جائے مین تو قریب آتا
 سماک نے نہنگ بھری سے کہا اب زمین پر اتر مین سرخیل کی خدمت کرو نہنگا شہرت لے لے کہا
 ہمارے گھر کا غلام ہو اُسکو دیوانہ کر کے بھیجوں کہ کیل کو چاری رہائی کی خبر ہو جائے ایک پہاڑ
 آکے اتر مین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اوی جان جہان و دی آرام دل مشتاقان و دی مرہم رجم
 خون چکان و دی فوج معشوق کی نشان در لگے سے لگا لوں سا لہا سال جھکا گو گدے کہ اشتیاق مین
 تمہارے مہر ہون ہمینوں گدے کہ یاد مین تمہاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہوں ذرا لگے
 مین ہاتھ ڈال دوں ایک بوسے کا طالب ہوں ذرا تو دل کو نسکین ہو ملک نے جواب دیا دیکھو ام نکاحو شرم
 نہیں آتی ہمارے گھر کا نکاح کیا یا ہمیشہ بہ عہدہ غلامی رہا ایسی دہلیات بات زبان سے نکالتا کہ
 کچھ پیدا کر نوالے کا بھی خوف ہو میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور تم کی ملکیت
 کا ہو دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہو کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہو چلکہ خدمت مین رستم کی مفت
 بہ سلام ہو کہ سردار دن مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر لینگا یہ سنکر سرخیل گھر گیا کہا اوی ملک عالم
 تہنہ عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کیسے طرف نہنگ بھری و سماک کے جلا نہنگ بھری نے گولہ
 مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نو سرخیل نہنگ بھری کو پکڑ لے مسکرا کر لٹکاری او
 نکھرام اُسے جیری کیا خطا کی اُسپر کیوں جاتا ہو میری طرف اُمراد تو جیری مین ہوں سرخیل نے چاہا بلوٹن
 ملک شہرت نے کان سے بجلی آتاری اُتار کر پھینکا مادی سرخیل پر برقی گری سرخیل نے اپنے گویا
 شہرت نے ہنس کر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آجو تیری ملازمت مین پوری کروں سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا
 شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اوی سرخیل
 ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا بکار اٹھا اوی شہنشاہ خوبی و اوی سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہو لفظ

محبت ہو تو خبر سے کیوں نہ بہکو
 ستاروں کے ہوا لٹکے کے شمسے
 رہے یادگار جہان تا قیامت
 ہوے بہرہ و رفیع ابر کرم سے

ترا شوق لایا ہویاں مجھ کو دم سے
 گلے مین تمہارے بہت زیبینگے
 محق عقو کے ہوں گنہگار ہمسے
 ترو تازہ کی کشت امیسہ اپنی

نہ آتا تھا ہستی مین لاک عدم سے
 ازل سے ہو ابستہ اپنے قدم سے
 جو دریا سے رحمت تراز موج زن ہو
 سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

<p>سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد کہ ہو رونق شاعری اسکے دم سے</p>	<p>جراغ صنم خانہ شمع حرم سے خدا تارا بدر گئے آتش کو اور ند</p>	<p>وہی ایک ہی نور شاید جلایا یہ بت سب تراشے ہیں سنگ حرم سے</p>
<p>سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجلاؤن ملکہ شہرت نے کہا کہ سرخیل تھے سا کہ کیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہو کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہو تو میری بھی رہزن ہو میں اس ذلت سے اسکو قتل کر دیتا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہو ابھی سر لا تا ہو سر سیکر کہاں آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آنا ہم ہمتاری ملازمت کرانے کے رستم تک سر فراز کریں گے تمکو بڑا فخر حاصل ہو گا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلووار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا جلایا یہاں کیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہو کہ خبر کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنگاروں کو رکھ کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کیل گھبرا گئی اُٹھ کر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنان باطل ویران قیصری و نگہبان کا نام نہیں کیل سر جھکائے ہوئے پڑی آکر جلسے میں بیٹھی سوح میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی شال آپ کو بڑا بھلا کہتا ہوا آتا ہو راہ میں چند ملازموں نے روکا اُنپر جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربار گاہ پہنچ چکا ہو اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کیل نے کہا جھٹھ آتا ہے اچھی طرح آنے دو خبر دار رو کو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔</p>	<p>یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کو چہ دل سر چلے آفتاب ای میکشوا آیا تو بس اختر چلے ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود دب بھر چلے اُٹھ کے تہ خانے سے جب وہ اپنے کو ٹھکے چلے اُڑ کے گلشن کو مرے کترے ہوئے جب پر چلے</p>	<p>بھھوڑ کرے بھکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے بعد مردن دوست جب بھکو بھد میں ہر چلے دھور کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب ساغر امید خالی رہ گیا تو رہ گیا مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو عقدے بچے بام گردون سے چلا تھت الثری کو آفتاب رہ گیا کیا دیکھ کر حسرت سے ای صیاد میں</p>

خود بخود شمشیر قاتل صورتِ اژدر چلے	جذبہ شوق شہادت سے مرے گھر کی طرف
خود بخود محفل میں میری خاک کا ساغر چلے	ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو کر کے بے
آج شہدِ یزید شبِ فرقت بھلا کیونکر چلے	کر دیا اس واسے بے تیغ ہلالِ عید نے
شن لے مصرع جب تک اس چل کے سانچہ	میکاشی کے باب میں ناسخ جنابِ درو سے

ساتھ کیل کے آیا کیل پر جو نگاہ پڑی بکار کر آوازی اکیل حکم ہو ملک شہرت کا جلد چل کر حاضر ہو
تھکوا یاد فرمایا ہو اگر تامل کیا تو میں بال کیڑے کے کھینچنا ہوا لچو لگا کیل نے بہولت جواب یا کہا اری
سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا آنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا جو پا
ہو بیٹھ جائیں تھکوا سمجھا وہنگی میں تیرے ساتھ چلوں گی سرخیل نے کہا کہ جلد آٹھ دیر نہ کر ملک کھینچی ہوگی
بجھے راہ میں دیر ہوئی کانٹوں کا جنگل طو کر کے آیا راہ میں بڑی مصیبت گزری مگر میں نے سب گوارا
کی اپنے کو یہاں تک پہنچایا اب دیر ہونا کیسی آٹھ گھنٹی ہو یہ کیلے طرت کیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا
ماروں کیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آوازی اکر گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی
ساحر زنجیر پلاتا ہوا مسلسل و مطلق گوشہ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیروں میں گرفتار کیا
سرخیل زنجیروں سے ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا اور حرامزادی تو لے گیا کیا کہ میں سحر بھول گیا
کیا میں تجھ سے باز آؤں گا جب قید سے چھوٹو لگا تیرا سر لیکر خدمتِ محبوب میں جاؤں گا اب کیا تجھے
زندہ چھوڑ دوں گا تیرے قتل سے منہ موڑو لگا کیل نے کہا اسکو قفس میں بند کرو ساحر جلیل ہے
ہمارا کیل ہی ہم اسکا سحر اتارینگے یہ ہوش میں نہیں ہو گرفتار نے سرخیل کو قفس میں بند کر
بھت میں لٹکا دیا کیل بعد قہوڑی دیر کے قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہو کیل کو
ہزاروں گالیاں دیتا ہی کیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرن توڑ میں زنجیرن جوڑ میں
سرخیل چھٹ کر طن کیل کے چلا کتا ہوا اوجھیا اب تو میں قید سے رہا ہوا سحر بھی چھکوا یاد آیا اب
میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کیلے قتا ہوا طن کیل کے چلا کیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا
سرخیل زمین پر بیٹھ کے بھل گرا کیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا ابسٹھنی پڑی
ہر چند کہ سرخیل جیٹا مگر کیل نے وہ پانی پلا دیا اور قہوڑا اس کے منہ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکنے ہی سرخیل
بہ ہوش ہو گیا بعد قہوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہو کہ شہرت نکل گئی میرے قلب سے
یہ صدمہ ہوا اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اس پر ظاہر ہو لوح کے مقام سے ماہر ہو اگر تم کو قتل
کرتی تو مجھ کو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اتار اب تم کو مناسب یہ ہو کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ ہر
گرہ بھر دو گرفتار جادو کہ میرا سپر کامل ہو جو قوت یکارو کے فوراً آجود ہو گا جو کام کہو گے وہ کرے گا
سرخیل یا رہ ہزار جادو گر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی بیان ہو بھی نہ آئے
بیان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہر کارون نے خبر ہو چائی کہ ملکہ شہرت و ننگ بھری
و سمک بلذاتی سب آتے ہیں رستم خوشی سے کھڑے ہو گئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو
انکو استقبال کر کے لائے ہمیں انکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و حملال وغیرہ براے
استقبال لکھ ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے محبت ملین ننگ بھری
ہوا ہی سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم میں آیا رستم نے مقام صدمہ پر شہرت کو جگہ دی
بلکہ یہ سرداروں نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ شکر کیجئے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدمہ پر تخت بچھایا
اس تخت پر شہرت بیٹھیں ننگ بھری و ماہی سمجھی شریک صحبت ہیں رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہر بار میں نے سرخیل کو سحر کر کے روانہ کیا
تھا کہ کیل کا سر لاؤ سرخیل کی حقیقت نہیں ہو کہ کیل کو قتل کر کے کیل نے اسکو لٹخ کر کیا ہو گا اے
آفتاب فلک سیرتم کا بن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کا بن نے سر جھکا یا دوازدہ برج ہفتیاہ
کو خیال میں لایا بعد پھوڑی دیر کے سر اٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہو گیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحروں سے گرد قصر لوح بھر رہا ہی سرخیل کو خیال جان بازی ہو چاہتا ہو کہ ہوا کا جھونکا بھی
اد پر نہ آئے میری نگہبانی میں فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور بیان سے کوچ کریں جو کچھ ہو گا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا حملال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحرا سے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان میں پہنچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہاوان بیان رہتا ہی اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا شنی کیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا سیری
سرحد میں آگیا جو حکم بودہ بالاؤن نامہ پاس کیل کے پہنچا نامہ پڑھ کر اس پر حکم لکھا اے فیل گوش فیل سوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا میں پہنچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو بہو بچا دیوانہ وار ایک چنچ ماری ستراسی ہزار فوج پہلو انان زبردست ہاتھیوں پر سوار
نیزے ہلاتے ہوئے سامنے آئے فرمایا اس فیلگوش کو فیلگوش نے جواب دیا بار و مقابلہ سخت
بھیجیں گے لشکر طلسم کشاکش ایک دریا سے قہار ہو اس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہو یہ کہلے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا جالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیریں بھسوں دونوں میں لپٹی بعض کی ٹوٹی
میں بٹی آہنی بعض کی سوڈ میں گز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوئے
اس دھوم سے فیلگوش فیل سوار طرف طلسم کشاکش کے چلا ہوا لشکر طلسم کشاکش صحرا میں اتر چکا
کہ شہرت نے عرض کی اس شہر بارہ چھراے فیلگوشان مشہور ہو جالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہیں اگر اس نے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشا اللہ اگر وہ
بیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا جاسیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و حملال نے عرض کی
حضور ہم دونوں کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر کے رستم نے کہا اسے
آفتاب و حملال ہمارے قلعہ و کعبہ کا یہ دستور نہیں کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجیں بلکہ تم لوگ پیچھے ہو
اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے کرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونوں سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیروں کے جھٹاٹ کی آواز کان میں آئی رستم بارہ بار گاہ کے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلوں کی تمام صحرا سیاہ ہو گیا فیلگوش فیل سوار است ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوئے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشاکش بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو میں سیاہ روئے جہانگر
اسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیوں اس سیاہ روکل فوج کو اشارہ کر دوں کہ لشکر طلسم کشاکش بارہ ہو
سیاہ روئے کہا اس شہر بارہ جرات طلسم کشاکش پر بہو بچی ہو کسی جنگ سے طلسم کشاکش عاجز نہیں
ہو تمام فیل اس شیر کے سامنے سے بھاگیں گے لشکر کو اتارے جلدی نہ کیجیے ایسا نہ کہ بھاگ
کسی جنگل میں جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اتر ایک بار گاہ استاد کرائی
فیل سوار پستھماے فیلان سے اترے بارگاہوں میں داخل ہوئے ہاتھی بھانوں پر بایستہ
جبکہ فیل سوار شیر اعظم بہ حد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
نوابت و سیارگان سپہر نیلگون بر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اس سے پوچھا
کہ کیوں اسکی عقل من کیا صلاح ہو سیاہ روئے کہا ظاہر میں دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجا دیجیے

اور دو پہرات گئے لشکر طلسم کشا پر شیخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار ہوئی چھیکے چھیکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا میں یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنوں نے طبل جلی بجوایا جو رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا جوڑے عرصے کے لال کا غنہ نگاہ سے طلسم کشا کی گذر جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و حملال نے بہت عرض کی کہ آج طلایہ غلاموں کے سپرد ہوا ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو ایسا نہ کہ مکار کچھ فخور کہین رستم نے نہانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہرات گئے طلایہ پر آئے بازار دن میں سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسری سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے سمک سے کہا دشمن دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلبان کو تیار کر رہے ہیں سمک نے فیرنگے دریافت کیا ایک کے منہ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شیخون مارنا منظور ہو جاتے ہیں مسلمانوں کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم میں آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شیخون آیا جا رہا ہے تیاری ہو رہی ہے یہ لشکر رستم نے آستینیں چڑھائیں اور بقیہ غصہ تیرہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کر دین رستم مانع ہوئے فرمایا ای سمک انشا اللہ بیرون لشکر انکو روکنا ساحرون کو خبر نہ تو بہتر ہے قضاے کار ملک شہرت لیٹے لیٹے گھبراہٹ کنیزوں سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلایہ پر کیا کر رہے ہیں کنیزین آئیں اور اگر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسری سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ رہے ہیں کنیزوں نے سمک سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ دشمن سے شیخون آنے کو وہ لوگ تیار ہیں کر رہے ہیں کنیزین بھاگین ملک شہرت سے آکر ذکر کیا کہ یہ خبر لشکر گھبراہٹیں تلج پہنچے ہوئے باہر نکلیں سب سرداران ساحر اپنے اپنے خیموں سے نکل آئے حملال و آفتاب نے بڑھ کر عرض کی اس وقت حضور خلافت وقت کیوں بارگاہ سے نکلیں جو حکم ہو غلامان جانا باز بجا آئیں ملک نے گھبرا کر جواب دیا آقا آفتاب ہم کیسے بادشاہ میں تم کیسے رفیق لشکر دشمن میں تیاری شیخون کی ہو رہی ہے اس طرح آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیریں ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہو گا کہ آندھی سیاہ مٹھی ہو یا کہ وہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلا سے ناگمانی کے روکتے کو خود وہ اکیلے کھڑے ہیں سحر و ساحری سے بالکل نابالہ ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کے فوج دشمن کو روکیں گے

افتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا باقتیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو سکا رون کا عجیب حال ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہاں آکر ملکہ شہرت بہوین رستم نے پوچھا اس وقت حضور نے کیوں تکلیف کی شہرت نے کہا جہنم جہاں کہ لشکر دشمن آوارہ شبنون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت میں حاضر ہوئے سرداران خیر خواہ ایسی خبر دشت اثر شکر کب تامل کرتے ہیں جس وقت جسے خبر ملی وہ حاضر ہوا میں نے کسی کو بلا نہیں رستم نے کہا ملکہ چارے قبلہ دیکھ کا یہ دستور ہو کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہیں رکھتے میں یہ سنگ نہ گوارا کروں گا آپ لوگ پلٹ جائیں ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہو خواہ آپ آزار دہ ہوں رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبنون کا آزار دہ کرے دیکھنا کیسا شکر رکھتے ہیں فیملگوش کو خبر ہو سچی کہ شکر تیار ہو حضور آدین تو سب چیلین فیملگوش باہر نکلا سیاہ رہ عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہوں گے عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ میں لیے کھڑے ہیں اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہو جسے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا تو جہنم سب تیار ہو گئیں ہر غول میں یہ ہی جہنم جہنم کہ لشکر دشمن اگر شبنون آئیگا تو ان بیچاروں کو بھانگے رستم نے لیگا سیاہ روئے دیکھا دمبہم فوجیں جمع ہوتی جاتی ہیں رستم منع کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے کیوں تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہیں اپنے آقا کو کچھ جواب نہیں دیتے سیاہ روئے بڑھ کر دیکھ کر پلٹا آکر فیملگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آوارہ بہ جنگ ہو کیا کہیں کہ کیسی نیاری ہو آپ لوگ جا کر بہت محبوب ہونگے شاکت کھا کے بلٹین گئے تین یا چار لاکھ جو ان مسلح ہو کر باس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خفاں میں لائینگے یہ شکر فیملگوش فیما سوار نے یہ حکم دیا پارو کمر کھولڈا نوا اپنے اپنے مقام پر جا کر آواز کل میدان میں مقابلہ کر کے پس پسند آ دیکھا جائیگا یہ کیسے فیملگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا آخر رستم وقت نماز پڑھنے کے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان میں آکر ٹھہرے سوار ہو کر چلے آدھر سے فیملگوش مع فوج مذکور بڑے کروڑوں میدان میں آیا صفیں جمائیں نقیب نقابت کیسے بٹھے کر اکتیون نے بڑھ کر اشعار پڑھے۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل کسی اس بزم میں روشن ہوئی شمعِ قبال وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخلِ ماتم یسے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج اُنکے غما ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں	نہ سکندر ہونہ آئینہ حیرت افزا کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگِ درا جس کو گل کر نہ گئی جنبش دامنِ قضا ٹھٹھکی سانسین پھرے جسکے لیے جہا کفِ افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا جسکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے بر پا اسی مہیمانِ عدم حال کو کپا گذرا
--	--

یہ اشعار پڑھ کر جو حکایت بہتہ فیہلکوش نے طرفِ بائیں کے دیکھا مینوش فیاسوار نے ہاتھی اپنا
بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیہلکوش نے حکم دیا دی برادر مینوش رستم کو لکارنا مینوش
میدان میں آیا آکے سلحشوری دکھائی بیکار کرکڑا ددی طلسم کشا کہان میں منم مینوش فیاسوار
انکی جرات دیکھنا چاہتا ہوں رستم نے مرکبِ صفت سے نکالا سردار سب قدموں سے لپٹ گئے
کہا دی شہر یار آپ اس دیو خصال کے مقابلے میں جاتے ہیں غلاموں کو حکم ہوا قتابِ فلک سے
قدموں پر گرے تاہو رستم نے کہا دی برادر وہ میرا نام لیکر بیکار تاہو ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون ہو چکا
نام لیکر بیکار سے وہ جائے شہرت کی بیتیاری سرداروں سے کہتی ہیں صاحبو انکو روکو اس دیو خصال
کے مقابلے میں جاتے ہیں خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے
فرمایا ای ملکہ عالم تمسے رخت ہوتے ہیں وہ بیجا ہمارا نام لیکر بیکار رہا ہو شہرت کا دل بھرا ہوا
تھا رستم نے رخت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار روئے لکین رستم نے کہا ملکہ گھوڑا
میں اس بیجا کے داغ سے غور نہ کالے دیتا ہوں قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی
کو مار لیتے ہیں اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہو ملکہ نے ناچار ہو کر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو
برزگانِ دین ہیں انکی حفاظت میں آیکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مظہر و منصور کرے
رستم نے مرکبِ عربی کو پھیرا استرالا کہو و فرنگی آج کل بیجا ہو اور مرکبِ عربی بر سوار ہیں گھوڑا
طرار سے بھر کے چلا کلاہان مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

ہوئے مینوش صورت زیبا دیکھ کر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشتہ اور کیس کو بھیجا
تم خود ہی میرے مقابلے میں آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تم کو میرے ہاتھ سے بچاتا رہتم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کہ اس قدر نہ بھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہو ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے کھل گیا
مینوش نے خاصی سے گزرا اٹھا کر کہا اے طلسم کشتہ اگر اس گرز کو بہاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں
انسان کی کیا حقیقت ہو ملک شہرت نے جو گز ہاتھ میں مینوش کے دیکھا بتاب ہو گئیں کینروں سے کیا
صاحبو دعا مانگو یہ غم یار اگر مقابلے میں اس نامور کے نہ ہوتا تو میں سحر کرتی کہ ہاتھ اس کا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکیں گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملک عالم آپ
نہ گھبرا ئے ایسے بہت بہلاؤن کو رستم نے مارا ہوا شاہراہ فزون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق زور
انکے رگ دریشے میں بغیر سحرائی مثل رو بادہ انکے پیشے میں دیکھے ملاحظہ کیجئے ملک کا قلب کا نب رہا ہو
مینوش نے دوستی گزرا مارا رستم نے گزرا بنا اٹھا کر چہرے کی بناہ کیا اگر مینوش جو اگر گز رستم پر
پڑا تڑا قے کی آواز سے سارا جنگل بل گیا ملک تو بقیہ رہ ہو گئیں کلیجہ پڑ لیا یہاں جو سمک پلائی
نے دیکھا کہ تنق گرد میں رستم چھپے جھاگل میں بانی لیکن بیچ میں گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہیں اور مینوش غریب گز رہا ہو کہ اب ہڈی تک رستم کی
نہیلیں مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں ابھی ہوئی معلوم ہوتی
ہیں مگر گھوڑے کی کڑیاں ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منہ پر پانی کا چھنٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہو رستم نے چاہا گھوڑے
بڑھاؤں سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زلیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے ٹوکر کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے ملک نے بیقرار ہو کر فرمایا
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہیں میں سحر کرتی ہوں کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی ہو قوتی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں آفتاب نے کہا اے ملک عالم نہ گھبرا ئے رستم کے زور کو

دیکھ کر رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے
 رخصتا دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جھانے لعلہ تکبیر لکے کہ مارا مع زخم سے گردن ہاتھی کی
 گھسیٹ لی ہاتھی نے سچخ کھا یا مینوش کے ہوش اڑنے مینوش کا نشہ اتر گیا ہاتھی سے کو دا
 رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لیٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں مینوش
 نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہو جان بجاؤں مگر خیال ہو کہ جان
 نہیں بچگی دن بھر رستم سے رطاشام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہ اورو طاسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں
 کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کرو دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گیت سے پروا
 ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آیا نیک گشت نے پوچھا اے برادر طاسم کشا کو رو میں کیسا پایا مینوش
 کا اپنے لگا کہا اے برادر سارا نشہ جرات اتر گیا رگ وریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا ہو کسی فن میں
 کمی نہیں میں سمجھتا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا مگر کشتی میں بھی پیچہ نہ قابض ہو آخر میں اپنی
 جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیل گشت نے
 بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلا لیا کہا اے سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کتے پھرتے
 ہیں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہنچاؤ
 اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے پکڑے لانا ہوں ہر چند کہ عیسا
 طاسم کشا کا فرزند تھو ہو مگر میرے سامنے کیا مجال ہو کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤں گا
 یہ کیلک سیاہ رو نے بانہا عیاری جسم برآر استہ کیے طرف لشکر طاسم کشا کے چلا صحرا کو طو
 کر کے لشکر طاسم کشا میں پہنچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا
 پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آؤ پکڑ کے نقب لگانے لگا سبک طلا یہ
 پھیر رہا تھا طلا یہ پھرتے پھرتے گھبرا یا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار میں قریب انبار کے
 جو دیکھا تو ٹھہرہ نقب کا آداب سبک سو چاک اگر میں نقب میں گیا تو عیاری بھاگ کر نکل جائیگا میں
 اسی مقام پر ٹھہروں بہتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا یہ آساں گرفتار کروں گا سبک فوعلقہ ہاسے کن
 لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے ٹھہرہ نقب کا بارگاہ میں آکر کوڑا یہ قاعدہ مقرر ہی رستم کو
 بیہوش کیا بہتارہ باندھ کر پشت پر لگا یا نقب میں کو دا نصف نقب میں آکر سوچا کہ اے

سیاہ رو شاید اتنے عرصے میں کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے بٹھا اور طرف اگر کوئی شروع
کیا ایک نخل کے نیچے ہرہ نقب کا اگر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ ٹھہرے اول پر ایک عیار حلقہ اسے
کنڈیلے بیٹھا ہی بہت خوش ہو اسی میں کہتا ہی یہ غنایت خداوندات و منات ہی از وقتہ بر
ہفت پیک کو بیچ میں نقب کے دل دھڑکا میں خوب اس طرف نکل آیا اگر ادھر جاتا ہے شک اگر فقا
ہوتا جان بیا نا دشوار ہوتا یہ سوچ کر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سیک کہ جب یہاں عرصہ گزرا تو
سوچا کہ ایسے عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچ کر نقب میں کوئی بھیج چکا تا وہ
بارگاہ میں جو آیا یلنگ پر آقا کو نہ پایا سہاک گھر گیا پھر نقب میں بچا نہ بیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اسنے نقب رنگائی جی میں کہتا ہو ایسے حقیقت میں بڑا خوشیار تھا گو یا کسی نے
کہہ یا اسی نقب میں چلا ٹھہرے سے آکر نکلا صحر کار رستہ طو کرتا ہوا چلا دوسرے دیکھا کہ ایک عیار
بشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی سہاک جھٹا جب تک سہاک پہنچے جب تک سیاح
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز رنگ کی خوشی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھتا ہوا
بشتارہ بدوش آتا ہو آواز دی کہ ای بار و فادار خیر بار و باہ عیار نے آواز دی ایک ملازم ہمیشہ شیر پختہ
نگرا ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصہ کیا کہ قریب پہنچے
کے پہونچن کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خیز گزرا نخل بلا سے ناگہانی ہو گیا اور بیٹھ کر کچھ مارا کہ
دونوں بائوں سیاہ رو عیار کے اڑ گئے سیاہ رو گرا اس عیار طرار نے نخل بھلی کے چمک کر بشتارہ لیا اور دو
برنگا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی اسے بار داس عیار کو لیتا میرے عیار کو مارے جاتا ہو اور
بشتارہ طلسم کشا کا بیت جاتا ہی چار سمت سے ملازم دوڑے ہوتے سہاک کو جاواریں مارنے لگے سہاک
نے ایک جست کی ایک دھت کے نیچے ٹھہرا بشتارہ دوش سے تارا ایک شمشک پر رکھ کر باب
دافع دار سے یہ دوشی رستم بہار ویا اور گر بھر کر رٹنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون میں
چور چور ہو رہا ہے اپنی کہ کنڈیلے میں بندھا ہوا پایا رستم نے کنڈیلے توڑیں ٹھہر کر کے اڑ گئے ٹھہر کر رستم
ارشد واداد میر عیب کیست علمشاہ جو رستم نقب و دیگر علم شاہ رومی شہر فیل قدر کہ رخت مرقی
انگنہ شور و سہاک نے نیچے ہاتھ میں رستم کے دیا ٹھہر رٹنے لگے سپاہیوں کو مار کر پھا لیا جو ہو ایوں
اپنی بارگاہ میں پڑا سو رہا تھا ہار ٹھہر کر چھوٹا ہوا نکلا دیکھا رستم دربارگاہ پر پڑا ہے میں تلوار لیکر دوڑا تو

رستم کے بہو بچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا بچو گامکار پشت پر سے ہاتھ مارتا تو
 رستم نے قصد کیا بلٹون مگر تیغ اسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوئے لیکن زخم کھا کر تیرا بدل گئے مینوش
 پر جا پڑے اسنے تلوار چکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی بیچ پر مارا کہ لٹھے
 کا لٹھ کر اسمک تو گرد پھرنے لگا رستم کو دیکھ جاتی پریڈوش کی سوار ہوئے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
 پاوش کی گرد شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اسنے جاب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
 اٹھ کر ایک پانوں دونوں پانوں سے دایا اور ایک پانوں دونوں ہاتھوں سے بکڑ کر ایک بکڑا مینوش
 کو سامنے فیلگوش کے مثل کر پاس کنہ چکر بھینک دیا آنکھوں کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا گیا لگا کر
 آواز دی او رستم غصب کیا میری آنکھوں کے سامنے میرے بھائی کو حیرا میں دخل نہ دیتا مگر اب
 نہ جانے دو گنا زندہ نہ چھوڑو نگاہ کیلئے تیغ برق زانیاں سے کھینچا گو یا از دہ غار سے بل کر کے نکلا
 جوڑا تیغ جو ان طاقت دار تیغ ننگہ دار سر سے رستم کے خون پر رہا ہو کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
 قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال میں کہ سر زخمی قطرات خون روئے زیبا پر بہ رہے ہیں
 کلائی پر ہاتھ ڈال دیا رکھ کر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بھل زمین پر آیا جہاں طرف سے نامردوں نے
 جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جانا ہو کہتا ہو کہ یارو
 بڑی غیرت کی بات ہو کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا
 جیٹ ہو کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر بلٹین رسالے آتے جاتے ہیں بعض
 نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھ کر جا ہا رستم کو سونڈ میں لپیٹون رستم نے
 دونوں ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا وصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
 ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ میں ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ مقام کر کہہ مارا مع زخمی
 گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی کئی فیل سوار رستم نے
 جو بمر دی مارے کا فون کے جسم میں تھر تھری بڑ گئی مگر چالیس ہزار نامرد ہیں لینا لینا کر رہے ہیں
 بیچ میں رستم مثل شیر خرم آلود کبھی داسنے پر جا پڑے کبھی بائیں پر کبھی رو برو کبھی پشت پر سیکڑوں
 لاسنے پڑے لوٹ رہے ہیں کہ ایک طرف سے داسنے کی آواز آئی دیکھا ملک شہرت نیچہ ہاتھ میں
 جھولی بائیں ہاتھ پر گونے ماتی ہوئی آتی ہیں ایک طرف آفتاب فلک سیرا اور ایک طرف

حملال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہاں ہاں اے ملکہ عالم سحر کننا
 حملال اور آفتاب توڑ گئے مگر ملکہ نہ رکیں فیلگو ش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے ہسکی گردن کی لٹکار کر
 کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہو کچھ تجھ کو خیال جرات نہیں ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگو ش کا
 اڑ گیا فیلگو ش کا مرنے کا فریاد بھاگے آفتاب و حملال رٹتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی اے
 شہر یار کھوٹے پر سوار ہو جیسے جو وقت ہم لوگوں نے خبر سنی تاب رہی یہ مکاریوں مکاری کرتے
 ہیں مگر حضور سمک نے کیا جرات کی ہر رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمر وہین کہ ہمیشہ خواجہ عمر نے قبلہ
 کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافروں کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے
 ہیں جب چاہ الماس میں صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمر وہی ساتھ تھے حمد بن سلمہ حاجی
 دختر دامہ کو مارا ہو تو چاہ الماس کی زمین کا بیتی تھی اور دربار میں دامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمر وہ
 نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دامہ کا مارنا عمر وہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھ کر اسکو دھنسل
 دھیل کیا صاحبقران اس جنگ میں غائب ہو گئے تھے خواجہ عمر و اشقر پر صاحبقران مور کے
 سوار ہوئے اور جنگ مفلو یہ کو سنبھالا کہ جسمین بانیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر
 لائے اور صاحبقران کی تلاش میں مصروف ہوئے یہ اُن کا فرزند دلہند ہو کسی جرات میں کب بند
 ہو اب مال و اسباب کا فروں کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن
 فتح ترتیب دیا اس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے نام لشکر میں نشانی
 جا بجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر بلیج ہو رہا ہر سب نے سمک سے کہا کہ اے ہمترو الا کہ آج
 اس جلسے میں تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک پہنچے
 آکر بیٹھے سازندون نے ساز لائے اور سمک نے پیغزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادہ سودا اُترا	شکر ہو خنجر قاتل کا قفسا اُترا
اسقدر اپنے ایم اشک نے کی موج ہوا	آخر کار لہڑ سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے داؤدا	جل کے جن تجھے ناسی آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کس طرح سے ہو بچ فرق	درد سر ہوتا ہی جب تشہد صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے جھوٹا ہے	خون تری آنکھوں میں اے بیل شیدا اُترا

اس محفل میں عجب ہنگامہ ہو سب سردار سہک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اس
 مقام پر بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چلی دیکھا کیل جادو آنکھوں میں آنسو پھرے ہوئے نمایاں ہوئی
 آگے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کیل نے رو رو کر حال شہر کا بیان کیا کہا حضور دیکھو
 اب فلاں کیا دکھائے محیط حال پر کیل کے افسوس کر رہی ہو کہ ایک طرف سے رونے بیٹھنے کی آواز
 آئی محیط و کیل نے دیکھا کہ ہزار ہا باقی بچتین انکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے ہیں
 اور کئی ہزار جو ان ایک لاش میں لیٹے ہوئے رونے بیٹھنے چلے آتے ہیں محیط نے کینڑوں کو اشارہ
 کیا زار دریافت تو کر دیکھا لشکر شکست خوردہ ہو لاش کیل کے لیے جلتے ہیں کینڑوں گینوں اور سکو
 لیکر کے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیل سوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آگے پاس
 فریادی آتے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہمسکو بھاگتے گزرتے ہیں محیط نے پوچھا آخستہ
 فیلگوش کو کس نے مارا کینڑوں نے کہا بی کیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ فیلگوش کا
 آٹا گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی
 مینوش کے چھوٹ گئے پھر ٹسے آکر اپنے بھائی کو ترشید دی کہ عیار کو بھیر کر طلسم کشا کو کھڑے کر دے
 عیار گیا اور طلسم کو کھڑے لا عیار اٹکا نہ ساحر دن سے بندہ پہلو انوں سے اُسٹا کر گاسٹے فیلگوش
 کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصہ کیا کہ بلوہ کرن عیار نے سردار کو
 ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اور کیل بڑی دلت کی بات ہو اب طلسم کشا
 جو کوچ کئے ہوئے آتا ہو ساحر اس کے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی تنگ بھری وغیرہ دیکھ گین
 طلسم کشا کو لے آئینگی پاسے قصر لوح پہنچا ئینگی یہ تو بخیر ثابت ہو چکا کہ شیخ طلسم کشا ہر اگر طلسم
 حقیقی نہ ہوتا تو خود جانت بستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن گرانی کیل ایک ساحر ہیں
 آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہو اب ہسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر لشکر طلسم کشا کو پرانہ کرے
 کہ ایک سے ایک جا رہوئے طلسم کشا کے لیے دشت بیاقی باد پر گردی نصیب ہو گیا عجب ہو کہ
 اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کیل نے کہا آپ ہمارے افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ
 زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہو آپ ہی ہم سکو بچا ئینگی اگر طلسم کشا لوح گیا تو کون روک سکے گا آپ
 حصول لوح جو جاتا ہو شکست کھاتا ہو فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے حصول فیلگوش

قبضہ نہیں کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہہ کر آواز دی کہ او بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کیل نے دیکھا کہ زمین لٹخ ہوئی ایک ساحرہ مصیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوئے دو رنگین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھے پھوٹے پھوٹے گال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھین محبت کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تہا
موقوف ہوا اب میں دنیا کی ہوا کھاؤں محبت لے کر آیا ہوں بلند پرواز تمہاری ہوا کھانے کا وقت
آئی لیکن ایک بڑی مشکل ہو کہ طلسم کشا فرزند صاحب قرآن نقیب بہرہم پیل تن کشتہ قول
وہو پیل طلسم کشا کی آواز ہو در بندوں پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فبا سوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ابی مرتبہ شکار اگر صحرائے کیل میں اترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بلائے قصر کوچ
ہو گیا مینگے کا مہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوادو برج و ہفت کو اکب آٹھ پور رہتے ہیں وہ شہر
نیک و نیکو لیا گیا اگر کوچ طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی سقا بل نہ کر سکیگا او بلند پرواز ہو سکتا ہے
جا کہ طلسم کشا کو آوارہ کر دیا واری یہ تو میرا کام ہو دوستوں کو دشمن کرادوں طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہوں کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحرائے کیل سے ہزار منزل دور جو عاشق مجھے کوئی سامان
بھی نہیں چاہیے یہ دونوں رنگین کہ ہزاروں مردوں پر بھاری بین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہے
سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز جلی بیان طلسم کشا نے شکار جشن کیا صبح کو شکار ہون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لگے لگے آواز آئے کہ بھو بھوانی کی بیٹے لیکن رستم نے کہا ہم پر اسے
شکار چاہیئے آج قید سے پہر کو صحرائے میں جا کر شکار کھیلین کل اگر کوچ کرین سبک نے جلیہ قوال
جمع کیے ساتھ طلسم کشا کے آیا عرض کی او شہر یار سامان شکار تیار ہو کر دھوپ کی بڑی ترقی ہو کل
صبح کو تشریف لیا یہ آج قصد کبھی طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ تو زمین دل چاہتا ہو سبک
مجبور ہو کر فاش ہو اور ہر پڑھنے طلسم کشا سوار ہوئے واسطے شکار کے طرف صحرائے کیل رستم
تو صحرائے میں آکر شکار کھیلنے لگے لگے شہر کشت پریشی میں مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہیں
خارج و ملاکوں سے آیا ہو ملکہ خراج داخل خزانہ کر رہی ہیں کہ ایک کینز نے بڑھکر عرض کی درواز
پر سبک آواز ہو حضور کو بلانا ہو ملکہ شکار پر زمین سبک نے کہا اسی ملکہ ساتھ آپ کو طلسم کشا نے پایا
کہا ہوا در نہنگ بھری کو اشارے سے بلایا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ آؤ یہ کہ سبک بلایا گیا شہر

کو خوشی ہو کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہو جنگل میں خوب منگل ہو گا سنگ بھری کو بھی غریب
 دے رہی ہیں کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پیاس کنیزوں کو اور رنگ بھری کو ساتھ لیا
 طرف صحرانے کے یہ بھی روانہ ہوئیں ماہی سحر کو بڑا افسوس ہو کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلا یا میں
 نہ یاد کیا کنیزوں نے عرض کی دروازے پر ایک چوہدار آیا ہو ملکہ ماہی سحر جو باہر آئیں دیکھا
 یہ چوہدار رستم کے ساتھ کا ہو کہ رہا ہو کہ اسی ماہی سحر طلسم کشا نے تھیں بھی بلایا ہو ساتھ والیوں
 سے ہنس کر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے میں نقد ہو جاؤں کہ مجھ کو بھی صحرائیں یاد کیا ہو
 بی شہرت کو بڑا ناہو کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا میں کیا اُن سے مرتبے میں کم ہوں یہ کہنے کنیزوں
 کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزوں نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
 نے سو کنیزیں ساتھ لیں یہ بھی خدمت میں طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک میر گھرا رہا ہو
 کہ شاہزادہ صحرائیں اکیلا ہو ہر چند کہ ملکہ شہرت تشریف لے گئیں بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
 ہو کہ ہم ساتھ نہ ہوئے کہ خادموں نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک فتنہ سوار نامہ لیکر طلسم کشا
 کا آیا ہو آفتاب باہر نکل آیا فتنہ سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ میں آفتاب کے دیا آفتاب نے
 پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
 مقابلے کو بھیجے ہیں آفتاب اسی وقت دوسرے غلامان زرین مکر لیکر سوار ہوا خدمت رستم میں
 چلا حملال سرکش کو بڑا انتشار ہو کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئیں اُنکے بعد آفتاب بھی
 گیا ہکو آقا نے کیوں نہیں طلب فرمایا اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی اسی حملال دروازے
 پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہو آپکو طلب فرمایا ہو حملال ہٹا ہوا گیا اور حکم کیا کہ جس قدر ساحر و غیر ساحر
 ہماری بارگاہ میں موجود ہیں سب تیار ہوں سب تیار ہو کر حملال کے ساتھ ہوئے یہ بھی
 ایک سمت روانہ ہوئے حملال چلتے وقت کل لشکر سے کہنا گیا کہ سب تیار ہو کر ہمارے
 پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہیں اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہو سب تیار ہو کر چلے مگر اول رستم
 جو صحرائیں آئے نماز ظہرین پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوئے پھر بھر کامل شکار طائران ہوا کا
 کر کے فرمایا اسی سمک کوئی آہو دستیاب نہوا سمک نے دست بعد عرض کی کہ میں نے کہہ رکھا ہے
 بھیجے ہیں یہ ذکر تھا کہ دو کتوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ بیان سے تین کو س پر شکار

متعدد ہر رستم نے اس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو جو رہے ہیں رستم نے ایک آہو گھوڑا ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہو دن پر گھوڑے ڈال کر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے پہر بھر کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جا کر آہو جو کدو سی بھولا رستم نے تیرا را آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ مگر حیران ہو کر اچھی بات پر اترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از سر نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب کھل گیا رستم نخل کے سائے میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسبہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہو نظم

حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
نہیں ہوتی ہو مکافات عمل انسان کے
الفٹ اللہ کو کس مرتبہ ہو انسان سے
کبھی سبیل سے اُجھتا ہوں کبھی بیکان سے
بانوں اُٹھتا نہیں اس اثر کو دوران سے

کام آخر ہوا اپنا صنف مٹرگان سے
وصل کے بعد کھلا ہوا غم بھران سے
جیت ہو خاک کا بیتا نکرے یاد اسکو
باغ میں زلف و خط یار ہو یا آماجنا
گردش سخت ہو یا گردش پر کار آتش

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی پڑھ کر رو رہا ہو کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اٹھے طرف آوار کے چلے چند نخل طرے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جس میں برگ و شاخ کا پتہ نہیں اُس کے نیچے ایک جوان خوش و خوشتر تاج ڈھلکا ہوا اگر سیاں پھٹا ہوا اُنھ پر خاک دامن و گر سیاں جاک جاک رو رہا اشعار نہ کو رہا ہو رستم حال زار اس جوان کا دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اتر کر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کو میں وہ جوان اور رونے لگا کہا اے شہر بار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا حقے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سب کا علاج بھی تعلیم فرمایا ہو تو بیدل ہندو جم بدل و جان کو شش کرینگے جو ان نے پوچھا ابکان نام نامی اسم گرامی کیا ہو رستم نے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں قنق طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قد مون پر گڑیا کہا کیا عجب ہو کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے اُنھوں نے یہ بتایا تھا کہ قنق طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدد ملے دلی حاصل ہو گا یہ کمر عرض کی اے شہر بار باپ بڑا سالم نیزہ بان ہو غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک تیرا رہا ہوں حتیٰ کہ گھر بار چھوڑنا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے یہاں ہو کہ اُسکو وہ بے ستون کہتے ہیں

وہاں ایک قزاق رہتا ہو کہ اُس نے راستہ بند کر دیا ہو جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہو اور بالاکوہ
 چلا جاتا ہو ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہو اکثر بادشاہوں کی ارسالین لوٹتیں بادشاہوں نے اگر
 گھبرا کر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہو بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نہ کر کے آخر
 ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
 عقب مین اُس آہوے کے ایک نقابدار بادلوں میں آیا مجھے تکرار کر کے لگا کہ میرا شکار کیوں تو نے مارا مین نے
 جواب سخت دیا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
 مگر اُسکو اٹھا لیا نہ نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکڑہر ہٹا اور چاند نکل آیا
 اُس معشوق خبر کو دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں مین رعشہ آیا غش کھا کے گرا وہ نادرین بھی چھپرے ہوئی
 سر میرا اٹھا کر اُلو پر رکھا گردوغبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسے نام اپنا قتال
 عنبرین ہوتا یا مین اُس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ صبح اُسے گرد آؤی وہی قزاق یکا یک شکار کھینچا
 آیا بیڑی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کر کے ملازمن کے والے کر دیا مجھے کہہ کہ تو تاجدار ہو اگر خواہاں وصل کا
 میری دسترس ہو تو شکر لیکر اگر مجھکو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دین مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پڑا
 تھا اپنے ملک مین آیا سپاہ پر گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کر کے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین
 جا کر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اتر آئیں مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
 مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُس نے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اُسکا کہہ جا
 کہی ایسا ارادہ نہ کرنا مین رونا پھٹتا اپنے غلے مین آیا حمینوں بیمار پڑا ہوا ایک شب کو خواب مین دیکھا
 کہ فلان صحران جا کر مسکن کر فرزند صاحبقران وہاں تشریف لائے تیرے کفیل ہونگے شکر ہو کہ
 آج قدیمون تک پہونچا میری دست گیری فرمائیے معشوق سے مجھکو ملائیے وہ قید ہو مین آوارہ رہا
 ادیار رستم نے سر پہنے سے لگا پا دیا کہ اسی سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
 پہونچاؤنگا گردوغبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتیں کر رہا ہو کہ صبح اُسے گرد آؤی دیکھا
 کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار نشست پر ہس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہ مین خیمہ لگے
 ہوئے ہمراہ اگر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھنے لگے سے لگا لیا کہ اسی فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہوں
 سلیم نے کہا اسی آپ آج باعث خوشی کا یہ ہو کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو قہار نے پہونچا یا معشوق نے کا

اقرار فرماتے ہیں، امید قوی ہو کہ انشاء اللہ معشوق ملے میں تو دین اسلام میں آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ میں آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہو کر طرف کو بے ستون کے چلے مفتون قراق کاروان لوٹ کر آیا ہو زیر کوہ اُترتا ہوا ہی مال جو لوٹ کر لایا بالاسے کوہ بھیج رہا ہو کہ ہر کارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہو مفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہو اب کس بھروسے پر آتا ہو ہر کارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحب قرآن کو لیکر آتا ہو مفتون نے کہا میں تو خواہاں تھا کہ طلمس کشا میرے مقابلے کو آئے میں اُسے گرفتار کر کے خدمت خداوند میں بھیجوں یہ کہہ کر مفتون ماہر کل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار بیت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہو قراق اُسکے کہہ رہے ہیں اگر حکم دیجیے تو لشکر میں گھس پڑیں مال لوٹ لیں طلمس کشا کو گرفتار کر کے لائیں شام کو مفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والوں سے کہ رہا ہو یار و طلمس کشا نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا پہلوانوں سے سرحد طلمس خالی ہو گئی طلمس کشا نہایت بہادر ہو اب صبح کو میدان میں دیکھا جا رہا تھا جب رستم نے خبر سنی کہ مفتون قراق نے طبل جنگی بجوایا یہاں بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیار ہونے لگے جاہل رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیرۂ خطوط شاعری ہاتھ میں لہانینہ ضیا کو حائل کر کے تو سن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے مفتون میدان میں غرور کرتا ہوا نکلا بکار آواز دی ہو طلمس کشا میں بھٹا راستا ہوں یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے میں آئے طلمس کشا نے مرکب بادر قرار چمکایا قضاے کار بالاسے کوہ جو قلعہ ہو بیٹی اسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اسے کنیزوں سے کہا ذرا اچھکوا کر دو کہ میں دیکھوں آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہو کنیزوں نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھا یا رستم گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہیں کہ نگاہ قتال بحرین موکی جمال بے مثال رستم پر بڑی دیکھا کہ شمشیر نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہو مفتون نے چو شانزادے کو آتے ہوئے دیکھا رعب و دبیر دیکھ کر حیران جمال جو دیار ہو گئیٹے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا اے شہر یار میں درت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر سے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میں بھلا ہوں و خیر میری آپ کی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے شوب کیجیے یہ کہہ کر قدموں کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو تارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھ کر جیدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کر کے بارگاہ میں لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو و قتال نے دیکھا بیقرار ہو گئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خوابان ترے ہر رنگ میں ایو یار ہمیں تھے	یوسف تھا اگر تو خرم دیا ہمیں تھے
میداد کے محفل میں سزاوار ہمیں تھے	تقصیر کیسی ہو گنہگار ہمیں تھے
وعدہ تھا ہمیں سے لب ہام نے کا ہوتا	سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمیں تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا	اک خاک میں ملتے دم رفتار ہمیں تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے پائے	الطاف و عنایت کے سزاوار ہمیں تھے

یہ اپنی آنکھوں سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ میں باپ کی آیا کنیزوں کو حکم دیا دریافت کر دو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑیں سلیم جو بارگاہ میں لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترجیح فوشوئی سینے پر سلیم کے لگا جاوے رستم نے حکم دیا ترجیح فوشوئی آیا سینے پر سلیم کے لگا یا سلیم شل گل کے شگفتہ ہو گیا صدر سے سبایا بلند ہوئی رستم نے کہا ایو مفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استوار کر لیکن تم اپنے بھائی پر رہو یوں شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ میں تشریف رکھیے غلام چاہتا ہوں جو کچھ چچہ آتش ذرہ ہمدرد کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا ملائے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ میں بھیروین اور ہی ہو مفتون مصروف خدمت ہو کہ ایک فراق دورا ہوا آیا اور مفتون کے کان میں کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہو گئی رستم نے پوچھا کیوں او مفتون اس وقت کیا ساتھ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہو عرض کی او شہر یار میں نے بادشاہ کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اس طرف سے رستم بالکل بند کر دیا کیوس تا جدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہو اسکی ارسال ادھر سے نکلی میں نے خواہ لوٹ لیا اُسنے آ کے گھیرا ایک عیشہ برابر وہ اتر آیا مگر میرا کچھ نکر سکا میں بلا سے کوہ قلعہ میں تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زبردست کوہ میں نے جشن کیا ہو میں لاکھ فوج سے آگیا اب بہار کے رہتے روک رہا ہوں کہ بڑا پڑ پڑھ جاؤں تو ای شہر یار سب راستے توڑ گئے پہرے اُسنے بٹھا دیے ایک گھالی روکنے کو بانی ہو کہ ایک سوار

مع مرکب جاسکتا ہو پس حضور بالا سے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا اے مفتون تم اس وقت تیرا ساتھ بھڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صفت شکن تیغ زن ہیں مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہو اسکے ہمراہ چارسی پہلوان ہیں ایک ایک بے مثل بے نظیر فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق کیونکہ عرض کروں کہ حضور اُس سے مقابلہ کریں رستم نے کہا میدان میں دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو خبردار جھجھ بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی تنظیم میں فرق نہ آنے پائے مفتون کا بپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والوں سے اشارے کرتا ہوا رو تھارے خیال میں آتا ہو کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری ہوتی ہو اسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش فوف بستم سے کچھ کہ نہیں سکتا کینزدون نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین ہو کو سنانی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئیں کتنی تھین میں خود جاؤ گی جان اپنی قدم اقدیس طلسم کشا پر تشار کر دنگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دنگی لیکن کیوں تاجدار ان نظام کوہ کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ اے مفتون اب کہاں جاؤ گے میں نے خیر تمھارے جشن کی ملازمنوں سے پائی خود تکلیف کی سنا ہو کہ طلسم کشا کو تھنے گھر میں اپنے جگہ دی خداوند نے جواب میں آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لے آ کر دو مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر بہاڑ پر چلا جاتا ہو اب دیکھو نہ بہاڑ پر کیونکر چلتے ہو میں نے سب راستے روک دیے اب بالا سے کوہ نہ جاسکو گے میں نے سب جگہ پیرے بٹھا دیے ہیں یہاں مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ اے برادر تم کو تو اسنے گھیرا ہے اور ہم بالا سے کوہ چلے جائیں اپنی خان بچائیں یہاں کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا ہو چکا تو نوادش طبل کو حکم دیا نقارہ رزمی گڑا گڑا یا ہر کاروں نے مفتون کو خبر ہو چنائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہو اُس طرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو کھرا دینا مگر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بچے مفتون نے کہا اے شہزادہ میں مقابلے میں کیوس کے منہ باندھ لگا مگر رات کو کھنل بلی ڈال دنگا رستم نے کہا اے بہادر یہ تو جرات خلافت ہو ہم یہ حکم نہ دینگے جس طرح طبل جنگی بجا ہو اُسی طرح مقابلہ بھی ہو گا مفتون نے کہا اے شہزادہ انصاف شرط ہو فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لا جواب چارسی پہلوان افسر و بھانگنا نہیں جانتے

فوج کو کیسا لڑائی میں کارزار سے قدم اٹھانے کیسا محرکہ پڑ گیا ہر ایک افسر سپاہی نامی اور نام آور خود فوج سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق جسوت تالوار پکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی کھڑائیگا صرف بارہ ہزار فراق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہیں لہذا شب کو بطور شجوں کرینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھائیٹوں پر تلوار چلیگی اگر ہمارے بیٹے پکڑ لیا تو بھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو گھائیٹوں پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہو رستم نے کہا یہ سب تدبیریں بیکار ہیں صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار میں کیا گاترتی ہو مشکل رستم نے مفتوں کو سمجھایا فرمایا او برادر ہمارے بعد تلو اختیار ہو اگر کیوس کو اپنی جرات و شوکت پر بڑا دعویٰ ہو تو ہم اسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اس کے کیا گاترتی ہو مفتوں کی بقیراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکبار می فرماتی ہیں صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادہ حرب و پیکار ہو اور یہ جانتے ہیں کہ کیوس بلاے روزگار ہو کہ اس سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس اقلیم میں تو کوئی ایسا نہیں کہ اس کو جواب دے یہ انسان ہیں وہ دیو جو اس کے مقابلہ کو رستم فرماتے ہیں مرث انکا تھا خاصے جرات ہو جب ان کے دشمنوں پر سختی پڑی خدا بخو استہ اس دشمن کے ہاتھ سے انکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم ہوسے پہونچا ہو بادی کوہ کا ارادہ کر گیا اور باعث خرابی یہ ہو کہ میرے حسن کا اس اقلیم میں شہرہ ہو اب کو فراق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہیں کیا وہ ضرور محل میں آنے کا ارادہ کر گیا پھر میرا زندہ رہنا پیکار ہو اس کے آنے سے پہلے اپنی جان دو لگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہو کہ سلیم اور سلم کے نام کا دشمن ہو نہیں معلوم باپ بیٹوں کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھے دیکھا جائیگا کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

مفتوں آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوا	مکان نہیں کہ سر و گلستان سے دور ہوں
قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہو مجھے	میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہوں
یار بڑا ہوا آخر بخت سپاہ کا	اس چاندنی میں ہم رہتا بیاں سے دور ہوں
ای شخص ناگوار ہو پانی کا بھی سلوک	ہمتو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہوں
آتش غم حسین میں روئس رہا ہو کیا	سحرین کی سحرین نامہ عصیان سے دور ہوں

کنیزین عرض کر رہی ہیں حضورؐ نے گھبراہٹ میں وہ اپنے زمانے کے رستم بن صد ہا ملک فتح کیے ہیں
 طالعہ میں ہنگامہ برپا ہو چکا ہے بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہیں کچھ
 سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہے جب کنیزوں نے بہت سمجھایا بلکہ نے سجادہ بچھایا دعائیں مانگنے لگیں
 کہ اے خالق بے نیاز دایرب کار ساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا میں سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت
 سے دیکھوں کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہو
 اندر ہا ہر مردن میں عورتوں میں ہر خرد کلان کو زرد ہو کہ دیکھیں کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
 ہنگامہ میں بسر ہوئی جبکہ جلا و زرین پوش خنجر ضیا و شعل ہاتھ میں لیکر بالاسے جھج لبر جہدی آیا
 تمام میدان فوری اور شور ہوا رستم مفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوئے سامنے دریائے فوج کیوس
 موج مارتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست
 ایک ایک بادہ کبر و نخوت سے مست ہی ارادہ ہو کہ ان سب پر جا پڑیں فراقون کو گھیر کر ماریں سب
 سردار اُبلے ہوئے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کھتا ہو اُس فراق نالائق نے بڑے
 بڑے رنج و ملال دیے اس کو فرسے کیوس میدان میں آکر ہو نجا جا نہیں سے عقین آ رہا ہے
 ہوئیں ادھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار فراق مفتون کا اُس وقت بھی یہی قصہ آ رہا
 کہ میں فوج پر کیوس کی جا پڑوں لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاسے کوہ ہو نجاؤں نہایت چست و چالاک ہو
 نگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہے کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہیں معلوم ہوتا رستم دہرام
 فرما نے ہیں اے مفتون گھبراؤ نہیں دیکھو کیا ہوتا ہے کوئی میدان میں آوے تو میں نکل کر جواب دوں
 تم انتشار نکر و جو دل میں قصہ ہو اسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکیں تو کیوس نے قصہ کیا کہ
 میں نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو میں کھڑا تھا اُس نے گینڈا اچھکایا بھائی سے
 اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث میں حیران ہوں رات بھر اسی فکر میں جاگا کہ مفتون کیس
 بھروسے پر ٹھہرا ہوں میں جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھے صلح کر لیا خزانہ جو میراث لیا ہو اگر وہ چھو
 تو میں اُسکے خون سے درگزدوں یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث
 نے کہا میں سمجھاؤ گا دیوث گینڈے کو چھکا نا ہو میدان میں آیا بکار کرنا وادی اسی مفتون کی
 دیکھتا ہے کہ ابر فوج کے گھر سے ہیں اگر شاہ کا لٹا ہو مال بھیر دے تو تیری جان کتنی ہی خوش ہو

دیکھ رہی ہو کنیزوں سے کہنے لگی جا کر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھر دین جان تو بچے اپنے گھر میں مہمان آیا ہوا ہو سلیم و سالم بھی موجود ہیں دیوث دیو ہو دیکھو تو کیسا غریب ہو میرا تو کہہ کر دل گھبراتا ہو مضمون شاعر کا یاد آتا ہے۔ نظم

ای پری ہن ترے دیدار کے خواہاں کتنے جور صباد سے کاشن ہوے ویراں کتنے اسطرح آؤں مجھے کامیاد آنے دینے رہے میں کا فردیندار سے یکساں مجھ کو کوچہ یار میں ای رہند بقول غافل	رہے ہیں آٹھ پر کوچے میں نالان کتنے آشیان چھوڑ گئے مرغ فوش الحان کتنے نئے نوکر ہوے ہن آپکے ویران کتنے کتنے ہندو مجھے کہتے ہیں مسلمان کتنے تشہ خون ہن مرے گبر و مسلمان کتنے
--	---

کنیزین کہتی ہیں واری دیکھو اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہو جیسے دیو شے بیکار کر کے کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہن مگر خزانہ دولت لیا ہو پھر دو اپنی جان کو غنیمت جانا تو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کروں خزانہ وہ اتنا رکھا ہو رستم نے کہا ای بڑا ابو خزانہ دینا خلاف ہو دیوث نے بیکار کر آ واری ای مفتون اگر مال نہیں بھرتے تو کیکو قتلے ہو دیکھو جیسے دیو شے نے یہ کہا رستم نے مرکب کو چھایا سلیم نے سلیم تاجدار کے آئے فرمایا ای شہریار اجازت میں ان مفتون تو گھوڑے سے کوہر قدموں سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونوں روئے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دینا ہو اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بجائی دیوث ہوا دھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب اب اجازت دین پھر تماشا دیکھیں کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہو تا حصار نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو منقہ و منقہ کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صفت سے نکالا مرکب بادیمیا کلا نیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار میں آیا دیوث نے جو رستم کو آتے دیکھا کہ وہ سپر کا لپکر برائے تگیاور چھا کوٹھے سے لگے یہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں کہ آپس کی تگیاور میں نیا مضمون ہوا سات قدم گھڑا دیوث کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملک نے کنیزوں سے کہا ظاہر تو خیر معلوم ہوتا ہو گھڑا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہن حذر انکو غالب کرے دیو شے

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانہ
 زہر میں رکھ رہے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھرتا ہو سیکڑ دن رستم کو نیزہ سے جسم پر دیوث
 کے لگائے لوگ پھبتیاں کہ رہے ہیں تختہ آہن پر شجرن کے نقطہ دیے ہیں دیوث عاجز ہو رہا
 ہو ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا شکر سے
 جست و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھ کر آواز دی اور رستم نیزہ بازی کھیل رہے
 مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اُسکے بھی دو ٹکڑے
 کیوں اب اپنے کو بچاؤ سچے ہتھیار رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھرتے ہیں تلوار
 کھینچ اسکا بھی وار سینے کے بعد اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہنے تلوار کا ہاتھ
 مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب جھکا یا خبردار خبردار کہنے
 تلوار کا ارا دیوث نے بھراست تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
 آپس میں ہکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کودے دیوث کہتا ہو اور رستم زور میں
 کیا کر گئے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ روگیا رستم نے کہا یہ وصلہ ہی رہا یگانہ دیوث کہتا ہو اور رستم
 کیوں نساوڑھاؤ مسفتوں سے کہہ کر خوار وادور رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جہنم میں صرف تھا
 اب تو لٹا دشوار ہو جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہک مارا کہ
 سر دیوث کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا
 دونوں شکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے مقام کر پٹنے میں سر اڑا یا ریل کرے دوڑے
 دیوث چاہتا ہو اپنے کو روکوں مگر وہ بڑا وقت ہو کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہو سر و ٹھکانا
 قسم ریل کہ دیوث کو لائے کیوس ایسے مقام پر کہ رہا ہو آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ بیٹھے
 چلے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہک مارا کہ دونوں گھٹنے دیوث کے آستانہ زمین ہو گئے
 رستم نے کر زمین ہاتھ مار کر زور کیا پہلے زور میں تابہ گھٹنے دوسرے زور میں تابہ سینہ اور تیسرے
 زور میں سر سے بانہ کیا دامنہ قدم آگے باہان قدم پیچھے جرج دیا کہ مثل طاؤس آلت بازی کے
 جرج کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چاروں ٹانے جت کر رستم کو دگر
 جھٹائی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کرو پوٹ لے لہول ہو کر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی میں سلمان نہ تو نگارستم نے سینے سے اٹھ کر ایک پانڈن دوڑان پانڈن سے دبایا
اور ایک پانڈن دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے میں سرین سے تابان دوہرے
جھٹکے میں مثل کر پاس کہنے دیوٹ کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی اور مغرور عقل و
فراست سے دو راب تو مقابلے میں آتیرا بھی یہی حال گردن مفتون کے فراقون نے صبر سے
احسنت و آفرین بلند کی کفار کسے شرمندہ ہوئے مگر کیوس کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانڈن رکات میں
ایک خاندین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا سیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تادوڑ
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو کھٹا مارا اور آواز دی کہ او مکار اس فراقون پر یہ مکاری
اور تیغ ہفت جو ہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سبر کو چہرے کی بناہ کیا گریغ ہفت جو ہر جھکا
جو گرا سبر کے دو ٹکڑے کیے سبر کو کاٹ کر خود کو کاٹنا دو اور تیغ کیوس کے بھی پہونچا سامنے
دستا نہ ملا تیغ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا نہ دلا
ہو گیا فوج والوں نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فرجاری سہیلان رستم پر آ پڑے رستم
تیغ جھکا کر تین لاکھ کا فروں پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا فراقون کو لیکر اگر اسلم و سلم بھی
فوج کو لیکر آ پڑے دونوں لشکر قتل کے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ پھڑ کر بالے
کوہ پہونچن پھر مجھ کا کئی نہ پالے مجا ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والوں نے اسکو
ہوا دار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوئے مصروف جنگ میں مگر یہ باعث زخم سر سے استفادہ
خون جاری ہوا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام میں کیا فرمایا اسی مرکب حسیل مجھ
لے کل گھوڑا رستم کو یک طرف صحر کے جلا ہر جذبہ شہزادہ بیہوش ہو کر کوئی فوج سے قریب
نہین آتا گھوڑا ایک شہزادے کو کھل گیا مفتون فراق و سلم و سلم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالے کوہ پہونچے وہاں جا کر مفتون نے بہاڑے سے بھر ڈھلکائے جو بلوہ
کر کے جاتا ہی وہ پتھروں کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
بیہوش آیا کہا بارو میں جانتا ہوں جو تقدیر میں لکھا ہو گا وہی ہو گا رستم کو تو میں نے

ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نہ کر و پہاڑ پر نہ جاسکے قزاق پتھر برسارے ہیں
 تفتے لکٹے کیوں دیاسب نے کہا حضور قزاقوں کی لڑائی سچی ٹھہر دیتے ہیں اس زور و شور سے
 بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
 نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہوئے لگا لگا رستم کو جو گھوڑا لیکر جلا رات بھر لیے ہوئے چلا آیا
 صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے رشتہ اور
 سوزن قبل سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھ کر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانگے دیے زخم کو باہر دھا
 خیال میں گذرا کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون
 کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے گئے کہ آدیوں کے بولنے کی آواز کان میں
 آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہو اسکے باہر ہمدانی خیمے استاد میں کچھ جوان رنگین پوش
 باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اس مجمع کے چلا جب قریب باغ آئے تو جہاں
 یہ کیسا جلسہ ہو لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہو جہاں خدائی خداوند ہفت یک
 کی ہو اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صفت شکن یہاں کا حاکم ہو اور یہ باغ عشرت آباد
 ہو شاہ و شہر بار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہو دختر فاروق کی شادی ہو فاروق خود آتا
 اسی کا مجمع ہو مگر فاروق کوہ تن حمان نواز اتھا کا ہو آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
 اندر باغ کے آئے دیکھا فرش باجیا بچھا ہو طائفے ناچ رہے ہیں جہاں رستم ٹھہرتے ہیں حال انکا
 دیکھ کر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہر کاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو کیونکر آئے کا اتفاق
 ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اس طرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
 چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے ہیں گرد تاجدار پہلو نازان
 صفت شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
 بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہر کاروں نے جا کر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
 کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحب
 یہ عنایت خداوند ہفت یک کی ہو میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں مگر کوہ
 باز تھا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہاں شاہزادہ بیٹھا تھا اگر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہیں، بارہ درمی میں تشریف لیجیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت
سے پیش آیا رستم کو بہت خوشامد بارہ درمی میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اٹھ
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اس کے قریب دنگل زرین اسپر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا
ہنگامہ لڑنا تا گرم ہو بعد بخڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا بہت بستہ عرض کی دختر خدا وہ
ملکہ مغرور شہرین کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا شکر بیان تشریف لاتی ہیں وقت پر
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر اسرار احسان ہو گا رستم نے کہا کیا معاف تھو کیا
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چو بداریان انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان باہر و ایک
تخت پر ایک معشوق فخر نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں ہمیشہ دیدہ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیر زادی ستارہ پہاڑے ماہ میں اس کرد فرسے سواری نمایان
ہوئی رستم بھی اٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آگیا حضور قدوس
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سانس نہ دیکھے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غصص گرون
بند بالا تنور درشت چنگال جرات و شوکت میں بیتال رعب و داب و سطوت و صولات مثل
چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی خیر مرگان دونوں طرف سے تودہ
دل پر لب معشوق ہوئے ادھر رستم تھرائے ادھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر شش آنے لگا
وزیر زادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا لڑ کھڑا آئی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی وزیر دیدہ نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آگے بیٹھی رستم دنگل زرین پر اس کے بیٹھے گریہ
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا بلا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک
سے کتا ہی میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوند زادی تشریف
لائے آج وہ جلسہ ہو کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے بھٹکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہر
کرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

ہمیں باہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھرایا فرمایا کہ اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
 ہم وہاں جا کر آرام کریں کئی دن سے جنگل میں حیران و پریشان تھے تمہارے باغ میں اگر آرام پایا
 فاروق نے ایک کمرے میں لا کر رستم کو بھونچا یا ملکہ جو یہاں کمرے میں آئین تھائی میں گھل رہی
 ہیں وزیر زادی سے کہا ای وزیر زادی کیا حال بیان کروں دل کی عجب کیفیت ہو وزیر زادی نے
 کہا کچھ بیان کیجئے تب ملکہ نے رورہ کر حال عشق رستم بیان کیا وزیر زادی نے عرض کی حضور کے
 کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اس میں وہ بھی شریف لائے ہیں میں جا کے بلائے لاتی ہوں
 کی بیٹابی مجھے نہیں دیکھی جاتی یہ کیسے وزیر زادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہیں سرنگون
 تنہا بیٹھے ہیں وزیر زادی نے اگر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہو رستم فوراً اپنے
 مقام سے اٹھے وزیر زادی کے ساتھ اس کمرے میں آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرتے لیکن رستم
 نے اگر ہاتھ مقام لیا وزیر زادی گوشے میں جا بیٹھی یہ دونوں شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوئے
 لیکن نشہ جو شراب کا ہوا اڑا کھڑاتے ہوئے دونوں چہرے کھٹ پر آئے اور بیٹھتے ہی سو گئے فتنہ
 خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے ممبر و تیغ زن سے کہا جا کر دیکھ تو ملکہ عالم اگر بیدار ہوں تو
 میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکہ عالم حضور نے نیاز مند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
 ہو کہ دختر خداداد نے قدم رنج کیا اگر خاصہ خوشی کیجئے تو میں نہایت سرفراز ہوں سرفراز اور پر عرش عالی
 کے ہو بخاؤن ممبر و تیغ زن بلا سے بام آرا کینیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر ہی ہیں ممبر و رستم نے جو چہا تم سب
 یہاں کچھ پھر رہی ہو ایک شمع و شگ نور آبول مٹھی کو سامنے اس کمرے میں ملکہ تشریف رکھتی ہیں
 جا کے دیکھو نہ ناکل بھولا ہو دیکھا کہ بہت خوش ہو گئے دوسری نے کہا بوا تمہیں صاف صاف کہنے
 سے کیا نفع ہوا ان باتوں کو سکر ممبر و طرف اس کمرے کے چلا دراروں میں سے دیکھا کہ چراغ گل ہو
 کچھ معلوم نہیں ہوتا ممبر و پہلوان ربرہ دست ہو دروازے پر ایک لالتاری دروازہ ٹوٹا اندر
 آیا دیکھا ملکہ رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہیں ممبر و بیتاب ہو گیا بڑھ کر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
 پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گزین آنکھیں کھول کر میرا آفت دیکھی کہ ممبر و چہرہ کھٹ کے نیچے
 گر چکا ممبر و نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کہیں پلٹ گئیں ملکہ بیٹھی ہیں کہ اویسیا کیا کرتا ہو ملکہ ممبر و نے
 ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار ہلکی خالی گئی پٹی بڑی کی پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی ممبر و کو تیغ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے کسی برائے کا تیغ رکھا تھا منظر یہ ہوا کہ بڑھکرا
تیغہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چو پارہ ہو گیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصہ کیا کہ میں مبرور
کو لیٹ جاؤں مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا استفادہ
تلوار میں مارا کہ رستم جو چور ہو کر زمین پر گرے ملکہ پیٹ ہی میں کہ او ظالم کیا کرتا ہو اگر وہ تلوار
تک پہنچے اور اُنکے ہاتھ میں بھی تیغ ہوتا تو جھکنا معلوم ہوتا اور جلا دکنہ گار تو میں ہوں مجھ کو قتل کر
مبرور کہتا ہوں اکیسویں بار یہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا مجھے باندھ کر شہر فاروقیہ میں لیچلو گا وہاں تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھ کو خیر باران کرینگے رستم کو تو میں نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
دریا خون کا جسم سے جاری مبرور نے اسی فرش میں رستم کو لیٹا اور پستقارے کو اٹھا یا سائے ملکہ
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوں میں نے فرد نہ جھڑ کو مارا خانہ کو دیا ملکہ کو گرفتار کر کے
ایک محافے میں بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا بارو اس بیچیا
نے شادی میں آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے میں ڈال کر چو بند کسو کے آپ گینٹے سپر
ہوا محافہ کو لیکر جلا فاروق سے کہا آپ پہلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس کیسویں بار یہ
نے سب کو بدنام کیا محل میں جاکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
بڑھ گیا شہر میں آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا خلق ہو شہر میں آکر دربار میں آیا کسی سے
پہلو ان بیٹھے تھے کہتا ہوں کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہوں مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جب کجرات
میں نسل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لینے جا یا اب محل میں جا کر اُس کیسویں بار یہ قتل
کر ہنگام مبرور نے محافہ زنائی ڈیوڑھی پر اتر دیا ملکہ گلغداران مغرور کی یہ حال سنکر دوڑیں ڈیوڑھی
میں آکر ملکہ کو عجب حال میں پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکر پیتی ہی کتنی ہوئی کہ اے مادر ہرنا
اس جلا نے اُس شیر بیشہ جرات کو ایسا مجبور و ناچار کر کے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ میں ہوتے تو
اس بیدار کو کو حال معلوم ہوتا یقین ہو کہ بھاگتا پھرتا ہاے کس بیکیسی سے اُنکو مارا ان نے
منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمہارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی
ہیں اے مادر ہرنا تم اگر اُس جوان کو دیکھیں تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتیں میں اُنکی کینہ
معلوم ہوتی ان نے مغرور کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کو ٹھری

میں سر ٹکڑا رہی ہیں کہ خبر ہو نجی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوئے آتا ہی جیسے ہی فاروق نے
اندرا یا ملک نے کہا اور فلاح وق کیا ارادہ ہو فاروق نے کہا اسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دے لیا وہ
گلغزار نے کہا اور فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اس میں مناسب
ہو گا تو قتل نہ کریں نے بھی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانے لگے وہ کریں گے میں لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہو گا اگر موت آئی ہو تو کون روک سکتا ہو تو اپنے ذمے کیوں خون لیتا ہو فاروق کو گلغزار نے کہا
سمجھ لیا کہ باہر چلا گیا ملک ایک گوشے میں بیٹھی رو یا کرتی ہیں کبھی کبھی ہیں اور کیم ورجیم میں نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہو اس شہر یار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلا د صاحب بیداد ولت و رسواؤں
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہو کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری
رو بکاری قدرت سے ہوگی دیکھیں وہ کیا فرمائیں کام تو یہ انھیں کا ہو کہ رستم کو جیسے صدمہ پہلوان
مارے کسی سے بد نہیں ہوا اسکو مبرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا نہ ہیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہیں آٹھ ہیر ایسی ہی تدبیر میں کرنے میں وہ مصروف ہیں ملک
نے کہا اس نگورے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کر دی اسکا بدلہ رستم کا ڈرا اسکے ساتھ کیا
ہیان تو یہ کیفیت ہو لیکن حال رستم تحریر کرتا ہوں کہ مبرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہو رستمے جان باقی ہو مگر زخم داری سے بیہوش وہ بیہوش
قضاے کار اس سرحد میں سواد کا زمیندار سعاد نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے گھسانی
زراعت نکلا ہو ایک پاسی کی نگاہ پڑی اسنے بڑھکر سعادن کو خبر دی چورنالے میں کچھ مال ڈال گئے
ہیں گھٹا پڑا ہو اگر کہیے تو اٹھو الا میں سعادن ٹلتا ہوا اس مقام پر آیا دیکھا چاندنی میں لپٹا ہوا بڑا گھٹا
پڑا ہو مزدور دن سے اشارہ کیا اٹھا اور مزدور کھٹا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھے کا جو مکان تھا
اس میں گھٹا رکھا یا مزدور دن کو مزدوری دیکر کھلا آپ خود کسی بچا کر بیٹھا بستا وہ کھولا فون کے دھبے
ہوئے لگے حیران تھا کہ مال میں خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان کی فلک
چھو بی حسین و جمیل زخمون سے جو زور چمکیاں لے رہا ہو اسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت
تو دھانکے گا وہی دو گنا جراح نے فوراً زخمون کو دھو پاٹانکے لگائے پٹیاں جڑھائیں کہانی منی مرغ کی تیار
رکھیں جب وقت آگھن کھوئے فوراً پلائیے سعادن زمیندار نے سب سامان ملن کر لیا ہوشیار ہوئے گا

منتظر ہا زخون من ٹانگے جو لگے اور آرام جو لاسم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہوا اور کھٹے پر مین پڑا ہوں ایک شخص زمیندار وضع روال ہاتھ میں کسائی
کر رہا ہو جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی فوشی ہوئی تلوا اسہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ آنکھوں زمیندار نے منہ کیا بخشی لیکر منہ سے لگادی رستم نے شکر خدا کے بخشی بی اسہلانے
جراح آتا ہو زخون کو دیکھ کر حلا جاتا ہو تیسرے دن زمیندار نے بوجھا کہ آب کا نام نامی کیا ہو رستم نے
کہا حسین بیخ زن میرا نام ہو قزاقوں نے راہ میں گھیرا میں لڑنے لڑنے گرا آنکھوں نے مردہ جانکر اسطر
بھینک دیا خدا نے تلو حیران کر دیا کہ منہ علاج کیا میں تمہارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے
موتیوں کا مال دیا کہا کہ اسکو بیچ کر مارے علاج میں صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مال لیا
جانتا ہو کہ یہاں کون خریدے گا یہاں کے ہمارے جی بھی وہی گنوار ہیں موتیوں کا مال لیکر رکھ چھوڑا رستم
اٹھنے لگا میرا مکان آکر بیٹھے ہیں اور اہل قریہ اگر ملاقات کرتے ہیں ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے
صبح کا وقت ہو زمیندار برے حواسٹ فکھ گیا ہو یکا یک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زخمیوں کی آواز آئی
رستم نے سرائٹلے دیکھا ایک دیوانہ زخمی ہلا تا ہوا آتا ہو آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہنچا
عورتوں کی آواز ٹٹکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے لاکھارا او دیوانے مجھول بہشت
نام معقول کیا کرتا ہو زمیندار کی عورتوں میں جانے کا ارادہ کرتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوانے نے کچھ
نہ سنا چاہتا ہو دروازہ کھول کر رستم چھپٹ کر قریب پہنچے دیوانے نے جو بدست کو گردش دی اور کھار
کہا کہ آقا سے تم سائے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک جو بدست میں پیوند زمین کو دوں گا خبردار خبردار
جو بدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلوئی کر کے جو بدست خالی دی جو بدست زمین پر پڑی زمین کانب کی زمین
پر جو بدست پڑی تھی وہاں پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منہ پٹ لیا پکار کر آواز دی ہاے آقا سے
شیخ نے میرا کہنا مانا خاک میں لگیا بے خضارا گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی او دیوانے مجھول
حریف تیرا میں موجود ہوں دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہیں یہ دیکھ کر جو بدست
بھینک دی دوڑ کر جنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ نونچ کر بھینک دی رستم نے ضبط کر کے
کھائی اسکی کھامی ایک غلام خیر مارا کہ دیوانہ بھڑکیا کشتی ہوئے لگی مگر دیوانہ عجب کشتی کر رہا کہ کشتی کا کھانا
ہو کشتی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھوٹلہ مارا کہ دیوانہ منہ کھول کر رہ گیا ہار ہو ہوا زمین پر پڑی آتا

گناؤں کے لوگ جمع ہیں رستم کی تعریفیں کر رہے ہیں سعدان نے پاسیوں سے کہا ارے کم سنہو
 سب ٹکڑیوں کے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا اٹھا کر صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان
 کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہیں مار سکتا ہو چکے گھر میں چاہتا ہو گھس جاتا ہو مال
 لوٹ لیجا تا ہو رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھیں تو کہ کیا گذرتی ہو رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
 اٹھ کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سول اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اٹھائیے رات کو
 ایک آقا کے سرخ خواب میں آئے تھے آپ کی اطاعت کا حکم دے گئے ہیں میں پہچان تو ہوں کہ آپ ہی ہیں
 طریقے سے معلوم ہوتا ہو آپ چھوٹے آقا کے سرخ میں رستم نے خود ہٹا یا زلفین خلیل دیکھ کر قدیموں پر
 بھر و ملین سوچا ہو کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ وہ میں زمین پر گر پڑا اور کڑک لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
 پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچوں مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض
 کرتا ہوا قاتل میرے مکان پر چلے بڑے بڑے مال جمع ہیں چار سو نوکر میرے ساتھ ہیں وہ بھی ایسے ہی تو
 ہیں اگر تجھے لڑینگے تو تجھ کو لڑنا پڑیگا میں دخل نہ دوں گا رستم اس کے ساتھ چلے سعدان زمیندار رو رہا ہوا دیکھ
 بیٹھے کہتا ہوا چلا اے شہر یا ایسا تھوہان جا کر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہو نہ کہ بدین سمجھا رستم کہتے
 ہیں اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے اگر
 جمع ہوئے اس دیوانے نے ان سب سے کہا میں تو اس آقا کا تابعدار ہوں تمھارا جی چاہے اس سے لڑو
 اپنا امتحان کرو چار سو دیوانے چوبیسین سنبھال کر رستم پر آگئے رستم نے کیسے طمانچہ مارا کیسے گونسنہ مارا
 آخر سب ناچار ہوئے کہا اے آقا جس طرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسی طرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوئے
 مگر وہ سب کا افسر شہر پر دم و نام دوڑا ہوا اپنے مکان میں ہو پونچا شہر کی جو وہ جو وہ حاملہ تھی در در سے
 بے قرار ہو رہی تھی دیوانہ اس کے سر پر جو بدست پکڑے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑ کا پیدا کر آج بڑی خوشی ہو
 کہ آقا کے منہ سے آج یہ وہ ہاتھ جوڑتی ہو کہ سامنے سے ہٹ جائیگا ایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود میں لیکر
 بھاگا عورتیں غل مچاتی ہوئیں پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہی ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا
 آقا کو دکھا لاؤں تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھر کہنے آؤ گا لڑکے کو رستم کے سامنے لا کر کہا آقا دیکھیے بزرگ کے
 بیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے چھین کے ان عورتوں کو دیا کہ دیوانے نے یہ کیا کرتا ہو کہ آج بڑی خوشی
 کروں گا میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا آقا کے منہ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والوں سے کہا جنگل میں فرش بچھاؤ

طائفے لاؤ آقا کے سامنے نالچ ہو اسی جنگل میں بچھوٹا بچہ پایا چنہ کو ٹھریاں بند تھیں اُن کو ٹھریوں کو کھولا اُن
 کہ بیان میں تھیں مع سارو سازندے روتی ہوئی تھیں کئی تھیں اسی شہر یار سم کو بڑے بند کیا ہو کھا اُن تیا
 رستم نے کہا وہ دیوانے یہ کیا حرکت ہو دیوانے نے کہا یہ لوگ بلائے سے نہیں آئے ایک مرتبہ چوہا گیا اُنکو بند
 کر رکھا کہ پھر خوش ہوں ہوگی تو کہاں سے ناو نکارستم نے اُن کو نکالیں دی سب کو کھانا کھلایا محبت جمی رستم کو
 لاکر بیچ میں بچھوٹا کہ بیان ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہو اسکو دیوانہ گو دین اٹھا ایتنا جو جب وہ غل جھاتی ہو
 رستم شیر لے میں دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیتے ہیں دیوانہ گال سہل کر رہ جاتا ہو کتا ہو آقا
 سب بچھوٹا کبھی رستم پر چوہا بہت مار بیٹھتا ہو رستم چوہا بہت تھیں کر دے راستہ میں دیوانہ پانچ چوہا تو آقا
 ایسا ایسی حرکت نہ کرو گا جلسے میں غیب غافل ہو دیوانے نے رستہ نہ لیتے دی رات بھر میں ہو گا مہر با صبح کو
 جب رستم کہیں کو رستہ کرنے لگے دیوانہ چوہا بہت کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئیگی گاؤں میں جا کر چھپ
 رہی ہیں اُنکو نہ جانے دو گا رستم نے اُسے اقرار کر لیا کہ جب دیوانہ بلائے تباہا ناٹھوں نے اقرار کیا رستم نے
 ہشکلی اُنکو رخصت کیا گویا امین جان آگئی اپنے اپنے مکانوں پر گئیں دیوانہ دڑا ہوا مان پاسب کے پاس
 ہو گیا اُسے کہ بجھے جانے دو میں آقا کے ساتھ رہو گا پاسب نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو گیا ہمارا رستم
 طعام کون ہو چکا لگا دیوانے نے ایک چوہا بہت مار دی بڑھے کا سر چھٹ گیا ناگ بکڑ کر کھینچتا ہوا
 سامنے رستم کے لایا کہ اسی شہر یار میں نے آجکی محبت میں اپنے باپ کو ار ڈالا رستم بہت خفا ہو کے لاشہ
 اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ بیان سے کتنی دور ہو زمیندار نے کہا اسی شہر یار فاروقیہ سے آج کو کیا کام ہو
 رستم نے کہا میری بیخ زن سے بدلہ لینا ہو ہماری مشوق دیوانہ اسکو لینا منظور ہو سعدان زمیندار
 نے سمجھا یا کہ اسی شہر یار وہاں کے لوگ بڑے زبردست ہیں رستم نے کہا ہمارا کب وقتہ ہفت جو ہر عین ہو
 میرور ان اشیاء کو لگیا یہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہیں جانا ضرور ہو دیوانہ چار سو دیوانے لے لیا
 ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گاؤں تکو معافی میں دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اسب زمیندار
 کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحب قرآن ہیں دور تک ہو چکے آ رہے تھے حاکم ایا جب رستم کی خبر لینا ہو
 کر کے قریب فاروقیہ ہو چکے دیوانے سے کہا تم ہی مقام پر پھر رہو اکیلے شہر میں جانیگے دو چار دن کے
 بعد آئیگے دیوانہ جنگل میں اُتر رستم اکیلے شہر میں آئے جسکی نگاہ جال بے مثال رستم پر بڑی حیران حال ہو گیا
 ہو گیا رستم ایک ایک سے سڑکو پوچھتے ہیں دوکاندار وکانوں سے آخر کر کہتے ہیں ہمارے مکان پر چلے رستم

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سراسر بازار میں کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ بازار بڑا بڑا
 ہجوم ہے قضا کے کارسلسل آہن قبا بیلوں زر دست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہو طرف
 اپنے مکان کے جانا ہی بازار میں مجمع دیکھ کر پوچھا یہ کیسا مجمع ہو لوگوں نے کہا ایک مسافر سراسر چہرہ ہوا
 لوگ گھیرے کھڑے ہیں سلسل گھوڑے پر سے کود پڑا اٹھتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھ کر حیران
 ہو گیا با ادب سلام کیا کہا اری شہر یار غلام کو سر فراز کیسے میرے مکان پر تشریف رکھے ہیں خدمت
 کو نکالا اس عجیب سے سلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری
 قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری میں لایا مسند سجھائی رستم کو مسند پر چک دی آپ ہاتھ باہر کر
 کھڑا ہوا کہا امیدوار ہوں کہ نام نامی رستم گرامی سے آگاہ ہوں رستم نے کہا اس سلسل میں فرد زندہ تھا
 ہوں باغ شہر میں شہرور سے مجھ کو بکری کھڑی کر کے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھ کو سمجھتے خطا
 کی اب آیا ہوں کہ اس سے بدلہ لوں اپنا مرکب اور اچھا ہتھیار مائل کر دوں علاوہ ان سب کاموں کے
 ایک کار ضروری ہے کہ مشرق ہمارے مغرب و شیرین کلام دفتر ہفت پیکر ہر فاروق سے اس کا طلب
 کرینگے جھنجھ ویکار اس سے لینے سلسل کے یہ حال سنگر پوش آڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا گاؤں
 عرض کرتا ہر اری شہر یار فاروق بیلوں زر دست میں آئے مساجد میں سب سے حقیر ہوں
 کامیکو ان باتوں کو سننے کا سرکار کو آزار پہونچا یگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکر سب
 برابر میں کیا جمال ہو کہ بے ادبی کر کے سلسل اس بوأت پر حیران ہو گیا کہ شہر یار آپ ایسے ہی
 جری و ہار میں مگر فاروق کے ساتھ دیکھت ہو کہ گاؤں میں باغین اٹھا سکتی ہو چاہے کافی تیر کہ فاروق
 وہ شخص ہو کہ ہفت پیکر نے پہونچ کر کا انتظام اس کے سپرد کیا ہو آپ اس ارادے سے بازار میں آئے
 ارادے میں آپ کی جان کا ضرر ہو رستم کہتے ہیں اس سلسل یا گرامی نے بھی گئے تو فوج کے دربار
 پہونچے فاروق نے میں دیکھ کر پہونچا کہ فرد مساجد میں آئے کہ یکہ تہا وہاں ہرین فاروق کے شہر یار
 سلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پہونچا کہ رستم اپنی ہی کہتے ہیں یہ فرما لیں کہ ان
 ضرور دربار فاروق میں جاؤ گا اور سال مغرب کو گا جب مجمع آئی تو سلسل شہر یار کی آواز
 شہر یار کے مکان میں رہتے کل آپ کو اختیار رستم نے کہا بہتر ہے کہ میں جتنے قبول کیا
 سوار ہو گیا دربار فاروق میں آنا چکا ونگی جو شیخاؤ دربار میں سب بیلوں میں ہیں یہاں

جانبے سلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا مگر ان سلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہیں ہو رستم
نے کہا ہم کیا سلسل کے ذکر میں یہ کہنے کو لگا گھوڑا اپنے ہاتھوں سے کسا پشت پر سوار ہو کے طر
بارگاہ فاروق کے چلے یہاں سلسل بیٹھا جو کہ مسرور پہاؤں آیا اسکا دستور یہ کہ دن بھر میں دو چار
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی کہتا کہ بادشاہ میں نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اسی کا ہاتھ میں نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ بھنگ دیا یقین ہو لاش کو
زاغ و زرغن کھا گئے ہونگے سلسل کو تاب نہ رہی بول اٹھا جھوٹے کی ایسی ٹیسی فاروق نے کہا اے
سلسل تمہیں کیا معلوم کہ وہاں کیا گزری سلسل نے کہا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کوئی نہیں جانتا
فاروق نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ حضور شب سے رستم میرا حمان ہو میں نے بمشکل روکا کہ
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا میں نے بہ خوشامد و منت آج روکا کہ فاروق نے کہا اے سلسل سچ کہتا
ہو کہ مفحکہ کرتا ہو کہ حضور وہ سوتا تھا انھوں نے تلوار میں مارنا شروع کیا کہ اگر اُس کے ہاتھ میں تلوار پانیہ
آ جاتا تو وہ بہادرانے ٹکڑے اڑا دیتا انکو وہاں سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو میں نے بمشکل روکا کہ
کل نہڑے گا فاروق نے کہا اے سلسل ایک کام کو اُس جوان کو سمجھا کہ ہمارے ملک غصت
کر دو اگر ہم سے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے میں ہمارے اترے
جانبین سے طیل جنگی بھجیں ساتھ طریقے کے مقابلے ہوں تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہوگا
دربار میں آیا اور رہنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت میں فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیا
جواب ہوگا لہذا ہمارے دربار میں وہ نہ آئے تو بہتر ہو سلسل نے کہا مجھے یقین نہیں کہ وہ چند
میرے کہنے سے اسے حضور میں نے بات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر میں نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہاں اور حمان رہیے کل آپ کو اختیار ہو آج وہ میرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہاں تک ہو سکیگا یہ ہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مسرور کی
نامزدی کھل گئی تھی اس معاملے کو گذرے اور روزی و فکری کرتے ہیں غفلت میں ایک بہادر کو زخمی
کیا اسپر یہ ناز فاروق نے کہا اے سلسل تو سچ کہتا ہو میرے خرمندہ ہو کہ کہا اے شہر ارباب میں
رستم کی بات کا جواب دونگا سلسل نے کہا کیا مجال ہو کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ مجھ سے
بھی بولو اگر بولو گے تو سزا پاؤ گے وہ جوان نہایت بہت چھوٹا ہی مسرور نے کہا ہونے دو میں

اُسکے سامنے کمی ذکر و نگاہ جلیج ہو سکیگا جواب دوں گا اور پوچھو نگاہ تلوار میں نے تمہارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہیں وہ منصف ہو تو صاف صاف کہہ دے گا یہاں یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چو بدارتے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور کج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بن جاہلو ہو کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا تاہم مارکر زمین میں گڈھے ڈال دیتے ہیں کتنے سائیس ہلاک کیے جا چکے سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسی کو پاس نہیں آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتیں کیں اور یہ کہتا تھا کہ اسی مرکب جیل ہم تیری جدائی میں بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہیں گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بنگاہ پاس طرف اس کے دیکھتا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھ کر ہنساں ہو گیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتیں کر کے دربار گاہ شاہی پر آیا چو بدارتے کہتا ہی ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا ایسے وہ جوان آپہنچا میان مبرور صاحب اب باتیں بنائیے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اسی مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کینے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پر وہ اٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھ کر رونے لگا کہ اسی شہر بار آپ نے میرا کننا مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور ماننے لگا کہ بادشاہ سے سوال معشوق کیجیے گا مرکب ہتھیار لے لیجیے بہ خیر فوجی چلے جائیے رستم نے کہا اسی مسلسل ابھی جانا ہمارا کہاں ہفت پیکر کو مار کر ہمارا جانا ہو گا کتنی سال سے اس طلسم میں مارے مارے پھرتے ہیں بے قفل اُس ماحول کے طلسم سے ہم نہ نکل سکیے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بار گاہ کے لا یا رستم نے چو بدارتے کہ مار کو دیکھا مثل اہل اسلام کہ آواز دی سلام من درین مجلس درین مادی برکتے باد کہ بداد و بشناس کہ خدا ہے یک است و دین پیغمبر خدا برحق است کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھ پر شاق ہو گا سبکو سمجھا کر یکار اٹھا اسی رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ میں بچھا تھا اس پر غاشیہ پڑا ہوا رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو میں بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطر بن کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ اور باب نشاط بھی آئیں فاروق کے کہتے ہی نازنین میری حسین جہینان حرم نکلیں حاضر ہوئیں سامان عیش و نشاط جمایا ہو لطف صحبت اٹھنے لگا فاروق چاہتا ہی کہ رستم کو سمجھا بچھا کر رخصت کر دیں رستم نے عین کرتی صحبت میں کہا اسی پہلوان دوران دروگڑ شاسب ہمارا

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار سنگا دوسنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغ ہفت ہیکر
لا دو و کمان کہانی گھوڑا آجکا جنگی وہاں بن رہا ہو کسی کو پاس نہیں آئے دیتا بسم اللہ سیر سوار ہو
تشریف لیجا بیٹے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دوں کہ آپ کو سوار ہمارا دستہ بتا دین سہتم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہو مشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیریں کلام کہ اُسکو بھلا لائے ہو جلد واسے کر دیو یہی بہتر
ورنہ محافہ کو لا کر بیچ میں رکھ دو یا ہم لیجا میں یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ اپنے فاروق پہنے لگا کہا کہ
رستم ذرا سمجھ کر کلام کر دو کون ایسا ہو گا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر بیکر آنا جسے مقابلہ کرنا
اگر ہو کر دیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہیں ہو ہم اہل فاروقیہ کے یہاں یہ سوتوں کو جو عورت
کسی سے آنکر لگانے یا نکل جانے یا دوسرے کے پاس گھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں
نہیں رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہو دیں حکم خداوندی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلو ایسے خداوند آکرے رو میں ہم جواب سے لینے جیسا کچھ ہو گا بھی لینے مگر کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہو گا اس بات کا جو بلو ہوا یہ خیر محل میں ہو سچی مگر گلو ذرا بیٹی کے دیوانے ہونے سے نہ
پریشان ہو کہ وہ آٹھ ہیکر کا کرتی ہو دیوانہ وار وحشی شاں اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو ملتا کی در و دی
کلام و حشیانہ ان نے قریب آکر کہا اسی نور نظر تھے ساز تہم پلین صحیح و سالم آئے ہیں اور فاروق سے
تھیں ناگ رہے ہیں بخیر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق حیران کہ فزون سہا گری میں شوق تھا
ہو اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہر کاروں نے خبر ہو چائی اسی سہرا رستم آئے ہیں مہر تو چھپ رہا رہا
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ اسی مہر کو دیکھ کر رستم کو بڑا خدا ہو گا ایسا ہو گا اس سے سرسبز
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہو نہیں معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور مہر تو ہمارا کہ الگ قہر میں چھپا کر رستم
کے سامنے نہیں آتا آپ کے ونگل برتا کر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر بیٹے میں ہر چیز آپ کے والد
نے سمجھا یا مگر رستم نہیں مانتے یہ سہرا عیوق اپنے مقام سے یہ کہہ اٹھا کہ میں جا کر رستم کو منزاہ گانچوی
سمجھا دوں گا بل کرنا ہو جلا بیچوں کے بھل کرنا ہوا سو فٹ ہو گا کہ بیان دیباہ میں فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہو رستم ہر مرتبہ قہقہہ بہا تھا کہ کہ اٹھتے ہیں فرماتے ہیں اے فاروق اٹھو یہاں سے
ہمارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اٹھے مسلمان مہر و کمان میں سنا ہو کہ انھوں نے مشہور کیا
کہ میں نے رستم کو مار ڈالا اس نامرو نے مار ڈالنے میں کوئی رقیہ نہیں اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہلکے بچا یا کہ ہم یہاں تک پہنچے دیوانہ شریہ مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانوں کو ساتھ
 ہوئے بیرون شہر آواہی چھلکوا کیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریہ مردم در کا شکر لوگوں کے ہوش
 اڑ گئے کہا حضور اس لیے شخص کو کیونکر قبضے میں کیا اس شہر میں نام اچھا مشہور ہو سب ہلکے جانتے
 ہیں جس صحران میں وہ رہتا ہو اُدھر کار استہ بند ہو رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بہمدہ رفاقت کیا
 باپ کو اپنے اُسٹے مار ڈالا اُسٹے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبہ دست ماردی باپ اُسکا برٹھا
 ہو گیا اگر اسکو ساتھ لانا تو زمین بھجائی اتنی ہی دیر میں نہیں معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہو جا
 کہ باڑ ہوا عقیقوتا ہا فارق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نہ جوان بہ جاہل مزاج دیکھے اُنکے اُنکے کیا
 گذرتی ہو کہ عقیق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھا کہ اُس رستم تھے غضب کیا کہ مائدہ
 کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اتو اُسچر ہمارا قبضہ ہو اگر ہمارا دنگل ہو تو ہم کو اُٹھا دو سب
 زیادہ باعث فساد یہ ہو کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہیں اور بے یمنے نہ جانیں کہ تم رو کو ان
 باتوں کو شکر عقیق دنگ ہو گیا تھے میں کا پینے لگا کہا اچھا اُس رستم ایک کام کرو ہوکو بڑا حیاں یہ ہو
 اگر تمکو بہت کوئی چشم زخم ہو نچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہو ہمارے ملک کا نام مشہور ہو سب
 بہادر رہتے ہیں میں نہیں لوگ کہیں گے کیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم ہو نچا یا تو بھی باعث بدنامی
 کا ہو کہ اکیلے نے جا کر ملک میں اپنے نام کا چھٹا گاڑا لہذا یہ کہو کہ یہاں سے چلے جاؤ رستم نے
 کہا یہ تو ہو گا اگر اب تم نے کام کیا اور بہتے تلواریں کھینچی بارگاہ کو فون سے لال کر دینگے اور مر جانا
 سپاہی کے واسطے عین فخر ہو جان دیئے آئے ہیں عقیق نے کہا مجھے مقابلہ کیجیے اگر مجھے دیر کیجیے
 تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر میں غالب آؤں تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کر دوں ایسے بہادر
 کہے ملتے ہیں رستم نے کہا بسم اللہ اُسٹے اسی بارگاہ میں ہمارے آپ کے فیصلہ ہو عقیق نے بخوشامد
 کہا کہ اُس رستم تم زخمی ہوئے اور مکان پر زخمی ہمارے رہے کیا آرام پایا ہو گا چھ پینے کی میں تمکو حملت
 دیتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھے مقابلہ کرو رستم نے کہا اُس برادر اُس قدر
 حملت قلب کو گوارا نہیں طاقت جو داد آئی ہو وہ ہر وقت جسم میں موجود ہو عقیق نے کہا آج کی رات کی حملت
 دیکھیے کہ میں اکھاڑا نیا کر اؤں اور مردمان شہر کو خبر کروں کہ صبح کو اگر سب ناشہ دیکھیں رستم نے کہا
 طبل کشتی بجاوے صبح کو سامنے خلعت کے ہمارے آپ کے مقابلہ ہو پس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ تھا

و شفاف شیشہ آلات سے آرستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اس میں تشریف رکھیں چنانچہ خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان میں آئے گا رستم اس مکان میں آکر بیٹھے خادم خدنگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردہ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گہرائے سوچے کہ او رستم ایسی رات و صبح طم کر کے اس ملک میں پہنچے مگر افسوس ہو کہ اس حرق آتش اشتیاق و غریق لجز فراق کیا حال ہو گا چلو چلو اس معشوق سے ملاقات کہیں اسکو تو دیکھ آئیں کہ کس حال میں ہو فاروق طبل کشتی بجا کر جو محل میں آگیا گلزار سے سب حال بیان کیا گلزار نے کہا او فاروق یہ تو ظاہر ہو رہا کہ وہ تھا ہو شاطر بھی ساتھ نہیں تھا رات ملک و مال فوج و لشکر سردار پہلوان سب سامان ہو ہو لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہیں کہ تماشہ دیکھیں سانے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہو فاروق نے حکم دیا ہا ہا اگر کار گزاروں سے کہا کہ اکھاڑا سانے محل کے آرستہ کر دو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس نشرو بیہنگ طرف محل کے چلے عبور و تغیرن طلالتے پر بھٹا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاح پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہوا بی جرات پر تو اسکو بڑا ناز ہو گئیٹا اٹھڑا یا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہاں جاتا ہو جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤں مگر غریبے دامن پکڑا تلوار ماری کہا میں نے تجھ کو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم کر گراں جھکا کر آئے عبور کو مع گئیٹے اٹھا لیا تیغ و پیکر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوئے نصف جسم اسکا گئیٹے میں اور نصف بیرون کر گراں یکایک دور سے پیادوں نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاح پوش نے مار لیا لینا کرتے آٹھے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئیں گندہ چھینکی جھٹ کر کے بالاسے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ میں مغرور شیریں کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں فطسم

صبا سے یہ دیتا ہو عاشق پیام خیالات ملنے کے جاتے نہیں شب و روز رہتا ہو ان فطراب کوئی طور ملنے کا ایجاد کر نن زار بھیاں کیوں نہ کر جیے	کہ او باد کہیو یہ بعد از سلام قرار و سکون دل تک آتے نہیں کیا شوق نے کام کو کیا خراب نہ جو رستم کر نہ پیدا کر جگر میں نہو خون تو کیا پیے
--	---

عجب بقراری میں بیٹھی ہو کبھی اٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال و خبا نام رستم در دربان چران و پریشان کبھی
خندان کبھی گریان کبھی بیکارتی ہو اور رستم ہماری آواز نہ تک نہیں پہنچتی صبا کو مینام دیا مگر
اُس نے آپ تک نہ پہنچایا سختاری جرات و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صبا کو اس کا دستہ طرکے آئے مگر
ہم ایسے بد نصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر میں اترے ہو اور ہم تم تک نہیں آسکے رستم نے جو
پاتین سین بقرار ہو گئے کنیزین سو گئی تھلین بکار کر آو از دی ای ملکہ عالم اب چلیے کہ لڑکے چلے
ہیں یہ عاشق صادق راہ طرک کے پہنچا تھا را جمال بے مثال دیکھ رہا ہوں اب دامن صبر دست
استقلال سے چھوڑا چاہتا ہوں شیشہ دول سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہوں آواز رستم جو ملکہ استی
بقرار ہو کر اٹھیں کہا اور شہر یار سوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ
پہنچایا یہ لکھ لکھ میں ہاتھ ڈال دے ہاک کے روئیں رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خون جسم رستم
پر وہ لکھ لکھ نے پوچھا کیوں صاحب یہ خون کیسا اور رستم نے کہا ذون اسی نامہ دکھاؤ جیسے ہلکہ لکھ سے
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہلکہ بکار رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تم نے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہو کیسا کھا کھانے کے بھولا ہو اب میں آپ کے
قبضے میں ہوں جہاں کہیے وہاں چلوں مگر عیوق سے تقابل نہ کیجیے اس ملک میں کوئی امر کا شل
نہیں اور رستم نے کہا ای ملکہ عالم یہ چور دن کا کام تو جیسے ہوا کا انشا و اندر کل عیوق کو سر میدان
زیر کر لینگے اور تم کو ہکا مستلینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن تشنیع کریں گے
اور لشکر میں رہنا ہلکہ مشکل ہو گا ہمارے یہاں ان باتوں کی بدنامی ہی ہم ایسا کرینگے لکھ رو سوز
رستم نے کہا بس تم کو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر لینگے اور اگر کل ہمارا
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو تم نہ کرنا کبھی کبھی ہزار غریبان جراتا تھا اسے فائزہ پڑھنے سے روح کو رستہ
ہو گی ملکہ روئے لیکن کہا اور شہر یار کیا بیان کروں کیا حالی دل کہوں عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہیں کہ ای شہر یار
عیوق بلا سے روزگار تو اسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہو گئی سی بلکہ انون کو روز لڑا تا ہی اسکا نام
دل گھراتا ہو رستم کہنے ہیں اتنو وعدہ ہو چکا جیسا کہ ہو گا وہ دیکھا جائیگا اس سرحد فاروقیہ میں
ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیٹے آئے اور آکر حضرت بادشاہ کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عبوق کا کیا حال کرتا ہوں جیسا جرات کا دعویٰ ہو وہ مجمع عام میں کھل جائیگا بشکل عشق و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کندہ سے اترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگیں پکار رہی ہیں کہ اوی خالق بے نیاز در رب کار ساز میرے وارث کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا غربت میں آنکھوں پر سیاہ زد کھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتنے کرتے ہیں آٹھ پہر ہنگامے برپا میں اس قدر سجدے ملکہ نے کیے ہیں کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خضوع دعا میں مانگ رہی ہیں مان جو صبح کو اٹھیں بیٹی کو آج عجب رنگ میں دیکھا کہ کبھی سر سجدے میں جھکایا کبھی اچھڑا طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہیں اوی رحم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہو چکا تھا انتہا کا پس پیش ہو مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیرا کرنے والے سے ہر نیک و بد میں التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہی ہر امر کا اسے اختیار ہی لفظ

قائل یکتائیش ہر خاص و عام سرنگون دارد یکے در بندگی ابتداء از ذات اوست ہر مسلمان اللہ امتد میکان نیت پر دنیاے قائل اعتبار	متفق بر وحدتش خلقت تمام مثل سرور استادہ دیگر در قیام ہست بروے اقسام اقسام وز صفاے قلب ہند و رام رام ختم کن این ذکر ہندی و اسلام
--	---

مان نے کہا اوی نور نظریہ طریقے بجا کونے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر میں جب ارادہ کیا یہ میں ہو بنے جو چاہا وہ لکھا باب جلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اٹھیں کوٹھے پر آئیں دیکھا پروردہ اسے زنجیری کھینچے میں کنیزین انتظام کر رہی ہیں کہ سیاں کھینچیں میں زیر قصر شاہ لکھنؤ رکھڑے پر تخت فاروق کو بچھا ہوا افسران فرج درمیان شہر جمع ہیں اور غول کے غول چلتے آتے ہیں کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عبوق خیزن مسلح و کسل کنی سی پہلوان ساتھ ڈھول بجاتا ہوا آئے ہو بنیا باب کو سلام کیا اودشاہ نے ہاتھ پکڑے بیٹھے کو برا تخت بٹھا لیا ملکہ نے دو تین دوش عبوق کا دیکھا کھینچیں ان سے کہتی ہیں اوی مادر مہربان خدا آنکھوں سے نظر ڈھونڈ کر کے یہ دیو ہنس لاتی ہے کہ کوئی اس سے مقابلہ کرے چلتے ہیں زمین بھتراتی ہے

کہ دوسری طرف سے لھر کے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جو ہر قبضے میں سپر
بشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہنچے ونگل بیٹھنے کو لاکہ ایک
طرف سے رونے بیٹھنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ
ہو بچے فاروق نے پوچھا اسے یہ کیا ہوا یا دون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہنچا تھا جتنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ کینڈا ٹھکرا کر قریب پہنچے ہاتھ تلوار کا مارا
اس سیاہ پوش نے مع کینڈے اٹکوا اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ ہفت
کینڈے میں غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھ کر فاروق سے
کہا حضور الکرم اذ و عدو ولا جس اشتیاق میں سب لوگ جمع ہوئے ہیں اس میں تال نو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق ہانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اتر ڈنڑ پلنے لگا
جو پیکر بارہون پر چڑھائی تو کوئی اس قدر وقامت کا جو ان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے
کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ بے گار رستم بھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا ہوا کہ
سب کو ہی خیال ہو کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑے عیوق ایک کلائی رکھ گیا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائیگے رستم نے جتن دوش اسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ او دل کی
شکر ناپید وردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بارہون پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی او
رستم اب آؤ تماشا دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم چھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا او عیوق اچھلنے کو دے سے کیا نفع تمہے کشتی لڑنے سے
ہیں یہ تپ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھو میں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹا کر دا
پر ہاتھ رکھ کے ایک ہلکا مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق
نے ہشکل سر اٹھا یا جی میں کہتا ہوا عیوق غلاوند ہفت پیکر نے نام دینا کا زور اسی میں بھرا تا کہ
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہوا رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہیں تو
عیوق کو دودھ کھڑی رکھتے ہیں عیوق ہشکل نکلتا ہوا سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جو ان
غلا د کا بتلا ہوا عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جو ان لڑ رہا ہوا تین ہر کال ایک طور سے کشتی ہوئی
پہر دن رہے عیوق نے دیکھا کہ آواز دی او رستم تین ہر گاہ سے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک نور

آخری کرتا ہوں رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونوں موڑ دے رستم کے تھامے
 سینے میں سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے جا ہا بلٹوں عیوق نے کہا اور رستم
 اب رکنا نہایت دشوار ہے رستم نے کہا اب ایک قدم نہ بٹھکیے یہ کیسے رستم بلے عیوق نے جا ہا
 نہ چلنے دون رستم نے دونوں پاؤں آگے بڑھائے عیوق نے قصداً کیا پھر لے دوڑوں جیسے
 ہی دونوں پاؤں آگے بڑھائے وہاں پر ہوشیاری تھا دونوں پاؤں عیوق کے گھٹنوں تک
 زمین میں اتر گئے رستم نے کہا مارا کہ کو لہ عیوق کا اتر گیا کرا کے کی آواز آئی عیوق ہڑتھ کر گیا بیوی
 ہونے لگا سر کا دھڑے پر رستم کے رکھ دیا رستم نے دونوں پاؤں پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کہ لہ
 عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی اور فاروق عیوق صبر زبون کر اس پر لڑھکا لٹا ہمارا
 مرد سے بعید ہو سکو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردوں نے عیوق کو گود میں لیا ہوا داما یا
 عیوق کو ہوا دار پر ڈال کے لیگے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق میں بٹھ گیا تھا
 اسپر کے بیٹھے فاروق سے فرما ہے میں اور فاروق مسائلہ کشتی ناتمام رہا جب صحبت پایگا تو پھر
 مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ میں کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے یہ قول آپ کے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ
 بیان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہیں جس روز صحبت پایگا آپ سے مقابلہ کرے گا رستم
 نے قبول کیا چند خندہ نگار ہوا یہ کہ اس کی بکری میں آئی کو لیجا کر اتار دے رستم کو اس کمرے میں
 اتار دے رستم اس انتظار میں بیٹھ رہا کہ ہر شب کو غلگ سے ملاقات کرے گی جس روز عیوق صحبت
 پایگا اس دن اسکو زیر کر کے لے کر لیگا دن بھر توبہ و توبہ کے لیس ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
 شہر بہت و سیارگان تخت نیکون غلگ پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار میں رہا کہ خادم خندہ نگار سوئیں تو
 میں جاؤں اس انتظار میں بیٹھے دن بھر کے تھکا ہوسے کچھ خافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
 سوئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خندہ نگار بیٹھے رو رہے ہیں فاروق نے پوچھا
 ارے کیا ہوا کہا حضور مہرہ نقب کا لگا ہو کوئی رستم کو چڑایا گیا فاروق نے آکر ہر کاروں کو
 حکم دیا کہ شہر میں تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا
 ہوا ہے حمان کو چڑا کر لیگا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا
 ہوا ہے اس مقدمہ میں زیادہ کوشش کیجئے آپ کے واسطے بدنامی ہو گیا نہ ہوشیاری لوگ کہیں کہ گھر

رکھ کر چروا دیا فاروق نے کہا ای فرزند میں نے ہر کام سے مقرر کیے ہیں کو تو اسی سے تاکید کی ہو یہاں
 تو فاروق نے دیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہوں فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ شکو
 قلعہ ہر وہا کہتے ہیں ماہتاب خارا شکن ہیلوان زبردست اس قلعے کا حاکم ہو سکے ہر کاروں نے
 خبر دی کہ طلمس کشا قلعہ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہیں عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولہ اتر گیا اب
 رستم مہمان ہیں اپنے عیار کو بلا یا غراب بن امیر من بڑے قد و قامت کا عیار ہو سم ہیلوان ہم عیار
 بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو چیرا لا غراب یہ صورت تبدیل قلعہ فاروقیہ میں
 آیا خد متکاران رستم سے طارات کو نقب دیکر بے بھاگاراہ کو طو کرتا ہوا جاتا ہو قلعے کا رسکا لپاتی
 کہ شکار گاہ میں آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو کہ آقا ظان فریب میں صحت پا کر طرف
 قلعہ فاروقیہ کے گئے ہیں یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہو
 کہ آواز رنگ کی کان میں آئی دیکھا ایک عیار بشتارہ بدوش آتا ہو سمک نے تعجیل رنگے روغن
 عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بن کر بنیاد ہو جب غراب قریب پہونچا ایک کر آواز دی میان جا بوا
 کچھ فقیروں سے واحد شاہد ہو گئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
 جہان گرد دعا مین دے رہا ہو غراب جہان دیدہ کار آرمودہ ہو تو فقیر کے دیکھا اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
 شاہ صاحب میں اسوقت نہیں ٹھہر سکتا یہ کہے چاہا بڑھوں گوشہ ردا جو چہرے سے رستم کے پٹا سمک
 کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقا سے نامدار کو لیے جاتا ہو تو تاب نہ باقی رہی نیچہ کہیں پکارا اونا عیار میر
 آقا کو لیے جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد میں اپنے قلعے کی پہونچوں وطن کے
 دیہاتی مہری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤں کے پہونچا گنوار کھیتوں پر حرکت
 زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو میں ہوں غراب بن امیر عیار بادشاہ کا
 بحکم شہنشاہ اس جوان کو چیرا کر لایا ہوں یہ عیار مکار بیل بیجا نہیں چھوڑتا گنوار طرف سمک
 کے دوڑے سمک نے کئی گنواروں کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے
 دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوار دن سے رٹنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک کونے میں چھپا
 جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے جلا غراب بشتارہ لیے ہوئے سامنے بادشاہ
 کے آیا کہا ای شہر یار میں طلمس کشا کو لایا مگر عیار اسکا بلا سے روزگار ہوئے بشتارہ لیلیا ہوتا

مگر میں نے گنواروں میں پھنسا باوہ بیرون قلعہ رلمین قلعے میں لے آیا یقیناً ہر وہ عیار قلعے میں آیا ہوا اپنے آفاکی رہائی کی کوشش کر گیا مابہتاب خارا شکن نے کہا عیار آنگا تو کیا کر گیا میں کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کہندہ اسے لٹھی میں بندھا ہوٹھے پر اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطلق کرا کے ہوشیار کیجیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلا یا مسلسل و مطلق کرا کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتنہ رافع واروے بیوٹی ویا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر دار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا مہکار کر مابہتاب خارا شکن نے آواز دی اور رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان پہنچ گئے میں بھی ایک ادنیٰ خراج گزار خداوند کا ہوں خداوند حقیقی تمھارا تھے بیزار ہو تم گرفتار ہو کے ایسے مقام پر آئے کہ یہاں سے بچنا دشوار ہو رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہو ہمیں کون قتل کر سکتا ہو جو تجھے ہو سکے وہ حضور نہ کہ چید باتیں کہو کے حکم دیا شہر میں ڈھنڈو واپسے کل صبح کو رستم قتل ہو گئے سب لوگ اکڑ جمع ہوئے شہر چسپان کیے جا ئیں حکم کیا لیجا کر رستم کو قید کر غراب خود بطور نگہبان کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر بیوٹی ڈھنڈو ہوئے کی آواز سنکر بہت گھبرا یا حیران ہو کہ کیا نہ بیرکرن بھرتا پھرتا سانس قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہو کیا مجال کہ کوئی ادھر سے راستہ چل سکے سماک نے کد و کاوش کی لیکن عیاروں کو ہوشیار پایا رات بھر گرفتار پھر کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہاں سے بیٹھ کے لقب دے اسی تردد میں صبح ہو گئی سمک بہت گھبرا یا کیا ایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایاں ہوا بادشاہ کے عقب میں فوج اس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دارین استاد میں جلا دجست و خیز کر رہے ہیں کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ غراب وہاں سے آیا آئے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ تھکے پائیں کٹی پڑی ہیں چہرہ لقب کا لگا ہوا ہو رستم نہ دارد اب غراب بدو اس ہو کر لقب میں کودا دوسرا چہرہ ایک دوکان میں پایا وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پٹا اتبوا ہار ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال گیا سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہاں کسے ایسی حرکت کی دوست کہاں سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا کل گلی لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہوئے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہیں بیان بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ داروں سے کہا تھانہ داروں نے ہنسنے سے بلا کر اترانے سے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلے گا تم لوگ گنہگار ہو گے جلد ہی لگاؤ و خواب کتنا ہو مجھے ایک مقدمہ میں بڑی حیرت ہو کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک یلداقی پھر تاج پھر تاج قریب ایک دریغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گارہا ہے۔ لفظ سہم

چشم حق بین سے جو اس بیت کا سراپا لکھا	صنعت صنائع قدرت کا تماشہ دیکھا
دلخ افق سے رہا سیدہ ہمیشہ خالی	اس جہن میں نہ کبھی پھولتے لالہ دیکھا
آگین یا غزل خوانیان اپنی اوری رند	کسی بلبل کو اگر مر مر نہ سپرد دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہو گیا پشت بلوغ پر آیا کندہ مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نابینا بہ جہن نہایت حسین گل رخسار شیرین بقدر سیاح چاہ غب غب جہن صد بلو سف دل غریب کہ جنکا کلنا ہوا رہلو میں رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ایک گائے نہایت شوخ ہنس مکھ مجل مجل کے گا رہی ہو سمک خوش ہو گیا جی میں کہتا ہوں آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اتر آ رہلو میں اس نازنین کے شل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہو تال سم کہ تعریفین کر رہی ہو اتفاقاً گائے بولا کہ مٹھی واسطے رفع حاجت کے جہن میں آئی سمک نے اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائے کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگانا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علامہ عجب شیرین مود نام رستم کے پہلو میں بیٹھی ہو اور جنو برہمی قد و زیر زادی پر بیان سمک مائل ہوئے اسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھا یا جنو برہ نے جھلا کر کہاری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتانے میں ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہون قد و برہمی چاہتی ہوں ایسا وارہوں کہ قدیم ہی کروں جنو برہ نے اختیار ہنس پڑی کہ گلشن آج تجھے کیا ہو گیا کیسی باتیں کرتی ہو سمک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آج کا غلام سمک یلداقی اتو رستم نے طرف سے سمک کے جنو برہمی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار تو تم پر دلدادہ و دل فرشتہ ہو اسکی خاطر کو یہ لرزدہ خواجہ عمر ہو صاحب قرآن اسکو فرزند کہتے ہیں اتو جنو برہ آگاہ ہوئی سمک نے صورت اہلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائے کو کیا کیا سمک گائے کو صحبت میں لایا ایسا

بصورت اصلی پہلوئے صنوبر میں بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
 ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے فوش ہوتے یقین ہو کہ مجھ کو طرہ پیغمبری ملتا
 باغ میں تو ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو گا میں بھی گارہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کر کے دوچار
 انتشار سمک سے گواہیتی ہو کہ غراب بھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان میں آئی
 حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہاں کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سمک
 گار ہاتھ آواز سکر زیادہ پریشان ہوا خیال میں گذرا کہ یہ کیسکی آواز ہو آواز میں بڑا سوز و گداز ہو
 کہ نہ مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوئے علامہ میں اور سمک کو پہلوئے صنوبر میں دیکھ کر جل گیا
 دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہیں کہ واری پہننے دوکان خالی
 سے نقب لگائی کئی حبشین کہتی ہیں کہ پہننے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
 ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید میں نہ رہنے دیا دیوار سے اتراد دولت پر بادشاہ کی آیا
 محلدار سے کہا شاہ کو ہمارے جگادے کہنا غلام آج رستم کا پتہ لگالا یا جلد آجیے ایسا نہ ہو کہ وہاں مجھ
 انقلاب ہو جائے بادشاہ کو یہ سکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر
 آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کو ٹھہرے جو گھوڑے بچھونے
 آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کاغذی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا
 بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئیں رستم تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا ایو شہر یار
 اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اسکی جنگ آزمائشی بھڑی ہوئی آپ بکہو
 تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہیں اس حافظ حقیقی نے
 حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھ کر
 اسی پر زمین ڈالا کہ کوسو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوئے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئیں ملکہ
 مانگنے لگیں کہ او خاق بے نیاز وای رب کار ساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
 سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
 غراب کے مانتاب خارا شکن گینڈے پر سوار جن افسر ساٹھ کہتا ہو میں جاتے ہی رستم کا
 کاٹ لو گا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دوں گا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت ہے

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو میں بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہو گا سر باز اس کو قتل کرونگا
 رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہو ماہتاب نے گینڈے کو ہمیں کیا کہا اور رستم
 آؤ میں تمہاری رستم دیکھوں رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال خود دیکھا
 ہوا دل سے کہتا ہو اس شخص پر کیا حملہ کروں ایک او جھڑ پیر کی کافی ہو رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
 آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر روکا آپس میں نیزہ چلنے لگا
 اتوا ماہتاب رنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا جاہتا ہو بشکل سنہالتا ہو دو گھڑی کا مل نیزہ چلا
 رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے میں تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہیے ہاتھ مارا رستم نے
 پیر کو گردش دی باز پیر کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ماہتاب بھی اپٹ بڑا دونوں میں کشتی ہو گئی
 اہل فوج دیکھ رہے ہیں کہ رستم ریل کرے وہ ٹوٹے ہیں ماہتاب کہہ رہا ہے پیر پیر پیر پیر پیر پیر
 ایک مقام پر رستم ریل کرے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لاکر کہہ مارا دونوں ٹوٹے
 کے آستانہ زمین ہوئے یقین ہوا کہ چوہینان نکل جائیں گے رستم نے مکر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا سر سے
 بلند کیا جا ہار میں ہماروں کہ ماہتاب نے آواز دی او شہر بارہ الا مان رستم نے کہا امان شہر امان
 ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تیری نہ کرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
 ماہتاب نے عرض کی یا رگاہ میں چلے سبک نے عرض بھی کی کہ یا مسلمان ہو یا نہ ہو کچھ فساد ہو جا
 کرے رستم نکلا خلع افاضہ ہوا ہاتھ پیر شاہ دست رستم و سبک کو فیکر بارگاہ میں آیا مقام صدر پر
 رستم کو بٹھا یا کہتا تھا تخت پر بیٹھے رستم نے اٹھا کر فرمایا خدا جاوے تلخ دار کو سلامت رکھے ہم
 تخت پر نہیں بیٹھے مقام صدر پر بدنگل زمین تھا اُس پر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھ کر پیش
 کیا عرض کی حضور اس کو نوش کریں کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہاں کا یہ دستور کہ رستم نے بے اہم
 انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سبک کو دیا سبک نے کہا آقا بی بیجے اب میری کیا
 ضرورت ہو خواب نے ہاتھ باندھ کر کہا استاد بیکے نوش کرنے سے ہو کو تسکین ہوگی سبک نے
 بھی جام نوش کیا اس منت سے خواب نے کہا کہ سبک کو کچھ بین نہ پڑا شربت بیٹھا ہی رستم نے
 سبک سے کہا کہ سبک سرگوش کر تا ہو سبک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو سمجھ گیا تھا
 مگر حضور کے خیال میں نہ آیا اسکا یہ انجام ہوا رستم نے قہقہے پر ہاتھ ڈالا قصہ کیا کہ اس پندہ مقام سے

اٹھون بیوشی تاخیر کر چکی تھی لڑکھڑاکے کرے سمک نے جاہل میں نکل جاؤں غراب نے سمک
 گرفتار کیا لٹے میں دونوں کو ہتھکڑیاں پہنائیں اب ہوشیار کیا اسی وقت حکم کیا کہ میدان غوثی کی
 تیاری کرو اسی وقت دارین استاد ہوئیں بیخبر کینروں نے ملکہ کو پہونچائی بلکہ یہ خبر شکر گھڑا میں کینرو
 نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھا یا بلکہ بلک کے دعائیں مانگنے لگیں کینرو ۲ میں
 کہہ رہی ہیں رنگ بلخ و گرگون گلوں کا کلیجہ فون شمشاد کی کمر میں خم ہر نکل میدم بلبلیں باہم
 نودہ خولی کر ہی میں قمران ٹھنڈی سائیں بھر رہی ہیں بیان ماہتاب نے آواز دی یار و جلدی
 کرو ایسا نہ کوئی افتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے میں نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے چرونگلایا
 انکا خاتمہ کروں تو بلاغ ہو جاؤں اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤں اسی مقام پر اسکو بھی قتل کروں
 تب دل فروش ہو گا کہ اس کیس پر دیدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ
 بے نصیب ہی جلا دے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤں میں زنجیر باندھی رستم و سہک دار پر
 لشک گئے ماہتاب حیر و گمان کیا کہ کھڑا ہوا چاہتا ہی حیر ماروں کہ صحر سے گرداڑی ضرور ادا من
 دشت کوہ اورنگ و گردے بر فراست طوطیا رنگ و سب نے دیکھا نقاد بار مرغ پوش مع بارہ ہزار
 جو افون کے گھوڑا اڑاتا ہوا صحر سے پہونچا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سچاؤں کو مار لو پہلا دار ہمارا
 نقاد ہارنے نیروں سے کیا دوبارہ تلواریں پھینچیں کینروں نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی بلکہ قصر پر مشن
 دور سے دیکھا نقاد بار ہمارا طوطیا و اطراف رستم کے جاتا ہوا دارین رستم نے جو دیکھا کہ نقاد بار مجھے رہا کرنے
 آتا ہو غیرت سے پیٹنے بیٹھے ہو گئے زنجیر کیا کہ ایک جھٹکا مارا زنجیریں ٹوٹیں زمین پر آئے زمین پر آئے ہی
 ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کے اڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
 حقہ ہارے آتشمازی دے تمام میدان کو دھواں دھار کر دیا اس دھوئیں میں رستم لڑنے بیٹھنے قریب
 ماہتاب پہونچے نقاد اسے جا لیا تھا ماہتاب کو میں ماروں مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ کے ماہتاب
 نے خوف جان جا لیا گھوڑا بھگاؤں رستم آ کے سہ راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
 تلوار پر روکا خبردار خبردار کیلے ہاتھ مارا برق شمشیر و چمک کر گری سپر کے دو گھوڑے کے سپر کو کاٹ کر ہٹ کر
 تلج کو کاٹا تلج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی نقاد بار بڑی کوشش کر کے قریب علما رسک پہونچا بلکہ
 کونج علم قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدا میں آئے لیکن سب افسر

رواں سے ہاتھ باندھ کر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اس شہر بار یہ نگار ہی لائق تھا کہ وہاں جنم
ہو اور ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ قریب نگر مگر موت اسکی داسگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تا بعد ازین
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھ کر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا اسے شک اس نقابدار کو بڑا دعویٰ ہو جب آتا ہو بانگ بن
دکھاتا ہو ایک دن اسکو بھر رو کہ نگار سمک نے عرض کی دعویٰ محبت رکھتا ہو آپ لوگوں کی لاف
کو آتا ہو کیا ضرور ہو کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگوں سے دعویٰ کر گیا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہو رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اس وزیر اعظم متحج
خوشبوئی نسبت ظلامہ عنبرین موکا اگر مناسب ہو تو چارہ سے سینے پر لگا دو وزیر دن نے پچھل
ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگا لیا کہ ملکہ علامہ عنبرین موکو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار میں انتظام کر کے بلخ میں آئے فرمایا کہ ملکہ عالم نسبت کو تو جتنے بختہ کر دیا انشاء اللہ
بعد فتح طلمسہ ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہکو جلدی ہو قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہنچائیں ملکہ
نے کہا اس شہر بارہ فراق حضور میں کنیز کی کیونکر سیر ہوگی راتین بھر کی کیونکر کشنگی رستم نے کہا اس طلمسہ
ہفت پیکر کی کرد و کار دیکھ کر تے ہوئے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر
رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد وہ دن کے رستم نے کچھ کی تیاری کی ایک افسر کو نچوڑا کہ
کو قلعہ سیر کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طوط فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
اپنے بیٹھا اور عیوق دربار میں آنے لگا کولے کے در سے اُسے ہلت پائی کہ اب دربار میں رون
آتا ہو آپ سے کہنا ہو کیا عرض کروں کہ اگر ناچھوڑ لیا شاف ہوا جابر پرکشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہو ای فرزند میں نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن میں رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر جابر پرکشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہو کہ وہ پھر غالب آتا عیوق کہتا ہو اب
ہر چند کہ رستم بہلان بمثل ہو لیکن زور میں ہی غالب آتا اب بیٹے باتیں کر رہے ہیں کہ ہر کار
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے ہمارے قلعہ چرواہ کو فتح کیا ناہتا اب کیا
بہلان اُنکے ہاتھ سے مانا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہیں آپ سے صفائے کا قصد ہو فاروق
نے کہا اسے فوراً نظر نہ تھے ناہتا اب ایسا بہلان ہاتھ سے اس شہر بار کے مانا گیا اور میرور کے

مقدمہ میں بھی اعتقاد تو یہی کرتا ہوں کہ وہ سیاہ پوش ہی بشر تھا عجب رنگ سے مسرور و رازگیاں گیتے
اُس کو اٹھایا گیند سے کو بیچ دیکر زمین پر راز کیا حال اُس کا ہوا عیوق نے کہا اور اب بڑی شرم کی
بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھ کو سنیں گے میں آگے بڑھ کر و کون قلعہ تک رستم کا ہوا
بہتر نہیں فاروق نے کہا اور نور نظر فوج جھوٹا چاہے لیلوا فسران فوج سب تمہارے ساتھ ہیں
بلکہ تمہارے زیر کردہ بخوشی تمہارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اٹھا چار سہ ہیلوانا نامی
اور نام آور فوج کے فسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جو انان جنگی جہاز کر بیٹھے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چار سہ ہیلوانا ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال میں گذرا کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاؤنگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استاد ہو فوج اسی مقام پر تھری بارگاہ استاد ہوئی بازار میں درست
ہو گئیں گنڈہ گنڈہ گنڈہ لگا کر گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کسی پر بیٹھا ہوا لاف و گستاخ
کر رہا ہو کتا ہوا اب رستم کو شکل پڑے گی وہ بیچ باندھوں جکا توڑا شادان فن نے مسر نہیں کیا
سوار میرے اور کوئی اُنکا توڑ نہیں جانتا چارہ رات اس محلے میں گندی صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہو کہ میرے گرد آڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلدا فی ہمراہ پشت پرچیں
سوار ثابت و نقارہ بجاتا ہوا اس کردہ فرستے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اڑ گئے
ہیلوانا فن سے کہنے لگا اگر میں نے اس کے زیر کیا اور اسے میری رفاقت کی تو میں کوچ کرنا کو اور کونگا
اس کے سبب سے مانک پر قبضہ ہو گا بادشاہ لشکر کہنگا یہ کتا ہوا درخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُتر پڑا انکی بھی بارگاہ استاد ہوئی سینوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کہنے لائے ہیں وہ فسران
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ میں آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ میں گھرایا سا عیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو میں جا کر رستم سے ملاقات کروں جو اُت کے خلاف ہو آپس میں کہہ دگا
نجا بیچہ بروقت جنگ جٹا ہوگی بروقت اصلاح حال اُنکا پوچھیں کہ آپ کو کون لیکھا
کیونکہ قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو ہوئی کہ رستم آئے ہیں ملکہ گھبرا گئیں کنیزوں سے
کہا صاحبو تم نے سنا تو لشکر بھی ساتھ ہو مگر لشکر کس قدر ہو کنیزوں نے کہا حضور سنئے ہیں کہ
پچاس ہزار جوان ساتھ ہیں مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہو خبر لشکر ملکہ نے بتائی میں
لشکر نہ ناسے کنیز کے قدموں پر سر رکھ رہا ہے کہنا مجھے کہنا گار نہیجے آپ ہماری مالک ہیں

جو ارشاد فرمایا ہے بجالاؤں آپ مجھ اُڑی کے قدموں پر کیوں کرتی ہیں ہم نے سرکار کے نمک سے
 بدورش پانی آپ کے واسطے قید ہو کر کھائی مگر یہ شہد سے نہیں نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
 سے انکار کرینگے کہا بس ہم کو وہ دم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر اس میں ہوگی کہ آپ کو نہ ملے یہ کہنے
 شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اس وقت پہونچی کہ عیوق سرداروں سے صلاح
 کر کے پرے ملاقات رستم چلا ہو شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر میں رستم کے آیا پلٹنوں اور
 رسالوں کی رونق دیکھتا ہوا جب دربار گاہ پر پہونچا دیکھا رستم پر اس استقبال کھڑے ہیں عیوق
 نے سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا کہا اے رستم عجیب معاملہ ہو مجھے اس قدر رستم سے محبت ہو کہ جی چاہتا ہوں
 دم بھر ساتھ نہ چھوڑے ہر وقت حاضر خدمت رہوں میرا دل نہیں چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
 پکڑ لیا لا کر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
 اُس پر جگہ دی ساتی بچوں کو اشارہ کیا جامِ حیران خوانی گردش میں آیا حد سے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
 ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ابکی مرتبہ مقابلے میں ہمارے تمہارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا میں کیا عرض
 کروں میں آج اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہو کہ ایسا
 نہ ہو میرے ہاتھ سے آپ کو کوئی آزار پہونچے ہر چند کہ ہر وقت مقابلہ خیال رکھو گا مگر کشتی میں کیا اختیار ہو
 اگر کوئی بیچ کرنا بندھ گیا اور دست و پا چھوڑ کے کوئی صدر پہونچا تو مجھ کو قلق ہو گا رستم نے کہا
 آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اکٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپ کے مزاج میں بڑی جہالت ہو
 اگر آپ میری رفاقت اختیار کریں تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں رستم نے کہا یہ آپ کی مرہانی ہو مگر یہ دعا
 اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر میں نے آپ کی رفاقت اختیار کر لی تو ہمیشہ مجھ کو خیال
 رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر دنیا ماتحت کا ہو گا ہوتا ہوا مقابلہ یہ کھنڈ نکل جائیگا کہ آپ کے درخت
 رہیگا نہ میرے دل میں مقابلہ ہونا ضرور ہو عیوق نے کہا میں خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپ کے
 باتوں میں فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہو دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
 سے ہی مراد بتاتی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر میں کہا اے برادر چارہ ہمارے تمہارے کشتی
 ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والوں نے دیکھا اپنے مقام پر کہیں گے کہ رستم دب گئے
 جا بجا چہرے کرینگے بس اب جا کر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان میں مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اٹھا

اپنی بارگاہ میں آیا پہلوانوں سے کہتا تھا رستم کیا فدا رہی ہو مقابلہ نہ کرنے پر رضی نہیں ہوتا میں مجبور
ہوں طبل جنگی بجے سرسیدان مقابلہ ہوگا اس وقت لشکر میں عیوق کے طبل جنگی بجا سہکے نہ خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ایسے ہمارے لشکر میں بھی یہ فضل ایزوی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں
میں طبل جنگی بجنے کی تیاریاں ہونے لگیں مگر عیوق رات کو نکل رہا ہو کہتا ہوا رہا اگرچہ چار پہر مقابلہ
ہوا میں اپنے مقام پر پہونچ گیا کہ رستم مجھ پر غالب ہے مگر کیا کروں کہ وہ ظالم نہیں مانتا اگر وہ میری
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اس کے بعد کراشاگو فہ کنیز نے یسب خبر
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہاں اُنکی جہالت میرے مقدرے میں جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک
کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اس وقت بھی اپنے دربار میں ہی ذکر کر رہا ہو
کہ رستم کل فنون میں طاق سپاہ گری میں شہرہ آفاق ہو دیکھے سرسیدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہو
مگر وہ نہیں چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُنکے ہیں دیکھے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلاے بہر خود آیا ادھر اتفاق سے رستم بھی طلاے بہر آئے وہ پہر رات گئے اُس شب بہر و تار
میں انکا انکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر ادا دی میرے طلاے کون ہو رستم نے جواب دیا تمہارے
سر کو بے عیوق ہنس پڑا کہا اے رستم تم حقیقت میں سچا ہی ہو اب صبح کو ہمارے مختارے حال
کہا جائیگا دیر تک رستم سے باتیں کیا کیا آخر یہ نجدہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہا بار صبح کو کل
ملک الموت سے سامنا ہوا جبکہ جو میں نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو نہ در دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہو رستم جو یلٹ کر بارگاہ میں آئے مابا کر آرام فرما یہ وہ وقت آیا کہ رستم خاور شہب فلک
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اٹھ کر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ اے بندہ اول
حریف پر غالب کرنا کسی فن میں عیوق سے کم نہ رہوں کہ سہک حاضر ہوا صندوق سلاح کھول کر
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی درہ ہفت گوشہ زیب جسم تینہ ہفت گوشہ
لگا یا نیزہ ہاتھ میں لیا باہر نکلے سب فوج جھکرائی طرف میدان کارزار کے چلے کہ ادھر سے بھی گڑ
ڈڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لے ہوئے چار سو پہلوان نکلے
دیکھیں ان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج میں کیا کوئی بات اُٹھا رکھو نگا اول تو نیزہ بازی
میں ایسا داؤڈا لونگا کہ رستم بھی ناچار ہوں شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دیں

اور کشتی میں جنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ بیچ باندھوں کہ رستم بھی یاد کریں یہ کہتا ہوا میدان میں آیا
 صفین آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کوکیت کو کا کہہ کر بیٹھے عیوق نے گینڈا اپنا کالہ
 میدان میں آکر آواز دی کہ او رستم بیل تن میرے مقابلے میں آؤ رستم نے مرکب اپنے کالہ مقابلے میں
 عیوق کے پہنچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا او رستم یا آخر کا
 کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا او عیوق اے میدان میں آگئے اب
 نہ مقابلہ کرتا جرأت کے سرسرخلات ہو تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
 نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن میں نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے میں آکر
 تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کھائی پر ہاتھ ڈال دیا جا ہا تلوار چھین لون عیوق
 نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا او رستم کہیں مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکالتی ہو رستم نے کہا او
 عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زمیندہ و سرزوار ہو وہی مالک و مختار ہو اب کشتی کا مقابلہ ہو
 عیوق گینڈے سے کوہ رستم بھی زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں شکر نگران ہیں کہ
 رستم ہر مقام پر زبانی کرتے ہیں عیوق سمجھ کر ٹال جاتا ہو کہتا ہو او رستم تم اپنا بانک بن مجھے دکھاتے
 ہو یہ بیچ جو تھے باندھا کیا میں اسکا توڑ دے سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریل کر لے دوڑا
 دس بارہ قیم پر آکر بکھڑا مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آشتاب زمین ہوئے رستم پکڑ کر عیوق کو
 زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھنٹہ دونوں کہنیں لاکھ سو
 و پیل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہو او رستم گھنٹہ دیا چاہتے ہیں لینا لینا کیلے دور پرکا
 ہمارا بیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیل ہمارے آقا پر آتے ہیں سب نے چاہا جاڑین
 کہ صحرا سے گرداڑی جھنڈے کی زنجیروں کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شریہ مردم در
 چارسی دیوانوں کو ساتھ لیے ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلو اے عام دیکھا وہین سے چوب دشتین
 سنبھالیں اور آواز دی کہ او مالالتقا آقا کا اگر ایک مہے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
 کر دینگا یہ کیلے چارسی دیوانے چوبہ سین پکڑ کر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
 نکلا گینڈے پر سوار ہوا نفرہ کر کے دیوانوں پر جا پڑا دیوانہ شریہ مردم در نے جسکو وہ چوبہ
 ماری فون کا تھا لا ہو کر رگیا قریب عیوق کے پہنچا نلکار کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زبرد

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا میں تجھ کو بزدلہ چھوڑتا ہوں قریب عیوق کے پہنچا جو بدست
 جیج دیکر باری عیوق کھڑک گینڈے سے کو دڑا جو بدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
 عیوق نے چاہا لیٹ پڑوں شریہ مردم درنے جو عیوق کو آمادہ دیکھا جو بدست بھینک کر ایک
 جنگل مارا کہ زہ نوح لیگیا متھ پھلا کر جو چلا عیوق جیج مار کر بھاگا آوازی کہ یارو مجھ کو بچاؤ دیو آ
 مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اس وقت اسی مقام پر مارا کسی کو بچ گیا
 کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں جباتا ہوا لڑ رہا ہوا آخر عیوق نے اسی میں جا بڑی دیکھی کہ طبل امان
 بجوا دوں ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بجے طبل باز گشت پر چوب پڑی طبل باز گشت کی آواز
 شکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لپٹنے لگا رستم نے بڑھ کر منع کیا اسے حریف امان مانگتے ہیں دیو
 جو بدست پکڑ کے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے جو قوت بنایا ہو دشمن تو تھارے بجائیں اور ہم
 نہ لڑیں یہ کیسے ایک جو بدست رستم کو ماری رستم نے کلمہ جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا دیوانے نے چوب
 جھوڑ دی جا یا ایک جنگل ماروں رستم نے لیٹ کر دے مارا جھاتی بڑھ کر تلوار جکیتی ہوئی گئی
 پر دیوانے کے رکھ دی دیوانہ ہاتھ جڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو
 جھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک جیج ماری کہ بھائیو
 بس کرو دشمن تھارے سے لڑنے کو نہیں بجاتے ہیں آقا کی ربانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے
 ہیں دشمنوں کو امان دو لڑائی موقوف کر سب دیوانے ٹک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے
 عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اڑ گئے ساتھ والوں سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
 دیوانے کو رفیق کرے جطرح انکو جو بدست ماری اور اٹھوں نے جو بدست روک لی اٹھا کر دے مارا
 یہ سمجھ کب ہو سکتا ہو اس سے بہتر آقا نہ لیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے میں
 ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا او شریار یہ تو فرمایے اس دیوانے سے کیونکر جان بچتی ہے
 رستم نے کہا آٹھ ہر ہی ہنگامہ رہتا ہو کبھی بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہو کبھی راہ میں فساد مچا
 کرتا ہو اسکی سزا یہ ہو کہ جو بدست اسکی جھپٹ لی تلوار جکیتی ہوئی جہاں گئے پر کبھی ڈر جاتا ہو ہاتھ باندھ
 لگتا ہو عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہو کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہو آٹھ ہر ایک حریف
 پہلو میں ہو فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرا سے افریقہ میں چھوڑ آئے تھے کہ پرانے ملک میں آج

فساد برپا کر گیا کوئی اسکا فساد اٹھانہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو سی مقام پر تیرے غلام بلی دعوت کرے کل شہر میں یحیو ننگا باب کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلاؤ ننگا اور باپ سے اصلاح کرادو ننگا اگر ننگو فساد منظور ہوگا اس طور پر جواب دیا جاسیگا یہ کہ عیوق نے بارگاہ استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ میں آئے دیوانہ وہی حرکتیں کرتا ہوا دھوپ میں جھڑپا بنی برچھائی میں دیکھا کہ سپر چو بدستیں مارتا ہوا جو حرکت دیوانہ کرتا ہوا وہی حرکت برچھائی میں سے پید ہوئی ہو تو اپنے کو بھڑانا ہی ہر مرتبہ بجاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا اور دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس طرح سے بہت تنگ ہوں یہ روز مجھ کو ملتا ہو مگر ایسا سخت جان ہو کہ مار نہیں کھاتا اتنی بدستیں میں نے لگائیں مگر تاثیر نہ ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر سائے میں لائے فرمایا ای برادر آہا وہ حریف کہاں ہی دیوانہ بہت ہنسنا کہا آقا اس طرح کو کیا کیا فرمایا ارطال اب رستم اسکو دھوپ میں نہیں جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ شہرت سے نہیں بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُس نے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے سے کہ ہاتھ میں دیا دیوانے نے جو آئینے میں اپنی تصویر دیکھی چھین مار کر روئے ننگا کہا دیکھ میرے بھائی کو آستہ قید کیا ہو ایک جو بدست نائی کو مار دی کہا آ میرے بھائی کو قید کر کے لایا ہو وہ چھین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اٹھکرا آئینے کے ہاتھ سے لیا اٹک کر آئینہ دکھایا تو قہقہہ مار کر ہنسنا رستم نے کہا بھائی تمہارا قید سے چھوٹ گیا تمہارا بھائی تمہارے گھر گیا دوسرا دیوانہ خوشی کرتا ہی کہ بھائی کو قید سے چھوٹا دیا اب ہمارے باپ سے ملے ہوگا کہوں آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہیں عیوق کے اس پوچھنے کو دیکھ کر ہوش اٹھ کر جاتے ہیں ساتھ دالان سے کہتا ہی اپنے دیوانے کو اٹھ کر کون بھائی ننگا اب عیوق نے جلسہ آرہا تھا کیا گائین آئین زنگ ہان جو عیوق کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی آقا ایسے کپڑے میں بھی پہنو ننگا رستم نے ایک دھڑلے سے مایہ سے دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بلکہ ننگا رستم کپڑے ہو گئے گڑباز دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آقا اب بدلہ لوگوں پر ہاتھ جوڑتے ہوئے رکھ دیا مندم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ جاتی تھی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھایا زخمی مچھرا کر کہہ کر کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اٹھکرا اپنے ننگا زخمی کو گھر زمین اٹھایا کاہرے پروار کیا دھڑا دھڑا بھڑتا ہی ہار بھول زخمی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیا

رستم ہر مرتبہ اٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھالتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا، عیوق نے کہا اے
آقا کے نامدار دیوانے کی وجہ سے جاس نہ ہو سکے گا سامنے باغ ہو وہاں اٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
دیوان بھی آئیگا جہان میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ میں
بکھیرا رستم کو اٹھا کر لیچلا دیوانہ سدرہ ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہ آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا نزدیک جلیط حنا جتی ہو میں اگر ناک چاقو
کیا ہر ہوا اور زیادہ بولو گے تو سزاؤ دنگا یہ کہنے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دسے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے نلوار بکیتی ہوئی گئے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ نکرے نکرے کر ڈالی عیوق کہتا ہوا آقا اپنے کو اس سے
بچا ہے رو برد کہتا ہوں میں سمجھ لو نگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں
ہوتا جس وقت قصد کر گیا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گندری صبح کو دو دو جا
واسطے خار شکنی کے پیسے گئے عیوق اپنے مقام سے اٹھا کہا آقا اب باب کے سمجھانے کو
جاتا ہوں اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا بھی کہ اے میرا دراب تم مسلمان ہو یا ہنر
باب ہنر کا کچھ نساو ہر پاکرے کہا حضور میری تلوار کو سب سامنے ہوئے میں کوئی میرے منہ
نہ چرے گا یا نہ یہ صلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیکھا تو میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہنے اکیلا چلا
رستم نے چاہا کچھ رفیقوں کو ساتھ کریں عیوق نے کہا اب حضور داخل دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باب نے مانا تو بہتر ہو یہ کہنے تنہا گینڈے سے پر سوار ہوا طرف مشرق فاروقیہ کے چلا بیان
باب نے بیٹھ کی سب خبریں سنی ہیں بارگاہ میں بیٹھا کہ رہا ہو کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہر کاروں نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو
اسے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرات پر عاشق ہوا سرداروں کو واسطے استقبال کیے چھا
کہ میرے فرزند کو استقبال کر کے لاؤ سرداروں نے راہ میں آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
مشیت ملا جب بارگاہ میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باب کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باب تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند میں سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا حال ہے کہ کہہ دیجئے کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لو نگا عیوق نے کہا اے باب

قول مردان جان دار دو سخن مردان اعتبار جو میں نے رستم سے کہا وہ کہا میں اسکا تابعدار ہوں
آیا ہوں کہ آپ کو سمجھا کر خد مت رستم لیون رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا اور یہ عجیب تو
بلے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہو کہ میں اپنے کو خدمت رستم میں پہنچاؤں دوسرے سے یہ کہ وہ عشوق کو
مانگتے ہیں میں اسے قتل کر ڈالوں گا مگر دو گنا عیوق نے کہا اب سمجھا کر کہیجیے میں آپ کو گردن
بکٹے لجاؤں گا اور محشوق کو سوار کروں گا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی ہو پھر آپ کو کیا غدر ہے
فاروق نے پہلوانوں سے دیکھا کہ آواز دی اسے یہ زبان دراز مجھے سخت کلامی کرتا ہے ہکا بکا طے
پہلوان لہنا لینا کیسے اٹھے عیوق نے اٹھ کر بارہ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تاہم اہل بارگاہ ہر طرف سے عیوق کو تلوار میں
نار ہے ہیں عیوق دمدم پلٹ کر کتا ہوا ہی اب اگر مجھے قتل کر گیا میرا آقا وہ جری دیوار ہو کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیا ملک پر گریے کاہل پھر واد گیا میرے آقا کی غریب پروردی مشہور دی اور ایک
شریہ مردم در دیوانہ اسکا رفیق ہو گیا محال کہ جو کوئی پھر دوبار اسکو صحبت میں جاوے سکے آقا
آٹھ پیر اسکو سمجھاتے ہیں مگر بائیں کون سنتا ہو وہ کھڑی کال عیوق اور آخر خون میں جو رہا
ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفا خانے میں رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کروں گا اگر کچھ بڑھ چکا تو کیا نقصان ہو سمجھیا کا موت
بلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفا خانے میں لے گئے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں
ہونے لگا مگر سبک نے یہ خبر رستم کو پہنچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر رستم پر رستم اپنے
مقام سے اٹھ کر فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سودو سے کم ہوتا ہزاروں شہر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبیست ہلاتا ہوا اٹھا کیا آقا آپ بیٹھیں میں آتا ہوں
فاروق کو سزا دیتا ہوں رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دینگا
آخر کو صلح یہ پٹھری کہ ایک رفیق عیوق کو ناسد دیکر بھیجے کہ جسے مقابلہ کرے بہتر ہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کر کے بھیجے ورنہ تیرے دربار میں آؤں گا دریائے خون بہاؤں گا یہ ناسد مسنونہ ناکو
کا لکھا گیا رفیق عیوق سیاب فیل زور سے دعویٰ کیا کہ میں ناسد ہوں جاؤں گا مرنے کا کلام
کروں گا سیاب فیل زور نے ہانپنا سوار ساتھ لے بہم ایچی گری چلا لشکر میں فاروق کے

آیا بدستین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اسے یہ کہنے لگا کہ گروا دیا کہ ہم کافر کے جھنڈے سے کچھ
 سے نہ جائینگے اگر خیر راہ میں طاسکی ملا میں کٹوا دین عداوت خیمے گروا دیے جھنڈے سے قلم کیے فاروق
 کو جو خبر ملی کہا جیسو سے آتا ہے اس نے دو شاہوں میں مشہور ہو کر ایلچی کو زوال نہیں ہوتا صاحب ایلچی
 سے سمجھ لینے مگر لوگ واسطے استقبال کے جا میں صحاب دربار گاہ تک پہنچا تھا کہ سردار برہما
 استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام صحاب کو لا کر سامنے فاروق کے پہنچا یا صحاب نے مثل
 اہل اسلام کے صاحب سلامت کی یہاں ان کے سامنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے ذہب کی
 تعریف نہ کرنا تو ہمارا کیا حرج ہے صحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا صحاب نے
 نامہ سر سے کھولا کہ اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہو اگر الفاظ پر غصہ
 آئے تو مجھ پر غصہ بھیجے ہرچہ کا فخر پر غصہ نہ بھیجے گا فاروق نے جواب دیا اے یہاں عیوق نے اپنے
 کلمات ناشائستہ میرے سامنے کہے کہ مجھ کو غصہ آیا تب اس کے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا
 ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا میں رستم سے مقابلہ کر دینا جو اس نامے کا ہر حرف کا
 یہ کہنے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھ کر جواب جنگ لکھا صحاب کے منہ سے نکلا کہ اے فاروق جو
 بیٹا تھا راکل فزون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق جو جرات رستم دیکھ کر حیران ہو گیا ایک رفیق
 انکا شہریر مردوم و اگر پھر پھر آپ کے پاس رہے تو آپ دیکھناں لکھے اسی کے حرکات دیکھ کر آپ
 صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطلع و نقاد ہوئے اے فاروق تنہا اچھا نہ کیا میرا
 ذلیل ہو گئے صاحبزادے نے تمہارے اپنے کو بہ حکمت بجا یار رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہو کہ
 جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا اے صحاب تو دیوانہ ہوا ہے فرزند کی میرے کی حقیقت ہے
 اب بھی اسکو دو بکریں لڑا سکتا ہوں صحاب نے کہا وہ نہ جان میں آیکا میں زیادہ ہو مقابلہ میں
 آپکو مشکل پڑے گی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کہہ دو کہ کشش کو دنگا آید
 جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہنے چہ سات لاکھ فوج تیار کی ہوں قلعہ فوج لب کر نکلا
 مقابلے میں رستم کے فروکش ہوا شک و کینر نے یہ سب خبریں لکھ کو پہنچا میں لکھ نے خوشاک
 عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم میں گیا کینرون سے کہا ہو سکتا ہے کہ عیوق کو مار دے
 میرے بارے میں اسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا دینا کینرون نے عرض کی ہم اسی طرح

نقشب زنی کہ تہ میں قید خانے میں رہنے کو پہنچا ئینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جن جہنوں
کنیزوں نے کہ نقشب زنی میں قید دست بختیں ایک دوکان سے آکر نقشب زنی شروع کی سبک بلی اسی
نکیز میں آیا ہو ستم نے حکم دیا کہ جیلر بنے عیوق کو رہا کر کے لاؤ سبک آیا ہو قید خانے کے ساتھ
پھر رہا ہو دیکھ رہا ہو کہ عیوق قید خانے میں قید ہوا اور عیار فاروق کا ہنسنگ شعلہ زن ہوا
عیاروں کو سب سے در زمان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہو دیکھ رہا ہو کہ قیدی بیٹھا ہو
وکنیزیں نقشب کھو کر قید خانے میں پہنچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا ہنسنگ
نے پکار کر آواز دی اسے تو کون ہو کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہو ہنسنگ دیکھ رہا ہو
جیسے ہی کنیز کو لکھتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیوں نکل نکلتی ہے اسے دیکھا
کہ عیار آتے ہیں ایک جہن جہت و چالاک جست کر کے نکلی جھپٹ کر نیچے عیوق پر مارا کہا او
جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھ کڑی کٹی عیوق نے ہاتھ زور میں آکر قید کر
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ہنسنگ نے بڑھ کر چاہا کہ عورت کو نیچے ماروں عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھ کڑی پر نیچے روکا ہلٹ کے وہی ہتھ کڑی مار دی ہنسنگ کا سر پٹا ہنسنگ تو چیخ لگا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھ کر حلقہ ہاسے کند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاسے کند توڑے کھنکھائی
نیچے کھینچ کر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقشب میں کود کر بھاگیں سب عیاروں نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہو جبکہ طمانجہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لبت مار دی کیسٹا نیچے
چھین لیا اسی نیچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روگے سے یہ شیر گر ستر
نہ رکھا میں عیار ہتھوڑے ہی سر سے میں مار کر ڈال دیے باقی بھاگے بھاگے چہرے میں جہا عیار
بھاگے کہ جا کر فاروق کو خبر کریں سبک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق قید خانے سے نکل آیا او
جوراء میں ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہو عیاروں نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ وہی شہر مار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا خیال آجکا ہنسنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ دھڑاتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہنچا نقشب
کہ علم ہاسے سرخ و سفید نمایاں ہوئے گہاں بلند رکاب پہلوان نور بدست دس ہزار
جوانوں سے آکر پہنچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مارا کہ گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد آڑی سہر آب گرد دس ہزار فوج سے آکر ہو پناہ مہم افسروں کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر ہو پناہ دس افسر نامی گرجی فوجیں لیکر ہو پناہ عیوق گھر اہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہو کہ چارے آقا کو خبر نہیں ہو پناہی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی اے معبود بے نیاز و دیوب کار ساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہو کہ چارے آقا کو خبر نہیں ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہوا اور وہ آئے اے رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ لفظ

<p>انہو حضرت وحدت در دہائی مسدود جہان نہادہ ہنگام در پیش جہین سجود چو بہست ہنگام و عجز موجب بہود ز ہر مکاشفہ مشکوف گشت اسرار خ مجوس تابع فرمان و بندہ عیسیائی مطیع حکم قاندر عرب سلمان اند خداست آنکہ نماید بطور شعلہ زار فصل موم شود نرم آہن از عباد نکرد غار بجانان کسیر دہان عرب نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی ز انقلاب جہان غم مخور تو دی ہندی</p>	<p>بچار سو سے جہان باب استعاد کشود کنے شغل قیام و کسے بحال قعود چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود ز ہر مشاہدہ مشہود راز ہائے شہود غلام زار سلمان مطیع حکم جہود ترا کنند عبادت بجاک بندہ ہنود خداست آنکہ کند سر د آتش لہود بحکم حضرت دادار در کعبہ داؤد رسید بر سر انسان جو دہدہ موعود نہ آن خواند نہ دولت نہ آن ہجوم جہود کہ داروت بہم حال ذات حق خوشنود</p>
---	--

ایو کہیم کار ساز اگر موت میری قریب ہو تو جمال بہتال آقا کا دیکھ لوں اتنی ہمت ملے کہ غلام آقا کے ساتھ مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم میں آیا یا ڈن پکڑ کے جگا یا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیوں یارو فادار خیر تو ہی عرض کی اے شہر یار نہیں معلوم کون عورتیں تھکین کہ تھوڑے نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے بن رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوئے سمک نے ماکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہو کہنا اے میخوار جلد آؤ آقا ذاتی بڑی فوج پرانے کے روانہ

ہوے ہیں میں تو اب جاتا ہوں یہ کیلے سماں چلا بیان عیوق گھرا ہوا ہو کہ ٹنکے پر چوب بڑی
فاروق گینٹے پر سوار کل فوج پشت پر جا رہی افسر گیسے ہوئے رستم لغزہ کر کے اگر سے
آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرا مین آہو بچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جو ہر جھکاتے ہوئے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے افسروں کو مارتے ہوئے آتے ہیں ہر جہہ عیوق زخمی بھی
مقاہم رستم کو دیکھ کر دل میں طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ داروں کو آواز دی اسے اس دلیر کو روکو ایسا ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود معکوحم و یاس ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو
زندہ نہ کیے نیزہ دار سناہن سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ داروں سے لڑنے لگا سہراب
نے خبردار خبردار کیلے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چھانظر
سے نیزے پڑے ہیں مگر عیوق نیزوں کو قلم کرتا ہوا فریب سہراب کے پہنچا سہراب کی کلائی
پکڑ کے بھر و خضب جھٹکا اراتاوار چھین کر پھینک دی مگر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تو لفظ
آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوئی قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوئے
بکا کر آواز دی اے عیوق مر جا عیوق نے جھاک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہوں کہ
اسوقت جمال ہیشال کو دیکھ لیا اب مجھ کو اپنے مارے جانے کا افسوس نہیں یہی دعا کرتا تھا کہ
حضور کے جمال کو دیکھ لوں شکر ہو کہ مشرت ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رستم کو جھاک جھاک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہیں فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہیں کہ جھلاکھ فوج
کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق بر فوج کا بلوہ ہو عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرائے اڑ رہے ہیں
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزہ کی چار جانب سے و چار رستم نے گھبرا کر لپٹ
کے دیکھا کہ سماں شمشیر زنی کر رہا ہو کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھا ہو تو حقہ اشتبازی مارتا ہو
ہشتیانی اپنے آقا کی کر رہا ہو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہو خنجر مار کے گرا دیتا ہو کسی کو قریب
نہیں آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہو کہا اے سماں شکر مین خبر کرو ہماری شمع جمال کا پڑا

یعنی شہر ہر دم در دیوانے کو خبر کرو سبک نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی
 ہیں کہ نکلنا دشوار ہو اسوجہ سے غلام مجبور دنا جا رہی کہ ستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق
 بہو سنا ہوں یہ کہنے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے میل
 جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کر پڑے قد قامت کا جوان ہوا اپنی جرات پر بھی نادر لکھا ہوا
 گینڈا ٹھکرا کر طرف رستم کے چلا اور بکار کرا وادی ایو رستم میں تھے مقابلے کا بہت مشتاق ہوں
 رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے
 گیہان برس بڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حوبے پر بارہ بجا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
 ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا لنگرہ تکبیر کے زور کیا قاش رین سے
 گیہان کو اٹھایا قہقہہ کیا کہ زمین پر ماروں گیہان بکار اٹھا دی شہر بارہ الامان رستم نے جواب دیا
 ران بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تاہر نہ گی غلامی سے گردن تابی دکر ونگار رستم نے گیہان
 کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا جاتا
 ہو فاروق پر لٹکار کے جا پڑوں کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کھانہ میں غلام
 جدید رستم میرے آپ کے تو دشمنان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آ پڑا خبردار خبردار اسلحہ ہاتھ
 مارا گینڈا گیہان کا بد لگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پرچی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
 نعمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہین سے لٹکارا کہ اے فاروق آپ
 ہاتھ در مارنا اسکا اور ہنشا نشانہ بیکار ہوا فاروق نعمان پر جا پڑا خبردار خبردار کچکے ہاتھ مارا نعمان
 کا بھی سبز زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ نعمان کا سر اٹ گیا فوج کو ترغیب دی جو لٹکھڑی کر گیا اسکا یہ
 حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر بارہ کیا کہ صحرائے گوداری
 دیکھا سب نے کہ شہر ہر دم در دیوانے ہوا سنے ہمراہ جو بدستین ہائے ہوئے اس کے فوج پر
 فاروق کی لگے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی شے پر نہیں چھتا
 جو قریب دیوانے کے آیا اسنے جو بدست ماری مع گینڈے سے نکالا فوج کا نوا دیا جا رہی تھا
 غل چپاتے پھرتے ہیں جس صف پر چاہیے اس صف کو پامال کیا صفین توڑیں رستم نے
 جو دیکھا کہ دیوانہ آ گیا طرف فاروق کے چلا فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھا دیا دیوانے

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانوں نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدشین مار رہے ہیں
 گیہان پر نشان حال زخموں میں جو چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
 کا یہ حال دیکھا اگر گیہان کے پھر لے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
 دیکھا کہ دیوانوں نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
 کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچ گیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجا دوں بلٹے پلاؤں
 سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانوں کے ہاتھ سے فوج نہ بھگی دیوانوں کی عجب رنگ کی کڑائی غری
 سب نے یہی صلاح دی کہ طبل باز گشت بچائیے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر جو بڑی
 رستم نے دیوانوں کو روکا رستم فوج لیکر لے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
 پہونچے فاروق بلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیروں کو جمع کیا؟ لئے صلاح
 کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بچائیے فاروق نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
 جو بڑے ہر کاروں نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجا دیا بجا کر لھان کو تھکا جا
 میں بھیا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوری ہوئی یہ خبرین فاروق
 نے شنیں ہنگ شعلہ زن کا بھائی کنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
 عیوق کو چڑا لاوے مجھ کو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت میں رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہ ہو کہ میں
 میں میرے رفقاء میں آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھ کو بڑا قاتل ہو گا کنگ نے کہا
 ظلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چڑا سے لاتا ہو پس کنگ کنگ بانہا سے عیاری سے آہ استہ
 ہوا ایک ضیقہ کی شکل بنکر رستم میں آیا جا بجا پھر نے لگا جب زلف لیلے سے شب کمر
 گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودے لگا جا کے ہرہ بارگاہ عیوق میں توڑا کھا
 عیوق کے جسم پر پٹیاں مرع کی چڑھی ہیں بڑا سور ہا ہو چار خادم چپی پر ہیں کنگ نے پورا
 بیہوشی کے پھینکے قلع پر جو پروانے چلے دھواں بلند ہوا چاروں خدمتگار بیہوش ہوئے
 بھیٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ ہا
 کند سے ہاتھ پاؤں باز رکھے پشتارہ دوش پر لگا یا صیغ و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
 اب کنگ نے میدان بکڑا سبک بیلداقی بازار میں طلا یہ دے رہا تھا شاگردوں سے کہا

کہ جا کر خبروں ایسا ہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہو اپنے شاگردوں کو ملائے پر چھوڑا آپ حبست و خیر کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہنچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا بارگاہ عیوق میں اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانوں سے کہا یا رو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا میں فکر ہائی عیوق میں جاتا ہوں یہ کھلے نیچے لیے ہوئے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک لے کر وہیں سے لٹکارا دنا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منہ ہتر سماک بلیا قی کننگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا پانوں میں زنجیریں پڑ گئیں سماک قریب پہنچا جا ہا نیچے بارون کننگ نے زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکا کہ جنگل میں چھپے ہوئے تھے حلقہ ہائے کندہ لیے ہوئے نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہائے کندہ مارے سماک حبست کر کے حلقہ ہائے کندہ سے نکلا مگر چالیس ایک بچے نیچے مارے ہیں ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سر ہنگ تیز یا خلیفہ کننگ پشت سماک پر آیا عیاروں سے اشارہ کیا کہ اپنی شاہ سماک کو متوجہ کر عیاروں نے نیچے مارے سماک رو کر رہا ہی خلیفہ سر ہنگ نے پشت پر سے حلقے کندہ کے مارے سماک تراب کر کر عیار ٹوٹ پڑے عیاروں نے از روئے بلوئے کے سماک کو گرفتار کیا کننگ بہت فوش ہوا کہا یا رو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رستمی کو رونق ہو اب اسکو جھٹ پٹ جل کے قتل کرنا چاہیے یہ کھلے عیوق و سماک کو پھیلاندر عیار ساتھ میں طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا رستہ طو کیا تھا کہ کننگ نے دیکھا ضرر ہے آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار ہانہاے عیاری سے آ رہا رستہ پشت پر چیس ایک دور سے جو کننگ کو دیکھا آواز دی اور سے فوکون ہوا لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ پیاک بچے مار کر ڈال دیے تھے وہ لاشے پھر دک رہے ہیں اب وہ جو عیار آگے تھا لینا لینا کیلے بڑھا پندرہ کو چلیس نے گھیر لیا کننگ چاہتا ہی میں نکلیاؤں ایک عیار سر ہنگ نامہ جو پشت تارہ سماک کا باندھے تھا امیر یہ افسر جا پڑے اور فرہ کیا۔ لغزہ چالاک۔ عیاری من آئم حبست و چالاک پچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ یاد باد گرد خیز کا نم + خلیفہ اولم چالاک نامہ + انکو صا جھڑان تے برے ضرر رستم بھیجا تھا اسوقت پیرا کے ہوئے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ اوجھیا اس میرے بھائی کو کیونکر بکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھ کر چالاک کو نیچے مارا چالاک نے نیچے کو نیچے پر روکا سر کو جتا کر مکر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کی مکر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سمک کو چالاک نے رہا کیا حباب دافع داروے بیہوشی مار دیا سمک ہوشیار ہوا اٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برائے خبر رستم تاہوں اس وقت آئے ہو بخا شکر ہو کہ تم کو رہا کیا سمک بھی نیچے کھینچ کر لڑنے لگا اب چالاک طنز کننگ کے چلا کننگ نے نیچے کھینچا چالاک سے اور کننگ سے نیچے چلنے لگا سمک نے بڑھ کر کئی پک بچن کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کننگ کو مار لیا کننگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا اے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلو ان کا زمین پر ڈال دے جگر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے بیٹھے کننگ نے پشتارہ زمین پر ڈال دیا چالاک سے چپک چپک کر لڑنے لگا چالاک بھی کننگ سے لڑ رہا ہو اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردوں نے کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک اور کننگ میں نیچے چل رہا ہو کبھی آپس میں خنجر نیچے کبھی نیچے چالاک نے ایک مقام پر حلقہ مارے کننگ نے کننگ کی حلقہ مارے کننگ سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقہ مارے چالاک نے حلقہ مارے کننگ کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کننگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کننگ پٹا پٹتے ہی کننگ کے چالاک نے نیچے مار دیا کننگ زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہر چند لٹکارا کہ او بھگوڑے کہاں جانا ہو زخمی ہوا تو بھاگا کننگ نے پٹ کے بھی نہ دیکھا جب کننگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سمک و چالاک سے شاگردان چلا چاہتے ہیں کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہنچائیں کہ دوسری طرف سے گرداؤی علم ہمارے سرخ و سفید نمایان ہوئے نوبت نثارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جون ملواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے عیوق نے جو اس جوان کو آئے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہو چاروق کننگ گیر

جبار وق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی اور فرزند اس صحرائین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیوں پھر رہا ہے آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہے کہ جہاں مسلمان ملین آنگہ
رو کو ہم جا بجائے کرے ہو سے آئے ہیں ہمیں کہیں مسلمان نہیں ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ اوٹم نامدار مسلمان کہیں چھپتے ہیں مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلمس بھاگے پھر
ہیں ملک خالی کر لیے ہیں آئیے اگر کچھ دشمنی ہو ایک اد نے میں اہل اسلام کا غلام ہوں بھلا
جن فیروں نے سیکڑوں بادشاہوں کو مٹا دیا وہ شیر کہیں مجھ چھپاتے ہیں فاروق سیاح شاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہے جبار وق نے جو یہ باتیں عیوق سے سنیں مثل مار سردم کو فتنہ قلب شک
میں بل کر لے لگا گینڈا ٹھاکر آواز دی اور فرزند اب میں کیا تجھ کو جانے دوں گا تیرے باپ پاس تجھ کو
لیجاؤں گا عیوق نے دیکھا کہ آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھ کر بدھو اس ہو گیا اب ہی مقابلے کو
آتا ہے آخر ناچار ہو کر ان مانگتا ہے عیاروں کے بھروسے پر بھولا ہے سامنے دیکھ تو کھنگ کا لاشہ
پڑا ہے مجھ کو گرفتار کر کے لیجاؤں گا مگر خاق کار ساز نے اس دشمن کے پیچھے سے رہا کر لیا اب ہمت
میں اپنے آقا کی جاتا ہوں تجھ کو اگر کچھ کہہ نہ ہو یہ گوہی یہ میدان میں باہر نہیں ہوں باپ سے
مقابلہ پڑا انکی بھی جرات کو دیکھ چکا افسوس یہ ہو کہ مجھے سوتے میں عیار چڑا لیا تھا سلاح پاس
نہیں ہیں سواری کو کھنڈرا گینڈا نہیں جبار وق ایسا جھلا یا کہا اور عیوق میں تجھ کو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کروں میرے منہ سے نکلی گیا کہ تجھ کو تیرے باپ کے پاس
لیجاؤں گا یہ کیلے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ابک جو ان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حائل کی بہر نسبت پر ڈالی نیزے کو چپکا تا ہوا سامنے
جبار وق کے آیا جبار وق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا یہاں رستم جو
سو کے کڑے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی جبر الکیا سمک نقاب میں گیا ہی شاہزادہ بخیدہ بٹھایا
کہ سمک گھبرا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو جالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جبار وق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سواروں سے آتا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوئے عیوق
و جبار وق سے مقابلہ ہو رہا ہے رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرت بارہ ہزار جو ان تلوار ہوں
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جیت دینا کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی اور

آقا سے نامدار جبار وق بہلوان ربر دست ہو رستم فوراً سوار ہوئے دیوانہ نے کہا میں بھی ساتھ
چلوں گا ایسا نہو عیوق پر کچھ خشم زخم ہو چکے رستم نے صرف دیوانے شریہ مردم در کو مع جبار وق
دیوانہ ان کے ساتھ لیا تا شاہ دیکھنے کو طرف جبار وق و عیوق کے چلے اس وقت ہوئے تھے کہ
عیوق نے نیزہ جبار وق کا توڑا تھر پھین ہو رہی ہیں جبار وق کہتا ہوا ای فرزند اب میں تلوار
کھینچتا ہوں عیوق کہتا ہوا بسم اللہ کوئی حمیہ اٹھ نہ رہے کہ سامنے سے گزراڑی چیتھنے کی دیوانہ
کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جبار وق آقا میرا آتا ہو دیوانے شریہ مردم در کو اپنا رفیق کیا ہو
کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شریہ مردم در آگے آگے جست کرتا ہوا بکارتا ہوا کہ ای عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈ سے کو میں سمجھا دوں گا ایک جو بدست کے وار میں اسکا ٹھکانہ دیکھا
رستم ہان پان کرتے رہے مگر دیوانہ کب نا شاہ جست کر کے بیچ میں آتا عیوق سے کہا ہٹو اور پوچھنا
کو بیخ دیا وہ سناتا ہوا کہ جبار وق کے ہاتھ ہیروں میں رخشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیکھا
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے بھکو زبیر کیا شریہ مردم در نے دیکھا کہ آواز دی کہ
ای جوان زبیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہو آقا دن بھر میں بھکو دس مرتبہ زبیر کرتے ہیں جو حیرت
نا شاستہ اُنکے ساتھ کرتا ہوں اگر اور کے ساتھ کروں تو میرے ہاتھ سے پیوند نہ میں ہو یہ ہیں
آپس میں ہو رہی تھیں کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد آڑی دیکھا کہ فاروقی گینڈے پر سوار
جبار وق کہ فوج ہشت پر ظلم ہائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے پھر ہرون پر تھر پھٹ ہفت پیکر
مردوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروقی طرف کوہ رنگا رنگ کے دیکھا بکارتا ہو کہ یا خدا ونا
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہاں جبار وق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگے تو رستم سے کہا میں آپ سے مقابلہ کروں گا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری میں امتحان منظور رہی جبار وق نے کہا میں آپ سے نشی کا شتاقی نہیں
اگر آپ مجھ غالب ہوں میں دل و جان سے اطاعت کروں رستم نے گھڑے سے کود کر دیوانہ
کو جو ہٹایا دیوانہ بگاڑ گیا کہتا تھا آقا میں تہ ہٹو گا یہ کہے ایک جو بدست ماری رستم نے کلہ جو بدست
پر ہاتھ ڈالا جو بدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جبار وق دیکھ رہا ہو کہ رستم نے
دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر پڑا سٹھ خنزیر کاں کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھ سے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرو نگارستم نے جھوٹا دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
 سر اٹھا کے رستم کو نہیں دیکھتا جا روق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اڑ گئے گینڈے سے
 کودا کہا اور شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بد خو کو سنبھالتے ہیں میں نے حلقہ غلامی
 حضور کان میں ڈالا میں ابھی شکر فاروق کو مٹائے دیتا ہوں یہ کیسے طرف فاروق کے چلا
 فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادہ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیوں آتا ہے
 رفیقوں نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کر گچا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہیں خداوند ہی
 بچائیں کہ جا روق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اور شہریار میں نے اپنے کو امتحان کیا رستم
 سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھ کر میرے ہوش گم ہوتے ہیں میں نے تو اس شہریار کی اعلیٰ
 کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت میں رستم کی چلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ زہر کر لے گا
 فاروق نے کہا اور جا روق میں رستم کی اطاعت نہ کرو گا جس طرح مجھے چاہے مقابلہ کر لے
 تو اسکو بڑا بہادری سمجھتا ہو میری وہ نگاہ میں نہیں سماتا جا روق نے کہا اور برادر میں تو اسکو
 حاضر ہوا ہوں کہ تمکو خدمت رستم میں لیچوں یہ کیسے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلواریں بھی
 دو وزن میں دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے باڑھ بجا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا روق
 نے گریبان پکڑا دو وزن گینڈوں سے کودے بھائیوں میں کشتی ہونے لگی پہر پہر میں فاروق
 نے جا روق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اسنے رستم سے کہا اور شہریار جا روق کو فاروق
 نے زیر کر لیا مشکین بانہ دھکر لشکر میں بھیجا اب میدان میں کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم ہو
 جا کر مقابلہ کروں رستم نے کہا اور عیوق جاؤ سمجھا کہ فاروق کو جا روق کو رہا کر لاؤ یہ شکر عیوق
 گینڈا اٹھ کر اسنے فاروق کے آیا کہا اور باب تنے جا روق پر ظلم کیا وہ تمھاری اعلیٰ
 نہیں کرتا کیوں زبردستی کرتے ہو جا روق نے کہا کیا میں کسی سے بندہ ہوں میں کیا تیری طرح
 اطاعت کرونگا باب میٹوں میں یہاں تک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
 جب دو وزن میں نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے جاہا کہ عیوق کو جدا کروں کہا فاروق باب میٹ
 کا میں مقابلہ اچھا نہیں جانتا میدان کا رزار میں ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمیر غالب آؤ تو ہم تمھاری
 اطاعت کریں اور اگر ہم غالب آئیں تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجو اگر میدان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کروں گا رستم نے کہا تم عیاروں کے
بھروسے پر کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہو سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے
وعدہ کیا جا روق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اسو فاروق اگر جا روق اطاعت
نکھاری نہ کرے تو اسپر بدعت نہ کرنا ورنہ میں تمھاری بارگاہ میں ہونگا دریا سے فون بہا دوں
فاروق نے کہا میں اس سے اطاعت کو کہوں گا اگر اسے مانا تو فہا ورنہ قید رکھوں گا جب آپ سے
فیصلہ ہو لیا گاتب سمجھ لوں گا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا فرد نہ آجکا مطیع ہوا میں نے کوشش
بھی کی وہ نہیں ماننا اب بھائی آجکا مطیع رہے عیوق کتنا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں ابھی اس
فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اترے فاروق
فون سے رستم کے دربار بھی جا روق کا نہ سمجھا جا روق کو قید خانے میں بھیجا یا یہ خبر کنیزوں
نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درمیش ہوا جا روق نے رستم کی اطاعت
کی تھی فاروق جا روق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بقرار ہین کنیزوں سے کہا
تسے ہو سکتا ہو کہ جا روق کو رہا کر لاؤ کنیزوں نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہو
آئندہ پروردگار کو اختیار ہو ملکہ نے بوجھیا قید خانے پر جا روق کے کون مقرر ہوا ہو شکوفا
نے اگر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہو ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے
رہائی ہوگی میں آج رات کو شیخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں ملکہ
عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو گیا کہوں کہ جو گذرتی ہو۔ لفظ

اور اب تو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک
دشوار اڑ کے جانا ہوا ب آشپان تلک
وہ مدھا ہوں میں جو نہ پہونچا بیان تلک
سگ ہاے کو سے پار مرے استخوان تلک
بگسل کی زندگی ہوئی کینہ خندان تلک
بڑ بڑ گئے ہیں آبلے دل سے زبان تلک
جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک

نالے شرفشان رہے تاب و توان تلک
پر داڑ اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدر دان تلک
وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
اک رشک گل کی دوری میں ہم میں فریب
ہمس مشعل رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
روشن چراغ داغ بھی ہیں سوز غم سے کیا

<p>اس خاندان خراب کا بایا نہ کچھ سراغ ہو گا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا اعضا تمام اشک ہو چشموں سے بہ گئے گرمی سے بھی زیادہ زمستان میں لون چلی اک دن نہ پائی اُٹھیں ہو اکو سے یار کی قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا ہمراہی اپنے تیر روی کر کے بڑھ گئے افسوس رہ نام سے وہ آشنا نہیں</p>	<p>سورنہ خیال گیا لامکان تلک نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک اس بحر حسن کے لیے رویا میں یان تلک اک نار سوز دل سے جو آیا زبان تلک سوار سیر کو گئے ہم بوسستان تلک اڑ کر جو ہو پوئے تو مرے سرور دان تلک ہم گرد سان ہو پوئے نہ سیکے کاروان تلک اک گفت میں جلی شکیا اپنا نشان تلک</p>
--	--

ملکہ نے اسی حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہو گئیں عرض کی فواہ ہم لوگوں کی جائیں جائیں فواہ رہیں مگر حضور کے ساتھ ہیں چار سی کنیزیں جب اس طرح سے آمادہ ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چار سی کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلیں سر بیچ گرد چار سی جواؤں سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چار سی نقابداروں سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سر بیچ گرد ہو اٹھا کینڈا پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گنگوٹ پوش کے چلا نقابدار نے سر بیچ گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کرے گا گمان کیا فی کاندھے سے اتاری تین بھال کا تیر بھر گمان میں پوچھتا کیا تاکر کینڈے کی آنکھ پر مار دیا کینڈے نے جست کی سر بیچ گرد کینڈے سے گرا اوپر آ کے نقابدار نے ہاتھ مارا سر بیچ کار زخمی ہوا ساتھ داؤں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہو نقابدار برس رہا ہوا تنے نیچے مارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کینڈوں سے اشدادہ کیا جاروق کو رہا کر کینڈوں نے بڑھ کر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا کہ دل میں چیراں ہو کہ یہ نقابدار کون ہو جو اسے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہنچا اور ملکہ مرکب سے کودیں جاروق مدت سے شکوہ فہ نائے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جادو کو بیکر باغ میں آنا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اتاری اب جو جادو کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملک نے کہا اب جادو کو رفاقت بہت کم کرو اور قید خانے میں رہو
ہم سے نہ دیکھا گیا آخر شک ہے کہ تم کو رہا کر لائی صبح کو جادو کو خبر پہنچی کہ ایک نقابدار آیا۔
سریع گرد کو زخمی کر کے جادو کو رہا کر کے لیگیا اب جو اس نے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ
مغرور شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جادو کو رہا کر کے لیگیا اور باغ میں ملک کے
جادو کو موجود ہو سو چاکہ اگر گرفتار کرنے جادو کو جاؤنگا تو ملک سے راہ ہونگی اگر میں سے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قہر رت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ نقد پر کر دیں تو بھگا
کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ ملک سامان جادو مانگی حاکم و ناظم ہو اسکو مانگھا
کہ اس سامان جلد آکر میری مدد کر و طلسم کشائے آکر بھگا گھیر ہو سامان بڑے سارو سامان سے
بڑے مدد فاروق جلی دربار میں فاروق کے آکر پہنچی فاروق نے سب حال رو کر بیان
کیا سامان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجو او میدان میں نکلو جو تمہارا مقابلہ کرے گا بیشک اسکا
اُسکا زور گستاخنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجو ایا رستم نے بھی طبل جنگی بجو ایا
سبک نے آکر خیر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آتا جادو کو
کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملک مغرور شیرین کلام نقابدار جنگ
آئیں اور جادو کو رہا کر کے لیگیا اور زمین معلوم کیا مصاحت فاروق نے سوچی نہاں
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہو اس کے بھروسے پر طبل جنگی بجو ایا اس ساحرہ سے بھگا مقابلہ کیا
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونوں لشکر دن میں بج چکا تیاران ہوتی ہیں صبح کو دونوں
لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں جھین سامان جادو ایک طائر جگر میدان میں دیکھ نکل تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی اسی رستم دیوانے پر نکلوڑا گستاخ ہو گیا
میرے مقابلے میں بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بے قرار ہو گیا کہا آقا تو
میرا نام بیکر پکارتا ہو اتو بھگا جانا ضرور ہو یہ کہے جو بدست ہلاٹا ہوا جیسا ہے ہی سامان
فاروق کے پہنچا جانا جو بدست ماروں سامان نے سحر کیا فاروق نے جو بدست تھا

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہو مگر کچھ دور نہیں چلتا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اٹھالیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہری رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکالوں کہ عیوق نے گینڈا صفت سے نکالا اور کہا اے نادار اب غلام فاروق کے مقابلے میں جا بیکار رستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باب کے مقابلے میں آیا ساحرہ سحر کر رہی ہو عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم تھا کہ حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکوں ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران رہا دیکھ رہا ہو کہ فاروق نے بڑھ کر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھالیا رستم حیران رہا کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دو ذون گرفتار ہو گئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھ کر خبر دی اے فاروق رستم بر سحر تاثیر نہ کرے گا اسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت و تیفہ ہفت جو ہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہوں تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا اے رستم حرمت کے سراسر خلاف ہو مین دو پہلو اذن سے مقابلہ کر چکا اب تم سے مقابلہ کر دنگا اگر تم نے تھکے ہوئے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو تحریر کے سن لیتے ہیں حقیقت میں تم نے دو پہلو اذن سے مقابلہ کیا ہو اب تم پلٹ جاؤ کل ابتداء میں ہمیں نکلیں گے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جبار گام میں آیا سامان جادو نے کہا اے فاروق تو کیوں پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلو ان میدان میں آئے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا دور کھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا اے سامان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہیں کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت جوش و تیفہ ہفت ہر اسپر سحر تاثیر نہیں کرتا نام تحفہ جات شکر سامان خاموش ہو گئی کہا کہ اے فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہوں تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر نہیں ذہن میں آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دوں تو پھر رستم کو بکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہیں بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہر کارون نے خبر ہو چائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحر ہو وہ آئی ہو وہ حضور کے ساتھ مکر کر بیگی حضور پوشیار زمین اسی کے سحر سے دونوں پہلوان گرفتار ہو گئے رستم نے کہا مجھے اپنے سرداروں کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے میں گھبراتا ہوگا اسکا زیر ہونا مجھ پر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھ کو نہ ملیگا میں نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اس نے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ میں رستم بیٹھے تھے سمک نے ارادہ کیا کہ میں فکر میں سامان جادو کی جاؤں سامان کو سامان قتل کر دوں کہ ہر کار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ اگر شہر یار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کو صدار جادو و طلسم ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئیں ایسے صحرا و اسیات تلے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئیں اب آنکھوں نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی زیر نخل تھیں آتی ہیں لیکن قدم نہیں اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلیں رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونوں نجف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحرا بے گرم میں گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہو گئے ہیں ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہو دو قدم چلیں اور گرین رستم نے جاکر دونوں کے ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے میں آئیں دونوں میں جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا اگر شہر یار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی عینے صحرا سے ویران میں پھری راہیں بھڑکی اُن جنگلوں میں کاٹیں کہ چنانچہ وہاں مکان بنوا دیں اس بیچ و تاب میں گذرنا تھا کہ زبان میں طاقت نہیں کہ اسکا ذکر کریں ایک دیکھ کر بدن میں طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہو نظر

جیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
پشتے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
ہم زرد ہوں تم بھول سے خسار دکھاؤ

یار آیا ہوا حال دل زار دکھاؤ
آ جاؤ بس اب راہ نہ ای بار دکھاؤ
فردا سے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
عاشق ہیں بہت ایک تو چکر کوئی مجھسا
عالم نظر آ جاے بہار اور خندان کا

تل ڈھاک لہا اور ابرو سے خمدار کھاد بچرا ایک نظر جلوہ دیدار دکھاؤ ایجان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ	تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو ہر دم متقاضی ہو یہی حسرت دیدار قراتے ہو عاشق ہیں مرے تجھے نہ رونا میں قبر سے بھی نہ رہی کتا اٹھو بھگا
---	--

اس طرح ہلک ہلک کر دونوں نے یہ شعر پڑھے اور روئیں کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا اللہ شاکر
کو آئے تھے اتنے فورا پڑے کہ آج تک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہو سامان جادو برائے بد
فاروقی آئی ہو بیٹا اسکا میرا رفیق ہو لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروقی دور فقیوں کو گر
کر کے لیگیا مجھے اس قدر فلق ہو کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھا بلکہ یہ عیا مقابلے میں تڑپا
اس فکر میں ہو کہ تحفہ جات چدا کر کے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگئیں تدبیر ہو جائیگی
شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہو کان بکڑے اُسکو بلاؤں گی رستم
اُن دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گزراؤں دیکھا آفتاب فلک سیر و حملال میں
گھوڑوں پر سوار مگر چہرے اترے ہوئے دو دو سو جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آفاکو
سامنے دیکھا اور ہر شہرت باتوں میں شرمائی ہوئی و سبدم کہتی ہو حضور بارگاہ میں چلیے بیان
کنارے ٹھہرا نہ سب نہیں کہ حملال و آفتاب بھی آکر قدیموس ہوئے اپنی اپنی مصیبتیں
بیان کیں کہ حضور کبھی صحراے ویران میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ واسے ہلک ہو گئے کل
غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر راجہ
کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آفا سے ملاقات ہو ہم دونوں شکر کرتے
ہیں کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ نباہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور
بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے
شہرت نے دعویٰ کیا کہ وہ طبل جنگی بجا ئیگا جب میدان میں آئیں تو بی سامان کا سحر
نہ چلے دونوں میں اُسکو دیکھ بھال لوں گی یہ خبر ہر کاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت
و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہن و حملال سرکش یہ چاروں سردار بڑی شاہی اٹھٹھا کر
آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعویٰ کیا ہو سامان نام شہرت شکر کھائی کہا

شہرت دختر لوہدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کاروں نے بیان کیا کہ
 طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرانے محیط وکیل نے
 صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیوں میں پھنسے چاروں سردار آوارہ ہوئے تھے
 بڑی جفا میں اٹھائیں اب اگر رستم سے ملے سامان نے کہا اور فاروق یہ سارہ چیدہ طلسم
 ہفت پیکر میں رستم کو سب سامان مکن ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کو
 بیکار ہے اب ہماری خبر انکو پہونچ گئی اب وہ تدبیر کر لینے اگر شہرت نے آکر میدان میں سحر کیا تو میر
 سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر نیر دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرادو نگلی درندہ اور فاروق تیری محبت میں
 اپنی جان پر کھیلو نگلی فاروق نے اسی وقت طبل جکی بجوایا یہاں یہ چاروں سردار جب بارگاہ
 رستم میں آئے بیہوش و عواس دست ہوئے رستم نے ان چاروں کو کھانا کھلایا شراب و کباب
 پیش کیے بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہر کاروں نے خبر دی فاروق نے طبل جکی بجوایا ہے رستم نے
 بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فضل ایزدی طبل جکی بجے تیاریاں دو لون لشکروں میں
 ہونے لگیں رستم نے آرام فرمایا سہاک یلداقی طلالتے ہیں و لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو
 رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر میں رستم کے آئی ایک نخل پر آ کے بیٹھی مگر لشکر عقباب بیٹھی ہوئی
 نخل کے قریب سہاک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقباب کہاں سے آیا بیٹھنے سے عقباب
 کے شاخ نخل جھکی سہاک سمجھا کہ یہ سارہ ہو کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر یہ نخل آیا
 سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سہاک بیہوش ہو کے اگر سامان نے نخل سے
 اتر کر برق جھکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڈ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیا طلسم کشا کا ہو سحر کر کے
 سہاک کو کنارے ڈال دیا اب سہاک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نکلیا توں نے جو
 سہاک کو آتے دیکھا ابھی اتر صاحب اموقت کہاں آئے سامان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے
 کہ سامان فکر میں آئے آئے ہیں قریب پلنگ کے جا کر میرادوں یہ کیسے اندر آئی دیکھا کر سہی پر
 کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر رکھا ہو زرد ہفت جوش حیم بن سامان نے کلاہ و تیغہ
 اٹھایا منظور ہوا کہ چلوں شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ میں بڑی سواری تھی خواہ
 پریشان دیکھ کر پریشان ہوئی اٹھ کر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ چکی

شہرت نے لکارا کہ اوسامان میں نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت
 شکر بھاگی شہرت نے سچھا کیا بلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
 و تیغہ ہفت جو ہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہوا
 میں ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں سامان کو گرفتار کر کے لاتی ہوں رستم
 نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہو شہرت اس کے تعاقب میں ہر فاروق
 کنارے پر لشکر کے موجود تھا اس نے جو سامان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں خیر تو ہو کہا حضور
 میں کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب میں آتی ہو فاروق
 نے کہا لاوہ دونوں شخصے مجھ کو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر فاروق
 کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بجے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق
 تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مار کر کلاہ و تیغہ اٹھا لیا فاروق نے ہراسیاں
 سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مار لو چار طرف سے جادوگریوں نے شہرت پر بلوہ کیا
 شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگریوں کے سر اڑ گئے کوئی منہ کے بھل گری برق چمک رہی
 ہو خیر تلواریں گر رہی ہیں کہ شہرت نے دیکھا زمین بھرائی لغزہ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
 شہرت نے بڑھ کر کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ
 ہاتھ میں لیا نعرہ کر کے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا لغزہ ہوا دولان ملکر لڑنے لگے مگر رستم
 دونوں کو منع کرتے ہیں کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہو شہرت
 نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تورا کرین جادو کہ باغ میں ملکہ کے موجود ہو کئی دنوں نے آکر
 خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جادو نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہہ کر نکلا کہ آفت
 مصروف جنگ میں غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہہ گھوڑے پر سوار ہوا اس وقت آ کے پہونچا
 کہ آفتاب و حملال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہو آگ آسمان سے برس رہی ہے
 فاروق بدحواس جنگ میں مصروف مگر گھبرا ہوا ایک ایک سے کہتا ہوں سامان نے سامان
 جنگ کر دیا شب تیرہ و تار میں مغلوب ہو گئی دیکھیے اس مغلوب کا کیا انجام ہو رہا عرض کر دیا
 ہیں کہ مسلمانوں کو تو آسان ہو دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کر لیں فاروق اس

حیرانی میں ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برا بر قید خانہ عیوق کے پہونچا نگہبانوں کو مارا۔
عیوق کو قید سے رہا کیا پیکر خدمت رستم میں آیا فاروق نہایت حیران ہو کتا ہو اگر بھاگتا ہو
تو جرات میں فرق آتا ہو اور لڑتا ہو تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہیں آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اسکے سائے میں پہونچا بقیار ہو کر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اس وقت مدد کیجئے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوئے ہو اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو مجھ سے کہہ کر یا خداوندان تین اژدہوں سے بچا ہے اگر
میں نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کرے گا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بقیار ہو کر کہا اس وقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندہ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچا ہے ہفت پیکر نے آواز
دی بیان سے اسی پہاڑ پر جاؤ جہاں گنیر جادو وہاں رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کر دیگی وہ طائر اڑتا ہوا سامنے فاروق کے آگے مثل انسان کے آواز دی اسی فاروق کی
بیتاب ہوتا ہو اس درہ کوہ میں جاؤ جہاں گنیر جادو کا نام لیکر بچار وہ ان سب کو گرفتار کر دیگی
فاروق یہ صدا سن کر قریب درہ کوہ کے پہونچا بچار کہ آواز دی اسی جہاں گنیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا۔
اژدہ ہے کا سر منٹھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیاں سر پر گتھ ہی ہوئیں آواز دی اسی فاروق کیا ہم
کیون اس قدر بیتاب ہو اسنے بچار کہہ کر اسی جہاں گنیر آفتاب فلک سیر و حملال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہیں لشکر کو سیر
تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ میں
سحر کرتی ہوں یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اسی پتھر سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ بچار رہا ہو آفتاب لاکار کہ فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لوں کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منہم جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قدر کی میرے پہلو میں کھڑی ہوئی منع کر رہی ہو کہ فاروق ہمراہ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا جبکہ فاروق کی گردن میں ہاتھ ڈال دیا اس ساحرہ نے ہاتھ بلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب غروب ہوا یعنی غائب ہو گیا ہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گزری کہ جو آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اسی طرح تلوار ہلا رہا ہو جو قریب آیا اسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت حبیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہو گیا ہلال نے بڑھ کر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا ۴ سین سے ایک برق ہلال پر گری ہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ ہلال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوئے چمک کر قریب آئی اس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا بجا کر آواز دی اور دھڑکھیل تھکھکھایا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہو درہ کوہ میں تھکھکھاتی ساتھ دالیان باقی ہیں شہرت ابن فقرون کو کب مانگی ہو کڑک کے اس ساحرہ پر گری کہ اس کے دو ٹکڑے کروں جب گری زمین پر آئے دیکھا میں نے ایک اڑدے کے دو ٹکڑے کیے اڑدہ پڑا ہوا جل رہا ہو درہ کوہ سے آواز آرہی ہو اور شہرت کمال سحر حاصل کر دینم جہانگیر جادو شہرت نے سر اٹھا کے دیکھا ایک تختہ سنگ کلان پڑا ہو ۴ سین سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے نکلا رہی ہو شہرت درہ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر رے کے آئی کچھ سوچتا نہیں انتہا کا اندھیرا ہو اس ساحرہ نے اُٹ اُٹ جی شعلہ ہائے آتش جھکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ شعلہ سے شعلہ ہائے آتش جو چھوڑ رہی ہو اسی کی درہ کوہ میں روشنی ہو جھپٹ کر اس پتھر پر آئی نیچے کرے کھینچا قصہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لون تلوار جو جھکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہونچا دیکھا اسی تختہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے برقیں شکر رستم پر گرا رہی ہو کئی ہزار ساحرہ غیر ساحرہ کڑک کرے فاروق کو آواز دی اور فاروق دشمنوں کو مارے مگر ساحرہ ماہی سحر دیکھا کہ گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو ہتھکڑی زمین پر

مارا چند شعلہ ہائے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختہ سنگ کے جھلا وہ
 ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری م سکی اُن سے دریاے سحر میں ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
 دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
 جو عیوق کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اچکا یا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
 ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہو گیا ایک آواز آئی اور
 فاروق نہ گھبراتا بیٹا تمہارا یہ آرام قید ہو بعد فتح جنگ تکو بیگنا جا رہا ہے جو عیوق کو غائب
 ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے جبرجل جل کر گرے جا رہا ہے گینڈے کو بڑھا کر قریب
 فاروق نے پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کیراں نے آواز دی ای جا رہا ہے کہاں جاتا ہو مجھے مقابلہ
 کر سکتا ہے جا رہا ہے پر ہاتھ مارا جا رہا ہے ایک پہلوان زبردست تھا بازو بجا کر کلائی پر کیراں
 کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکی کمر میں ہاتھ ڈالا کہ اٹھاؤں ایک برق جھلکی سب کی آنکھیں
 خیرہ ہو گئیں اور جا رہا ہے اُس برق کے چمکنے ہی غائب ہوا سماں نے پھر رستم کو پہونچائی کہ
 اول جا رہا ہے ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوئے بعد اسکے عیوق و جا رہا ہے
 بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوئے اب اُس مقام پر سناٹا ہو بیٹھنے رستم کو بہت ناگوار
 ہوا کھوڑا اچھکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہوا رہا ہے جو قریب آیا اسے ٹوک کے مار لیا
 رستم نے لٹکارا کہ او نامردان غرمانے تیرا کیا نقصان کیا مفت میں انکو قتل کرتا ہو فاروق کو
 اور ہی کھینٹ ہی لٹکارا کہ آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوئے اب آپ باقی ہیں رستم
 کے جسم میں تختہ جات طلسم نصب ہیں تیرے ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے قریب فاروق کے پہونچے
 فاروق تلوار میں مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہیں کبھی چاہتے ہیں کلائی پر
 فاروق کی ہاتھ ڈال دے مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہیں پڑتا کہ درہ کو وہ
 ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اس طرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو توشت
 بر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا کھوڑا بند لگامی کرنے لگا رستم بڑی جھمٹے ہیں اس نے
 جاتے ہیں ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ میں پشت مرکب سے گر پڑا گا رستم نے جھٹلا کر کھوڑا پشت
 پر مارا مرکب نے طرہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوئے شیر نے اُکر دو دن پہونچے مارے اس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ نوح لون رستم نے دو ذون کلانیان شیر کی پٹ کے ایک گھونٹہ مارا کہ سر شیر کا بھٹ گیا
کئی شیر درہ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیر وں کو مار کر رستم گھوڑے سے کودے
تینہ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ عجیب شکل
عجیب و غریب سر نکالے ہوئے کبھی سر کے بال نوچ کر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی تھپتھپ مار کر
ہنستی ہو رقیں رستم پر گرتی ہیں مگر سحر تا فیر نہیں کرتا رستم درہ کوہ میں گھس گئے ہاتھ سر پر سحر
کے مارا تلوار جو بڑی سرفروا اس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختہ سنگ کو کاٹا
ویر تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اس دروازے میں قفل کلان لگا ہوا اندر سے
رونے کی آواز آتی ہو کوئی ہلک ہلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہو نظم

حلاوت زہری ہلنی تھی جھکو شیر باد میں
کھلیں آنکھیں تو میری آنکھیں یاد کے گھر میں
کبھی تھا دوش دا یہ پر کبھی آغوش مادر میں
دم فکر سخن نوحے لگائے آب گوہر میں
چلی آئی امامت جسطح آل سبب میں
وہ سحر سامری ہو یار کی چشم فندہ گھر میں
یہ قدرت کیا نہیں دے عطا قسم دوش کوثر میں
برہی استادہ آتی ہو نظر جھکو ہر اک در میں
نہیں حاجت گواہوں کی ہمارے فون محشر میں
کسی نے چھوڑ دی ہو لال مچھلی دوش کوثر میں
زیادہ دے برش اندر قاتل حیرے خنجر میں
جہان کو رزق پہونچاتا ہو گورہتا ہو جگر میں
شراب تندہ سر کہ ہو گئی گرتے ہی ساغر میں
اگر ہو جائے دخل ایسا تو ابھی طبع دلبر میں

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدمہ میں
میں کیا جانوں میں کتنے ہیں کس کو نشان کیا
بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے
اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
جنون عشق کا مجھوں سے پہونچا سلسلہ تلخ
بری دیوانی ہو جاتی ہو تنکے چٹنے لگتی ہو
بچاے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشوں کو
خیال اس ور کے گھر کا جو اپنے گھر میں تھا ہو
شہادت کے پہلے کافی ہو خون دامن قاتل
دہان یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے سنے کاٹا ہو
نہیں ہو کر دوش حیرت آسیا سان فیض سے خالی
میں وہ شور و ریدہ طالع ہوں جب آیا دور ہو ہو
بھٹکے بھی نہ پائیں غیر صحبت میں کبھی اور ہو

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہو رستم نے قفل دروازہ کاٹا

اندر آ کے دیکھا عیوق و جارق تو اُلٹے اُلٹے ہوئے ہیں تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گئے ہیں اور آفتاب و حملال و شہرت و ماہی سحر فرس خاک پر بیٹھے ہیں شہرت بلب بلب کے رو رہی ہو ماراں سیاہ جسم میں چارون کے لیے ہیں صدقات عظیم پہنچاتے ہیں رستم نے قریب آ کے ان چارون کی زبانوں سے سوزنیں نکالیں ان چارون ساحرون نے زبان قابو میں آتے ہی آسم سحر پڑھا کہ ماراں سیاہ مگر گرے رستم رہا کرنے میں عیوق و جارق کے مصروف ہوئے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اڈو مل پیدا ہوا اُس نے جابا کہ ان چارون کو منہ میں لیا ان رستم نے قریب آ کے اُس اڈو سے کے گلے میں ہاتھ ڈالا مثل کر یاں کہنہ کے چیر کر پھینک دیا عیوق اور جارق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونوں قد مون سے رستم کے پسٹے گئے کہا اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک میں بیوی بچے کو غلاموں کو رہا کیا ورنہ تو آپ توپ کے مر جاتے رستم ان چھٹوں کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم کو جو بیدل آئے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سائے میں لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس اندھیرے میں کلانی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی دیاں سے آہ نکل گئی گیسٹے سے کوہ کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جارق تیشے لیے گرد کھڑے ہیں آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اس کے اندر کسی کو نہیں آئے دیتا رستم فاروق سے لڑ رہے ہیں جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا تو یہ ریل کرے دوڑتے ہیں فاروق جان لڑا لڑا لڑا ہر سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشا سے جنگ دیکھنے لگے دونوں لشکر والے جیسے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں قضاے کار شہر پر مرم در زنجیریں ملانا ہوا قریب رستم کے آیا جو بدست بلانا ہوا بیچ میں پچاند پڑا کہا آفتاب چھوڑ دین میں اس سکار سے سمجھ لو نگار رستم ہر چہ کہتے ہیں اے برا درقم نہٹ جاؤ دیوانہ نہیں ماننا چاہتا ہوا قراہٹ جا میں تو میں اس سے سمجھ لوں جب رستم نے نہ مانا تو چار ہوا منہ پھر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جو تم گرفتار کر کے لیگے تھے اس سے مقابلہ کرو گے فاروق نے کہا میں نے اسکی جو بدست چھین لی تھی اور مگر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا تھا میں اب بھی اڑنے کو اس سے موجود ہوں رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوئے کہا اے برا درقم کیوں رو رہے ہو یہ لپٹ

تمہارا موجود ہو اب تو شریر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چو بدست کو
گردش دیتا ہوا پہنچا فاروق چو بدست کی گردش کو دیکھ کر گھبرا گیا شریر مردم در نے لبیک کہ
چو بدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونوں کلائیوں فاروق کی
ٹائین وہ سری چو بدست اس شریر نے ماری کہ چو بدست سر پر فاروق کے بڑی کہ سر گرد
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا فون کا بنکر بگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اسکی
فوج پر جا پڑا وہ چوبیس مین مارین کہ فوج سے فریاد و انگیخت کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اسو طلسم کشا فریاد ہو وقت امداد ہو ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہیں رستم کے قریب درہ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسوںڈ اطرف رستم کے بڑھا یا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونوں ہاتھ سوڈ مین لپیٹے رستم نے دونوں ہاتھوں سے سوڈ کو
تھاما ایک کہہ مارا کہ مع نر خرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑا
گرا ایک دھوان بہاڑ سے نکلا اس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیا ای رستم جھیکو
کیا یا سکتا ہو مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھیر سحر تا شیر زمین کرتا یہ ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو بالال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنوں نے ملکہ کھکھوڑو ر دیا پہلے
آئینے سمجھ لون تو بھرتجھ سے سمجھو نگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اڑو ہے پر
سوار اڑی ہوئی جاتی ہو رستم نے لشکر بلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ
منغر و رشیرین کلام کہ باغ مین دعائیں مانگ رہی ہیں کنیزون سے کہتی ہیں آجکی جگہ بڑی
سخت ہو خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیا کو بھیجا ہو دیکھیے وہ ماہو نہ کیا
آفت بر پاکرے کہ کنیزون نے خیر دی لو ملکہ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہیں عیوق ساتھ ہو ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جاتے ہوے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرم ہوا رستم نے کہا اے ملکہ عالم مین اب صحراے محیط مین جاؤ تنگبارے شکار آیا تھا ان جھگڑا
مین بھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تنکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہیں عیوق و
چاروق انتظام لشکر کریں گے ہم انشا اللہ پٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرنیک ملکہ رونے لگیں کہا اس شہر یار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذر گیا راتین بھر کی کیسا ستا سنگینی
 کا ہے کو آسنگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر میں کئی سال مجھ کو
 گذر چکے ہیں اب اس صحرائین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہو مگر تم سے ملاقات ہونا قضاء و قدر کو
 منظور تھا اس طرف نکل آئے فاروق کی قضاء و منگیر تھی ہکو مار اجسا نا فاروق کا بہت ناگوار
 ہوا اُس نے کسی طرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازے پر بانگ کے ہار ہوا محل دار
 دوڑی ہوئی آئی عرض کی اس شہر یار دیوانے نے یہ جو سنا ہو کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہوں
 آتا ہو کہ میں بھی نزرک کو لنگا کئی کنیزوں کو بیچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر رو کے رستم نے کہا وہ
 کسی کے رو کے نہ لڑیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سانسے سے چلا آتا ہوا ایک کنیز کو بغل میں دبائے ہوا
 اور ایک کو کندھے پر سوار کیا ہوا اور کنیز میں بھاگی ہوئی آتی ہیں اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
 جب قریب رستم کے پہونچا تو بیکار کر آواز دی کیوں آقا سے سرخ تو نزرک کو بیکر بٹھا ہوا رسم اکیلے
 اپنے مقام پر رہیں رستم نے دوڑ کر ملکہ تھا دیوانے نے جنگل مارا کہ زہرہ نو ہیکر بھانگی رہی رستم دیوانے
 سے پلٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھا بیٹھے جگر کمر
 نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ مشتیں کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائے رستم نے دیوانے
 کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوٹنے لگیں کشتی میں حضور
 اسکو نکال دیجئے یہ تو نگوڑا جان کا خواہاں ہوا ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنوں کو مار ڈالے
 ایسا بخوف لڑتا ہو کہ بالکل پاس نہیں کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رہتا ہو
 ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جباروق منتظم ہوئے ملکہ شہر
 نے عرض کی اب حضور طرف صحرائے محیط کے چلیں یہ غایت پروردگار لوح کی تدبیر کرنیکے اب
 تامل بہتر نہیں مرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہو کہ طرف صحرائے محیط کے جائیں اور لوح کو
 حصول کریں لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
 لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب ساہا سال آوارہ رہیں لشکر میں آنا دشوار ہو ہفت پیکر قسری کر
 ہو کتا ہوا ہی بلند پرواز کیا کتا کسی خوبصورتی سے تھے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
 لشکر میں نہ پہونچیکا محیط بھی یہ خبر سن کر آئی عرض کی کہ میں نے سنا ہو لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

میں مارے مارے پھرتے ہوئے ہفت پیکر بھی خوش میٹھا ہو کہتا ہوں میرے پاس ایسے ایسے
 ساحر ہیں وہ کام کریں کہ کسی کو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فردا فردا
 گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ جلی آسمان پر لغزہ ہوا منہم جہا نگیر جہاں پیا جہا نگیر آ کے پہونچی
 ہفت پیکر نے پوچھا اے جہا نگیر کیا ہوا جہا نگیر نے کہا میں نے جا کر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
 کل ساحروں کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسے سحر تاثیر نہیں کرتا اس سے میں ناجار ہوں اسنے آگے
 اپنے سرداروں کو بلایا میں نے وہ وہ بھجے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا کسی
 سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب
 طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہو کیل بر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے
 کہا کیوں جہا نگیر نور چکیدہ خالص قدرت جو فاروقیہ میں رہتی ہیں انہر کیا گذری جہا نگیر نے
 کہا قدرت انکا حال نہ پوچھے انکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہین بنائیں
 تابہ صحراے محیط پہونچا آئیگی ہفت پیکر نے کہا اے جہا نگیر ہو سکتا ہو کہ مغرور شیرین کلام کو
 بیان لے آجہا نگیر نے کہا یہ کچھ بات نہیں لیکن جہاں مغرور کو رہنے کا اعیانہ یا سردار و سرد
 پہونچیں گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہا نگیر ایسی ڈری ہو کہ اب لشکر رستم میں جانے کا ارادہ بھی
 نہیں کرتی کہا کیوں بلند پرواز تھے جو سحر کیے اسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کہ جیسے
 سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس میں ملگئے پھر سحر کردنگی کہ طلسم کشا گھر گیا
 طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلا دینا پھر
 لئے آواز دی تو اسرخیل نکو قدرت یاد فرماتے ہیں یہ آواز دیتے ہی زمین پھر پھر کانہی
 ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ایک ساحر نے زمین سے سر
 نکالا زمین سے نکلے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بے عرض کی آج قدرت نے کیوں یاد
 فرمایا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آواز دی اے سرخیل نور چکیدہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
 میں تھی وہ خربک طلسم کشا ہوئی اے سرخیل اس سے خوف ہو کیل جادو اسکو بہت
 مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تابہ لوح پہونچا دے یا کیل کو بلا بھیجے اے سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو
 اٹھا لا باغ دلکش میں قید رکھا دین کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکش کا قصد کر گیا گرفتار مصیبت

ہو گا سرخیل نے کہا کینہ ز بھی جاتی ہو بی مغرور کو اٹھائے لاتی ہو قدرت نے جو جھکو تجھ کو کیا
 فخر کا مقام ہو کہ قدرت کسی کا ضروری کو لوٹاڑی سے کہیں اور میں تامل کروں یہ کہہ کر سرخیل
 نے پر پر واز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے جلی یہاں وہ زمانہ آیا کہ رسم شکر گران بیکر قلعے
 سے باہر نکلے ہیں مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ میں سرفراز فرمائیے دعوت کو
 قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہو رسم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ میں
 روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے میں جمع ہیں نہنگ بھری نے
 ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گواہیے ملکہ مغرور نے کہا ایو سماک کچھ گاؤ سب تمہارے
 مشتاق ہیں سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے امالی جلسہ کے گائی نظم

قاصد مرانہ ایک بھی دلدار تک گیا
 کم ظن مثل جام لبالب جھلک گیا
 پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
 دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا
 بارے خوشی کے پیر ہن گل مسک گیا
 گجرا جو پہنا پھولوں کا بوٹا لپک گیا
 باران رحمت آن کے پانی چھوٹ گیا
 انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
 شیریں لبوں کے چہروں سے آخر تک گیا
 پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
 بلبل ہزار رنگ میں آکر چمک گیا
 مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مراد مل گیا
 ابو غبار ول سے ترے ایو فلک گیا
 جولی نکل نکلی مستانہ مسک گیا
 رویا میں بچہ باغ میں جدم چٹک گیا

موت آنی راستے میں اسے یہ بھٹک گیا
 دل ایک ساغر تے اُفت سے جھک گیا
 اور نہ شوق جامہ درسی پھر چمک گیا
 پھر دل میں گھر کیا ہو کسی رشک پہ نہ
 پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ میں
 اس گل کی شل گل سے بھی نازک کلائی ہو
 شہرائی دی نسیم نے میرے مزار پر
 گلشن میں آکے آگ لگا دی بہار نے
 کین عاشقوں سے اتنی ترش و بیان سدا
 سو نیاز میں کو جھکو مرے پردہ پوش نے
 یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے
 صیاد حیرے دم سے آساں تھا چھوٹا
 برباد کر کے خاک میں جھکو ملا چمکا
 انگڑائیاں بولیں مرے اس ترنگ نے
 سوچا جو ترند دل میں مال شافتگی

یہاں یہ غول سمک نے گائی سارے لشکر میں طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہو سرخیل جادو جو آئی لشکر میں عجب گھما گھمی دیکھی کہ جا بجا تلخ ہو رہا ہو عیوق لباس فخر پہنے ہوئے انتظام کرتا پھر تاہو اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بن کر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی اور عیوق کو آواز دی اے شاہزادہ والا قدر ملکہ تمہیں یاد فرماتی ہیں عیوق نے اپنے ساتھ والوں کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ جلا ایک نخل کی آڑ میں لا کر عیوق پر بھر کیا کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بن کر باغ میں آئی سمک گاکے اٹھا ہو کہ اب تو سرخیل نے سمک کو پہچانا اور کنیزوں کی زبان سے سنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو محفل سے گاکا رہا ہو سرخیل یہ شکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے بڑھکر سلام کیا کہا اے شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے دیکھیں تم سے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا اے سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا تم کو براے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہیں سرخیل باتیں کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن میں لائی ہوئی کرکے اُسکو ڈال دیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضا سے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی ہمارا ہیان عیوق سے پوچھا کہ تمہارے شاہزادے کہاں ہیں سب نے کہا ایک کنیز ملکہ کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کہ ہر سے لیگئی سب نے کہا خانہ سالار کی طرف سے لیگئی شہرت جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہو شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمہیں کون یہاں ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے ڈال گئی شہرت وہاں سے چھٹی اُسوقت باغ میں آئی کہ سرخیل یہ شکل عیوق بنی تھی سمک کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے لاکار اور سکارہ کو کون ہو اے سمک اپنے کو بچانا یہ شکل عیوق کوئی ساحرہ ہو عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک مادی برق سرخیل پر گری مثل بید کا بننے لگی سحر جبرہ سے اُتراد دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو کون ہو کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہو قدرت نے براے گرفتاری مغرور بھیجا ہو عیوق کو بیہوش کر کے یہاں تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو گرفتار کروں شہرت نے کہا اے سرخیل جا کر کوہ بدنگار رنگ پر ملکہ ڈال دے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہ ایک ایک بیلے کا ہار گلے سے اُٹا کر سرخیل کے گلے میں ڈال دیا تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو سمک نے اگر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہو اب وہ ساحرہ اُنکے قہقہے میں ہو کہ رہی ہو کیسے وہ بجلاؤں رستم مغرور اٹھ کر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر میں ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرانے میں سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرنی ہوں وہاں جا کر ہنگامہ برپا کر لیگی مغرور نے کہا اسی شہرت تھے بڑا کام کیا بڑے وقت پر پہنچیں نہیں اب یہ سمک کو گرفتار کر کے بہ صورت سمک محفل میں آتی کسی حیلہ سے بلا کے گوشے میں لیجانی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اسی سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہو سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہو جو آب ارشاد کریں وہ بجلاؤں شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اسی سرخیل اگر ہو سکے تو یہاں کوہ رنگارنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کر کے لاؤ سرخیل بہت غم کھلے بلٹی غصے میں طرف کوہ رنگارنگ کے چلی قضاے کار راہ میں اسکا بلغ لا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزوں میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو آج کیا باعث ہو کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہو کہ سرخیل آکر پہنچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ نیچہ کھنچا ہوا ہاتھ میں ہفت پیکر کا گلابان دے رہی ہو میلاد نے کہا کیوں صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہیں جو کوئی مراد یا نکتہ تو وہ اُسکی مراد پوری کر دیتے قدرت کو کیوں برا جانا معلوم ہوتا ہو اچھی طرح نہیں پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا دعویٰ خدائی کا کر کے بیٹھا ہو خلقت کو برکشت کر رہا ہو ملکہ شہرت نے حکم دیا ہو کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ میں سر لینے جاتی ہوں اگر تمہیں دعویٰ ہو تو رو کو کہ ایک آندھی چلی گیا جادو بھائی میلاد کا آکر پہنچا اُس نے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا میں اسکو گرفتار کیے لیتا ہوں ورنہ کوہ رنگارنگ پر جا کر یہ قیامتیں برپا کر لیگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ کیگی آخر کو شراب میں مہوشی لائی کیا دے کہا بھائی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام ہاتھ میں لیا گلے میں جو موتیوں کا مالا پہنے ہو اسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بن کر اڑ گئی

سرخیل نے کہا اور کار اس شراب میں کیا تھا شوہر ان ہان کر کے اٹھا سرخیل نے مومن کا مال لکھے سے اُتار ایک سڑکا مارا موتی جو اس پر پڑے معلوم ہوا گو کہ آہن مارا سرخیل کا پھٹ گیا کیا بد باطن کہ اسم باسم سے ہر منتین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھ کر ہوش اُٹ گئے ڈر اکہ میں نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بن کر پڑ گئی نہیں معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہو اسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہو ایسا نہ ہو میں اس پر سحر کروں اُٹا میرے گلے پڑے تو مشکل کی بات ہو خوشامد کر کے سرخیل کو بٹھا یا کنیزوں سے اشارہ کیا تمہارے مالک کو اس ظالم نے مارا میں سحر کرتا ہوں کنہدین مار کر کچل دے اس عذاب الیم سے قتل کروں کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا کے حال پر روئیں اور مجھ کو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا بھرم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کس قدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہیکے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبہ ہوا کہ شراب جام سے اُٹ گئی کیا دے باقون میں لگایا چیکے چیکے سحر کرنے لگا کنیزوں نے چار طرف سے حلقہ ہائے کندہ مارے کہ سرخیل جاوے بے بس ہو گئی تڑپ کر گئی کنیزوں کو مارا مار کر کیا دے فوراً زبان میں سوزن دیدی اور وہ ہار گئے سے اُتار لیا قفس میں بند کر کے لیچا خیال ہو کہ خدمت میں قدرت کی لیچوں پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان میں قید کروں پہلے قدرت سے جا کر عرض کر دنگا پھر جیسا حکم ہو گا وہ سجالاؤنگا قفس میں بند کر لیا زبان میں سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی میں لکھا ایک باغ ویران میں لیکر آیا کیا دنگا سپر سالار بیدار سرکش ہو کہ قفس دیا کہ کسی نخل میں لٹکا دے سامنے ایک درخت بھول کا تھا اُسنے قفس کو اُٹھیں لٹکا دیا رات کو کیا دے بیدار سے کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیدار کھانا لیکر آیا بیدار دے کہا او سرخیل اگر تو مجھ کو قبول کرے تو میں تجھ کو قید سے رہا کروں سرخیل نے کہا اری بیدار تو مجھ کو معلوم ہو کہ وہ ہار کیا دے کہاں رکھا ہو اسی پر ہار جیت ہو بیدار دے کہا اُسکی جھولی میں ہو اگر کیسے تو میں نکال لاؤں سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیدار سرکش رات کو جوش محبت میں سرخیل کی سرھانے کیا دے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر باس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گئے میں اُسکے پسند آیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گئے میں سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا اور بیدار ہوا سانسے سے دور ہو کیون شامت آئی، ہو بیدار دوسر کشت سنت کرنے لگا
جاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے، یہی ہمارا کہ سر بیدار کا بھٹ گیا مرنے کی اسکے خدا
بلند ہوئی کیا دکی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہو اور آواز آرہی ہو کشتی مرانام من
بیدار دوسر کشت ہو دیکھا وجہیٹ کر چین میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہو لاشہ بیدار
سرسر کشت کا سامنے پڑا ہو پکار کر آواز دی اور سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا خنجر
نے ہار گلے سے اتار اکیا دسانے سے بھاگا سرخیل لٹکا ہتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیجا ٹھٹھا جا
کہان بھاگا جاتا ہو تو نے مکر کر کے مجھ کو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آگیا
بھاگا بھاگا جاتا ہو سرخیل جوش میں آنکھیں اُپلی ہوئی پیچھے لپٹا دے مانی ہو کیا دے دہن میں
آیا خدمت میں قدرت کی جلیون شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہو آحسد کی رات کوہ
رنگارنگ پر تصویر سنگی سے نکلا کر ہفت پیکر بالائے کوہ بیٹھا ہو گرد کنیزین میر سحر کر رہا ہو کہ
دیکھا سامنے ایک جا دو گر بھاگا ہوا آتا ہو ہفت پیکر کو دیکھا کہ فریاد کرنے لگا کہ باخدا و خدا چنے بند
کو ہاتھ سے سرخیل کے بولینے ہفت پیکر حیران ہو کہ یہ کیا سحر ہو گوشہ کوہ پر آکر کیا دتر اچا ہوتا ہو
دو گر بایں ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوسے فوش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر
کی جھوٹے لکین کتنی عقین آج قدرت نے دروازہ ہشت کا کھلا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
میں نیچے کھینچا ہوا اور ایک ہاتھ میں ہار ہار کو حبش دتی ہوئی برابر کیا دے کے پہونچی کیا دے چاہا
بھاگ کر بایں ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ گیا دے کے پاؤں زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آ کے ایک سٹرا کا مارا کہ سر کیا د کا بھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
دی اور ہفت پیکر مکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہو اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزین
ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کہ
سرخیل کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور ہو کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین
اب سرخیل طرہ ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لینا لینا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی اور آواز در کوہ نشین رس ظالم کو لینا
بڑی بدعت پر مکر باندھی ہو میرے سامنے آکر کیا د کو مارا کچھ مابہ دولت کا خیال نہ کیا ارے

سچیا ہننے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت میں پھنسی ہفت پیکر تو یہ بیان کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہ رہی ہو کہتی ہو اور سکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہو اس کے انقلاب ہو تین ہاڑ ویران ہوے اب وہ یہ چار کوہ باقی ہیں انہر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے بھاگتے راستہ نہ لینگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشائے شریک ہیں کہ راستہ بتا رہے ہیں لوح کو دلو اٹینگے تم بھاگ کر طلسم میں جاؤ گے سارا خدائی کرنا بھولو گے یہ کہتی ہوئی قریب آئی جاؤ ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالو کہ زمین شق ہوئی ایک اڑ دلا آگ منہ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا اس اڑ دے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیوں کا مار مارا اڑ دلا تھرا گیا کانپ کر دم کھینچا کہ سرخیل گری ہمارا اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہمارا الگ گرا سرخیل کو اڑ دے نے شہدہ میں سے لیا ہڈیاں تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اسی طرح زمین میں غائب ہو ہفت پیکر نے کہا کیوں صاحبو تم نے ظور قدرت دیکھا سب تعریفیں کرنے لگے کہ آپ خداوند ہیں دنیا و آسمان سب آپ کے حکم میں ہیں جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اڑ دے نے نکلا اس بے ادب کو کھالیا ہفت پیکر نے وہ مارا اٹھا یا پوچھا تو کس کا سحر ہو سرخیل کو کہنے دیا کیا بھول تنگفتہ ہوے طفلان غنچہ بخون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی خیال برے گرفتاری مفرد و شیرین کلام گئی تھیں اور سحر کرتی بھرتی تھیں تدبیر میں تھیں کہ دختر قدرت کو لے آؤ میں شہرت مرصع پوش دختر کیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہہ کہ قدرت کا سرا لاد پھر راہ میں افتادین پڑین کیا دے کر سے سرخیل کو قید کیا تھا میرا دے عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا پھر اسکے بیدا و سبر کش کو موت آئی یہاں آکر کیا دکھ مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ بھول ہنسے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب جل کر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بنا کر اپنے کو بھلا کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیاں جانتی ہیں جن سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک مومے سر میں باندھ لوں گا ایسے مقام پر قید کروں کہ جہاں ہوا کا گزر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہو جسکو چاہیں گرفتار کریں اور جسکو چاہیں رہا کریں ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہو آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہو اپنے مقام سے اٹھتا
 اسی تصویر سنگی میں داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزار ہا گنوار ڈولیاں بجاتے
 ہوئے آئے کوئی نخل کے سائے میں ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کھل تان رہا ہو کوئی خیمہ
 استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چو لکھے بنائے مٹھائی بنے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ
 ہوا کچھ نازنینان مہجین کسبیاں دیہات کی جمع ہو کر آئیں زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا
 انھوں نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
 کمر پر رہتی ہے کا کل میان کی
 یہ ٹیڑھی وضع تیرہی بانگی بانگی
 کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
 پہونچ جائے یہی ہو جہان کی
 نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
 عبث تقالید کی زلف بتان کی
 جھٹھی ہو سیر مجھے لاسکان کی
 لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
 شکایت اسحس ہو آسمان کی
 اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی
 ہنڈولے میں ہو گردش آسمان کی
 جو واوہ کا کل عنبر نشان کی
 کروں کس مٹھ سے تحرفت اس بان کی
 تو خدمت کیجیے پیر معان کی

چمن میں آمد آمد ہو خندان کی
 خوش آئی ہو مٹھیں اب وضع بانگی
 کرے گی دیکھے کس کس سیدھا
 بڑی منجوس ساعت میں پھنسے تھے
 تین خاکی سے نکلے بھی کبیں روح
 عام کا قافلہ کیا جلد گذرا
 پھنسا کس تیج میں او عشق پیچے
 اتنی جلد لے چل اس مکان سے
 اُسے دھوکا تھا جابازی میں میری
 شب فرقت میں نیند آتی ہو ککو
 نہ آئینگے چمن میں سیر کو بھی
 اگر وہ ماہ سپکرم سہین جھولے
 دماغ جان کیا تارہ صبا نے
 ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
 جو کیفیت اٹھا یا چاہا ہو اور ند

تصویر سنگی سے آواز آئی اسی ہمسر زہرہ فلک اپنے کو لشکر طلمس کشا میں پہونچا و ج طرح ہو سکے
 سرداران طلمس کشا کو گرفتار کر کے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھا یا جائیگا زہرہ فلک کا مرتبہ بلیگا کج

تنکو یہ خطاب دیا خاک قدموں کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چلے نازنینان حسین بالا
 کوہ آئین خاک پائے تصویر لیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈھلیوں
 میں سوار ہو کے سازندہوں کو ساتھ لیا طرف شکر طاسم کشاکش کے چلین سرخیل کے جانے سے شہر
 نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہو سرخیل جو جانیگی فتور
 برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کرے گا شکر تو اسی مقام پر اترتا ہوا کہ یہ طاسم کشاکش تین تین پر
 اٹھا دیے مجھے شروع ہو گئے غزل ہائے عاشقانہ گار ہی میں شکر کے کیلان رسالہ دھندل
 شکر جو آئے بلا تکلف انکے خیموں میں چلے گئے جو خیمے میں آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا
 ہی بیان تو بھیر وین گار ہی میں حلال رکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طاسم کشاکش میں جاتا ہوا کہ
 گلے کی آواز کان میں آئی پلٹ پڑا شکار دن سے پوچھا یہ آج کون گارنا ہو شکار دن نے
 عرض کی کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہی گار ہی میں حلال سامنے آیا وہ نازنین گار ہی تھی
 اُسے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگوں کے اشتیاق میں دور سے آئے ہیں حلال بلا تکلف خیمے
 میں چلا گیا خیمے میں جا کر غائب ہوا خادم جن ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طاسم کشاکش دربار میں
 بیٹھے ہیں سر اٹھا کر دیکھا حلال کہ دنگل بڑا پایا اور چند کیلان رسالہ دن کے دنگل بھی
 خالی پڑے ہیں فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ حلال دربار میں نہیں آئے اے آفتاب خدا جا کر دربار
 کر کہ اسکا حراج کیا ہے وہ نہیں آیا اور یہ چند کیلان اور رسالہ دن پر کیا گذری کہ دربار میں
 نہیں آئے آفتاب فلک سیر طرف ہار گاہ حلال کے جلا راہ میں گانے کی آواز جو کان میں
 آئی پھر کہ خادموں سے پوچھا خادموں نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر دخیہ پر آیا جو کہ
 نازنین گار ہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپ کے مشتاق ہو گئے
 دور سے آئے ہیں آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
 آفتاب بیقرار ہو گیا بلا تکلف خیمے میں آیا خیمے سے پھر نہ نکلا شکار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم
 نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا اے ملکہ عالم دیکھا تھے
 آفتاب حلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
 عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ اے شہر یار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و حلال فسر

نامی اور چند کیدان در سالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہو ہفت پیکر نے کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پر دے میں آئے ہیں نہنگ بھری یہ کہہ کر اٹھی حضور کنیز جا کر دریافت کرتی ہو بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُس طرف آئی جس طرف وہ بھرا کر رہی ہیں آواز شکر نہنگ بھری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گار بار ہو دوکانداروں نے بیان کیا آج کئی دن سے چند کیدیاں آئی ہیں وہ ہر وقت شجر کیا کرتی ہیں آپ کے شکر کے اکثر سردار گئے پھر پلٹ کر آئے نہنگ بھری خیال میں ہو کہ جا کر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچ کر دروازے پر غصے کے آئی دیکھا سازندے ساز بکار ہیں ایک مہجین نہایت حسین دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگا رہی ہو نہنگ بھری ہر مرتبہ قصہ کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صدائے ولفرب کھینچ رہی ہو اُس تانین نے اشارہ کر کے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپ کے مہمان ہیں آپ جو دم بھر بیٹھیں گی ہم سرفراز ہونگے نہنگ بھری غصے میں آئی جو سب پر گدڑا تھا وہ اس پر بھی گدڑا صبح کو دربار میں جب طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر حلال و آفتاب نہنگ بھری و چند کیدان و سالدار ہی نہیں آئے فرمایا اسی شہرت دیکھو نہنگ بھری کہہ گئی تھی وہ بھی واپس آئی شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہو خدا شکاران آفتاب و حلال سے پوچھا کہا کہ حضور چند کیدیاں کئی دن سے شکر میں آئی ہیں جو کیدان و سالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہو پھر واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہو ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اسی شہنشاہ حضور تامل کوں میں بخوبی دریافت کر کے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہہ کر بیرون بارگاہ آئی کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور تہ میرے جہاؤں کی یہ کہہ کر دو دن پانچ دن میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اس بارگاہ کے پہنچی گانے کی آواز کان میں آئی مقرر ہو گئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلیں مگر سحر کر کے اپنے کو روکا اندر ہی اندر آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے اُسکے دروازے پر ایک اڑوٹا بیٹھا ہو ماہی سحر قریب اس اڑوٹے کے آئی اڑوٹا مثل انسان کے گویا ہو کہ اسی سحر یہ قید خانہ زہرہ فلک ہی یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اڑوٹے کی

سنگر گھرائی جواب دیا اس قید خانے میں کون قید ہوا تو نے کہا ہم قید یوں کیا نام بتائیے
اور نام سے آگاہ بھی نہیں ہیں ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جا کے دیکھ لیں گے
اس طرح چلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو بھرا کر ہی تھی اس کے کان میں آواز آئی سازندہ دن
کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قید خانے کے پہنچ گئی اڑ در سمجھا رہا ہو وہ نہیں مانتی میں جا کر
سمجھا دوں ماہی سحر چاہتی ہو کہ اپنے کو قریب اس دروازے کے پہنچ جائے کہ چھما کے کی
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہو پکارتی ہوئی اسی ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ پہنچا
جانے کا کام نہیں میرے پاس آؤ یہ کہے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دو بیٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
اڑھایا ماہی سحر کا دو بیٹہ آب اڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دو بیٹہ اُسکا اڑھا سر جھکا کر کہا
بوا جو کہو وہ بجالائیں اس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا حملال و
آفتاب وغیرہ چپیس سردار مسلسل بطوق بیٹھے ہیں اس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی
اس کے پاس جا کے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اڑ در چشم سے کہا بہت شلوار
رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی
یہاں رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا اوصاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب میں یہ
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کمی کرتی نہاں معلوم اسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
سامنے ہوا آج میں شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہے اپنی بارگاہ میں آ کے
ہو مٹی نہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھا سحر کرنے لگی آواز دہی اوی غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کر دیلو سے ایک ساحر حبیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا اوی غائب جادو
دریافت تو کرو کہ ان لوگوں پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و حملال وغیرہ کہاں ہیں پیشکے غائب
نے دو وزن باؤن زمین میں مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر کیا کر آواز
دہی اوی غائب اپنے کو ظاہر کر دہی ساحر پھر آیا دیکھ کر عرض کی حضور کوئی فلک کو ہفت بیکر
نے بھیجا ہوا سنے آکر سحر کیا ہو آفتاب و حملال وغیرہ قید ہو گئے زیر زمین ایک قہر ہو زمین
سب قید ہیں اب دو چار روز میں وہ کوئی کریگی قید یوں کو لیجا بیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید
ہوں ورنہ بڑے قید ہونے میں سحر کامل میں مبتلا ہیں شہرت یہ سنگر اپنے مقام سے اٹھی اور

طلسم کشا میں آئی عرض کی اور شہر یار لونی فلک یازہرہ فلک کیسے ایک ساحہ کامل و اکمل شہرین
طاق شہرہ آفاق اُسے آکر سب کو سحر میں پھنسا یا زہر میں کوئی قصر جو اس میں قید ہیں یہ جانتی رہی
کہ سحر میں وہ مجھ سے زیادہ ہی مگر جاتی ہوں جو اقبال آپ کا یاد رہا اور طالع آپ کے مددگار ہوئے
اور میں نے زہرہ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں کو دیا گیا اور جو کینز واپس نہ آئی تو کسی سہاک
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں سمجھ کے نکلتا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فہور ہوتا ہی یہ سرد
جو قید ہو گئے سحر سے انکا حال چھپر کھلا بڑی ہلاکی جادو کرنی آئی ہر آفتاب فلک میرا لہا سا جو
جسلاں دیا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سہاک کو بخوبی سمجھا کہ شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار میں
پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہلی بازار سے پوچھا یہ کون گارہا ہوا اہل بازار نے
بیان کیا کہ سہتہ گدرا چند ملائے ہمارے لشکر میں آئے ہیں وہ آٹھ پیر کا یا کرتے ہیں شہرت کو
یہ سکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آ کے دیکھا ایک نیمہ زلفی استاد ہو
اور ایک نازنین نہایت حسین گارہی ہو شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے بٹھی شہرت
سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکہ عالم تشریف لائے صبح کا وقت ہو ایک جیر سینے اس وقت تک شہرت کے
ہوش درست ہیں وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا ہم تم سے ہنسنا یا کرتے ہیں
اُسے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے ہاں بیٹھی سازندوں کو اُس نازنین نے اشارہ کیا انھوں نے
ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی لفظ

بنے گی نہ شفق ہمارے تمہارے
نئے اب میں انداز سارے تمہارے
جو کرتا رہا ہو نظارے تمہارے
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے
میری زندگی ہے سہارے تمہارے
خدا درمیان ہی ہمارے تمہارے
سمجھنے لگا ہوں اشارے تمہارے

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمہارے
نہیں طور اگلے سے پیارے تمہارے
وہ دیکھے کن آنکھوں سے ہو رو پری کو
یہی قول و اقرار با ہم ہوئے تھے
نکلی جگام جو پہلو سے سر کے
جو قول سے اپنے پھرتے ہونا حق
ہلے تیغ ابرو تو کاٹن گلے کو

<p>بس اب عذر سجاہن سارے تمھارے جوہن شغل دریا کنارے تمھارے آخر کچھ ہوا دل میں بارے تمھارے نہ ہو لو نگاہ میں بے پکارے تمھارے چھپا بک چھپا لے سے پیارے تمھارے تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے سب انداز میں پیارے پیارے تمھارے نہیں مانگتے پانی بارے تمھارے لے لے رہے سب ہمارے تمھارے</p>	<p>نہ مانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز میں سب سن چکا ہوں نہ دو جھک چھینٹے مرا جذب الفت تمھیں کھینچ لایا قسم سرنگین چشم کی کھا چکا ہوں ہوا اتوبے پردہ رازِ محبت ہوے عشق مشہور شہروں میں جانی ادانا ز عشوہ تبسم شکستہ وہ انہی ہوتم کا کل وزلف دونوں موصن کی کیا ہو میں وہ ترنگین</p>
---	--

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں ابل آئیں
کہا اوی نازنین حقیقت میں تو ایسا گائی ہو کہ دل کو سچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم سجالا میں اُس نازنین
نے کہا اوی شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہو آفتاب فلک سیرنگ یاد کر رہا ہے ذرا
اُسکی ملاقات کر آؤ یہ شہرت اپنے مقام سے اٹھی کہا بوا میں خود ان سب کے دیکھنے
کی شتاق ہوں کئی دن سے وہ لوگ در باطلسم کشا میں نہیں آئے وہ نازنین بھی اپنے
مقام سے اٹھی شہرت کا ہاتھ مقام لیا دوسرا خیمہ اُتیلے کا تھا اُس میں شہرت کو لیکھی کہا بوا
پہان بیٹھ میں ان سب کو بلواتی ہوں یہ کہو وہ نازنین ہا ہر گئی بھر بھڑی دیر کے آئی تو
آفتاب و حملال دیکھو سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا
کہا اوی شہرت تمھیں ہی امید تھی جو تمھیں ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت
بھٹکا لے ہوئے ان سب کے پیچ میں وہ سب ساتھ یہ شہرت کو چلے فرش نیچے کا ہٹا دیا
دیکھا ایک دروازہ لگا ہوا اس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے میں چلیے
شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہنچی آفتاب نے کہا اوی شہرت تمھاری زبان میں
سوزن دینگے شہرت نے منہ کھولا یا آفتاب نے زبان میں سوزن دی حملال وغیرہ نے
ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں کہ وہ نازنین ہو دیا ہوئی آئی ہی دو پڑے شہرت کے اُتار لیا

اب غمہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت
جب دن اور رات گزرا رستم نے کہا اے سہاک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سہاک پلدار قی نکلا بیان زہرہ فلک نے اُن سب سرداروں کو مسلسل کیا بیرون
شکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں
سوار ہو گئے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو ساندے گھیرے ہوئے ہیں اسکا
گر گرہ راتے ہوئے جاتے ہیں سہاک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن چین
میں وہ گائے والیان جمع تھیں رات کو اُٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سہاک پشیمان
ہوا بیرون شکر جو آیا تو خیر نشی کہ ارابوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سارے
ساتھ ہیں سہاک پلٹ کر رستم میں آیا کہا اے شہریار سرداروں کو قید کر کے وہاں نہیں
لیگتی ابھی کوس دو کوس پر پہنچی ہوگی حضور خود نقاب کوہن رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت گوشہ زیب جسم کی تیغ ہفت گوشہ ہر کوفہ میں کیا پشت مرکب پر سوار
ہوئے رستم نقاب میں چلے اہل شکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
غیر خواہوں نے نہ مانا رستم جو شکر سے نکلے مرکب کو ہمیز کیا دوسرے دیکھا ارابے جاتے ہیں
آفتاب وغیرہ و بنجرین ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو ہمیز کون کہ پہلو سے صحرا سے گرد
آڑی ایک پہلو ان گینڈے پر سوار تین لاکھ سوار ان جنگی پشت بردہین سے لغزہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منہم کبود آڑہ چشم رستم نے مرکب بڑھا یا کہ اسکو مار کر کھلواؤں کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آ پڑے ملا دمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار
جل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کفرین واپس
کو بچاؤں جنگ خلو بہ میں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو بٹھنے نہیں دیتا ہر سہاک پلدار قی نے
دیکھا کہ آقا اس پہلو سے گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہیں مگر ساندے ساز کو سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں ایک ساندے
کو سہاک نے پکارا تو بڑے سے مجھ سے نکلا کر ہاتھ میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ بٹھرا سماک نے قریب جا کر اسکو حجاب مار کھینچ کر کنارے ڈال دیا آپ اسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اس کو وہ کوٹو کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا جہاں کنیزیں در بلغ پر کھڑی تھیں بیکار کر آواز دی او شاید نو عروسوں نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرہ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی ان کنیزوں سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین انہی کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو لے جاؤ کنیزوں نے قیدیوں کو اس لیے سے اتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سر نہ بٹھیر کر قیدیوں کی کھال سے ہو کر باغ میں آکر بیٹھیں سماک بھی ساندون کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا بلغ سر سبز و شاداب نہرین لا جواب حجاب مثل چشمان معشوق نہروں میں کشنا دی کر رہے ہیں موبے بلند معلوم ہوتا ہی تلوارین چل رہی ہیں ایک جانب چپنہاے طولانی کل بھولوں کے درخت بہ کلفت آراستہ ہزار ہا طائر درختوں پر زمرہ سرائی کر رہے ہیں اس نازنین کو دیکھا کہ وہ طائر درختوں سے اترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اس نازنین کو گھیرے ہوئے وسط باغ میں لائے جہو ترے پر فرش بچھا ہوا وہ نازنین آکر سن پر بیٹھی سماک بھی ساندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی او زہرہ فلک اپنا گانا سنائیے اس نازنین نے ساندون کے اشارہ کیا ساندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہیں اس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے۔

بھنس گنگن قفس میں جو چھٹے دم سے ہم
صبح کر دیے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم
خم گردون کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم
مثل غفا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم
روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم
روکین ہاتھوں سے فرشتے جو گزین بام سے ہم
تجھ کو دیکھا نہیں آگاہ ہیں برنام سے ہم

بائیں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف میں ہیں سرگردان
رند سرست بلا نوش ہیں میخانے کے
وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
چلن سے دامن دایہ میں بھی سوئے نہ کبھی
بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمین +
عاشقوت میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے اک دو

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے پتے
اس ہنڈوے پہ ہر اک اہل جہان کی ہونا
ساغر بادۂ اُلفت جو پلا یا تھا ہمیں

آکے سینا نے میں محروم چلے جام سے ہم
کیون نہ چکڑ میں رہیں گردش ایام سے ہم
آج تک سست ہیں اور تندرستی جام سے ہم

اس رنگ میں اُس ناز میں نے یہ غزل گائی کہ سب کیزین اور وہ ساحر جو تیرکل طائر تھے
انسان بن کر بیٹھے ہیں تقریبین کر رہے ہیں کہتے ہیں اور شاہد فو عروس تیرا مثل نہیں قدرت
تجھ کو سمجھ کر مہربا دیا سمک نے اسطرح سادہ بجا یاد لکھنے کیلئے کہ باز سے کہ زہرہ فلک سے
کہا اسے تو نے کیا کہاں کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہو اور کیزون کی طرف دیکھ کہ کہا اس شخص کو
دیکھ کر میرا دل دھڑکا ہوا اس کو میرے قریب لاؤ سمک یہ سن کر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا
قریب اُس ناز میں کے آیا جھاک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہیں پہچانتیں غلام قدیم نے
اس کہاں کو چاہا کیا آپ پسند فرماتی ہیں زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا ہٹا
برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اتو محفل میں ہلڑ ہوا کہ عیار طلسم کشا ہو دیکھئے کس طور سے
ساتھ آیا اُس ناز میں نے کہا جب اسے راہ میں سازندے کو پہنچا کیا میرے سحر نے مجھ کو خبر
دی تھی لیکن میں خاموش ہو رہی سوچی کہ اس کو ساتھ آنے دو باغ گل فشان میں چل کر گرفتار
کر لیں گے سادہ سے کو میرے خیال جا دو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ قام نے
سازندے کو پہنچے ہوئے آیا اس کو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جا دو کو اسی واسطے چھوڑ
آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران و درندہ کا جائین وہ سادہ نہ کہتا ہو حضور اس مکر سے مجھ کو پہنچا
کیا کہ میرے ہوش اڑ گئے کچھ بن نہیں پڑتا عیاروں کی کیا بات ہو عیاری انکی مثل کرامات ہو
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جھونکا ہوا اکا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کا مارے پر زہرہ
کے بیٹھا کان میں منجھ لگا دیا بعد فکوری دیر کے اڑ گیا زہرہ نے کہا صابو حکم خداوند آگیا کہ
ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو چکی کہ میدان فونی کی تیاری کیجا ہے قدرت کو عیار کے
گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام پہنچا ہوا کہ یہ فردہ عمر و ہوا زہرہ ہم تجھ کو فود خردینے کو تھے
زہرہ مسند پر بیٹھی ہو کیزین و اربین استوار کر رہی ہیں جلاد حاضر ہوتے ہاتے ہیں کنج باغ سے
نکل کر باہر بھی آ رہے ہیں مگر رستم کہو و اثر در چشم سے لڑ رہے ہیں جیب دیکھا کہ شکر پال ہوتا ہو

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدر حشیم کا نکالا کبود نے قفسے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان
 بچنا دشوار ہے یہ لکھا ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت و ہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی
 تلوار مار کر پٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بھیلے اس قدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خرد ارجر دلا
 کیکے چمکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر حشیم نے سپر اٹھا دی تیغہ ہفت جو ہر دست زبردست
 رستم برق شبیشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر گری ناب جگر گاہ پہنچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑا
 بلوہ فوج کا بے حساب ہوا اگر دس کو مارا تو دس سو جمع ہو گئے بلوہ پر چھٹا جاتا ہوا ساہو والے و فقل
 ہو رہے ہیں رستم بقیار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم ارا بے نکل گئے نہیں معلوم
 سردار ہمارے کہاں ہو چکے ہیں میرے نزدیک اس کی حفاظت بہت آسان ہے۔ لفظہم

<p>ہر آنکہ لائق اعزاز و سر بلند ی ہست ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق ہست نمود ترک افلق ہر آنکہ در دنیا گرہ کشادہ عالم ز کار سر بستہ بر و ہر کہ بزندان سر میں دنیا ماند جو نقد عمر عزیز ہست در دل از ہمہ چیز بلوح دہر بہان نقش میشود محسوس کمر بر است سفر ہند زین سحر ابر خیر نمود ذات و صفات از ظہور ذات خمد خدا بوقت غم و غیچ میکتد امداد بنوش جام محبت بدور خود ہستاری</p>	<p>سماک عجز سدا نکساہ دارد ہست بشد محروم و چونند ماسوا بشکست خلاص گشت از بند غم از معیبت است ہر آنکہ رشتہ بہر رشتہ رحمت ہست ہر د جان بسلامت ہر آنکہ بیرون ہست مدہ تو این ہمہ سرمایہ رایگان ادرست نوشت فائزہ قدر است ہر آنکہ روست کہ نیست ہر سا فرورین مقام شست وجود یستی و ہستی از وجودش ہست خدا بحالت افتادگی بگیرد دست کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مالی ہست</p>
---	--

رستم نے جو بقیار ہو کر دعائی فوج کبود کا بلوہ ہو نقیب پکار رہے ہیں کہ ای افسران فوج تمہارے
 افسر اعلیٰ کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لا کھوں ہوا و روہ ہزاروں ہیں رستم گھر سے چو
 ہیں ہر طرف سے افسر بلشئین اور رسالے لیکر آ رہے ہیں رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہیں سماک
 بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہیں ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہی کیسے جانا ہوا

جس کا

و سر فروش کس حال میں پھنسنے کہ سب ایک مرقعہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیا لاز تھا
 کیا بیچ پڑا اگر گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سہا کا پلٹ کے نہ آنا باعث
 ہو دلکو بیتابی ہو سرداروں کو قتل کر رہے ہیں اور اپنے کو کچا نے ہیں ہر غول میں جھپٹ کے جاتے
 ہیں مگر زخمی ہو رہے ہیں کئی زخم ایسے کھائے ہیں جس سے خون ہی ایسا نہ کھوٹے پر سے
 گر پڑوں اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہیں بیتابی میں طرف آسمان کے دیکھا کھمبے گرد آوی
 ایک نقابدار مرغ صبح پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر ہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
 اتاری ساتھ والوں نے کمانیں ہاتھ میں لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے جہاز
 بارہ ہزار شیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافروں پر چلے پھر کھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
 وار غیور کا کیا بارہ ہزار جوان نیزوں سے گرا سے جو بیس ہزار جوان ہمارے گئے نقابدار
 نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا جو بیس ہزار کھوٹے ہوئے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزار ہا سوار
 پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوان کو کھوٹوں سے گرایا نقابدار لڑتا
 ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہوئے لڑ رہے ہیں مگر آنکھیں بند
 دل دردمن نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شان بیکر کر رستم کا ہلایا کھارے شہر بار
 ہو شمار ہو جیسے فوج کو گرفتار کی درہم دہر ہر کو دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
 فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی میں میں لڑتے لڑتے کھوٹے سے
 گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے قریب فیصل علیہ راجع ہو
 گھوٹے کو اڑکی مرکب نے دونوں تابین مستک پر کہیں علیہ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
 نے رک کر ہاتھ مارا کہ مع علیہ اور علیہ کے دھکے سے ہر سے طلسم فوج سرنگ ہوا گرفتار کے
 یا تو ان کے لاشے اپنے افسر کا لاش کر کے اٹھا یا طرف صحرے کے پہاڑ کے نقابدار نے دور تک
 نقابدار رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر بہادر سے قبلہ دیکھ کا دستور نہیں کہا گئے ہو
 کھینچا نہیں کرتے نقابدار مرغ صبح پوش پٹا بی بارگاہ استاد کرائی رستم کو ساتھ بیکر اپنی
 بارگاہ میں آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
 بڑی تعریفیں کیں اور شکر یہ ادا کیا نقابدار کھتا ہی ای شہزاد بہادر کی بہادر مدد کرتا ہر حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہو کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ اسی شہر یار یہاں سی
 ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردار دن کی گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہاں سے
 تین کوس پر بے دہان جا کے اتری ہو میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیار
 میدان فونی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہو کہ وقت پر پہونچے اور اگر عرصہ
 کیجئے گا تو انکو زندہ نہ پائیے گا نقابدار صبح پوش کے عیار سے یہ خبر وخت افروشنے رستم
 بقرار ہوئے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اسی وقت رستم سوار ہوئے طرف باغ
 گل فشان کے چلے یہاں زہرہ نے رات بھر تیاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت
 خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہیں عہد و عیار کا بیٹا اسکے
 ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت میں قدرت کی پہونچا بہت
 خوش ہوئے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہیں ناگاہ جلاو دین پوش خنجر مرعاش کر کے
 تو سن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اٹھی پہلے صبح کو پھیر دین گائی سب کو خوش کیا پھر
 ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیوں کو لا کر کنیزین کشان کشان آفتاب غم
 کو لیکر آئیں زہرہ دار بٹھا ہوا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اس نا عیار کو لاؤ
 جو ہماری فکر میں آیا تھا طیلے کے کیا کہا مارے باندھے ہیں یہ اس نا عیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
 کا سامنا ہو سیکھے تھے سازندوں میں ملکر خراب پلاؤنگا مجھکو دمدم کی خبر میرا سحر دیتا جو جب
 اسے راہ میں طیلے کو بیہوش کیا لاٹھے نامے میرا پیرانا طیلیدہ اسکے دم میں آگیا اسکے
 بیہوش کیا آپ اسکی شکل نہ کر آیا کنیزین پہلے سمک کو لائیں زہرہ نے کہا کیوں ادنا عیار
 بچھو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائے سے سامنا ہو دمدم کی خبر ہو کہو ملتی ہے سمک نے
 کہا ہم لوگ تو مرنا نہیں جانتے تمھاری موت قریب ہو ہم گرفتار ہوئے اور دشمن کو مارا زہرہ
 خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیاروں کے کلیجے میں دار کے قریب پہونچ چکا ہو اور کیا
 باتیں بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کنیزوں سے اشلہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک سندو قہ
 کھولا اس میں سے کئی سو کمائیں نکالیں ایک کمان اور ترکش ہاتھ میں لیا اور ایک ایک
 کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوئے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ حیرا سے

گرداڑی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہوا کہ اے لولی فلک
خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان بڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہو صحرائے ویران
سے کئی ہزار کوس ہو رہی کر کے آیا ہوں اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیر رفتار جلد جاؤ
اور راز و نیاز کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ کھڑکی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی
ہیں اس ساحر کو دیکھ کر خوش نہ ہوئیں کتنی ہیں کہ اس طرح کی عمارتوں تو سمک کا کام تھا وہ پہلے
گرفتار ہو چکا اب اس طرح کون ہماری مدد کو آئے گا حافظ حقیقی حفاظت کر لگاؤ وہ بے نیاز و کار ساز
بندہ نواز ہو اگر اس کی نظر چمت ہو جائے تو کیا بڑی بات ہو

بہر ہر یکس بے لگم نیست کس حاضر و ناظر بود ذات خدا ہر چہ هست اندر جہان گرد و فنا در جہان از یاد حق غافل مباش تیر چہ نیست از گمان ناید پرست تارک دنیاے دون یابد خلاص در بلاے نفس ہندی مبتلاست	جز خدا ہر اندوہ دم ہم نفس راست و چپ زیر و بالا پیش و پس جز خدا باقی مناسبت نہیں یکہ مان یک لطف یکدم یک نفس بگزر در چون وقت ناید باز پس از عتاب حاکم و بیم غس یا آلہ العالیین فریاد رس
---	---

سب واسطے سمک کے دعائیں مانگ رہے ہیں سمک دار پر لکھا ہوا ہے تو پکار رہا ہو وہ سارے
جھپٹ کر خرب زہرہ کے آیت نامہ ہاتھ میں دیا سرتاسے ہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے شکر کو
آنکھوں سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولوں ساحر نے کہا ملکہ عالم اس کا غر کو علیحدہ جیل کے دیکھے
راز خداوندی کی باتیں ہیں زہرہ طرف خیمے کے جلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے
خیمے میں آ کے نفاذ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ہے زہرہ تو نے بڑا کار نمایاں کیا مگر
یہ جادوگر ہمارا راز دار ہو نہ چتا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لیتا نامہ بڑھ کر زہرہ نے کہا
کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگلیٹی سنگواؤ زہرہ نے انگلیٹی سنگواؤی کہا اس
کو لے روشن کر جب کو لے روشن ہوے تو ساحر نے لویاں اپنے پاس سے نکال کمار
زہرہ اس لویاں کو آگ پر ڈالوا اور یہ نگاہ غور دیکھو اس میں سے ایک پریزا پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہہ لی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہر نہرہ نے لوہان لیکر جو آگ پڑا لاغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ نہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خنجر کھینچا
اور لغزہ کیا منہ ہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور جاہ خنجر مارون بھر خیال میں آیا
کہ اسی برق ایسا نہ ہوا کے مرنے کی علامت برپا ہوا اور ساحر آگاہ ہو جائے دلغ پر اس کے بٹی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ دروغن عیاری کا لگا کر نہرہ کی شکل بنا پر دہاٹھا کے
باہر آیا کنیزوں نے پوچھا حضور وہ ساحر کہاں گیا نہرہ نے ہنس کر کہا اس راز خداوندی کی بات
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہو تمکو سوچھا نہیں یہ لیکے قریب شہرست کے آیا کہا کیوں گیسو پڑا
تو نے کیوں طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہو کہ تھک قتل کروں شہرست نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تار و زیامت رہیگا ہر مرتبہ قصہ کرتا ہو کہ سوزن اسکی زبان سے نکالوں
کبھی چاہتا ہو آفتاب کو روک کروں کبھی چاہتا ہو حملال کو چھڑاؤں حیران ہو رہا ہو کچھ میں
نہیں پڑتا جھپٹ کے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منہ عیار نقابدار مرصع پوش
اسی سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے میں چھوڑا آپ قریب شہرست کے آیا اور
نہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چمچ مارتا آیا ظاہر میں ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنچہ تھا اس پنچے نے بیٹی بیہوشی کی دماغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا کہ نہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنچہ بالائے سر اتر رہا ہو پہلو میں ایک پتلی کھڑی کہ اسی سے اسکی آنکھ عالم
جلد اٹھنے آپ کی صورت عیار رہ گیا ہو سب کو رہ گیا چاہتا ہو یہ سنکر نہرہ اٹھی باہر تائی عیار کو
دیکھا کہ شہرست پر غصہ کر رہا ہو یہی کہتا ہو کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں کنیز میں کہتی ہیں
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجئے گا جلا دمو جو دین کہ نہرہ نے بیکار کر آدوی او نا عیار او
سکار و خدا اب کہاں جائیگا عیار نقابدار نے جاہ کو جت کر کے نکل جاؤں نہرہ نے
ایک دو تھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑ کھڑا کر زمین پر گر کر نہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ دروغن
چہرے کا آؤ گی سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت میں معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر میں جو پھنسا رنگ رو مستغیر جی میں کہتا ہو اسی برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھا ما اگر ان ساحر دین کی زبانوں سے سوزن نکال دیتے بعض اور سحر کر

نکاح جاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گہرا گہرا کر دیکھا ہی کہ میں نے سب کو
 رہا کیا مقام افسوس یہ اتنا بڑا عیار گوشے میں جا کر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کر گیا کبھی کہتا ہی
 آقا سے نامدار انتظار کرتے ہوئے کون اُن تک خبر پہنچا سکے کہ آپ کا غلام گرفتار ہو گیا
 زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہو کینزوں نے کہا یہ بڑا عیار ہوا زہرہ نے بتا دیا اور افشاں
 عیار بیان کرتا ہوا یہاں تک پہنچا برق فرنگی اسکا نام ہو برق ثانی نے بیکار کو جواب دیا
 کہ وہ عیار صاحب قرآن ہیں اور میں بچا رہ عیار نقابدار مرصع پوش ہوں اگر حیات باقی
 ہو اور قتل ہونے سے پہلے پاؤ اوجاں کی زیارت سے مشرف ہو گا یہ بیکار عیار خاموش ہوا
 زہرہ نے کینزوں سے اشارہ کیا اس ناچار کو دار میں لٹکا دو سبک کے عوض میں پہلے
 اسی کو قتل کریں میں سبک کو گرفتار کر لاؤ گی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرو گی کینزوں
 نے ہم شبیہ برق کو دار میں لٹکا دیا زہرہ حیرت کمان لیکر لیس ہوئی دوسو عیار کو شہر و گمان
 لیکر آمادہ ہوئے کہ تیرا این برق ثانی تڑپ رہا ہو بیکار تاہی اس معبود حقیقی وادی حقیقی یہ
 شرمندگی میری تقدیر میں لکھی تھی سب سرور پاک دہے ہیں دعائیں پروردگار سے مانگ
 رہے ہیں کہ صحرائے گرداوی سب نے دیکھا رستم پہلی تن تیشہ ہفت جو ہر ہاتھ میں اپنے
 سرور اوردن کو جو دیکھا دہیں سے لغزہ کیا با شمشیر کا فران سجیاد و ناچاران پر دغا رستم رستم
 پہلی تن لغزہ رستم ارشد اولاد میرزا سب کیت طشاہ جو رستم لقب و دیگر شاہدار کی
 شہر قبیل زور و کچخت مرزوق انگندہ شور و منہم دیشم نامور پہلوان و ہمالی گستان
 صاحب قرآن و رستم نامور کھینچ کر باڑے کے کہ دو سر سے پہلو سے گرداوی سب نے دیکھا نکال دیا
 مرصع پوش و خرویش مرکب کو آوازے ہوئے آتا ہوا اپنے عیار کو لٹکا ہوئے دار میں
 دیکھا دہیں سے کہ ڈانٹا کر شکر کفار پناہ اگر نامور داری کہ نہ پھر کئی عیار تڑپ کے ارگ ہوا
 کہ رستم لڑتے ہوئے قریب شہرت کے ہو پہلے شہرت رستم کو دیکھا ہمال جو کئی زہرہ رستم
 پر سحر کر رہی ہو شہر تاقیر نہیں کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کر کے
 نکال دین کہ زہرہ نے ہاتھ پلا دیا مرکب نقابدار کا یاہ لگی ہوا رستم نے اول سوزن
 زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو را کیا تھی شہرت نے آفتاب و عدل

کو رہا کیا آفتاب طرے زہرہ کے جلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نفٹ بار بار مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا یاہر گل ہو اُسے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند حقے آتش بازی کے مارے کئی جا دو گر جل کر گرے سمک نیچہ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھن چاہ چلی تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے چوک اس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہربین و مہربینان مہربین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن بوڑے بھاری پہنے ہوئے پشت پر سبکی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں سمجھوں نے گنگا کر یہ غزل شروع کی

آج گلشن میں کون آتا ہے	گل جو بھولا نہیں سمجھتا ہے	دیکھوں طالع کی اب رسائی کو
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے	دل دیا اتوا ایک کافر کو	دیکھیے کیا حد ادکھاتا ہے
عمل خیر کرے کچھ غافل	وقت فرصت دگر نہ جاتا ہے	روکے کرتا ہوں عرض حال اگر
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے	بھولا بھٹکا سا آپ بھرتا ہے	خضر رستا کسے بتاتا ہے
شوق نظر رہ جمال مجھے	کو بکو در بدر بھیجتا ہے	شاہ راہ عدم کا حال بچھ
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے	نہ ملیگا زیادہ قسمت سے	بچ بیوہ کیوں اٹھاتا ہے
عشق میں رکھ نہ زندگی کی سید	یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے	تم بھی سوے عدم چلاؤ رند
	قافلہ روزیان سے جاتا ہے	

اُن نازنینان مہربین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملک شہرت کا چہرہ مسخ ہو گیا ہر ہر کانپے ننگین قریب تھا کہ ہاتھ باندھ کر سامنے زہرہ کے جائیں کہ آفتاب نے بڑھ کر آواز دی اسی شہرت ہو شیار ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ ادا مسخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھ کر وہ نازنینان مہربین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھیں اور غزلین گامہ ہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں انہیں کسی گے مارے دیکھا کہ پھر ناچ رہی کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ پھینک رہی ہیں پر گرتا ہے سگیا رہونا اگر

میں

حملال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز میں سوز و گداز کی کہ قلب اٹھ جاتے ہیں بڑھکر رستم کو اشارہ کیا کہ دیکھئے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاخیر کی یہ وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچ کر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بہادر ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف قہقرا کے نکل جائیں رستم نے تینہ ہفت چھوڑ کر کھینچ کر لفرہ شیرازہ کیا کہ زمین کا نبی ان نازنینوں پر جا پڑے جس پر ہاتھ مارا اسکا سرٹ کر اگر کھینچ کر معلوم کیا ہر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہے سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں ان گلو ہاے بریدہ سے اسی طرح گارہی ہیں آفتاب فلک میر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ چھوٹی سے نکالتا ہے ساعت دیکھتا ہے ساعت دیکھ کر سحر کرتا ہے لیکن ان سردن سے آواز نہیں موقوف ہوتی ہے سرداران رستم بیتاب ہو کر اس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینانہ جس میں کو آپ قتل نہ فرمائیے لیکن حملال و آفتاب بڑھ کر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ان سب پر ڈالا تب وہ آواز میں موقوف ہوئیں زہرہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسے بڑھ کر دستک دی اور ساتھ وایوں سے کہہ رہی ہے کیا میں ان قیدیوں بلا کو جانے دوں گی میں پھر گرفتار کر دوں گی دستک دے رہی ہے کہ اس سحر بڑھتی جاتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھ کو مرتبہ زہرہ فلک کا دیا رستم نے میرے سحر کو مٹایا اسوقت قدرت نے مجھ کو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ لے سکے ان تحفہ جات سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دانا ہوا اور ایک آواز آئی کہ او زہرہ کیون گھبراتی ہو میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو طلسم کشا نے پایا پھر سحر تاخیر نہیں کرتا اب تو اپنے کو بچا پسند کر اس نازنین نے جس کا لقب زہرہ ہے پر پرواز پیرایہ کے چاہا کہ تڑپ کر نکلیاؤں آفتاب نے غل مچائی اور شہر بار بانی ان آفتوں کی نکلا جاتے ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اسے ہی آواز دی کہ نکلیا تیرا نظر نا بہتر نہیں کیجیے حضور اسے پر پرواز پیرایہ کے ہیں یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لا نیکی رستم نے فوراً مکان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بھر مکان میں پیوست کیا زہرہ جو اڑی مثل ستارہ سہری چمکتی ہوئی جاتی ہے رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جھا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گر اگردہ نازنین ٹھکنی کنیزین جو ساتھ میں
 ٹھکنی گھیر کر حملہ آور آفتاب نے قتل کیا و کنیز مری آندھی سیاہ جلی اور آواز آئی ٹھکنی مر نام من
 کنیز زہرہ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ دو گریب
 با بگل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقابدار پہنچے جب گلاہ ہفت گوشہ کا
 عکس ڈالانٹ مرکب نقابدار کے پاؤں زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
 ٹھکنے رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر بیٹے کئی سولاشہ زمین پر پڑا توپ رہا ہو رستم ان
 لاشوں کو دیکھتے ہوئے سرداروں کو ساتھ لے ہوئے طرقت اپنے لشکر کے چلے آفتاب
 عرض کر رہا کہ اے شہر یار زہرہ بکر کر کے نکل گئی اُسے ایسا فزور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
 نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہیں مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ
 پر ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدموں سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
 عرض کرتی ہو کہ خداوندین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاخیر نہیں کرتا تصویر
 سے آواز آئی کہ اے زہرہ فلک اب رستم پر قد سحر تاخیر نہ کر گیا سو جیسے کہ بڑے بڑے سردار
 اُسکو ممکن ہوئے یقین ہو کہ اب اپنے کو سحر کے محیط میں پہونچائیں یہ نوا نکو ثابت ہو چکا کہ
 لوح قصر ملحق میں ہو وہاں کوئی جان نہیں سکتا کیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ
 شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دور لگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
 دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کر گیا جو تم سے بمقدور تھا ہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب
 ان ہواڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم کشا رکھا ہو وہاں جا کر خدائی
 کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحرین تیراجی چاہتے تو بھی وہاں چلنا زہرہ نے
 عرض کی مجھے آ رہا ہونے کا سرداروں کے براطلق ہے میں تو لائی تھی کہ بلاش گل نشان کے
 دروازے پر ان سب کو قتل کر دنگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو ہار کر کے
 لگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
 طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنین سر حسین کو میں نے بلایا انکے سحر کا رنگ
 رستم نے نہ جھنے دیا آخر طلسم کشا نے ان سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدائے سوز و گداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب
موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہو جا کر سردار ان رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کیلے زہرہ خست ہوئی
ہفت بیکہ نے حکم دیا جہانگیر جہان پیا بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی فرکت کرے اسی وقت
ایک آدھی سیاہ جلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس
میں صلاح کر کے طون لشکر طلسم کشا کے جلیں رستم آکر قلعہ فاروقیہ پر اترے بن عیون
بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلہ بادشاہ اسلام
زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلو انان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

<p>ترا دور ہے ساقی ماہر و کہ ہو رفیع پھر دل کا پیچ و تاب چلے آج دور شراب و لا نہ یہ ابرو گلزار بیکار ہوں یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار کہ لیلی کا ناتہ ہے اور سجدہ کی مرے ساقی مہر و شاد بادہ خوش تری آمد آمد کی کاہش ہوئی سر اپا کی تیرے صفت کیا کروں کہ ہے دو آہ دل غمگسار رخ خوب کو ماہ تابان لکھوں کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد دہن کو کھون غنچہ آرزو</p>	<p>کہ منظور ہے طبع کا ہفتان بلا اپنے ہاتھوں سے ہکو شراب مرے ساقی بادہ کش مہر و کہ جلسہ میں تو اور سنجو ابرو ہوں تری مہر سے آج جلسہ ہو نہا لان گلزار کو و حیدر کو اسی شوق میں مجھے جلسہ کیے کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی یہی آرزو ہے یہی مدعا یہ کیسو ہیں یا سجنل پیچ و گنگار ناظم کا ہے بال بال کہوں قد کو میں سرو باغ مراد تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال</p>	<p>پلا ساقیا ساغر زرفشان یہ منظور ہی ہووے جلسہ میں ہوے جمع زندان میکش بیان یہی دل کا مطلب یہی مدعا اٹھا ابرو زور سے شور سے مرے آج آنے کا ہو انتظار تو پیچے ہیں سنجو ابرو تیرے لیے دکھا آج میکش کو جلسہ میں خوش چلے کوئی دم ساغر کو دلربا تری آمد آمد کی حیرت میں ہوں سیاہی کو ظلمات سے روشن گل نرسن سے مشابہ کر لیں اگر گلکاد قدرت سے یہ مجھ شا</p>
--	---	---

سیما بن لب او صراحی گلو	یہ دندان بین باگو ہر آبدار	کہ جو جان عاشق کی جنبہ خوار
شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے	نئی داستان کی مجھے فکر ہے	

چہرہ رہروان منازل جرات و شوکت و طو کفندگان راہ پر ہول صحرائے مشقت اس داستان شہر
 بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شیخ مصنف مرصع نگار فصاحت مقال و جنین می نگار و زکاک
 خیال و لشکر جمہاد قلعہ مقنا طلیس بر فوکش ہو ہی خیال ہو کہ میں بادشاہ لشکر یوں و شوکت
 تمام جا کر صاحب قرآن سے ملوں قضاے کار قلعہ مقنا طلیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ
 جسکو قلعہ حملیل کہتے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ سحر سارہ ہو ہر کاروں نے اسکو خبر دی کہ مقنا
 جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فروکش ہیں ایک عرضی اُسے ہفت پیکر
 کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقنا طلیس مسلمان ہو گئی جو حکم ہودہ بجلاؤن وہاں سے جواب آیا کہ ایو زلزلہ
 جا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ میں جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ
 یہ جواب پا کر طرف قلعہ مقنا طلیس کے جلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا سحر
 کرنے لگی یہ جوش و خروش سحر کر رہی ہو بادشاہ اسلام سر پر جہان بانی پر جلوہ فرما ہیں ایک
 جانب ملکہ مقنا طلیس اور ایک جانب مشکبار ہی صلاحین ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت پیکر
 کہان ہو مقنا طلیس نے کہا آج کل کوہ رنگارنگ بے ہو اور سیلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ ہی
 کہ رہی ہو کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقنا طلیس اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ
 نے پوچھا کہ ان چلین کہا اگر شہر یاہ آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہیں
 بادشاہ نے قصہ کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقنا طلیس کو
 نہ روکیں ورنہ اپنا کلا کاٹ ڈالیں دیکھیے آنکھیں ابل آئین چہرہ سرخ ہو زبان میں لکنت ہو
 اسوقت تو مقنا طلیس کی عجب کیفیت ہو بادشاہ نے فرمایا ایو مقنا طلیس جاؤ ہم نے تمہیں
 آزاد کیا مقنا طلیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی وہاں پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
 اسکے پیچھے پیچھے کہ مقنا طلیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے جلی مشکبار الگ
 سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقنا طلیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران
 و پریشان کہ یہ کیا اجرا اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقنا طلیس کو

لہا یہ سوچ کر پروردار پیرا کیے اڑ کر بلند ہوئی آسمان پر سے آ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
 ہو مقنا طلیس جا کر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھ کو خداوند ہفت پیکر کے پاس لعل میں
 درام کر سلیمان میں پھنس گئی تھی آج چھوٹی بیویوں اُس ساحرہ نے کہا خداوند کھولو مقنا طلیس
 نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان میں سوزن دی اور جسم میں مارا تین لپٹا لپٹا کر پشت پر
 ایک حجر بنا ہوا تھا اسمین مقنا طلیس کو بند کیا آپ بھر بیٹھا سحر کرنے لگی مشکبار نے بن رہی
 سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کود پر اتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
 ماروں کہ اسکے سر کے پزار ٹارے ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اتری اور ہوا وہاں کی کھائی مارتے
 پانوں میں ریشہ آدا دل گھرا یا دل سے باتیں کرتی ہو کہ میں اسی ساحرہ کے ساتھ نجد مست
 ہفت پیکر جاؤں خلاصا ت کر دیکھا وہاں آرزو گل مراد سے بھر دیا یہ سوچ کر سامنے زلزلہ
 کے آئی زلزلہ نے بکار کر اوار دی اسی مشکبار آج بعد مدت کے نمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
 نمکو قدرت نے بلایا ہو ہم تمہاری صفائی کر دیں گے ورنہ خراب رہو گی یہ سن کر مشکبار سلام
 کرتی ہوئی قریب آئے کہا اسی زلزلہ سحر ساز میں جا رہی ہوں کہ مجھ کو خداوند
 لیلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہیں زبان کھولو تو میں دیکھوں کہ کیا فقر ہے
 مشکبار نے منہ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان میں بھی سوزن دی اور اُسی حجرے میں اسکو بھی
 قیہ کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونوں جادوگر نیاں گئیں واپس ہو کے نہ آئیں فیروزہ سے
 فرمایا اسی فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونوں جا کر تیرا سے بلایا
 کہ پھر واپس نہ آئیں مقنا طلیس کسی گیار کے اپنے مقام سے اٹھی مجھے اسنے کہا کہ اب میں آپ سے
 رخصت ہوتی ہوں اگر میں کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
 سمجھا یا اُسی کے عقب میں گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر فیروزہ بن عمر و اسی فکر
 میں بارگاہ سے نکلا لشکر میں آ کے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہیں اور وطن
 پہاڑ کے جلتے ہیں پھر واپس نہیں آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کمال کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
 کا کمال کر رہا ہو یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکن گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
 کہ اب یہ ہیں کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی حزم نہیں چل کر قدرت سے صفائی کریں فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اٹا ہوا ہو ایسا تو یہ سب لکیر بادشاہ پر بلوہ کرین کہ ایک
 سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر بہادر
 جا کر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی بہادر پر وہ ساحر یا ساحرہ ہو مگر حیران کہ
 کیونکر جاؤں ایسا نہ ہو بچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد میں پھر کرا آخر سامنے کوہ کے
 ایک نخل پر اُسکے سامنے مین بیٹھا ہو مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے مین یہاں پر
 جا کے غائب ہوتے مین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا بات رہے ہو سے ایک ہاتھ مین لگائی
 دوسرے ہاتھ مین سامان کوک لیے چلا آتا ہو سماک نے پڑھ کر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
 تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمہارے ہاتھ مین کیسی ہو اُس ساحر نے جواب دیا
 کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کر کے آئی مین کہ مین جا کر تین دن مین
 لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کر دوں گی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرنے کے مجھ کو حکم دیا
 تھا کہ شراب و کباب ہم کو پہنچانا فیروزہ نے یہ باتیں کر کے اُس ساحر کو اور اور باتوں مین
 لگایا حساب مار کر بیہوش کیا سو جا کہ قتل کرنے سے اس کے شاید معاملہ بگڑ جائے اُس کو تو
 ایک گوشے مین ڈال دیا اب سنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی صورت بن کر تیار ہوا
 شراب و کباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گیا مین طر کر کے بالائے کوہ پہنچا
 دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہو ساحر کو دیکھ کر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تھے بڑی دیر لگائی
 ہم تمہارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تھے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اور ملکہ عالم
 راہ مین دیر ہو گئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ کھرائی ہوئی تھی جہاں مین بھی لے سہی تھی لوگ
 فیروزہ کے ہاتھ سے شراب و کباب لیا جام لبریز کر کے فہد کیا کہ بیون دل جو دھڑکاڑگ لگئی
 دل مین کہتی ہو راہ مین کوئی فقور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین مین فیروزہ
 نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ رنگا رنگ پر جلوس فرماتے مین مراد مند لوگ جمع ہو تے مین کچھ
 کئی طرف سے خبریں مل رہی مین کہ طلسم کتنا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت و صحت پوچھ
 دختر کمیل باکر شریک ہو گئیں مقام لوح طلسم کتنا کو سلام ہوا اب قلعه فاروقیہ پر
 فروکش مین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہو کہ بالائے کوہ آئین قدرت تدبیر

کر رہے ہیں دو جادو گر نیاں کامل و اکمل کہ ان کا نام مجھ کو نہیں معلوم قدرت نے برا سے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہیں دو چار روز میں طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل میں جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب اونٹیل کر لی گئی کباب کھانے لگی شراب میں فیروزہ نے بیوشی ملائی تھی ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا ای آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیئے ہی اس قدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہو یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کر لیں اب یقین ہوا کہ شراب میں کچھ فتور ہو قلب خود بخود نا صبور ہی اٹھتے ہی لڑا کھڑائی لڑا کھڑا کر گری گئے ہی بیوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرنے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادو گر نیاں کنیز بن زلزلہ کی جنگو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلو سے گود سے نکلیں لینا لیا کہ فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤں زمین نے ہٹام لیے نیچے کھینچ کر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بقرار ہوا دل میں کہتا ہو میں یہ نہ جانتا تھا کہ دو جادو گر نیاں بھی گوشے میں چھپی ہیں دیکھے اسے کیونکر جان بجتی ہو ہلک کر دعائیں مانگنے لگا کہ اس وجود ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھ کر سب کنیز بن رو رہی ہیں اور کتنی ہیں ای آہنگ تو نے ملکہ عالم کو کیوں قتل کیا اس کو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہیں دیتا اپنے پیرا کر کے والے سے دعائیں کر رہا ہو فطم

ز قریب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
 یہ بند حسوس دہوا ماند مبتلا افسوس
 گشت حق عبادت از او ادا افسوس
 ندید از دم غفلت باز نہتا افسوس
 قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
 بر آستان خداوند کبریا افسوس
 چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس
 چو شک بجایصل یک رقمہ این گدا افسوس

نکرد بندگی این بندہ خدا افسوس
 رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
 بر او بندگی آمد درین جهان لیکن
 نکرد قابل عین بابتہ کارے
 بہاند دور تر از منزل مقاصد خویش
 نکرد گردن تسلیم مثل گردن جسم
 برینج و درد و الم ماند در جهان تانا
 رسد بکو چہ و بازار و در بدر گردد

بجسٹوے زرو سیم روز دشب گردو
 بکن براہ حنا خچ مال وزرہندی
 بکود و دشت و بیابان برہنہ یا افسوس
 بدل و گردہ بماند ازین حرا افسوس
 کنیزوں کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہو گیا اب کنیزوں نے چاہا کہ اسکو قتل کریں مگر کتنی بڑے
 ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال میں مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہو کوئی
 منہ بھلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدر و ان کو مارا ہم کیا کچھ
 زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہو مگر جس حجرے میں سب
 سردار بندھے ہوئے تھے زلزلہ کے اُسکا دروازہ کھلا سرداروں نے دیکھا کہ ماران سیاہ
 ہمارے جسم میں لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزوں کے
 بیچ میں ہو کنیزیں قتل کیا جا رہی ہیں ایک مہمان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی
 کہ مقناطیس تڑپ کر اُن جاو گریوں پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ دیوار اتار کر
 پھینک مارا کہ کدیاں سر بٹا کئی سی کنیزیں تھیں لیکن چالیں پچاس مرکر گر میں جہ کنیزوں نے
 بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اٹھا بالکریاڑے کو دین طرف صحرائے بھاگیں لاشہ زلزلہ
 کا یہ ہوئے روتی بیٹتی جاتی ہیں یہاں مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کر اسب سردار
 کو ساتھ لیا بہار سے اُتری طرف شکر کے چلی ہوان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے
 کہ ہرکاروں نے خبر دی فیروزہ سردار ان حضور کو لیے ہوئے آتا ہو بادشاہ خوش ہو کر باہر
 نکل آئے اپنے سرداروں کو جاتے ہوئے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگا با سب سرداروں
 کو لیکر بارگاہ میں آئے سبھوں نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کئی جو حضور نے بڑی
 جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل جانتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی
 کروں لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا میں خود جا کر بہاڑ پر پونجی مشکبار نے بھی کہا کہ پونجی
 تمہارے نقاب میں کئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤں میں رشتہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا
 سارا بہاڑ مع ہوا سحر سے ملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہکا بیلہ
 یہ ہوا کہ خود اس کے سامنے جا بیٹھی کیدان سالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہیں کہ حضور
 خود بخود دل میں ہواے الفت ہفت پیکر بید ہو گئی اپنے خیمے سے نکل گئے بہاڑ پر جا

ہو پونچے اُسے قید کر لیا یہاں تو یہ ذکر میں مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین وتی مٹی خاک
اُڑاتی جاتی ہیں رات بھر راستہ چلین صبح کو دھنسنے میں ایک قلعے کے پہنچیں قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہیں وہاں کا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز مدت
خداوند میں گئی ہیں دیکھئے کیا سامان ہو قدرت کہیں اسکو بھیجیں گے کہ چند ساحر دوسرے
ہو سسے آئے عرض کی اے شہنشاہ ہم سے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگر نیاں ایک لاشہ لیکر آئی ہیں
وہ اسنہ قلعے میں ایک نخل کے سائے میں ٹھہری ہیں اور رو رہی ہیں کہ اغلال تخت سے کہتا کہ
اُٹھا کہ خداوند خیر کریں میرا فود بخود دل بھرا آتا ہو یہ کیسے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہے کنیزین رو رہی ہیں قریب لاش کے آکر بکارتی ہیں اے ملکہ عالم اُسٹھے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہو وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا بکار کر آوازی
اے کنیزون وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہو تم تو بہت بیقرار ہو ان کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹے لیکن
کہتی ہیں اے شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت میں بھیج دیا یہ شکر اغلال نے اپنے کو
گرا دیا ہاے صاحب کیسے روئے لگا کبھی کہتا ہو کیوں صاحب ایسی جلدی چلی گئیں کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئیں میں بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو انوس
نہ آیا ہاے کیا کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کریں ہم رات بھر لاشہ کو نہ بکارتے ہیں
کوہ ویران پر جا کے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے اکر قید ہوئے عیا
بادشاہ کا اکر ہو پونچا نہیں معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہ ہاے کوہ میں تھے آواز سنکر
جھٹکے لاشہ خاک و فون میں غلطان دیکھا جائے تھا عیار کو قتل کریں مقتا طیس ایسی ساجوہ
اُسے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بد کہتا ہوں اگر بادشاہ کو قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اسی وقت ارٹھی بنوائی لاشہ زوجہ کو چلا کر بیٹھا اپنے دربار میں
آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار میں بیٹھا تھا کہا اے اجلال سنا تو نے کہ میں ہر باد ہو گیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لائیں دار پر پہنچ دوں کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور میں گیا اور آیا یہ کیسے اُنھارے عیاری آراستہ کیے طرٹ لشکر بادشاہ اسلام جیلا
شعب کو آکر لشکر میں پہنچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر لگا

میں آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے مین گرد سردار و عیار سب جمع ہیں جب بادشاہ نے دربار
پر خاست کیا آپ ایک گوشے میں چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کر کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدنگار چپی پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
وہوان جو بلند ہوا خدنگار بیہوش ہوئے اجلال جھپٹ کر قرب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر سراج چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے میں سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا کھڑا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
بیترو عیار کا پا یا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہیا دن کو جگا پاکہ یار غضب
ہوا نہیں معلوم عیار کہاں سے آیا آقا کو گرفتار کر کے لیگیا مقنا طلمس یہ خبر سن کر آئی کہا کہ
فیروزہ تم جلد جاؤ ورنہ تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید انکی سامنے ہفت پیکر کے بیوی بچ جائے
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہے فیروزہ باندھا سے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش میں
بادشاہ کی نکلا یہاں اغلال جادو انتظار میں اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
بیوی بچا کہا حضور میں بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل وغیر قتل کا آپ کو اختیار ہے اغلال نے
حکم دیا آہنگیوں کو بلاؤ اسکو ساسل و مطوق کر دو آہنگیوں نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیاں پہن
پہنائیں عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار فقہدار
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلا دون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی او شہریار اتنا بڑا
شخص یوں قتل ہو جائے اشتہار حسیان ہوں ساما شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر ہو پچھے کہ اغلال نے معافہ زوجہ میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرہ پیغمبری عطا کریں آپ کا سایہ طلمسم میں نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ
اغلال پر قتل ہوئے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر میں ڈھنڈھو را پٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوئے سب آکر مناشہ دیکھیں اسی وقت تمام شہر میں ڈھنڈھو را پٹا
اشتہار حسیان ہو گئے ہر شخص کو خبر ہو چکی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہوئے ایک
یہی ذکر کر رہا ہے کہ زوجہ اغلال قتل ہوئی انکے پرے میں بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوئے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہو گا کہ لوگ عبرت کریں ہر چند کہ مسلمانوں کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی فوج
اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر میں پھنسا یا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی
اغلال کو بڑا قلع ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈھوٹا پڑا کر اپنے بلغم میں
آٹا کنیزوں سے کہا یہیں لا کر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا دروازہ
آئے وسط بلغم میں ایک چوہ ترہ ہو سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ
کی مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزوں سے کہا گائون کو لاؤ
گائین حاضر ہو میں اشارہ کیا ایک گائے سبزہ رنگ جست و جالا ک نہایت بیاک اپنے
مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

مخشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا انجھا ہو پاؤں یار کا زلف دراز میں نا کامیوں میں تنہی و تشویم مجھے دی ہم چارہ گر کو یوں ہی بچا تیکے بیڑیاں دل کو قلع ہو ترک محبت کے بود بھی وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے تھے بیگناہ جرات با بوس تھی ضرور جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت صال فکر شراب و عور کلام خدا میں دیکھ	رہم آسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا نو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا شیرین کو درد تلخی سند یاد آگیا قابو میں اپنے گروہ پر بڑا آگیا اب آسمان کو شیوہ بیداد آگیا ذکر بتان خان و نوشاد آگیا کیا کرتے وہم خجلت حساد آگیا دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا
---	--

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو اغلال مہبت بیٹھا ہو جب روجہ کا ذکر آتا ہو تو درد شراب بادشاہ
پر پھیلتا ہو بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں
کبھی فراتے ہیں کیوں انکو مجبور کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہو گیا ساغر
عمر میرا بربز ہوا ای معبود اس آفت سے بچھاؤ بچائے صاحب قرآن سے ملنے کی ہوس ہو نظم

گاہ در دل خیال وحدت تست برہ حق قدم نہ ثابت	گاہ در دیدہ نور کثرت تست ہر کہ او رہو طریقت تست
---	--

گاہ از حق زبان نمے بندد	ہر کہ او واقف حقیقت تست
ہست فارغ ز مذہب و ملت	ہر کہ پاسبان بر شریعت تست
بادگر کس نمے کند الفت	ہر کہ وابستہ محبت تست
کو تعلق بسا سوا دارد	ہر کہ مصروف در عبادت تست
جلوہ گر چہار سو بدیدہ خلق	ہمچو نور شہید نور قدرت تست
طالب دید راند ہر صورت	ہمیش ویدہ ظہور صورت تست
بزمین و زمان ندارد کار	ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
عاشق از غوغا خبر ندارد	ہم جان خوف سر نہیں دارد

بادشاہ لشکر اسلام ملک ملک کرد عاتین مانگ رہے ہیں زلف لیلے شب کمر سے کندہ چلی
 ہو اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہو کہ ایک لکھ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول پرت
 ہوے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھا نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے
 اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوے دیکھا باوقظ میں نہ وجہ کے رنجیدہ بیٹھا عتیا ابر کو
 دیکھا شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا ملک تو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے
 سیر نکل آئیں گائیں کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اٹھا بیکار کر آواز دی
 اے ملک عالم و دی شہنشاہ خوبی و اسی ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم
 مشرف یہ زیارت ہو گئے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آ کے بیٹھا بیچ میں سے شق ہوا بادشاہ
 نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلہوش دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے جوڑا گلزار
 زیب جسم ابروے خمیہ رہنے ہوے گویا خنجر برہند برے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں
 رشک دیدہ غزال دو لون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم
 رشک چمن سرودہ غور شیر خد چند کنیزیں گرد گھیرے ہوے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے
 وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری بیکار کر کہا اے اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی
 ہو ملک زلزلہ سحر ساز کمان گئیں تھے ہم کو کیوں بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک
 ہوتا ہوا اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملک عالم خداوند ہفت بیکر نے اُنکو بلایا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے فون کا بدلہ لو گا نکو خانہ دل میں جگہ دو گا تو بہار نے پلٹ کے
 دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنو مند درشت جنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
 جوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر بلول و حنین کرتا سخن جو ابلی کا زیب جسم ہنہ کریان بڑیاں پہنے ہے
 مسلسل و مطلق مگر معلوم ہوتا ہے کہ زیور آہن زیب جسم ہو یہ قول شاعر فرد۔ اس ملکچی پوشا
 یہ سکی ہوئی چولی + یہ یگزی اوالا کہ بناوٹ کے برابر تو بہار چال ہنثال دیکھ کر نہایت بقرار ہوئی
 کہا کہ کیوں میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا
 مار سکتے کلائی بکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہو گا یگانہ کو کیوں خطاوار نہایا اغلال نے
 کہا اے ملکہ عالم اس جوان کو یہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
 گئے یہ بادشاہ شکر اسلام ہو تو بہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیوں شہریار آپ
 ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہیں بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوب رویہ عیار نے
 اُسکو قتل کیا عیار دن کا یہی کام ہے آپس میں نگاہیں ملین دو باتیں بھی ہوئیں اشتیاق جا نہیں
 کے بڑے اغلال نے تو بہار کو لاکر مسند پر بٹھا یا اب تو بہار خاموش بیٹھی ہو دل سے باتیں
 کر رہی ہو کہ تو بہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے
 کیا نہ پیر کر کے اُسکو بچاؤں کیونکر قید سے چھڑاؤں گرفتار دام مصیبت آشفٹہ نوادی مودت
 مجھ کو برحمت دیکھ رہا ہو اغلال جاؤ کہ مدت سے اُسپر عاشق ہو مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
 اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلین کہتا ہے کہ مدین گذرین اس ظالم پر جان جاتی ہو اتو اُسکو قیضہ
 میں کروں کہ وہ رشک کرنے والی مر گئی اسی سے گھر آباد کروں کسی طرح دل کو شاد کروں بڑے
 لطیف سے خاطر کر رہا ہو کبھی گائیں کو اشارہ کرتا ہو وہ غزلین ٹھریان عاشقانہ گاتی ہو کبھی خود
 اٹھ کر جام شراب لبریز کرتا ہو ہاتھوں پر رکھ کر سامنے آتا ہو کہتا ہے ایک جام تو میرے ہاتھ سے
 نوش فرمائیے تو بہار شہ بھیر لیتی ہو کتنی ہو اسوقت میرا دل نہیں چاہتا تو جب اغلال بہت
 منت کرتا ہو اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہو تو ابرو پر پیل پڑ جاتے ہیں کتنی ہو نہا ہوش میں آؤ
 اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا ہیو وہ بگتے ہو زلزلہ ہوتا ہے لافنی تھی قدرت
 نے سمجھ کر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہو اغلال

پھر اپنے مقام سے اٹھا دوسرا جام بھر کر لایا غنیمت کرنے لگا کہتا ہے کہ ملکہ عالم اب کی مرتبہ تو نوش فرما
میں بہت بقرار ہوں دل کو سمجھانا ہوں دل نہیں سمجھتا یہ قول قلم نظم

کیا کہوں آپ سے کسی کو یہ بیماری دل تیر مژگان نے انھیں توڑ کے مارا اسکو دل مردہ کے لیے کوئی نہیں روتا ہی او قہر شیرازیان سے بھی خوف آئے مجھے	درو سے بھی نہیں ہو سکتی، تو بخوار ہی دل بیلیوں سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل صف ماتم نہ بچھی ہمد عزا داری دل اسد اللہ رسد گر بہ بد دگاری دل
--	---

نوبہار نے کہا ای غلال تم فراق میں اپنی زوجہ کے دیوان پر چڑھ رہے ہو زیادہ کوئی
دکرو خاموش ہو کے بیٹھو درہ میں اٹھ جاؤ نگلی مجھ کو ناگوار ہوتا ہو میں اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی
اغلال غنیمت کرتا ہے کہ دی ملکہ عالم میں اب آپ کو نہ جانے دوں گا آپ کے تشریف لانے
سے کیسی آبادی ہوئی دیکھئے مانع کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہوں دل نوبہار کا طرہ شاہ کے
ربیع ہو در دیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہیں کبھی اشارہ کرتے ہیں تو نوبہار
بھی مسکرا دیتی ہو سفیدی و براتی دانتوں کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمین ہوش ہو اس جلا دیتی
ہو بادشاہ لول ہو کر جب سر جھکاتے ہیں نوبہار جانتی ہے کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کر دے اور اس
ایسا شہریار طوق و زنجیر میں سسل و ملوک ہو کا شک یہ تھکڑیاں بیڑیاں میرے ہاتھ پاؤں میں
ہو تھیں کیونکر اس شہریار کو رہا کروں جب غلال کو بہت بہوت پایا کہا ای غلال اب میں نے
اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے گئی ملک اٹھوں
نے فتح کیے رفقا طلسم جادو انھیں کے قبضہ میں ہو غلال نے کہا ای ملکہ عالم اب آپ نے
بخوبی پہچانا تمنا طلسم و شکاریاں سپر عاشق ہیں اسی وجہ سے میں جا رہا ہوں کہ صبح کو قتل
کر دوں نوبہار نے کہا ایسے شخص کا ہوں قتل کرنا مناسب نہیں ایک دن اور ایک شب تامل
کر دے اسکو قتل کر کے بہت پیناؤ گے کیونکر جان پھاؤ گے طلسم کشا اسکا چچا ہر وہ خبر سنتے ہی
تمہارے قلعے پر آئینگے کسی دشمنیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو
میں ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہوں اگر تمہیں مسلمان باوہ کریں تو قدرت مدہ بھیجیں ایک طرف
صاحب قصران باوہ کریں گے اور طلسم کشا حاکم تحفہ حیات اپنی سحر تاخیر نہیں کرتا کون آنکھوں کو کھائے

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملک نے ہنسکہ کہا اغلال سمجھا میرا وصل تو بہار کو قبول ہوا
 نہال ہو گیا بحال ہوا کہا اے ملک عالم اگر تمھارا حکم ہو ایک دن ایک رات کیسا جتنک کہے قید
 رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے
 صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی تو بہار نے کہا
 میں قلعے سے چند کوس آگے بڑھ کر انتظام کر دوں گی کہ کوئی آنہ لے دیوار میں سحر کی بناؤں کہ اگر
 قریب دیوار کے آئیں تو وہ جاہلین حملت نہ پائیں اغلال بہت غرض ہو گیا حکم کیا کہ شاہ کو لجا کر
 قید کر دو ملک تو بہار نے قریب آ کر اشارے سے کہا اے شہر یار اب نہ گھبرائیے گا میں نے آپ کی رہائی
 کی تدبیر تو کر لی ہو ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہو آپکا پروردگار تدبیر نکال دے گا اب بادشاہ
 کو یقین کا دل ہو کہ مجھ پر عاشق ہو غیب باتیں راز و نیاز کی کہیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوگی اغلال
 نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا لازم ہو حکم دیا اے میمون بادشاہ شکر اسلام کو لجا کر قید کر لیکن
 بہ حفاظت رکھنا اسکے دوست بہت ہیں میمون جادو چار سی جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان میں
 آیا اُس مکان میں لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سی ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے
 خود بیٹھا ہو حکم ہو کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اسے روک دیا اس طور
 سے انتظام کر رہا ہو اغلال نے ملک تو بہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
 آگے بڑھ کر انتظام کر دیکھے تو بہار ٹٹالتے ٹٹالتے شام کو یہ لکڑیا اٹھی کہ اب میں رنگ سحر چھانسنے
 جاتی ہوں وہ سحر بناؤں کہ اگر ہزار طلسم کتا قصد کریں تو آنہ سبکین ستھ جات بھی بیکار رہیں
 ادھر سے ملک تو بہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں سنے
 خبر پائی کہ فلان قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہو عیار اسکا شہر بار کو دہان لگیا ہر چہ
 ڈھنڈھو را وغیرہ بٹا تھا شہر بھی حسیان ہوئے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی
 حملت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا سقام قید کو دیکھا اگر انتہا کا حیران ہو کہ یہ لوگ اہ گیر کو روکتے ہیں
 میں کفر سے سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی اے برادر جیون در دولت
 شاہی بوجاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو یہ مشقت ہمنے کا ٹاٹا اب رات کو
 حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سنکر حلا در دولت شاہی برآیا

ایک کنارے ٹھہرا جیون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہو اٹھال لے حکم دیا کہ میخانے سے لیاو جیون نے آکر میخانے سے پتلا لیا بکارتا ہوا باہر نکلا اسے کوئی مزدوری کر گیا فیروزہ ایک شہرے کی شکل بنکر سامنے جیون کے آیا مگر کہتا ہوا کہ حضور ہم نورنگ بازار میں جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہو جان تک بدستے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو واؤن رنگ کے لیے ہرے کہ دل پر قلع ہو اور حضور وہ واؤن ایسے تھے کہ بھی ناغہ نہیں جاتے جس دن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں کیا حکم ہوتا ہو کام چاہیے جیسے مگر مزدوری کے چار غنٹے سے لینے صبح کو اسی سے واؤن پرنگ اگر لڑ گئے تو ہمارے جوے کو دیران کر دینگے ہم سے کیا کوئی کھیل سکتا ہو جیون نے کہا یہ پتلا اٹھا کر شہرے نے پتلا اٹھایا آپ ہی آپ بکارتا ہوا جیون کے ساتھ ہی راہ میں ایک مقام پر پھوڑی پتلا دوش سے گرا ہاتھ میں جو فیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیون سے کہا حضور اسے روشن کر لائیے اسی بارے کی جھل میں گرا حضور ایسے واؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جوے والے میرے ہرنے کی صفت کرتے تھے جیون نے کہا میان شہرے صاحب نہیں ان باتوں سے ملت نہیں شہرے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہو اسی میں ہماری سیر ہوتی ہو جوے پر رہتے ہیں جواریوں سے نوچ کے واؤن ہوا اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپی ہو جاتے ہیں بڑے جوے پر جانے کے لڑا دیتے ہیں لیا جاگ پتے ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان نہالین گے ابھی تھکے پر رسائی نہیں کرتی اس حال سے رہتے ہیں جیون فیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلا کھولا اسی میں بیوشی ملائی اسے عرصے میں جیون روشنی لیکر آیا پتلا اٹھا کر شہرے نے کاندرے پر لگا یا جیون کے ساتھ فیلہ خانے پر آیا شہرے نے پتلا رکھ دیا سچا بیون کی چلیں بھرنے لگا ان سب نے شہرے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہو کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہو جیون نے کہا میان شہرے صاحب بیٹھو تمہیں بھی شراب ملیگی شہرے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہو گن تو بیٹ میں بھرے ہیں فقط منہ سے بوانا چاہیے مجھ کو تو ندی بھی آتی ہو آپ لوگوں کی خدمت میں رہونگارات یہاں بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جائیگا جو کچھ آپ لوگوں سے

پایا ہو لڑا دینگے اگر وہ ہاتھ رنگ کھیلے تو سارے جوے کو حیت لینگے اور آسمان بھٹ پڑے
 تو ناچار ہیں سب شہدے کی باؤں سے ہنس رہے ہیں کہتے ہیں اس شہدے کی ذات سے
 بڑی آبادی ہو اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہو کہا حضور ہماری یہی دنیا یہی عقبی ہی سہی
 شوق میں شہدے ہوئے اور جوے پر پڑے رہتے ہیں میمون نے سب کو شراب پلائی آپ بھی
 دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہو شہدے نے کہا جھوٹا کھوٹا کانا ہو
 ایسی نان لگاؤں کہ ساون کی طرح بندھ پڑے گے یہ کہنے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اسے اوندھا
 کر کے رکھا اسی کو بچانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

یہ نادم مرے زود کشتن سے ہو	اجل جان لب تیرے شیون سے ہو
عجبت دوستی نکو دشمن سے ہو	وہ بد خواہ مجھسا تو سیرا نہیں
مشبک مرا سینہ چلون سے ہو	یہ پردہ تہ ہونیش ز نور کا
کہ ہزار وہ سیر گاشن سے ہو	مرے داغ یاد آئے گل دیکھ کر
گلہ نالہ آتش رنگن سے ہو	بھلا نے سے بھی تیرے شا کہ موت
ہمیں خجالت اس شوخ بطن سے ہو	شب غم موے شمع کو دیکھ کر
کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہو	مرا خون کیا بار گردن ہوا
نجل سامری چشم برفن سے ہو	کھلائے نہ کیوں سر نہ گوسالہ کو
کہ ورت عجب فکر برفن سے ہو	جہان خاک اڑائی وہیں دب سے
یہی کھیل ہکو لڑکین سے ہو	نہی کچھ نہیں اپنی جاسبازیان
عیان صلح پھر کس کی چوں سے ہو	بگڑتے ہو کیا اب بھی کہنا ہوں
لگا وٹ یہ طفل برہن سے ہو	دل مومن آنکھ کیوں بنے

شہدے صاحب گارہے ہیں بیوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سیا ہی شہدے سے ہنس رہے ہیں
 باتیں کر رہے ہیں جیون میمون سے کہتا ہو بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے
 کی باتیں کرتے آئے انھیں باتوں سے یہ خوب خوش ہوتے ہیں میمون نے کہا بھائی دیکھو میا
 شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہیں شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون ناجتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑاکے گرجا جوں بھی اپنے مقام سے اٹھا
اور سپاہی بھی لینا لینا لگے اٹھے ہوا تھا وہ گرا مٹھوڑے سر سے میں سب بیہوش ہوئے فیروزہ
خیر لیکر اٹھا کہ انکو قتل کروں پھر سوچا کہ یہ سب ساحرین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کو تو ال وغیرہ طلائے پر پھر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ آجائیں پہلے دروازہ کھولیں شہر یار کو رہا کر لیں
تب ان سب کو قتل کروں فیروزہ جست کر کے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو چکا
قفل کھولیں یا خیر سے کاٹوں نہ قفل کھلتا ہی اور نہ کاٹے سے کھلتا ہی تو فیروزہ حیران
ہوا کہ میں کیا تدبیر کروں ہر چند جاہتا ہو کاٹوں قفل نہیں کھلتا کئی سی کنجیاں اپنے پاس سے نکالیں
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہو کہ میں کیا کروں جمہ میں کہتا ہو کہ در فیروزہ معلوم
ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہی یہ قفل نہیں کھلتا اس سوچ میں تھا کہ بھولوں کی خوشبو دماغ میں آئی فیروزہ
دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوئے آسمان سے آتی ہو فیروزہ
کو وہ خیر گفت اس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو ان سب کے بیہوش
کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دہن نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہو راہبر یا رہزن
ہو دل کو پتھر کر کے پکار اٹھا منم فیروزہ بن عمر و عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہیں اس
شہب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ اے عیار نہ گھبراتے سب کو بیہوش کیا
مگر قید خانے میں نہ جاسکیگا قید خانہ سحر بند ہے میں آ کے دروازہ کھولے دیتی ہوں یہ کہے
تو بہار طاؤس سے اتریں آکر سحر کیا ایک بھول بھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سرخم کیے ہوئے بیٹھے ہیں فرماتے ہیں افسوس ہمارے بار وفادار نے بھی
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بیہوش کیا یہ کہے ہتھکڑیاں کاٹیں
تو بہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہیں کہ اے فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو
طلابہ دیا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر یہاں کے نگہاؤں کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
نے قید توڑی تو بہار نے دیکھا کہ بھولوں سے بادشاہ کی فون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی دھکا
عرض کی حضور نے کیوں اس قدر جلدی کی عیار بیڑیاں کاٹ دینا ملکہ دوپٹے سے فون بونچنے
لگیں بادشاہ باہر نکلا کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا آسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوے جیچون کو قتل کیا چاہتا ہو بکار کروا دی ارے تو
 کون ہو کہ جیچون کو قتل کرتا ہو یہ کھلے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور
 نو بہار کو گھیر لیا عیار نے میمن اور جیچون کو ہوشیار کیا کہا اٹھو تمھارا قہری رہا ہو گیا میمن
 اور جیچون نے اٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہو کہ جس پر سحر
 تاثیر ہی نہیں کرتا جو سحر کیا وہ اٹا پٹا اسی کا کا تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گنہ را خواہ
 سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اسی تلوار سے لڑ رہے ہیں جبکہ
 ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچا یا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ
 کو گھیر لیا نو بہار نے بودیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہو طرف نو بہار کے کوئی نہیں پڑا
 تب تو نو بہار نے گلے سے ہار اتار کچھ اسم سحر پڑھا کہ جیچون کی جانب پھینکا جیچون پر کچھ پھول
 گرے جوش میں آکر لہرایا بے اختیار بکار اٹھا اسی شہنشاہ اقلیم غولی وادی نو بہار باغ محبوبی
 میں بھی جیسے باغ حسن و جمال کا گلچین ہوں گلابینی گلشن جمال کی کر رہا ہوں میری غیب
 صورت ہی اصل میں دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہوسری اُس زلف سے اب یہ بھی لہا ہو گیا
 گو جناب سے پردہ رو کے وہ خود آرا ہو گیا
 کس طرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہا سے
 مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
 ظلم کا شرہ ہی تھا دیکھ کر گل ہا سے داغ
 چشمہ حیوان بنا اسکے لبوں کی شرم سے
 روز محشر کیا ہوا پھر کیوں شب و بخور ہو
 بوجہ فانی ہو شربت اسکی سو وہ ہم میں کہاں
 جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش ریاس کی
 ہٹ گیا ہو گاد و چشمہ منہ سے سوتے ہیں کہیں
 اک گئی چپ بچھاؤ تو بھی بات وہ کرتا نہیں

ہو مرے بخت سیر کو اور سودا ہو گیا
 یہ بہارا بھی تو ہر جا نامنا ہوا ہو گیا
 جو کہہ ترے گیا دان نامہ غمت ہو گیا
 کیوں تری حالت نہ ہو سے غیر اچھا ہو گیا
 بید مجنون شرم سے وہ سرور غمت ہو گیا
 پانی پانی بسکہ اعجاز سیما ہو گیا
 کیا ہمارا نامہ اعمال کچھ وا ہو گیا
 ہم مرزا جی کے سبب سے خیر اپنا ہو گیا
 مفت ایں بلو سے میں شبنون تنہا ہو گیا
 شب بربان رہے کا تیرے سب میں چپا ہو گیا
 کیا کمون قسمت کو کہنا دشمنوں کا ہو گیا

شریت مرگ آب حسرت شور سختی ز ہر غم رو دیا آئینے جو میری لاغری کو دیکھ کر ہو مشک بسکہ روتے روتے چشم او ماہر حق تو یہ ہو کیا غزل اک اور تو من نے پڑھی	سایح کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا قطرہ اشک نہامت ہمکو دریا ہو گیا شب جو اشک آبا سواک عقد فریا ہو گیا آج باطل سارے استاد نکاد عوا ہو گیا
---	---

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نو بہار کے آیا کہا اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہو ملکہ نے کہا
او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہو کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہو ہمارے قتل کے لیے آیا ہے
تو اسکا جلد سر لا جو تو کیسکا وہ مین قبول کر دنگی اسی کا فوف ہو کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤں
یا تم سے محبت بڑھاؤں تو یہ مجھکو قتل کر گیا کنیزون سے کہہ کر زہر دوا دیا گیا یہ سنگر جیون جوش مین
آیا کہا ابھی اس بیچیا کا سر لاتا ہوں یہ کہہ کر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا
پکار کر آوادی او نامبارک بند رہتاری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہو یہ کھلے پیترہ بدل کے
ہاتھ مارا میمون ہو شیار جادوگر ہو آئینے وار خالی دیا لٹکا دتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کسا
دیکھ پشت پر حیری کئی جادوگر آگئے ایسا ہو تجھکو قتل کر مین جیون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون
نے ہاتھ مارا سر جیون کا زخمی ہوا جیون نے فون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا
کئی سو ساحر جل کر خاک ہوئے قضاے کار ملکہ مقنا طیس جادو کہ جبکہ جدائی میں شاہ کی
کب آرام تھا اڑتی پھرتی ہو شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہو کہ لغزہ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز
سنگر بیقرار ہو گئی جی مین کتی ہے شہر یار کہین لڑ رہے مین وہ کہہ تار میدان جلالت شرم شکست
اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہیں بلند ہو کر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحر
حسین چار طرٹ بادشاہ کے پھرتی ہو کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحر وں کے بادشاہ
لڑ رہے مین ترپ کر ز مین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہو فیروزہ نے
کہا مین نہیں جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہو بادشاہ کو نہ گناہ محبت
دیکھ رہی ہو یہ فرزند قباد شہر یار مین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور
صلب قباد شہر یار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرات کا کیا چھپنا
معلوم ہوتا ہو یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقنا طیس لے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹ کر ایک گولہ اسم سحر پڑھ کر مارا کہ کئی سو ساحروں کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
 فیروزہ نے بڑھ کر اجلاں تیز رو عیار کو ڈکا وہ حقیر جانکر اس پر آ پڑا دو چار وار آئیں میں وہ موقع
 ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھ کر نیچے مارا کہ دونوں بانوں اجلاں کے اڑ گئے بڑھ کر نو بہار
 نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اجلاں کے پہنچے کہ سحر میں
 قباد کو لگے نو بہار نے جا کر ہاکیا اجلاں فوراً کھوٹے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کہ تیز
 ساحر تیار ہو کر آئے انکو لیکر جلا بہان مقناطیس نے دو تین چلے آئے کہ کئی نو بہار
 مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ انکار کرتے ہیں کہ
 مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اس پر بیٹھا نو بہار کی طرف نگاہ کر کے
 آواز دی آؤ لی بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گونہ پر تخت کے نو بہار بیٹھی مقناطیس نے اپنے
 تخت پر اپنے والا تخت اڑاتی ہوئی سبکی اجلاں جادو فوج لیکر مسوت ہو گیا کہ آئے کہ
 دیکھا لاشر میمون اور میمون خاک و خون میں غلطان پڑا یہ قید خانہ لٹا پڑا آئے قید خانے
 کے لارزار کھلے بیجاہد ساحر اب بھی سحر میں نو بہار کے قید سرنگار رہے ہیں غل جوار رہے
 ہیں اجلاں نے آکر انہیں سے سحر اٹا راجب انکو افاقہ ہوا تو آئے حال یہ جہاں سب نے
 حال بیان کیا اجلاں جادو غصے میں کاٹنے لگا کہا بارہ اس کیو بریدہ نو بہار نے مجھے
 پیرا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگی ساحروں نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
 برپا کر دی نو بہار بھی انہیں کے ساتھ گئیں اجلاں نے کہا میں ابھی اسکے بھائی گلاہار جاؤ
 کو نامہ لکھنا ہوں وہ آکر اس کیو بریدہ کو سزا دے گا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کرے گا میری صحبت
 میں آکر آئے بادشاہ کو دیکھا مجھے بیٹھی باتیں کر کے یہ دھوکا دیا میں نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ
 قتل سے کیوں روکتی ہو مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس
 نہ بھی آتی تو ان ساحروں میں یہ یاقوت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلا
 روزگار جو یہ کہے بادشاہ وہ قلع ہو کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھنا مراد
 یہ تھی کہ اے گلاہار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ شکر اسلام کو قتل کرتا تھا
 ہونے مجھ کو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر مارا لیگی اور ساتھ بادشاہ کے نکلی گئی نامہ قاصد

لیکھ چلا مقنا طلیس نے راہ میں نو بہار سے جو مفصل حال سنا سنا آگیا جی میں کہتی ہو
 دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو شکر اسلام میں آکر پہونچی نو بہار نے کہا اگر حکم ہو تو میں
 بلا سے قلعہ جمنستان جاؤں بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہیں انکو جا کے مسلمان کروں حضرت میں
 حضور کی لیکر آؤں بھر کوہ رنگارنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھا یا کہ تمہارا جانا بہتر نہیں
 نو بہار نے مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہو کر طرٹ قلعہ جمنستان کے جلی اس قلعے میں اسکی
 سلطنت ہر قلعے میں آکر پہونچی تخت پر آ کے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوئے نو بہار نے سب سے کہا
 صاحبو تم لوگوں کو کچھ حال طاسم ہفت پیکر بھی معلوم ہو چار طرٹ سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
 تمام در بند خ کر لیے ہیں بہار قبضے میں مسلمانوں کے آئے اب چار پہاڑ قبضے میں خداوند کے ہیں
 طاسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہو ملک مغرور شیریں کلام نور جلیدہ خالص قدرت طاسم کشا پر عاشق
 ہو میں لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کیل شہرت مرصع پوش سب حال اپنے لوح کا
 ظاہر کیا طاسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہو کتا بن بہاری جتنی تصنیف کردہ خداوند
 ہیں سب میں صاف صاف نخر رہو کہ عمر طاسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہو یہ
 طاسم ہفت پیکر کا فتح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہو تم سب کو میں سمجھاتی ہوں
 کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزار ہا ساحر قتل ہوا ملکوں پر
 کبھی تباہی ہو وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہیں کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی آپ کے
 بھائی صاحب گلزار جادو و تشریف لاتے ہیں نو بہار تخت سے یہ کہہ کر اٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
 لاتے ہیں میں اُسے چن ساعت باتیں کر کے انکو رخصت کر دوں گی تم سب صاحبوں کو خدمت
 اہل اسلام میں چلنا ہو گا یہ کہہ کر برائے استقبال گلزار جادو جلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
 نے جو بن کو دیکھا جگلیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہو حال سے ملکہ نو بہار
 کے آگاہ ہو مگر خاموش ہو رہا نو بہار نے پوچھا بھائی صاحب خلافت وقت آنے کا کیا عیش
 ہوا گلزار نے کہا تمہیں دیکھنے کو دل چاہتا تھا بقرار ہو کر آیا نو بہار نے گلزار کا استقبال کیا
 بارگاہ میں لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نو بہار سامان خاطر داری میں مصروف ہوئی نو بہار
 جو سامنے سے ہٹی ملازموں نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمیشہ پاس بادشاہ شکر اسلام

کے جانے کو بہن ہم سب کو مرغیب دے رہی تھیں کہ آپ کی آمد شکر برائے استقبال گئیں اب آپ کے نزدیک جو مناسب ہو وہ نیچے گلزار خاموش ہو رہا جب نو بہار نے ساقی بچوں کو بلایا شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو نو بہار اس انقلاب سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سن کر آیا ہوا اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئیں پی کر کرسی بیٹھیں تھوڑے عرصے میں آثار بیہوشی کے ظاہر ہوئے نو بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھ کر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان میں سوزن دی مسلسل کر کے ہوشیار کیا کہا کیوں او گیسو رہے تو نے قلعہ اغلال میں جا کر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزار ہا ساحر مارا گیا اغلال سے شکایت لکھی ہے اب مجھ کو خدمت خداوند میں پہنچاؤ گا وہاں سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کیا بادشاہ کو اسکی قید سے بچھڑایا وہ مجبور ہونا چاہا اپنے مقام پر حیران و پریشان ہو اُسے سب حال مجھ کو لکھا یہاں اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہیں کہ ہم سب کو مرغیب دے رہی تھیں کہ خدمت بادشاہ اسلام میں چلو تو نو بادشاہ اسلام کو دیکھ کر ایسی مہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو بھولی اہل اسلام پر وجہ کی نو بہار کو اراجے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف کوہ رنگارنگ کے چلابیان بادشاہ اسلام لشکر میں ہیں جب کئی دن گزرے اور نو بہار واپس نہ آئیں اُنکی صورت زیبائی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ اے فیروزہ ذرا دریافت تو کر کہ نو بہار پر کیا گزری فیروزہ اُسی وقت قطور ہائے زلفی سے آراستہ ہو کر برائے خبر نو بہار نکلا خیال میں یہ تھا کہ قلعہ چمنستان پر چلون جو ملک کی حکومت کا قلعہ ہے رہ رہی کرتا ہوا آتا ہوا اسی فکر میں کہ کسی طرح ملک کا حال دریافت کروں راہ میں ایک بہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا کہ صحرا سے گرد آڑی ایک اراجے پر ملک نو بہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عمدہ سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوئے جاتا ہے فیروزہ صورت بدل کر وہ سے اتر اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نو بہار کو لیے ہوئے طرف کوہ رنگارنگ کے جاتا ہے فیروزہ یہ دریافت کر کے لیٹا خدمت شاہ میں آیا مقتدا طیس وغیرہ دربار میں حاضر ہیں کہ فیروزہ آکر بھونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیوں اکر وفادار کیا خبر پائی باد میں اُس نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہی نظم

رنگ گیا اُس پر ہی سے جی پھڑکے	نہ بھی جسے دوستی ہی تو ہو	دور ہا پوش بخود ہی ہی تو ہو
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہو	سدا کج رہ گیا نو ہوئی	بن بڑی جسے عاشقی ہی تو ہو
راہ پر آپ کا اجارہ کیا	ہم بھی آنکھیں گے گلی ہی تو ہو	وجہ آزدگی ستاؤن کیا
آ گیا رنج دوستی ہی تو ہو	نا شکستہ رہا یہ غنچہ دل	نہ کھلی ہو صبا کلی ہی تو ہو
وقت بد میں کہاں انیس طیس	کون دے ساتھ بکسی ہی تو ہو	دل ہمارا اُداس ہے بیل
نہیں لگتا چمن میں جی ہی تو ہو	ضبطہ آخر نہ ہو سکا اسے رند	ہنس پڑا یا رگہ گدی ہی تو ہو

اس طرح بقیار ہو کر یہ اشوار سعد شہر یار نے سائے فیروزہ کے پڑے فیروزہ لے بیقرار ہو کر عرض کی او شہر یار تو بہار نے بڑی خیر خواہی پر مکر باندھی تھی مگر اُس کے بھائی نے اُسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ لکھ ارا بے پر سوار گلزار بہراہ لیے ہوئے طر کوہ رنگارنگ کے جاؤ گے چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھیں کہ جلد بادشاہ اسلام کے شریک ہو پڑے سامان سے گلزار گیا، جو ثبوت خطا سے لکھ نو بہار میں کوئی جملہ اُسے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا، فوراً حکم دیا کہ نو بہار کو قتل کر دو بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لو لگا دو رہا اپنے کو تا بہ کوہ رنگارنگ پہنچاؤنگا وہاں جا کر لکھ نو بہار کو چھڑاؤنگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہوئے مقنا طیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ او شہر یار مقام کوہ رنگارنگ عجائب و غرائب سے معمور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا افضل کو لگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو دہا کر لو لگاؤ اپنی جان و دنگا اُسے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا میں خبر سنوں کہ اُسکی قید جاتی ہو اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہو سردار یہ کہنے اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناخن پایے حضور پر ہماری جان نثار ہو بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے مقنا طیس اور مشکبہ نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نو بہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہوئے نو بہار کی دامنہ کوہ رنگارنگ میں پہنچا زیر کوہ و دکانیں

آراستہ میلا جمع ہو بلاے کوہ تصویر شکی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو مراد مند جمع ہیں گلزار
جو اس مجمع میں ہو بنیاد و کا نذر اٹھ اٹھ کے اپنی دو کانوں سے پاس گلزار کے آتے ہیں جو
میں ای گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہو رنگارنگ خانہ
حاکم یہاں کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندوں کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خواہش
کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پار ہے ہیں درخون پر جانور بیٹھے ہوئے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہیں ہزار ہا زراغ وزغن درخون پر جمع ہیں نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے
ہیں ہر ایک زراغ وزغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہیں سامری اور
جمشید انھیں کے بندے تھے ان سب نے بڑی حماقت کی کہ دعویٰ خدائی کر بیٹھے آخر کیا کیا
سب غائب ہوئے اتنی خدائی روشن ہو ہر طرف سے یہی آواز بن آ رہی ہیں کہ رنگارنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نو بہار کو گرفتار کر کے لایا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر
سے آواز آئی ہم اس کے حال سے بخوبی آگاہ ہیں بلاے کوہ اس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگارنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہیں بلاے کوہ اس گنہگار کو
نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والوں کو حکم دیا کہ میدان فونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین استوار کرنے لگے جب نو بہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو جو کہ
دعا میں مانگنے لگی کہ ای خان بے نیاز و ای مالک کار ساز رحم اپنا شریک کر میں نے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہوں تو رحم اپنا شریک کر۔ لطم

تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
زمانہ پر در لطیف تو ہر زمان محتاج
گند چو ہر در دربار تو نفعان محتاج
غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
فرشتہ بندہ در گاہ دلش جان محتاج

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج
جہان باب عطاے نور و روشناس
بگوش قدرت تو گوش میکند یارب
و سار بکام دل خویش از عنایت تو
می طبع حکم تو دام و دود و خوش و طہور

گلزار سامان قتل نو بہار کر رہا ہو دارین استوار ہیں جلاو باختر برہنہ سر پر کھڑے ہیں
شاہین لگا رہے ہیں گلزار چاہتا ہو حکم دون کہ نو بہار کا سر کاٹ لو کہ صحرائے گرد

اُری اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد و فوار پر سوار پشت پر فوج در فوج دو طرف سے دوا برسیا ہوا اٹھے ہیں کہ اُن ابروؤں سے رعد کی گرج برقی کی چمک معلوم ہوتی دونوں وہ ابر بہ روا روی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا یا شیدا ہو کر فرما بیجا واری نا بکاران پڑ و غاہر کہ داند داند و ہر کہ داند بشتناسد لغزہ بادشاہ اسلام

منہم شاہ شاہان فرید و شہم	ہمار گلستان کا دوس و حم	ہزبر نہ بان شاہ اسلامان
نہال گلستان صاحبقران	جو ہمار ہی بشت پر تھے سب نے تلواریں پیچیں بادشاہ	

اُڑے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کینڑوں کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحر و دکن کے آکر گرے دونوں نے جو سحر کے ہزار ہا ساحر قتل ہوئے دو کا ہمار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی بکا رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلانا زل ہوئی ہم تو مراد مانگتے آئے تھے کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھ کر جا ہاک تو ہمار کو رہا کروں کہ گلزار سحر کرنا ہوا پڑھا بکار کر آواز دی اسی بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دو نگاہ کیلے گلزار نے گولہ مارا شعلہ آتش بھڑکے تلواریں برسے لگین مگر کوئی شہر بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں اٹاک گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلہ والے جل رہے ہیں زمین شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا شکر تباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ تاثیر نہ ہوئی ایک تلوار بھی اگر اُپر گئی تو سر اڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسے لگا برت کی سلین گرنے لگین دم بھر میں کوہ سفید کے انبار ہو گئے سب کا فرسردی سے مثل بید کا نپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری اگر و مرکب انبار ہو جسم مرکب بادشاہ کا برت دیانی سے محفوظ ہو جس طرف کھڑا پڑھتے ہیں برت پانی ہو کر بہ جاتی ہو یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ اڑتے بھڑتے قریب گلزار کے ہو پئے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا تھپتھپے پڑتا رہا کہ گلزار کے ہاتھ ڈالا خیر دار خیر دار کے بادشاہ پر ہاتھ مارا باد نے تلوار کو تلوار پر دھکا اُٹھا دے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر پھیلون کی پٹنی تھی اُس سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے ہر کو کاٹ کر جو تلوار گری باوقیہ سیر پر تلوار چلی تھی باز رنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑکتے قریب ملک
نوبہار کے پہنچے نوبہار بادشاہ کو دیکھ کر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھ کر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھ اٹھ کر
ننگار گلزار پر گری گئی سو کے سر اڑا دیے کچھ بھون کا زور جو جسم پر آ رہا تھا اتار کے
بھینکا بھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہو گئے کوئی سر ٹکراتا، کسی کا گریبان جاں کوئی
منہ پر خاک مل رہا ہو شکرین گلزار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقنا طیس سحر کرتی ہو
آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہو رنگارنگ جادو نے بالائے کوہ سے دیکھا
کہ سیلہ شاہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادو گر نیان جم کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک ان کے سحر پہنچ رہے ہیں رنگارنگ کا پتتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقنا طیس و مشکبار و نوبہار نے سادے پہلے کوٹ لیا ہو وہ کانٹا
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تقدیر بھیجے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی ای رنگارنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تہ پیر ہوئی جاتی ہو جا کر ناشہ
دیکھو رنگارنگ جادو سرنگون سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا بہاؤ سے تصویر سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان سجیہ ہو کر بالائے آسمان پہنچا
آواز آئی منہ آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندی خاص الخاص مقنا
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جہا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحر دھوئیں سے
نکل کر پہاڑ پر آئی یا تون پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جادو کو
قدرت نے نظر کر دہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگارنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگارنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگارنگ
نے کہا ای آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں زندگان قدرت قتل ہوے اگر تینے دیر کی تو
سارا سیلہ شاہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال
کو کے دیکھو نوبہار کس لطافت سے لڑ رہی ہو تمام زور بھولو نکا جو جسم پر آ رہا ہے تقاب اسنے

نوجو کہ پھینک دیا دیکھ لو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سرنگراتے پھرتے ہیں بعض
اہر و ڈوبنے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان پر گرنے کا یہ سب بلا میں دفع ہو جائیں گی
لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسے کہ نکل سکے پھر قدرت کو اختیار ہو رنگارنگ کو
آسمان سے سیر سمجھا کر ہاڑ سے بلند ہوئی تو بہار نے دیکھا میرے چار جانب چار بہار ہیں اور
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر باد نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگارنگ
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے تو بہار کو تو عاجز کیا سائے درخت کے سائے میں بیٹھی
ہو رنگارنگ نے سرمخاکے دیکھا کہ گرد چار ہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا میدان اس میدان میں
ایک نخل ہے اس کے سائے میں سر جھکا کر بیٹھی ہے افسوس افسوس کہ یہی ہو رنگارنگ
نے بچار کر آواز دی ای آسمان پر گرا کہنا سحر اسکا نام ہو جو تو نے کیا آواز آئی ہو رنگارنگ
دیکھو بادشاہ یہ سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہو رنگارنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعہ رنگارنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر لشکر اسلام سے جنگ ہوئے
لگی لشکر اسلام ہٹ کر شمالستان میں ہو پناہ فوج رنگارنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار لپٹتی ہے اس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحر و
نئے گز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقنا طیس ایک جانب لڑ رہی ہے
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ در و کشیدہ ہمارے
پرہ پڑھ کے رو رہا ہے۔

گر میں کجست وہ بخیل ہوا	مجھ کو چھڑا آسمان ذلیل ہوا	گر یہی بخودی ہے صبا میں
کون مشتاق سبیل ہوا	آسمان راہ پر نہیں آتا	و عوی خضر بے دلیل ہوا
ہائے وہ لالت ہائے لود کا می	غیر ہر کام میں ذلیل ہوا	اب تعافلی ہے وان مگر گدا
میرے آزار کا کفیل ہوا	کفہر تیز روی سوئے شتم	ناصر پر سپہا جیر ٹیل ہوا
اثر حسن و عشق تھا بے مثل	میں ترا تو مرا بعد دل ہوا	آپ کی کون سی چڑھی عجب
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا	آتش آہ بے اثر سے مری	آسمان گلشن خلیل ہوا
کو تہی کے جواب میں بون ہوا	اور بھی خط مرا طویل ہوا	ہائے مومن شہادت بے ہوا

بہر واصل چشم قلیل ہوا | مقنا طیس یہ خدا سے در دناک شکر بقرار ہو گئی پلٹ کے دیکھا
 کہ ایک مقام پر چار کوہ ہیں ایک نخل کے سائے میں تو بہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہو اور شہار
 مذکور زبان پر جلدی ہیں مقنا طیس بقرار ہو کر ان پہاڑوں کے بیچ میں پہنچی جگہ کے نوہا
 سے ملاقات کی تو بہار نے ہاتھ کاٹے اپنے پاس بٹھالیا مقنا طیس بھی پاس تو بہار کے
 بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہو کہ پلٹ کے اسے دیکھا مقنا طیس کہاں گئی اب جو دیکھا تو ایک شہر
 کے سائے میں تو بہار سے یقین کر رہی ہو مشکبار ترپ کے پاس مقنا طیس جادو کے
 پہنچی یہ تینوں ایک مقام پر بیٹھی ہیں شکر کل دیواروں میں گرفتار بادشاہ نے پلٹ کے
 دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہیں حیران ہو کر چار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا شکر سارا
 حصار دیوار میں بچسا مقنا طیس اور مشکبار تو بہار پہاڑوں کے بیچ میں بیٹھی ہیں
 سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہر پار پر تلوا رہے تھے کہ آتے ہیں اور جہنم واصل ہونے ہیں
 یکایک گھوڑا بے لگاؤ کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرادہ بھر کے پہاڑوں کے
 بیچ میں پہنچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہو ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اتر پڑا
 پہاڑ چاروں مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہیں ایک نخل کے سائے میں
 جابٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہو ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہو اور شہر
 یہاں سے چلے بادشاہ ہر مرتبہ اٹھتے ہیں چاہتے ہیں میں مرکب کو قبضے میں کروں پشت پر سکی
 سوار ہوں مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہو کہیں پہاڑ سے سر ٹکراتا ہو لیکن راستہ نکلے گا نہیں پاتا
 یہی حال بادشاہ کا ہو تینوں جادو گر زبان نخل کے سائے میں سے نہیں اٹھتے ہیں آپس میں
 ہم کلام ہو رہی ہیں رنگارنگ جادو دیکھ رہا ہو آسمان سیر آسمان سے اتری آگے رنگارنگ
 سے کہا کہ لاجلہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہو انیر سوتا غیر نہیں کرتا ہو مگر پہاڑوں
 کے بیچ میں بیٹھے ہیں نخل نہ کہیں اسی مقام پر ترپ ترپ کرے رنگارنگ کو سمجھا کہ آسمان
 قریب تقصیر سنگی کے آبی عرض کی یا خداوند لاجلہ فرما دیجئے میں نے سبکو قید کر دیا میں بادشاہ
 کا انتظام کرونگی ایک چھتے میں تمام ہو جائیگی یہ کہنے تصویر سے رخت ہوئی آسمان پر
 پہنچی انتظام کرنے لگی بیان بادشاہ کو دن بھر کہہ رہا ہے آب وادہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ اوی فیروزہ تم نے دیکھا کہ اس قید خانے میں آب ودانہ بھی بندہ کی فیروزہ
اپنے مقام سے اٹھا چار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا بلٹ کر باس نو بہار کے آیا کہا
کیونکہ اوی نو بہار کچھ سحر وغیرہ ٹکویا وہیں نو بہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہو گیا کوئی اسم
سحر یاد نہیں اب دیکھیں اس مقام سے کیونکر رہائی ہو گی اوی فیروزہ بن عمر و جب تک
آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہاں سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سننے پھر نے لگا قریب ایک
درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئیں دبا کر بہ مجبوری اترادرے سے باہر نکلا دیکھا پہلو کے
کوہ میں ایک باغ ہو اندر سے اس باغ کے گاتے کی آواز آتی ہے فیروزہ بشت باغ پر
کنہ مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہو چند کنیزیں گردہن گانا پور رہا ہی
ایک گائیں بیٹھی ہوئی تائیں لگا رہی ہو آسمان سیر کو رہی ہو میں نے سب مسلمانوں کو ایسے
مقام پر قید کیا کہ جہاں آب ودانہ کا نام نہیں بادشاہ اسلام کو بڑا گھنٹہ ہو کہ بازو پر نقش
درویش کا مل کا دیا ہوا بندھا ہو کوئی ساحر انکو گرفتار نہیں کر سکتا مگر میں نے ایسے طور سے
سحر کیا کہ وہاں سے نکل نہ سکیں گے آب ودانہ بھی میں نے بند کر دیا یہ باتیں دیوار سے
فیروزہ نے سنیں دبے پاؤں دیوار پر سے اتر زرے میں چھپ کر بیٹھا گائیں گاتے گاتے
اپنے مقام سے اٹھی اس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اس گائیں کو حباب
مار کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے میں ڈال دیا آب اس کی صورت بنکر سلنے آسمان سیر
کے آیا بیٹھ کر کھپ کھپ کے یہ اشارہ گائے لفظ

اس شمع بے حجاب نے پردہ اٹھا دیا
دل گرمیوں نے اسکی کلیجہ حلا دیا
کیا ناصح شفیق نے مزہ سنا دیا
اس شعلہ رو کو پیٹنے سے پرے لگا دیا
محشر نے خفتگانِ دمان کو جگا دیا
کتے ہیں لوگ خاک میں اُسے ملا دیا
گل کھائے کو قیام کا چھٹا سنگار دیا

چلوں کے بدلے جھکوز میں پرگرا دیا
برق آہ کو جو میں نے کہا سکر ا دیا
فرماتے ہیں وصال ہے انجام کا عشق
تا فیر سوز دل کرہ نار ہے مگر *
اشک نقان کی ہلے رقیب آفرینان
مٹی نہ دی مزار ملک آ کے اسپہ بھی
اسکی شرارتوں سے جگر داغ داغ ہو

ایسی غزل کہی ہو یہ جھکتا ہو سب کا سر
مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تو لے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی
فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو جڑی فوشی ہو وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی
وہ گرفتار ہوئے جی چاہتا ہو آج شراب و کباب کا چہرہ ہو خوب فوشی کروں آسمان سیر
نے کہا اے شعلہ رخسار یہ سحر مجھے ایسا بن پڑا کہ قدرت فوش ہو گئے فرماتے تھے میں نے
صدر ہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہو کہ باد و برائے نقش
بندھا ہو کوئی ساحر پاس نہ جاسکے گا بے آب و دانہ مر جائیگا پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائیگا
بی سقنا طلسم کو اجے سحر پر بڑا دعویٰ تھا اب سب منتر جنت فراموش ہوئے بی مشکبار
کہ ہمیشہ اس گھنٹہ میں رہتی ہیں کہ جسے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعلہ رخسار میں
کیسی پھنسیں اب اس فحش کے بچے سے اٹھ نہیں سکتیں میں اُس جگہ قدم نہ رکھوں گی اگر
بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا دل بان جانا
بہتر نہیں چند کنیز میں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں
پھنسے ہیں فریاد فریاد کر کے مر جائیگے رہائی نہ پائیگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری
میں شاد ہو جاؤں کلیہ میخانہ جھک کر مرمت ہو آج وہ ساتی گری کر دن کہ کوئی باقی نہ رہے
آسمان سیر نے کہا یہ کبھی موجود ہو تم سب کے فوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی فوشی ہو
کنجی دیکر کہا اے شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہو بیوشی زہر سنکھیا کوئی جھک کر کھلا
نہیں سکتا یہ پیرے بازو پر تیلے بنا رہے ہیں فوراً منع کرینگے اب تو فیروزہ کے ہوش اُٹھے جی میں
کہتا ہوں فیروزہ بڑا ہی دعویٰ ہو کہ شراب میں بیوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الہم
سے قتل کر لیگی دل میں کہتا ہوں فیروزہ کیا تدبیر کروں میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو
بلائی مگر بیوشی نہ ملائی تمام شب اسی درد میں گذری دل سے کہتا ہوں اے فیروزہ بادشاہ کو
دو شہانہ روز بے آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو صدے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ
سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہو ہمارے رہنے کا مقام اور ہوائی قید یوں کے
اختتام تک رہو گی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لجاؤں

چار گھڑی دن بچھا رہا تھا، جو آسمان پر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی کہہا کہ گود و اطراف کی خبروں
 شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہنے بلند ہوئی دوسرے دیکھا ایک صحرا میں لشکر نقابدار صبح بوا
 اُترا ہوا ہی لشکر میں کٹورہ کھنک رہا، جو گرم بازار میں ہو رہی ہیں سن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی
 مسلمانوں کا مددگار ہی جا بجا اپنے کار نمایاں کیے ایک ہواڑ پر آگے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر
 ایک ابرسیاہ اٹھا پرت آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ میں بیٹھا ہی افشاران فوج
 گرد جمع ہیں عیاں طرار بلا سے روزگار مشیت پر کھڑا کس رانی کر رہا ہو کہ لشکر میں ہنگامہ برپا ہوا
 نقابدار نے کہا دیوار و فواد ذرا باہر نکل گئے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صد اسے
 فریاد بلند ہوئی یہ کہنے صحن میں آیا دیکھا آسمان پر ایک ابرسیاہ چھایا، ہی برف برس رہی ہی
 ہی عیاں نے آسمان کو دیکھا کہ یہ ابر سیلی نہیں ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی حجت اخیر
 کہ یہ کہنے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آگے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور
 چاندنی نکلی ہوئی ہی اتنی یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
 دیکھا سامنے کوہ ہو اُسپر سے لگے ہاے ابر اٹھتے ہیں ابرسیاہ میں جا کر ملتے ہیں ابر کو زور
 دے رہے ہیں جب یہ لگے ہاے ابر جا کر اس ابرسیاہ سے ملجاتے ہیں تو برف کی برفی
 ہوئی ہی عیاں اسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
 ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو جی میں کہتا ہوا و برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
 قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری را سے پرافرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
 شکل بنا ایک نامہ تیار کر کے ہاتھ میں لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر
 کودے تو اس جادوگر کی کے پاس پہونچنے اگر پہونچے کرے تو استخوان جو رچ رہا ہوے غیر
 جاننازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے واسے کہنے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
 نہ تھی یہ کہنے کودا اور دین سے لغزہ کیا کہ ستم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آگے
 پاؤں قائم ہوئے آسمان پر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
 گھبرا گئی ہاتھ میں کاغذ دیکھا بھی کہ نامہ واسطے قدرت نے بھیجا ہو گا میں کئی دن سے
 خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھے خطا ہوئی یہ سوچکر

اپنے مقام سے اٹھی پکار کر آواز دی اسی ساحر کہاں سے آتا جو میں ہوں آسمان سیر ساحر
 جھپٹ کر قریب آبا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے میں کیا لکھا ہے
 قدرت تجھ سے بہت خفا میں آسمان سیر نے نام لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہوناسے کی گھونٹنے
 لگی تہ کو پاؤں کر کھینچا اندر سے بیوشی اڑی اسے لکھا لڑائی عیاں آواز کھڑا تھا خنجر کھینچ کر پہلو پر مارا
 کہ شکم پاک قلعہ پاک آسمان سیر لہر کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ میں آسمان سیر کے جوتہ
 شعلہ رخسار گاتن موجود ہو کنیزوں میں بیٹھا سفوفہ پن کر رہا جو کی بیا پاک دانا ہوا ابر باد آسمان
 پر آیا جہن جلتے لگے مد ہار دخت گرے طائر ہلکے خاک ہوئے کنیزیں سر پیٹنے لگیں کتنی تھیں
 غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُنکے سحر کی علامتیں مست رہی ہیں خاص اُنکے قتل کو
 نشانی ہو کیوں شعلہ رخسار اب ہم کیا کون کہاں حائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
 نے کہا ہم تم سب لکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین گئے اتنی جلدی مارا مگر فیروزہ حیران ہو
 کہ آسمان سیر کو کھینے مارا دوڑ کر مچانے سے تپکے شرب کا لایا اُسچین بیوشی اس کے کنیزوں کو
 شرب پلائی پلا کے بیوشی کیا سب کو قتل کر کے چلا یہاں بادشاہ اسلام مع مقتنا طلپس نے پتیا
 دیکھا جسار حصار کو وہ من قید تھے دیکھا بیا پاک دانا ہوا بھاڑ کر سے مقتنا طلپس کو سحر مارا آیا
 تو بہا رہی تو پتیا کے اٹھی مشکبار سجدہ شکر یہ پروردگار کو نے لگی کر کب ہوا قمار جیسا گا بھاگا پھر
 تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُس پر سوار ہوئے تیون جادوگر شبان
 بہرہ دور سے دیکھا شکر بھی آتا ہو کہ فیروزہ آکر بیوٹھا اپنے آقا کو اس حال میں دیکھا
 خوش ہو گیا عرض کی اسی شہر بار ہندیں معلوم آسمان سیر کو کھینے مارا تو باغ اُسکا دیران پڑا ہو
 میں نے اُسکی کنیزوں کو قتل کیا میں کل سے حضور کے پاس سٹکیا باغ اُسکا بہت قریب
 تھا لکھوت سے اُسکو بیوشی نہیں پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگارنگ کو یہ دیکھا اٹھی
 طرف متوجہ ہوئے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہیں لشکر تو بادشاہ
 چاکر گیا تیون جادوگر تیون نے بڑھک وہ گولے اس کے کہ بیا پاک دانا ہوا رنگارنگ جادو
 کو خیر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پڑے رنگارنگ فوج بیکر شعلہ اُسوت ہو چکا کہ بیا پاک
 پر بادشاہ لڑ رہے ہیں لاشوں سے جادوگر دن کے خنجر باغ دی ہی ساحر پہلو کر رہے تھے

چاہتے ہیں قلعے میں نہ آنے دین مگر نو بہار نے بڑھکرا یہ سحر کیے کبھی تو بجلی چھینک ماری
کبھی زبور کل جسم سے اتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلائے دیوانہ وار وحشی مثال غل چپائے
ہوے سامنے آئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ لفظ

گرتا ہی قتل عام وہ اختیار کے لیے	دس بیس روز مرتے ہیں دو جا رہے تھے
دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے	عاشق ہوئے ہیں ہم ترے آزار کے لیے
دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون	رکھا ہو اسکو حسرت دیدار کے لیے
قتل اسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے	یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
لے تو ہی بھیجے کوئی پیغام تلخ آب	تجویز زہر ہو تو سے پیار کے لیے
آتا نہیں ہو تو تو نشانی ہی بھیجے	تسکین اضطراب دل زار کے لیے
چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم	طرز خرام شوخی رفتار کے لیے
جی میں ہو موتوں کی لڑی اسکو بھیج دو	انہار حال چشم گد بار کے لیے
دیتا ہوں اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال	ہو سے جو خواب میں ترے خواب کے لیے
جینا اسیر وصل یہ سحران میں سہل تھا	مرتا ہوں زندگانی دشوار کے لیے
مومن کو تو نہ لاسے کہیں دم میں رہتا	ڈھونڈے ہو تار سجدے زار کے لیے

نو بہار نے افسران فوج کو بقیار دیکھا فوج رنگارنگ بر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقتضای
نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے آئے ہند کرتے تھے
کہ اسی ملک پر عالم وار شاد فرمائیے وہ ببالا میں سقتا طیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا
بیٹے کو باپ سے قتل کر آیا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گرا رہی ہے کئی سو کے
سر اڑا دیے رنگارنگ جب سحر کیا ہی ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ہٹھ جاتے ہیں رنگارنگ کو
دیادہ یہ مشکل پڑی ہو کہ اسے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو رو کا جب رو
سے نہڑ کا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہو کبھی کہتا ہو اسے وہ افسر مارا کہ جسکا
رفاقت میں شل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کس کس پر سے سحر
اتار دین کیونکہ اپنے یاران ہمد کو بجاؤں آخر ناجار ہو کر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگارنگ پہنچے گریبان سحر جاک ہو چکا ہو ستارہ سحری آسمان پر
 چمک رہا ہو شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب غنمشاہ کیتیستان جنگ رستمان کرتے ہوئے
 قریب رنگارنگ پہنچے رنگارنگ نے آگ برسانی تلوارین گرائیں ان چیزوں نے
 بادشاہ پر تافیر نہ کی جب قریب پہنچ گئے تو رنگارنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
 تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگارنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
 رنگارنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارہ شاہی کے چلے کہ وزیروں اور امیروں نے آنکر
 قدر مہوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہیں بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
 آندھی سیاحہ جل رہی ہو کہ وہ رنگارنگ برانہ پھیر چھایا ہوا ہو تو بہاؤ نے بڑھکر عرض کی اسی
 شہر یا یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے بہاؤ نے جانے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امر و زفر دین فہم
 بہاؤ چھوڑ دیا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا میں مبتلا ہوں بادشاہ نے نہانا نظر
 کوہ کے چلے تو بہاؤ نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لمحوں کے مشعلین چلے ہوئے ظاہر ہوئے انکی روشنی
 میں بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگارنگ جادو انکو نہیں روک کہ چند
 برہمنوں نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہیں ہوا رنگارنگ جادو مارا گیا قلعے پر
 قبضہ کر کے بادشاہ اس طرف آتے ہیں رنگین جادو کہ رنگارنگ کا بجائی ہے دیکھے بادشاہ
 کے ساتھ آتا ہو سحر ہوا کہ ہر طرف کہ بادشاہ کھاٹیاں ٹوکنے لگے تصویر سے آواز آئی
 کہ اے کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل حبیب
 مکلانکلار ایک چرخ ماری کہ ہر طرف سے سامرا سباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوئے
 تصویر سے ہی غصے میں ساتھ شہر ہزار جادوگر صفین بازہ ہلکے ہوئے کوہان کوہ در
 آگے بڑھا کھاٹیاں پر آگے سحر کیا کہ کوہ پھرانے لگا بادشاہ کا قدم کھاٹیاں پر نہیں جتا جھڑ
 جاتے ہیں بہاؤ میں جھبش پاتے ہیں کہی ہزار جادوگر و ساتھ بادشاہ کے کھاٹیاں پر چڑھ
 آئے تھے وہ سب قعر کوہ میں گرے ہر جہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہو کہ بادشاہ کوہ
 زمین کرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی بلویر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
 دیکھا آواز دی اویسو بریدہ تو بھی ان باغیوں کے ساتھ ہو یہ کیسے سحر کیا جس سے پیکر

مقتضا طلیس کھڑی تھی وہ پھر بھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقتضا طلیس بھی قہقہہ
 کوہ میں گرے کہ نو بہار نے بڑھکے مقتضا طلیس کو سنبھالا کہا بوا کو ہان کوہ در سحر کر رہا ہو
 مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کو ہان نے اس گولے کو کاٹا گولے کے
 ٹکڑے ہی حمد ہاڑ ہوان صحرا پیدا ہوئے کو ہان کو آہو فون نے آگے گھبر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار
 جادو گر مار کر اڑے کو ہان پیچھے ہٹا نام مفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پیادے کوہ سے
 چند شیر ظاہر ہوئے آہو فون پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیروں نے اپنا رنگ باندھ دیا
 آہون کو بھگا کر ساحروں کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
 شیر دھڑکے مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مسیب لڑتے ہوئے
 شیروں پر جا پڑے کبھی خرس شیروں پر غالب آئے کبھی شیر خرسوں پر آوازیں مسیب آنے
 لگیں تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوئے بادشاہ کھائیوں کو طوکر کے بلائے کوہ
 آگے کو ہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ
 لڑتے ہوئے بلائے کوہ آگے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادو گر نیان چمک چمک
 کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اسے مار کر اڑا بہاڑ پر صاف ظاہر ہو کہ چمن خان لا لہ زار
 کھلا ہی ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہے تصویر سنگی سے آواز آئی کہ او کو ہان ابنا سحر کیوں نہیں
 کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کر سکے انکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہو کو ہان
 نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف شگلستان کے پھینکا دیکھا پہلو سے شگلستان
 سے چند نازنینان مہدین و مہدینان مہر نکلیں ظاہر ہو مین سب کے آگے ایک نازنین
 از عفران پوش جوڑ از عفرانی زینب جسم ابر و کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان با
 آئینہ اسکنہ ری سے مثال دون یارنگ گل نسرين و سترن کون آخر کس شے سے مثال
 دون وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو عارضہ عارض ہو خرا ان خرا ان سب کے آگے بڑھی ہوئی
 گنگنائی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بعد ادا آئی ہے نظم

و عجاز جان دہی تو ہمارے کلام کو	زندہ کیا ہو جمنے میسما کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین سلام کو	بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو

<p>اب شور و مثال جو دی اُس خرام کو آتا ہو بہر قتل وہ دور ای بجوم یاس کو آپ نے جواب بڑا سی دیا ولے یان وصل ہی تلافی بجران میں اوفک تیرے سہمہ ناز کی سبب شادین اگر یہ پیپر سے زندہ دو ہنستے کیا ہوا سہ ہونے کے نادرست تری فوجاڑی جب تو پہلے جنازہ عاشق کے ساز سنا شاید کہ دن پھر سے میں کسی تہرور کے میت سے نام نہشتے تھے مومن کا بار سناج</p>	<p>یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو کعبہ انجاسے دیکھ کبین از جسام کو مجھے بیان نہ کیجے ہدو کے پیام کو کیوں سوچتا ہو تازہ ستم انتقام کو کرتی میں آگ ناز اندیشہ کام کو روتا ہوں اپنے میں دل جنت مقام کو ہتے خراب آپ کیا اپنے کام کو پھر کون وارثوں کے سنے لذن نام کو اب غیر اُس گلی میں نہیں پھرے شام کو دیکھا بھی ہنسنے میں شہر کے دام کو</p>
--	---

وہ ناز میں غول گالی ہونے لگتی ہوئی سانسے بادشاہ کے آئی سلام کر کے مثل ہلال شب اول
خیم ہوئی یہ ناز و کھانے کے سرگشتاں آنکھ سے آنکھ کو لایا نگاہ ملتے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قبا
ہر چند زہرہ پیتے ہیں تھوید زہر زہر ہو مگر اُس ناز میں نے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہو کے
آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف دے سانسے زیر کوہ اس کثیر کا باغ جو چند ساعت اہل طہر
ریکے دیکھے لافندہ کیے کو لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے بی تو بہار و مقنا طیس و
مشکبار نے کیا کیا سحر کے یکے بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیے بادشاہ اس کے ساتھ چلے
دور سے تو بہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک ناز میں زعفران پوش سے آمین کرتے ہوئے چلے
میں تلوار بنام میں کر لی سیریت پر ڈالی گھیننی گلشن جمال کی اسکے کر رہے ہیں تو بہار نے بڑھ کر
مقنا طیس سے کہا کہ ہوا دیکھو بادشاہ کہاں جانے میں مقنا طیس آگے بڑھی جا جا کر بادشاہ
کو وکھن کو جان نے دوسرا گولہ طرف صحر کے اراکہ وہ گولہ وہاں جا کر چٹا تھوڑی دیر اُس
مقام پر اندھیرا رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک ناز میں گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت
طار و قرار ہنستی ہوئی قریب مقنا طیس کے آئی یکا کر آواز دی دے افسر کہ بادشاہ اسلام
میر اسلام قبیل ہو مقنا طیس نے جواب دیا وہ کہاں سے آئی ہو ہم تو خود بخوارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ برنگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہنچی کہا اس مقنا طلیس
 سامنے ہمارا باغ ہو چنے آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھ لو کہ
 ہمارے دل کو تسکین ہو گل و عنجے تمھارے انتظار میں ایک رہے ہیں پھول چاندنی کے تمھارے
 انتظار میں چاک رہے ہیں مقنا طلیس نے کہا بوا کیا نقصان ہو تمھارا عارض انور رشک
 عنجہ و گل ہے باتون میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقنا طلیس سے آکر ملائی
 اور یہ اشعار پڑھ کر گناہ گارے لگی۔

خالی ہوا یہی فتنہ سے گاہے جہاں ہو
اعجاز سے زیادہ ہو سحرانگے ناز کا
یوں تو بہت سے دل کے خریداریوں کے
لکھتا ہوں اُسکو بستگی دل کا اجرا
شیخِ حرم سے کام نہ پیرِ مغان سے ربط
تر کر دیا جو ابر بہاری نے اس قدر
اب شوقِ وصل ہی نہ غمِ قرب مدعی
عزمِ سفرِ جہان سے کروں کیا شبِ فراق
اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہو دل بھی
یہ جانہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
مومن بہشتِ عشقِ حقیقی تمہیں نصیب

یہ اشعار اُس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقنا طلیس کے گائے کو مقنا طلیس کا چہرہ
 شرح ہو گیا آنکھیں ابل آئین اُس نازنین کا لہو مقام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ
 جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونوں نازنین اب
 دونوں کو بیکر چلین تو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھ کر کہا لو بوا میں سمجھی تھی کہ
 مقنا طلیس بادشاہ کو سجا ئیگی وہ خود مہسوت ہو کر اُس مکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر
 روکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا میں بھی سحر کرتی ہوں تم جا کر ادل مقنا طلیس کو روکو تو بہا

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا ہوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سنہ
 باغ ہو اسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ ہوا تم بھی جلو نو بہار بلا شکلف ساتھ ہوئی کو ہاں کوہ در ایک
 گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والوں سے کہہ رہا ہو کہ اب اگر سامری و چشمید بھی آکے
 روکین تو یہ لوگ نہ رکیں گے تو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے
 بادشاہ کے آئی کہا اے شہر بار آب کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے
 فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھ کر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی جلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہو
 دور سے فیروزہ بن عمر و نے یہ نگاہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اس زعفران پوش
 کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و تو بہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں
 اور کو ہاں کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے بھینک رہا ہو دمدم بکارتا ہو
 یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور تو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے
 ہوئے پہاڑ سے اترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرائیں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہوئے سامنے
 آئیں بکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہی ہر پھول رنگ و بو میں لا جواب
 ہو چکا ہے ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب منہ ہی سے
 گوہر دندان کی جاک دل کو بقرار کرتی ہو بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے
 مقناطیس و تو بہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گھماے
 رنگارنگ و شکوفہ ہائے بو قلمون ہنرین سلبیل آسا ہر نخل کے سائے میں خوش مار رہی ہیں
 عرض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو موجیں خوشبو کناروں پر ہر عرض کے جام ہائے
 شراب نایاب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزار ہا ملائکہ
 زمزمہ سراز زمزمہ سرائی کرتے ہوئے صف باندھ کر سامنے آئے اپنی آواز میں برصد سوز و گساز یہ
 اشعار گانے لگے ۔ منظم

بیم و بیدار و مستم کچھ دل مضطرب میں نہیں خار و بستر شب بھر بچھاؤں کیونکر سر شکتا ہوں کہیں تم بھی نہوں کھر بھی	یوں ہوں نالان کہ وہ کو باصف چشمیں نہیں دلین تو ہو وہ گل اندام اگر بر میں نہیں دھیان جیوقت یا آتا ہو کہ وہ گھر میں نہیں
---	--

<p>مجھے بیکش کی طرف جلتے آنا ہو تو آئے جی آٹھے اور وہی رنج محبت کے خدا بہم نفس کیونکہ مسخر وہ بری رو ہوگا قلعہ تیسرے سے سر کاٹنے کو کیا نسبت اسے دیا کیجے بوسہ طلب اول پر کیا موثر ہو دعا وصل صدم کی تومن</p>	<p>ایک قطرہ بھی سب دھم و ساغر میں نہیں ہم نہ مائیں گے کہ اید اتری ٹھوکر نہیں نام اہل بوس اور افسوس نگہ میں نہیں مجھ میں وہ دم ہی ابھی ہو تے نہ نہیں سچ کہا تھے مزار حریف مکر میں نہیں ہم طلب کرتے ہیں وہ شوق و مقدر نہیں</p>
---	--

طاعروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گلے کہ دوبارہ و مشکبار و مقنا طلمس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرادشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اور خیر باد رنگ جادو کہ بادشاہ اس پہاؤ کا بخا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خزا و ہفت پیکر کو نہایت آگوار ہی ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تھے یہ حکم ہوا کہ وہ گندگار تھا اچھا ہوا مارا گیا اگر آپ ہتھیار کھول کر رکھ دیں آپ کے ہاں ان اشیاء کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے پھر شہر کمان ترکش سب کھول کر زعفران پوش کو دیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول کر اس لیے قدرت کا نام آپ کا حافظہ نگہبان ہو بادشاہ نے بازو پر سے تقویٰ بھی کھولا طرف نو بہار و غیرہ کے متوجہ ہوئے پوچھا کیوں اور مقنا طلمس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب یہ کتنی ہیں کہ تقویٰ بھی کھول کر رکھ دو تمھاری کیا رائے ہو تینوں نے عرض کی حضور تقویٰ کھول کر رکھ دیں ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سپر پر رکھا ایک طاعر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تقویٰ ہاتھ سے گیا طاعر اٹھا لیا نہیں معلوم یہ طاعر کون تھا کنیز کو بڑا قلق ہوا مناسب ہو کہ آپ جاکر طلمس ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا اے جہیز میں مدت سے طلمس ہفت پیکر کا مشتاق ہوں مقام فقہاء و ہنرمندان طلمس ہفت پیکر میں خود چلا جاؤ گا مقنا طلمس و مشکبار و نو بہار بھی کہ رہی ہیں کہ اگر طلمس میں نہ چلیں تو طلمس کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو پھر میں فتح کروں گا تینوں جادو گر میان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئے کہ ایک اور طاعر عالم نشان طلمس ہفت پیکر کا

شاہ کو تہا و آب اس میں فوراً داخل ہو گئے جا کر فوج کر لینے لگا بی بوش نے کچھ ہم سحر کا ٹھہرا
 فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرا سے سبزہ زار نواح و لکشا جانتا تھا نگاہ کام کرتی رہا
 سبزہ پھیلا ہوا ہی نہیں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گواڑی کل افسانہ عجیب
 ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اس کے سپہ نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسانہ ہی کہتے
 ہیں کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر میں آپ کا وہ غلہ ہو گا بادشاہ جہاں سے صلح
 کرتے ہیں وہی صلح دیتا ہے کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں چلتے ہی طلسم کو فوج کر لینے بادشاہ کو تخت پر سوار
 کیا وہ دو دن ناز میں ساتھ ہیں مہتمار بادشاہ کو لا کر رہے بادشاہ صلح ہوئے اس صحرا سے
 سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت میں پہنچے کہ صحرا کے ویران کف دست سب دان پل
 سنسان ہی جو اسے گرم چل رہی ہو زلزلہ و زلزلہ دشت اسے خار پر اپنی آواز میں لگا رہے
 ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے جب جھونکا ہوا گرم کا آنا ہو گی غرض
 مرجھا جاتے ہیں چوب پر پریشانی اہل فوج فریاد گری کی کہتے ہوئے مرکب سے گرے
 پڑتے ہیں فرار کی صدا میں بلند ہر فرد و کلان دردمند بخوار اس نہ ہو کیا تھا کہ سامنے سے ایک
 قلعہ معلوم ہوا کئی سزا بیج ہر بیج میں ایک ایک زرنگی قرنا لیے کھڑا ہی بیج کلان میں ایک زرنگی
 پڑے قور قامت کا کرسی پر بیٹھا ہی پہلو میں اس کے ایک معشوق فوریہ و گلہ بیان شراب کی سامنے
 رکھی ہیں ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے ہوس و کنار کر رہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
 وہ جو زرنگی قرنائین لیے کھڑے ہیں وہیں سے قرنائین لائے ہوئے کئی ہزار نقارہ نواز
 جو بین لگنا جنی اس کے ہاتھوں میں نقاروں کے غاشیے ہاتھ میں امیر وار کھڑے ہیں کہ بادشاہ
 کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین سجائیں بادشاہ تخت سے اترے اول قیون باد و گریان
 یہ کہکر بڑھیں کہیلے کنیزین جائیں حال طلسم دیکھ آئیں تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت ستم
 ہو قراچی حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوئے کہ اول اسکیا
 و مقنا طیس و زو بہا طرف قلعے کے چلین وہ زرنگی و معشوق فوریہ سے ہوس و کنار کر رہا تھا
 اسے بکار کر آواز دی او مقنا طیس وغیرہ بیان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینوں نے جواب
 نہ دیا طرف قلعے کے باقی ہیں جیسے ہی قریب قلعے کے پہنچیں دروازہ قلعے کا کھلا ایک

رنگی بڑے قدم و قامت کا تین کنیزین کرسیاں لے ہوئے بیرون قلعہ آئیں خندق کے اس یا
 اکر تینوں کرسیاں بچھائیں یہ تینوں جادوگر نیاں جا کر اُن کرسیوں پر بیٹھیں اُس رنگی نے
 ایک ایک جام تینوں جادوگریوں کو دیا تینوں نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگیں اُس
 رنگی نے دیکھ کر آواز دی اوی مقنا طلسم و مشکبار و نو بہار قلعے میں جلو کہ سب تمہارے
 مشتاق ہیں اہلی طلسم ذکر کیا کرتے ہیں کہ ہر ایمان بادشاہ اسلام طلسم میں آئیے گھر سب درپوش
 ہونگے یہ کچھ طرف بھاگنے کے اشارہ کیا بھاگنے لگے قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے آگے ایک ایک کر
 گلزار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریا سے جا ہرین غوطہ زن غنچہ دہن سب ناز و نینوں
 کے آگے بڑھی ہوئی بھارتی ہوئی آئی کہ اوی مقنا طلسم و مشکبار و نو بہار قلعے میں جلو بادشاہ طلسم
 تمہارے اشتاق ہیں تینوں جادوگر نیاں کرسی سے اٹھیں اُن سب لے چار جانب سے
 گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہیں کہ تینوں جادوگر نیاں بیچ میں اُن سب کے ہلستی ہوئیں
 ناز نیاں رہیں سے بخلق و محبت باتیں کرنی ہوئیں قلعے میں داخل ہوئیں جب قلعے میں
 داخل ہو گئیں نقارہ نوازون نے نقارے بجائے رنگیوں نے قرناؤں کو دم دیا اب شاہ
 قبضہ پر ہاتھ ڈال کر طرف قلعے کے چلے وہ رنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہو اور پہلو میں اسکے معشوق
 خوشخو ہو بس و کنار اُسے موقوف کیا کھڑا ہو گیا بچار کر آواز دی ادھر چل گرتے کیوں جان رہے
 آتا ہو مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہیں اپنے کو قلعے میں پہنچاؤں کہ میری
 تینوں رفیقین داخل قلعہ ہو چکیں نہیں معلوم اُن پر کیا گزری میں جا کر تماشا دیکھوں چہ فرما
 ہوئے جیسے ہی قریب خندق کے پہنچے بھاگنے لگے قلعے کا کھلا وہی رنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
 میں اسکے کرسی بکار کر رنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجئے اُس پار خندق کے ٹھہر
 جائیے بادشاہ کے تھے کہ اُس نازنین نے اکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
 پر بیٹھے کہ پھر بھاگنے لگا ایک نازنین نہایت حسین گل پیر ہن سیم تن غنچہ دہن رنگ جہن
 دریا سے جا ہرین غوطہ زن ایک ہاتھ میں گلابی دوسرے ہاتھ میں جام بلورین اُسے قریب
 بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ میں تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
 بادشاہ کی آنکھیں آبل آئیں چہرہ سرخ ہوا تلوار نیاں کر اپنے مقام سے اٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اسی نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب رنگیوں نے قریب
 دہن سے ملائیں نقار چوہن نے جوہن اٹھائیں وہ رنگی جو عشوق کو پہلو میں لیے بیٹھا ہے
 اُس نے پکار کر آواز دی ادا ہلی طلسم ہفت پیکر تم کو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم
 آتے ہیں قرائین بچنے لگیں نقاروں پر چوب بڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازمین چہین
 نکلیں بادشاہ کو بیچ میں لیکر اس جاہ و چشم سے داخل قلعہ ہوئیں جب بادشاہ قلعے میں آئے
 تو دیکھا کہ بازار میں کھلی ہوئیں دوکاندار دوکانوں پر بیٹھے ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہے دالوں
 کی باتیں جو ہری بچے سرخ و سبز زرد و کیاسی پگڑیاں باندھے ہوئے بے کان ہیں اُس میں
 مردارید بے بہا پرے ہوئے دوکانوں پر بیٹھے ہیں دلال خریداروں کو بلاتے ہیں اور مال
 جو بیروں کا بکواتے ہیں جھڑپ بادشاہ ملتے ہیں ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہیں
 اور جھجک جھجک کر سلام کرتے ہیں کہتے ہیں آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچیں اور طلسم کشا
 قلعے میں نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائیں بادشاہ کو دعائیں دیتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ
 چوک میں آئے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز
 بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گارہا ہے۔

اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست چلنے سے تیغ کے نہیں کچھ کم خرام دوست کاٹھی سے نکلی بڑتی ہو یا ہر حرام دوست شل کلیم ہو چھے وان ہم کلام دوست ہرگز قلم لگانہ کہیں خوش نام دوست ہو اسطہ پہونچتا ہو مجھ کو پیام دوست لوح لحد و تخمہ مشق خرام دوست پر جلتے ہیں ملک کے جہان ہو مقام دوست میلہ سار و زرعہ لگے زیر بام دوست رکھتی ہو پوسے زلف معطر شام دوست	کہتے ہیں جسکو عرش برین ہو وہ نام دوست کہتے ہیں سیکڑوں کے گلے گام گام دوست چاٹا ہو جیسے خون شہیدین عشق کو ہو جی میں کوہ طور پر اک روز جاپے عاشق جلو میں دوڑتے ہی دور سے پیغام بر کو دخل نہیں اس مقام میں آتا ہو یا رفاختہ پڑھنے کو بیشتر وان تک گزار ہر کس و ناکس محال ہو میٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر ادھر تہ مشک عود کی کیا اسکو احتیاج
--	---

اس آواز کو بادشاہ مجاہد شکر اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا صدر بازار نینان میں دوا کرے
 بجائی ہوئیں ایک محافہ آگے اسکو ناظر بچکانے گھرے ہوئے آگے ایک جو بدار عرصہ کا
 ہاتھ میں آواز دیتا ہوا آتا ہو کہ اسی دوکاندار دوا کی اپنی شہر موبہ ہو کہ معشوق شاہی کی سواری
 آتی ہو جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکا یک ہوا چل کر پردہ محافہ کا اٹھا بادشاہ نے اس سے بچ محافہ
 میں ایک کو یک رخشان دیکھا یعنی ایک نازنین چارہ سالہ دلہن بنی ہوئی عطر سیاگ لا ہوا
 کہ بوسے اسکی دماغ جان معطر و مغیر ہوتا ہی عروس نے یکا یک سر اٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
 ہوئی شیریں گان جو کما خانہ ابرو میں نیس تھے لودہ دل پر پڑے کہ توڑ کر شیت کو پار گزرتے
 بادشاہ نے جھپٹ کر پاس پر محافے کے ہاتھ ڈال دیا فرمایا یہ ماہ بیکر کون ہو جو بدار نے بڑھ کر
 عرض کی حضور بیاب نہ ہوں یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہو کہ جو ناز نینان میں حسین کھڑی
 انھوں نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا سنا یا سپر بادشاہ کو بٹھا کہ دو اٹھانا یا عبادی
 سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو بندھ لے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اس محافے
 کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ بلع کا سامنے معلوم ہوا دروازے
 بند کے کئی سی کنیرین بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا ان
 کنیرین نے بھول جو ہاتھوں میں لیے تھیں بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
 کی حضور تخت سے اتریں عروس کو یکر داخل بلع ہوں بادشاہ تخت سے اترے محافہ رکھا
 گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود میں اٹھایا اما ال محبت میں بیکر عروس
 کو بلع میں آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آہستہ تھی فرش منجر بچھا ہوا اچھاڑ کنول
 آہستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہو اس چھپر کھٹ پر بیکر عروس کو آگے لے کر
 نے بڑھ کر انتظام کیا ہر کام کے چلنے سے چلنے فلکین تھوڑی دیر میں بادشاہ نے دیکھا کہ گلہ بیان
 شوب کی کشیدان کیا بسکی رکھ کر ہٹ گئیں بادشاہ نے دیکھا اب سوا سے عروس کے اور
 کوئی اس مقام پر نہیں ہو مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پر تشریف آئے پردہ پاسے زخوری
 چار جانب چھپر ہوئے بادشاہ نے جو پانگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید میں
 میں دست دراز کیا اب جو عروس نے گلو گھٹ اٹھا تو اس معشوق پر بیکر عروس کو بچ

دیکھا تھا یاد کیا کہ ایک ضعیفہ رنگن بھڑیان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رسی کا شہر
آئیے میں بھی تہ نہ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا اور مردار تو کون ہو کہ مجھے وصل
کی خواہان ہوئی ہو میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کر دن جہلی دو لہن کیا ہوئی رنگن نے
وہ من پکڑا کہا اسی شہر پار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ
بہ ناز و نعم جھکو لیکر چھ کھٹ پر آئے اب اب کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ ہکا بکا
یاد شاہ نے فرمایا تو یہی صورت تو دیکھ اری سچیا علوا اور دن راروئے باید اس رنگن نے
چاپا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈال دے منٹھ جو کھولا بوسے بتائی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا
اُس نے دیکھا کہ آواز دی ارے یہ دو لہا پڑا گستاخ ہو میں حیا نہیں ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ
اپنے کو کھینچتا ہو کیوں شاہین آئی ہیں تو نے مجھ کو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہو گئیں
اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کر گئی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی براست بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کر گئی کہ دو لہا جھ سے بیزار ہو گیا میں بھی تنجک
سب میں ذلیل کر گئی کیا اب تم جلسے پاؤ گے سب برادری واسے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہو تم بادشاہ و سلام شہر ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھ چکی یہ کہنے کو رنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند کہ وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک
طلانچہ مارا کہ رنگن کا سر پھٹ گیا رنگن جو مر کر گری ہزاروں کینز میں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں
غل جاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کیوں سنا ہی اس راز و نیاز سے دلہن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دو لہا نے دلہن کو رات کو کینزوں سے جو ارا دہ کیا کہ بادشاہ کو بذات پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار
کھینچی کینزوں پہنچے رنگن ایک سے ایک کہتی ہوا رے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دلہن کو مار ڈالا
اور بہیم چما سب تلوار کھینچتا ہی بادشاہ نے جیسے راتہ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب
جو تین لہت گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا جلا کر آواز دی کہ اسے جھکریان بھڑیان لاؤ آہنگر کو
لاؤ آہنگر جھکریان بھڑیان لیکر آیا بادشاہ کو سسل و مٹوکی کیا ایسی بدعت بادشاہ یہ کی کہ باد
ہوش ہو گئے کبوتر تھوڑی دیر کے مر آئے کھلی نو دیکھا کہ چند رنگنیں سر زخیر کو تھامے ہوئے
اور لاشہ اس رنگن کا ساتھ روٹی بیٹتی ہوئیں مجھ کو لے جاتی ہیں وراہ میں ملتا ہی اس سے

کتنی ہیں صاحبو نیا اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہائی میں
 نہیں معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتوں سے کیسا تعجب ہوئے
 ہیں ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہوا ایسی خوبصورت دلہن اُسکے وصل پر کچھ تھک
 توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والوں کو گالیوں دینے میں فرماتے ہیں کہ دلہن کے نام سے بات
 ظاہر ہو ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لائق تھی کہ میں نے قتل کیا بلکہ نہیں
 کہتی ہیں کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہو گا کہ مگر بھریاد کو کے حسد اور
 ہفت پیکر ایسا کہیں کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید میں بھنسو کا آب و دانہ تم پر بند کرین
 ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین مقوڑا راستہ چکر کے ایک قصر کے دروازے پر پہنچے
 کہ چند صاحب نگہبان عصا کے مرصع کار ہاتھ میں لیے ہوئے دروازے پر حاضر ہیں دروازے
 پر پردہ زنبوری کھینچا ہو فرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگ سالار بیٹھا ہے اُس نے زنگنوں سے
 پوچھا ارے کیا ہوا سب نے کہا میان درگ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفہ مردار خوار کو بیاہ
 کے لے گئے مکانے میں اُسکو دیکھ کر عاشق ہوئے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
 شادی کر دیں باغ نیرنگ میں لیکر گئے دولہا نے دلہن کو گود میں لے کے اُتار اُٹھا دولہ
 تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخیل میں لیا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہیں معلوم
 کیا سوچھی دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کر دے عویز دار ان عروس لاشہ لیکر
 آئی ہیں اور میان دولہا بھی آئے ہیں درگ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بدھوڑی پر
 کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت تعجب ہیں ہر چند کہتے ہیں کہ لاشہ اس
 قاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگین کہتی ہیں کہ دلہن سے کیلن شتر اتے ہو ہماری قوم میں ایسی
 کوئی خوبصورت عورت نہیں ہو کبھی ہم لوگوں پر یہ بیعت نہیں ہوئی بادشاہ جو اندر پہنچے دیکھا
 تخت آہن بچھا ہوا سپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون آج سیلا سا سر پر رکھے ہوئے لباس بھی
 جسم میں بوسیدہ دیکھتے ہی رفیق دنگل ہائے آہنی پر بیٹھا ہوئے بادشاہ سے سفارین کر رہے
 ہیں بادشاہ نے دربار میں پہنچ کر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے فیض فزون
 کے کاؤن پر ہاتھ رکھ لیے زنگنوں نے لاشہ ساتھ پاو شاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولہا کے شادی کی کہ جو
دولہا نے دولہن کو مار ڈالا رنگون نے عرض کی حضور یہ دلہن پر عاشق ہوئے تھے تخت سے
کو در پائے پر محافے کے ہاتھ رکھا حضور غیب آگاہ ہیں کہ ہماری قوم میں اس سے زیادہ کوئی
فولبورت عورت نہیں ہے قوم بھر کے گھر دن میں روتا پٹینا پڑا ہوا اور حضور آگاہ ہیں کہ دلہن کا
سین کیا تھا جا رہی کئی برس گذرے ابھی روئے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دینا سے
گنتی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اسے کوئی بات محبت کی اٹھا نہیں کہی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں اس شخص تو نے دلہن کو کیوں مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا میں جبیر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہیں تھی کئی سو برس کی بڑھیا منہ سے
بوسے بدلتی تھی جھکو وہ بیٹھے لگی میں نے منع کیا اسے نہ مانا آخر کار کو میں نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہیں رنگون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہے وہ دولہا
دلہن کے ساتھ دفن ہوتا ہے امیر دار ہیں کہ شاہ اسکو قتل کر کے لاشہ پہلے دیں کہ دولہا اور
دلہن کو ایک مقام پر دفن کریں دلہن حسرت لیکر دینا سے گئی ہو مرنے کے بعد تو اسکو چھین
شاہ قبر میں وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلا دے کو بلاؤ خود دولہا کو اقبال ہو کہ میں نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہے حکم دیتے ہی چند رنگی جلا دیا س سیاہ پینے ہوئے خنجر پر ہنہ ہاتھ میں
ساتھ بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے حکم ہوا کہ دولہا کو قتل کر کے اسے دلہن کو قتل
کیا جلا دوں نے سر زنجیر بکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اس شاہ زکیان
حکم اول ہے سمجھ بوجھ کے دیکھو گا آپ کو معلوم ہے کہ طلسم ظاہر میں کئی سال سے ہنگامہ
بڑا ہوا ہے طلسم نور افشاں جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر چھک پڑے کئی بہاؤ فتح ہو
یہ فہری کوہ رنگارنگ سے اس طرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہو جانا ہمارا کام نہیں ہے اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کر دو ہم جواب سوال کر لینگے جلا دینا چنچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اسوقت بادشاہ کی سقراری آنکھوں سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کر کے خضوع و خضوع دعا میں مانگ رہے ہیں کہ اے رب بے نیاز وہی خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے لفظ

<p>سید ہر جلوہ جمال کبریا نزد یک دور در نظر آید جمال دلربا نزد یک دور عکس ذات حق نظر آید صفائے دیک دور رفت بہر جہت طالب جہاں نزد یک دور شہر شہر و قریہ قریہ ہاں بجائے دیک دور میرود دور از چین مثل صبا نزد یک دور</p>	<p>سینما بد پر تو نور خدا نزد یک دور دور شد از دیدہ دل چون حجاب اسوا پاک شد چون از بخار ہر تعلق آئند خانہ دار خانہ دل بود در خانہ ملکین طو کند را و طلب طالب ہاں شہتیاق جستجوے گل کند بلبل ہر یک بوستان</p>
---	---

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ نہ کی تخت نشین جلالت سے اشارہ کر رہا کہ جلالت قتل کر
جلالت نے کوئے کا خط کھینچا خیر کہینچہ جلالت قتل کر دیں کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا گئی سیڑھی اُسکے
پہنچے وہیلے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظلم نہ کی گئی سیڑھی سے تیری حکومت و سلطنت
ہو آجک حالات طلمس سے آگاہ نہ ہوا یہ کہ اسٹیم کرنا ہو اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلمس پر باد
ہو گا یہ آواز منکر وہ بادشاہ گھبرا ابا مشیرون وزیر دن سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب میں
کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہو کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے
دیکھا ایک ساحر تخت اٹھائے ہوئے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ میں اُسکو دیکھتا ہوں اسکی آواز
دیکھ کر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کسی پر بیٹھا کہا اے اہل علم
تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا ظلمات وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں مٹی غور کریں نے
اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلمس تمام ہو چکی طلمس کشا آگیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص کج
قتل ہو جاتا تو طلمس کشا اگر زمین کو ہلا دیتا روئے کی جگہ ہو کہ الہی طلمس ہفت پیکر یوں خاں
ہیٹے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا بلوہ بڑھتا مابا ہو در بند فتح ہو
تین پہاڑ سے چوتھے پہاڑ سے صاحبان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے ہیں جادو گر بیان بھی
ساتھ تھیں اُنکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہو اسکا قتل ہونا کتنا
نہیں چن دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئیے بلکہ اس قیدی کو میرے واسطے کر
میں اسکو لیا کہ اسی باغ میں جہاں تینوں جادو گر بیان قید ہیں وہیں اسکو بھی قید کروں
شاید الہی طلمس ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلمس بچ جائے کل کتابوں میں یہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم بچہ کی گاتھ لوگوں نے انجام پر خیال نہ کیا یہ لکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھالیا
 لیکر روانہ ہو گیا رنگین دو ہائی دیتی رنگین اس ساحر نے رونا مینا کسی کا رہتا ہو گیا اور
 کہ اس ضیفہ مردار غوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کون شادی کی کہ جتنا یہ انجام ہوا اللہ اسکا
 بچا کر جلاؤ بھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار میں سننا پڑ گیا سب رنگی نو بہنو بہرے لگے
 ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہوا اب قدرت طلسم میں تشریف لائے مگر وہ ساحر
 بادشاہ کو پیسے ہوئے ایک باغ پر بہار میں آیا بادشاہ نے دیکھا مقنا طلسم اور وہ بہار ہو گیا
 انکی زبانوں میں سوزن چند رنگین اسی باغ میں انکو پھرا رہی ہیں جیسے نہیں دیکھیں تینوں
 اپنے حال زار پر رو رہی ہیں کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ پیسے ہوئے اسی باغ میں آیا ایک گا
 عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اس مکان میں لجا کر بادشاہ کو بہو نچا اور تینوں سے
 کہا ان تینوں قیدیوں کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینوں بھی آئیں کاہن نے انکی زبانوں
 سوزن نکالی کہا اسی مقنا طلسم اور وہاں دشگہار تھنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کر دیا کہ
 میں نہ بہو نچتا تو اظلم رنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھا یا یہ تینوں
 جادوگر نہان ہلٹن بیٹھیں کہا حضور اب نکاسی یہاں سے بدون دست حق پرست
 طلسم کشاکش کے نامکن ہو غلام الشراضر خدمت ہو گا میں بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہوں اس
 طلسم کشاکش صاحب اسی جیفہ میں طلسم میں قدم رکھیں گے اور بڑی بہتری کی ہو کہ وہ اس
 آئینے کی علم خبر دیتا ہو کہ جہنم طلسم میں قدم رکھیں گے جتنا وہ عظیم ہو گا اسی میں حضور
 کو بھی پاس طلسم کشاکش کے بہو نچا دوں گا بادشاہ نے کاہن کا شکر یہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
 غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہیں رات سے جانتا ہوں کہ فرد ز صا جہت قرآن اس طلسم
 اگر فتح کریں گے میں مذہب باطل پرست کر چکا شکر ہو کہ بدل مطیع اسلام ہوں یہ کہہ کر بادشاہ
 کی خدمت میں جن خادم چھوٹے اور چند نگہبان در باغ پر سفر و سگے آئے کہ یا خبر دار کوئی
 ساحر اس باغ میں نہ آئے پائے منع کرنا کہ شمس ہوا بادشاہ اسلام قید میں یہ انتقام
 کر کے شمس فلک ہفت پیکر طر اپنے مکان کے روانہ ہو ا لیکن فرد ز صا جہت جب
 آئے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگر تینوں کے روانہ ہو گئے اور مقنا طلسم

اور نو بہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں بلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا ہنوم بھی کسی
 بلا میں پھنس جاؤں ساحر ان سکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چل کر رستم کو خبر کرو فیروزہ
 بن عمر و گریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گزرا کہ وہ کے پھر اکمین بادشاہ کا نشان پایا
 اکثر ساحر و ن سے ملاقات ہوئی اُن سے دل دہی کر کے بوجھا اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ پادشاہ
 کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعہ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ
 طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُتر رہا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا
 کہ لشکر نورالدین بن بدیع الزمان اُتر رہا ہے فیروزہ روٹا ہوا بارگاہ میں نورالدین ہر کی آیا
 نورالدین بہت پیش آئے بوجھا کیوں اسی فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چھین مار کر
 رونے لگا کہ اسی خیر بار ہمارے پادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہنچا
 اُس کو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُن کو ایک درویش کا لے دیا تھا اُسکی وجہ سے
 سحر اُس پر نہ کرتا تھا بادشاہ کو رنگارنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا رنگارنگ جاؤ
 مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ ہاتھ نہ جائے مگر بادشاہ نے شہنا اکشر
 ساحر دن کو بھی قتل کیا آخر ایک نادین فریب دیکر سے معذور بادشاہ کو لگا کر لیسٹی طلسم
 ہفت پیکر میں جا کر دشمن اُنکے قید ہوئے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدین ہر نے کہا
 اسی فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جا کر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم
 طلسم کشا میں ان سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصہ نہ کہوں اور بادشاہ کے
 پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُس پر نہ کرتا تھا اُنکو تو سکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
 فیروزہ کا کہنا نورالدین ہر نے نہ مانا اسی وقت لشکر تیار کیا طرف کو رنگارنگ کے چلا
 فیروزہ نورالدین ہر سے رخصت ہو کے نکلا تھوڑا راستہ طو کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد
 اڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج چل رہا ہے رنگاری کے پھر ہرے کھلے
 ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا
 بیکار کر والدی اسی فیروزہ بادشاہ مجاہد کہان میں فیروزہ نے رورور سب حال بیان کیا
 کہ بادشاہ مجاہد طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوئے اب میں حضور کے دادا جان سے ملنا

کہنے جاتا ہوں ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون شکلیف اٹھاتے ہو میں جا کر طلسم کو دہم و بھیم
 کر دوں گا بادشاہ کو رہا کر دوں گا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران میں جانتا ہوں کہ جس قدر رشک کرے گا
 اس قدر آب زیادہ جلدی کرینگے مگر تقدیر طلسم ہی حیرات کو کام نہ فرمائے بدوں دست حق پرست
 رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلے گا ایرج نے اسی وقت لشکر کو دست کیا طرف کوہ رنگارنگ
 کے چلے مگر فیروزہ کئی دن میں منزلیں طو کر کے سرحد فاروقیہ میں پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
 قلعہ فاروقیہ پر فروکش ہو طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں خیر خواہان دولت
 ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت میں حاضر ہیں کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمر و آتا ہے
 رستم بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آگے سلام کیا رستم نے یہ اشتیاقی بوجھا کہ
 کیوں ای فیروزہ ہمارے شہر پارکس مال میں ہیں فیروزہ بہت رو دیا کہا ای شہر پار عالی
 لشکر بادشاہ کا امج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ رنگارنگ پہونچنے قلعہ
 تسخیر کر لیا بالائے کوہ ہا کر یہ سختی بڑی کہ جاو و گریان لگا کر بادشاہ کو لیگین ساکنان طلسم
 سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر میں گئے وہاں جا کر قید ہوئے یہی فکر ہوئی کہ ہنگامہ
 سے عرض کروں راہ میں ایرج اور نورالدین ہر سے ملاقات ہوئی وہ دونوں یہ خبر سنکر بہ قہر و
 غضب گئے ہیں ہر چند ظلم نے منع کیا مگر نہ اتنا رستم نے کہا ای فیروزہ میں فکر میں ہوں طلسم
 کی ہوں اشار اللہ روح طلسمی حاصل ہوئی اور میں نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
 کہا میں حضور ہی کے ساتھ رہوں گا رستم نے فیروزہ کو بلاغت اپنے لشکر میں رکھا اور ملک
 شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیوں ای شہرت نے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم میں جا قید
 ہوئے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہو کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر میں پہونچائیں روح کی کوئی فکر
 کو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدیون پر سرکار کے تشار کروں جب طلعہ ارشاد ہو
 بجالاتوں آفتاب فلک میرے کہا ای شہرت ہر وقت گمیل یاس گلہ ستون کے نہیں ٹھہری
 رہتی تم رستم کو بیکر بالائے قصر معلق پہونچو ہم ہوا براڑتے رہیں گے جب رستم روح حاصل
 کرے گی اور گمیل پر بلوہ کوں ہم آسمان سے آکر پہونچیں مصروف جنگ ہوں لاٹھیر کے رستم
 کو نکال لائیں یوں روح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں لیوا کہ کسی مقام پر انکا آنا نہ کی

جہان گلدستہ لوح کے ہیں لیکن او آفتاب ایک مقام پر آشی گلدستے رکھے ہوئے ہیں نہ
 ہیکو نہیں معلوم کہ کس گلدستے میں لوح ہو حلال کشش نے عرض کی او شہرت طلسم کشا
 دے یہ مختصر حال ہو کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے میں لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
 اس طرح لوح لیلیٰ شہرت نے کہا میں سب طرح پر حاضر ہوں جس طرح سے ارشاد ہو جائیگا تو ان آخری
 صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کر کے بلاے قصر معلق لپو جائے تب لوح حاصل ہو آخری
 صلاح کامل ہوئی کہ حلال اور ابھی صحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑ کر بلاے آسمان روانہ ہوئے
 یہاں شہرت نے ایک تخت بھر تیار کیا اس پر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کر لے چلی سبک
 فیروزہ زیر قصر ہوئے ساجدوں کی شکل بنے ہوئے پھر رہے ہیں لیکن محیط جاوید چیم
 قصر میں بیٹھی ہو کہ ایک طائر اڑتا ہوا آلاستے آکر سامنے محیط کے زمرہ سرکاری شروع کی
 محیط مراد طائر بھی کنیزوں سے کہنا صاحبہ بھارے ذہن میں آیا کہ اس طائر نے کیا
 خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہو کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے میں طلسم کشا کو لوح ملوایگی
 اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اسی محیط آگاہ ہو جاوے کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر میں
 داخل ہوئے وہاں قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہو کہ اپنے کو طلسم میں جلا ہو جائے
 بادشاہ کو ہار چھڑائیں اسلحا حفاظت لوح واجب و لازم ہو مصاحبوں نے عرض کی کہ
 ملکہ محیط اگر حکم ہو تو بلاے قصر معلق جا کر گہائی کرین محیط نے کہا کیل کو نامہ لکھو
 کہ اگر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا سفون یہ تھا کہ اسی کیل قدرت نے کہا بھیجا ہو کہ اسی ہفتے
 میں طلسم کشا کو لوح لیلیٰ ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق میں آئی کیل کو
 نامہ دیا کیل نے پڑھ کر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب میں قدرت کو دیکھا بہت پریشان
 تھے فراتے تھے اب بادشاہت ان بہاروں سے تنگ آئے ہیں طلسم میں تشریف لیا چینگے
 اگر اکیلے جہانک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی بھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
 ہو اپنی جان کی کچھ حقیقت نہیں جانتی اسلحا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ
 میں رات بھر جانتی ہوں چالیس ہزار کنیزیں جو کسہر میں طاق شہرہ آفاق ہیں گرد قصر
 پر نامہ لکھائی ہو جو وہاں اب میں آج سے جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں اُسی قصر میں اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہو کہ وہ گیسو بربدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی میں تو ناممکن ہو کہ
 لوح طلسم کشا کو لئے آپ مطمئن رہیں یہ جواب کبیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو و جادو
 شکر دست خوش ہوئی کہا صاحبو کبیل وہ ساحر ہو کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہو وہ ایک
 سحر میں سب کو دیوانہ کر چکی اور میں بھی گوش برآواز ہوئی جسوقت طلسم کشا قریب ان گدڑیوں
 کے پہنچیں طائر ان سحر اس طرح سے آواز دین کہ میں خبردار ہو جاؤں سب نے کہا حضور اگر آپ کو
 خبر پہنچی اور ہم لوگ بیوی کے پھر سامری و جہش عیار بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لیں گے
 ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہی باتوں سے مدعا جوں کی سطح میں ہو گئے بیٹھی مگر کبیل جادو
 نے جس دن سے یہ خبر سنی تھی کہ حکیمانہ کے مطلق ہوا پر دو قصر بنے ہیں ایک قصر میں
 کبیل رہتی ہے دوسرے قصر میں وہ تختہ شنگ رکھا اور جہش راہی گلدستے رکھے ہیں اسی میں ایک
 گلدستے میں لوح ہے کبیل نے اپنے قصر میں رہنا سو قوت کیا جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں
 آسمین آکر بیٹھی آٹھ ہر گلدستوں کو دیکھا کرتی ہر بار ہزار کنیزیں گرد قصر پھر رہی ہیں شہرت
 رستم کو چلے ہوئے بالائے آسمان پہنچی اول شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
 آسمان پر آکے چکی کبیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستوں کے بیٹھی ہو آفتاب و جلال وغیرہ
 جو بالائے آسمان ستارے بنے ہوئے چاک رہتے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
 کیونکہ آفتاب بان میری بڑی حفاظت کرتی ہے یہ تھوڑے عرصے کو بٹنے تو میں طلسم کشا
 کو لیکر اتر دوں لوح قبضے میں آجائے تو لڑائی پر پے پھر کہہ تر دو نہیں اور بدوں حصول لوح
 لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے میں نہ آئیگی پس شکر ماہی سحر نے کہا بوا تھے ٹھیک بیان کیا
 مگر میں کنیزان کبیل میں جا کر بیٹھی ہوں تھوڑی دیر کے واسطے کبیل کو قصر سے بلا لوں گی
 شہرت نے کہا بوا یہی کر دو کہ اب جو آئے ہیں تو بدوں حصول مطلب واپس نہ ہوں
 ماہی سحر ٹپ کر زمین پر گری کنیزوں میں کبیل کی ملٹی اور کبیل کو بکار کر آواز دی کہ دو
 لاکھ عالم برائے چند ساعت یہاں تشریف لائے کبیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
 مجھ کو بکار رہی ہے سامنے سے گلدستوں کے اٹھتی دوسرے قصر میں آئی پوچھا مجھے کہنے
 بجارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا کہ ملکہ عالم آپ نے نظام

روح تو خوب کیا اب تو کوئی نہیں آسکنا کیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج
 میرا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ فوج خود پھڑک رہا ہے ماہی سحر نے کیل کو باقون میں لگایا۔
 شہرت نے بالائے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر میں لائی کہا ای شہر یا
 بسم اللہ کر کے گلاب ستون پر ہاتھ ڈالے دیکھے قدرت پروردگار ظاہر ہوئی ہو رستم
 جیسے ہی آگے بڑھے عکس اٹکا گلاب ستون پر بڑا گلاب سے شگفتہ ہوئے رستم نے جیسے ہی
 بسم اللہ کہنے لگا ہاتھ بڑھایا ایک گلاب سے ہر سب کے بیچ میں تھا دیکھا اُس میں ایک ستارہ
 چمک رہا ہے رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالوں کہ شاید یہی روح ہو وہ دیکھ
 شگفتہ ہوئے تھے اُن میں سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُس نے بالائے آسمان آکر اُدھر
 دی دی کیل کیوں دھوکا کھاتی ہے کس سے باتیں کرتی ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں۔
 طلسم کشا قریب گلاب ستون کے کھڑا ہے اپنے تئیں جلد ہو چکا کیل نے جو یہ آواز سنی
 ماہی سحر سے آگے طائر کہا ای تو کون ہو جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور۔
 نہیں معلوم یہ طائر کیا کہتا ہو کیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ پھیرا اور ماہی سحر کو
 ڈھکیں دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے
 گلاب ستون کے کھڑی ہو اور طلسم کشا گلاب سے روح پر ہاتھ مارا چاہتے ہیں کہ کیل نے آواز دی
 ای شہرت! او گیسو بریدہ واو شوہریدہ دھکڑے کو پاس روح کے لیکر آئی ای طلسم کشا بڑا
 روح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہنے مٹھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلاب
 کے آکر چمکا وہ شعلہ جگ رہے ہیں ایک شعلہ روح کا اور ایک شعلہ سحر کیل کا ماہی سحر
 جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل
 پڑ گیا کہ طلسم کشا قریب روح کے پہنچا وہ کنیزیں بارہ ہزار جو کہ قصر کے جن مار رہی تھیں
 اُنھوں نے جابا قصر پر جا بڑیں آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندر
 چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہنچیں مگر محیط جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہے
 آگ بھڑکناہ عیش و نشاط گرم رہتا ہے اور ایک گائے سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
 گاردی ہے لفظ

ہر دل میں غبار کے گہرا بنا کرینگے
کیونکہ یہ کہیں منت ادا نہ کریں گے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کیں گے
کیا نام میں لکھوں دل وابستہ کا اول
غیروں سے شکر لب سخن تلخ سے چرا
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت ^{علیہ السلام}
جھنجھلا تے ہو کیا ویسے اک پورے ہن کا
دیوار کے گر پڑتے ہی اٹھنے لگے طوفان
گر سامنے اُسکے بھی کرے اسکا قوس سے
کسوت کیا مردک چشم کا شکوہ
ناصح کہن افسوس نہ مل جل تجھے کیا کام
اُس کو میں ٹھہرنے نہ دیا جو ش قلوب سے
گر ذکر و فاسے یہی غصہ ہے تو اب سے
مومن وہ غزل کہتے ہیں اب جس سے مفہوم

ہم خاک میں ملنے کی تیار نہ کریں گے
کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے
اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کریں گے
معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ دانہ کریں گے
ہر چند ہلاہل ہو گویا نہ کریں گے
اچھا بھی کریں گے تو کچھ اچھا نہ کریں گے
ہو جائیں گے لب بند تو غوغا نہ کریں گے
اب بیٹھ کے کونے میں بھی روپا نہ کریں گے
کیون روز جزا خون کا دعویٰ نہ کریں گے
اسی پر وہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کریں گے
پامال کریں گے وہ تجھے یاد نہ کریں گے
اچھا ہے ہم شکوہ بجا نہ کریں گے
گر قتل کا وعدہ ہو تھا فانا کریں گے
گلابائے کہ ترک درختا نہ کریں گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر جگا اور مثل انسان کے آواز دی اسی ملک محمد جادو
طلسم کشا قریب لوح کے پہنچ گیا رانی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر پہنچے ورنہ لوح ہاتھ
سے جایا جا رہی ہے یہ آواز جو محمد جادو نے سنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی اوصاف جو غضب
ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہنچ گیا کیل جادو لڑ رہی ہی بیان وہ رنگ ہو کہ طلسم کشا
و شہرت اندر قصر کے ہیں گلہ سنے پر دو شعلے جگ رہے ہیں جب طلسم ارادہ کرتے ہیں
کیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلہ سنے ہیں اُن سب پر سارے چمک لگتے ہیں جتنی کنیزیں
کیل کی ہیں چاہتی ہیں بلوہ کر کے طلسم کشا کو پکڑ لیں طلسم کشا نے تلوار کیسے پیچھے ہٹا
ہاتھ میں جس کنیز پر عکس پڑا جل کے لگی جیسے راتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزیں
قصر سے نکلی ہیں گلہ ستون پر سینہ بہر ہیں گلہ ستون پر گرتی پڑتی ہیں جگ سحر کر کے

کنیزوں نے رستم کو گلہ سننے کے پاس سے ہٹایا باہر روکنیزین تھیں انکو تو آفتاب نے
 دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر مطلق تاریکی چھائی ہوئی ہو جاہتی میں قصر میں
 جائین مگر نہیں جاسکتیں حملال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہی کنیزین
 سینہ سپر کر رہی ہیں گلہ سننے کے پاس سے طلمس کشا کو ہٹا دیا تو آفتاب اگر بھاری صلاح ہو
 تو ہم سب قصر میں پہنچیں قصور نہ کوں اسوقت اگر طلمس کشا نے لوح نہ پائی تو نہیں معلوم لوح
 کہاں جائیگی ہفت بیکر اسے مقام پر روح کو چھپائیگا کہ جان گذر ہو کا نہ ہو سیکہا حملال
 اور آفتاب نے قصد کیا ہو کہ قصر میں داخل ہوں وہاں سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر
 چلی اٹتی ہوئی آئی آفتاب و حملال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط پر جمعیت کثیر آہوئی حملال
 و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہو ابراہیم سے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
 سے دیکھا کہ طلمس کشا قصر لوح میں لڑ رہا ہے اور سردار طلمس کشا کے بچھڑ چکے ہیں
 کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہ ہائے آتش گرے شعلہ ہائے آتش میں آفتاب
 گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہو کہ شعلہ ہائے آتش سے نکلن مگر نہیں نکل سکتا تنگ بھری نے
 جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور پھر محیط کا ہی تنگ بھری دہا ہی سحر قریب اس آتش کے
 آتین بل سر کے کوئے کچھ اسم سحر پڑھا کہ لکڑا برسہا پیا ہوا اس زند سے پانی برسا
 کہ شعلہ آتش بجھنے آفتاب کو کہ نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادو گر گرمی سے
 پریشان ہوئے ان ان کرتے پھرتے ہیں محیط نے براہ سے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر
 و تنگ بھری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہائے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
 قتل کر رہا ہو ماہی سحر پر کوئل گرمی اور لکڑا کہ او گیسو پریدہ چکاو بھی یلیاقت ہوئی کہ ہمارے
 سحر کو دفع کیا ماہی سحر اٹ گئی طرف زمین کے چلی کیسل نے جو دیکھا کہ بلا سے آسمان سے
 محیط نے سحر کے ماہی سحر کو گرا یا کیسل جساو نے کوئل کر چا کہ جب یہ زمین پر پہنچے
 اس طرح گروں کہ اسکے دو ٹکڑے گردن ماہی سحر زمین پر جو آئے گرمی فیروزہ بن غمر
 و سب پیدا قی ساحر بنے ہوئے زیر قہر کیڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
 گر کے تڑپ رہی ہے کیسل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہے

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کیل نے پہچانا کہ یہ عیار طالعہ کشا ہوا ہے پھر
کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سحر کے پانچوں زمین نے تمام لے کیل نے پچھلے
دوڑی کہ دو دن کے سرکٹ دن اس وقت سحر کی بیکاری ماہی سحر کی اشکباری متاثر
ہو چکا رہے ہیں اسی خالق کو ندر مکان وادی رب و دو جہان اب تو اس آفت سے نجات
دے دو کریم و رحیم و غفور و رحیم

تمام مطلق چہ خالی چہ فوزی و ناری سحاب رحمت حق کو چون گہر باری بحال بندہ بیکس حسد اکتہ یاری براء لطف کند حق معاف تقصیرش کند عبادت معبود حق دانش تمام کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد ز حال نیک و بد خلق حق خبر وارد	بہر سجدہ کند پیش حضرت باری بچار سو سے زمین بھر فیض شہ باری ہمیشہ وقت نعم و رخ و در و غنہ آری کند چہ بندہ مجرم بہ پیش حق زاری بود بہ وعدت واحد زمانہ اقرار ی کند بوقت مدو ذات حق مدد گاری کہ شد بذات خدا منحصر خبر داری
--	--

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سحر کیا کہ سحر قتل ہوا چاہتی ہیں ایک ساحر کی قتل
بنکر دوڑا پکارتا ہوا اسی کیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھ لو پھر تمہیں اختیار ہو کیل نے
بلیٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ خام نیکم انجام جھٹا ہوا آتا ہی کیل دو دن کو قتل کرتے
کرتے رک گئی اس ساحر نے بڑھ کر کاغذ ہاتھ میں دیا کیل نے کاغذ لیکر لٹافہ جو کھلا لٹافہ
سے ایک دھواں نکلا کیل کے دماغ میں پہنچا لہذا اگر کی ساحر پاس کھڑا ہوا تھا تو کہہ پکھیل کی
خبر آ رہی کہ کیل کا شکم جاگ قہقہہ پکھیل کے ایک آندھی سیاہ آندھی کا اندھیرا چھایا
نگہ باری برت باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام میں کیل جادو ہو و شہرت
بالا سے قہقہہ لڑی و دو دن ہاتھوں سے سحر کر رہی ہوا اسکے کان میں جو آواز پہنچی کہا معلوم
ہوتا ہے کسی عیار نے کیل کو مارا مقدمہ مان کا تھا ایک خالق مرنے کا کیل کے ہوا لیکن اسی
حالت میں سراقہ طالعہ کشا کے لٹے گئی شہوت نے سحر سے ہاتھ نہ اٹھا مچھٹ کے ہر کان میں
آواز پہنچی کہ کیل کو عیار نے مارا مجھ سے آپ نکل کے بلیٹ ہوئی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گھر سے مین ہو کر پکڑا آسمان سے گارے ہو گری لوح
 اٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہو محیط نے لوح چکانا شروع کی جس پر کس لوح
 کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیرایا جادو گر کر ملک کر محیط پر چلا کہ غضب
 ہوا لوح لیے جاتی ہو جیسے ہی قریب پہونچا قصہ کیا کہ تمہیہ مارون محیط نے لوح سا سخری
 آفتاب الٹ گیا حملال نے بہ جرات ہی قصہ کیا کہ محیط نے لوح کوں جب قریب پہونچ گیا
 تو محیط نے لوح کو پھر چکایا آفتاب و حملال دونوں لڑ کھڑا کے زمین پر گرے مہا ہی سحر نے
 دونوں کو سنبھالا آفتاب نے کھرا کر کہا کہ یار و غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہیں اور
 محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہو محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ ای ساحر و جنگ
 موقوف کرو مین لوح پیکر خدمت خداوند مین جاتی ہوں یہ جو ساحرون کے کان مین آواز
 پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے مارگوں کستھرا کر داکھا
 اب دو درو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکلی گئی یہاں رستم قصر معلق مین
 خوب لڑے و کینیز مین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئیں تھوڑی دیر مین
 رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہر یار جستجو ہماری آپ کی
 بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوئے رستم نے کہا
 ای آفتاب مین بیجا محیط کا نہ چھوڑو نگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی رہن مین بھی پہونچ گیا
 خواہ اس مین جان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر اچھا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہوئے
 دشمن انکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہر یار چلیے کوہ الوان پہ
 ہفت پیکر بٹھرا ہے آفتاب نے بزور کلمات بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
 کریں یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو ہی خبر دیتا ہو رستم شکر مین آئے افسران فوج
 کو تھار کیا فائدہ قاروقہ سے کوچ کر کے علیک سے زیادہ شہرت مریض پوش مصروف
 جستجو و ایک منزل رستم نے رہا ستہ طر کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کہ تیرا ہے کوہ الوان
 کوہ الوان پہونچاتی ہے ہا کے دیکھوں کہ لوح پر کیا گذریا ہو لیکر شہرت خدمت رستم
 سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہاں بعد کی کہیں

کے ہفت پیکر کوہ رنگارنگ سے کوہ الوان پر آیا ہو الوان جادو نہایت ساحر و برودت
 ہو اسے جادو ہفت پیکر کی سسی دیر کھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے کھلا دیکھا ایک
 چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزار ہا طائر زیر ابرو زحر و سہل کر لے ہوئے آئے ہیں الوان
 جادو تخت سے اٹھ کر بلند ہوا زیر ابرو آواز دی یا خداوند آیتے میں درت سے آپکا مشتاق
 ہوں کوہ رنگارنگ پر عرصہ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوں
 کے مشتاق ہیں قریب ابر کے یہ بائیں کرتا ہوا طرٹ کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آ کے
 جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہاں سبب آپ کے
 راز دان ہیں بلا شکلف ابر سے باہر آئے قلعے میں تشریف لے چلے یہاں کوئی در انداز نہیں
 ہو کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادو گر بیٹے قدر و قامت کا
 سر جھٹاڑ ٹھہر ہوا ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاسے انداز بھولانا ہوا
 لیکر طرٹ قلعے کے چلا قلعے میں پہنچا ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں قلعے میں جا بجا ذکر ہوا
 ہو ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا صاحب قدیم ہو قدرت کو اس قدر پاس ہو کہ
 بہ صورت اصلی تشریف لائے ہیں طائر درخون پر بیٹھے ہوئے تشریف ہفت پیکر
 کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹھٹھا ہوا اگر مشیر وزیر قلعہ الوان میں آیا شہر میں ہنگام ہوا کہ
 قدرت تشریف لائے ہیں الوان ہفت پیکر کو بلے ہوئے دار الامارۃ میں آیا اور ہفت پیکر
 آ کے تخت پر بیٹھا جلوسے تخت میں ایک کرسی جو ابر ٹھکا بھی تھی اُسپر الوان بیٹھ کر
 ہفت پیکر سے بائیں کر رہا ہو کہ یا خداوند بندے آپ کے عاجز و قتل ہو رہے ہیں ہفت پیکر
 کہ رہا ہو میں نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سب کے امتحان ہو کہ آسمان پر ایک سا بر باقوتی
 اٹھا الوان نے دست بستر عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جسدن سے اُس نے انقلاب
 منہ ہو پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہو دیکھی وہ دورہ کچے ہوئے آتی ہو آدمی مسلمانان کی خبر لیتی
 رہتی ہو دیکھی کئی دن کے بعد پلٹی ہو ملک الماس باقوت پوش نام ہو ہفت پیکر دیکھنے لگا
 کہ ابر قریب بارگاہ آ کر بیٹھا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبتوں
 کی فیل گرد کنیزن گھیرے ہوئے لباس گلزار پہنے ہوئے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کو دی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ میں ہی پیکر
 پر پڑی جو بین ہو گیا سلطان عشق نے مزاج دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
 کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ہندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
 نکو خری مشقت پڑتی ہو ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھایا الماس ایک تائبین
 و جہین شہن میں تیشل ابر و خیر آبدار کیا رکھ رکھا شیرین گفتار قمر پیکر ماہ نظر ہفت پیکر جو
 منہ کھل کر بائیں کرنے لگا وہ ہر سہ بد اسکے دہن سے نکلتی کہ الماس نے منہ پھریا مگر پہلے
 تخت پر سرنگون بیٹھی ہی ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ بائیں نوکر
 ای الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آئی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کیا
 جب سے میں نے مشتاق قدرت موجود تھے دو سلطان بلوہ کیسے کوہ رنگارنگ بر آئے
 اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اس طرف آئے تو میں
 صحرایں روکوں قریب قلۃ الوان نہ آنے دے دین ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
 منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسے م کو طلمس ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو بدست
 کی وہ قلۃ رنگارنگ بر آگیا رنگارنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
 اسکو قتل کرالو بادشاہ کو طلمس ہفت پیکر میں بھجوا دیان مار قید ہوئے اس مصیبت میں
 ہوئے کہ اسی پہلے عشرت میں کوئی ساکن طلمس لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
 درست درست کہ رہی ہو الوان جادو قریب کر کسی پر بیٹھا ہی مگر تبور ہفت پیکر کے دیکھ کر
 حیران ہو رہی تھی میں کہتا ہی کیسی بدعت ہو کہ بیٹی میری پر پوشل اور یہ ایسا دیکھے اب
 کیا ہوتا ہی اس تردد میں الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیا
 جب الماس ارادہ کرتی ہو ہفت پیکر دیکھا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چلی دیکھا مجھ جادو
 آئے آئے آگے پشت پر کئی سو جادو گر بیان گر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
 حیران آفتاب و نظران چلی آئی ہیں عید کو دیکھا ہفت پیکر نے کہا مجھ کو خردہ و شہر کی گئی
 الماس نے درست لکھ کر چھوڑا لیا کہ مجھ کو اگر یہی سجدہ کر کے روئے لگی اور کہا کہ
 با خداوندہ صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کر سکتی و خیر کیل ہے

طلسم کشاکو بالا سے قصر حلق پہنچا یا کیل قتل ہوئی مگر میں وقت پر پہنچی جان اپنی بچکر فوراً
گلہ ستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہو پہلے کوہ رنگارنگ پر گئی کہ کئی مہینے
سے قدرت اسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہاں آئی یہ لکھے لوح سامنے
رکھ دی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اے محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کرین کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اٹھا کر بھر جھولی میں رکھ لیا اس
نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہو کہ جسے محیط کو دیکھ کر کہا تھا کہ مزدہ فوج فخری لائی ہے وہ
یہ خرابی کی خبر لکھائی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کیل ایسی ساحرہ ماری گئی اسکی اس
یہ اصل میں ساحر زبردست ہو خداوند بکران بہاڑوں پر بیٹھا ہو سب کو اپنے عجائب و غرائب
دکھاتا ہو یہ الماس کے دل میں طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی اگر جلسے میں
بیٹھی الماس نے تجویز دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہو اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہو مجھ سے
باتیں عشق و محبت کی کر رہا ہو مجھ کو اسکی صورت سے نفرت ہو اگر خداوند اصل ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچ کر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھا ماکہا اسکی سرتاج معشوقان
کہاں جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تکو مسجد کہیں
میرے مقام پر انہیں گے تم کیوں جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتیں کرتا ہو الماس کو ناگوار
ہوتا ہو باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہیں کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتیں کر رہے
ہیں یہ کیسے خداوند میں مثل انسان کے غلہ و حیلہ کر رہے ہیں اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود قوج کرتا بیٹھی کا یہ اشارہ پا کر الوان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے
ایکایکایا خداوند اب تو آپ نے نیا رند کو سر فراز کیا بالا سے کوہ تشریف لے چلے وہی مقام
آپ کا جو نقویہ سنگی میں ہو وہاں تشریف رکھے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی درویشی
میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہیں تو بڑھ کر ایسا سحر
کروں کہ وہ کسی دیوار میں درمیان میں قائم ہوں مسلمان قریب نہ آسکیں یہ دیکھ جاتی ہو
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ جانتا تھا کہ اس محبوب پر پھر کو پاس سے اٹھنے
دون مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اٹھنے اٹھتے غائب ہو گیا الوان نے

مشیر دن اور وزیر دن کو بلا سے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظور اسی نقویر میں ہو گا گھنٹہ نہ
و نا قوس نواز دن کو بھیجو کہ جا کر گرد نقویر جمع کوین اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و اس
گھنٹہ نواز دن کو بیکر بلا سے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی نقویر باتین کر رہی ہو شہر میں طغیانی
پٹوایا کہ کل سب مراد مندر زیر کوہ آکر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ
ہو گا مگر ملک الماس یا قوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں انکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور اگر محیط بردست اندازہ ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہو کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحرین اٹھوں نے بتلایا ہو گا کہ محیط بلا سے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلان برائے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہو گا کہ قدرت بلا سے
کوہ الوان میں ضرور طلسم کشا آئیگا اور محیط کی فکر کریگا انتہا کی جرأت یہ کہ بلا سے قصر معلق
ہو پونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمہارے جانے سے آفتاب فلک سیر
انگاہ ہو تمہاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا میں آہ شکر دیکھ کر بیٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتوں نے شک میں ڈال دیا کہ مذہب اصلی کیا ہو اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُس نے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہو مجھ کو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر انکو خداوند بنایا
ہو سب لوگ انکو بخدائی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوئے جوچھ
ہو گا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ابک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھے ایسی باتیں نہ کہیں ورنہ قدرت کو مجھ سے لال ہو گا الوان نے کہا
میں سمجھا دوں گا الماس باپ سے باتیں کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلا کر ایک پہاڑ تھا اُس پر آ کے ٹھہری نگاہ اٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقار سے کی آواز کان میں آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
 چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علما و علموں کو جلوہ دیتے ہوئے زیر کوہ سے
 نکلے بعد علما و روں کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یعنی عراقی پاکھر میں انکی پشت پر موتیوں کی پری
 ہوئی تھیں سامنے سے گذر گئے آگے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و حملال سرکش شہرت
 مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گیرے ہوئے نقیب آگے آوازیں لگاتا ہوا الماس جہاں
 جلال شہرت دیکھا حیران ہو گئی جی میں کہتی ہو لشکر طلسم کشا میں شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ
 بڑے بڑے ساحر پائے تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہیں شہرت کا تخت سامنے سے
 گنہ را اب جو دیکھا تو ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کا راسپرا ایک جوان آفتاب جہاں تنہا
 آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال نلوار پیلو میں حامل سپر
 پشت یرکمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لٹاک رہا ہو
 اور چند پیکان تیر و ترکش سے باہر ہیں معلوم ہوتا ہی ناگفتیان باہنی سے منہ نکالے ہیں قد سرو
 گلزار فوبی دہن غنچہ صدیقہ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے موج کے گرد کرن سیتھن
 رشک چمن ایک عیار مثل گلدرستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کھیدان
 رسالدار پشت پر سلج و گل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جہاں آرا سے
 رستم پر پڑی بیقرار ہو گئی پسینہ آگیا قلب ہڑا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی
 ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکارا مٹھتی ہے کہتی ہو دل کی عجیب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو

نظم

دل چاک چاک نفخہ مرغ چمن سے ہو
 دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہو
 وہم سخن رقیب کو اس کم سخن سے ہو
 سب کا دوش رقیب دل کو کہن سے ہو
 خوشنود ہان و خم جو مشک خمن سے ہو
 وہ اشک ریز خندہ چاک کفن سے ہو

از بس جنون جہاں کی گل بیرہن سے ہو
 سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہو
 روز جزاء دے جو مرے قتل کا جواب
 کچھ بھی کہانہ یار کی سنگین دلی کا پاس
 آنکھو گمان ہے گلہ چین زلف کا
 میں کیا کہ مرگ غمیرہ دامن تر نہ ہو

کیونکہ نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
خود رفتگی میں چین وہ پایا کہ کیا کہوں
داع جنون کو دیتے ہیں گل سے بے مثال
کیونکہ پار فوہ ان ہو کہان مرگ محکوم تو
کیا کیا جواب شکوے میں باتیں بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے تو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہو
غربت جو مجھ سے پوچھو تو بہتر وطن سے ہو
میں کیا کہ عن لب کو وحشت چین سے ہو
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہو
لو اب بھی دل درست اسی دلشن سے ہو
مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہو

الماس یا قوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کر گلچینی گلشن جلال رستم کی کر رہی، بقصد
یہ ہو کہ اسی شہر یار کے ساتھ جاؤں جان یہ ٹھہریں گے کسی نخل پر بیٹھ رہو نگی جب بارگاہ
سے نکلیں گے جلال بیتال دیکھ لو نگی دل کو اپنے تسکین دو نگی اس خیال میں تھی کہ رستم
نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اترے اسی کوہ کے درمیان
میں بارگاہ استاد ہوئی لشکر اسی صحرا میں اتر پڑا الماس پہاڑ سے پر سب سامان دیکھ
رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت
تخت سے کو دی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا بیکر بارگاہ میں گئے الماس بھی دیکھا
کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذار رستم نے شام کو سماک سے حکم دیا کہ کنارے
پر لشکر کے ایک خیمہ استاذ کرد چند خادموں کو حکم دو کہ وہاں شراب و کباب ہونچائیں
آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھیں گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استاد ہوا رستم طرف آئی
خیمے کے چلے شہرت نے راہ میں عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ
میں رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی جرات میں ہو جی میں کہتی ہو کہ شہرت
پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہیں سماک کے ساتھ رستم اسی خیمے میں آ کے داخل ہوئے
گو یا برج میں ماہتاب آیا خیمہ روشن ہو گیا خادموں نے اسباب عیش و نشاط چھایا
الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحرا کے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سماک سے کہا
دو یار وفادار اس وقت کچھ گاؤ سماک نے فو توڑے سے نکالی سامنے رستم کے ہٹ کر نئے
طور سے یہ غزل شروع کی نظم

۵ دینا بوسہ پاگو فلک جھکتا زمین پر ہو
ترپتا ہو بڑا شوق شہادت خاک اور خون
خرام ناز نے کسلی جہان کو کر دیا برہم
ترمی دوری میں بھی کیا جاے جان میں
وید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
مری فریاد سے کہتا ہو اسرافیل حیرت سے
ہوا حیرات عفو نفس سجدہ مؤمن کو

کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہو آسمان زمین پر ہو
گرا کو چے میں یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہو
زمین گرتی فلک پر ہو فلک گرتا زمین پر ہو
کہ جسے آسمان پر سے اسے پشکار زمین پر ہو
کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل حبا زمین پر ہو
قیامت آگئی کیونکہ یہ غل کیسا زمین پر ہو
قدم رکھتا فلک پر ہو کہ سر رکھتا زمین پر ہو

اس لطف سے سماں لیا فی کار ہوا کہ طائران صحرا درخون پر و جہ کرتے ہیں غزالان صحرا
بھی گوشہ ہائے دشت سے نکل کر گرد خیمہ رستم چرخ مار رہے ہیں شیران صحرا پہلو و ن میں
غزالان دشتی کے بیٹھے ہوئے ڈکار رہے ہیں باز بلند پر و از نخل سے اترے پہلو و نختک
میں بیٹھے شکار سے باز ہیں یہ حال ملکہ الماس یا قوت پوش نے جو دیکھا ضبط ذکر سکین
اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل شگایت عشق سے ٹوٹا آخر ہمارا
یہ سختی آئین دربار گاہ پر پہنچیں غیرت تو متع کرتی ہو حسرت دامن کھینچ رہی ہو کہ بلا تکلف
اندر بار گاہ کے جلو چند خادم کہ دربار گاہ پر حاضر تھے انہوں نے گہرا کے پوچھا آپ کو
ہیں کس انتظار میں کھڑی ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہوں
خدا شکاروں نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کریں الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یا قوت پوش
دختر الوان جادو قد موسیٰ کی مشتاق ہیں دروازے پر حاضر ہیں امیدوار بار پائی ہیں خادمین
نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل حسین دربار گاہ پر حاضر ہیں چاہتی ہیں کہ صحبت میں
آئیں نام اپنا الماس یا قوت پوش بتاتی ہیں سماں نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے
تب اندر یلے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باقون میں کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اذ بار
دبانی خدا شکاروں کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہو حسن و جمال میں خوب ہو ای سماں
متھارے لانے کی مشتاق ہو کر آئی ہو سماں نے کہا حضور روح کی جستجو میں ملے ہیں قریب
کوہ الوان پہنچ چکے ہیں ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہیں صرگیا جاگ

رہے ہیں تحفہ جات موجود ہیں کوئی کیا کر سکتا ہو سہاگ نے سامان تڑپ کر اٹھا بیرون حیمہ آیا
 دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہو بھرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہو سہاگ نے
 دیکھ کر کہا ای الماس جادو کثرت لائیے پھر سہاگ نے برابر آ کے پوچھا نام نامی واسم
 گرامی حضور کا کیا ہو الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہیں سب غصہ
 عام جانتے ہیں الماس با قوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتیں کرتی ہوئی اندر رہو بجی رستم نے
 جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تعظیم کیے فرمایا ایسے تشریف لائے
 فرد۔ رواق منظر چشم من آشیاہ تست در کم نادر و فردا کہ خانہ خانہ تست در یہ کیکے
 رستم نے ہاتھ میں ہاتھ والد یا لاکر برابر سند پر بٹھایا الماس جو اگر بیٹھی رستم نے پوچھا اے
 سرتاج حسینان کیونکہ آئے کا اتفاق ہوا ہمیں کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا کر
 کہا ای شہر یار اصل یہ ہو کہ میں اس سرحد کی نگہبان ہوں اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
 آپ کے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق میں آپ کی ملاقات کے سارا
 دن جھکا اسی پہاڑ پر گذر اب اس وقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تھیلے میں ہیں
 بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہوں بیکراری دل کھینچ لائی رسم
 سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر سر کوہ الوان آیا ہو کیا کر رہا ہو
 الماس نے کہا ایک بڑا دعا آپ کا یہ ہمارے قلعے میں ہو کہ محیط جادو لوح لیکر قسطلق
 سے آئی ہو ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے میں فروکش ہو
 ہفت پیکر تصویر سنگی میں داخل ہے وہی سیلہ ہو رہے ہیں مشتاق آکر اسکے جمع ہو گئے
 جسطرح اور بہاڑوں پر میلہ ہوتا ہو اسی طرح یہاں بھی میلہ ہو گا آپ کے اقبال نے مجھ کو
 یہاں تک پہنچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں جہاں تک ہو سکیگا کل میں لوح
 لیکر آؤنگی اب میں جان و مال سے کوشش میں حاضر ہوں لیکن عیار سے کہہ کہ ایک
 غزل اور گائے کینز نے بڑا تال کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہو کہ والد نادار چھینکے
 کہ دن بھر اور شب بھر تک کہاں گذرا حیران ہوں کہ کیا کہو نگی دیکھوں کہ دل خانہ خراب
 کیا دکھائے نوشتہ تقدیر کیا پیش آئے سہاگ نے سامنے الماس کے پھر

یشتر گائے لطفم

بغیر یار کے لطف سے وکباب نہیں وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہیں زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے خدا کا قہر ہی نازل ہوا نہ بند نہ ہو سو ابدی کے نہ سر زد ہو فعل نہ کیا بھی	پیالہ نہ ہر کا ہی ساغر شراب نہیں کمر کا مثل دہن کا ترے جو اب نہیں غضب خدا کا ہو کافر تر انتخاب نہیں کلیم سے صم اللہ کو حجاب نہیں مراد پر یہ تر عالم شباب نہیں ابو لب بن زمانے میں پو تر نہیں
---	---

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارہ سحری
آسمان پر چمکائے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہم کسی
ٹھہر سے۔ مگر بیان سحر کو ٹانگ رکھنا دامن شب سے۔ رستم نے کہا اوی ملک عالم ہفت پیکر
نہو کہا اوی شہر یار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ
متحہ کو آتا ہو اب گنیز رخصت ہوتی ہو چھٹ سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں
کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے مجھیر بدل تو جہ کی بھی چاہتا تھا کہ پاس سے
نہ اٹھیں اب کہ یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہو کہ ہفت پیکر ساحر
زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست ہو مثل ہمارے باپ کے چند راز دان قرار دیے دعویٰ
خدا کی کر بیٹھے یہ لوگ شہم کار خانہ خدائی میں بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو
بھڑائی مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہو
کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے میں کہ جیہر گذر طلسم کشا کا
دشوار ہو گا تو اوی شہر یار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر
تشریف رکھیے گا میں اسی مقام پر حاضر ہوں گی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس
رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھ کر طرف کوہ الوان کے چلی بیان الوان جادو آنے سے بیٹھی
کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو کہ الماس آکر ہوئی مگر آنکھوں میں آنسو بھر
ہوئے اُداس پریشان آ کے باب کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ اوی نور نظر شب کو کہاں

رہیں الماس نے کہا میں نے خبر آمد طلسم کشا سنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہاں جا کے دیکھا
 قصر معلق ویران پڑا ہو اسی مقام پر شکر طلسم کشا اُترا ہوا ہو میں دیکھ کر بیٹھی تھی کہ راہ
 میں ایک کوہ لا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارہ سحری آسمان پر چمک
 چکا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی الوان نے کہا او نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
 نہ آئیں خداوند تشریف لائے تھے تم کو دسہم پوچھتے تھے میں نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہیں
 مانتے شب کو کھل کر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمیں دو خداوند زادہ اُسکے بطن سے پیدا ہو گا
 خدائی تمہارے گھر میں آئیگی میں نے کچھ جواب دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے
 میں الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پختا بیگہ اتنا کہ کمر خاموش ہو رہی الوان جاؤ
 برسر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر میں
 جا کر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہو کر
 طرف شکر طلسم کشا کے جلی فریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استاد کرایا تھا سہمک
 کو ساتھ لے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح میں لائی دو لون ہاتھ پر
 رکھ کر لوح خدمت طلسم کشا میں پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے میں ڈالا مگر محیط جو
 سو کر اُٹھی جھولی میں لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون
 آیا تھا کہنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیز بن قسیمین کھارہی ہیں محیط کو ایک ایک سے
 پوچھتے پوچھتے شام ہو گئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہاں ہیں کنیزوں نے
 کہا براے گشت تشریف لیگی ہیں محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ او
 محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی
 سیاہ جلی ہفت پیکر اشتیاق ملک میں آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقہ قدرت
 کہاں ہو الوان نے کہا قدرت تو اور فکر میں ہیں یہاں دشمنوں نے فکر کر لی ہو محیط
 کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہو ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت
 جاننے ہیں کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمہاری صاحبزادی نے یہ آفت
 برپا کی برسر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہیں الماس گئی ہو اور لوح پاس طلسم کشا کے

ہو بنیادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ایوان تھے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
 بڑا قلق ہو ایوان جادو چھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
 کے لیکھی اور پہلوئے طلسم کشا میں بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اسے لاتا ہوں اور قتل کرتا ہوں
 یہ تو مجھے کبھی ہونگا کہ بیٹی آپ کے سپرد کروں آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج
 ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کریں ہفت پیکر نے کہا ایوان یہ نہ کہ ضرور قدرت الماس کو
 قبضے میں کرینگے ایوان نے کہا تو میں جاتا ہوں اگر نسا ہو لوح بھی لاؤنگا نہیں تو الماس
 کو تو ضرور لاتا ہوں یہ کہے ایوان چلا محیط نے کہا میں بھی آؤں ہاں ایوان میں لوح کو
 قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنوں نے اپنا کام کر لیا
 ایوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اٹھا کر کتا ہوا طرف کوہ صحر کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو
 بھی چلی بیان پاس رستم کے الماس یا قوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ میں جاتی ہوں
 رستم ہاتھ تھام لیتے ہیں فراتے ہیں ایوان الماس وہاں جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر فرم
 وہاں موجود ہو شاید کہہ دے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے
 جانے میں کئی مطلب ہیں اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو میں گرفتار کر کے آپ کی خدمت
 میں حاضر کر دنگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق
 پائی ایوان پاس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے ہو بنیادی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑ دینگا
 یہ کتا ہوا ایوان مثل شعلہ ہوا اول طرف طلسم کشا کے چلا منہ سے شعلہ چھوڑتا ہوا ہاتھ
 چمکاتا ہوا کہ بر قین کرنے لگیں شعلہ ہاں آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح
 کو چمکایا شعلہ ہاں سرکش غائب ہوئے تیغ ہفت جو ہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
 ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغ ہفت جو ہر
 چمکا ایوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق چمکاتا ہو کبھی تلواریں گراتا ہو مگر کوئی سحر
 رستم پر تاثیر نہیں کرتا رستم چھپتے ہیں ایوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی یہ تاشہ
 دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم چھپٹ کر طرف ایوان کے چلا ایوان جو تڑپتا ہو برابر الماس
 کے ہو بنیاد لگا راکہ او شونخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے جا بسحر کروں ایوان نے

کلائی یکڑی کرشن پنچہ دیکر لے اڑا رستم نے لوح گلے سے اتاری بیکار کر کہا او ساحر یہ لوح
 لیتا جا اگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے بیکاری او شہر یار برائے خدا لوح اپنے پاس
 رکھیے پھر ایسی کنیز بن اگر نہ ہو نگلی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بے مثال دیکھو گنگا
 پر واؤ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا مزار غریبان پر
 آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے
 تو کیوں نہ روح راحت پائے لفظ نم

اٹھو اٹھو کہ چین میں پھر آئی فصل بہار
 رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار
 عدم کے خواب سے مجھوں نہ ہو کہیں بیدار
 بنائے تاک کے سائے تلے بسو گامزار
 کفن سے قبر میں میری ہوا دھوان اٹھار
 ہوا جو شہر خوشان کی سمت سب راگدار
 جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پر ہے زکس زار
 تو سرنگوں ہی بھلا کس لیے یہ خاک مزار
 عویر تو مجھے زکس نہ جانو زہار
 سو اسکا گوہر غریبان میں کیلے ہو گزار
 بہ زیر خاک بھی اب تک ہی حسرت دیدار

ہماری خاک پہ کہنی تھی کل یہ بابل زار
 پڑھوں غول وہ جنوں خیز جسکے سفینے سے
 پڑھوں میں قصہ لیلیٰ کو کیا بہ باتگ بلند
 جو مہرست مرن چاہیے کہ بیر مغان
 غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل میں
 بہ قول شاعر شیرین کلام سن اک نقل
 ٹھٹھڑے ہر اک آشنا کے مرقہ پر
 کیا سوال یہ میں نے کہ امی گل زکس
 تب اُس نے ہونے تبسم جو اب مجھ کو دیا
 کہ کام ہی گل زکس کا ترکستان میں
 میں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ مرقہ دیا

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے خاند دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پرستے محیط جا رہی ہلاکار
 آواز دی او رستم بوجہ الماس تنے صبح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کی کی جیسے
 میں نے لوح ہو سجائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جاسکتا الماس
 نے یہ کمال کیا کہ بھلا سوتا دیکھ کر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ حیات پر ساحر ان طالعہ
 ہفت ہیکر لوح سے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کہانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر
 جو ڈکر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے بڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گر آئے

سیاہ مٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے ہوئی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا اکیسویں محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھے اب قدرت بر کیا گزیرے الماس خاموش ہی الوان چھلایا ہوا بر سر کوہ ہو چکا زیم کوہ میلا جمع ہی مراد منہ بھی جمع ہیں فریاد فرما کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرغیہ آواز دیتی ہو ای بندگان من مراد تھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹ نواز و ناطوس نواز گردن تصویر کے جمع ہیں بلجے پکارے ہیں غل جمارے ہیں ہر ایک شجر و حجر سے آواز آرہی ہو یا خداوند ہفت پیکر تیرا مذہب ایسا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باقیں کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یا قوت پوش کو پنجے میں لیے ہوئے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و ٹھکین زمین پر آ کے اتر اسب شیر و وزیر حیران ہوئے کہ بیٹی کو اس طرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی میں ہو گیا یا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس کیسویں پریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو ہوئی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی ای الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ اونکا میرے بڑے بڑے عزیز و اطلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں وہ سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو نہ زندہ کیا ہے ہر جید ہفت پیکر نے سمجھا یا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ ماما ملکہ الماس کو جلا دین کے سپرد کیا جلا دین نے پیکر الماس کو کھینچا دارین استہاد ہونے لگیں الماس دیکھ رہی ہو کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہو ہمیشہ رہو کہ پکار مٹھی کہ ای خالق بے نیاز وای رب کار ساز اس وقت سے بجائے طلسم

از خدا جو بدو اسے در دلی بیزارم	شافی مطلق کند چارہ پے آزار روح
جلود گر باشد چشمش فور ذات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلق انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر دقت مرد اہل حال	از خداے نغمہ پر سوز موسیقار روح

شاید از رویش سیاہی چشم گو ہر بار روح سیرای بلبل مکن در گلشن بخار روح دور دار از ہندی آسیب تن از آزار	یاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر لطفت فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ
--	---

ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں کوہ انوار پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہیں طرف سے
ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہیں کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ جبری جان بچالین گے
ابھی سمجھ کر رہا کر دینے الماس نے جواب دیا میں عاشق جمال بمثال طلمسم کشا ہوں میں
اس بیجا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ کیتائی کا دعویٰ کرتا ہے
خداوند ہونے پر مہترتا ہی یہ خداوند نہیں ہو یا رو یہ ایک ساحر ہو کیون اسکے دام مکر میں پھنسنے
ہو وزیر و مشیر فہم کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ یا رو ایسی بے ادبی کسی نے کا ہیگو
کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہو مگر طلمسم کشا ہے جانے الماس کے لوح کو پھینک دیتے تھے
سمک نے سمجھا کر لوح گلے میں ڈالی کہا ای کشر یا رو اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے
ڈرینگے یقین ہو کر وجہ نہ کرینگے براے خدا اسکو قبضے میں رکھے رستم نے کہا ای سمک
میں کیا کروں الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھ نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہو
سب سردار آکر جمع ہو گئے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ ای مہر یا رو صبر فرمائیے خدا اُنکو بچائیگا
باپ اُنکا گرفتار کر کے لیگا ہے حضور بیٹی کو طور پر بچانے کی تدبیر کر گیا رستم نے کہا بڑی
مشکل یہ ہو کہ ہفت پیکر اسے عاشق ہے وہ ضرور کہہ کر لیا کیا کہوں دل کو عجب عجب

خیال ہیں دل پر ہجوم غم و ملال ہیں۔ طلمسم

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے کس طرح مایوس ہوں تاثیر سے سیری و حشت کے لیے صحرائے قیس کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو وہ شادے نامہ مضمون و فصل یوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا	دن نہیں پھرتے کسی تدبیر سے دم رُکے ہو نالہ شہگیر سے تنگ تر ہے خانہ زنجیر سے برق کشتی ہے تری شمشیر سے گر ہوا خط کاتب تقدیر سے بات بگڑی ہے مری تقدیر سے
--	--

انگلیوں میں غامہ جگر رہ گیا قہر ہو کھسبہ ناگھاہ یار کا وحشت چشم ببری رو دیکھنا لیگئی جان یا درون فتنہ ہائے وصل ای صنف مومن ہوں آخر کس طرح	نامہ ہائے شوق کی تحریر سے الامان اس بازگشتی تیر سے بھر گیا جی سہمہ تشنیر سے گھر مرادیران ہوا تعمیر سے مجھ کو نسکین ہو تری تصویر سے
---	--

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش و خروش ایسا پاتے ہیں کہ غلام بہت کھلے تے میں اس وقت بارگاہ میں ایک عجب غریب ہو رستم کی بیکاری سب دربار حید سمجھا رہے ہیں رستم نہیں قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے میں تھی اسنے جو یہ ہلا شناکہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو میں رستم کے پایا اسی غیرت میں بالائے کوہ الوان قتل الماس کی نذیر ہو رہی ہو بیکار ہو کر قلعے سے نکلی بالائے کوہ الوان آ کے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہو وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہیں مگر الماس مہبوت یاد میں رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھرائی چونکہ اسنے دودھ پلا کر پرورش کیا ہو بیکار ہو کر بہار سے اتری دل سے کہتی ہو کہ چل کر رستم سے اطلاع کروں اور عرض کروں کہ آب کی محبت میں الماس قتل ہوتی ہو وقت قتل اب قریب ہو اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجئے تال نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا میں آئی بارگاہ میں آکر پہونچی دیکھا بارگاہ میں عجب منگامہ ہو رستم مثل مرغ بسطل تڑپ رہے ہیں دایہ نے آکر قدموں کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اس وقت تک تو الماس کو میں نے ثابت قدم پایا کہ آب کے جوش محبت میں سر جھکائے ہوئے زیر تیغ بیٹھی ہو اب قتل ہونے میں اس کے کچھ دیر نہیں ہو یہ سکر رستم نے فرمایا کہ مرگب تیار کرو میں جا کر اس کو رہا کروں یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لہجہ فراق اس خیال میں ہوگی کہ جو میرے قبضے میں تھا لینے لوح طلسمی کا لیجا نا وہ میں نے طلسم کشا کو سیکر پہونچا دی یقین ہو کہ میری مدد کو آئیں رستم کامرگب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوئے سیکر نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے میں ڈالے ہوئے تحفہ جات زیب جسم مرگب چمکائے چلے تمام سردار ساتھ ہیں شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیکار ہو گئی سب کے ساتھ

نہ جلی بالا سے آسمان جا کر چکی رستم جاتے ہیں یہاں الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کر رہا ہو
 کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کرے گی قدرت تجھ کو پہلو نشین کرے گی سارے طلسم
 میں ہنگامہ ہو گا کہ الماس باقوت پوش زوجہ خداوند ہفت بیکر کی سب تجھ کو آکر سجدہ کرے گی
 الماس نے جواب دیا ای باب تجھ کو نرم نہیں آتی کہ ایسے فقرات کتابی میں چاہتی ہوں جو معقول
 طلسم کشا مشہور ہوں کہ جو ہفت بیکر کے بھی سر کو بے بین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
 ہیں ابیر الوان جادو چھلا تا ہی کلمات سخت سخت سنا تا ہی کہ یکایک لشکر میں ہار ہوا انفسر
 طلسم کشا کی آواز آئی۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ جو رستم
 دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مردوں افگندہ شور + نیز بر دمان رستم زبون
 نہال گلستان صاحب قرآن + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کاٹار بھاگ
 لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف حملال سرکش ان دونوں کے
 سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بھری ان دونوں نے
 ہزاروں کو دیوانہ کیا جسکو جمال ہیشال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
 بھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہو جنگ سے بالکل بیکار مجبور و ناچار سحر آفتاب نے سیکڑوں
 کے سر گراے دوکانین و پیران میلہ بر باد الوان نے مشیرون اور وزیروں کو اشارہ کیا کہ
 بڑھ کر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
 ہزاروں ساحرنا بنیا ہو گئے لوح کا جینا ساحر آنکھیں بند کر کے بھاگے ہیں جب ساحر ان الوان
 پہاڑ سے اتر آئے چند اربے گئے چند آنکھیں بند کیے کھڑے ہیں انکو آفتاب قتل کر رہا ہو
 الوان نے کئی سحر کیے رستم نے تاخیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی رہی
 شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ جن جلاؤ صرف گرد ہیں اور ساحران زبردست گرد سے
 الماس کے ہٹ کے ٹرپ کے آسمان سے گری جلاؤں کے سر اڑا دیے الماس کی دنیا
 سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا او الماس اٹھو تم سب تمہارے مہینوں و شکر گراں
 میں تھے وہ نصبت طلسم کشا کو پہنچائی کہ ہفت مہینوں کو شش کی اور ہمارے جی تیر بیکار ہوئی
 لوح ایسی شرتیہ طلسم کشا کو پہنچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے آئے ہیں ہزاروں ساحروں

کو دیکھو مار کر زیر کوہ ہو پنچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان
 پکڑ کر بہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طو کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو
 روکتے ہیں رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سودو سونا بنیا ہوئے
 سامنے سے بیٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے جلتے ہیں
 گرد رستم انہوہ ساحران ہر سحر سے تیر و تلواریں سے روک رہے ہیں رستم اُنکے روکے سے نہیں گنتے
 مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑے گولہ مارا کہ
 کئی ہزار ساحرون کے سر بچھے الوان جادو کہ زیر کوہ ہو پنچا تھا فوج کو تو اسے سحر کر کے
 روک لیا مگر لیٹ کے دیکھا کہ رستم جگ رستمان کرتے ہوئے بالائے کوہ ہو پنچے جب الوان
 ہٹ آیا اسی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریائے فون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا
 ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہو الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ ہو پنچے
 سب گھنٹ نوازا قوس نوازا گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر میں آواز دیتی ہو
 او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پر
 دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
 چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑنے ہوئے دیکھا خود
 تینفہ کھینچ کر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلواریں بچھے ہوئے بڑھا رستم نے لٹکارا او الوان
 بے ایمان الوان نے یہ مسکرا گولہ مارا کئی سو کینین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تکیں
 آواز ملا کہ یہ شعار گاتی ہوئی سامنے آئین نظم

کہ تھمتی ہی نہیں پہنکی ہوئی ہو دیر شیشے کی
 بنائی ہے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
 ہزار دار شکستن کو نشی تقصیر شیشے کی
 شکایت ہو مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
 بنا انک سلسل سے مری زنجیر شیشے کی
 لے کیا بھیجے پیچہ ہو تقریر شیشے کی

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تیسیر شیشے کی
 مدام اس دلبسکش کے منہ لگتا ہو اوساتی
 سودا کو محتسب اس کے اپنے بل کی صورت ہو
 اثر اس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی
 ہوں اک آئینہ رو کا دیدہ پر آب دیوانہ
 بیان کرتا ہی ہو کھانے کا اس بہت کے عالم

بھلا کیا اعتبار اس مومن ایسی یا رسائی کا
 رستم نے اُن نازنینوں کو دیکھ کر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہر جبین غائب ہوئیں
 اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرا یا کہ دوبارہ اسنے دستک دی درویر سے آگے بڑھا
 ایک دو تہتر زمین پر راجہ جو انان رنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچ کر رستم پر گئے
 آفتاب نے آواز دی اے شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا
 وہ رنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرہ آب زمین میں جذب ہو گئے دور سے الوان
 نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرائے دیکھ کر آواز دی کہ اے ہیران مردم غوار جلد آؤ صحرائے
 چن بشر دم اٹھائے ہوئے منہ کو مثل قہر بلا کھولے ہوئے جست کر کے پہاڑ پر آئے آئے تھے
 طرف رستم کے چلے رستم نے یہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے پیچ میں بھینک دی
 حملال وغیرہ نے بکار کر کہا اے شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھتے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے
 اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان میں اُن شیروں کے بھینک دو میں نے
 وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیروں پر پڑا آپس میں لڑنے لگے یہاں تک لڑے کہ وہ سب
 نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جیسے غاس لوح کا پڑا مثل قطرہ آب جذب ہو گیا تھوڑے
 عرصے میں سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھ کر طرف تصویر کے بلبٹ کر
 بھاگ کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے
 آواز دی اے الوان قدرت گہرائے ہوئے ہیں اب یہاں نہ ٹھہریں گے یہی آرزو ہے کہ طلسم
 ہفت پیکر میں جائیں وہاں جا کر کل انتظام کریں اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہیں کل شعبہ
 سے بخوبی ماہر ہیں ایسا فقرہ کریں کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ جات قبضے سے جب
 طلسم کشا کے نکل جائیں گے طلسم کشا کو نکالنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ باتیں
 سنیں گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہنچے لکارا۔ اے الوان اس مکار سے کیا پوچھتا ہو
 وہ خود مکار و جلاز ہو ساحر شعبہ باز ہو آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتیں رستم
 کی سنیں گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچ کر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و ذرا
 کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے میں یہ آفت ہوئی میں اگر یہ مصیبت جائز اراہی میں اسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغہ ہفت پیکر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلہ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلہ بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے یسم اللہ کہلے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سپاہ چلی رستم طرف نقویر کے چلے اس قدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے نقویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اسے شہر یار لوح چمکائے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے چمکایا نقویر کو چاہا چھٹے تیغہ مارون کہ یکا یک نقویر کو جنبش ہوئی سر نقویر کا شق ہوا ایک دھوان سجیدہ ہو کر نکلا آفتاب و حملال و شہرت و الماس جوشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے نہ بڑھیے ہفت پیکر نکلیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالا سے آسمان ایک ساتھ قوی تن قوی من یکا رہا ہو کہ اس رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤ گے تو مڑا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پوست کیا تھا ہفت پیکر جھک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و ہنگ بھری فوج کے ساتھ تین قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و ہنگ بھری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی ڈہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر شکر اترار بیسوں میں ہی چرچا ہوا کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی اس شہر یار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہو گا آئندہ وقضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہاں قید میں جو وقت قبلہ و کعبہ سینکے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلوں گی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

بشت مرکب پر سوار ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جلد ساحرا بنی اپنی شوکت و شان دکھاتے ہوئے جاتے ہیں سب کے آگے مقدمہ انجمن لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرا پر فضا میں اگر آفتاب کے عقب میں لشکر حلال بعد لکے لشکر شہرت مرصع پوش و الماس یا قوت پوش ایک جانب ماہی سحر و تنگ بحری لشکر گران لیے ہوئے اتری ہیں ان سب کے بعد لشکر عیوق و جبار و ق و شریر مردم در دیوانہ ان سرداروں کے بیچ میں بارگاہ رستم استاد ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں آفتاب و حلال و شہرت و الماس لشکر ان کو اپنے چھوڑ کر براسے ملاقات رستم آئے ہیں بیچ میں دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا، صحبت عیش و جیش رستم تھی کہ لشکر آفتاب میں ہڑ ہوا سردار بھلے گئے کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہیں لشکر پامال ہو رہا، سردار بھاگے ہوئے آئے ہیں آفتاب یہ کہہ اٹھا کہ حضور شریف رکھیں غلام ابھی آتا ہو یہ کچھ آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہیں آفتاب نے بڑھکر شیروں کو لٹکایا اور آواز دی کہ سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہو یہ کچھ آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدمہ آہو سینگن کو حبش دیتے ہوئے سامنے شیروں کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کر دوں آہو نے بڑھکر اسکو سینگ مارا کہ نوٹ کر بشت کو شیر کی پار گزرا شیروں کو آہو نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد غھوڑی دیر کے ایک ابرسیاہ اٹھا اس سے برف پرسنے لگی الماس نے اس ابر کو جو دیکھا کہا اے آفتاب یہ دو جادو گریان ہیں انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگارنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا میں غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نام ہمارے باب کے کہا آیا تھا کہ جہانگیر وز ہرہ بڑی زبردست جادو گریان ہیں شاید ان دونوں کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونوں سحر کر رہی ہیں میں ابھی جا کر انکو لاتی ہوں یہ کچھ الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جب قدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کے شہرت زمین پر آئے کھڑی کھڑی دیکھ رہی ہو کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہنچی

لکار کر آواز دی او جھانگیر و زہرہ میں نے تلو پہچانا ابر میں کہا شک چھوگی یہ کہے گولہ مارا
 ابر چٹا دیکھا ایک تخت پر دوڑن جادو گر نیاں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں الماس کو جو جھانگیر
 نے دیکھا بچار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کر آیا قدرت کو بہکایا اب میرے
 مقابلے میں آئی ہے یہ کہے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ میں روک لیا روک کر وہی گولہ
 مارا کہ تخت جھانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹنے ہی وہ دوڑن جادو گر نیاں علیحدہ
 ہوئیں دوڑن نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
 الماس تڑپ کے نکل کر دوڑن پر جا پڑی دوڑن کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے
 ستارے الماس پر گرائے جھانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلو ابرین الماس پر برسے لیکن
 سب تلو ابرین الماس نے توڑیں ایک تلو ابر چاک کر سر پر الماس کے گری کہ سر سر سر
 الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا بھاڑا اس سے سر کو باندھا
 کچھ فون چلو میں لیا اسم سحر کا بڑھکر دوڑن پر پھینک مارا دو کتہ دین دوڑن کی گردن
 میں پڑیں الماس نے کھینچا دوڑن کی گردن میں بندھی ہوئیں کندہ دن میں لگتی ہوئیں
 الماس نے چاہا ان دوڑن کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر
 چاہا ابر کو توڑوں ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
 مگر ابر سے نہیں نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہنچا جا کر ایک گولہ مارا اور خود
 کو دک کر گر کر ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سمجھا لا الماس کے
 ہوش درست ہوئے آفتاب نے منہ پر چھینٹے پانی کے دبے الماس ان دوڑن کو
 گرفتار کیے ہوئے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آ کے پہنچیں
 ان دوڑن کو ایک دخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھا یا ان دوڑن نے
 ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
 ہیں یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے ان دوڑن کے قتل کا حکم دیا جلا دون نے انکو
 قتل کیا قتل ہونے کے بعد ان دوڑن نے در تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے
 وہ سر بیٹے ہوئے طرف طاسم ہفت پیکر کے گئے رستم اپنے فراغت کر کے

بر فرزند یونی و چشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

و کلمہ داستان حیرت بیان جاننا ایرج و نورالدین ہر کا اور قید ہو جانا
طلسم ہفت پیکر میں و صاحبقران کا پہنچنا و دیگر حالات متعلقہ داستان
ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فرا بتا ساقیا میں بیان کیا کروں عبث مجھے ساقی تو جھوڑی سر راہ پر ایرج گرو ہے کہ دونوں جوان بر سر راہ ہیں نیا آج سامان ہوا ہو بہم کہ صاحبقران خجستہ شیم کل آیا جانے کا اُنکے سبب لکھوں صاف فواج کی عیار کیا	کہ سامان ہو قید سردار کا کیا جھکو پیر مغان نے خراب ترے ہر سے صاف یہ دوری یہ منظوری مجھ کو پیر مغان کہ اس رزم سے لوگ آگاہ ہیں نہیں سعد کا حال صاحبقران گل گلشن عز و جاہ و شہ بہ صد لطف رستم کا جانا لکھوں نہ عیار بیان بلکہ مکار بیان کبھی رزم میں رنگ ہو رزم کا	ترے دور میں ایسا چین ہو کیا مجھے نبت العنید نے حجاب موصاف ہو اور نہ بیان درد کو لکھوں حال فزاد صاحبقران جل ای تو سن کلک جادو و تم رہے رنگ پر ہر کھڑی داستان بہ صد کہ و فر کوچ کرتے ہیں اب امیر عرب کا بھی آنا لکھوں اسی حال میں لطف ہو رزم کا
---	--	---

چہرہ رہروان منازل طلسمات و طوکنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت
بیان ایرج و نورالدین ہر یون تحریر فرماتے ہیں - شہر - مرصع خیالان رنگین ادا
چنین سے نگارند این ماجرا جب کہ خبر وحشت افرا گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج
نوجوان نے سنی قبضہ تیغ و دودہ سکندری پر ہاتھ رکھا اسی وقت سوار ہوئے و فیروزہ
نشان جاگیا تھا اسی تپے پر چلے عقب میں نورالدین ہر بھی آتے ہیں مگر اول ایرج نوجوان
بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ بیابانی کر کے اُس دشت پر آشوب میں پہنچے دیکھا
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بھاٹک بند بر جہاے قلعہ پر زنگیان آدم فوار قرنائین دہن سے

لگائے کھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز بروج میں ایرج نے آتے ہی لشکر اتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور بخیر دل نے عرض کی اور شہر یار یہ مقدمہ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جائزہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہنچے ایرج نے کیا
جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیزنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کریں گے
رہتے بھڑتے تابہ بادشاہ اسلام پہنچیں گے کہ آنکھ بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو تھے
وہ آپہنچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کتنا نہ مانیں گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تواب تواب کے کاٹی جبکہ عابد طب زندہ دارماہ تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر
رکھ کر سر بسجود ہوا اور ستیج جاناگر و سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان جیح زبردی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور و سببم عرض کرتا ہوا کہ شہر یار یہ
مقدمہ طلسم ہو بے سمجھ نہ جائے ایرج نے نہ مانا کھڑے کو میدان میں ہمہ گیر کیا جبکہ
میدان میں آکر لغزہ کو شکاف کیا اور طرف بھاٹک کے چلبے نے دیکھا کہ نصف
میدان طو کیا تھا کہ بھاٹک گھلا ایک زنگی ایک نازمین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پر
آکے بیٹھا اس نازمین کے ساتھ بوس و کنار کرتے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہیں اور
گلابان اُنکے ہاتھ میں دو تون کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے جوش محبت میں اس نازمین
کا بوسہ لیا اُسے سر اٹھا کر ایرج سے آنکھ لائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھ پر ظلم کرتا ہو ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور لکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہو اس نازمین سے
الگ رہ اُسے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اسکا بوسہ بر جبر لیا اتوا ایرج کو بہت ناگوار ہوا کھڑے
کو جبکہ کہ قریب خندق کے آئے لکارا کہ او بے حیا میں اُس پار آتا ہوں اُسے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے کھڑے کو ایرٹکی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ کر خندق
کے پار پہنچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازمین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہوا کہ شہر یار
آپ نے مجھ کو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچا یا خوشامد کر کے ایرج کو کمر سی پر بٹھایا ایرج

میٹھے اس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیاتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں اس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلے وہ مقام خالی غیر ہے اسی وقت ایرج اٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو بیکر اندر قلعے کے گئی ہواڑ بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے جاہاکہ روتے بیٹھے پلٹیں کہ صبح سے گرد آڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدین ہرین بدیع الزمان مع فوج آکر پہنچے ایرج کا حال سنا پڑا افسوس کیا شہر نگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدین ہر نے کہا سبحان اللہ وہ کہ پاس فروش بازاری یوں طلسم میں جانے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جانا ہوں ہر چند سب نے سمجھا یا یہ بھلا کب مانعے ہیں اس پر پوش کو ہمیں کیا طرف قلعے کے چلے کہ بھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا لٹکارا کہ ادوان کہاں آتا جو یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہو بڑے بڑے شاہ و شہر پار آئے ٹھوکر بن کھا کے چلے گئے باہر قلعہ سے نفاہ نوادون نے آواز دی کہ ادوان کیا اپنی جان سے بیزاد ہو نورالدین ہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط میدان میں پہنچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو ہمیں کر کے سامنے نورالدین ہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدین ہر نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا نورالدین ہر نے جاہاکہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو کاٹھا تھپڑ دیکر کہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مرصع پوش کے ٹٹکیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدین ہر پر ہاتھ مارا نورالدین ہر نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دو تون پٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی ہر بھر میں اُس مرصع پوش نے نورالدین ہر کو اٹھالیا ہاتھ پر توتا ہوا قلعے میں لیگیا بھاٹک بن ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے وقرنائین بجانے لگے جھڑپ ہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیز داران طلسم کشا قید ہوئے اہل لشکر دہلان کے حیران و پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بقیارہ و یحییٰ اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ صبح سے گرد آڑی سینے دیکھا زلیخہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحب قرآن مع لندھور و مالک و قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہنچے شہر نگ و شاہ پور نے بڑھ کر عرض کی کہ ادھر پلے

امینج و نور الدہر بھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جا کر قید ہو گئے
 امیر نے جو یہ حال سنا شک و حسرت انکھوں سے ٹپکانے لگا اشقر کو اسی وقت بھیج کر لیا اور
 واما اب دارینے بائیں قاسم و بائیں الزمان قبضوں پر ہاتھ رکھے پس پشت ہو کر دران
 نامی نے ہو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
 و ہرام و غیرہ چار بائیں سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
 گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین بے کھڑے تھے سب قرنائین بھونکنے لگے
 نقار چوں نے نقارے بجائے میان میں ایک غریب و صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
 ہیں کہ پہلو سے قلعہ سے گریڑاڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان
 عقب میں تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
 آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھ سے مقابلہ کریں جی تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا
 ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا چمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
 کسی کو بھیجے امیر نے طرف دست چپکے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
 سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تلو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا چمکا کر مقابلہ
 میں اس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اس جوان کے پہونچا اسے نیزہ مارا جمہور نے نیزے
 کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنیں آپس میں رد و بدل
 ہوئی تھیں کہ جمہور نے گانٹھ کر تھپیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اس جوان کے نکل گیا اس نے
 قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اس نے ایک مقام پر باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی
 ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکون لیکن نہیں رک سکتا
 دس بائیں قدم پر لاکر اس نے بگڑ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے
 کر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی اللہ و خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھالیا جست
 کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا بھانٹا قلعے کا گھلا اہل قلعہ قرنائین بجائے لگے وہ جوان
 جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا بھانٹا ہند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اس نے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُس نے میدان میں آکر غبرہ کیا جسے متناہرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے فرامرز عا و مغربی نے گھوڑا اٹھا دیا مقابلے میں اُس جوان کے پہونچا آپس میں نیزہ چلا فرامرز نیزے میں غالب آیا بعد تلوار کشتی کی ذبت آئی چار گھڑی میں اُس نے فرامرز کو اٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا بھاٹک کھلا قلعے میں داخل ہو گیا اسی طرح تا بہ شام جالینش سردار اُس طرف سے نکلا اور سے سرداران صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و لغمان بن منظر نکلا مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے میں لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بھتی ہیں اور ذبت نقارہ بجاتا ہے لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جس کا لقب گہمان کرگدن سوار ہو یہ کہہ پٹا کہ یا صاحبقران ابو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لو نگاہ کیے اُسی مقام پر اتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو دیکر پٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استاد ہوئی جلد سردار دن کو دیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمر و نے عرض کی اے شہر یار معلوم ہوتا ہو اس طلمسم کا ہفت پیکر نام ہو علاحدین چند در چند ہیں بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخل ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نورالدین ہر اور طریقے سے داخل ہوئے حضور کے سردار دن پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہو کہ حضور اپنے کو بچائیں ایسا نہ ہو کہ مقدمہ طلمسم ہو کوئی ساختہ بندگان عالی پر گندے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے میں نے خبر پائی ہو کہ اُن کھنوں نے تحفہ جات طلمسم بھی حاصل کیے اور لوح طلمسم بھی اُن کو ملی وہ آکر طلمسم میں داخل کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گہمان نے طبل جنگی بھرنجوا یا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کد و ہمارے لشکر میں بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان بھی حکم صاحبقران نقارہ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہو کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کریں جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہوگی میں خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دو وزن لشکر میں تیار بان ہونے لگیں چار پہرات اسی تیاری میں بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بعد خوش و خروش قلعہ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعلات

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صفت آرا ہوا دونوں لشکر میدان کا زار میں آئے اور
صفت آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جہین اس افسر پہلوان نے فور گینڈا چمکایا اور میدان
میں آکر آواز دی منہ گیہان کر گدن سوار جسکو منام رک کی ہو میرے مقابلے میں آئے بلدیع الزما
نے قدم مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ فواجہ میدان قرق کر دیں خود اسکے مقابلے
میں جاؤنگا فواجہ نے کلاہ ندی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے ہیرے
اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہو کر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہوں تم لوگ میرے واسطے دھا کرو کہ پروردگار مجھ کو مظفر و مسعود کرے
سب سردار پلٹے مگر بدلیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھا ہے ہوسے کھڑے ہیں امیر جو
گیہان کے مقابلے میں پہنچے تگا ورنن ہوسے فواجہ عمر و فراتے جلتے ہیں کہ ای شہزادہ
اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگا ورنن ہوسے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا اٹھاتین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھ کر آواز دی
یا صاحبقران میں پہلوان قدرت ہفت پیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھ سے مقابلہ
نیکیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تیرے مقابلے میں آئے پلٹ جانا مقابلے میں
مردان عالم کا دستور نہیں گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے
لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بعد چن طعنوں کے نیزہ کاٹھک تھپڑ مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا اُس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہیں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ خون بدن میں جوش مار رہا
ہو امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونوں جوان پیٹھ ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر حیار
قدم ریل کر لیجائے ہیں تو وہ چاہتا ہو کہ پانچ قدم ریل کر لیجائے لیکن سبب اسم اعظم سے
صاحبقران پر کوئی زور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو زیر کر دیں مگر ممکن نہیں ہوتا اسم
ایک طور پر کشتی ہو رہی ہو جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لائے ہیں گیہان تھپڑ
نکالتا ہو اور جان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق توپ کر نکل چلتے ہیں نام

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہو گئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چہ یہ
 قصد کیا کہ امیر کو زیر کر دے مگر مکان نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران بن
 واسطے جنگ و جدل کے اور شام واسطے آرام کے ہواب تشریف لیجائیے میرے آپ کے
 کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چہ کہ صاحبقران کو یلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر
 خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان بھی غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا
 وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا میں ضرور
 آپ کے مقابلے میں آؤنگا ہر چہ کہ میرے جلا سردار آپ کے سرداروں سے مقابلے کے خواہاں
 ہیں مگر اب میں میدان میں آیا آپ سے مقابل ہو امیر سے آپ کے فیصلہ ہو لے تو
 سرداروں سے سردار لڑیں صاحبقران ہلے سپر و شمشیر اٹھائی اشتهر پر سوار ہو کے چلا
 کنارے تک لشکر کے نہ پہنچے تھے کہ لشکر میں ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت کو کو
 یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیکیا امیر کو مال سنگ
 بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر میں بڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے
 میں لیکیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ میں آئے سر جھکا کر بیٹھے عمر و نے پوچھا کیوں
 آقا سے نامدار مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانوں سے مقابلہ کیا مگر
 یہ پہلوان ایسا زبردست ہو کہ خدا نے آبرو بجائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھے اسکے ہاتھ سے
 کیونکر پنجہ لگا مگر خواجہ تنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیکیا یہ ذکر تھا کہ ہر کارے حاضر
 ہوئے بعد دعاؤں کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہہ دو کہ
 ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے اور بھی طبل جنگی بجا دو تو ان لشکروں
 میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا۔

روز دیگر کین جہان بو عرور	یافت از سر چشمہ نور شیدوار
ترک روز آخر بہ این زرین سپر	ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سپر

صبح کو دو فون لشکر میدان کا رزار میں آئے صفیں جہین گیہان کر گدن سوار سے گیتا اپنا
 نکالا میدان کا رزار میں آکر سمجھوری دکھانے لگا کینٹے کو چکارا ہوا نیزہ ہار رہا ہے

صاحبقران

صاحبقران آمادہ کھڑے ہیں کہ یہ آواز دے تو میں میدان کارزار میں جاؤں مگر فرما ہے
 کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہو پروردگار آبرو بچائے گیہان گیندے کو روک
 کھڑا ہوا آواز دی کہ کہاں ہیں صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرائے گرداڑی سب دیکھنے
 لگے دیکھا چند لکھ ہرے ابر آسمان پر کھڑے ہوئے نمایاں ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
 ساحر و غیر ساحرون کے جماد امیر نے دیکھ کر رستم مرکب استرالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
 ایک دیوانہ ژولیدہ موجود بہت کا ندھے پر کھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چارسی
 دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ میں اس
 کرد فر سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان میں دیکھا سمک نے جرحا
 بر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی او شہر پار پہلوان میدان میں ہو آپ کے قبلہ و کعبہ کو لاکھ
 فرما ہو صاحبقران نکلا چاہتے ہیں رستم نے دین سے مرکب کو ہمیز کیا فرمایا اوجیہا میں
 تیرے مقابلے میں آتا ہوں مرکب پر کوڑا اٹھا یا وہ مرکب بادر فتار طرارہ بھر کے چلتا میں
 ٹھیکوں میں مقابلہ گیہان میں پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
 فرمایا اوجیہا ہم تیرے ہم نبرد ہیں صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوئے
 صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلا بلا سب حال پوچھا اس کیفیت
 سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکھ ہرے ابر آسمان پر کھڑا ہے میں اس میں بڑے
 بڑے ساحر مخفی ہیں اور رستم کے شریک ہیں کائنات کے ساحر میں علم نیرنگ و شعبہ
 سے بخوبی ماہر ہیں صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
 رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنا
 پر لیا چند طعنیں آہیں میں رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
 قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقاب نیام انتقام سے کھینچ کر خیردار خبردار لکھے رستم پر ہاتھ مارا رستم
 نے تیغہ ہفت جو ہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
 تیغہ ہفت جو ہر کا مارا اسنے سپر نوادی چہرے کی بناہ کی مگر تیغہ ہفت جو ہر جو بڑا
 سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرایا تو قبضہ سپر پر چمکا تھا یازیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا مار کر گہیاں کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سالنے کھڑی ہوئیں
 اٹھا کر رستم پر چلی رستم لغزہ کر کے اُن سب پر چا پڑے۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب
 کیست علیشاہ جو رستم لقب + دیگر علیشاہ رومی شہنشاہ زور + کہ بر تخت مرزوق افغانہ شہزاد
 ہزیر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین بر شمشیر غلات +
 ترزل قند در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زخم + زگا و زمین تیغ وین بر کسبم +
 فوج کفار پر چا پڑے جس پہلو ان نے سامنا کیا اُسکو لہڑ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
 کئی سی پہلو ان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
 بھاگی رستم اُنکو روکتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرناؤ اور
 نے قرنائین بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرناؤ اور ان نے آواز
 دی تو اہل فوج چلے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر اس کے
 رستم نے لوح کو چمکایا اپنی مین غرض پہلی ایک آہو جستہ کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
 نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہو صحرا میں جا کر آہو قاب ہو رستم اُسکے نقاب
 میں ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا او قتلح طلسم وای سیار این عجاایا
 ایسے کو چاہ میں مع مرکب گراو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئین میں فوراً بھاگا پڑا
 سمک پیدا آئی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہاں سے ہلٹا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک
 نے پوچھا آفتاب کہاں گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین میں مع کھوڑے پھاند پڑے
 آفتاب اسی جانب جلا شہرت مرصع پوش نے کہا او آفتاب جس را سے طلسم کشا
 گئے ہیں اس را سے ہم تم نہیں جانتے ہمارا تمھارا اور راستہ ہو آفتاب نے الماس
 پر چھایا کہون ای ملک عالم کس طرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پوچھیں الماس نے کہا میں
 جانتی ہوں میرے پیچھے حکو آنا ہر جلد آئے یہ کہ الماس آگے بڑھی آفتاب جہول
 و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آئے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
 آواز دی ہو را ہر شہر میں راو جلا آئے کہ طلسم میں لپیلا دیکھا رو کوہ سے ایک ساحر شہر
 پر تمام نمایاں ہوا پکارا ہوا او ملک عالم آئے آگے آئے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس آفتاب

و شہرت و حملال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ میں رکھا آواز آئی اور راہبر کسی لیے جاتا ہو یہ لوگ دشمن خداوند نہیں پہلو سے ایک ساحر فوجی جھبٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لیا الماس نے پیچھے شکر زلف عنبرین کو گردش کی جیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے شکر ایک تہہ زمین پر مارا الماس لڑکھڑکھ کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ دوں آفتاب نے لگا کر اوڑنالا ق کیا کرتا ہے ساحر نے پھر دو تہہ زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑکھ کر گرا حملال نے بڑھ کر سحر کیا حملال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھ کر آواز دی اسے مجھ کو سچا بتاؤ یا نہیں اُس ساحر نے جو حال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھوں سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی اُس ساحر کا منہ گلزار ہوا آنکھیں سرخ ہوئیں منتیں کرنے لگا کہتا تھا اور سرتاج معشوقان میں تو دست سے تمہارا اشتاق تھا سحر کی راقین تراب تراب کے کاٹیں شکر ہو خداوند ہفت سیکر کا کہ جمال بے مثال تمہارا دیکھا برسوں تڑپتے گذرے اب کیفیت ہی لفظ

نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعمیر سے
اسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
لگنے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے
تھا شکون ہی مدعا بیان نامہ کی تحریر سے
منہ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تحریر سے
سجی رہتی نہیں کیا فائدہ تعمیر سے

ہو فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے
ہم بھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے
بزم دشمن سے نہ اٹھے وہ کسی تدبیر سے
میرے لکھے کوٹا یا آپ نے اچھا بچا
جائے شربت مرتے دم بھی خون پلا یا یا
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہکا یا
سر چکاتا ہی قلع میں مومن خانہ خراب

یہ اشعار بڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا لگا اور ملکہ عالم راہ زن میرا نام ہو راہبر وہ
کھڑا ہو قشر لطف پہلے یہ لکھے راہ زن اور راہبر گے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا
آفتاب و حملال پر سے سحر اُتارا اب دو فون ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چاروں کو
پہلے درہ کوہ سے ٹھوڑی دیر میں نکل دیکھا ایک صحرا سے ویران کف دست میدان چلا

سنان کچھ نخل چلے ہوئے خاک اڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائیں سائیں کی آ رہی ہو
 زراغ وزغن غل مچاتے پھرتے ہیں انکو چلے ہوئے جو دیکھا ایک زراغ اُن سب کے پیچ سے
 نکلا نکلا کر بلند ہوا پکار کر آواز دی اور ساکنان صحرا سے دیران ہمارا بیان طلسم کشا اس
 راستے سے جانے ہیں کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھک
 آواز دی کیون سنان ہکو روکتے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا سمجھ
 نگاہ ملاؤ اگلی محبتیں یاد کرو یہ کیلے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
 آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ پھر پھر کا بنی کانپ کر پکار اُٹھی اور آفتاب ای کا ہن طلسمی ہم تو
 مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینے
 لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لائے جا رہے ہیں کہ تمکو بھٹکا میں آفتاب
 نے کہا ای سنان تمکو گوارا ہو گا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہنچو بلکہ طلسم کشا
 سے ملاقات نہ ہو ای سنان ان دونوں کو روکو یہ بد باطن ہیں سنان نے بڑھک آواز
 دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بھٹکا تا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی اری ہوئی
 ہمارا یہی کام ہی اسی الٹ پلٹ میں ہمارا نام ہو آخر دونوں نے تلواریں کھینچیں راہبر اور
 راہ زن سنان کی سمت چلے سنان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہوتیوں
 میں سحر چل رہا ہی الماس نے سنان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنان نے جو
 الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملائے ہی سنان کو بڑا غصہ آیا نیچے کھینچی پہلے راہبر کو نیچے
 مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونوں کا سر زخمی کیا دونوں کا سر زخمی ہونا تھا کہ دونوں نے
 خون اپنے اپنے سروں کا پیکر سنان پر پھینکا مارا دونوں کے سر کا خون جو جسم پر سنان
 کے پڑا سنان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل پچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
 دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب میں جاکر خاک ہوا چاہتی ہوں الماس نے بڑھک دونوں پر
 ہلانے برق چمکی ابرا آیا اور اس پر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنان ہوش میں
 آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ بھوٹا اُسکا پانی لیکر سنان نے راہ زن
 پر پھینکا مارا راہ زن کے بن پانی پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برسائے یہ جو

سنان نے دیکھا نیچے کھینچ کر قریب راہبر آئی لٹکارا کہ اوجھیا کیا کرتا ہو اپنی تو خبر لے یہ لکھا
ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دو نوٹن لڑا کھڑے سنان نے بڑھ کر ایک نیچے
مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوئے راہ زن کا مرنے کا راہبر نے سنان پر نیچے مارا دو نوٹن
میں دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سرتا کر کر بڑھاتے مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوئے
سنان جو مرکز گری جسم کا اُس کے فون جو راہبر پر پڑا یہ بھی چلنے لگا جب ان تینوں سرور کا
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحرا سے ویران میں تھے یا ایک صحرا سے پرہار ہی جاؤ تو
کی پکار بھویوں کے رخسار مثل شعلہ آتش دہک رہے ہیں پیٹھے چٹک رہے ہیں غل سرسبز
و شاداب نیچے ہائے گل لا جواب ہرین موج مار رہی ہیں موجیں مثل تلوار کے چمک رہی ہیں
عند لیبان خوشنوا چمک رہی ہیں ایک مقام پر صد ہا بلبلین جمع ہیں ایک غزلیف خوشنوا
یہ اشعار گارہی ہی۔ نقطہ

گر غیر کے گھر سے نہ دلا رام نکلتا میں دہم سے مرنے ہوں وہاں جسے اُسکے کرتے جو مجھے یاد شب وصل بعد و تم ہر ایک سے اُس بزم میں سب پوچھتے تھے ورین نہیں مومن کے نصیبوں میں جو ہوں	دم کا ہیگیو یوں دی دل ناکام نکلتا قاصد کی زبان سے نہیں پیغام نکلتا کیا صبح کہ نور شیدہ نہ تا شام نکلتا تھا لطف جو کوئی مرا ہمت نام نکلتا بت خانے ہی سے کیوں یہ بد انجام نکلتا
---	---

یہ اشعار جو ان سب نے سنے آفتاب نے دیکھ کر آواز دی یارو دیکھا تھے صحرا تبدیل ہوا
عند لیبان خوشنوا ہلکے تلو سمجھا رہی ہیں اب ہمارا ہاتھ ساتھ رہنا بہتر نہیں ورنہ گرفتار
ہو جائیگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہیں معلوم طلسم کشا
کس مقام پر ہیں آفتاب نے جو یہ باتیں کین الماس نے سچے ہنسر گو کہ مارا زمین سے غبار
پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر میں مخفی ہوئی ابر ایک
جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر لگاؤں تیار کیا اُس ابر میں مخفی ہوئی جھونکے بولے سرور
کے چلتے ہوئے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھوٹا ہوا اُسے
آیا مثل آفتاب عالم تاب اُس میں چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا حلال نے

ایر سوئی آرستہ کیا یہ شکل ماہ تابان بنکر اس ایر میں مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون باحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہو گا مگر رستم پیل تن جو کونین میں داخل ہوک
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب میں جا کر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزار ہا نخل پڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آرستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلہ سے کے آرستہ میں کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہو رستم اس صحرا کو دیکھ
رہے ہیں بہت محظوظ ہوئے اب ایک نخل کے سائے میں جا کر اترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت مول خیز و فرح انگیز میں داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس
تعداد سے دروزبان کو تعداد میں فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح م شروع کیا چند مرتبہ
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوئے پیدا ہوئے وہ جوان جو سب کے آگے ہو اسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہو سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا بکا کہ دور رہی سے آواز دی دو طلمسم کشا سارا گھنٹہ ٹکوا اس
لوح پر ہو کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعویٰ جرات ہو تو میرے مقابلے میں آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم بڑھ رہے تھے کہنا اسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اسنے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرات ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے میں
نہیں آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہیں بزرگوں کا جو اس پہلوان نے
نام یا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بھیا کیا کہتا ہو میں تیرے مقابلے میں آتا ہوں
یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہو نیزہ ہلا رہا ہو رستم کھوڑے پر
سوار ہو کر مقابلے میں اسے پہونچے تگاو رزن ہوئے اسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنوں میں نیزہ اسکا ہوائی کیا نیزہ ٹکنا کہ اسنے ساتھ والوں سے پکار کر آواز دی باز
تم دیکھتے ہو طلمسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہو چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار کھوڑے
اٹھ کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغہ ہفت جو ہر گھینچا ان سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہو مقابلہ میں رستم کے نہیں آتا سواروں کو

ترغیب دے رہا ہو جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے
 قریب اُس وان کے پہنچے پکار کر آواز دی او نامزد برے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں
 نہیں آتا تب اُسے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پرور کا کو
 ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ
 صحرا تاریک ہو گیا آوازیں مختلف آئیں پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام من سرخ فام سرخ پوش
 بود رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا سرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
 اندھیرا رفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحراے مختصر ہی سائے میں پہاڑ کے میں کھڑا
 ہوں حیران ہوئے کہ اسی رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہو شام قریب تھی مرکب سے اُترے سائے
 میں ایک نخل کے زین پوش بچا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درہ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھ کر بھڑک
 پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہر من صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہو
 بیٹھی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہو اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول
 کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہو غراب کہتا ہو کہ مقام پر سرخ فام کے پہنچے ہیں وہ ضرور
 دھوکا دینا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہو کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو
 فتح کر لیں وہ مشکل پڑی کہ نوبت بجان و کاروبہ استخوان پہنچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے
 آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہیں سب غلام اپنی
 آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سکر اٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد کہان ارادہ
 جانے کا ہو غراب نے کہا میرے قتل طلسم کشا جانا ہوں سہیم نے کہا اے والد تحفہ جات و
 لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور پر وار جل جائے غراب نے کہا اے
 نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہو کیونکہ مقابلہ نہ کریں سہیم نے کہا فوج کو بھیج دیجئے وہ جا
 گھر کے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے
 مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
 کہ سرحد طلسم ہفت پیکہ پہلوانان نامی سے خال ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ بوطیل یکتائی
 بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھرتے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام نہیں رہتا

سہیم گوہر پوش نے کہا کہ والد نامہ دار آپ اس قدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہیں اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو میں جا کر دیکھ آؤں آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جا کر دیکھ آئیں اُس کے بھارت کشی کیجائے یہ صلاحین کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئیں طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ رہا ہی دختر میری سحر میں طاق شہرہ آفاق ہو کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شہر سے اُس کو آتے ہیں ایک شہر اگر اُس کا چل گیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئیں گے راہ میں سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تیرے کروں کہ دربار طلسم کشا دیکھوں ساحر و غیر ساحر جو اُن کے ساتھ ہیں اُن سب کو نگاہ میں لوں موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کروں سب دیوانے ہو کر الگ جا میں طلسم کشا خدمت والدین آئیں یہ سوچ کر ایک پہاڑ پر بھڑی صورت اپنی تہیل کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھونچ کر خراب صورت میں خلافت وضع اُس اندھیری رات میں دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں ایک شخص بیٹھا ہو مرکب مثل نگہبان گرد و پیر ہا ہو آخر یہ دیکھ کر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہو گیا کہ طلسم کشا کیلئے اس مقام بہت ہی بہتر ہے رات بسر کرنے کو رہ نخل بیٹھے ہیں پہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیر دن کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے میں تحفہ جات زیب جسم قبضہ برقیہ ہفت جوہر کے ہاتھ زریں سپر اپر تلیہ کیے بیٹھے ہیں کہ سہیم شاستی ہوئی رہ نخل پہونچی مرکب ا حیل نے جو در ستر شخص کی آجٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رسم نے آنکھ کھول دی سر جو اٹھایا عارض اُور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہو سہیم کی نگاہ بڑھی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو نیل ہلال آنکھیں بعید چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہر ہے میں جسکی مثالی شاعر کہتا ہے۔

زلف رسا ہی با شیب سراج سر بلند	یا قہر سیون کے صید کو کھینچتی ہی یہ کینہ
یا بین وہ مادر شاہ ضیا کا فود پسند	ہی جسکی دست پر سے آفاق کو گزشتہ
آشفہ اس سے ایک پینیل نہیں ملتا کہ	دل خون خشک شاک کا ناتہ فتن میں نہ

اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا میرا ہر یا کہ شام غریبان یہ بر ملا مکمل نہیں ہو پیشبیلار سے فرق ہو	ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا یہ ابر آفتاب کے پہلو میں جھا گیا خورشید رو سے یار کی گوزلف شرق ہو
آفت ہوئی ستم ہوئی قسم خدا ہوئی عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی کھا کھا کے رشک بنجہ شمشاد شل ہوا	شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی زلفین سنوارنے میں جو شانہ شل ہوا
جادو ہوئے نام سے دنیا میں بے نشان آشوب و ہر فتنہ آفاق ہیں عیان دم سورد صا د کا میں کروں کیوں ہلاک ہوں	ہیں مجھ سے وہ چشم خرد بین میں بگیان دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان پوچھے ز چشم زخم کہیں خوف ناک ہوں
جتون نے کشتہ دم تیغ ادا کیا آنکھیں کبھی چرا کے مرادم چرایا ترجیحی اگر نظر کی تو برجیحی دوسار تھی	اُس چشم مست نے مجھے ہیوش کر دیا مار نکاہ لطف سے احسنم جگر سیا سیدھی نگاہ حیر سی سینے کے پار تھی
رگہا سے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ پہنے ہوئے ہو چشم یہ وردی سیاہ رنگ یا ہر صید باز نے پہنچے نکالے ہیں	پہلو سے گل کی خار ہیں پلکین کہ ہیں خدنگ یا فوج کی صفیں ہیں ہمایہ رزم و جنگ پلکوں سے ترک چشم نے بھلا سنبھالے ہیں
<p>جمال جہان آرا سے رستم دیکھ کر سہیم کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرا یا ہر چہر چاہا ضبط کروں نہو سکا آخر لہر اگر کری ہیوش ہو گئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پالیہ تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہو قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بہ لی لباس بھی عمدہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو رستم سر پہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب یہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال برو سے خمار کھینچی ہوئی تلوار آنکھیں بہ سبب غشی کے بند دو پٹہ سینے سے سر کا نار بستان کا اٹھا قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھ کر سب نازنینان جہین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا</p>	

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سرزانو پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض پر اس مجہدین کے
 بڑے اشکوں نے کام کلاب کا کیا زلفت عنبرین کی بوجہ دماغ میں پہونچی گویا نخلۂ سلگھیا یا
 سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیہ زانو سے
 محبوب کو ہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا او شہزاد
 آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتہ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
 اسی زین پوش بد جگہ دی بدلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا او سر تاج
 معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
 اس شب قمرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا او شہزاد آپ نے
 جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُس نے عجب شہیدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اس
 عاشقہ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُس نے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
 میں بھیجا میرا باب غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہو چند ساحر آپ کو دیکھ کر گئے
 غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر شکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرہ آفاق مستور ہے
 بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا لے
 لاؤ یہ جمیعت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کر لیں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر ایسی گرفتار
 ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
 آپ کے ساتھ ہیں ان سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہو اس
 سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اسی صحرا میں پہونچیں اور اسی سم کو اسی تعداد سے ختم
 کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شہیدے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں
 اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہو کہ ان مکاروں کے مارے سے بچیں اور منزل مقصود
 تک پہونچیں پھر جو امور ات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد
 میں آتا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھ کو کچھ بن سنیں پڑتا اگر
 تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کو شمش کردن تو باپ کے
 قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جب تک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاسی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتیں ہیں اگر کسی بلا میں پھنسے تو نکلنا دشوار ہو گا کیا اگر شہر
 کو دن اب مناسب یہ ہو کہ میں رخصت ہوتی ہوں رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کیا
 میں دل و جان سے آپ کی مطیع ہوں جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
 ہو یہ وہ مرحلہ ہو کہ جس پر بڑے بڑے ساحر اگر حیران ہوئے اور میرے ہی ہاتھ سے مار کے
 گئے میں اب خود بادی ملک غرابیہ جاہتی ہوں میں جا کر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
 باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھ کر دربار غراب میں تشریف لائیں مجھ سے جو کچھ
 خیر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو حملت
 پائی ورنہ تکلیف ہو جب آپ دربار میں تشریف لائیں گے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
 بلوہ کر لیا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا میں کدو کوشش کرونگی ساحر دن کو آپ پر بلوہ
 نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتیں نہ کرنے
 پائے تھے کہ طائرین نے آسمانوں سے سر نکالے چکارنے لگے ستارہ سحری آسمان جھپکا
 سہیم نے گھبرا کر کہا کہ شہر بار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہیں اب میں رخصت
 ہوتی ہوں ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب فوش اسلوب آنکھوں کے سامنے
 سے جائے مگر مجبور کہ رہنشی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کر کے طرف بارگاہ
 غراب کے چلی رستم انتظار میں ہیں کہ روشنی ہوئے تو میں سوار ہوں اتفاقاً جب
 سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیرو فر تو رہا اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہو کہ سہیم دیکھ کر
 شاید عاشق ہو میں بھی پردے میں جلوں دیکھوں اسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
 بتائی کیل کو قتل کر لیا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوئے
 لوح ایسی شرمستیاں ہوئی تو اس معطل جادو اسکا خیال ضرور بے معطل جادو ایک
 طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتوں کی آڑ میں چھپا یا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیوہ
 ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہو کر وعدے و وعید کے معطل نے چونکہ غراب
 کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا
 دربار غراب میں جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہو کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل و جان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیریں بتا گئی ہیں
 میں لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درہ کوہ میں آئی اور سہیم کی
 صورت پیکر درہ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا او شہریار مجھے کچھ اور عرض
 کرنا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملک خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب اگر کہا
 ذرا میں لوح دیکھوں کہ وہی لوح ہو کوئی افتاد تو نہیں پڑی رستم جان گئے ہیں کہ سہیم عاشق
 صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اتار کر تہ میں سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
 دیکھتے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیا کہا او شہریار کلاہ بھی دیکھوں رستم کلاہ اتارنے لگے مگر
 معطل جادو نے لوح جو جھولی میں رکھی عکس اسکا بڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
 دیکھا ایک ضعیفہ فروتہ مکر میں خم ٹھجریان پڑی ہوئیں فرمایا ارے تو کون ہو جا ہا کہ تیغہ
 چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اس کے تعاقب میں چلے کھوڑی دور دورے
 تھے کہ ایک مقام پر کھڑو کر کھائی آخر تک کر اسی مقام پر کھڑو گئے معطل جادو لوح و تیغہ
 ہاتھ میں لیے ہوئے پاس غراب کے پہنچی غراب محل میں تھا ابھی سہیم نہ پہنچی تھی
 کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا او غراب تیری دختر
 نے سب تدبیر میرے قتل کی طلسم کشا کو بتا دی میں اس طرح چھپ کر گئی مجھ کو یقین تھا کہ
 جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیاں آپ سے مہر ہو کر عاشق ہوئیں کہ کھراچنے
 برادر کرائے بزرگوں کو قتل کر یا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جا کر عاشق ہو عین وقت
 شباب رستم رشاک آفتاب اس کے دم عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی
 مائل ہوئی بیہوش ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بدار ہوئی آپ کے
 قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہو کر چلی آئی میں نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
 کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو ٹھجریٹا صورت اصلی ہو گئی اب یہ دونوں تھے موجود
 ہیں اور صاحبزادی آتی ہوگی ان چیزوں کو احتیاط سے رکھیں میں امروز فردا میں طلسم کشا
 کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہو گا غراب بیٹی کا حال سن کر جھٹک گیا
 غصے میں کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تیغہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جان ہوا کا بھی نہ

گزر نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو پریدہ کو مزاد دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کروں
کہ جہاں کوئی نہ پہنچ سکے مگر اسی امان تھے وہ احسان کیا کہ میں مختار شکر یہ نہیں ادا
کر سکتا اہل قلعہ غرابیہ کی تھے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم میں ایسے ایسے ساحر
میں کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونے کے خطرے جات پر دھرے جائیں گے مگر ابتدا ہی میں تھے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت غش ہو گئے اب دربار میں آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گو ہر پوش گھبرائی ہوئی آکر پہنچی باب کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں
بٹھا کیا کیا سہیم نے کہا میں نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی جو صبح و شام میں گرفتار کو دیکھا
رنگ میں نے جہاں ہو غراب نے کہا اؤ گیسو پریدہ واو شوخ ویدہ جا کر دھکڑے کو دیکھ
عاشق ہوئی بیوقوف ہو کے گری طلسم کشا نے سزاؤ پر رکھا میری دانی امان سب تراش
دیکھ رہی تھیں میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیفہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچ گیا اب دانی امان اُسکو گرفتار کر لینی سہیم نے یہ شکر چاہا کہ اُن ٹھون
اڑ بھڑکے گا جہاں غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سکر کے ہاتھ پکڑ لیا جہاں مہطل جادو
نے جہ دیکھا کہ یہ نوجوان جو لڑ بھڑکے گا بھائی تو طلسم کشا کو بھائی کی جھپٹ کے پہلو پر آئی حلقہ
کنڈھ سحراریے وہ گردن میں سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا دیان میں سوزن دی اسے سیاہ جسم میں لپٹائے قفل را سیاہ دہن
پر رنگا یا نام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھا کہ سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کرے گا غراب اسے زندہ نہ چھوڑے گا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہیں جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کر کے ایک تخت سحر بنا لوح و تیفہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو کبھی اسی
سوار کیا مہطل نے پوچھا اسی نور نظر اسکو کہاں لے جاؤ گے کہا ایسے مقام پر لے جاؤ گا کہ جہاں
ہو اکا بھی گزر نہ ہو اسی ماور مہربان باغ سو مناتہ میں قید کر دھکا کہ وہ مقام سخت و سندان
ہو ساتھ ستر ہزار ساحر و لان رہتا ہی مگر کسی کو خبر نہیں ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سنانا ہی یہ کیسے تخت کو بلند کیا پھر بھر کال رہروی کی سہیم نے دیکھا پنج جنگل میں ایک بان
ہی گر یا بالکل دیران چسار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کنڈھ میں برباد درخت گرے ہوئے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل رنگ ہزار ہا طائر درختوں پر خاموش بیٹھے ہیں چہا رہا نہ
 دیکھ رہے ہیں بیچ میں باغ کے ایک گنبد کہہ بنا ہوا ہو اسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو
 لیے دروازے پر اس گنبد کے اڑا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد میں
 صدمہ بہت بھر کے رکھے ہیں غراب بیٹی کو لیکر اس تنہا گئے میں آیا بیٹی کو بیچ میں تون کے
 بٹھا دیا اُنھیں تون کے آگے لوح و تیغ رکھ کر کہا کہ یا خداوندہ لات و منات سوا میرے
 کوئی اس مقام پر نہ آ سکے اگر شاید کوئی آئے تو اسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص
 زندہ و بیچ کے نہ جائے یہ کہے کچھ سحر کیا کہ وہ بت بھر کے مثل انسان کے کھڑے ہو گئے تیغ پر
 نگاہ ڈالے ہوئے مثل رہے ہیں یہ سامان کر کے باہر نکلا بھر گنبد میں قفل لگایا کبھی اپنے
 جوڑے میں رکھی بکار کر آوازی ای نگہبانان باغ سو منات تیر خردار کوئی غیر اس باغ میں
 نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
 کر کے اکیلا رواد ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
 اُس میں آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
 دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آئے ہو آفتاب نے کہا مجھے متاں کہ قدرت
 طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی نکلے ہیں جہان
 طلسم کشا میں اُنھیں گرفتار کر لین جا سجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب
 نے کہا اگر آفتاب وہ میری سرحد میں ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسے جان دیکر طلسم
 کو میری سرحد میں پہونچا دیا معطل جاو وایہ میری دیان پہونچی لوح اور تیغ لے لیا
 بیٹی میری طلسم کشا پر ناکل ہو میں نے اسے بھی گرفتار کیا باغ سو منات تیرہ میں قید کرنا
 وہیں لوح اور تیغ بھی رکھا ہی اس باغ میں کوئی جان نہیں سکتا یہی کام کر کے پلٹا ہوں
 میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتا دو حکام گرفتار کر لینا آفتاب نے سب حال
 غراب سے پوچھا پوچھ کر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
 طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی صحرائ میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا حیر ہا ہر گھوڑے
 کو پہچانا اتر کے زمین پر آیا بکار کر آوازی ای مرکب وفادار آفتاب اس مقام

پر ہو مرکب نے سر اٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
 دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ او
 آفتاب تم ہم سے جدا ہو گئے ہمنے بڑا دھوکا کھا یا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
 لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو ب حال معلوم ہو گیا ملک سہیم کو ہر پوش دختر غراب سرکار
 پر عاشق ہو کر گئی وہاں گرفتار ہوئی معطل جا دو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہو کس
 مکر سے سرکار کے سامنے ہو بخج رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور
 زرہ بھی دیدیا ایسا اٹھنے دوں مگر پھیلا یا نکل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے
 اسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اڑانا ہوا طرف باغ
 سومناتیمہ کے چلا یہاں غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو صاحبو میں نے بیٹی کا
 پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہو کہ خداوند کہنے نگہبان میں کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے
 سامنے جلتے فوراً خکار ہو سکتے پتھر کے ٹہل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے
 صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیاں عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا
 دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا
 کا بیٹنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے
 ہیں کاہن طلسم ہو ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لایگا صرف مراد یہ ہو کہ کلاہ و زرہ لے لیتا
 پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی امان نے لوح طلسم کی
 اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی وہاں
 کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیمہ میں جا سکے اور سامنے گنبد کے کھڑے
 ساٹھ ہزار نگہبان وہاں موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ
 دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لیں اگر ساحری و جہشید ہو تو وہ بھی گرفتار
 ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلارہا ہو مگر آفتاب جو رستم کو بیکر چلا تھوڑی دیر
 چلا تھا کہ سامنے سے ابرو کو ہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی جھک سامنے آفتاب
 کے آکر بیٹھا دیکھا ملک الماس یہ رعنائی تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھا طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پائے تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیوں آفتاب خمر بار کو کمان لیچلے آفتاب نے
 سب حال بیان کیا کہا کہ لوح الہیہ سے کئی تینہ قبضے سے نکل گیا لیجا کر باغ سو مناہیہ میں
 رکھا ہو الماس نے کہا اے آفتاب باغ سو مناہیہ ہمارا دیکھا بھلا ہو وہ جو ہزاروں
 طاہرین وہی ساحرین زمرہ سرائی کر رہے ہیں وقت یہ وہی ساحر شینگ پہلے انھیں
 کو روک دینگے یہ کہنے الماس آگے بڑھی کہا اے آفتاب تم عقب سے آؤ میں جل کر
 انتظام کرتی ہوں رستم نے گھبرا کر کہا اے الماس ایک خیال وہ ہے کہ دفتر غراب سیہیم
 گوہر پوش بھی اسی گنبد میں ہو اسکو بہ لطف نکالنا نام سیہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
 بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا اے شہر یار کسی کی ذراست سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
 اسی کو رہا کر لی تب لوح اور تینہ قبضے میں کر لی یہ کھلے الماس نے ابراہیم بڑھایا باغ پر اگر
 ابراہیم طاہرین نے جو ابراہیم بڑھایا دیکھا چاہا کہ درختوں سے اڑیں غفلت کریں الماس نے
 لکھ ابراہیم اشارہ کیا چند عقاب قوی الجھڑے اپنے اُنکے مثل آہن تھے ابراہیم سے نکلے طاہرین
 گرے جس طاہر نے جابا منتقار کھولے اسی طاہر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طاہرین کو
 مارا چند طاہرین کو غریب کیا درخت جو ہرے تھے چوہوں سے پھرے تھے وہ لہرا کے
 گرنے لگے کئی سو نخل گرا طاہر اُن درختوں میں دبے طاہرین کو مار کر الماس ابراہیم اتاری
 سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری دیکر آدھی باز ہی آدھی اوڑھی بیٹھ کر سحر کرنے لگی
 اسطرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ شہر پیدا ہوا اس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
 سیہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا جو معلوم ہوتا ہو ماہ تابان اپنے سج میں
 ہو یا گوہر ہے بہا اپنے سج میں ہو الماس سیہیم کو دیکھ کر شہر گئی دل سے کہتی ہو اسی نازنین
 پر شہر یار کیوں نہ فریقہ ہوں تمام اعضا سا بنے میں ڈھلے ہوئے ہیں ریخیدہ کبیرہ بیٹی
 دعائیں مانگ رہی ہو کہ اے خالق لیل و نهار اس کنیز کو اپنی چالے کو الماس نے پکار کر آؤ
 دی اے ملک نہ گھبرا سچے میں بھی کنیز طلسم کشا ہوں وہ بھی قشر بیتا لاسے تے ہیں آپس کے
 قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو گیا ہر راہ آفتاب فلک سیر کے آئے ہیں یہ کہنے
 الماس اندر گنبد کے گھسی چلے پتھر کے جو گرد سیہیم پھر رہے تھے اُن چلوں نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد میں کون آتا ہے یہ گنبد خزانہ راز ہے سوائے غراب کے اور کسی کو آنے کا حکم نہیں ہے الماس نے بکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہم کو غراب نے بھیجا ہے اسی نے حکم دیا ہے کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو رو کوٹے تو بہت چتاؤ گے یہ کہنے الماس آگے بڑھی جیسے ہی گنبد میں قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ اے ملکہ عالم وادی شاہزادی والا چشم ہم وہ پتلے ہیں کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہے کوٹے سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا پس باہر نکلیا و یہاں زیادہ باتیں نہ بناؤ الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دنا ہوا اُس پتلے نے ایک چھنجواری اپنے ساتھ والوں کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سمن بر بھیر بدعت کرتی ہے غالی کیا بیٹھے ہو اسکو رو کو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو چر چکا پتھر کے اُس گنبد میں تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو رو کھٹکے اس سرے میں آفتاب مع طلسم کشا آ کے پہونچا اسے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ رہی ہے پتلے الماس کو قریب سہیم کو ہر پوش کے نہیں جانے دیتے آفتاب دروازے پر آیا آفتاب بنگے چکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوئے جو جس مقام پر تھا اسی مقام پر ٹھہرا آفتاب نے بکار کر آواز دی اے الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی کہ سہیم کو رہا کروں کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قیل الماس میں کوشش کی جاکر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پتلون آفتاب نے جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلاڑ کھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے فونکا فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسم میں برفون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کی بھی چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہیں چاہتے ہیں گرفتار کریں سہیم یکایک کر دعائیں مانگ رہی ہے کہ اے خالق یسلی و ہمارے میری رہائی کو آئے ہیں انکو آفتاب ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہیں جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے کئی پتلون کو آفتاب بنگے جلایا الماس نے گارہ سحر سے کئی پتلے مارے ظاہر میں وہ مرکز

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہو گئے روکنے لگے رستم کی کمر میں تلوار لگی تھی اُسکو
 کھینچ کر لغزہ کیا۔ لغزہ رستم۔ ارشاد اولاد امیر عرب + کیست عشاہ چو رستم لقب +
 دیگر۔ عشاہ روحی شہ فیل زور + کہ بر تخت مزدوق انگیزہ شور + ہر بر زمان رستم بزوان +
 نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے لغزہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک بتلے پر بڑھ کے
 ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہ یار
 تیغہ ہفت جو ہر اٹھالیجے عشاہ نے بڑھ کر تیغہ ہفت جو ہر اٹھالیا اُس تیغے کو کھینچا
 جس بتلے پر عکس تیغہ ہفت جو ہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا کہ
 ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہو یاں نام و تنگ
 ہر مدت سے اس گنبد میں رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
 کر رہے ہیں غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہو کر دشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہو کہ اب سہیم تڑپ
 تڑپ کے مرنگی وزیر و مشیر کہتے ہیں حضور اُسکی خطا معاف کیجئے اتفاق سے اُس سے
 ایسا معاملہ ہوا طلمسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہو اُنکی طلمسم کشائی انھیں
 تار نہان مہر جبین کی مدد پر موقوف ہو غراب کہتا ہو یار دہننے دیکھا میرے سامنے منہ سے
 کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گے بند سے بند جدا ہو گا محبت طلمسم کشا دلیر
 تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہو کہ میں محبت سے طلمسم کشا کی ہاتھ اٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
 بتلون کے آواز کان میں آئی غراب نے کہا لو کھا جو غضب ہوا طلمسم کشا گنبد نور میں
 پہنچ گیا بتلے غل مچا رہے ہیں جلد چلو یہ کیکے تخت سے اٹھا جا لیس شیر و وزیر اپنے اپنے
 مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہاں
 محفوظ رہے ہی عرصے میں طلمسم کشا نے بتلون کو باہر نکال دیا اب قریب سہیم کے پہنچے
 جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم جو تڑپ سب قید سہیم سے دور ہوئی بارہا سہیم
 مر کر گئے سہیم تڑپ کر نشت پر رستم کی آئی کہ ای شہ یار باہر چلے سہیم نے نون گلستان
 رستم کے پہنچائی رستم نے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیا ایک طرف الماس دوسری
 طرف سہیم نشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کرے اسیر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُٹانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار برسا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دو نگاہ کیلئے ساحرون کو اشارہ
کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شجرہ کے باہر سحر
کرتے ہوئے اترے چار جانب سے گولے ترخ و نارنج بڑے لگے طلسم کشا تخت سے
گودے نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ رو کا ہر طرف سے ساحر ہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کر لیں مگر سہیم
پیلتن تیغہ ہفت جو ہر پہنچے ہوئے درمیان میں اُن ساحرون کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغہ ہفت جو ہر کا مار دیا ساحر مر کر گر اہرنے کی اُسکے
علامت بریا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب چا دو بھائی غراب کا چار سو ساحرون سے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہو کندون میں رستم کو گرفتار کر دن سہیم نے بڑھ کر لکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیون اس قدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طر سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے بھینک ماری وہ بالی گڑ جاکر
شہاب کے بھری شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے
جان جہان دای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سائے سہیم کے
آیا آواز دی اسی ملک عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملک نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب لکے چار سو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے لکارا کہ او نامرد یہ کیا کرت
ہی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دسیدم و لولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب آنکھ مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چرخین مار کر رویا کرتا تھا کہ یار و اس شوخ زید نے بھائی کو پیر سے ہاتھ سے قتل کر لیا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسروں کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا برقیں کرتی ہوئیں وہ ابر قریب آنکر چٹا سب نے دیکھا شہر شہر ماہی سحر
و ہنساک بھری تیفون بادو گر نیان آکر ہو چرخین شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہو عین گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہو افسران فوج خیر خواہان دولت پھر
بلوہ کر کے آتے ہیں کوئی سحر شہر میں مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہمنیاں سہم
دیکھتے تھے جن رہا ہو کوئی کوہ دشت سے سر ملکہ رہا ہو کوئی غل مچاتا ہو کئی افسر اسنے اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا فوب فوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر یہ سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دغ کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو گاہ
غراب کی پڑی تھی اگیا یقین تھا کہ لہر اگر گرے مگر مجبور دنا چار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جو ہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا اندھی سیاہ مٹھی آواز آئی کشتی مرانام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے اُنھوں نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب لے عرض کی حضور لوح کو ملنا
کرین رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہو وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پر دھو ٹکا
قلب کو اطمینان ہو گا غرض رستم اسی صحرائین آکر پہونچے اس غل کو پہچاننا زیر غل بیٹھ کر فرمایا کہ
برا دران تم اب بکاور خدت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشا اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابرجمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر میں آکر لے رستم نے اسم حاشیہ
لوح نقداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز حبیب کان میں آئی رستم نے
دیکھا بائین پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت حبیب بشکل عجیب و غریب کو ڈارا مار آتشین کا
ہاتھ میں اثر در پر سوار پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران غدار صدائیں حبیب دیتا ہوا وہین سے
بکارتا آتا ہوا و طلمس کشائیں عمل خوانی کو موقوف کیجئے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھے
ستم اثر دران اثر در سوار و طلمس کنا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہو رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر گرگرا ہوا لشکر تباہ ہو رہا ہی کیا ایک آفتاب فلک میرا بنی مار گاہ سے
 نکلا پکارتا ہوا منہ غلام طلسم کشا اس ساحر پر جا پڑا اس ساحر سے فوب سحر چلے آخر کار اس
 ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لو کھڑا کے زمین پر گر کر بکار کر آد دی ای شہر مارا
 غلام کو بچا لائے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بار گاہ سے نکلیں اس ساحر سے مقابلہ کیا
 اس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ میں نے تجھ کو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
 نخر پائے یہ کیکے نیچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بار گاہ سے نکلیں بکار تی
 ہوئیں کہ ای شہر بار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہو آپ ہم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو
 اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اس ساحر نے زخمی کیا رستم ہم ٹھہنا نہیں
 موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ تودے بوہ طلسم ہو کیا ایک الماس
 بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحر ان
 نامی کو اس ساحر نے زخمی کیا اب اس اثر در سوار نے دیکھا کہ آواز دی کہ ای طلسم کشا
 ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منہ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر کا صف باندھے
 کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحب قمران کہ اباب کو ہی ہیلوان لشکر لٹھا سے جھومتا ہوا
 نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جاکو نما مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
 اس کے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ جلا بدیع الزمان نے نیزہ اُس کا نکالا اُس نے تلوار پھینچی
 خیردار خبردار کیکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر رد کا دؤ دؤ وار آپس میں چلے
 تھے کہ اس جوان کو ہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحب قمران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
 ہم پر تیرا راجا ہوتا ہی بدیع الزمان غصے میں چلے اس کو ہی نے سر کو تیار کر لیا کہ ہاتھ مارا
 بدیع کے دو ٹکڑے ہوئے اس کو ہی نے پھر سیارہ طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم فوجوں
 غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس
 جاؤ نکلا اس جوان کو ہی تے کمان کا نہ سے اتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ
 بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار لگا قاسم کھوڑے سے
 گرے صاحب قمران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوئے آئے صاحب قمران فرماتے ہیں

ای نور نظر تھے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا شکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران
 لاش بدیع و قاسم پرین ایرج و نور الدہ ہر شکستہ اس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونوں
 جوان بھی مارے گئے ان چاروں جوانوں کی لاش پر تمام سرداران نامی کا جہاد ہی لقا لڑتا ہوا
 قریب خمیہ ہائے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کارا بن راہین خمیہ لکھ رابعہ زرقیت
 اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خمیہ پر کود پڑا کینزوں نے ہر جہاد و کان عورتوں کو لقا
 کب ماننا ہو کئی سو کینزوں کو دروازے پر قفل کیا لکھ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلیاؤں اس
 دشمن خدا سے اپنی آبر و بچاؤں پہلو پر قریب لقا صغیم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے
 اشارہ کیا صغیم نے چھٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشتان کشتان بیرون خمیہ لکھ رابعہ نے
 بھاگ کر آواز دی اے فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہیں دیتے ہو کو بچاؤ
 لکھ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جو ہر کے قبضہ پر ہاتھ
 ڈالا بدھو اس ہو کر لہرہ کیا او دشمن خدا لقا کے بے لقا عورتوں نے حیر کیا لیا ہو رستم نے
 جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کا نب گئی اب رستم نے جو بہ غور دیکھا وہ صحرا
 نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اثر در سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہیں ایک آواز
 کان میں آئی کہ اے شہر بار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب بھی
 خیر ہی اس لقا کو تمام کر دے رستم نے قصد کیا کہ سامنے نکل ہو اس کے سامنے میں میٹھوں اور اب
 کسی طرح اسم کو موقوف نہ کروں جیسے ہی قصد کر کے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی اے رستم تم تو مجھ سے
 رستھی دیکھیں رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من لکھارنا ہوا سامنے آیا تیر
 آکر نیزہ مارا چند طعنوں میں رستم نے نیزہ اسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس کے دو ٹکڑے
 ہوئے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی اے طلسم کشا غیب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہاں
 جاؤ گے کہاں چھوڑ گئے ستم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحر سیاہ پوش بعد خوش خوش
 ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گراہیں مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادو کرنی دور سے
 سحر کر رہی ہو قریب رستم کے نہیں آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحر قریب نہیں آتی کہاں کیا فی
 کاندھے سے امانی تیر کھان میں پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تا کا تا کہ کر تیر مارا کہ سینہ پر

ساحرہ کے پڑا تو ذکرِ حمزہ پشت کو پار گذرانہ حیل اس مقام پر بچایا غرضہ دراز کے بعد آواز آئی
 کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرداؤی دیکھا علمہاے رنگاری کے پھر ہرے کھلے
 ہوئے آفتاب فلک میر سب کے آگے سب شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار شہریت
 تخت پر عیوق و جارق و دیوانہ بشریہ مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار اگر پہونچے
 سیم نے قریب آکر عرض کی او شہر پار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے ہم موتوں
 کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نو نہ بے بود طلسم ہی ہم لوگوں کا اس وقت حاضر
 ہونا اتفاق سے ہوا اب چل کر بلخ نشین میں فروکش ہو جیسے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نشین
 میں چل کر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کار بند ہو جیسے مگر اس خطا پر آپ کو حکم کیف
 ہوگی بعد تکلیف بسیار سنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو
 طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و
 جھلسا اس طلسم میں ہیں سب سرداران رستم نے آکر قد مبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ
 نشین میں آپ کا مقام ہو گا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ
 نشین کے جاتے ہیں کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستانِ شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعہ طلسم فروکش ہیں عاشق ہوتا
 امیر پر دخترِ اظلم رنگی کا کہ بادشاہ در بنداؤل ہو یعنی ہننا ز پیری طلعت کا عاشق
 ہو کر صاحبقران کو مقامِ اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستانِ ساقی نامہ

عجب ہو بہار ریاضِ سخن اڑاتی ہو لیل ہر اک گل کے شبنم ہر اک بھول ہو عارضِ ہوش کہ میخوار اس جاہِ مہرِ ہوش بہارِ مضاہین کی آمد ہوئی	دکھاؤں میں باغِ سخن کی بہا نہالان گلزار ہین سیرِ نیش ہر اک شاخ سر سبز پہلنے لگی کبھی بھول آویزہ گوش ہین یہ خردہ گلون کو سنا نہ لگی	پلا ساقیا ساغرِ خوش گوار کہ جسکا شگفتہ ہو ہر اک چین ہو اے فرخاک چلنے لگی کہ ملجائے معشوق کا بھی زین نسیم چین لڑا کھڑا نے لگی
---	--	--

قمر بھکھو تخت ریر کی کہ ہوئی
ترا نے جو گاتی بن یہ بلبلین
کھلون کو یہ ہنس کر نالے لکین
کہا قمر یوں نے بھد سوز درد
کہ قمع طرب یان پہ چیران رہی
ہوے طائران چین نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے شل رنگان
یہ ییلی کو الفت میں خردہ ملا
کہ ہو رنگ سے عشق کے دل بھیجی

کہ آتی ہو گلشن میں میرے بہا
ہوا کھسکے گلشن کی سیتین
ہمیں وصل گل کی جو خوشی ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہو جائے
چراغ مضاف میں جو روشن ہو
زہ گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وہ جدی
کبھی غنچہ دل نہ کھلا

کروں بلبل فکر کو میں شکار
ترانے فرح خیز گلے لکین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان رہی
تو مضمون سب شک گلشن ہو
کہ کھولی ہو غنچوں نے اپنی رہا
کہ ییلی کا نغمہ سنجہ ہو
انکھوں حال عشق امیر دلیر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سراندگان حال
شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یوں تحریر فرماتے ہیں - شاعر مصنف - دوران
فلک کہ بیدارست + او گاہ خزان و گہ بہارست + ابن بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار
دارد + ہم حمرہ و ہر بدست ہم ڈر + گہ شیشہ تہی کند گے پڑ + گہ برد و فراز از نشیب + ہشیار کہ مہر ہر
فریب + صا جھڑان زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مارا جھڑا
میں جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی فردا آگئے اب امیر کو بڑی تشویش ہو کہ چالیس سردار گرفتار
طلسم ہوئے رستم بھی طلسم میں گئے نہیں معلوم میرے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گزری
آخر لپٹ کے بارگاہ میں آئے فراتے ہیں کہ کل میں طلسم میں داخل کرونگا خواجہ عرض کرتے ہیں کہ
حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں رہی عبارت خانہ درست کر ایسے جیسا حکم پروردگار ہو وہ بھیجے
ایسا نہو کسی بلاے طلسمی میں مبتلا ہو جائے امیر فراتے ہیں خواجہ میں اپنے سرداروں کا کیونکر حال
دریافت کروں عمر و نے عرض کی حضور کیونکر پھرتے ہیں آپکا فرد دلبند اس طلسم کا قلعہ ہو منازل عجا
و غرائب کا سیاح ہو وقت پر قیدی رہا ہوئے عمر و نے سمجھا کہ امیر کو جانے سے قلعے کے بارگاہ امیر کو
کئی دن اسی مقام پر کدے قضاے کا ظلم و ننگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہی
اسکو کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوئے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہیں جس دن قصد
کرنی کے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہیں گلے میں حزن و بیکسلی ہو و انکو روکیگا مارا جائیگا سا حرا کا مقام

نہیں کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہیں ہیں تو ایسا آوارہ گردن کہ عمر بھر رہائی نہ پائیں
 کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائیں بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقانِ جهان سے زیادہ شکیل سب
 باتیں بیٹھی سن رہی ہو اوصافِ امیر شکر شاقِ جمال بیٹیاں امیر ہوئی صحبت سے باب کی بقیہ رہی ہو
 اٹھی گھر کے کنیزوں سے کہا سواری تیار کر وہم اپنے باغ جائینگے محاذِ زرین کنیزیں تیار کر کے لائیں
 وہ ماہِ آسمان غولی محاذ میں سوار ہوئی کنیزیں بھی سوار ہوئیں اپنے باغ میں آکر پہنچی اندر بارہ دری
 کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر استباقِ امیر میں بدھوس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزوں نے بہت بظہر
 دیکھا گلشن نامے وزیرِ زاوی نے علیحدہ بلایا اور عرض کی کہ نوٹدی سے نہ چھپائے میں حضور کو کل
 شب سے بہت بقیہ رہائی ہوں آیکا انتشار دیکھ کر گھبراتی ہوں مفصل حال دل بتائے کنیز قائم سے
 نہ چھپائے ملکہ جتنا زیری طلعت سے جو وزیرِ زاوی نے بہت بوجھا ملکہ نے اختیار رونے لگیں
 کہا اور گلشن کیا کہوں عجب معرکہ درپیش ہو دل کو پس پیش ہو کل شب کو دربار میں باوا جان کے
 امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیریں ہو رہی تھیں ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبہ کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
 اور گلشن انصاف کروا کے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشاے اصلی داخل طلسم ہو چکا وہ
 طلسم فتح کر چکا لوحِ طلسمی لیکر داخل ہوا تو اور گلشن میں تو باب کے مقدمے میں کہ نہ سکی کیونکہ امیر کو
 بجاؤں اور کیونکر ان تک جاؤں کیونکہ گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہنچ جائے یا نہ ہو بلکہ
 کہا تدبیر کروں جلالتِ امیر شکر دیدار کی مشتاق ہوں گلشن نے کہا واری باب آپکے دشمن ہو جائینگے
 مہزارے کہا اور گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا فوٹ ہو گلشن نے بہت بہت سمجھا بلکہ کا
 دلولہ بڑھتا جاتا ہی فرمائی ہیں اور گلشن اگر کچھ تدبیر تھیں ہو سکے تو کو دور نہ جواب صاف وہ گلشن نے کہا
 واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہو اسکو دلاتی ہوں شاید وہ چڑلائے ملکہ نے خوش ہو کر کہا
 اور گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کیکے گلشن کے قدموں پر سر رکھ دیا گلشن نے
 ہاتھ باندھ کر عرض کی نوٹدی کیا کوئی بات اٹھا رکھے گی یہ کیکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلال
 کنیز نے جا کر گل عیاری کو خبر کی سننے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو کر اس سے بیان کیا
 کہ اگر ہو سکے تو امیر کو چڑلا گل عیاری ہنسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرفِ رشک امیر کے
 چلا لشکر میں جو آیا ہنگامہ سنا کہ گل صبح کو امیر قلعہ طلسمی میں جائینگے اپنے سرداروں کے درمطے

انتظار میں درباغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر جاک ہو اوجھار سے گردا گردی عیار کو دیکھا پستارہ بدوش
 آتا ہو ملک نے گلشن وزیر زادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پستارہ بدوش
 آتا ہو گلشن نے بوجھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملک سے کہا آپ بارہ درمی میں چلیے میں بھائی
 کو ساتھ لیکر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو
 ملک کی مراد تھی اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پستارہ رکھوا یا صاحبقران کو ہوشیار کیا
 امیر کی جو آنکھ کھلی بات و وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک بلغم میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی
 امیر نے پوچھا اسی تو کون ہو اُس نے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران
 کے سامنے بیان کیا امیر کندین تو ڈر اُٹھے وزیر زادی کے ساتھ بارہ درمی میں آئے دیکھا
 ایک مہجین و رخصال پر ہی مثال ابر و رشک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدہ غزال دریاے جو
 میں غوطہ زن سند پر سرنگون بیٹھی ہو امیر کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھی استقبال کر کے امیر کو
 قریب سند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا حو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہوئے
 ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اُس مہجین نے سر جھکا لیا امیر آکر سنبھلے وزیر زادی نے اشارہ کیا
 ایک گائے نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔

حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا
 جو مسلمان اس طرف گزرا برہمن ہو گیا
 جھگڑ گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا
 کا ہنس الفت سے کیا ہلکا مران ہو گیا
 اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مدفن ہو گیا
 اشک جو دامن پہ آیا زبرد امن ہو گیا
 اوہ دوسرے دوست تو بھی اب دشمن ہو گیا
 پائون سپہ اشاہد آغوش آہن ہو گیا
 بارہا میرا القور جگور ہزن ہو گیا
 آج تو احسان قاتل بارگرون ہو گیا

جان بلب ہوں جلسہ وہ سرجم بدن ہو گیا
 کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ میں بھی
 صدقے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
 بے ہوا اڑتا ہوں جب بیتابان کرتا ڈول
 میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزرہ نہو
 بے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
 وہ توقع مجھ سے برآئی جو مجھ کو جس سے تھی
 حلقہ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
 بڑھ کے پٹھرا جب یہ سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں
 سر اٹھانے کی کہاں طاقت پس مردن نسیم

جاسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلو سے ہمناز میں بیٹھے ہیں ہمناز سمجھا رہی ہیں کہ کسی ساحر
 آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا
 امیر فرما رہے ہیں ملک تھے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحر دن کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو سوکر
 اٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سنا کہ غبار صاحبقران کو لگیا مقبل عقب میں گیا ہے
 مگر بلٹ کر نہیں آیا عمر و بقیار ہو کر چلا راہ میں آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے
 طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھا ہوا پشت باغ پر بیہوشا گائے کی آواز کان میں
 آئی عمرو نے دیوار پر آ کے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک نازنین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں
 اس نازنین کے ایک حیدہ جمیلہ ماہ رخسار لکبک رفتار شیریں گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے
 عمر و کلیم اوڑھ کر اتر اگلیں اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گائے واسطے پیشاب کے
 اٹھی اسی نخل کے سائے میں آکر بیٹھی عمرو نے اسے بیہوش کیا کپڑے اتار لیے زیور بھی لیا شکو
 ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اسکی شکل نہر محفل میں آیا بتاتا کے بغزل عاشقانہ گانے لگاظم

نالہ فراز عرش سے آگے نکل بجائے
 بے اختیار نالہ دہن سے نکل بجائے
 جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے چل بجائے
 ٹھٹھ بھی اگر ہوشمع تو پرواز چل بجائے
 خم تیغ کا مساوہ خنجر سے بل بجائے
 پیغام جناب قضا کا دہل بجائے
 بے نظر ہزار جگہ کیوں پھیل بجائے

بتابی فراق سے عالم بدل بجائے
 وہ مجھ سے بن گئے خبر مرگ غیر سن
 روئے ہیں ضریار سے ناراض ہو گئے ہم
 وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہو
 ابر و جڑھے رہے صف شرکان پھری رہے
 شام فراق ہو وہ اندھیری کہ فوف ہو
 کس آب و تاب پر رخ شفاف ہو نسیم

اسطرح بتاتا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا ای شیرنگ
 آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بچن کر دیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقف کاروں کا
 دکھایا ہو خواجہ نے گلشن کے گلے میں لہو ڈال دیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال
 دکھایا یہ کیلے پھر اپنے مقام پر آ بیٹھی گاتے گاتے طرف ہمناز کے دیکھ کر کہا بی ہمناز حنا
 صاحبقران مجھ سے اشارے کرتے ہیں طرف مکرے کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کر دنگی تھیں کو مبارک رہیں مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے جہنم از کی
 آنکھوں میں آنسو بھرا آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی تو بڑے فوس کی
 بات ہو صاحبقران نے غصے میں فرمایا کو نیزنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھے کب شاد کیا
 میں خود ایسی شفتوں کو قبول نہیں کرتا عمر وے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان جوان اور
 آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہیں یہ کہلے عمر وے بائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
 نے ہچانک فرمایا اسکا رہیں سمجھ گیا بولی گلشن نکدہ ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
 خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمر وے اٹھ کر جست کی اور بکار کر آواز دی باوا آدم درویش
 از کل عالم پیش میری شکل اصلی مجھ کو رحمت فرمائیے یہ کہلے جو محفل میں آئے صورت پر شہ
 کی کنیز میں دیکھ کر بھاگتے لگیں کوئی کہتی تھی جہانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہو خواجہ
 فرماتے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھ کر حیران ہو گئی ہمناز کو دیکھ کر خواجہ نے
 کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہو جسکی نفی نفی آنکھیں ناز ساقہ ملکہ یہ شکر وے لگیں
 سچین کہ محلات صاحبقران میں ایسی حسین شانزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھ کو عمر وعتار
 ایسا سمجھتا ہو امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہو کچھ دوا سکون تمھاری تعریفیں کر گا ملکہ نے
 دو کشتیاں جو اہرات کی مسکا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہو عمر وے کہا اس شانزادی میں فوس
 کرتا ہوں کہ تجھ ایسی شانزادی نے مجا و رزادہ خاند کعبہ کو پہلو میں بیٹھایا ہو یہ لعل بے بہا
 پتھر سے ڈھانائے بزرگ خاند کعبہ کے جاربوب کش ہیں تو شانزادی والا قدر ہو حسن جمال
 میں رشک بدر ہو امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمر وے کہا آپ ہمیشہ
 مفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلیے وہ سب لوگ بقرار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ چلیں گے
 ہمناز نے کہا اس شہر یار میں نے آپ کو اسو سٹے بلایا تھا کہ کئی سو سحر اظلم نے آپ کے آوار
 کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
 ساتھ دربار اظلم میں پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچے گا
 ورنہ دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنوں کے واسطے ہوگی
 اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی ان صحرا الہ سے پڑا شوب سے

ہجرتی تا بمنزل مقصد پہونجائی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلون کہا حضور سو اے
میری کنیزوں میں ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہیں ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے ہو
چلے مگر میں کنیز کی شکل نہ بنو نگاہر جب ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا میں نہ مانو نگاہر
نے کہا اے ملکہ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران میں عورت کی شکل پر نہ جائیں گے مگر
آپ مجھے لیچلیے میں اسکی گردن لونگا وہ ساقی گری کروں کہ ایک کو باقی نہ رکھوں میان
اظلم کو قتل کروں جس کنیز کی صورت دکھا دو اسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا میں آج
شب کو صحبت میں یاب کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوئے ہیں وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیر زادی کی شکل بنکر چلو خواہ اسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل میں آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آ کے بیٹھی ہو حضور معلوم
ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہوئے لیکن کہاری بیچتا
تو کون ہو اب گلشن منتیں کرنے لگی آخر عمر دے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھ کو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفیں کیں شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو میں خواجہ عمر کو لیکر دربار اظلم میں
جائی ہوں خواجہ عمر و گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوئے ملکہ نے اور چند کنیزوں کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ بنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہاں اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو
نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باب طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعہ طلسمی فروکش ہو اسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جلتے ہیں اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہیں کوئی کتا ہو
بادشاہ اسلام جو طلسم میں قید ہیں انکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دوں کہ صاحبقران جنگل
میں مارے مارے پھریں دوسرا کتا ہو بیٹھا ہو شکا بار بیع الزمان جسکو میں نے بلغ سنبلستان
میں قید کیا ہو اسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کروں کہ پہاڑوں سے سر ٹکرائیں زندہ لپٹ کر
نہ آئیں کوئی کتا ہو انکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنوں نامہ رستم لیکر جاؤں امیر کے
لے نکالوں اظلم زنگی اپنے ساتھ داؤن سے کتا ہو یا رو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم پھاؤں

ساحر کہ رہا ہو کہ میں ایسا سحر کروں کہ صاحبقران مہبوت ہو جائیں اسم اعظم نے پڑھیں اظلم کہتا ہوں
میں بھی وہ سحر کروں کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکیں زمین ستر لرزل و متحرک ہو
کہ وزیر زادی نے بڑھکے خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہیں اظلم نے وزیر ورن کو برا
استقبال بھیجا وزیر ملک کو لیکر بارگاہ میں آگئے آنے سے ملک کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن
جہاںسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جانتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملک قریب تخت کے آکر گرہی ہانگنا
پر ٹھہرنے لگا اسی والد ہماری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہو کہ آپ سنسکر
فرمانت کے کہ بنے ایسا گانا بھی نہیں سنا یہ کیلے اشارہ کیا کہ بواکشن آج اس صحبت میں چھ
گاکر رنگ دکھاؤ قدر دانوں کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمر و جھپٹ کر اٹھے بیچ محفل میں آکر
بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھ پان جٹی بھوین سازندے حاضر ہو
ساز و دست ہو گئے گاکشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے ادا کی محفل کے شروع کی۔ نظم

دل ڈھونڈ رہا عشق نکالی ہی ہو مکان دوست
رہتی ہو لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست
رہتے ہیں آہ و نالہ مرے پاس بیان دوست
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست
از زبان ہو آج کل تو مناع و کان دوست
ہاں آج کل بہانہ ہے ہو گلستان دوست
ہو اور رنگ پر چین خیزان دوست
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
غنجہ نظر پڑا تو میں سمجھا دہان دوست
پایا عدم میں بھی نہ نشان میان دوست

کعبہ نہیں ہو زاہد غافل نشان دوست
افسانہ اسے دوست میں لگتے ہیں ارین
جھگڑا مٹا عذاب گیا محض ملی
شکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
کہا تا ب مدعی ہو رنگا فے نظر نہیں
ہوتی ہو مشق بے ادبی گالیوں کے ساتھ
ہو سرفروشیوں پہ بہاے جمال دوست
میں داغ سینہ صورت آتش دہک رہا
ماند گل دہان جراحت شگفتہ میں
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے نام
دیکھا جو برگ گل تو لبوں کا ہوا گیان
دھوکے دیے نراکت جانان نے اسی قسم

اس رنگ میں گاکشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل ترقیفین کر رہے ہیں

اظلم نے کہا اس گلشن حقیقت میں تم نے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تم نے کن کاموں سے یہ کمال سیکھا ہو کہ آج سب اہل محفل و جگر رہے ہیں خواجہ نے عرض کی حضور کی قدر دانی ہو کہ اپنی کینزوں کی آپ آبرو بڑھاتے ہیں یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہوں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہ ہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا کمال ہو خواجہ نے کہا اس شہنشاہ اصل یہ ہو کہ میں ساتی گری ایسی کرتی ہوں کہ کوئی باقی نہ رہے سر سے شراب پلاؤں ہاتھ سے بتاتی جاؤں پاؤں سے ناچوں زبان سے گانوں تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اس گلشن جو کہ وہ سامان کروں آج تمہارا کمال دیکھوں خواجہ نے کہا کلید میخانہ ابھجو دیجیے شراب میں محفل میں لاؤں سب کو پلاؤں تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا اس گلشن کلید میخانہ موجود ہو یہ کلید کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے میں آئے شراب میں بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہیں کہ مطلب ہوا چاہتا ہو کئی سو گلا بیان و از غزل سے آراستہ کین محفل میں لیکر آئے گھنگرو پاؤں میں باندھے اب چاہتے ہیں کہ کت شروع کروں کہ ایک آندھی سیاہ مٹھی اظلم نے مٹھی سے کہا اب بخول اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہیں ہمارے ملک کی یہ کاہنہ بین ابرا کے قصر پر شوق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر کتاب ہاتھ میں لیے ہوئے اسکو بڑھتی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیوں اس اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیا آراستہ ہو بنے نہ کو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہو کہ فلان تاریخ عمر و اس صحبت میں آئیگا آفت پر پا کر گایا کہ کتب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب میں لکھا ہو کہ آج کی شب کو عمر و اس صحبت میں آئیگا اظلم نے کہا اس ملکہ اختر کین نے اپنی صحبت میں یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت میں نہ آئے آج کل ہم انتظام میں رہتے ہیں نگاہ اٹھا کے دیکھ لو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہیں چند کنیزیں ساتھ ہیں اور ایک وزیر زادی ہو تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہو ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہو اب ساتی گری کیا چاہتی ہیں اختر نے کہا اس شاہ عمر و کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب میں ایسا لکھا ہو کہ اسکو زبان پر نہیں لاسکتی ایک ورق اٹھ کر آپ

مضمون دیکھ لیجئے اظلم نے جو ورق الٹا بظہر جلی نوشتہ پایا کہ او اظلم تیری صحبت میں بیٹی تیری
 عمر کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان میں کہا اسی اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
 کروں بیٹی میری سحر سے ناواقف ہو یا میری صحبت میں آتی ہو یا اپنے باغ میں رہتی ہو شکار تک
 نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کہانت کو ترک کروں اسوقت عمر و آب کی صحبت میں جو
 ہو جو قدرت نے لکھا ہو وہی پیش آتا ہو عمر و یہ حال شکر بہت گہرا رہا ہو دل میں کہتا ہو کہ
 خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہہ رہی ہو ہمناز سے اشارے کر رہا ہو کہ لکھ اب
 نکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہو میں شراب محفل میں لاجچکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو
 خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دینے مگر اب یہاں رنگ بگڑا ہو
 دیکھو ن فلک کیا دکھائے ہمناز کا رنگ روستنیر اشاروں میں جواب دیتی ہو کہ خواجہ کیونکر اٹھو
 چلنے کے نام پر حال کھابا شکیا یہ ساحرہ زبردست ہو جانے نہ دیکھی اختر نے جو ہمناز کو لول و حوین پایا
 قریب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمر و کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم یہاں
 بیٹے قدرت نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہو آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
 صاف صاف لکھ دیا کہ لی ہمناز صاحبقران پر عاشق ہو گئی اور عمر و کو صحبت میں لائیں گی مگر یہ
 نہیں لکھا کہ صاحبقران کہاں ہو گئے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت میں فرق نہیں پڑتا
 جو جو لکھ گئے ہیں وہ سب کچھ ہو گا طلسم کشا باغ نشترن میں جائینگے نشترن جادو بڑی کوشش
 کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام آکا بخیر ہو ہمناز نے گہرا جواب دیا او اختر جادو
 ہوش میں آؤ میں عمر و کو کیا جانوں میں باب کی صحبت میں عمر و کو لاتی پر بادی دربار جاہتی یہ گمان
 دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان لکھ کو بہ نگاہ تنہہ دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
 بنے ہوئے تھے ہوش اڑ گئے اختر کہتے دیکھتے طرک گلشن کے پاٹی نگاہ تندہ جو ڈلی رنگ و روغن عیاری
 کا چہرہ سے خواجہ کے اڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا او گلشن یہ
 صورت تمہاری کیسی ہو گئی عمر و نے جو طرف آئیے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
 اٹھے کہا میں برا سے بیٹا بجاتی ہوں اختر نے بکا کر آواز دی او ساربان زادے اب
 کہاں جاینگا عمر و نے اٹھے اٹھے اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ عمر و۔ عمر و ہوں میں عیار صاحبقران

مرے مکر سے کاغیتا ہی جہان	ترا سندیہ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا جیز رفتار ہو گرفت دم	صبا مٹو کرین کھائے ہر قدم	اڑا دون صبا کے بھی میں شوق
نہ پاس مری گرد پاؤں کو	دوندہ جہان گرد و طرا ہوں	جہاں گیر عالم کا عیار ہوں

چاہا کہ اختر کو خجراون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پاؤں مقام
 لیے غل ہوا کہ عمر و بکڑا گیا ہنزار کا عجیب حال ہی چاہتی ہو کہ دم لکھانے یار میں شوق ہو میں
 سما جاؤں اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کرے اسی کی ذات کا سارا فتور ہی اظلم
 کو تو بیٹی سے محبت ہو طرف ہنزار کے دیکھتا ہو اور خاموش بیٹھا ہو اختر نے بڑھکر ہنزار کا ہاتھ
 سٹھا ماچھہ کینرین جو ملک کے ساتھ آئی تھیں نکل کے بھاگین کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں
 اختر نے ہنزار کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہو اختر نے کہا ای شاہ
 کیون دھوکا کھاتا ہو یہی عمر و کو یہ شکل گاشن لائی ہنزار و گاشن دونوں گرفتار ہوئے اظلم
 ہی چاہتا ہو کہ بیٹی میری خطا دار نہ ہو مگر اختر نہیں مانتی کہتی ہو ان دونوں کو جلد ہی قتل کر دے
 ای اظلم اگر عمر و مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہو ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن میں ہو کوئی عمر و
 کا کر ایسا بڑھکا کہ بہت بچتا ہو گے ہاتھ سے مسلمانوں کے ہلاکت نہ پاؤ گے آٹھ پرہ لوگ
 اسی فکر میں رہتے ہیں اختر تو یہ باتیں کر رہی ہو اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہو سب اہل دیار
 حیران و پریشان ہیں کہتے ہیں صاحبو کیا زمانہ ظاف آہا ہو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھا
 یہی تو قدرت نے طلسم میں خوب آشوب کیا فرماتے ہیں کہ اب میں طلسم کو رہا کر آؤ لکھا
 حقیقت میں اب طلسم کا بچنا دشوار ہو مسلمانوں کا خدا بڑا زبردست ہو ہمارے خداوند و مالک
 طلسم میں ہیں بادشاہ طلسم نہ خوشامدیش آرہا ہو دیکھیں اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتیں کرنا
 ہیں کہ اب ہر طرح مشکل ہو مگر اختر نے ہنزار و عمر و کی گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا کہ رہی ہو کہ
 جلا دون کو اب بلاؤ ان دونوں کو جلد قتل کرو یہاں جلا دون کا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہو کہ بیٹی کو
 بچاؤں یہاں صاحبقران باغ میں ہنزار کے گھر سے ہیں فرماتے ہیں کہ ای گاشن نہیں معلوم
 وہاں عمر و کیا گزری ہر چند کہ عمر و بلا سے روزگار ہو مگر یہ در بند طلسم ہیں اسکی سچا ٹیپ و
 غرائب مشہور ہیں دیکھیں کیا ہو کہ روئے کی آواز کان میں آئی میرے کہا ای گاشن دیکھو

یہ کون روتا ہو گلشن اٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئیں اور رہ رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اٹھ کر آیا گلشن میں دربارِ اظلم میں جاؤنگا گلشن نے عرض کی کہ ایسا شہر یار فوجِ اظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج ہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لیں حضور اکیلے جو اس صحبت میں جائینگے تیج میں فوج کے گھرنے اکیلے کس کس سے رٹے گا امیر نے فرمایا کہ گلشن میں اپنے یار وفادار کا حال سنوں اور بیٹھا رہوں میرے دل کو تاب نہنیں یہ فرما کر صاحبِ قمران اٹھے طرف دربارِ اظلم کے چلے گلشن مع دوسری کنیزوں کے پیچھے پیچھے بیٹھتی ہوئی چلی کہ ایسا شہر یار اکیلے دربارِ اظلم میں نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے لشکر میں خبر کروں افسران فوج آئیں تب آپ جائیں امیر نے فرمایا کہ گلشن تم نہ جھگو سمجھاؤ میں اپنے یار وفادار کی محبت میں بیقرار ہو رہا ہوں یہ کہے گلشن کو بلایا گلشن پلٹ کر باغ میں آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائیں مانگ رہی ہو کہ ایسا خالق کار ساز دے رب بے نیاز عمرو و صاحبِ قمران و حناز کو آفت سے بچالے اظلم

برنگن از چہرہ انور نقاب لا شریک و بے مثال و لا نزال گاہ آتش آب جاری میسکنی از تو آ زادست ہر پابند شہم خارج از ہر صد و اندازہ توئی گر چہ پنهانی تو از دیدہ مگر	تا شود شہر مندہ نور آفتاب فات پاک بست ای عالی جناب گاہ آتش میسکنی پید از آب از تو آ بادست ہر خانہ خراب فارغی از ہر حساب و ہر کتاب شکل سے آید نظر از ہر حجاب
--	--

گلشن تو یہاں دعائیں مانگ رہی ہو وہاں اختر نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ عمر و کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھ کر عمر و کی گردن پر کوٹے کا خدا کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہو عمر و نے کہا میں مرنے کا عادی نہیں بی حناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آؤ از دی ای ملکہ عالم عمر و کہتا ہو مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتیں نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچ کر چلا کہ دربار گاہ پر پہنچا ہوا لغزہ شیر کی صدا آئی زمین ٹھسائی - لغزہ صاحبِ قرآن - منم صاحبِ چتر و تیغ و عظیم

امیر عرب حمزہ ذکشم چو رفتیم بسجان پے گیر دوار شدہ بر سرم فتح و نصرت نما ردم دیو عفریت را در معصا شد از جنگ بیدریں لیل و نوار	منم قاتل کا فسادان جهان پذیرفت کجایا بلعون فرار گذر چون بجولان کہ قافشہ بلبر زہ فتادند دیوان قاف در آنجا جو جاہ و ادب یافتیم	ز تیغم گریزندہ نو شیروان چو در باختر جنگ شد آشکار جزائر پر از عدل انصاف شد سمندون بد بخت گشتہ شکار سلیمان ثانی لقب یافتیم
--	--	---

اختر نے کہا اے اظلم ہوشمار ہو جاؤ ایسا سحر کر دو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکا یک صاحبقران انداز
بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تینہ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ
مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر
نے دستک دی دیکھا سب کے گئی سو نازنینان یہ جبین آگے اُن سب کے ایک بہ پارہ پشانی
یا آسمان کا ستارہ جب گنگنائی ہو سب ساتھ اسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ فطسم

سراغ درد نہان کا جو بانہیں سکتے ہم آہ ہنگے اپنی کہ جہاں نہیں سکتے یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہ دینا چلے تھے کوچہ قاتل پہ رہ گئے بسمل یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا بس ایک دوست ملا عشق میں بغیبت گر فراق یار میں اندر سے شور ناووں کا یہ مدعاے دلی ہو کہ نقش بچہ کا کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور ہوئی جو حشر میں بر سش ہمارے قاتل کی گلے سے ہم تو انہیں ہر ادا پہ لپٹا لیں	تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے وہ ہوش بھڑے ہمارے کو آ نہیں سکتے جگر کا خون کیا ہو چھپا نہیں سکتے بس ایک پردہ حیرت اٹھا نہیں سکتے کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آ نہیں سکتے تڑپنے والے بہت دور جا نہیں سکتے جفا کشوں کو تمہیں آزما نہیں سکتے کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے کہ درد دل ہی کیسے سنا نہیں سکتے بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے کہ لاکھ سر کو جھکا میں جھکا نہیں سکتے دلان زخم پکارے بتا نہیں سکتے دھرے ہیں ہاتھ جگر پر اٹھا نہیں سکتے
--	--

نگاہ خلق میں کم ہو گئے بہت لیکن جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو	تمھاری آنکھ میں ہرگز اسما نہیں سکتے کہیں تو ہوش گئے ہیں کہ آئین سکتے
--	---

اُن نازنیاں مہجین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحر و
نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کر لین عمر و نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے
اسم اعظم پڑھے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم
پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنین خاموش ہوئیں امیر ساحرون کو قتل
کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو انہو لشکر اظلم ہیں قرنا ہوئی کل
افسار فوج لشکر ہزیمت اثر لیکر حاضر ہوے لکھا ہو کہ اسی ہزار ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے آئے
یہاں اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یار و یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قید یوں کو رہا کرے
او ساحر و جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہو سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو ہناز پری طلعت کو ہتھکڑیوں اور بڑوں
میں پایا بقیہ رہ گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہنچے رسن ہاے سحر کا تین اسم اعظم
پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرزا نام ہی خواجہ خواجگان مرے نام پر قدر شیا ہوا مرانکر ہو گلشن قیل و قال نشان تمھاری گرد پاؤش کا	عمر و زخشم ہتر جہان اٹا تہا ہون کفار کے میں خون مری چال سے ہو صبا پائمال مر افسر زخشم نامدار	مری نسل سے مکر پیا ہوا جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم توین فلک کی جو گردش کا سامان ہوا امیر عرب شیر پروردگار
--	---	---

بھی فوج و نفرت کی تدبیر ہی کہ آقا ہمارا جہا نکیر ہی	نعرہ کر کے عمرو نے حقہ آتش بازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتش بازی جو چلے سب میدان دھواں دھار ہو گیا سوار پال پیدل لون کا عجب حال افسر دیکھتے ہیں کہ شعلہ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کو کہ گری دوسرے ساحر کا سراؤ گیا اس اندھیرے میں سیکڑوں ہزاروں کو مارا خواجہ عمرو برابر حقہ آتش بازی مار رہے ہیں کبھی کو بچھن بر سے کھولا سنگ لون بہ پتھر برسا دیے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑاکے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک
--	---

قصہ پاک کپڑے اسکے اُتار لیے اختر جادو جیران کہ اب کیا تدبیر کروں اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل جلو دوسرے در بندہ پر کہ تمھارے بھائی حاکم بین کماشان زنگی وہاں چلکر
ٹھہرو وہاں سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑنے لڑنے
ایک گوسفٹے میں آیا اس طرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی میں نکل گیا
حناز نے دیکھا کہ ای شہر بار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بھر کمان میں پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر بار
اختر کا ستارہ گردش میں تھا تیر آکر حمزہ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گزرا اختر کے
مرنے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سب کو امان دی
جالیس ہزار ساحر و غیر ساحر و انبہ اسلام میں آئے امیر نے قلعہ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی حناز کو لا کر تخت پر بٹھایا گز و سکہ نام پر سعدین قباد کے جاری ہوا
حناز نے عرض کی حضور طرف در بندہ کماشان کے لشرف لے چلیں وہاں اظلم جا کر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب در بندہ کماشان پر
چلیں امیر نے حناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد پھر نے طلسم ہفت بیکر کے ہم
تسے عہد کرینگے حناز نے عرض کی ای شہر بار کنیز کی تو عجب کیفیت ہو کیونکہ تجھ کا
یہ زمانہ کئے گا۔ لفظ

دے جگہ یار کو پہلو میں رک جان ہو کر
آنکھوں میں کرتے ہیں گھر آنکھ سے ہٹا کر
دل مجھے تنگ کرے گا جو گریبان ہو کر
آنسو آنکھوں میں کھٹکنے لگے پیکان ہو کر
منفی کرے ذرا صبح تو خندان ہو کر
اب بلائیں اُنھیں کیا بے رُس سامان ہو کر
بھولے بنکر کہیں چھوٹے کہیں نادان ہو کر

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہو کر
فوش نگاہوں کے کرشمے کوئی سمجھے بچھے
دست و حشت سے کہو نگاہیں سے بھی کچا
حسرت ناک قاتل بین جو دل کھب آ یا
گریز شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو
حسرتین خاک میں سب تلچکیں اپنے دل کی
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل

جان ہو جاتے ہیں کس طرح کسی کے لیے
ہائے اُس شوخ کی فرزندگی جو رستم
آنکھ عاشق سے ملاتا نہیں جو ہر کوئی
دل وحشی وہ جو ہوش کرے عشق میں
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارے سینہ
نہ رہے ہم سے سید سخت تو کیا غم ہو جلال

آدھ لیش تو کروں قالب بجان ہو کر
مار ڈالا ہمیں ظالم نے بشیان ہو کر
شیخ اُس حرک کی بھرنا گئی عریان ہو کر
راہ تباہ ہے یہ داناؤں کو نادان ہو کر
بھانسنے کھینچ آئے گلے ہی میں بیکان ہو کر
دلکھے رہتی ہے کسکی شب بجران ہو کر

اس حسرت میں یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا اے شہنشاہ فوجی و
سرباغ محبوبی ہم فکر فلاحی طلسم ہفت بیکر میں ہیں ہمارے فرزند صاحب شوکت و شان علم شاہ
نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت بیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایجنے دو لاکھ
اس طلسم میں جا کر قید ہوئے اُنکی رہائی کی ہنگامہ فوری انشاء اللہ بعد وہاں کے واپس ہونے
کے ہم تم سے ملاقات کریں گے اور عقد کا بھی تم سے وعدہ کرتے ہیں اس طرح صاحبقران نے سمجھایا کہ
ملکہ ہمناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوئے اور یہ وعدہ کیا کہ میں بھی ہمراہ صاحبقران
کے آؤں گا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و ہمناز سے ہوا وہی وعدہ میں بھی تم سے کرتا ہوں یہ کہہ کر
ہمناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر مروج بموجب ہدایت ہمناز طرٹ در بند
کاشان کے چلے مگر کاشان جادو در بند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہو اپنی
بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران در بند اعظم پر آگئے اسنے سرحد داروں کو
ہم سے لکھے کئی پہلوان آئے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائیں گے کہرا ظلم
آکر ہو سچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے در بند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا
اے کاشان اُس نازنین مجھ میں نے بڑی آفتیں برپا کیں عمر و کو دربار میں لے آئی اختر
نے اگر حال کھولا عمر و گرفتار ہوا اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہر چند کہ طلسم
نہیں لیکن سحر اپنا اثر نہیں کرتا آخر در بند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی اے کاشان کچھ
انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ کیسے پریدہ ہمناز پر ہی طلعت یہاں کا بیتہ بنا لیگی تم لوگوں کو مشکل
ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشاط طرٹ بلخ استرگن کے جاتے ہیں اور

انکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہیں اگر طلسم کشایغ لسترن میں پہنچ گئے تو تمہارا
 در بندہ راہ میں بڑھکا کہا شان نے کہا میں یہی تدبیر کر رہا ہوں تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو کھینچو
 کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ صلت نہ پائے یہ لکھ اظلم رنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی ظلم
 اگر تخت پر بیٹھا کہا شان نے پکار کر آواز دی او پہلوانان دیو خصال تم میں کون ایسا ہے کہ
 حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے چھوڑتا ہوا
 اٹھا کہا ای شہر یار میں جاتا ہوں امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہوں شہر آشتی ہزار فوج لہکرایا تھا
 کوچ کر کے واسطے روئے صاحبقران کے چلا یہاں صاحبقران کو تیسری منزل پر ایک چکر
 بے حس و خاشاک میں ڈکڑ ٹھہرے ہیں چاروں طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں جنگل میں کہیں درخت
 کا نام نہیں گرد اُڑ رہی ہو صدائے دھم سے کہ صدائے ہیوات دیتے ہیں انہما کا دیرانیہ
 اُس مقام پر برس رہا ہو کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
 منہ کھل کے زمین پر گر کر تھپ تھپ کے اُسی مقام پر مرادھوب کی شدت سے اُڑ سکا
 کسی جانب عوض درخون کے بڑے بڑے بلند مرتفع بہاؤ ہیں ان بہاؤں پر جاوڑا کیٹھے ہیں
 مگر قیش آفتاب سے جسم تک رہے ہیں تڑپتے پھرتے ہیں جہیں نہیں ملتا زمین پر بیچہ ٹیکا چھو کر
 شل چھوڑا الیا یا چھوڑا ٹھے چاہا کہ دشت بول خیز سے نکل جائیں کا خرم اسی بہاؤ پر تھپ تھپ کے گیسے
 اور بجموری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیوں خواجہ کیسے کیسے
 جنگل دیئے مگر ایسا صحرا ہے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمر و جاب دیتا ہو کہ ای شہر یار
 یہ صحرا طلسمی ہو ایسے ایسے شعبہ بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم درویش کرنا
 بخو کہ دشمنوں کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہو کہ جس میں کبھی انسان کا گزرنہ ہوا ہو یہ لکھ امیر
 نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھ کر پانی پروا
 کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دانا ہوا کہ زمین تل گئی امیر نے وہ پانی دمیہ اسم اعظم
 گرد شکر کے چھوڑا دیا قصد کیا ہو کہ بارگاہ میں جاؤں کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو ہوت
 آشتی ہزار فوج سے آکر ہو بخا شکر کو اپنے اُٹار آپ بیرون بارگاہ ٹھہرنے لگا امیر کا لشکر دیکھا
 پکار کر آواز دی کہ یارویش شکر گسار ہی ساتھ والوں نے عرض کی او پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سنا تھا ملکِ اظلم پر قبضہ کر کے اب طرفِ دربند کہستان کے جاتے ہیں ہومان نے جھٹاکر کہا حمزہ کی قضا دا سنگیر ہو یہ کہنے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ میں آکر حکم دیا طبل جنگی بجے کل صبح کو امیر سے سمجھ لو تنگا ہر کارے جو صاحبقران کے بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے خدمت میں امیر کی حاضر ہوئے بعد عادتِ شناس کے عرض کی کہ اسی منہر بار ہومان دیو بند پہلوان آیا ہو طبل جنگی اُسے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہو کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلاکت سے صفحہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہو وہی پیش آتی ہو خواجہ نے آکر نقار خانہ سنکھری میں غاشیہ اٹھا کر طبل سنکھری پر چوب لگائی صدا کے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہو دیکھیں کیا گذرے تیاران ہونے لیکن آلاتِ حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعلع و ضیاء بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع فوج خضر موج میدان کارزار میں تشریف لائے ادھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان میں آکر ہو سچا صفیں بندھے لیکن بعد صفوں آرائی ہومان نے گینڈا سپہان میں نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے کہ بہرام گردن خاقانِ حیدر گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آگے عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کیا امیر نے فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو لہذا مناسب ہو کہ میں مقابلے میں جاؤں بہرام نے کہا غلاموں کے لئے نہیں مناسب ہو کہ آقا سے نامدار تشریف لے جائیں بہرام نے بعد جواب یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضورِ اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا یہ کھلے تلوار کھینچ کر گلے رکھ لی امیر ناچار ہوئے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آیا ہومان سے آکر تنگا و رزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب جٹے ہومان نے دیکھ کر آواز دی ای جوانِ ترا تمام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اسوقت سے میں رفیق ہوں کہ کشتہ کوئی اور خدمت صاحبقران میں شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے کھنڈہ چور بن سحران ایسے سردار کہ عاشقِ صاحبقران ہیں وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا ایوان حرب کہ تیرے دل میں وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
 کہا ہمارا دستور نہیں کہ پیش قدمی کریں جب ترے حربے سے پروردگار بجا بیگا تب ہم بھی حربہ
 کریں گے ہومان نے خبردار خبردار کہے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
 آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اپنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
 باٹھو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہومان لپٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے اترے آپس میں
 کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کر لے دوڑا
 ہومان چند قدم جا کے پٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹوں ہومان نے جورد کیا بہرام کا قدم
 پیچھے ہٹا وہاں پر موشیانہ تھا ہومان نے جو کہ مارا دو لان پانچ ہرام کے موشیانہ میں
 جاتے رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ اوقا بوجی کیا کرتا ہو
 ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کر کے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا
 خواجہ ہمیں دمیدم بہرام کی خبر ہو چنانا خواجہ سیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان ورنہ
 ہوے بہ صورت خد شکار دربار میں ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
 کی نسبت اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سرد ہار سمجھا جاگے
 یہ کہے بہرام کو قید خانے میں بھیجا عمر و نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
 کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہکو خبر دینا خواجہ عمر و صبح کو دربار میں
 ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام میں نے تمکو سر میدان
 زیر کیا اب بہتر یہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچو لگا بہرام نے کہا تجھکو دعویٰ
 پہلو انی بیکار ہو میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اس پر اطاعت کو کہتا ہو شرم نہیں آتی ہم اہل اسلام
 ایسے مکاروں کی اطاعت نہیں کرتے جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادوں
 کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کریں ہکو مکار بتانا ہی سر میدان زیر کر کے لائے ہیں آخر کو کہ بھی ہمارے
 زور سے اتر اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھا کہ آواز
 دی ایوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکالے ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم کر دنگا
 میرے ہاتھ سے جہلت نہ پائیگا میں نے عدلم پہلو ان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچتا

دشوار ہی بہرام نے کہا اب سچا جو تیرا مالک حکم دیتا ہے وہ بجالا زیادہ باتیں نہ بنا جلا دے
 گردن پر کولے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال میں گذرا کہ اگر میں خدمت
 صاحبقران میں جاؤں یہاں بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہو یہ سوچ کر عمرو نے
 گوچین سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جیسے ہی
 جلا دے چاہا کہ ہاتھ ماروں عمرو نے پتھر مارا کہ جلا دے کا سر کھٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گر ابلڑا ہوا
 وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلا د پڑا اوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلا دیوار کھانا مار
 پھرا پھرا گئے اپنے سر پر ماری مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز اپنے اپنے شاگرد کو حکم
 دیا کہ ارے اس گنگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچا آگے بڑھا گاہ اٹھا گئے عمرو کو دیکھا
 چاہا بہرام پر خنجر ماروں عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
 عمرو کو دیکھ لیا بجار کر آواز دی ارے اس شخص کو بڑا لعو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام
 پہونچا کہا ای بہرام سنبھل کر بیٹھو یہ کہلے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ
 میں آکر قید کو توڑا لڑائی میں مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں اور ہر کارے شاگردان
 عمرو جو کہ دربار میں حاضر تھے نکل کر بھاگے کہ باکر صاحبقران کو خبر کہیں صاحبقران یہاں
 مسلح بیٹھے ہیں خبر بہرام کے مشتاق ہیں کہ ہر کارے آکر حاضر ہوئے عرض کی ای عالی وقار اصل
 میں استار نے بڑا کام کیا جلا دون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں مگر دونوں پر فوج
 کفار کا بلوہ ہے یہ سکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران نامی جو دربار میں حاضر
 ہیں ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہاں بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
 کئی سو عیاروں کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
 ہٹ رہے ہیں ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑوں کہ لغزہ شیر کی صا کاں میں آئی بارگاہ نظر کی
 ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے ملا زبون نے عرض کی کہ صاحبقران آگے لغزہ امیر کی آواز

سب نے سنی - لغزہ صاحبقران	منہ صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزہ فیشم
شتم قاتل کافران جہان	ز قسیم گر زندہ نو شیروان	جو رفتم بسنجان پے گیرودار
نیز رفت گنجاب ملون فرا	چو دریا ختر جنگ شد شکار	شہ بر سرم فتح و نصرت نشا

گذر چون بچلان کہ قاف شد	جزا عریز از عدل و انصاف شد	دوم دیو عفریت را در مصاف
ملیرہ فتادند دیوان قاف	سمندون بہ بخت گشت شکار	شہ از جنگ بیدین دلیل و نوا
در انجا جواہ و ادب یافتہ	سلیمان ثانی لقب یافتہ	لغزہ کر کے صاحبقران آبرو

چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہنچے کہا اے شیر
 ہمیشہ جرات لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شہر مرد ہو گیا تھا قریب ہومان
 کے پہنچا ہومان کو لکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
 ہومان کے کمر تبا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے جا بجا بہرام کا سر
 کاٹ لیا امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہو گئے وہیں سے لکارا اونا مرد کیا کرتا ہے
 صید زیون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اسکا زخمی ہے زہرہ و خود لڑ رہا ہے اس پر یہ سگادی یہ کہلے امیر نے
 کھوڑا ڈال دیا مقابلے میں ہومان کے پہنچے کئی پہلوان بہرام جہان ہومان صاحبقران
 وار کرنے لگے جسے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقب کا ہاتھ مار دیا اس کے دو ٹکڑے ہوئے
 چار پہلوانوں کو مار کر مقابلے میں ہومان کے پہنچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
 تیغہ عقب پر روکا روک کر کمر کو تبا کر سر پر ہاتھ مار دیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے اب سردار
 امیر نے فوجوں کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گردی ٹوٹ ہونے لگی خزانہ ٹوٹ لیا بازار میں
 تباہ کین عین گرمی جنگ ہو سب کا فر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہیں چاہتے ہیں کہ
 بھاگ جائیں کسی طور سے جان بچائیں کہ صحرائے گرد اڑی سامنے آکر وہاں گدگد کا شگافتہ ہوا
 دیکھا ایک پہلوان دور کا بہر کب پر سوار پشت پر ساٹھ شہر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل
 کے دل سامنے آکر پہنچا اس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہے اسے جو سنا کہ
 ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھر و چار طرف سے بچیاؤں نے امیر پر بلوہ کیا
 امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار
 ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آنا لندھور نے ہاتھ تیغہ دودھ ہندی کا مارا قنطور
 کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او یہ وہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا
 اس جوان نے مجھ کو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیاروں کو بلا اس جوان کو کندون میں گرتا

کرے شاہباز نے زفیل بجائی چار سو پیکر بچے اسکی صد پر جمع ہو گئے شاہباز ان عیاروں کو بیکر طرف لندھور کے چلا فطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ میں مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر آگے حلقہ ہارے کتار مارے گردن و کمر میں لندھور کی پڑے عیاروں نے کھنچا انھوں نے پشت مرکب سے گرے چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو از روئے بلوے کے گرفتار کیا اب فطور طیل باز گشت بجا کر بلٹا صاحبقران بہرام کو بیکر پائے راہ میں خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمہیں سننا کہ بہرام رہا ہو ہے لندھور گرفتار ہوئے عمر و نے عرض کیا ای شہر یار فطور کے تیور بد میں ایسا نہ ہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا قتل ہو گیا شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تیر کر لگا مگر فطور جو بلیٹ کر یا نگاہ میں آیا ساتھ واٹن سے صلاح کی سب نے کہا وہ جو آپ دعویٰ کر کے آئے تھے کہ میں حمزہ کو بیکر لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوئے ایک عرضی اس حال کی کہ کشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے کہ مقابلہ میں حمزہ کے فروکش ہوں مگر حرات میں حمزہ بے نظیر حسن میں رشک ماہ میر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہو گیا حکم ہو بجا لاؤن یقیناً ہو کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کریں جب کوئی ساحر آجنگا تو مطلب ملے گا فطور نے اسی وقت ایک عرضی کہ کشان جادو کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ میں کشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے لکھے عیار میں آکر ٹھہرے اس سوچ میں کہ کسی کی شکل بنکر جاؤں لندھور کو رہا کروں اس سوچ میں ایک وقت کے نیچے بیٹھے تھے کہ رنگ کی آواز کان میں آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی میں مخفی کیا کہندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کینہ کے ہو گیا لیکن دل اسکا دھڑکا بکار نے لگا او ساریاں زادے میں نے تجھ کو بچانا کل کے مجھ سے مقابلہ کر کیوں چھپا بیٹھا ہی خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا جاہا کہ کل آؤن خبر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤں شاہباز نے کئی آوازیں دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمہ صحیح تھا قادل و ہڑکا اسکا کچھ اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست کی بیج کندہ دن
 میں آکے کھڑے عمر و نے شیر کی آواز دی اس نے جاہا کہ بھاگوں خواجہ نے کنہین کھینچیں۔
 شاہباز پھنکر کر خواجہ کو دکر چھاتی پر سوار ہو کے جاہا بیہوش کروں مگر شاہباز نے
 اپنے دونوں ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس جابب منہ پر عمرو کے مارے خواجہ بیہوش
 ہو کر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
 کیون او سار بان زادے اب کہ میرا کیا حال کروں عمرو نے کہا استاد کیا کنہا میں نے
 سیکڑون عیار مارے مگر آپ ساعیار طرار نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ قبول کریں تو میں
 شاگرد ہوتا ہوں اس کلمے پر شاہباز خوش ہو گیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلاؤ عمرو نے کہا روپیہ
 تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہو کہ مجھے دیا نہ جاسکے گا۔
 شاہباز نے کہا خواجہ میں اپنے عہدے پر تمکو مقرر کر اؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
 فیاض ہو ہزار ہا روپیہ پیدا کر دے عمرو نے کہا خیر میں ضد متگذاری کرتا ہوں یہ کہہ
 بولا میرا ہاتھ ڈھیل کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر میں ہاتھ ڈاکر ایک
 بوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہو گیا اسی طرح ستواڑ کی پوٹلیاں
 عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
 نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیقہ سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یا قوت احمد ہی کہا
 اسناد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شے ہو کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں مگر اسکو دیکھے نہیں جب
 ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب میں قیلول لقا ہو گیا اور اسکو
 بیہوش کیا تب یہ تحفہ بابا شاہباز سوچا کہ اسہیں کوئی بھیہ ہو کوئی شی ٹری معقول ہی ہو چکا
 کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جبے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اڑی ارے
 کیمے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی وقت درخت میں باندھا اور آپ
 رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرٹ لشکر قنطور کے چلے یہاں لندھو رحس قید خانے میں لند
 ہن و ہان شاگردان شاہباز مقرر میں استاد کو جو اپنے آتے ہوئے دیکھا شاگردون
 نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہو میں پلٹ آیا لندھو رحس کو جاکر دیکھوں کہ وہ قید میں ہے۔

کیا کر رہا ہو یہ کہلے قید خانے میں آکر لندھوڑ کو دیکھا کہ سر زنجیر سر خم کیے ہوئے ہی عمر و
 آکر کہا ای جانشین صاحبقران ہم آپہنچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر میں
 چلکر دیجیے گا لندھوڑ نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہو خواجہ نے قلم روات
 زنبیل سے نکالکر کہا لا کہ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھوڑ حیران ہو کہ میں نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمر و
 میں ضرور مجھے لینے لندھوڑ انکار کر رہے ہیں خواجہ صرا کر رہے ہیں سحر قریب تھی کچھ
 کاہ فروش جنگل میں پہنچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر
 گھسیارے گہرے آئیں میں کہنے لگے کہ اس جنگل میں کوئی بھوت پریت ہو جواب نہ دو یہاں سے
 بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے چھک
 قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے چھٹا قید خانے پر لندھوڑ
 آکر پہونچا شاگردوں نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیرائے ایک
 شاہباز اندر شے کے اور آپ باہر سے آئے ہیں شاہباز نے کہا وہ عمر و عیار ہی مجھکو جنگل میں
 قید کر کے برائے رہائی لندھوڑ آیا ہو چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیاروں نے چار طرف سے
 خیمہ گھیرا خواجہ عمر و لندھوڑ سے باتیں کر رہے ہیں کہ شاہباز نے آواز دی اوساربان داد
 اب میرے ہاتھ سے کہاں جاینگا عمر و نے کہا ای لندھوڑ تمہیں ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
 لندھوڑ نے کہا میری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دو میں لڑتا بھڑتا نکل جاؤں گا عمر و نے چاہا لندھوڑ
 کی ہتھکڑیاں کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمر و نے زنبیل
 پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتش بازی نکالوں یکایک بچوں نے ہمت نہ دی حلقہ ہارے کندہار نے لگے
 عمر و لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑکر نکل جاؤں شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہو خواجہ نے
 پانچ سات پیکر بچے مارکر ڈال دیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقہ کندہ عمر و پر
 مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گئے شاہباز نے بڑھکر حباب
 بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوئے اب شاہباز نے عمر و کی مشکین باندھیں برابر
 لندھوڑ کے انکو بھی قید کیا دوڑ کر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
 شہریار اب عمر و لندھوڑ قید ہیں اگر آپ قتل کا ارادہ کریں گے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجا ئینگے اور یہ بھی مناسب نہیں ہو کہ عرضی لیکر جاؤن نہیں معلوم کہ کشت
کیا فرمائیں بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھو کو خدمت میں کہکشان کی پہلے کوچ کر کے نکل چلے
ان دونوں کے قتل ہونے سے حمزہ کی مکر ٹوٹ جائیگی لندھو را فسر سلوا انان عمرو و روح قاب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونوں قتل ہو گئے تو میں یہ وعدہ
کرتا ہوں کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہیں کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی
اسی وقت لشکر تیار کیا لندھو را اور عمرو کو ایک ارا بے پر سوار کیا طرف در بند کہکشان کے
روانہ ہو گیا صاحبقران جو صبح کو دربار میں آئے فرمایا کیوں بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھو را پر کیا گذری کہ اس عرضے میں نامیان و طوتمیان خبری گھمرا ئے ہوئے
آئے عرض کی امی شہر یار شب کو استاد گرفتار ہو گئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھو را عمرو
کو لیکر یا شکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہو اگر قنطور بر سر در بند کہکشان پہنچ گیا تو فوراً عمرو و لندھو را کو قتل کرے گا یہ ممکن نہیں ہو
کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور میں نہ جاؤن یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہو
مجھ سے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو و سنون اور خاموش رہوں فرمایا اشقر لا و سرداروں کے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلیں امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہیں امیر سوار ہو
سرداروں کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب میں چلے مگر قنطور لیے ہوئے عمرو و
لندھو را کو جاتا ہوا راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان میں روانہ کی کہ عمرو و لندھو را کو لیکر
آتا ہوں مگر حمزہ ضرور پہنچا کر گچا امیدوار ہوں کہ غلام کی مدد کیجے کہکشان زرنگی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جا کر برا کام کیا لشکر تیار کرو میں راہ سے جا کر
قنطور کو لاؤن قلعے میں لا کر دونوں قیدیوں کو قتل کروں اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہیں شتر اتنی ہزار ساحرون
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اتر آہو کہ کہکشان اگر ہو چکا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا امی شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہیں کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کا ہے کو لیکر آیا صبح کو میدان غونی کی تیاری ہو
 لندہ ہور اور عمر کو دار پر کھینچون قلعہ لکشان پر جا کے بیٹھوں رات ہی سے تیاری میدان
 غونی کی ہونے لگی خواجہ عمر و ایک شیخے میں قید تھے لندہ ہور ملول و حزین سر زنجیر پر
 رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیار ان در قید خانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیار دن سے کہا اچھی طرح
 حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارہ سحری آسمان پر جھکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا
 یہ کیلے آپ طلا کے کی خبر لینے جلا ایک عیار جو اٹھا بھیر دین کے سروں میں تانین مارنے لگا
 عمر و نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گالنے میں بھی دخل ہو
 عمر و نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

کہ بشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمتے خم پایا
 کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
 کبھی دیکھا دل عسک کبھی ابر کرم پایا
 مری آنکھوں کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
 بہ شکل عاشق و معشوق دونوں کو ہم پایا
 اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
 میں دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
 ہمیشہ سینہ شمشیر قاتل کو دودم پایا
 ہمیشہ دو لبوں کی طرح دونوں کو ہبسم پایا
 کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
 کہ جب میں نے اُسے دیکھا، ہم آنکوش صنم پایا
 ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
 ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

جہان میں نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا
 مکان ہون تو کہیں ہوتے ہیں از خود تجھ سے پدا
 بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہیں سکتا
 کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
 نہیں ممکن جدائی رات اور آئے تسلسلین
 گھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
 رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی
 بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
 جہان بننے میں دل ہو آرزو بھی ساتھ کر کے
 نکل جائیگا دلیں وصل جو کہ آئیں گے
 تصور میرا مجھ سے ہر طرح قسمت میں بہتر ہو
 فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
 تسخیر اب شکر کی جا ہو لحاظ انکار کا لوطا

اس طور پر عمر و نے یہ غزل گائی کہ عیار بقرار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمر و نے بائیں
 کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یوں گلا ہلا وہ گلا ہلانے لگا عمر و نے حباب مار کے

اسی ہیوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اسی کے مقام پر بیٹھے اس عرصے میں سفیدہ سحری
 ظاہر ہوا کہ کشان زنگی سوار ہوا بازار میں جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا اے شاہباز
 قیدیوں کو جلد لا شاہباز نے آواز دی اے سرہنگ تیرا قیدیوں کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر
 ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اسی عیار کا نام ہے کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہیں
 خواجہ نے تعجیل اپنے ہمشیمیہ کو نکال کر ارابے پر سوار کیا اور نہ ہور کو اور جھپٹ کر قرب
 شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمر کو جلد قتل کیجیے اگر نہ دھور بج بھی جائیگا تو ہم یا آپ بھر
 گرفتار کر لائینگے اور عمر و نوآب کے اقبال سے پکڑا گیا عمر کو جلد قتل کیجیے اس شاہباز
 نے بڑھک کر کشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمر کو قتل کیجیے کہ کشان نے اشارہ کیا اے
 شاہباز تجھ کو اختیار ہے جسکو جسطرح مزاج میں آئے اسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے
 اتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید میں پایا غل مچانے لگا پکار کر
 آواز دی اُستاد میں ہوں سرہنگ عمر و مجھ کو قید کر گیا خواجہ نے بڑھک کر ایک پتھر مارا اور
 شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتوں کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچے شاہباز
 نے عمر و نقلی کو دار پر کھینچا شاگردوں سے اشارہ کیا تیرا رواج تیر بھر کہاں میں پیوست
 ہوئے سرہنگ تڑپنے لگا کتا تھا اُستاد میں بخیا قتل ہوتا ہوں عمر و نے ایسا غل مچایا کہ
 سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُنے دی چار طرف سے تیر پڑے کہ چہر تیر حیرت کو توڑ
 کر بار گزہ سے نوبت نقارے بجھنے لگے چار جانب ہلڑ ہوا کہ عمر و مارا گیا اب شاہباز نے
 اشارہ کیا نہ ہور کو بھی دار پر کھینچو نہ ہور کو بھی ارابے سے اتارنے لگے نہ ہور نے لنگر
 مارا ارابے سے نہیں اترتے کہ کشان کو خبر ہو چکی کہ نہ ہور ارابے سے نہیں اترتے
 کہ کشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ نہ ہور کو ارابے سے اتارے کہ زمین تھرائی کھڑے
 صاحبقران کی آواز آئی - نعرہ امیر

امیر عرب فیض روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و مقام نام
یکے تیغ عقرب کے ذوالحجاء	بن کا فران از چنان پاک کرد	سر سر کشان جلد در خاک کرد
نعرہ کہ امیر اگر گئے باجے جو امیر نے بچتے دیکھے گھڑ کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے سے بچ رہا ہے		

کہا منے سے برق روتا ہوا آیا کہا اسی شہر یا غضب ہوا استاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار کے
لٹک رہا ہو تمام جسم مشک ہو یہ کیکے برق جلا صاحبقران نے جلا شہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا چمک کر لڑنے لگے ڈر ہو کندھور نہ قتل ہو جائے مگر امیر
لاشہ عمرو کا دیکھا ایسے بے قرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف کندھور کے چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست و خیز کرتے ہوئے قریب کندھور کے پہنچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آکر کھڑے ہوئے کہا استاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے نافع کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہنچ ہی چکے تھے کو کھ پرایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔

مری اسل سے مکر پیدا ہوا	عمرو و بخشم ہمت مستان	مرا نام ہے خواجہ قواجگان
جھنکا تا ہوں دشمن کو ہر دم دشمن	اٹھاتا ہوں کفار کے مین ہوتن	مے نام پر غدر شید ہوا
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مری چال سے ہو صبا پائال	مرا مکر ہو گلشن قیل و قال
امیر عرب شیر پروردگار	مرا افسر و بخشم نامدار	لشان تھا مری گرد پاوش کا

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو کہ آقا ہمارا جہا نگیر ہو

امیر نے جو نعرہ عمرو کی صدا سنی شل گل شکستہ ہو گئے کہا اسی ہمت برق فرنگی تمھارے استاد
کے نعرے کی آواز آئی ہو یہاں عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیار و نئے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہنچا برق نے دور سے دیکھا کہ استاد گھرے ہوئے ہیں
نیچہ کھینچ کر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق۔

لقب ہو مرا برق خنجر گزار	لڑنے میں میں برق رفتار ہو	کہ استاد میں خواجہ نامدار
زمانے کا مکار و خدائے ہون	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے	کروں سیکڑوں کوس کی راہ کو
در مکر پر پیدا ہوا ہمارا	بزدیر قدم غیب ہو شرق ہے	تو پاب سے مری جیج بہار ہا

نیچہ کھینچ کر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جسکے نیچہ مارا اسکا سر اڑا دیا
امیر لڑتے بھڑتے قریب کندھور کے پہنچے بڑھکے ہاتھ مارا کندھور نے ہاتھ اٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی کندھور نے خاند زور میں آکر قید توڑی وہی ارا بہ اٹھایا اسکو جو گھٹانا

شروع کیا ایک ایک جنبش میں دس دس کے سر پٹھے بھیجے ارا بے میں لیٹے ہوئے ہیں کمکشان جادو کو بڑھکر ہر کارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کمکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہر کارون نے عرض کی بہ شکل سر ہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سر ہنگ تھا استاد شاگرد فوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اٹھا لیا اسی چھکڑے سے لڑا رہا ہزاروں ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سنکر کمکشان گھبرا کر فیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعہ کے نکل چلے کمکشان رنگی اپنے ساتھ والوں کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اسی مقام پر بہ فتح و فیروزی آ کر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے ہوئے لندھور و عمرو سے باتیں کر رہے ہیں سب سرداروں نے جانا کہ امیر نے کمکشان کا پیچھا نہ کیا اسی میں کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہو امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آ کے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامہ کو ہاتھ میں لیا سر نامہ چچ نامہ حسنا زماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ پروردہ حمد کج ادائی غزال صحراے بے اعلنائی زیدت دولتکم بعد از دوسے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کہ خبر پہنچی کہ کمکشان آپ کے مقابلے میں آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعہ کمکشان کے پہنچائے ورنہ وہ ایسا انتظام کر گیا کہ حضور تائبہ قلعہ کمکشان نہ جاسکیں گے کیونکہ کمکشان جادو پڑا زبردست ساحر ہو آپ کے اسم اعظم سے کچھ اسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجانا اور کنیز کا فراق میں حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال ہے

اہل میں یہ کیفیت ہو۔ لفظ نم

کافی ہو پہننے یار بہ مشکل تمام رات
ہم کو رہا تصور قاتل تمام رات
آئینہ ماہ کا کھنسا مقابل تمام رات
جاری رہا ہے قافلہ دل تمام رات

افرایشون پہ تھا قلق دل تمام رات
ہر کھنڈہ دل میں خوق شہادت کے پیش
محفوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ میں
فرصت نہ پائی ریزش کرے سے ایکدم

کیا پوچھتے ہو عاشق مفطر کی سرگزشت
فرصت نہیں تصور جانان سے اکرم
دامن میں آ کے اشک ٹپکتے ہیں یوسفیم

بتایا بیان تھیں صورت بسمل تمام رات
رہتا ہر سامنے مہ کامل تمام رات
لکٹی ہو خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تھا راہیو نیا محبوب ہمارے لکھنے
کے فوراً طرف در بندہ کور کے جلتے ہیں یہ لکھ کر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور
آہن کلاہ اسکے ساتھ ہو راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا برا بھلا ہو
کر کے قلعہ کہکشان میں پہونچا تخت پر آ کے بیٹھا مشہور وزیر گردیہی ذکر ہو لے لے لے لے لے لے لے
ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار میں کہکشان کے گرا کہا دی کہکشان نامہ طلسم کشا
عالیو قارط بلخ نشتر کے جاتے ہیں نشتر نے ابلاغ سپردندان پہلوان کو
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپ کے
قلعے کے قریب آ کر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کر دیجیے
سنا ہو کہ علم شیخون میں ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریت پر گیا تو شیخون
مار کر اسے تباہ کیا یہی لطائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑ گیا آپ کے سرحدار کے ملازم
میلا دو اسن پوش حاکم بیشہ میلا دیہ نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر کہکشان سے اطلاع کرو
یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اسنے سوال کیا کہ کون تم میں
ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اسکی شرکت کرنا واجب
ولازم ہو مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معاف ہو جائے کہ حاکم در بندہ کہکشان نے
یہ آفت برپائی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قدوار مکار و نہدار
اپنے مقام سے اٹھایا کہکے آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جاتیکا اور سر طلسم کشا لا گیا
شیخون سے ایسی بات نہیں ہے کہ طلسم کشا بیچ سکے کہکشان نے اسکو خلعت دیا
اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ لیے سالوس فوج نہ کور لیکر بیرون قلعہ انتظار میں ابلاغ
کے اترادہ سرے دن پر دن رہے گرد اڑی دیکھا کہ ابلاغ سپردندان فیل مست پر سوار
پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوئے سالوس نے بڑھ کر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اسی سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
 سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شیخون میں میرا ساتھ نہ دے سکو گے
 سالوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھ کر لڑینگے دونوں ایک ہی بارگاہ میں رہے چار پہر رات
 آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونوں پہلوان سوار ہوئے لاکھ لاکھ سوار و پیادہ دونوں
 کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہیں بیرون بارگاہ کرسیان بھیجی ہوئیں شہر شوقا
 عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشا اللہ بارغ نشتر
 میں سرکار کا مقام ہونشترن جادو و جڑی کوشش کریں گی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
 اڑی ٹوٹ نغارے کی آواز کان میں آئی پھر ہرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان
 آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہی آگے دونوں مقابلے میں اترے رستم نے سمجھا
 کہا دریافت تو کر دیر پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سمجھا گیا اور دریافت
 کر کے آیاعرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے
 قد و قامت کے دونوں جوان ہیں دونوں مغرور نشہ بادہ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھ کر
 اپنی بارگاہ میں آئے آج طلائے کی گشت دیوانہ شہر پر مردم در کے متعلق ہی جیسے ہی داروغہ
 نے لاکر فرد کھائی دیوانہ زنجیریں بلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیاعرض
 کی آج غلام طلائیہ دیکھا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
 آقا چھین باتون پر مجھے غصہ آتا ہی ایک چوبدست مار دوں گا بڑا اٹھا ہو جاؤ گے رستم نے
 ہنس کر کہا کیوں شامین آئی ہیں تمہارے کان اٹھاڑ ڈالو نکا دیوانے نے پیچھے ہٹ کر ایک
 چوبدست ماری رستم نے پتیرا بل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اڑی
 رستم تو گردین چھپ گئے دیوانہ چھین مار کر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کیے میں
 منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوئے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیوں روتا ہی میں
 بخفا ظمت پروردگار زندہ موجود ہوں دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھ کر ایک جنگل پار
 کہ زرہ اور چوبدست نوج لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھ کر
 دیوانے کے دونوں کان پکڑے فرمایا اٹھ کر ٹولون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہو دریا سے جرات کا بے بہا درہو آقا معانت فرمایے غصہ نہ کیجئے مگر طلا سے جو میں ہی جاؤنگا
 رستم نے حکم دیا دیوانہ خسریر مردم در چار سو دیوانوں کو اپنے ساتھ لیکر لشکر میں آیا دو کا نڈر اون
 کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہاں چوراہے تو
 مجھے اطلاع کرنا میں کنارے پر لشکر کے ہون میں اسکو مار ڈالوں گا دو کا نڈر دیوانے کی صورت
 سے ڈرتے ہیں بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہیں دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کنارے پر لشکر
 کے آکر بٹھا وہ دونوں پہلوان اپنی بارگاہ میں ہیں کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
 کیا اصلاح ہی آج شیخون مار کے طلسم کشا کو بکڑتین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
 ہی اسکا گرفتار کرنا دشوار ہو گا ابلاغ نے کہا تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی میں نے تو طلسم کشا کو
 دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہو سا مٹا ہوتے ہی گرفتار کر لوں گا سالوس نے کہا اسنے
 بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
 مارا جائیگا میں فوراً گرفتار کر لوں گا دونوں میں تکرار ہونے لگی آخر یہاں تک تکرار بڑھی کہ دونوں
 نے تلواریں پھینچیں ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو قیر سے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
 نکلا فوجین دونوں کی تیار ہو گئیں نوبت تھارے بجھنے لگے فرنا چھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
 ادھر آپس میں تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد سے
 ایک ہی دار میں گرد برد کر دوں گا دونوں میں تلوار چلنے لگی ہلا ہو اور بابے جنگی بھینے لگے
 دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیسے
 باہر سے رہے ہیں سمک نے بڑھکے خبر دی کہ دونوں پہلوان آپس میں لڑ رہے ہیں دیوانے نے
 نے کہا میں جا کر دونوں کا فیصلہ کر دوں سمک نے سمجھا کہ کہا تم تماشا نہ دیکھو کہ دیوانہ چوپیت
 لیکر سمک پر چلا کہا او تمھارے سمجھاتا ہی یہ کیسے چار سو دیوانوں کو اشارہ کیا کہا ہاں بھائی
 ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرامین گے کہ اگر دیوانہ طلا سے پر نہ ہوتا تو
 بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتیں کر کے طرف فوج کھار کے چلا چار سو دیوانوں کو ساتھ
 لیکر دو لاکھ پانچ سو سالوس اور ابلاغ دونوں زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چچ کی آواز آئی زمین
 ہلنے لگی دیوانے نے ٹھکر فوج کھار میں چوبکستین مارنا شروع کیں کئی ہزار جوان مار کر

والہ یہ سانسوں نے کہا ای ابلانغ اسب منھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی
اب ہم تم منھل کے لڑ میں دو ذون آپس میں ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلانغ چلا اور ایک طرف سانسوں کہنا ہوا جاتا ہی بار و تم سوار و پیدل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان میں جی داری کر دق تک خداوندی سے ادا ہو سانسوں
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جاؤ کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں اور دیوانہ
ہنگامہ نشیرانہ چار سو دیوانوں کو جھانکے ہوئے چھ پستین مارنا ہوا آتا ہی جب جھک کر حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر پھاڑے جرات کے جھنڈے گاڑے دیوانوں کی بے ماکیان و
چالاکیان جب جم کے حریک کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چھین مارنے میں حریت کو لٹکارنے میں
سانسوں کو جو دیوانے نے دیکھا لٹکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی باپوش کی گرد
قوابی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقا سے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہیں دیتا مجھ ایسے کو
رفیق بنا یا ہی جو بدست سے بچتا رہتا ہی دن بھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں
جھک کر کب مانو گا یہ کہے جبت کرتا ہوا سامنے سانسوں کے آیا سانسوں نے
ہاتھ تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چھج مادی کہ گینڈے نے سانسوں کے منہ پھیرا زمین
کھڑا گئی سانسوں نے جا پا گینڈے کو بھگا ڈن مار دیوانے لے لٹکارا گردن میں جو طوق
بڑا ہی اُسکو ہلا کر جو بدست کو گردن دی خبردار خبردار کہے جو بدست آہنی لگائی سانسوں
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جو بدست جو آکر پڑی سپر کے پیدل مر چھانے سپر و گردن سپر
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سپر پڑی سپر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گینڈے کے
میں گینڈا و سانسوں دو ذون خون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ پکارتا ہی ابے سانسوں
دیوٹ اٹھ کر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے چڑا ہی دیکھوں تو کیسا پہلوان ہی ساتھ والوں نے
جو دیکھا کہ سانسوں مارا گیا روتے پیتے سامنے ابلانغ کے آئے کہا ای ابلانغ سانسوں کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلانغ نے
افسروں کو بکا مارا کہا بار و طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر پڑے غضب کا ہی نہیں معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہو کہ اُنکی اطاعت میں ہی سنستا ہوں کہ روز طلسم کشا پر جو بدستین لگاتا ہی

مگر طاسم کشا اپنے کو بچاتے ہیں ایسا اسکو دبا یا کہ یہ نام سے طاسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقوں نے
 کہا حضور اصل میں یہ کیفیت ہو کہ طاسم کشا نے بڑے دور و شور سے اسکو نہر کیا ایسا دبا یا
 کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہو چار طرف سے گھیر کر اسکا گرفتار کر لین ابلاغ نے بھی ترغیب
 دی کہ چار جانب سے فوج نے جمع کیا کنہین اور رسنوں دیوانے پر پڑنے لگیں ساتھ وہ
 دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کنہین پڑیں کہ وہ ہندھکرا
 چار طرف سے از روے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ بیہوش ہو کر ابلاغ نے
 گرفتار کر لیا ساتھ والوں نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بدستین تان کر پلٹ
 سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے تڑپ
 رہے ہیں ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنوں اور کندون میں گرفتار کروان
 بیچاروں پر بھی کنہین پڑنے لگیں دیوانہ شہر پر مردم در مع ساتھ والوں کے گرفتار ہوا وہ
 طبق امان بچو کر پلٹ گیا ہر کاروں نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا تم تو منع کرتے
 تھے کہ یہ دیوانہ طلا سے بڑھ جائے اُسے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اسی سبک بڑھ کر خبر تو لو
 سبک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے میں پلٹ کے آیا عرض کی ساوس قمارا گیا
 دیوانے کی ایسی جو بدست پڑی کہ پراٹھا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کندون سے
 گرفتار کر لیا اب اسنے قید کیا ہی حکم دیا کہ کل سویرے میدان غنی کی تیاری ہو دیوانہ قید خانہ
 میں نہ خیرین ہلا رہا ہو رستم نے کہا میری زندگی میں دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہوا سبک
 ہما کو وقت پر خبر دینا سبک بصورت تبدیل داخل شکر گرفتار ہوا پھر نے لگا ابلاغ جو اس
 معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بندست نسترن جادو لکھی جسکا مضمون تھا
 کہ غلام بموجب حکم جو آکر ہو نجا طرف سے کہکشان جادو کے ساوس نامے ایک
 پہلوان آیا ایسا جاہل اچھل بھٹاک غلام سے ٹکرا کر نے لگا آخر دیوانہ شہر پر مردم در کے
 ہاتھ سے مارا گیا میں نے دیوانے کو گرفتار کیا ہو کسی جادوگر کو روانہ کیجئے میں نے رستم
 کو بھی روکا ہو آگے نہ بڑھنے دو نگا نسترن جادو بلع نسترن میں بیٹھی ہے جادوگر نیاں
 اُسکے پاس بیٹھی تھیں ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا شننا کہ چار سو دیوانوں سے وہ

دولا کہہ پراگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے اٹھی کہا اے ملکہ عالم کینز جا کر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر میں سمجھ سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے گا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جاوہر نیون سے نشتر ن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اسکو چونکہ خوف ہو کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آسے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آ پڑا تو کون روک سکے گا یقین ہو کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجا یگا کہ دفعہ آسمان سے برقیں جھپکن ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جاوہر نیون سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئیں آج میرا ارادہ تھا کہ میرا غلٹی کی تیاری کروں دیوانے کو قتل کر ڈالوں لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا دراد دیوانے کو بلواؤ میں دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ حیل خانہ سرزنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار میں آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے میں طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہیں زنجیرین ہلاتا ہوا دربار میں آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس پیشتر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کندہ دن سے گرفتار ہوا کیا روکے سے ڈکٹا تھا گرے گرتے کئی سو جوان مارے جب بیہوش ہو گیا تب یہ شکل تمام گرفتار ہوا یہ کہے قید خانے میں بھیجا یا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گانتوں کو بلایا گانتین سامنے بیٹھا کہ یہ غزل عاشقانہ

بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہ گئی دلیں کہ مدعا نہ ملا ہوا ہر کون سامعشوق با وفا ایدل عجیب قسمت بہتے شب فراق میں ہم ندہ کی تو ہاتھ سے ہوں صفت میں نگہ جتا جواب دہی بھلا روز باز پرس تو کیا وہ کشتہ نگہ قبر تھا کہ محشر میں	بہت جہان میں ڈھونڈھا پریشانہ ملا گلہ عیب ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا کمال ڈھونڈھ پھرے خانہ قصانہ ملا ہوئے شوق فنا میں جہان اڑانہ ملا اڑا اڑا کے بہین خاک میں صبا نہ ملا مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا
--	---

غریقِ بحرِ ستمِ عمر کی ہوئی کشتی کمالِ عیش و جوانی و ملک و مالِ طرب عجیب جوشِ جنون میں ہوئی تھی پانی چھبے ہزار تناسلے کیونٹے کھٹکے بہت ہی کرتی رہی باغ و بہرِ گلکشت	بہت سا جمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا یہ سب ملے ہمیں پر یار باوفا نہ ملا کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا کہ خار کو کوئی ہمسایہ ہنس نہ پا نہ ملا پر اپنی بلبیل دل کو تسیم سا نہ ملا
---	---

یہ اشعار عاشقانہ جو گائے گائے ہلال کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا
کیونکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہو
پریشانی سامنے آتی ہو اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہو طلسم کشا صاحبِ زور و طاقت ہو کیسے
کیسے سردار جمع ہیں کہ اسی وقت ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی رہی بہاؤن دور
اس وقت دربار میں طلسم کشا کے عجیب ہنگامہ ہو ملک شہر تہ صبح پوش نے ہلال خیم پشانی
کے آنے کی جو خبر سنی اپنے مقام سے اٹھی ہیں اور کہتی ہیں کہ دیکھو ہلال کیا کرتی ہو
میں برائے رہائی شہرِ مردم در جاتی ہوں دیکھو کہ بی ہلال میرا کیا کر سکی ایک طرف
سے ہلال سرکش یہ کہتا ہوا اٹھا ہو کہ اسی ملک عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو
مناسب نہیں ہو کہ لشکرِ دشمن میں جائے آفتابِ فلک سیر کا ہن نے اٹھ کر دو ٹون کو
روکا اور کہتا ہو آپ لوگ کیون تکلیف کریں شہرِ مردم در کو مجھے پیچھے اس سہولت
میں رہا کروں کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہو آپ لوگ کیون تکلیف کریں غرق
ہو کر جاؤں دیوانے کو رہا کروں اور کسی کو نہ معلوم ہو جو بولیکا اور روکیگا سمجھ لو نگلی اور
عجوق یہ کھٹے اٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے میں جا روق کہتا ہو میں ہی وقت جا کر قید خانہ
میں گھس جاؤں رفیق کو مع جملہ ہر ایمان رہا کروں مگر طلسم کشا نے ہنرم زبانی سب کو
روکا ہو کہا تم لوگ ایسے ہی جاننا ز اور سر فروش ہو کیونکہ نہ دریاے جرات کا جوش ہو ابلاغ
کو ارادہ کرے دو دیوانے کی سزا ہو کہ جمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ شکارِ قمار میں دخل نہ دینا ہے
ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سہرا دیکھا جس وقت وہ قصد کر گیا کہ اسکو قتل کر دوں اسی وقت
میں جاؤں گا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہیں رکھتے انکارادہ ہو کہ آپڑیں کہتی سوا فسر

توج ایسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہیں ای بیلوان دوران کچھ تاہم سیر کیجیے ابلاغ نے جو خیر سنی کہا کیون ملک ہلال اب کیا تدبیر کروں اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخیر مست منتظر جلا جان دن رات آنکھ اختیار ہو ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا جانے لگا راہ میں جا کر روکیگا معرکہ عظیم بڑیگا مگر میں بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہوں کہ کوئی ساحر نہ آ سکے اگر طلسم کشا آئیگا گرنہ گرنی مشکل یہ ہو کہ تجھے انکے پاس موجود ہیں ابلاغ ملک سے نشین کرنے لگا کہتا ہوں کہ ای ملک عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحر وہ کے تدبیر کو یہ مستحکم ہلال اپنے مقام سے اٹھی اس جیل سے در زندہ اٹھانے پر آئی اور نگہبانوں سے کہا ہو شمار رہنا دیوانے نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیریں ہلانے لگا بچار کر آواز دی ای نزدیک ذرا ہے تو نگاہ ملا شرمناک ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور بچار کر آواز دی ای مجھ میں ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبل کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

نظم

کہ زنجیر ہوا بند کرے سینے سے دم نکلا
نہ بل زلفوں میں کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
کہ اشک دیدہ سے سخت جگر ہو کر جسم نکلا
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم فسون کہ نکلا
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو قسم نکلا
جو نکلا نام بھی میرا تو ماند قسم نکلا
کمان آسمان پیر کا بانک نہ خم نکلا
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جسم نکلا
قیامت اور آئینگی اگر باہر دم نکلا
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

مزا دیوانگی کا زہر شیر دوم نکلا
جبین سانی کو ہم کس وصلے پر آپنا کرتے
بڑے ثابت قدم یاران ایذا دوست ہو تے ہیں
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم زاتیری
بچارا مجھ کو دان اُسکو ہوئی منظور جس جا
وہی زور جوانی میں ابھی پشت خمیدہ ہو
نہ چھوڑا خاک نے جو خاک کچھ اُنکا نشان باقی
ابھی پر دے میں ہو چسپیرام مرگ آتے ہیں
زمانہ مسکون سے ای نسیم آبادی توج

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال رجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھ پر توج ہوئی بڑے جلیل کار فیک ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
 زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اچھلتا رہا کو دتا جو دہم یہی کہتا ہوا جان جان وادی
 آرام دل مشتاقان تجھ کو دیکھ کر میری جان نکلی جاتی ہو کوئی ایسی تہہ پیر کر کہ میں اور تو ایک
 پاس رہوں یہ شکر ہلال نے کہا نہ گھبراؤں تیری رہائی کی تہہ پیر کرتی ہوں قصہ کہہ رہی ہو کہ سحر کر کے
 نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضاے کار نسترین جادو جلسہ میں اپنے
 بیٹھی ہو اور سب مصاحب جمع ہیں ہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشائے گئی ہے
 ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اسنے جا کر ایسا سحر کیا ہو گا کہ طلسم کشائے گئے نہ بڑھ
 سکنے اسکی بہن بچم جادو بیٹھی ہو اسنے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا صاحب
 و حاکم تحفہ جات امیر سحر کیونکر تاثیر کرے گا بڑی مشکل بڑیگی یہ تو کتاب میں دیکھ کر کہ ہفت
 ہمارے بہن کیا کر رہی ہیں نسترین نے جھولی سے کتاب نکالی اسکو کھولا مضنون دیکھ کر
 بیٹ لیا بچم نے پوچھا حضور خیر تو ہو کہا اور غضب دیکھ دیوانے کو دیکھ کر دیوانی ہو میں
 قید خانے میں اسنے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہیں نگہبان بیہوش ہوئے
 اور وہ دیوانے کو لے نکلیں اور بچم تو جا جاتی پکڑ گئے گھسیٹتی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھنے والا
 کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
 کیا چاہتی ہیں اس دیوانے نے جو حشیدہ کلام کہے پس گئیں رات کو گانا سنا اور
 دیدادہ بیقرار ہوئیں غزل عاشقانہ مسکراتی نقین بچم نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں اس
 دولت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کہکے سامنے سے نسترین کے اٹھی نسترین نے
 کہا ایسا اندر کے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمہارے ساتھ فساد کے بچم نے کہا کیا محال ہو
 کہ کوئی بول کے جلتے ہی گرفتار کر لوں گی نسترین نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خدا اٹلی ستر
 ثابت ہو بچم جادو پر پروانہ پیدا کر کے چلی مگر نسترین کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو بچم گرفتار ہو جا
 تو باعث خراکی ہو بارہ ہزار جادو گر جمع کیے افسر انکا مسکین جادو کر کہا اور مسکین علیہ
 جادو اگر بچم جلتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خراکی ہو تو شہر کی
 شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھ کو دیکھتے ہی بی ہلال کا ہمدہ ہو گئی آپکا حکم قضا نہیں کر سکتی

مجال ہی کو آپ کے حکم میں در انداز ہو یہ لکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساڑھے
تخت کے ساتھ چلے وہاں ہلال انجسم پیشانی چپکے چپکے نگہ بانوں پر سحر کر رہی ہے
نگہبان کہتے ہیں کیا ٹھنڈی ہو اچلی دیکھو پاروا پر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہیں
نیند آ رہی ہو طبیعت گھبرا رہی ہو کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعض ٹھنڈی
ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوئے کہ کارنے لگے لگے

کس بری رو کا انتظار ہو آج	دل مرا سخت بیکار ہے آج
جلوہ گر میرا گلزار ہے آج	بلبلو باغ میں بہا رہے آج
آہ کی برق کو نہ جباتی ہو	ابر تر چشم اشکبار ہے آج
مشق سے آدھر کمان ابرو	مرغ روح روان شکار ہو آج
تیرے آتے ہی دیکھ جت جان	چمن ہی صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے غلیش باغ میں ہو	باغیوں کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھ سے ملنے کا	کس لیے تنگو و غار ہو آج
وہ بیان ہو کا کل پریشان کا	ایسے دل کو انتشار ہے آج
قتل کہ میں جو خاک اٹرتی ہے	گرم رو کوئی شہسوار ہو آج
لب معشوق دیکھ تیرے نظر	تو دہ دل کے صاف پار ہو آج
کہنا قاصد سے اسے جینے کا	وعدہ وصل پر مدار ہے آج
ورد ہو کیوں نہ اپنے پہلو میں	غیر سے یار ہمکنار ہے آج
بھر گلرو میں سیر باغ کمان	نکمت گل بھی ناگوار ہے آج
عند لیبو مقام ناز ہے یہ	غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
میں نہیں سحر یار میں تنہا	غم دلدار غمگسار ہے آج
وہ بیان میں کس کی چشم سیکوں کے	کہو رعنا تمھیں خمار ہو آج

بعض یہ اشتهار پڑھ کے بھاگے جاتے ہیں کہتے ہیں ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کر سیکے در قیہ
پر ایک ہنگامہ ہی ہلال جیٹھی ہنس رہی ہو دیوانے سے کہتی ہو نہ گھبرا میں تھوڑے

عرصے میں ان سب کو ہٹا سے دیتی ہوں، تجھ کو لیے چلتی ہوں دیوانہ بھی فوشی کر رہا ہوں، عشق کو دیکھ کر جنس رہا ہو قضاے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کر دوں یہ اڑتا بھڑتا کچا بیگیا میں اسکے عقب میں جاؤں جو روکے اُس کو دیوانہ کر دوں ابلاغ سیر زندان بارگاہ میں اپنی بیٹھا ہو قضاے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہیں کچھ دیوانہ اور وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہیں اور ہلال قید خانے میں بیٹھی سحر کر رہی ہو ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا بکا کر آواز دی اسی ہلال یہ کیا کیا تم نے نگہبانوں کو سلا دیا یہ دیوانہ اور کیسے پھر رہے ہیں ہلال نے آواز دی تم اٹھا ساتھ کیوں نہیں دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہو گیا بکا رہا اٹھا اسی ہلال صاف تو یہی نظم

کب خوش آتی ہو اُسے اسی دوست گلشن کی بہار
چار دن کے واسطے لہلہ ہو گلشن کی بہار
دل ٹھکانے ہو تو دیکھیں جل کے گلشن کی بہار
عارض گل کی طرح حمان ہو گلشن کی بہار
برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
دیکھتی ہو بیگسی اب میری مدفن کی بہار
کم نہیں ہو جلوہ گلزار سے تن کی بہار
دیکھتے آئے ہیں ہم بھی تیرے دامن کی بہار
کم گریبان سے نہیں ہو طوق گردن کی بہار
گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
اس قدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات
فرقت جانان، ہجوم رنج مینابی کے خوش
کون دیکھے بے ثباتی عالم اچھا کی
جلوہ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو گس
کیون خفا ہوتا ہو چھوٹیوں سے لہو کی بار بار
گر نہیں کوئی نہ ہو باقی ہو کس کو احتیاج
کیون نہ صدقے جانیے اسی دل ہجوم داغ کے
ہاں اٹھا اب پردہ رخسار روشن اسی بری
مثل پیراہن ہوئی ہو زیور حشمت کی قد
سوز فرقت سے پھر تک مٹھتی ہو جب سنے لگ
داغ سحر یار سینے پر نصیحت ہو نسیم

ابلاغ یہ اشعار بڑھ کے وجد میں ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھ کر دورے کہتے ہیں اسے پہلوان دوران آپ کے قاعدے کے یہ خلاف ہی ہلال نے انہیں بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار بڑھ کے ناچنے لگے اب قصہ ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دوں ہنس کر کہا اے رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہوں تو سب کا یہی حال
 کروں میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہو تو کھل جا دیوانہ اچھلنے کو دے لگا کہ آسمان پر برق چلی
 بنجم جادو اسوقت آگے پہنچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناز رہا ہی گرا اسکے مصائب
 چرخ مار رہے ہیں ہلال اپنے مقام سے اٹھی جاہتی ہو دیوانے کو رہا کروں بنجم نے وہیں سے
 لٹکاراوشو خد بدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا جاہتی ہے
 خیر دار اسکے قریب نہ جانا اگر اسکو رہا کیا تو رفت پر پا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی شہر ملکہ نسترن
 کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی ہتر یہ ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چل کر حاضر خدمت ملکہ نسترن
 ہو ہلال نے کہا میں کیا نسترن کی لڑائی ہوں ملازمت نہیں کرتی میں اسکے پاس نہ جاؤنگی
 یہ سنکر بنجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کا ٹکڑے ہی اُسہیں سے دھواں نکلا وہ دھواں غنچہ
 ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری ہوگئی بنجم ٹرپ کے آسمان سے گری جا کر زمین پہنچ دی
 لے اڑوں دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھتا لٹکار کر
 آواز دی ہر چند کہ تو بھی نرک ہی مگر میری بہ نرک نہایت حسین و جمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل
 ہی میں تجھ پر توجہ نہیں کرتا خیر دار اسکے قریب نہ آنا بنجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
 جا با جمیٹ کر اسکے بال پکڑوں کھینچتی ہوئی لیجاؤں دیوانے نے غصے میں کہ مارا کہ تھک کر دی
 ٹوٹی خانہ زور میں آکر قہر کو توڑ کے پھینک دیا طرف بنجم کے جھپٹا بنجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی
 دیوانہ گر پڑا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ بنجم کا سر پھیلا لڑکھڑا کر گری
 اندھیرا ہو گیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرآت میں بنجم جادو بود اب جو ہلال اٹھی دیکھا
 دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ بنجم زمین پر پڑا ہی کہا ای بار وفادار اسس مکارہ کو کیونکر مارا دیو
 نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مار دلی اسکا سر چھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہو ای ہلال تو نے
 غضب کیا کہ فرستادہ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کروں دیوانہ بچ
 کرتا ہو کہ دی ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو میں اس سے سمجھ لوں گا دیکھئے ہی کا اسکا قد و قفا
 ہی ایک جو بدست اسکے واسطے کافی ہو یہ کہے جھوٹا ہوا چلا گیا ایک آسمان سے نعرہ
 ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجھول ابلاغ پر نہ جانا ارے بنجم جادو کو کہنے مارا

ارے یہ مصاحب نشترن تھی یہ کہنے مسکین جاوے لے سحر کیا کہ دیوانہ ٹک گیا پاؤن زمین
 نے تمام بے ہلال نے بڑھکے سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
 ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
 دوڑوں شکر آپس میں لگے سحر چلنے لگا مگر ہلال جب چاک کے گرنے لگی جب ترو پکر
 گری ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر میں کم ہو خوف ہوا کہ
 ایسا نہو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضاے کار جہتر سمک بیدراقی
 یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرے سے بلوہ ہی دیوانہ چپکا
 کھڑا ہی چوبیسے کو ہلا نہیں سکتا یہ رنگ دیکھ کر سمک بھاگا اسوقت پہونچا کہ کوسٹم
 دربار میں بیٹھے ہیں تمام ساحر جمع ہیں ملکہ شہرت کہ رہی ہیں کہ حضور نے کینر کو کل رو
 لیا ورنہ اب تک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک اگر پہونچا
 سمک نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی فرد۔ ای زابر رحمت خرم گلستان ماہ گفتگو سے خوش
 عشقت مطلع دیوان ماہ شہر یار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب
 طرح کا ہنگامہ لشکر کفار میں ہو آپس میں تلوار چل رہی ہو آپ کے دیوانے پر بی ہلال عاشق
 ہوئی ہیں نشترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اسکی بہن نجم جاو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا
 کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اسٹک نہ نجم کا سر بھاڑ ڈالا اب مسکین جاو آئے اسنے ہلال
 کو گھیرا کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہے پریشان پریشان لڑ رہی ہے یہ شکر شہرت اپنے
 مقام سے اٹھی کہا حضور ایسا نہ ہو رفیق آپ کا مارا جائے تو باعث خرابی ہو گا کہ آفتاب
 فلک میرا اپنے مقام سے اٹھا کہ ملکہ تم نہ جاؤ میں جا کر دیوانے کو لاتا ہوں شہرت نے
 ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گایہ کہیکے بلند ہوئی اسوقت جا کے
 پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہو مگر مصروف جنگ دیوانہ
 کو جو پریشان دیکھتی ہے پکار کر آواز دیتی ہو لو صاحب تیسے رخصت ہوتے ہیں تمہارا ہو
 افسوس ہے حسرت وصال بیکر پردہ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتوں کو سکر چیخیں مار کر روتا ہوا ہر چند
 چاہتا ہے بڑھوں جا کر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر میں مبتلا ہے کہ زمین سے پاؤن نہیں

چھوٹے شہرت نے وہیں سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے آواز دی
ای شریر مردم در تو رفیق طلسم کشا ہو لوتا بھڑتا نکلا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملک شہر
کیونکر نکلا دیوانے نزرک میری گھری ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ ہو گیا تو تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دوں گا اس نزرک کے واسطے میری جان تاک عافری ہو نزرک سے کوئی شرعیہ نہیں
اسطرح دیوانے نے یحییٰ بن ہو کر کہا کہ ملک شہرت ہنس پڑا کہ ای شریر مردم درین تیری
معشوقہ کو بھی نکالتی ہوں یہ کہے طرف ابلاغ بردندان کے دیکھا بکا کر آواز دی ای
ابلاغ بردندان مقام تعجب ہو کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تلاش دیکھو
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا بلکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھوں میں کجر پھولوں کا
بندھا تھا وہ کجر اچھو لوں کا کھول کر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا بکا کر شہرت نے
آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہم سے آنکھ ملاؤ اس قدر ہم سے آنکھیں نہ چروا ابلاغ
نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے دیو
ہوا ہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہین رشک چین سرو قد فور شید خد کبک رفتار شیریں گفتار
ماہ رخسار رنگ گل عارض پذیر شار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا بکا کر آواز دی اے
شہنشاہ فوبی وای سرو باغ محبوبی اتو آب کے چاہنے والے کا یہ حال ہو ظم

پہونچے آغاز محبت ہی میں اسخام کو ہم
دیکھتے روز میں آ کے ترے بام کو ہم
صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
مہربانی کے لیے غیر بین دشنام کو ہم
توڑ کر صاف نکلا جائیگا اس دام کو ہم
خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم
کیون سلام اب نہ کہیں کجہ سلام کو ہم

کھوچکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
سن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندہ لعل
خوب انصاف ہو سرکار میں ماشار اللہ
مرغ جان کے لیے مانع قفس جرج نہیں
جلوہ کثرت و وحدت ہو حقیقت میں ایک
دیر میں یار ملا کفر ہو ادین رعنا

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملک شہرت کے چلا شہرت
نے آواز دی مسکین کا سرا طرف مسکین کے ابلاغ چلا لاکارتا ہوا اوسا حزن کا کام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھ کو سزا دوں گا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوئے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہوا ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر کچرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مہبت ہو گئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا پھرتا قریب مسکین کے پہنچا پکار کر آوازی اور نام نہان جاتا ہو مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہو تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہو حیران ہوا کہ ہر جاؤں کیونکر بھاگ کر نکلوں آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر میں ملکہ شہرت کے ہو سحر اٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو سوچ کر ایک جا بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ لغزہ کر کے سامنے آئی کہا اے مسکین کیونکر گھبراتا ہو منم محن جاو و فرستادہ ملکہ نشترن یہ کہے تین طرف ماش کے دانے پھیلے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آوازی اے مسکین ہم میرے تابعدار ہیں تجھ پر جو قصد کیا اسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش میں نہ تھے جی چاہتا تھا تجھ کو قتل کریں اب نہ ہوش ہوئے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوئے مسکین نے آوازی شہرت و ہلال کو مارو فوجوں نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہیں ہلال کو بکڑ لیں ہلال نے یہ نگاہ یا اس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آوازی بی بی اس کینز کو بجائیے لاکھ ساحرون نے چھپر بلوہ کیا یقین ہو گرفتار کر لیں ملکہ شہرت نے بڑھ کر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جاوے لگے ابر پید کیا ایسا پانی برسیا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اسکو ٹپایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چلی کر ٹک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا بکا راٹھی اے خالق بے نیاز و ادب کا رسا زلفظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب	دعاے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا منہ دہم ترا	درین عاجزی چون نخواہم ترا
اے خالق ارض و سما و ادب و دوسرا میں نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کینز کا خاتمہ ہوتا ہو جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فر دشا ہا ذکر کم بر من درویش نگر و بر حال حیرتہ	

دلش نگر + ادھر ملک شہرت عرض کر رہی ہیں کہ ای ملک بے نیاز و ای خالق کار ساز وقت
انچیز کی عین وقت پر حال بے مثال رستم کو دیکھ لوں فراق میں کینز کا عجیب حال ہو
ایسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی قطع

پر بڑا دون نے اپنے بال کچھ لے کر کام کو
کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے ہم کو
دیا کیا وصلہ اللہ نے فرزند آدم کو
گل و گلزار کر سکتا ہے وہ ناز جنم کو
کہوں میں دو حباب بحر غبی اسکی محرم کو
سلیماں نذر کی خاطر اتارے اپنی خاتم کو
بنایا ہی نہیں استاد نے تعظیم کے خم کو
اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زخم کو
اگر گل سے بہتر جانتے کناب و شبنم کو

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہو آجکے عالم کو
مثال شیر مار خون دل پتیا ہی غیرت سے
کیا باغ و بہار آتش کو براہیم پر جسے
محیط حسن و غریبی ہو سراپا یار زبا ہے
میں دیوانہ ہوں میں شک ہی کا دیکھ کر
جھکے وہ تیغ ابر و رست بازون کی طرف کیوں
بجا ہی جو کہوں محراب کعبہ اسکے ابرو میں
گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالتے اور نہ

شہرت کی بقراری یاد رستم میں اشکباری کتنی ہو ای خالق لیل نہار میرا حال تجھ پر ظاہر ہے تو
میرے باطن سے بخوبی ماہر ہو کہ سماک نے جا کر رستم کو خبر ہو چائی کہ ای شہر یار شہرت و ہلال
کھڑکین دیوانہ زخموں میں جو رہو رہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے
فورا تیغہ ہفت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہو کر آیا رستم نے خانہ زین کو مثل
خانہ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو ہمیں کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک میں وغیرہ سب
سوار ہو کر آفتاب آگے بڑھ گیا اسوقت آگے چکا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت
پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ملائی ہے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب
نے جو شہرت کو اس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہو شیار ہو
اسقدر نہ بقیار ہو شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منہ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں
سب زخم اندھاں پائے مگر باطن میں درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زردی حد مہ زخم
قلب پر ہی نہایت بقیار و مضطر ہے اس حال میں پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بنایا کہ وہ لٹے ہوئے آتے ہیں رستم
 پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ بے دردندان سامنے آیا سحر شہر سے
 مہموت ہو رہا ہو بیکار کر آواز دی ای طلسم کشا و مردان عالم سے تو آنکھیں چا رہیجے
 مجھ پر تو کوئی وار کیجے قریب رستم ہو چکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا
 سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کیلے گھوڑا چکایا گینڈے سے اس کے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ قیفہ
 ہفت جو ہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اس کا سپر ہے
 اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا تینہ ہفت جو ہر چک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
 شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے فود کو کاٹ کر تابہ جگر گاہ ہو نچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
 ساتھ والے ٹوٹ پڑے۔ بلکہ شہر دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پر
 مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
 مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ دی شہریر مرد
 نہ گھبراتا میں آپہنچا شہریر مرد در نے جو آقا کو دیکھا یا تو مست تھا یا چالاک وجہت ہوا
 ارادہ درست ہوا جو درست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جولا شہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
 نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہو آقا کو دیکھ کر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
 محن چا دو نے جو یہ شکامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزار ہا ساحر و عیوق و جادو
 غیر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگئے اب محن جادو گھبراؤ دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
 آفتاب فلک میرا آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بد جو اس جو شش پر
 پیاس سوچی کہ ای محن نکلیاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہو بھاگنے کا بندوبست
 ہی ملے نشتر نے کہ کہ بچا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح گلے
 میں پڑی ہی یہ جو جگر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساٹھ متر ہزار ساحر مارا گیا
 باقی ماندہ نے چاہا نکلیاؤن آفتاب نے کھیر حصار کا ڈال دیا اس حصار سے وہ نہیں
 نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے
 پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگیں شہرت نے عرض کی کہ آجکا باغ نشترن میں پہونچنا واجب و لازم ہو دو چار دن آپ کو وہاں رہنا ہوگا پھر مرحلہ حیات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتا بیگی طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ طرف باغ نشترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو بھانگی راہ میں ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہو کئی سی افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہیں محن جادو زخوار تھی آسمان سے اُتر آئی اسل ساحر مسند نشین نے پکار کر آواز دی کہ محن جادو خیر تو ہو بی نشترن نے جنگ آغاز کر دی اور ہلکو خبر نہ کی سنم افتتاح جادو سلطنت نشترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ لکر کرتے رہے بہاولان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئیں محن نے کہا اے افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہو حقیقت میں طلسم کشا ایسا جبری و بہادر ہماری نگاہ سے نہیں گذرا افتتاح نے کہا جب فرزند ان جمشید دعویٰ خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے میں آئے اور ہفت پیکر اس طلسم میں آیا ہم سب نے ملکر فرزند ان جمشید کو کچل دیا آج تک قید میں کیا طلسم کشا اُسے زیادہ ہو جس روز قصہ کرونگا زمین ہلا دوں گایہ کہنے محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ایسا سیاہ اٹھا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوار کئی ہزار کینیرین گرد تاج سر پر شعلہ آتش نکلتے ہوئے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ پرستی ہو کسی طرف مینہ برس رہا ہو کسی جانب آندھی ہو کہیں ڈرے چمک رہے ہیں اس زور و شور سے وہ ساحر ہر اگر ہو بھی افتتاح دیکھ کر غش ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا برائے استقبال آیا پکار کر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم کو کچھ خبر ہو طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا اے ملکہ اختتام جادو تم کو کچھ خبر ہو طلسم کشا لوح پاچکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم انتظام کر لیں گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر بہاول میں اس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بچے موجود ہوئے گلابیان کھانے لگیں جام گردش میں آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گائے لگی لفظ

صاف

یکہیچہ چورنگ عاشق کو نگاہ ناز کا	دیکھ لینا شہر پہی شمشیر خانہ ساز کا
----------------------------------	-------------------------------------

صوفیوں کو وجد میں لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہم سے ہو انکی نگاہ تاز کا +
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسے نے ہو کی
پر گئے سوراخ دل میں گفتگو سے یا سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
منہ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نینر
حیرت آنکھوں کو ہی نظارہ میں اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہو ابرو سے خمدار یار
ای زبان کیچہ نہ شرح حالت دل کا خیال
غیبت عاشق کے سننے کا داغ اُس کو نہیں
کاٹ کر پر مطمئن صیت اوبے پروا ہو
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے نہیں

شبہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہیں اب عجاز کا
بے کنا یہ کے نہیں اک قول اُس طنز کا
ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہو یہ تیرے ناز کا
مثل فی محتاج ہو اپنا دہن دمساز کا
یہ نہیں کھلتا کہ دل کشتہ ہو کس انداز کا
کام منہ چڑھتا ہو اس تادار کے جانبار کا
منکشف ہونا نہیں بہتر کی مخفی راز کا
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم نماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اسپر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو بر محل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق میں بوس و کنار ہونے لگا
افتتاح نے کہا ای محن اب تم جاؤ میں ایسا سمجھتا رہے ساتھ کروں کہ لشکر طلسم کشا غارت
ہو جائے محن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے
ہو گئے افتتاح نے جھول سے ایک طائر نکال کر دیا کہا ای محن یہ طائر میں چھوڑتا ہوں
جس قدر سرداران طلسم کشا ہیں یہ سب کو تمھارے پاس پہونچا دیکھا تم لیکر خدمت نشتر
میں جاتا کہ نشترن تم سے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ نشترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے
اگر ہمارا قدم درمیان میں نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہیں ارادہ کیا کہ
طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہم نے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے
ملک میں آکر دباؤ نہیں ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہیں بڑھے یہیں سے انتظام کر دیا لہذا
تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے میں اُترو یہ طائر جو آکر گیا ہی تمکو زبان نہ بلاتا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کر لیا پس تم اتنا کرو کہ مقابلے میں جا کر ہر روز ایک سردار تمہارے پاس آئیگا۔
 محسن جادو اپنے مقام سے اٹھی ساٹھ ہزار ساحران کا آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
 کر دیے محسن لیکر اس فوج کو جلی بیان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پلٹے ہلال انجم پیشانی
 کہ دیوانہ بشریر مردوم در پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفا خانے میں
 بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیوں آقا کے نام مار میری نزرک کو کیا کیا
 میں نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ نرسر
 ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو میں باغ نسترن جاؤں
 اپنی معشوقہ کو لاؤں دیکھوں تو کون روکتا ہو ملک شہرت نے کہا تمہاری معشوقہ کو ہم ساتھ
 لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اسکو شفا خانے میں بھیجا ہو علاج اسکا ہو رہا ہو جب صحت
 پائیگی تمہارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفا خانے کے چلا شفا خانے
 میں جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہیں بٹیاں چڑھا رہے ہیں اسنے جو بدست جراح
 پر مار دی جراح پر اٹھا ہو کر گیا اور جراح اٹھ کر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اٹھا لیا
 کاندھے پر سوار کیا ہلال جینتی ہے ارے دیوانے مجھے کہاں لے جاتا ہو اور کبھی اسکے
 حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اسے دربار میں آیا کہا آقا کے نام مار میری نزرک تو بڑی مصیبت
 میں تھی میں نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو ابھی لے آیا رستم اپنے مقام سے اٹھے کہا ہلال
 کو کاندھے سے اتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی میں بھی آپ کی
 نزرک کو چھوتا ہوں رستم نے کھرکا کہا آقا کیوں گھڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
 کہا ارے یہ زخمی ہے وودن میں صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اسنے زخم
 پکڑ جائیں کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اتار کر لیا
 آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو میں اسپر نگاہ ڈالوں گا رستم
 نے کہا تیری معشوقہ تجھ کو مبارک ہو علاج کر کے تجھ کو دی جائیگی اسوقت دربار میں ایک عجیب
 ہنگامہ ہو سہاگ یلدا فی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی محسن ساٹھ ہزار
 ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ میں کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کروں

رستم نے کہا اے ہلال شفا خانے میں جاؤ زخمون کو بند ہواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
 آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھیں صبح ہو گئیں کینزون سے
 کہا ہٹ جاؤ میں شفا خانے میں نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہو
 میں جا کر اسکی شریک ہوں تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہنے کی طرف لشکر محن کے چلی ہاؤ ہو
 کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہو رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مہبت آنکھیں
 چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہو کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
 ہلال تم سے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر بڑا قدموں پر
 گر پڑی کہا میں کینز سرکاری ہوں میری کیا مجال کہ جو کہیں میں جاؤں محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
 آسکو دیکھ کر ایک دلولہ ہوا تھا کہ پاس اس کے جاؤں اب حضور کو دیکھ کر ہوش آ گیا سب
 سردار اسی مقام پر آ کے جمع ہو گئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اسی ہوش
 میں یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس بڑا اس کے ہوش درست ہوئے محن کسی وجہ سے آئی ہو
 یہ کہہ کر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو
 طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اسی مقام پر پھٹ گیا کہا میں برائے ملاقات محن جاؤنگا
 یہ کہنے چلا ہر جن طلسم کشانے یکار آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر میں
 محن کے پہونچا جا کر محن کو سلام کیا محن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہو آفتاب نے
 کہا تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ملکہ نشترن سے ہماری صفائی کرادو میں نے رستی
 طلسم کشانے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت حملت پائی محن نے اشارہ کیا
 زبان میں اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی ہتھکڑیاں
 بیڑیاں ہنسن محن نے آفتاب کو قید خانے میں بھیج دیا ہلال جب شفا خانے میں پہونچی
 جراحون نے بھر پٹیاں چڑھائیں بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھتی ہی کہتی ہو کہ میں پاس محن کے
 جاؤنگی وہ ملکہ نشترن سے صفائی کرونگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہنے اٹھی ہر جن جراحون
 نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچا جا کر سلام کیا مثل آفتاب
 کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ وہی طائر آئے پہونچا کر دوسرے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہلے اٹھی کہ نشتر سے صفائی کرنا ضرور دیکھن جادو صفائی کرادیگی
اپنی بارگاہ سے اٹھکر چلی ہنگ بجری یہ کہلے دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجے میں تو آسکے
ساتھ ہوں ماہی سحر نے کہا بوا میرے ساتھ آؤ پاس نشتر کے پہنچ جائینگے دونوں حالت
وجہ میں لشکر سے نکل گئیں پاس محسن کے پہنچیں محسن نے آفتاب و ہلال کے مثل انکو بھی
قید کیا سمک نے یہ سب خبریں طلسم کشا کو پہنچائیں کہ حضور چار سردار جاکر محسن کے لشکر
میں قید ہوئے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی خود ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنیں محسن نے
قید خانے میں بھیج دیا رستم یہ خبر وحشت افزہ سنکر نہایت پریشان ہوئے فرمایا ای سمک
سرداروں پر زوال آنے لگا کہ دربار میں شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبراؤ یقین ہو وہ
طاٹر مجھ کو بھی لینے آئیگا جو ت گرد میرے آسکے چرخ مار گیا دیکھیے کس طور سے گرفتار کرتی ہوں یہ
کہلے شہرت اپنے مقام سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہنچی دیکھا وہ طاٹر
اڑتا ہوا آتا رہا جب طاٹر سامنے نمایاں ہوا شہرت نے لٹکارا اوبے حیا میں نے پہچانا میرے
قریب نہ آنا بہت پچھتاؤنگا اُس طاٹر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ ماروں شہرت نے سحر کیا
کہ وہ طاٹر ایک نخل پر بیٹھا زمرہ سرائی کرنے لگا منتظر کھول کر بکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت
آگاہ ہو نظم

<p>کوچہ یار میں چلیے تو غزل فوان چلیے دن کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں تو کتا پائون میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی زلف میں لعل بیاں کا مشتاق ہر دل شوق سحر کا جو ہوتا ہے تو کتا جنون دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جسے رہنما جو ش جنون ہو گا ہر گل میں زلف کے سودے میں اک سیر کی ہمت نہ</p>	<p>بیل مست کی صورت سے گلستان چلیے رات بھر کے لیے گھومیں مرے حمان چلیے سچے سچے ترے او عمر گر یزان چلیے ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے تیغ کی طرح سے میدان میں عریان چلیے ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے قصد رہتا جو یہی پائون کا اب وان چلیے طوق و زنجیر بہن لیجیے زندان چلیے بس بہت دیکھ چکے فواب پریشان چلیے</p>
---	---

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہیں جون جون اشعار سنتی ہیں آنکھیں سرخ ہوئی جاتی ہیں
 نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکا یک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر
 کنیزوں سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزوں نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا روڑے پہنچے
 آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم
 کے جمال کو دیکھ کر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کا ٹاٹا اُسے ہوا
 برآمد دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید
 سے اڑتا ہوا آیا طرت طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا
 وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤں اس طائر کو پکڑ کر جیر ڈالوں جب تڑپ کر آسمان پر پہنچا آسمان
 سے ایک برق گری کہ اُسے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے
 شہر باز آپ کے گلے میں لوح تھی آپ کا جمال دیکھ کر قلب میں قوت آئی کہ میں نے یہ سحر کیا مگر
 آسمان پر جا کر اُس پر سحر ہوا وہ جگہ خاک ہو گیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جو قوت یہ طائر
 میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہنچائیں آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھ کر قلب میں قوت
 آتی رہی اگر حضور لوح حاصل کر کے نہ آتے تو اس طلسم میں وہ ساحر ہیں کہ حضور کا جتنا ہتھمٹا
 مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پرتا کہ کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام
 آج خبر لیتا ہی یہ کیکے بارگاہ محن میں آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ ایک آواز
 آئی ہم بھی آئیں محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہو کہ پہلو
 بارگاہ سے ایک ساحر حسیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا او طیران جادو ملکہ شہرت
 کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم میں گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُس وقت طلسم کشا
 آگئے طلسم کشا کو دیکھ کر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اسنے سحر کیا میں نے بلند سی پر جا کر اُس پر
 گرانی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر میں جاتا ہوں یہ کہہ کہ وہ ساحر بے شکل طائر بلند ہوا
 سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا
 سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آئنا گانے لگا نظم

چلتے ہیں ناز سے جو وہ رفتار آفتاب

پائون کو پوجتے ہیں پرستار آفتاب

مٹھ پر نقاب ڈالا ہی جب سے کہ بار نے
 بی کر شراب مست جو رہتے ہیں نشہ سے
 حسن و جمال یار کا اندر سے فروغ
 اس طفل بہ چین نے جو رکھی کلاہ کج
 زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر
 البتہ روئے یار کا ہمو اشتباہ
 بٹھلے نے نہ دھوپ میں ہو کر خفا مجھے
 چلکے عین میں پختہ کرو بیوہ پاسے خام
 پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے لیے
 سیر جہاں کیا کرے دن کو غرض نہیں
 جو تھے فلک سے کم نہیں مستون کو میکہ
 ایسا کھرا ہو سکے ترے داغ عشق کا
 رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
 اندھیرا بنی آنکھوں میں آتش ہو روشنی

آنکھوں میں ابھی بند ہی بازار آفتاب
 وہ لوٹتے ہیں دولت سرکار آفتاب
 آتے ہیں سجدہ کرنے پر ستار آفتاب
 پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
 عقل حکیم ہے یہی رفتار آفتاب
 لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب
 مجرم ہوں آپ کا نہ گنہگار آفتاب
 ظاہر ہیں رخ سے آپ کے آثار آفتاب
 دیکھا ہو آنکھ کھول گئے دیدار آفتاب
 شب کو ہمارے گھر میں ہوا قرار آفتاب
 ہو آفتاب ساعنہ سرشار آفتاب
 کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
 خواہان ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب
 بے روئے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان میں طیران کے آئی بقرار ہو گیا درخت پر بیٹھا پائون میں کشتہ
 محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہو لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے
 پانگ پوش اوڑھے ہوئے پنج نخل میں سر ڈالے ہوئے بیٹھی ہو اسی ابھی بقراری میں شعار
 مذکور گارہی ہو یاد دل تردد منزل بہلا رہی ہو بہ صورت اصلی ہو کر درخت سے اتر اٹھات ہوا
 قریب آیا پانگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکڑی ابراہہ تابان مخفی تھا ظاہر
 ہو گیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اکی نازنین اس صحراے ہول خیز میں تجھ ایسی حسین کا
 کیا کام ہو صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہو اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ پر گشتہ سخت کا
 حال نہ پوچھو آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار اس صحرا میں آنحضرتی باب میرا تاجریل
 تھا وہ مجھ کو ساتھ لیے ہوئے جاتا تھا مال وافر کارندے معبر ناگاہ شب کو قراق آہٹے

کارندے مارے گئے باوا جان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا میں بد نصیب آوارہ ہو کر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں پڑی ہوں خیر بھڑپے نے بھی مجھ کو نہ پوچھا کہ شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھ کو قتل کر ڈال کہ میں اس کشاکش سے چھوڑ دوں طیران نے آواز دی اوی شہنشاہ فوبی درو سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہے کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کروں جان کو تیرے قدموں پر نثار کروں تمھاری آواز نے دل کو شبک کیا ذرا ٹھہرنا اشعار کو پھر تو سناؤ اس مدح بین نے بٹے طیران کے پکڑ لیے کہا اود یوانے اس نگاہ سے دیکھا تھا کہ کھائے لیتا، دیر سے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہو کہ تیرا دل و ز طیران متنبہ کرنے لگا جب چاہتا ہو کہ بوجھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ نازنین کہتی ہو اوی شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہو تیرے تیرے دل بھڑاتا ہو طیران متنبہ کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے ہلنگ پوش اوڑھ کر مٹھ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شربی کر مٹھ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکہ عالم کیا شربی اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ سین مٹکے شراب کے سنگو اودنگا کہ آٹھ پیر سیکرو اُس نازنین نے کہا صاحب میں آہن سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہو جب دروغم و الم سے گھبراتی ہوں تو چند قطرہ سبلی لیتی ہوں جان کو آرام ملتا ہو اوی طیران اس کے لیے مین دخل نہ دے مجھ بد نصیب کو کہاں کہاں ہوگی تبتو مٹکے منگا لو گے مین کجخت کہاں سے لاؤنگی طیران نے کہا اوی جان مین یہ سانسے جو لشکر معلوم ہوتا ہو مین اسکا مالک ہوں اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے مین نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہو طیران نے جواب دیا کہ ملک افشلح کا مین بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کر دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہو وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہو اسوجہ سے سحر نہیں جتا طاسم کٹانے بڑے بڑے خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان منکرہ نازنین کو سنے لگی کہتی تھی انھیں مسلمانوں مین کے لوگ تھے جو لوٹے آئے تھے ایک انھیں یہی کہتا تھا کہ جستم کو خبر کر د طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہیں نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھ کو دیکھ کر دوڑا تھا اب شراب کے لیے نکلا
 ہوئے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نہ دو لگی طیران کہتا ہی میں چند قطرے پیونگا آخر اس
 نازنین نے گلابی بعل سے نکال کر سامنے رکھ دی کہا لو صاحب تمہیں اختیار ہی اگر پہر دو پہر
 مجھ کو دیکھن ہوگی تو میرا دم نکال جائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھرا دوں گا پہر دو پہر میں
 ہونا کیا معنی تجلے لاکے رکھ دوں میخانہ سپرد کروں نازنین نے کہا تم منٹھ کھو لو میں چند
 قطرے تمہارے منٹھ میں اوندیل دوں طیران منٹھ کھو لکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
 مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
 منٹھ میں اوندیل دوں گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اڑی منٹھ میں اسنے نہ گئی جب تو طیران
 نے کہا اری تو کون ہو سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خیر گھسیٹ کر لغزہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
 چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دو ہتھڑا رکھ سمک زمین پر گرارنگ دروغن چہرے سے
 اڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوئے ہیں عیار طلسم کشا
 ضرور فکر کر گیا یہ کہلے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہو جنگل کا سناٹا
 کہیں انسان کا نام نہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اسی ساحر کس لیے جاتا ہو ذرا سے ملاقات
 کرے طیران نے بلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہو کہ ارے
 ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہو بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
 کو مارا چاہتا ہو جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھ کو نہ پیئے دی منٹھ
 خیال جا دو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
 ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سرنامے پر حجر ہفت پیکر کی پائی جی میں کہتا ہو خداوند کہ
 ہر وقت فکر رہتی ہو کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہونا ہے کو دیکھتا جاتا ہوا
 چاہتا ہو کہ سحر کروں باتیں کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤں زمین نے تمام
 لیے ساحر نے کہا اسی طیران مجھ پر سحر کرتا ہو اگر دفعیہ کرونگا تو جگر خاک ہو جاؤ گے ایک عیار
 بد سحر کر کے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منٹھ پر ہاتھ بھیس دیا رنگ دروغن عیار
 کا چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرہ نہایت گورا قوم کا فرنگی ہو طیران نے کہا

تو کون ہو عیار نے کہا میں نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا میں
 واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والوں سے کہا اسی مقام پر اتر پڑو عیار نقابدار
 حشر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہیں رات کو واسطے سپر کے جنگل میں کھلے سمک کو دیکھا
 کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھ کر حیران ہو جی میں کہتا ہوں کہ بالکل یہ صورت تو عجیب
 برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر یہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہیں ہے مگر
 ہمشیدہ برق ہو کچھ کچھ صورت میں فرق ہو کسں مگر بڑا قیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا
 طیران دونوں کو گرفتار کر کے لچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار میں رہتی ہو بارگاہ میں بیٹھی
 تھی کہ ہر کاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیاروں کو گرفتار کر کے لاتا ہو
 عیاروں کا نام سنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو ہیجانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا ہو طیران
 یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا میں نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہیں بتانا محن نے کہا
 جلا دون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلاؤ آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
 ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھا یا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رقیقوں سے پچھا
 ہمارا یار وفادار عیار کہاں ہو ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی دو شہر یاہ استاد
 رات کو بڑے سپر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن میں
 تیاری میدان لڑائی کی ہو رہی ہو چاروں سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال
 و ماہی سحر و نہنگ بھری سب زیر تیغ بیٹھے ہیں یہ لشکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
 مرکب پر سوار ہوا چن بھلیے قراول ساتھ میں واسطے شکار کے آیا تھا کل دوسو سوار ہیں
 مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہوا اور ہم تماشا دیکھیں اسوقت پر
 نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو قیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوئے ہیں
 حکم ہو کہ بارہ ہزار قیر انداز بلاؤ قیر انداز آتے جاتے ہیں کہ لغزہ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر
 طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش حیثہ برق تاب لہڑے میں کھنچا ہوا دوسو سواروں
 سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھ کر آواز دی کہ اسی طیران ان مسلمانوں کے مددگار تو عیا جابجا
 موجود ہیں یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا میں اسکو بھی گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا بیب

روح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بیگیا جیسے ہی نقابدار اڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیر اندازی کر رہے ہیں جب دوسری تیر چلے دوسری ساحران خطا کار گھوڑوں سے گر گئے
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے کئی ہزار جوان ان دوسویں نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤں نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بد لگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی اُدھر نہیں جاتا ساتھ والے گھوڑوں سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں انگارے بچھے ہیں تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محن نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محن جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے لاکار خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے ہٹانا تمہیں ہمارے
نام و نشان سے کیا کام ہو ہم طلسم کشا کے مددگار ہیں جہان کمین ساحرون کو پائین کے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑیں گے تمہارے دشمن ہیں ہماری صورت نہ دیکھنا اس رتور
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محن چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہیں آتا
ہر چند محن و طیران غل مچاتے ہیں ساحر کہتے ہیں قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیکھا دیکھو کیسا شیر نہ ہو لاکار نے سے اسکے ہاتھ پاؤں میں
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھرتاتا ہی مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے دعا
مانگ رہے ہیں بکار رہے ہیں ای خالق بحر و بر وای رب اکبر اس بہادر کو بجائے ہم لوگ
مارے جائیں مگر نقابدار پر حوت نہ آئے رہا سعی۔ شاہا زکرم برمن درویش نگر
بر حال من خستہ و دلریش نگر ہر چند نیم لائق بنجشایش تو ہر برمن منگر برکرم خوش نگر
بیقرار ہو کر خود ناکی تیر دعا نکاہد مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی پردہ دنیا سے
ہٹا ہوا طرف پردہ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ زہ دیو ہمراہ سائبان زر بفتی سرور
نقابدار کے کھتچا ہوا تخت زر جیدی پر سوار مرکب سہ چشتی بھی اسی تخت پر پشت چہار

طرار قنطورے لگائے ہوئے مکنہ میں بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہیں پروردگار کو بکار رہے ہیں نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بقرار ہو کر دیوزادوں سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہنود دیوزاد ویرقین چمکتے ہوئے طرے صحر کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چمکتے پوش تلوار چھینچے پشت پر نقابدار کے اور برسر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا بکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحروں کا الٹا ہو گیا جسے سحر کیا وہ گولے ترخ و زباج اٹھے پلٹے اٹھین کے
سینوں پر پڑے تو ذکر پشت کو پار گزرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم میں نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زمین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کر دیتا ہو کسی گولے
پر پہونچ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ بھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا ای طیران
نکل جلد اس نقابدار پر جسے تاخیر نہیں کرتا اور باز سفید کیا بلا ہو کہ گولہ بھٹ جاتا ہو اب
ٹھہرنا مناسب نہیں طیران نے غلط کاری اسی طائر کی شکل بن کر جا ہا کہ نکل جاؤں باز
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اڑتا ہوا جاتا ہو جھپٹ کے ایک پہونچ مارا پر لونج کے بھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونوں آنکھوں پر دونوں پنجے رکھ دیے آنکھیں
لٹکا لٹکا بھینک دین طیران کی آنکھوں سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونوں پنجے پیچوں سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیر ہو گیا
آواز آئی کشتی مرانام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رہنچ و محن ہو گئی نقابدار زمین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحروں کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ بر سائی تلوارین گرائیں جھنجھ
بر سائے لیکن نقابدار پر تاخیر ہوئی نقابدار یہ آواز بلند کر اسم اعظم پڑھا ہوا دھڑ
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زمین پوش
 نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا بنی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ کبھی بھلے
 لگے نخل حد سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا سما زمین شق ہوئی
 پانی ابلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر کرنے لگے کسی کا سر اڑ گیا
 کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ
 عظیم بڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا
 اگر نہ دیکر نا اور بھینسا سامان قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا تو اس کے
 نقابدار زمین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہو ساحر نقابدار کو گھیر
 ہوئے ہیں مگر کسی کا سحر انہیں نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہو غلام کی
 نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذر رستم نے کہا یہ کوئی جبرأت نہیں ہو کہ اسم اعظم دستیاب
 ہوا اسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا
 جانتا ہو کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہو نکلا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہو چکا جاؤ
 مصروف جنگ ہو رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و مباروق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا
 کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہم کو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہو سوار ہو کر چلے یہاں
 نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح بلند
 چاروں سرداران رستم نقابدار زمین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شہر ہر دم در نے جھسٹا
 کہ آقا جاتے ہیں جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چاروں دیوانوں کو ساتھ لے کر ہمراہ
 رستم ہوا حقوڑی دور چلے گئے کہ دیکھ نقابدار زمین پوش کے خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی
 سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کنہین بازوؤں پر توڑا تیغ و
 کا لگتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہی نقابدار آفتاب سے کہتا اے آپ لوگ
 اب جائیں اور اپنے آقا سے ملین یہاں جو لوٹ کا ہو تمہیں لیتے جاؤ آفتاب نے مانا
 قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہ میں خیمے چند اراکون پر خزانہ اس لطفت سے آفتاب آیا آہو
 زمین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشہ جبرأت

تم فرزند ان صاحبقران میں نہایت بڑی قوت ہو جسے تسے امتحان ہو جائے بعد فتح
 طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیکھے لشکر لیکر اس مقام پر آئے مقابلہ ہو جائے صرف
 امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہوں عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے
 دیکھا رستم پلٹن آتے ہیں لوح طلسمی گلے میں تیغ ہفت جوہر کے قبضہ پر ہاتھ دیوانہ جیت
 و خیز کرتا ہوا ذخیروں کی جھنکار دیوانوں کی ہلکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرنگ نرنگ
 کہتا ہوا دوڑا دوڑ کر ہلال کے گرد بھرنے لگا کہتا تھا کیوں نرنگ کہاں تھی رستم نے
 نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یاں
 نقابدار کو دیدہ ہم کیا اس مال کے محتاج ہیں آفتاب نے پلٹ کر نقابدار کے کہا نقابدار
 کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لیں گے تلو دیکھے آفتاب نے کہا
 آقا خفا ہوتے ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ بدو حکم آقاے نامدار مال لین نقابدار نے
 بڑھکر کہا ای رستم برہم کیوں ہو رہے ہو یہ مال تمہارا حصہ ہی اس میں کیا قصہ ہی رستم نے
 کہا ہم کیا تمہارے مال کے محتاج ہیں صد ہا ساحر یہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحر کو
 مار کر آپ کو بڑا گھنٹہ ہی نقابدار نے کہا میں صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہوں
 کہ مجھے امتحان دیجیے جو آپ کے فرزندوں میں مثل آپ کے ہو اس سے مقابلہ کرانیے مجھے
 لحاظ ہو کہ صاحبقران سے ہم ہر دنوں اور طور سے امتحان ہو جائے اگر آپ کو منظور ہو
 مجھے مقابلہ کیجیے مگر وعدہ حصول یا نہاے صاحبقرانی ہو جائے رستم نے کہا بسم اللہ
 جسطرح آپ کو منظور ہو میں امتحان کو موجود ہوں صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہو چکا
 اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صد ہا زیر کیے اور مہینوں
 میں چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہو دیوانہ شرب مردم ورتو ہلال سے باتیں کر رہا تھا
 اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہو بدست گھانا ہوا چھٹا
 قریب آکر کہا ارنقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہے جو بدست لگائی نقابدار نے
 کڑے جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ جو بدست چھین کر بھینک دی دیوانے نے
 دوڑ کر چھٹل مارا زہر جسم نقابدار سے نوج لگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہنگہ مارا کہ سردیوانے کا زمین سے لگایا دیوانے نے مشکل سر اٹھایا تیسرے پہر
نقابدار نے دیوانے کو اٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ مستخوان جو چور ہو کر
رہ جائیں اب دیوانے نے منہ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤں نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سردیوانے کی گتیاں کھینک کر لگا کہا ای نقابدار میں تجھ سے نہیں لڑتا نقابدار
نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو میں جانے نہ دوں گا اسی مقام پر اترے طبل جنگی بجوائے صبح کو میرے آپ کے
امتحان ہو جائے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر میں آپ کو زیر کروں تو باہنا سے
صاحبقران کیلئے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھ کو خود زیر کر چکے ہیں کوئی فرزندوں میں ایسا
نہیں ہو کہ جسکے امیر نے زیر نہ کیا ہو پس میرے زیر کرنے پر باؤن کا ملنا ناممکن ہو مگر
میں آپ کو جانے نہ دوں گا نقابدار بارہ ہزار سواروں سے اسی مقام پر اتر پڑا اب
بارگاہ زریفتی استاد ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبۃ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی
آکر مقابلے میں اترے ساحروں کو الگ کر دیا چاروق و عیوق و دیوانہ شریر مردم در
یہ سردار ساتھ میں نقابدار نے بارگاہ میں جا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر جو ب
بڑی ہرکاروں نے رستم کو خبر ہو بخائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاران ہونے لگیں
سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہیں ای شہر را حقیقت میں نقابدار نہایت زبردست
ہو دہانی عیاروں کی معلوم ہوا کہ ساہا سال سے آتا ہو صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا۔
صاحبقران ہی فرماتے ہیں کہ جب مزاج میں آئے مجھ سے مقابلہ کیجئے آج تک تصفیہ نہیں ہوا
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لوں گا
غور ہو اسکے دماغ میں ہو نکالہ و نکالہ قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلیٰ میں یہ بیمار دیکھا بانے لیگا
شب بھر یہی چہ چارہا کہ چارہا پر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بعد شوکت و جوش
قلعہ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی یلی شب دشت نجد میں پہونچی مجنون
روز بعد سوز و رونی افرودہ ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے پشت تک
چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر میدان میں آیا انتظار میں ہو کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جادوق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفین جمنے لگیں مہینہ و میسرہ قلب و جراح ساقہ و کین گاہ طرفین سے آراستہ ہوئے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سلحشوری دکھانے لگا
یکار کر آواز دی اسی رستم آئے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھا یا رستم کے سامنے آکر قدموں سے
لیٹ گیا تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی کہا اسی شہر یار غلام کو اجازت دیجیے جا کر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکین باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہو کر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچ کر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہو کر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا اچھا کر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں تگاور زن ہوئے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا اسی عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہو گینڈا اگر مایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب پیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کر چکے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سان
سے اپنے کو بچایا گلو گاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ کر عیوق کا پھینک دیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیرہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چیر کر
کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا اسی عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرما
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں
مقابلہ کیجئے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لیٹا
دو فون میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو وہ وہ کہتے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہو رہا رہا پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی اٹھ اٹھ
کے لڑ رہا ہی نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹا چلا جاتا ہی
دو پیر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آقا ب ہوا زوال زور عیوق ہوئے لگا کر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لگا کر

کہہ مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آستانہ زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیر میں ہاتھ
ڈالا نعرہ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور میں تابیہ زانودہ سرے زور میں تابیہ سینہ تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا جیخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چا پاٹ ہو کر گردن نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چٹ گرا نقابدار نے جھاتی برجڑھ کے شکنجے
باندھیں عیوق کو لیکر پٹار ستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آ کر
داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی فوازش طبل کو حکم
دیا دونوں شکر دن میں طبل جنگی بج رہا ہے تیار یان ہو رہی ہیں اتفاقاً افتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کر وہ طلسم کشا پر کیا کنڈری طیران نے جا کر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو بکڑ لیا ہوگا
مگر میں نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی
سردار کو اسنے روانہ نہیں کیا افتاح نے کتاب اٹھائی کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکہ عالم غضب ہو گیا طیران و محن نے جا کر بڑی آتشیں
برپا کیں آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہو ا سوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پیار کر آواز دی کہ یارو تم میں کون ایسا ہو کہ جا کر لشکر طلسم کشا
تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کتا ہوا کہ ای ملکہ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دوں لوح چھین لوں افتاح و اختتام نے اسکو خلعت یا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر دیلمان وہ وقت ہو کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر لکھ طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لا کر قید خانے میں بھجوا دیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہر کو رستم سے ضرر مندگی ہوگی پہر رات
گئے دربار میں اپنے نقابدار بیٹھا تھا گل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جانے رستم کو بلا لائے ہمیں اسنے کچھ کام ہے
ہمیں تیغ زن کہ طرت دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی عجز
عرض کرنا کہ اس وقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہو آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ چاہیں
اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا
گینڈے پر سوار ہو کر چلا لشکر رستم میں آیا ہر کارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقاد بدار لکھے
لشکر میں آیا ہو رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت بجا
ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا
رستم نے وہ کاغذ لیکر بڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی بوجایا رستم فوراً اپنے مقام
سے اٹھے ہمراہ بیان طلسم کشا ساتھ ہیں رفتہ رفتہ بارگاہ نقاد دار میں آئے نقاد بدار
نے تعلیم کی رستم کو پہلوان جگہ دی ساتی بیون کو اشارہ کیا ساتی بچے نے جام رستم کو
دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساتی بچے نے نقاد بدار کو دیا نقاد بدار نے کئی جام پیے
سرور ہو ہوا بکار کر اواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقاد بدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سرور
جھکائے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے نقاد بدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے
سلام کیا سب نے جواب دیا نقاد بدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق
قید سے رہا ہوا نقاد بدار نے ہاتھ تمام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار
حاضر ہو رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے
خواہ اسکو قتل کیجیے نقاد بدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا
میں اسیر غالب آیا اگر نہایت صاحب غیرت ہو جب سے زیر ہو کر آیا اسنے آب و دانہ نہیں
کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلوان جگہ دی عیوق
شگفتہ ہو کر بیٹھا نقاد بدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق کھو جام
شرابی کہ سرور ہوا نقاد بدار نے عمار سے اشارہ کیا کہ گائیں کو بلاؤ ایک گائے شوخ
شگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بٹھکر یہ غزل عاشقانہ بہ صد ناز و انداز بتاتا کہ
گائے لگی۔ نغمہ

کسے بجا جا کے دہن جوڑ نہیں مارے

غیر کیا دوست بھی اب دشمن مایا رہیں

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں
مفصل ہجر میں اعضاے بدن کا رہن
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچائیں گے
وہ دم قتل ہوا جاتا ہے کیوں نخل حیات
میں بہ از قدر و نبات آپ کی میٹھی باتیں
کوئی بلبل بھی وفادار ہو ہر صاحبِ داد
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
وہ سنا یا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردوں کا نہیں
ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں
دق کیا بھرنے ایسا کہ پوئی سل آہستہ
اپنے تجھ پر سے ہم رہنے کس داوی میں
بھاگ نکلے میں فرشتے بھی دبے پاؤں روند

جو نوا بستھے وہ اب جہنم پہ سیارے ہیں
ای اہل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں
آمد و شد یہ نفس کی ہو کہ دوارے ہیں
لب شیرین نہیں گویا یہ شکر پارے ہیں
چھری کیا کھا کے ترے باغ میں چکارے ہیں
آج اگر جہنم فری دانست میں ناکارے ہیں
حالم جذب میں مجذوب جو ہنکارے ہیں
ہو سو ہوا اب تو ہم اُس میت سے سخن ہارے ہیں
مغتنم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں
لو تھو گے میں جو ہم کھائیں گے کھنکارے ہیں
قیس و فریاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں
یا علی کیلے جہنم گورے لٹکارے ہیں

نقادار نے سب طرح کی خاطر کی نہج راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقادار
اپنے مقام سے اٹھا کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لڑ سکتا
میں تو صاحبقران کا ہم ہر دو ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا بیچھا چھوڑتا ہوں کہ کبھی قبلہ
کعبہ کا نام نہ لیجے گا نقادار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کروں گا اس شخص کا تو خدا سے
خواہاں ہوں جہاں صاحبقران ملین گے اُسے بھی یہی عرض کروں گا کہ کسی امتحان پرستہ ار
دیجے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجالاؤں گا ورنہ نہ نا جاری مقابلہ کروں گا اے رستم
یہ ملحوظ رہے کہ بانہا سے صاحبقرانی مجھی کو نہیں گے میں نے تو یہ بھی صاحبقران سے
عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دین تو ہائے مجھے حمت کیجیے
اگر منع کوں اور مجھ سے یہ فرماوین کہ تو لائن بانہا سے صاحبقرانی نہیں ہو پھر میں اُس دن
سے نام نہ لوں گا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری میں کیا دخل ہے غرض کہ ان باتوں کا فیصلہ ہو گا دیکھوں کس مقام پر
میرے اُنکے تفسیفہ ہو رستم کہتے ہیں کہ اسی نقابدار طویل جنگی بیچ چکے سب خود و کلان آگاہ
ہوئے اب میرے مختار سے کل فیصلہ ہو جانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہوں اسے رستم میرے
مختار سے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑے ہیں کہ یکا یک ہلے ہوا لشکر میں ہاتھی گھوڑے
چھوٹے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ اسے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہے کہ ہر کارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر میں حضور کے اس قدر برف برس رہی ہے کہ سفید
پہاڑ بن گئے ہیں ہزار ہا آدمی زیر برف دب گئے ہیں اہل لشکر فریاد کر رہے ہیں نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر دالے بھاگے جلتے ہیں بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہے مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہیں گرتی نقابدار نے گھبرا کر کہا
اسی عیار دریافت تو کر یہ کیا سحر کہ ہے ہزار ہا بندگان خدا زیر برف دب گئے ہیں ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہیں لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہیں نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہے اُس مقام
پر چٹا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہو جاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہیں بندگان خدا
ہمراہ بیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اٹھ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں حضور کی آواز
سنا کر دل میں طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو جسے چشمی ہو وہ بھی
چھوٹا ہوا پھر ہر اچھا اُسکو نقابدار نے پکڑا یا تویدو اس پھر ہاتھ یا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابنوں میں نقابدار کی منہ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہیں جس مقام پر یہ بھی جاتے ہیں برف موقوف ہو جاتی ہے
کہ سماں دوڑا ہوا آیا عرض کی اسے شہر یا یہی آفت آپ کے لشکر میں ہے آفتاب
شہرت و حملال وغیرہ سحر کر رہے ہیں مگر برف نہیں موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے جکائے آگ برسا رہے ہیں مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہیں ہوتی عیاں
نقابدار جو پہلو میں کھڑا تھا یہ لکے بھاگا کہ حضور میں خیر لاتا ہوں صورت بدلتا ہوا بیرون
شکر آگیا کہ اسے پر شکر کے تہ کے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکے ہاے اجمع میں
وہ لکے ہاے ابرو ہاں سے بھٹک کر آتے ہیں اور اس ابرو میں آکر مل جاتے ہیں ابرو کو دو

ہوتا ہی یون کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر کوئی ساحر ہے اسی کے سحر نے یہ تلام کیا ہو یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے بھی دیکھا سمک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آگے بکار نے لگا کر دی ملکہ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے ویلمان جادوگر پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اس نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار آئے جھک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کمر پکار رہا ہو ویلمان نے پکار کر آواز دی اسی ساحر کیا ہو کسے تجھے بھیجا ہو سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھ کو خداوند ہفت بجکر نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہوں ویلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اس بدقبال نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر جھپکتی ہوئی زیر کوہ آئی ویلمان نے آواز دی اس زنجیر کو بیکر کر جوڑا۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی ویلمان جادو نے سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا کے کوہ پہنچا ویلمان نے منہ پر ہاتھ بھسبھسا رنگ و روغن عیاری کا اٹوگیا صورت اصلی شکل آئی پکار کر آواز دی اوتا عیار اب میں ان دونوں لشکروں کو مثل خس و خاشاک کے بہا دو لٹکا اور جھکوا بھی قتل کرتا ہوں اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہو یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کیجے ہیں تم لوگوں کے کہ فوراً دوڑ پڑے ملکہ ملکہ لکے پکارنے لگے میں آواز سننے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب میں جو آکر پکارنے لگے یہ کمر زنجیر کھینچا جاتی پر سمک کی چوڑھ میٹھا چاہتا ہی زنجیر گلے پر رکھوں درخت جو بڑے بڑے گڑھ تھے ان میں ایک درخت کھان بہت بلند تھا چپے اُسکے بڑے بڑے پتوں میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز زنجیر سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی در در سجدہ رو رو کر کچھ کہ رہا ہو ویلمان جادو جھپاتی پر سمک کی سوار طرف نکل کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحر نہایت حسین عیاری کیڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آسمان سے سحر کر کے آئی ہو مگر عیاری ہوئی کہ اسی ویلمان ذرا ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر چوہنجی بڑی بڑی آنکھیں ویلمان پر جو نگاہ ڈالی ویلمان فریقہ ہوا ساحر نے اشارہ کر کے آواز دی اے ویلمان ہم تو تمہارے مشتاق ہو کر آئے ہیں اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہو تمہارے سحر برنا کر رہے ہیں فرماتے ہیں میرا بندہ خاص کیا خیر سے سحر کر رہا ہے
میں سامنے گا رہی تھی خوش ہو کر فرمایا اے نہ ہرہ فلک تم اپنے کو بیو بچاؤ پاس دیلمان کے
جاؤ جا کر ہمارا پیغام پہنچاؤ کہنا کہ تم نے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمیں نے تمہارے
دل کو روشن کر دیا خانہ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سہک کو تم نے گرفتار کیا یہ بلا کا
عیار ہی بیٹا عھر و کا اس نے سیکڑ دن کو دھوکا دیا اس طرح جو مسکرا کر اس نازنین نے کہا
دیلمان نے سہک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اٹھ نہ سکے کہا اے جان جہان داؤ آرام دل
مشتاقان اس وقت تیرے آسنے سے فرحت تازہ و سرور ہے اندازہ حاصل ہو گیا کہ
کیا دل کی کیفیت ہو تمکو دیکھ کر میری یہ حالت ہو کہ کہ نہیں سکتا نظم

برق کا کام بستم نے لیا دندان سے
لیگئی کبے کو قسمت مجھ ہندستان سے
بوسے فون آتی ہو دایہ کی مجھے بہستان سے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
سر کٹے پر نہ ہٹے باتون مرا میدان سے
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا انوار سے
داغ ہوتا ہی مجھے لالہ کا سرمان سے
صاحب خانہ نظر آئے لیکن جہان سے
ایک چہ خانہ کو دیکھنا نہ بلنا دیوان سے
لوٹہ آنا ہو کفن دزد کو کیا عریان سے
یاز تک نامہ پہنچ جائے کسی عنوان سے

میلاد

خرم عمر جلی قبرے لب خندان سے
زلفا سے چھٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے
روز مولود سے ہو صل حقیقت کا خیال
شل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ سے
حالت شمع حرارت سے ہم پہنچی ہے
نیک طینت کو بدی کا نہیں منظور غرض
صحبت یار و رقیب آنکھوں میں بھر جاتی ہو
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی ہو
بست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش

نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب مجھ کو قدرت نے تمہاری مدد کے واسطے بھیجا ہے تم
مجھے لگاؤ کی باتیں کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو میں اور باتون کے قابل نہیں
ہوں میں ابھی قدرست سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائیں گے مجھے تمہارے لگاؤ سے
بجائیں گے اس طرح کی باتیں اس نازنین نے کیں کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رکھا رفت کی

وہاں کسی ہوئی دیلمان نے ہاتھ مقام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
 نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
 شراب و کباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے
 آیا تھا چند گلابان ساتھ لایا تھا سب تو بی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں
 میں سے ایک گلابی اٹھائی اُسکو سونگھا سونگھا جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
 کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
 دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈھکائے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک
 سانس میں پیو دیلمان تو صورت ریا دیکھ کر عاشق ہو چکا تھا بے لطف جام شراب پی گیا
 بیٹے ہی مہر و ہوا پکار اٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گہرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہے
 دل گہرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں لگا کر اٹھا لجا
 دیکھو خداوند بھی آنے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیان بجاتا
 ہوا چلا چلا گیا گود میں اٹھا لاؤں پھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل کر نازنین کا یا تو پنجہ نگارین تھا
 یا پنجہ جلا دی بنگیا خنجر کمر سے کھینچ کر لہرہ کیا منہ عیار نقابدار زرین پوش یہ کہنے خنجر مارا کہ
 دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک پلدا فی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے
 دیکھا برف سب پانی ہو کر ہو گئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بہوش ہو کر گرے تھے اُپنر
 لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
 دیکھا ایک دناٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہنچا
 تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
 کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک بو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار
 تیار ہو رہا ہے کھوڑے کسے جاتے ہیں سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کی رستم نے کہا
 میں نقابدار کو نہ جانے دو ٹکا کھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہنچے
 دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ایو نقابدار بہادر و عارے
 کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ایو رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جب تک میں زیر نہ ہو گا
 یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دوں گا اور میں بانے اُسے لوٹکار ستم نے کہا اور نقاد بدلتا تھا
 ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقاد بدلتا ہے یہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے
 ہمارے آپ کے مقابلہ نہ ہو گا یہ کہ نقاد بدلتا ہے حکم دیا کہ لا کے نزد دیو صحرائے ہیر قین
 لیے ہوئے آئے سائبان زیر بختی سر پر نقاد بدلتا ہے کہ نقاد نقاد ہے پرچہ پڑی اُسی وقت
 شوکت و شان سے نقاد بدلتا رواں ہو گیا رستم دیکھتے رہ گئے شوکت و شان نقاد بدلتا دیکھا کہ ایک
 حیرت ہوئی کہ کیا شوکت بدلتا کی ہی عیار بھی عرفی کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہو کہ شوکت و لیاقت
 نقاد بدلتا نے پیدا کی ہو آج تک کسی جلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہو کر ہلے داخل
 بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہو گئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نستر
 بہو سچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہو سچ میں سرحد داران نستر میں افتتاح و اختتام ہو
 ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فتور کریں گے یہ ساحر انھیں کا فرستادہ تھا کہ لشکر
 کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے ایسا فضل کیا کہ آپ نے اُس کے دکر سے حملت پائی ایسے قبیل
 سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
 شہرت نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہ ہوئی
 عیار نقاد بدلتا نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر میں ادھر افتتاح و اختتام نے کہا
 کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیان نے جا کر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
 کہ وہ نون شکر معرض زوال میں ہیں وہ جا کر اُسے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
 نقاد بدلتا سچن گئے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
 افتتاح کے گراسینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کہ
 عیار نقاد بدلتا زرین پوشش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
 نقاد بدلتا زرین پوشش اس صورت پر ہو گیا کہ دلیان کو دیوانہ کر دیا آخر مار لیا افتتاح
 نے جھٹاکر چند نامے سرحد داران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرے باغ
 نستر کے جانے ہیں اگر باغ نستر میں پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو۔ صمصام جنگ آزمایا ایک پہلوان ہی اپنے قصر میں بیٹھا۔ کہ نامہ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ کو دین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے جھکا اپنے رفیقوں کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جو انان زبردست مرکبوں کو تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل میں آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام پاپ کو دیکھ کر برائے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیوں باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیوں لگائے ہیں در دولت پر کیسا غفلت ہے صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت یہ ہو کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم میں آگیا، کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نترن کے جاتا ہو کسی کے روکے نہیں رکنا افتتاح و اختتام ہمارے افسرین انھوں نے نامہ لکھا ہو میں برائے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہوں مینوش رونے لگی کہا اے والد نامہ دار میں نے حالات طلسم کشا نے بڑے بڑے ساحر انکے ساتھ ہیں تاکہ لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگاموں سے بچے اور ان چیزوں کو پایا آپ نے سمجھے مقابلے میں نہ جانیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف میں بزور اسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوان کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہیں گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اٹھا کر لیگا ہمارا کیا کر سکیں گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قرقم بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے برائے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فون سپہ گری میں طاق حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی قرقم کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامہ دار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہو بہت جی گھبراتا ہو اگر آپ حکم دین تو میں برائے سیر و شکار کے جاتوں اپنے دل کو بہلاؤں شاید میرے آنے میں دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا میں بہت جلد حاضر ہونگی قرقم نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر باپ تمھارے یہاں نہیں ہیں شکار سے جلد واپس آتا یہ حکم دیکھ کر مینوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزوں نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارگاہ سیر و شکار

کنیزین مسلح ہو کر سامنے آئیں مینوش ایک مادیان بھری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر دلا
شکار کے چلی صحرائین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی مہینے
اسی صحرائین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہو جیے چچا صاحب آپ کے انتظار کر کے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ میں نیزے پھر ہر سکاڑتے ہوئے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرائین گذر ہوا ہنگامہ پر گیا قضاے کار بادشاہ
جھجھا کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسے شاہ کو لا کر باغ نگارین میں رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقناطیس نے نگہبانوں
سے کہا شمس کا ہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانوں نے جا کر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا رہی آ کے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا اے شمس تمہارے ایسے مکان میں رکھا ہو کہ سوائے اس مکان
کے کوئی شیو دکھائی نہ دیتی اگر تمہاری فوشی ہو یہ جو قصر میں دیکھ رہی ہے جگہ باہر صحرا ہے اس کو
کھول کر اس میں بیٹھا کرین صحرائی کی غیبت دیکھا کریں اس جیل سے دل کو بہلائیں یہ سن کر
شمس نے کہا غلام جانتا ہے کہ حضور صاحب اقبال میں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپ کا
ایک مقام پر رہنا ناممکن ہو مگر غلام اس فکر میں ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر میں داخل کروں اس پیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل و جان مسطیع
سرکار ہوں بسم اللہ درپچ کھلے دیکھ لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی خبر سنگیناری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملوں مجھ کو بھی شرف حاصل ہو یہ کہنے شمس نے
خود درپچ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگا دی مقناطیس سے کہا شہر بار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہ میں تشریف لے جاؤں مقناطیس نے کہا میں آٹھ ہر خدمت میں رہتی ہوں
نوبہار آئے عرض کی اے شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ بیان کوئی آئے شمس نے کہا اے
نوبہار ہزار ہا سائے تلاش میں آپ لوگوں کی بھلا ہو ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے
کسی کی یہ مجال نہیں کہ مجھ پر گناہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ بلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ اگر دیکھے میں بیٹھے اب اس دیکھے میں بیٹھے ہوئے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہیں ایک روز بہرن چڑھا تھا بادشاہ دیکھے میں بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد آؤی پھر ہرے اڑتے ہوئے گرد سے نمایاں ہوئے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے درمختہ گرد کا شگافہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہنچا بہ نگاہ غور طرف دیکھے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کب بد لگائی کرنے لگا مادیان سے جست کی جست کرنے میں نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ سے دیکھا کہ پردہ ابر شہناہ تابان پردہ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مجیدین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نوز کا سراپا ہر چین تھی موجہ لطافت دنیا کب اس میں سرمد کا تھا	ایسا نہیں عور کا سراپا آنکھیں استاد سامری ہیں سجار کے ہاتھ میں عصا تھا شہناہ زلے واسے تھے بازو	وہ صبح جبین تھی صبح چہرہ نشہ میں شراب کے ہر چہرے بینی کے قریب کب تھا بارہ
---	---	---

سراپا فوس مشوق مرغوب سراپا ساپنے میں ڈھلا ہوا عارض انور راہ تابان جلالت نمایاں
پر نارستان کا اٹھار خنت الماوی کے اتار چہرہ آفتاب عالیشان ابروے حجاز تلوار جوہر
یا ہلال فلک فوی کیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کیے پشت مرکب پر سوار ہو دھبے پر ہاتھ
پڑا ہوا نیمہ کرین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھیں زکس شہلا یا بادام کیے
بادیدہ غزال کیے ناظرین سمجھ گئے ہوئے مینوش شیرین کلام دختر صمصام پر اسے
شکار نکلی اس طرف مکتدہ ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک
جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہر و سمن بو خوشحال بیتال دیکھا کہ
پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے جھوٹ گئی بادشاہ ادھر ٹھہرا کر گئے وہ نازنین جو
لہرا کر گئے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزوں نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوئے
سنبھالیں دو بہار نے بڑھکر سراپا زلف پر رکھا تو بہار نے زلف عنبرین کی خوشبو
سنبھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیزوں نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکر

طرف صحرا سے سبزہ زار کے نکل گئیں وہاں جا کر بارگاہ استاد کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا
گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہرین نے یہ مشکل آنکھ کھولی گھر کر چار جانب دیکھنے
لگی سامنے اُس روئے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت میں حاضر ہیں انہوں نے
عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں خیر تو ہو اس وقت حضور کا خراج کیا ہو آپ حالت
پریشانی میں کیوں چار جانب دیکھ رہی ہیں خیر خواہان سرکار گھر رہے ہیں ہم سے تو حال دل
کیسے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہو ملکہ نے گھر آکر اب دیا ہوا
تسے کیا کہوں کیونکہ خاموش رہوں کیفیت تو اپنی یہ ہو لفظ نسیم

جی میں ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے
شانہ سان گیسوے سچان تک رسائی کیجیے
پیش سر دست جانان کی کلائی کیجیے
ذبح ہوں یا اب ہیردن کی رہائی کیجیے
ناکجا آئینہ رویوں سے صفائی کیجیے
آب منہدی ل کے دست و پا خنائی کیجیے
لاکھ خط مشدوکے عارض کی صفائی کیجیے
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
اُس شہ فانی کے کوچے میں گدا ئی کیجیے
اب زین شعر میں طبع آزمائی کیجیے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہو جیسے اُس عورت کے
یا توں پھیلا کر شب وصل صنم میں سوئیے
نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہیں گ
زنگ دل مٹتا نہیں ہر دم کدورت ہو زیاد
خون ہو جائیں لہو تھو کے کوئی صاحب کیا
اب نہ ہونگے جیسے اُنکے قطعہ گلزار تھے
چار دن کی دوستی کا ہی زمانے میں رواج
بیٹھ رہیے بنکے دان در یوزہ گردیو ایک
زیر گردن رنہ قسمت آزمائی کی بہت

کنیزوں نے حیران ہو کر کہا لو مذاہن اس پہیلی کو نہیں سمجھیں ملکہ نے کہا جان مادیان نے
بہ رنگامی کی تھی اور میں بیہوش ہو گئی تھی وہاں سے مجھے کیوں لے آئیں اُس مقام پر تھوڑی
دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پا جاتا اتنا تو ثابت ہو چکا کہ وہ گل کس
گلستان کا ہی ماہ کس آستان کا ہو اگر قریب ہو بخیتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر
نام است + وگرا ہی ترا منزل کدام است + اس مضمون میں شاعر گرامی و نامور بیان
قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ لفظ نسیم

<p>قہر دم داغ بنکر عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں خیال سے جینا ان شوق کے دل میں رہتے ہیں عارف سے شوق میں آئے جے و ناک سے مست ہیں ہمارے گھر پر اگر سینگ وہ خیر و شر کہتے ہیں</p>	<p>گل لاد میں مسکن ہی ہر کامل میں رہتے ہیں پیل و ش ہمیشہ نور کی محل میں رہتے ہیں نہ اس عالم میں مسکن نہ اس منزل میں رہتے ہیں قہر کا تخلص ہی اسی منزل میں رہتے ہیں</p>
--	---

تم لوگوں کے جلدی کی جھکولے آئین میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید
بسیب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہ اپنا تک جانیے نام تو دریافت کر آئے یہ تو
میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہو کہ وہ ہر پیکر
میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لوٹ رہی جائے مفصل دریافت
کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کپڑے پہنا کر طرف باغ کے چلی
یہاں بادشاہ مجاہد جب ہوشیار ہوئے تو گہر اگر طرف صحرائے دیکھنے لگے مقنا طہس
و مشکبار و نوہار عرض کرنے لگیں کہ اے شہر یار آپ و ہمد طرف صحرائے دیکھتے ہیں چہر
پر آداسی معلوم ہوتی ہو لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو زمین کو کشش کر رہی شاید
ہماری کشش سے طال سرکار کا دفع ہو سہر نے سر جھٹک لیا کہ اے مقنا طہس میں
کیا بیان کروں تم لوگوں کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتا چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا
مگر حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں کیونکہ خاموش رہوں کیا کہے دل کو سمجھاؤں کیونکہ اس پیکر
کو پاؤں دل کی عجب کیفیت ہی نئی صورت ہے۔ نظم

<p>یست بے یار جھکو ہستی ہی ہی جہان پر مرا قدم بھاری وہ پر ہی ساتھ لے کے سوتا ہوں ہی حقیقت مجاز سے مطلوب ہو سکے کشتے ہیں زندہ جاوید ایک بت لے دیا نہ بھکو جواب خاکساروں کی ہی یہی معراج</p>	<p>شہر ویران اُجاڑ ہستی ہی ہر قدم پر زمین دھنستی ہی وہ جس کا ہانگ کستی ہی بت پرستی خدا پرستی ہی نستی اُنکی حسین ہستی ہی بے زبانوں کی چند ہستی ہی سر بلند ہی ہمساری ہستی ہی</p>
--	--

<p>کئی دن سے جو گھات میں صیاد اس مرقع کی دیکھو ہر نقویر سوز عشق کی ہے رہ ہوا زلزلت اسکی سیاہ ناگن ہی ایسے جھپٹے پر رخت خاک پر</p>	<p>عذیب آج کل میں پھنستی ہو کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہو نہ ہنس نہ ہی ہر بیان نہ ہنستی ہو مادر رکھتی ہے جسکو ڈھنستی ہو موت اس زندگی پہ ہنستی ہو</p>
<p>قہر خیال کر کے نہیں دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سبب باب عیش ہوا لئے خیال کیا ہو گا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ سپر شک تم بادبان بھری پوہا سپر شمشیر لگا ہو سے یہ قول شاعر قہر۔ اکبر کے بیون کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ گشت ہون اس ادا کا سجھا سجا یا کھنچا کھنچا یا یہ جبب تو دیکھو غلب خدا کا + یہ میں نے دیکھا کہ حال اسکا بھی اقترب ہوا میں ادھر غش کھا کے گرا اُدھر کینروں نے اسکو سنبھالا لیکر نکل گئیں میں سننے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دوں کہ اوی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لاقی نہ رہا ایسا غش آیا تو بہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور مطہر میں میں یتہ لگاتی ہوں اور ابھی جاتی ہوں اگر ملجا سے تو حضور کے عیار کو تلاش کر کے لاؤں یہ کیکے نو بہار چلی مگر فیر وزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہو کر خند دن ہمارا طلسم کشا رہا آخر گھبرا یا اور سوچا کہ اسکا ساتھ رہنے سے کیا نفع ہو میں نے اپنے آقا کو خود تلاش کر کوں سوچ کر لشکر مستم سے نکلا ایک صحرا میں جاتا ہی دیکھا ایک جاوگرنی زیر شجر بیٹھی سو کر رہی ہی جب ناش کے دانے اچھا لتی ہی شجر خشک بارور ہوتے میں میرا کو سر سبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک از زمین کی شکل بنا اور گانا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم</p>	<p>بیابان کو بھی ہنگام جنوں میں سیر کر دیکھا تری مستانہ آنکھوں کی دگر دیش کا اثر دیکھا سوار کیسے شوخین میں طلعت شام کی پائی محبت میں مزا ملتا ہی ایذا میں اٹھاتے</p>
<p>سرسوریدہ کو پاس غزالان پہ بھی کر دیکھا سے گل رنگ سے سو مو طرح پیمانہ بھرنے بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا اسی کو جھپٹے چاہا جو حسین بیدار کر دیکھا</p>	<p>سرسوریدہ کو پاس غزالان پہ بھی کر دیکھا سے گل رنگ سے سو مو طرح پیمانہ بھرنے بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا اسی کو جھپٹے چاہا جو حسین بیدار کر دیکھا</p>

قوم کے ٹکالیا تھا کہ گنگ رنگ نے آواز دی وہ نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھوٹا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پر گرا گنگ رنگ نیچے کھینچ کر چلی آستوت فیروزہ کی بیقراری ہلک ہلک کے
پکار رہا تھا وہی معبود حقیقی وہی رب حقیقی تو وہ ذکر لفظ نسیم

تو کوئی ہر آنکس کہ در سنج و تاب	و عاے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا سندہ دائم ترا	درین عاجزی چون نخواستم ترا

رباعی - شاہزادہ کریم برین درویش نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + ہر چند نسیم لائق ہنشاہ
تو برین سنگر بر کریم خویش نگر + گنگ رنگ نیچے کھینچے ہوئے کلمات سخت زبان پر لائی تھیں کہ
پہونچ کر اسکو قتل کروں مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہفت مراد پر پہونچا تو بہار جو تلاش فیروزہ
میں نکلی تھی آسمان سے اسے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہے اور ایک ساحرہ قتل کیا جا رہی ہے
تو بہار حال فیروزہ دیکھ کر گھبرا گئی کہ میں ڈراؤ کی اور اسے نیچے مارا نیچے شل برق کے
چمکتا ہوا ماتہ میں ہے اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہے تو بہار نے بجلی کان سے نکال کر پھینک
ماری ایک برق چند گنگ رنگ پر گری گنگ رنگ کے دو ٹکڑے ہوئے تو بہار کو اطمینان ہے
کہ فیروزہ کو ساتھ لپیٹ لے لیکن مرنے سے جو گنگ رنگ کے اندھیرا ہوا اسی اندھیرے میں
فیروزہ بھاگا جنگل میں گھس گیا درختوں کی آڑ میں تلوار جاتا ہے تو بہار بہ اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گنگ رنگ کا پڑا ہے فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ سخت کہان کیا پارتی ہوئی چلی
وہ فیروزہ بن عمر و نکو بادشاہ کے یاد کیا ہے میں ہوں تو بہار یہ کیلے لے ہوئی دیکھا
ایک شعل کی جڑ میں چھپ کر فیروزہ بیٹھا ہے تو بہار کو دک کر گری فیروزہ کی مگر میں نیچہ دیا اور
لے اڑی فیروزہ کا ترپنا بھڑکنا بھی کہتا ہے تو کون ہے جو مجھ کو لیے جاتی ہے میں بھارتہ تو
غریب سا فریقہ مذہب جنگل میں پڑا رہتا ہوں مجھ کو کہان ایجا تھی تو بہار کچھ حایب نہیں
وہی تھوڑے ہی عرصے میں باغ نگارین میں لا کر اتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ سندہ
پر ہر گون بیٹھے ہیں چہرہ آرد اس عالم اس کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں مقنا طیس
و مشکبار کہ رہی ہیں کہ ہم بھی تلاش میں جا بیٹھے فیروزہ کو ڈھونڈ چکا تھا کہ فیروزہ نے
دوڑ کر قدحون کو بوسہ دیا جو ش محبت گرد پھر نے لگا عرض کی وہی شہر بار حضور کیون استقر

بیتقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی
تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ او یار وفادار کہاں تھے ہم کو تو اظہار ننگی سے بجا کر شمس فلک
ہفت پیکر کا ہین نے اس باغ میں رکھا ہی یہ تینوں رفتی بھی ساتھ ہین فیروزہ نے بچپن
مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھ کر فرمایا او فیروزہ عجب سحر گزرا ہی اس طرح ایک
نازنین کا اس طرح گزر ہوا دل کی عجب کیفیت ہو او فیروزہ کس زبان سے بیان کریں گے

نیلگون گندا چھایا مردم بسیار کو
جبر تکلیف ننگ ہی مردم بسیار کو
دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھ کر تلوار کو
برق دیکھی ہو نہ جسے دیکھے اس خیار کو
زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہو مین لے پاؤ کو
دھوپ مین جھٹلایا مجھ تشنہ دیدار کو
زر گس شہلا کیسا ہر روز دن دیدار کو
خواب مین شاید کہ دیکھ مین طالع دیدار کو
نشہ مین اگر دیکھے تری رفتار کو
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
کر دیا چشم کو تر روزن دیدار کو +
رہنہ سسنگ کباب آتش ہلا ہر خار کو

سر وہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو مین
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا
رو سے روشن سے مشاہیر و نہایت آفتاب
میری آہوں کے دھوئیں لے گھر بنا یا خازن باغ
رات بھر آنکھوں کو اس میں پھر کھتا ہوں
بھول جاوے عالم ہی ہال کا طاق و مست
صبر کو کھو کر نہ ہو گا تو بھی او دل باغ باغ
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو و یا مین
بوٹیاں اپنے کف یا کی جو صحرا مین اڑیں

فیروزہ نے عرض کی حضور گھبرا مین غلام آپ کا جاگ رہا ہے لگتا ہی اگر بچتا ہی تو حضور کو لیکر
چلتا ہوں یہ کہ فیروزہ باغ سے نکلا اور تریہ جاتا ہی اور ملکہ بہت بیتقرار ہین اور
سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین و بعد فرمائی ہین کہ سمن رخ بلیٹ کر نہ آئی یہ باغ سے
آتی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہجین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار
ہوے سمن رخ نے خود چھا او ناز مین تو کون ہو جو اس صحرا مین یوں پھرتی ہے
فیروزہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا صاحب کیا بیان کریں کس حال مین ہوں ایک

گو ہر بے ہما کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ نے پوچھا یہ مطلب میں نہیں سمجھی فیروزہ نے کہا ہمارے آقا سے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین میں بہ بد شمس فلک ہفت بیکر مقیم ہیں وقت کا شمس فلک کو انتظار ہو دیکھے میں براے سیر تشریف رکھنے تھے کہ ایک گرد عظیم بلند ہوئی ایک نازنین مادیان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سکنیز پر پشت پر نہاں ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہیں میں اسی محبوب کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ یہ حال سنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمہیں بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ نے کہا اے میرے حبیب اصل یہ ہو کہ میں عیار ہوں بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہو سمن رخ نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ لیگا وہاں سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ کے چلا مگر سمن رخ نام و نشان سمن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ کے چن رنگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ میں آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے پہونچی جھپک کر سلام کیا عرض کی حضور دراکنارے چلے مجھے کچھ عرض کرنا ہو بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے ایک کمرے میں لیکر سمن رخ کو آئے یہ قدموں پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہر یار میں مینوش شیرین کلام کی کنیز ہوں جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھ کر بیان سے کئی ہن اُسی دن سے آب و دانہ ترک ہو آپ کی یاد میں بیقرار ہیں اگر حضور ساتھ چلیں تو میں آپ کو لپیلا ہوں بادشاہ یہ فرودہ سنکر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا اے سمن رخ میں میرے ساتھ چلوں گا پیام محبوب سنوں اور میں ترک جاؤں مگر میرے رفیق جو یہ تینوں ساتھ ہیں یہ جھک کر نہ جانے دینگے میں چاہتا ہوں کہ اُن سے چھپکر جاؤں سمن رخ نے عرض کی میں چھپکر میرا میں ٹھہرں آپ کسی طور پر ہانتاک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جا کر صحرا میں ٹھہری صبح کو بادشاہ جڑے مقنا طلیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بھائی ہو تینوں جاو گئے بادشاہ کے قریب بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا اے مقنا طلیس ایک مرکب کسی طمع مکن ہوتا تو اے میرے سوار ہو کر شکار کو جاتے مقنا طلیس نے عرض کی اے شہر یار آپ جکے صہان میں آئے منع کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھلا جائیگا شمس کا قول یہ ہو کہ میں کسی سے سحر میں کم نہیں ہوں مگر جو میں نے جو یہ کیا ہے اُس میں فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا میں باغ میں مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقنا طلیس نے کہا میں شمس کو ٹھواتی
ہوں اُس سے مرکب کی فرمائش کروں یہ کہنے ان قینوں نے شمس کا ہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھ کر آتا مقنا طلیس نے کہا اے شمس بادشاہ یہاں گہراتے ہیں ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجہ وہی باغ میں پھرینگے شمس نے کہا اے مقنا طلیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو میں سوچا تھا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے خلاف ہو گا اے مقنا طلیس میں نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صبح ہوتا ہے اس طرف سے گذرین تو میں بادشاہ کو اُسے لاؤں اور
بالا اعلان ساتھ ہو جاؤں اب بادشاہ بہ کوئی افتادہ بڑی جہانگیر ہو سکے اے مقنا طلیس
و غیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خیر دیکھا ہے کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقنا طلیس نے کہا اب ہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجانے شمس نے کہا فیروز میں مرکب آج بھیجے گا جو حفاظت کرنا مقنا طلیس نے
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہے کہ اسی باغ میں سیر کرینگے باطن کا حلال غذا جانے شمس نے
اسے نگہبانوں کو بھیجا ایک مرکب با ساز و براق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لائے
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا اے شہر بار یہ مرکب تو حاضر ہو مگر غلام کی خدمتگداری خیال میں
رہے ایسا نہ ہو کہ کار کو کوئی نہ کہے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا اے شمس میں تمہارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑ کر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے باغ میں مرکب ٹھکانے کے قریب دیوار باغ کے
آگے ایڑھیں مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحران میں بادشاہ نے سمجھ کر تلاش کیا
تو دیکھا کہ وہیں رخ سائے میں ایک نخل کے بیٹھے ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو
دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی رکاب پر لڑتے ڈال دیا بادشاہ کو دیکھ کر نخل کے چلے اور یہاں
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ لگے ہو پناہ پست پر باغ کی اگر گنداری داخل باغ ہوا کہ
حیران و پریشان وسط باغ میں ایک چوڑے تھا آہستہ پیش ہیں کینرین بدامری ہیں فیروزہ
ایک کینرین کی شکل بلکہ قریب دیکھ کے آیا فلک نے کہا اے لالہ دشوار ہیں رخ کو کئی دن کا
مرود گندہ لگتی ہے اس وقت تک پست کر نہیں آئی معلوم ہوتا ہے اُسے نشان نہیں

پایا حجاب سے بٹ کر شادی فیروزہ نے کان میں منہ لگا کر کہا ای ملک عالم میں اس شہر یار کا
 عمار ہوں بہ شکل یہاں تک پہنچا حضور نہ گھبرا میں بادشاہ کو لاتا ہوں لکھنے گھبرا کر کہا
 بھیا اگر مناسب ہو تو میں خود جلیوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہو وہ مرگن
 اٹھا آتا آسان ہے آپ سے لکھ جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لکھ آتا ہوں ملک سے
 گلے سے موٹیوں کا مالا اُتار گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کہ لکھ کو باہر نکلا طرین
 باغ نگارین کے جلا ملک نے یہاں جو حال شاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں
 یوچیا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملک نے کہا ذرا دیاں بھری تیار کرو تو ہم مسجد کی سیر
 کریں گے دل کو زیادہ بہت ساری ہو حرقی پر اشکباری ہو دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام
 ہو آخر میں حال اتر ہو گا کوئی شواہجھی نہیں معلوم ہوتی آب و دان کے نام سے نفرت
 ہو اہل میں دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

صورت پیر ہن تنگ شکل حسا ونگا
 آج جانا ہے توفیق سے تری کل جاؤنگا
 منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکلاؤنگا
 ناف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹھہراؤنگا
 کچھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دلچ ساؤنگا
 تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل حسا ونگا
 حال دل پر کف افسوس میں مل حسا ونگا
 موم سے نرم مراد مل ہے بھل حسا ونگا
 کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں میں ڈھل حسا ونگا
 دیکھ کر لڑکوں کی صورت کو بھل حسا ونگا
 ہر کے کل گور کے سلیخے میں میں ڈھل جاؤنگا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
 وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹلجاؤنگا
 شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر
 کہیں کچھ تیغ کمر سے کسے دکھلائے ہو
 شب بھرا اپنی سیاہی کسے دکھلائی ہو
 طالع پر کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو
 چار دن زہیت کے گزرینگے تاسف میں ہے
 شعلہ رو یوں کو دکھاؤ شب مجھے اے آنکھوں
 حال پیری کسے معلوم جوالی میں تھا
 وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
 شہر ٹھہراتے ہیں مری فکر سے آج و آتش

ملکہ نے کنیزوں کو بھیجا کہا میں ماریاں پر سوار ہوئی کنیز میں سمجھیں کہ باغ میں پھر بھی دل جلیوں
 لکھ نے جو اس مادیان کو زیر ران پایا اڑاتی ہوئی قریب دریاغ آئیں گھوڑے کو پارس سے

کھلا نادیاں کو اڑکی باغ سے نکلیں صحرائی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرے لگی ملکہ تو وہاں رہا
دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طر تکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا
کہ اصلی رستہ چھوڑا یہاں سے ایک پہاڑ تھا اسکے واسطے میں آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہیں کہ اوی
میوش رستہ اصلی مجھ سے چھوڑا نادیاں نے راستہ بھلا یا نگہ اٹھا اٹھا کے چار جانب
دیکھ رہی ہیں کہ اوی میوش کس طرف جاؤں کیونکہ اپنے کو قریب بلغ نگارین بہو بخاؤں اس
سچ میں کھڑی تھیں کہ مہرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار ریشٹ مرکب پر سوار ریشٹ پر
دو تین سو پہیلے فراول عہدے ہاتھوں میں باز بھری جڑہ لیے چلے آتے ہیں بہ سبب صحر کے
ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب زیر کوہ پایا دامن کوہ روشن
ہو رہا ہی بدو اس ہو گیا پکار اٹھا اری جان جان وادی آرام دل مشتاقان تھا راجاں بیٹاں
دیکھ کر روح تڑپ گئی جانتا ہوں آکر قریبوں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکنا ہوں مگر
ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہی دل کی یہ صورت ہو۔ نظم

<p>بہا ر آئی ہے عالم ہی گل و شربن و سون پر نقاب اٹلے ہو تو رخسار آتش نگ سے ہے دل نازک کو اپنے خنجرش مرزاں سے کیا تو ایب آمو رہی ہر ایک درہ اپنے وادی کا نہایت ہلبل شہر کا دل کسے جلا یا ہی نہ سمجھا پر نہ سمجھا میر سے خط مشوق کا طلب جری زلف سے سید اکبات سفیدای یا یہ ہوئیگی حوارت طہر سے شعلہ کی ہر اک دانہ بکھار خفا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ فو نظارہ بازی کی جو کال میں نہیں اندیشہ آتش آنکھ میں</p>	<p>جو اتان چمن نازان میں اپنے اپنے جو بن پر پر پر واد سے آ رہے چلیں شمعوں کی گردن پر چھری چلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر نشین ممکن کر دلا کہ بڑے رہ ہر وہ کے دہن جو بس ہووے تو کہہ دن آگ میں چلیں دہن کا مقدور نے مجھے عاشق کیا کس مفضل کو دن ہے یہ وہ شب ہی چلیگی و طرف رو رو روشن یقین ہی خاک ہو چکی گسے گرا اپنے خرمین پر ہماری خاک کے ذرے کرینگے قیصر روزن پر وہاں زخم کاری خند زن ہیں چشم سوزن پر</p>
---	--

ملکہ نے پکار کر جواب دیا اوی شخص خبردار ہے جلالت و عظمت اس جانب ذکر یہ تاجدار
ادشاہ قلعه فیلنگی رخران گزار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھ کر مائل ہوا

نہیں کرنے لگا جب لکھنے کے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھا یا کہا اور جان جہاں اب میں لگاؤ تھا تو
 بیکہ کر لیا تو لکھنے کے کمان کیانی کا نہ ہے سے اُماری تاک کر تیرا را کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا
 گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والوں سے اشارہ کیا چہار پنج
 سے گھیر لو گرفتار کر کے نیلم حصار میں لیا تو خاقان محل قرار دوں گا وہ مربعہ گردن کہ سب محلات کو
 رشک ہو پہلے قراول بلوہ کر کے چلے نیلم تاجدار چھاڑ پوچھ کر اٹھا حکم بلوہ کا دے رہا تو
 پہلے قراول جو پہلے ملک نے جسے تاک کر تیرا را وہ خطا شمار سہم کر وصل جہنم ہوا چلا یا رو یا
 مگر گرد نہ اٹھ سکا بعض گوشوں میں چھپتے ہیں بعض مثل حیر کے بھاگتے ہیں لکھنے نے تیروں
 کی بوجھ کر دی دس بیس جان کر کے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرکب
 کیا اب گھوڑے کو ہمیں کیا ساتھ والوں کو لیکر چلا قضا سے کار مصصام بد انجام کو جو شکر کشی
 کر کے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اسکا اس طرف گذر ہوا ہر کاروں نے بڑھ کر خبر دی کہ
 آپ کی صاحبزادی نہیں معلوم کس ضرورت میں اس جنگل میں آئی ہیں نیلم تاجدار نے گھیر
 ہی وہ صاحب عصمت و عفت اپنے کو بیکار ہی ہے تیر لگا رہی ہے مصصام یہ سن کر غصہ
 میں گینٹا اچھا کر بڑھا بیکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہو میرے مقابلے میں آسواروں
 سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والوں کو مار لو سواران جنگی گھوڑوں کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی تھا
 دیر میں پہلے قراولوں کو مار لیا اب نیلم مقابلے میں مصصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
 پہلوان زبردست ہو اس سرحد میں کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا نہیں کرنے لگا
 کتنا تھا اسے مصصام بیٹی کی آخر شادی کرو گے مجھ کو بہ فرزند ہی قبول کرو مگر مصصام
 نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہی میں ایسے دیر
 کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں گا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا میں پہلوان ہوں مثل
 میرے ہو اسکو داماد قرار دوں گا کہ مجھ کو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
 نیزہ مارا مصصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملک نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
 سے محلات پانیکا مجھ کو اپنے ساتھ لیا بیٹا یہ تو دونوں مصروف جنگ ہوئے لکھنے نے گھوڑی
 کو چمکا کر درہ کوہ میں ڈال دیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہاں مصصام نے تھوڑی سی

عرصے میں نیلے تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ مہرے
 شکار کے آئی تھی یہاں آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی برسر منزل روانہ ہوا
 ملکہ راہ میں پٹھانسی ہوئی جاتی ہر ایک نخل کے سائے میں جا کر ٹھہری حیران پوچھا کہ اس
 بیوقوف راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نکارین کیونکہ ہو بچو نگی عیار نے جا کر اُس شہر پار
 کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہو گئے کیا عجب ہو کہ چلنے کے ہوتے اس خیال میں کھڑی تھی
 کہ مہرے گرد آڑی دیکھا بادشاہ حجاز گھوڑے پر سوار سمن رخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
 بادشاہ کے آئی ہو ملکہ نے پکار کر آواز دی اسی سمن رخ یہ تو کسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
 سمن رخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اسی شہر پار دیکھے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپ کے اشتیاق
 میں نکل آئیں بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اترے اور ملکہ بادیاں سے اتریں دونوں
 فراق دیدہ آپس میں ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نکارین کے جلو شمس نے جھک
 منع کیا کہ صحرا میں نہ جاسیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو جھک کر دیکھ لے فقویرین ہمساری
 سب کے پاس موجود ہیں ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلے رہاں آرام ہائے گاہر
 آپس میں تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہیں میرے باغ میں جلو بادشاہ فرماتے ہیں باغ نکارین میں چلنا
 ہمراہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر رہیں پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر رہیں پوش بچھا کر
 بیٹھے سمن رخ خدمت میں ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد آڑی فیروزہ بن عمر و آتا ہے
 فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا فریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اسے شہر پار چلنا
 آپ کا میرے باغ میں پہونچا تھا اسی کے کہنے سے میں نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر ہے
 ہر راہ میں جھک کر ایک تاجدار نے گھبراہٹا میرے باب نے آکر مدد کی نیلیم کو مارا مگر میرا
 پر وہ اُسپر نہیں گھلا میں درہ کوہ میں ہو کر نکل آئی آپس تک پہونچیں ایسا نہ ہو وہ اس طرف
 سے آتا ہو بادشاہ لے فرمایا وہ برسر منزل ہو گا اس طرف کہ ان آئینگا اگر آئے گا تو
 مارا جائیگا ملکہ نے کہا اسی شہر پار صمصام بچا نہ آفاق ہے فنون سپاہ گری میں ملحق ہی
 اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اس والی میں کئی اُسکا نظیر نہیں نظر کر وہ ہفت پیکر کہلاتا ہے
 اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا اسی ملکہ ہر چند کہ اس

حوالی میں پہاوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پٹے تو تماشہ دیکھا اسی فیروزہ بن عمر
 کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا میں عرصے سے شراب کا چرچہ نہیں ہوا فیروزہ بہت خوش
 کیلے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیرے مارا اس کے کباب لگائے تین ہرن تو
 ہوئے یہاں کباب تیار تین فیروزہ کو کس کس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان
 نہ پایا پٹ کے عرض کی اسی شہر بار بہ وہ صحرا ہی کہ جہاں بستی کا نام نہیں بھٹی قریب بستی
 ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اجاڑ چار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ کیا
 سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد بے رخت بربان چہرے پر پڑی ہوئیں لباس بھاری
 پہنے ہوئے ایک طفل امر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس سے مسخرہ بن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا
 سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نعل کے سامنے میں آکر بیٹھا بکا کر آواز دی دی سیخو اس
 شراب لاؤ ایک غلام زرنگی پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا پٹ کے شراب کا کا ندھے پر رکھے ہوئے
 چند گلابان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھا دین مرد پیر نے گلابان
 شراب سے مہو کرین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امر کو پلاتا ہی طفل امر لٹکے
 خوش میں یہ احسان یہ غزل گاتا ہے نظم

کرتی ہی روح مرحد آب و گل تمام
 غیرت سے ہو گئے ہیں حسین شغل تمام
 مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام
 اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مفصل تمام
 حُرون سے ہو لیں ہوئی اپنی سحر تمام
 الفت سے ہو گئے ہیں موافق و مخالف تمام
 چھلنی ہوا ہی سینہ مشک سے دل تمام
 دھڑکے کا دن سمجھ لے وہ بیان سحر تمام
 ارباب انجمن ہوئے آتش جمل تمام

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل ناک
 دیکھا ہی جب تجھے عرق آ گیا ہے بار
 قدسی بھی کشتہ میں تری شمشیر ناز کے
 ورد فراق پار سے کہتا ہی بند بند
 ساری عداوت الفت صادق کی ہو گواہ
 کہنے میں غبار سے میرا بیان حال
 تیسرے نچا ہ ناز کا رہتا ہے سامنا
 ہوتا ہی پر وہ فاشی کلام دروغ کا
 خلوت میں ساتھ یار کے جاننا نہ چھین

وہ لڑکا اس طرح کار رہا کہ وہ پیر کبھی اُس کے پاؤں پر گرتا ہی کبھی اُس کے گلے میں لٹکتا ہی والدین

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ اس بڑھے کے پاس جاؤ ایک
 پتلہ شراب کا اُس کے پاس ہو کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا حسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
 کے بارے ہم دس گلابی بیان دینگے مگر اس وقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہو اگر
 ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اس
 بڑھے کے آیا بڑھے نے پہنچتی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیروں کو
 تقسیم کرتے ہیں مگر ای شخص تو میرے پاس آیا ہو تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا
 میرے آقا ہیں آقا ہوں تے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہو کہ میں پیوں بڑھے
 نے کہا ای شخص میں تجھے ایک جام بلاتا ہوں تو کیوں عذر کرتا ہو یہ کیکے جام لہر دیکھا
 لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھیں ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
 کہ لاپٹے مجھے ایک جام شراب ملو دیکھو میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ
 کو عرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کر لیں گے اُس طفل نے جام لیا چند شعر
 گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام بی گیا بیٹے ہی فیروزہ خود پھر کئے لگا
 ہاتھ اٹھا کر گانا تھا اور بڑھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا ای پیر
 روشن ضمیر وادی صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجالاؤں بڑھے نے کہا بالائے کوہ
 فلک شکوہ جاؤ وہی ہمتوار اسکن ہو کیسٹنگ فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
 اواز دی او بے میا کہاں جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طر
 کر کے بالائے کوہ پہنچا پھر ایک فار تھا اٹھیں پھر بادشاہ نے سمن رخ سے
 کہا تم جاؤ اس بڑھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑھا بیٹھا ہے شراب پی کے بالائے
 کوہ ملا گیا فرزند ان عمرو بے مروت بھی ہونے ہیں آپ شراب پی کر بالائے
 کوہ چلا گیا نہیں معلوم وہاں کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اُس نے عیار کو
 شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیکھا نہیں معلوم کیا کہیگا آخر ملک نے کہا اے سمن رخ
 جاؤ تو تم جا کر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُس کے پاس سارا پتلہ رکھا ہے ایک گلابی
 کہا کم ہو جائیگا سمن رخ ناچار ہو کر بوجہ حکم ملک اُس بڑھے کے پاس آئی کہا ای

پیر رشتہ خیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ ملگتے ہیں حیرے پاس چلے بھرا رکھا، ایک گلابی
 میں کیا کم ہو جائیگا بڑھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کر کے پسین گئے اس چلے کی کیا حقیقت ہو ہم
 دن بھر میں دو دو چلے پیتے ہیں اس میں سے گلابی دینے میں ہمارے نقشے میں کمی ہوگی مگر اسی
 سمن رخ تو ہم تک آئی ہو اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا
 میری ملکہ سامنے بیٹھی ہیں مجھے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رخ سے آنکھ ملائی
 چند اشعار غیرت آثار جو گائے سمن رخ بھی متبیین کرنے لگی کتنی تھی اور پیر رشتہ خیر ایک جام
 شراب کا مجھ کو بلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہو مجھے اپنے لطف سے مطلب ہو
 لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پی کر
 ناپچنے لگی بڑھے نے کہا اسی سمن رخ تم بھی بلا لے کو دیا سمن رخ یہ شکر گاتی ہوئی
 فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا اور سمن رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر
 اری وہاں جا کر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تو نے جا کر
 کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بلا لے کوہ
 چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار میں پھانسی پڑی بادشاہ نے لاؤل پڑھ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا
 اپنے مقام سے اٹھتے فرماتے ہوئے کہ اسی ملکہ عالم میں اس ملعون سے شراب پھینک
 لاتا ہوں مجھے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڑھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام چلے کی
 شراب زمین پر اٹھیل دی طفل کا ہاتھ تمام کی طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڑھے
 کا پیچھا کیا ملکہ غل عجائی ہیں کہ اسی شہر یا ر آپ کہاں جاتے ہیں مجھ کو اس محلے بول خیر
 میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڑھا گھائیوں کو طوکے طفل
 ادھر دکا ہاتھ تھامے ہوئے اور مسخرہ بن کرتا ہوا بلا لے کوہ ہو بھو بھو اسی غار میں پھانسی پڑا
 بادشاہ نعرہ کر کے گھاٹیان تھامتے ہوئے بلا لے کوہ چلے ملکہ بیٹ رہی ہیں بھارتی
 ہیں اسی شہر یا ر بلا لے کوہ نہ جانے کیونکر گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہو اب کیونکر
 بسر کرونگی اسی جنگل میں سر ملکہ اگر مرن کی۔ لفظ ہم

ظاہر کسی کے دل کا کیا حشر خار چھو

عشتا نہیں وہ گل کے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گرتیغ یار کچھ	زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے محکمہ حشر میں ثبات	کھڑے نہ ہم حساب میں روز شمار کچھ

ای شہر یار اس صحرا میں مجھے آپ تنہا چھوڑے ہیں میری محبت سے منہ موڑنے میں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالائے کوہ پہونچے اور اس غار میں جا کر بلا تکلف بچا نہ پڑا ملک تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہائیں کھوڑے عرصے کے بعد اسی غار میں سے فیروزہ بن عمر نکلا پکار کر آواز دی ای ملک کیوں گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملک خوش ہو کر دوڑیں پکار کر پوچھا ای فیروزہ تھے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب بی لی اور ہمارے واسطے نہ لائے بالائے کوہ چلے گئے اور غار میں بچا نہ پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہیں فیروزہ نے کہا ای ملک عالم بادشاہ کو وہاں جا کر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہوئے کو بچھا اسی وجہ سے میں نے بات کا جواب نہیں دیا اور بالائے کوہ پہونچا جب وہاں پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جا کر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ میں آپکو بلائے آیا ہوں تشریف لے چلے ملک فیروزہ کے ساتھ ہوئیں غار کو دیکھ کر ڈر میں فیروزہ نے کہا اسی غار میں بچا نہ پڑے ملک نے کہا ای فیروزہ میں اس غار میں کیونکر بچا نہ ہوں مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلے ہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملک یہ سن کر بیتاب و بے قرار ہوئیں کہا ای فیروزہ بادشاہ بر تو میری جان جاتی ہی میں ضرور جلو نگی اول فیروزہ اسی عشاء میں بچا نہ پڑا بعد فیروزہ کے ملک بھی آنکھیں بند کر کے بچا نہ پڑا اب جو آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہیں سمن رخ گس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ حضور یہاں کے بادشاہ ہوئے ہم لوگوں پر دست شفقت رکھے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملک کو دیکھ کر فرمایا ای ملک اسے عالم آؤ بیٹھو ملک مجمع وزرا دیکھ کر گھبرائیں مگر ایک کرسی پر بیٹھیں فیروزہ بن عمر کہہ رہا ہے ای ملک عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتیں ہو رہی ہیں

تھیں کہ چند لوگ دوڑے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروہ زندان خانہ آتا ہے
 دیکھا کہ چند جوہدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امر کو ساتھ
 لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُسٹھے اُس بڑھے نے
 کہا اے بادشاہ شکر اسلام یہ مقام زندان خانہ طلسم ہو یہاں وجہ معاش سبب سے
 حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہیں ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہو کیا پیشہ کر کے
 کھائیگی ملک نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتیں سینا پرونا جانتی
 ہیں اور ہم شاہزادیاں کیا جانیں بڑھے نے کہا انکو خیاط خانے میں داخل کرو ہر چند ملک
 جوہرین پھڑکین مگر کسی نے دستا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزیں ملک کو کھینچ کر ایک مکان
 میں لے گئیں وہاں دیکھا بہت سی عورتیں عبادت و غیرہ سی رہی ہیں ملک کے آگے بھی
 بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو پیچھے جس قدر سیوگی اسی قدر اجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
 بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملک آنکھوں میں آنسو بھر کر بیٹنے لگیں مگر حیران ہیں کہ دیکھے جمال
 بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہوں اب اُس بڑھے نے فیروزہ سے پوچھا
 کہ کیوں اسی عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا میں کار زرگری سے بخوبی
 آگاہ ہوں جبکہ نگہان فیروزہ کو لگئے اور ایک مکان میں دیکھا کہ بہت سے زرگری بیٹے
 ہوئے کار زرگری کر رہے ہیں فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نکلنے
 بواہرات کے رکھ دیے کہا یہ لوزیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو ٹھکرنا ملیگی فیروزہ ناچار
 کار زرگری میں مصروف ہوا اب اُس بڑھے نے سمن رخ سے کہا تم خیاط خانے میں
 جاؤ جو جوڑے تیار ہوں انکو تھرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تسلیاً
 لیا جائیگا سمن رخ کو بھی شہیت معلوم ہوا کہ مالک کے تواسانے رہونگی سمن رخ اُسی
 مکان میں آئی جہاں ملک بیٹے میں مصروف ہیں اب وہ بڑھا طرف بادشاہ کے متوجہ
 ہوا کہا آپ بادشاہ شکر اسلام ہیں آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
 بنانے میں دخل ہی میں تاج بنایا کرو نگا وہ بڑھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
 میں آیا کہ اُس میں بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُس میں قفل لگا ہوا ہے

ازار بند سے اپنے کبھی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکہ نکال کر سامنے بادشاہ
 کے رکھ دیئے بادشاہ مجبور و ناچار اُس کے بنانے میں مصروف ہوئے مگر رویا کرتے
 ہیں کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچا یا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہیں شب کو
 ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان میں نگہبان لاتے ہیں وہیں ملکہ و فیروزہ
 و سمن مرغ بھی کام بنا کر آتے ہیں اس قدر تھکے ماندے ہوتے ہیں کہ آپس میں کلام
 کرنے کی فہمت بھی نہیں ہوتی نگہبانوں نے کھانا لاکر مثل مرتبہ کے سامنے ہر ایک کے
 رکھ دیا سب نے اُسکو شکر کر کے فوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
 کاروبار میں مصروف ہوئے اس بڑے کا نام فرقت جادو ہے سب کو اُس مقام پر
 قید کر کے اپنے مکان اصلی میں آواز و جہ اسکی مکارہ جادو و خیر اسکی گلگونہ
 گلگون پوشش ہوئے انکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج میں نے بادشاہ لشکر اسلام
 کو قید کر لیا بڑی مصیبت میں ہیں جنتک طاسم کشا یہاں آئیں گے انکو زندہ نہ پائیں گے
 جس دن خدمت میں فرق پڑیگا وہ سزا دو تھکا کہ موت مانگے اور موت نہ پائے گلگونہ
 نے جو یہ سب حال سنا اور یہ بھی سنا کہ ایک معشوق بری پیکر دختر صمصام لکھنؤ
 قید خانے میں بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والدہ مادر انکے رہا ہونے کی
 کیا صورت ہو گی ای دختر بلند اختر یہ باتیں راز خداوندی کی ہیں انکو زبان سے نہیں
 نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیوں کو دیکھ آئیں
 انکو مصیبت میں دیکھیں کہ ہمارے دل کو فکشی ہو فرقت نے کہا یہ بادشاہ شکر اسلام
 میں انکا دیکھنا بہتر نہیں جس ناز میں نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
 صمصام کہ کل فون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق میں ایسی مبتلا ہو کہ ساتھ بادشاہ کے
 قید اختیار کی اور ایسی مہوت ہو رہی ہو کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہو اسی کو وہ غفلت
 جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہیں اتنا کام ان لوگوں کو پڑتا ہو کہ فقط کھانا کھا کے
 سبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہیں صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا پڑتا ہو اب مدت
 تک یوں ہی رہینگے طاسم کشا کا یہاں تک پہونچنا دشوار ہو جب تک وہ یہاں آئیں گے

جب تک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرجائیں گے یہ کچھ فرقت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ شکار ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپتی آخر شام کو اٹھی مان کے پاس آئی کہا اسی مادر ہربان سچ بتا ہے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو سکا رہ لے کہا اسی نور نظر باب تھا کہ سکار طلسم مشہور ہیں اس بات کو منہ سے نہیں نکالتے یہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہیں مصداق جنگ آزما کہ پہلوان بے نظیر بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتوں کو زبان سے نہیں نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اسی مادر ہربان آپ کیا مجھ کو دشمن جانتی ہیں مین ان دشمنوں کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرقت جادو ہوں آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگوں کی کیا صورت ہو سکا رہ لے کہا اسی نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگوں کا معین ہو قید اظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ میں رکھا وہاں یہ افتاد پڑی کہ جو ش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہاں آکر بیٹھے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کر گیا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اسی شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہاں قید مین فرقت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلا سے بلا مین گلگونہ دختر فرقت مشتاق جمال بادشاہ ہوں اور کوئی خود آہش نہیں رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہ یہ جا کر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہاں شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے جو باغ مین آیا مقنا طلسم ہ تو بہار مشکبار کو گر یان و نالان پایا گھبرا کر اُن سے پوچھا تو بہار نے سب کیفیت بیان کی مقنا طلسم وغیرہ نے رور و کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو ش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جا کر بیٹھے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منہ اپنا میٹ لیا اور کہا صاف جانوں کہ

سیری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کتنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جان
جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کر یگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگو نہ نے اگر نامہ با
شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیات عرض
کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھئے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی
وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہو گئی شمس رات کو پروردگار پیدا کر کے چلا گلگو نہ قصر راز مین
کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگو نہ روز ہی ہی شمس کو دیکھا کہ آنسو پونچھے شمس نے کہا اے
ملکہ عالم آپ کو تو عجب حال ناز مین پایا آپ نے مجھ کو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر مین
اسید وار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجالاتون گلگو نہ نے کہا اے شمس کیا کمون حال مصیبت حال
بادشاہ مسکے عجب دل کی کیفیت ہو آٹھ پہر ہی خیال ہو کہ قید خانے مین کیا گدہ رتی ہوگی
اس خیال مین عجب کیفیت ہو اصل مین یہ صورت ہو نظم

زلف آں سجھا اور پچھانسی پائیں بے تقصیر ہم
جانکر غربت پیدیں آب دم شمشیر ہم
تو ہنما مسجد کو بتخانہ کر مین تعمیر ہم
خاک بلبل سے کہیں گلزار کی تعمیر ہم
عشق شاہد ہی ہوئے مین قتل بے تقصیر ہم
تیز رفتاری مین رکھتے مین خواص تیر ہم
بے ستون کو کاٹ کر لاتے مین جوئے تیر ہم
یاد کرتے مین گریبان کی ترے تھریر ہم
جانتے مین خاک کو سے یار کو اسیر ہم
کیون کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
شاعری کرتے مین مین مین کھینچتے تقویر ہم
شاعران ہند مین کہتے مین طرز میر ہم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون تیر شمشیر ہم
کھائیں شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم
بت سے الفت ہمو زابد عاشق اللہ تو
ہم وہ منصف مین جو دے مقدر ہم گلگو نہ
بیگنا ہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
جب جلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود ہو
کو کہن کہتا تھا اے شیر مین جو ہی تائید عشق
دیکھ لیتے مین شفق آلودہ جسم ماہ نو
دولت دنیائے مستغنی قناعت بے کیا
رخ کو قرآن جانتے مین تیرے مصحف کی رسم
صورت معنی عیان مین اپنی ہر اک بیت سے
شیخ ناسخ فراجہ آتش کے سوا بالفصل ہم

شمس نے دیکھا گلگو نہ کی حالت تفسیر سے کہا اے گلگو نہ اکثر جمشید کوہ شیر نگ پر ہو

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہاں پہنچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس
 کو شمش میں ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
 گلگونہ نے کہا میں کوہ نیرنگ پر جاتی ہوں اور جہاننگ ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہوں
 مگر نیرنگ جادو نہایت بد مزاج ہو شعبہ بادون کے سر کی تاج ہو وہ ضرور حائل ہوگی
 ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤ گی گلگونہ نے کہا جو دقت بزرگون نے
 مقرر کیا ہو کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسی وقت
 قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ بڑ گیا تو بے شک ہوگی اور اگر قضا بے جاتی
 ہی تو مجبور و ناچار ہوں شمس نے کہا میں سمجھ گیا یہ لیکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
 رات تڑپی بقصور خیالی بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہو جب وہ وقت آیا کہ جبکہ
 ساعت بہشت کہتے ہیں نہ دن ہو نہ رات ستارہ سحری چمک چکا ہو سفیدہ سحری ظاہر
 نہیں ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
 دھڑک رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو اڑتی ہوئی جاتی ہو سانس کوہ نیرنگ کے پہنچی دیکھا
 ایک کوہ فلک شکوہ بھانک بڑا سا لگا ہو ایک قفل کلان سے بند ہو اور قریب بھانک
 کے دو چلیان سنہری نیچے برہمنہ ہاتھوں میں لیے مثل رہی ہیں گلگونہ نے آسمان سے
 سحر کیا کہ وہ چلیان ہٹیں ہٹ کر گوشہ قصر پر آئیں مگر جھانک رہی ہیں گلگونہ نے پکار کر
 آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منہ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
 پتلیوں نے یہ سنتے ہی منہ پھیر لیا طرف صحرائے دیکھنے لگیں گلگونہ اڑی یا ہفت پیکر
 کہ قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
 قفل کھلیا دیکھا ایک تخت درجہ دی بچھا ہو اور ایک نازنین و لفریب ایک آئینہ ہاتھ میں
 لیے بیٹھی ہو گلگونہ کو دیکھ کر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال میں آئی ہو انگشتر جمشید
 دستیاب نہ ہوگی بہت بچھاؤ گی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر
 بڑھے اسماے سحر پڑھ کر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا
 گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے میں برق چمکی

ایک ٹڑا ہوا آواز آئی اسی گلوگلو نہ تو نے کیوں قتل پر ساحرون کے کمر باز بھی گلوگلو نہ
 نے جواب دیا میں سبکی جان کی خواہاں نہیں ہوں فقط انگشتہ چھٹی لینے آئی ہوں
 اسی دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمارے منع نہ کرو آواز آئی جلی جاؤ یہ مقام بزرگان میں
 ہو ایسا نہ ہو قدرت آجائیں تو بڑی مصیبت ہوگی یہ لکھ اُس نازنین نے ہاتھ چمکایا
 گلوگلو نہ کی آنکھوں کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ میں آئینہ ہو اُسکی آنکھ میں
 ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہو گلوگلو نہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
 ایک پیچ ماری جھج مارتے ہی قصر ہل گیا آواز آئی اوبے ادب یہ کیا کرتی ہو یکا یک قصر کی
 چھت سے ایک زنجیر گری گلی میں گلوگلو نہ کے پڑ گئی گلوگلو نہ ٹٹکتی ہوئی طرف قصر کے
 چلی گلوگلو نہ کی آنکھیں نکلی آئیں نفس در نفس پیچیدہ دل سے بکار رہی اسی بادشاہ
 لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کر
 اب مجھے کشاکش نہیں اٹھتی بقیہ اسی کر رہی ہے اور زنجیر سے کھینچ لیے جاتی ہے
 یقین ہو اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر
 کے دو ٹکڑے ہوئے گلوگلو نہ جھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
 ہو نہ وہ آئینہ ہو اور نہ انگشتہ کا پتہ ہو مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت ہیکر
 چلا آتا ہے گلوگلو نہ نے کہا اسی کا ہن یہ کیا شہید ہے کہا نیرنگ کا سحر خاں ہے
 سحر کر کے تمہیں بچا یا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا میں پیشتر سے یہاں موجود تھا میں نے
 برق چمکا کر تم کو بچا یا اب انگشتہ کیونکہ ظاہر ہو یہ کہ شمس نے کئی دستاویز دین
 لیکن کچھ نہ ہوا گلوگلو نہ نے ہیکل گلی سے اُتار کر آواز دی اسے نگہبان انگشتہ چھٹی
 اس پر وہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اسے انگشتہ ظاہر ہو تو بھی میرے
 حال سے ماہر ہوشمس نے بکار کر کہا اسے نیرنگ اصل یہ ہو کہ طلسم کشا آتا ہے
 اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فنج ہو گا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
 سب کتابوں میں قدرت نے لکھا ہو اُس شخص پر کا وقت ظہور آ گیا اُس شخص کی
 رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا دفسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عاقل

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک ماریاہ اس کے دھن پر لیٹا ہوا غزل کے طرف
گلگونہ کے جلی ماریاہ نے کچھ کھولا جب تو گلگونہ گھرائی شمس نے پکار کر کہا ایو نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو ماریاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہو کے لیٹ گیا کشان کشان بچلا اور وہ بلی ماریاہ کی نگہبان ہو کر دبھرتی ہوئی
جاتی ہو شمس نے فوراً جھولی پر پانچ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سانسے بلی کے
پھانکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منہ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے جھلکے بدن میں بلی کے
لبٹ گئیں وہ ماریاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیٹا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاؤں
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈال دیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑا قبا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا ماریاہ جگر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر پلٹے او شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر تہی قہین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اس نے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگونہ پوش عاجز و ناچار فرخ خواہ پر بیٹھی کہ رہی ہو ایو شمس
الان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہوں
اتھکر گلگونہ کے قدموں کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر جھپاتی سے لگا لیا نیرنگ بعد ق
مطلع اسلام ہوئی شمس نے کہا ایو ملکہ انگشت جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
میں انگشت نین ہی میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو ناز میں آئی تھی میں نے سحر کے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تھے
ہو یکے اُسہین تصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ایو جمشید یہ
سحر طرار دیکھ تیرا کون کون شتاق ہو گی گلگونہ دختر فروت و شمس کا ہن پہ کھسکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھماکا ہوا دیکھا وہی ناز میں تخت پر بیٹھی ہے
انگشت ہاتھ میں مثل ستارہ سحری چمک رہی ہو شمس نے اس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ایو جمشید یہ سحر طرار وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم میں آیا

اپنے شعبہ سے دکھارہا یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر سحری کا تم کو اختیار دے اس
جادو کرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا اے شمس تمہارا کہنا بھلا بدل و جان قبول و منظور و گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہو شمس و نیزنگ سمجھا رہے ہیں اس ساحرہ نے انگوٹھی اڑھکی سے اتاری
اسرار کربیلی پر رکھی کہا اے شمس یہ حاضر ہی کی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجے شمس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر پھرایا گوشتہ ہاے قصر سے جادو گر نیاں بیدار ہوئے لیکن کئی ہزار
جادو گر یوں نے آکر گلگونہ و نیزنگ سحر طرار و شمس فلک کا ہن کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینوں کو مار دو گئے تریخ تاریخ مارنے لیکن نیزنگ سحر طرار پر جو کئی گولے
پڑے کڑک کر گئے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
اگل بسنے لگی نیزنگ نے کہا آپ لوگ پھر جائیں میں ان شفتوں کا علاج یکے دتی ہوں
بسکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر کا سب جادو گر نیاں اُسی میں دب کر
رہیں اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آوازیں آئیں کشتی مرانام مانگے باٹان قصر طلسم انگشت
جسمید بود اب گلگونہ و شمس و نیزنگ سحر طرار و جسمید یہ کوہ پر جمع ہوئے شمس نے کہا
اے گلگونہ اب تم قصر قید خانہ میں جاؤ بادشاہ کو دیکھو تکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جاننا شاہ کو
جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہو سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت میں آئے فروت کے قتل کی تہہ پر
ہو گی گلگونہ جلی قریب شام نزدیک قصر پہنچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہیں پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھ کر ڈری انگشت جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہو
گلگونہ قریب پہنچی پہلو سے قصر میں ایک دریچہ تھا اس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتیں کر رہے ہیں حسرت و خون کی باتوں سے
ہویدا مینوش کہتی ہے اے شہر یار کون سی ساعت تھی کہ جو میں بد نصیب گھر سے نکلی وطن
باغ نگارین کے جلی تھی کہ راہ میں حضور مل گئے کہ یہاں کی مشقت سے زندگی نہ ہو گی فرور
نے کہا دن بھر آب کا سامنا رہتا ہوں ستم رخ نے رو کر کہا اے شہر یار کل میں جوڑے
تہہ کر چکی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر نکار آیا مفضل امر دہر وقت اُس کے ہمراہ رہتا ہوں

مسخرہ بن سے چھٹی نہیں ملتی مجھے کہا ایسے منیج دیکھو یہ جو اتنے نہیں آکھا کہ وہ غبار
 اسپر پڑ رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کہ وہلو حساب دینا ہو گا تاکہ سزا دوں گا بادشاہ نے
 فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہہ کر رونے لگے اور کہا ایو مینوش و فیروزہ اور
 سمن رخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ شہر یار دار پر کھینچے جاتے ہیں
 نہ کہ ایک سکارہ بکوٹا کھتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہو کہ
 ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب بھرتے ہیں وہ بڑھا کھتا تھا کہ طلسم کشاکش کے ہاتھ سے
 کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اس حال میں گلگو نہ سامنے
 آئی حال بہ بادشاہ کے نگاہ بڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
 کفیل مگر کاٹا ہو گئے ہیں گل عارض مر جھائے ہوئے گلگو نہ نے سلام کیا بادشاہ نے
 فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر ہم نے نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگو نہ نے انگشت
 کو چمکا یا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ بڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل خسار پہ
 خراش ناخن غم جا بجا آنکھیں جو زگس شہلا تھیں انہیں آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت
 ہوتا ہو کہ جام لا قوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا ای
 نازنین تو کون ہو گلگو نہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپ کو دیکھنے
 آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہنے طر مینوش کے دیکھا کہا ای شاہزادی والا قدر تم اس
 بلا میں کیونکر کھینچیں بھٹا را باب ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش رکھا ہو
 تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو میں نے کس اشتیاق میں شہر یار کو صحرائیں پایا یہ مجھ پر سب
 کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقت جادو ہو مگر اب
 بھٹارے لاف سے جو کوئی تدبیر نکلا وہ کہو گلگو نہ بادشاہ سے رخصت ہوئی و مدد
 کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلح کروں فرقت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
 دیکھیے یہاں سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادو گر نیاں کوہ بیرنگ پر قتل کیں ایسا
 نہ ہو اس بلوں کو خبر ہو جائے آئے جانے کا تو راستہ کھلا میں بلا تکلف حاضر ہوا
 کہ رنگی یہ کہنے گلگو نہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیاس میں بین اس شمس نکو یاد کر کے تھے شمس نے کہا ای ملک عالم
بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملک ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئیں مان کو دیکھا رو رہی ہیں اب
گلو نہ نے پوچھا کیوں مادر مہربان خیر تو ہی کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی ا سہین میں نے عجب مضمون دیکھا تھا جسے بڑے
مرتبے لکھے پائے مجھ کو فوف پیدا ہوا ای نور نظر برا سے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرتا اپنے کو کسی بلا میں نہ بھنسانا یہ گنہگار ان خداوند ہفت پیکر میں جو انکی نہ درگاہ
قد رت اس سے سزا ہوئے گلو نہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہے
ایسا ہو کر غار ہو جاؤں باپ نہیں معلوم کیا آفت بر پا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن تو
مگر سوچ میں ہو کہ کیا کروں کیونکہ پوچھوں کہ محل میں ہلڑ ہوا فروت جا دو آتا ہے
طفل امر د ہمراہ ہو کنیزوں نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
کبخت رقیب ہو اب اسکی موت قریب ہو فروت جا دو کو اس محل کا بڑا عشق ہو فروت
پر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزوں سے کہا کنیز
گلابان لائیں فروت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امر د کو پلایا امر د جام پی گیا
بیٹے ہی مسخرہ بن کرنے لگا گلے میں فروت کے ہاتھ ڈال کر کہا کیوں صاحب جن قیدی
کو تھے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فروت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہ اسے بھیجا
ہم تجھ پر تکیہ کر چکے ہیں کہ اس مقدمے میں کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا مگر چلا
بیٹھا ہر چند فروت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہے مجھے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہو آخر فروت نے کچھ کر کہا اسے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا اسے کیوں ڈرتا ہو اپنے مکان میں بیٹھا ہے میری زوجہ ہے اور دختر یہاں
غیر کہ کو سمجھا ہے میں آٹھ ہریرے ساتھ رہتا ہوں مجھے کیا غرض کہ میں کسی سے
نہ کروں جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فروت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
نہ کرو نہ کرنا وہ شخص رہا کر گیا جو انگشت چھید حاصل کرے اور قصہ انگشت کو گرائے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت میں ہوا اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہونی لگے بھی
 اُسکے ساتھ ہوا اگر انہیں سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہو گی جان جہان و آوارام دل
 بشناقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا میں آج کتاب میں دیکھ چکا ہوں چاہتا ہوں کہ باد
 کو قتل کروں جب کتاب دیکھتا ہوں یہی نکلتا ہو کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
 نہیں ہو اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہو کہ میں قاعدہ
 طلسم کو توڑوں بادشاہ کو قتل کروں تب ثابت ہو کہ قاعدے میں فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہو
 بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہمارے ہزاروں بھائی ہندو سے گئے جو گرفتار ہو اسلام لانے
 سے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیاں ان مسلمانوں کی شریک ہوئیں گلگو نہ کو دیکھ کر میرا دل کانٹتا ہو
 اسکی وجہ لے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہو شکار
 کو بھی نہیں جاتی فروت نے کہا صاحب کیا کون جو کتاب میں دیکھا ہو اسکو زبان پر
 نہیں لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہو کہ بادشاہ کو قتل کروں مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہو
 گلگو نہ نے کہا اسی باب مجھکو حکم ہو کہ میں جا کر سرکاٹ لون فروت نے کہا اسی نور نظر یہ بھی
 کتاب میں لکھا ہو کہ جہان ان لوگوں کا خون کر گچا وہ زمین آباد ہونگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ
 قصر دربار خالی سے ان قیدیوں کو لیجا لے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے
 گلگو نہ نے جو پہلو پایا باب کے گلے میں ہاتھ ڈال دے کہا اسی باب آپ کی زبانی احکام شکر
 دل بھراتا ہو کسی طرح یہ قتل ہو جائیں میں اسے صحرائیں لیجا کر قتل کروں جہان کو سون پانی نہ ہو
 کیسی کیسی مجال نہیں کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہو فروت نے کہا بیٹا
 کتاب میں وہ مضمون پڑھے ہیں کہ جس سے دل کانٹتا ہو ایسا ہنو مختاری وجہ سے کوئی فتور
 برپا ہو مکارہ نے کہا ادب لے غیرت خاموش رہ دبدبہ مقدمے میں بیٹی کے ایسے کلیات
 کہتا ہو میں خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگو نہ نے کہا بہت بہتر ہو مادر حیران جو ساتھ ہوگی فوراً
 سرکاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیاں چاروں قیدیوں کو
 لیکر جائیں صحرا سے بے خس و خاشاک میں لیجا کر قتل کریں صرف سر لیکر چلی آؤں فروت
 طفل اہر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا روجہ سے کہا اب تمہیں اختیار ہو کل ان چاروں کو

لیجا کر تل کر دیکر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا
 اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہیں ہو کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے میں زمین ہلا دوں اور طبقے زمین
 کے آسمان پر پہنچا دوں فرقت تو اپنے دربار میں آیا مصاحب نشے میں دیکھ کر اسکو
 ہٹ گئے یہ سہیام اس طفل امر کے ساتھ شراب پینے میں مصروف ہوا جب خوب نشہ
 کی دیانتی ہوئی کپڑے اتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناگ پر انگلی رکھ کے منگتا ہے
 تھرکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ۵ بے جانان چون ہولی بازم + دو پیکاری بندہ نوازم
 بے جانان چون ہولی - فرقت جب سم پر آتا ہی طفل امر کہ جوتی ہاتھ میں لیے ساتھ ساتھ
 پھرتا ہی مڑاق سے اس کے سر پر لگاتا ہی بیان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے چیلے سے باہر نکلی
 طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل میں
 مادر ہربان کے ہمراہ قیدیوں کو لیکر اسی صحرائ میں آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا میں مادر
 ہربان کو مار لونگی اگر مادر ہربان کا سحر چل گیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیار ہی سے
 کام کرنا شمس نے کہا میں آئے ہی اسکی گردن لوٹکا اپنے بادشاہ کو رہا کر لو لگا شمس
 یہ باتیں کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سرمٹھا کر دیکھا آسمان طیس
 و نو بہار و مشکبار بدو اس و پریشان تلاش میں بادشاہ کی نکلی میں شمس کو دیکھ کر
 اتر آئیں شمس نے سب حال بیان کیا مقنا طیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہو
 ایک سحر میں تنکے چنواؤنگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے میں
 کر لینا انکے دشمنوں پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقنا طیس نے کہا میں بادشاہ کو
 اٹھاؤنگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس میں رخصت
 ہو کے گلگونہ گلگون بوش نے سب سے وعدہ بخت کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم
 اسی صحرائ میں آئینگے وقت پر پہنچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل میں آئی وہ رات پہاڑ
 ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگا یا کہا ای مادر ہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ
 حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر جلیں گے تمہارے
 باپ بھی تو محل میں آویں یہ کہکے مکارہ اٹھی پوجہ پاٹ کرنے لگی پوجہ پاٹ کر کے کہکے

گلوگو نہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے میں فرقت جادو طفل احمد کا ہاتھ تھا مے ہوئے محل میں آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہیں کرتا ناچنے گانے میں میرا ساتھ دیتا ہو خوب لطف ہوتا ہو کہ گلوگو نہ نے آکر سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیوں کو لیجاؤ فرقت جادو نے کہا ای نور نظر مجھ کو تمھاری باتوں سے خوف آتا ہو مکارہ نے کہا صاحب چھو کری رات بھر جاگی ہو ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنوں کو لیجا کر قتل کریں تمام اہل طلسم کو بچائیں فرقت نے کہا ای مکارہ کیا کہوں جو دل پر ہجوم غم و ملال ہو کسی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی میں یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا خلائق ساحر کے ہاتھ سے ہو بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ میں نہیں آئے قدرت نے سب زبانیں لکھی میں خیر لے جاؤ گلوگو نہ و مکارہ دو ہزار جادو گزنیوں کو بیکر تخت پر سوار ہوئیں قید خانے میں آکر پہنچیں دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہیں بادشاہ کو جو اہر خانے میں بھیجا جاتے ہیں گلوگو نہ نے کہا کہ ارے ان قیدیوں کو کام نہ دو ہم انکو قتل کر لے لیجاؤنگے مگر نگہبانوں میں ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھانقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی برائے رہائی ملے ہیں یہ فقرہ سنکر گلوگو نہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو بائیں بناتا ہے یہ کیا لفظ ہیں سناتا ہو مادر حیران ساتھ ہیں کسی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر تجھ کو خوف ہو کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل میں حفاظت کرنا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت بیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگا کا اور یہ کہنا کہ برائے رہائی جاتے ہیں کبھی اسکے حکم میں فرق نہیں پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلوگو نہ خاموش ہوئی چار دن قیدیوں کو کام تقسیم ہو گیا گلوگو نہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ کھرا میں میں رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کر دنگی معلوم ہوا کہ نگہبانوں میں یہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیوں کو

بیجا نامہ سر قاعدے کے خلافت ہو گلو نہ ناچار مان کے ساتھ بیٹی راہ میں مان سے
کننے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں باغ جاؤں مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے بھی
پائی جاتی ہو مجھ کو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہو گلو نہ
نے کہا اُمید و ہرمان یہی باعث اُداسی کا ہو کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو
مکارہ نے کہا اُمید و ہرمان یہی باعث اُداسی کا ہو کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو
تو جمال بادشاہ برائے ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہو گلو نہ نے کہا
اگر آپ کو خیال ہو تو میں باغ نہ جاؤں مگر گلو نہ مان سے رخصت ہو گے باغ میں آئی
کنیزوں نے جو پریشان پایا پوچھا ملکہ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں کہا
صاحبو کیا کہوں کیا کیفیت ہو اتو یہ صورت ہو کہ نہیں سکتی نظم

یاد دلوار ہی ہو ساعت و مینا بدلی
کیا ہوا باغ کی ادبیل شیدا بدلی
ورنہ بھولی تھی ہنسے کا طرہ نقاب بدلی
دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
کیا دو نسخے میں امیر مسیح بدلی
آنکھ ہمارے کیوں اپنے سجا بدلی
جیون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

میکشی پر مجھے لہرائی ہو کیا کیا بدلی
گل تھے جس جا پہ وہاں خار ہیں جہان بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
قلزم اشک و فرقت میں ہوا طوفان بدلی
دفعہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
سر محفل جو اشارہ کیا ہو سے کا رند

کنیزوں نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلو نہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت
ہوشیار ہو اُسے نقارے پر یہ کہے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہیں
مادر ہرمان نے کہا آج تامل کر دو آج میں بقراط ہی کی فکر کرتی ہوں یہ کہے ملکہ گلو نہ
اپنے مقام سے اٹھیں دریاے سحر میں غوطہ زن ہو میں کچھ اشیائے سحر ہاتھ
نے تلاش میں بقراط کی روانہ ہو میں جب گلو نہ وغیرہ جلی گئیں تو بقراط جادو
یہ کہے اٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہو سے میں تم کو واقف کرتا ہوں میں سب کچھ کتاب
میں دیکھ چکا کہ گلو نہ دہلے ہو کہ بادشاہ کو رہا کرے میں زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہوں

جا کے انتظام کروں لیکن تم لوگوں سے کہ جانا ہوں اگر میں وقت پر نہوں تو فرقت
 سے صاف صاف کہہ دینا کہ بھاری صاحبزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار
 نہ کرو شاید کہ فرقت جا دو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال میں
 کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں بقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف
 حال کہہ دینا یہ کچھ سخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
 اسکی ٹھرات جا دو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہی تھی ہر کی منتظر
 ہو اس باغ میں چند درخت ہیں کہ بقراط جا دو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ
 ہی بقراط جا دو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا چار جانب سر کوٹھاٹھاٹھا
 کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی میں مہیوت ہو رہا ہی اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگونہ
 آتی تھی بقراط جا دو کو جو دیکھا غصے میں کانپنے لگی دل سے کہتی ہو اگر یہ سچا در انداز
 نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
 بادہ کبر و نخوت سے مست ہو ماٹھ کے دانے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک پتھر
 اور ایک کار و نکالی اُس پر اسم سحر پڑھ کر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
 جب سحر کو رہا کر چکی تب بغیرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگونہ پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجم
 اجل سے نکلیا اور حال تو نے کتاب میں شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
 کار و مقرض مثل شعلہ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
 لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہو گا اُسوقت جسطح چاہنا بادشاہ کی بجائے
 مقرض و کار و تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑیں کہ توڑ کر پشت کے پار
 گذرین بقراط جا دو لڑکھڑا کر زمین پر گر اگلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ٹھرات
 جا دو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
 جلنے لگا ٹھرات جا دو نے دیکھ کر ٹھٹھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شو ہر میرا
 مارا گیا بکار کہ آواز دی ای شخصہ ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھ کو اس سے
 بھی آگاہ کر کہ بقراط جا دو کو کسے مارا کہ بکا بک بچ نخل سے دھوان نکلے لگا اُس میں

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے بوجھا ای طائر خیال تو مجھ سے یہ ظاہر کر کے
 شوہر کو کئے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہا کے کوئی وہاں پر معین نہ تھا طائر نے مثل
 انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر بقراط جادو کو گلگونہ گلگون پو
 دختر فرقت نے مارا کہہ سنگین پر لاشہ پڑا تیرا پڑا ہو ابھی قاتل اسی مقام پر
 موجود ہے ثمرات جادو یہ کہے اٹھی کہ ابھی جا کر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہوں
 فرقت کو جو اب دیلونگی کہہ نگلی کہ اسے میرے شوہر کو مارا میں نے اسکو قتل کیا یہ
 کہے حیران و پریشان اُفتان و خیزان جلی مگر بدو اس عالم پاس چہرہ اُدرس آنکھوں
 سے آنسو جاری دلیر ہجوم آہ وزاری جادو سر سے اپنے اُتار کر پھینکا دی یہاں گلگونہ
 بقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہو بلند ہو کہ سامنے سے لغزہ ہوا او شوخ دیدہ واو گیسو بریدہ
 تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے شہ
 کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہو گولہ بھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر
 کیے مگر گلگونہ نے اشاروں میں سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ
 نے اُترے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھوون کا اُتارا ثمرات جادو پر
 کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کروں مگر وہ ہار قریب آ کے ٹوٹا پھول برسنے لگا
 جو پھوون کی دماغ میں آئی بے اختیار ہو کر ٹپکار اٹھی کیا کہوں کہ جو حال ہو دل پر
 ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

دل کو کبتک بھر میں بہلائیے دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے مجھ سے یہودہ نہ گرمی کیجیے ہم جو کہتے ہیں سرا سر ہے غلط اٹھ سنیں سکتے شہداء ہجر کے دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز ترک عشق لالہ رویان کر دیا	جی میں اب کھائے کچھ مر جائیے آستان یار پر مرجائیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپٹ گھر کو جائیے سب بجایو آب و فرمائیے آئیے اب پاس مجھے ہوائیے شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے ککے ککے واسطے گل کھائیے
---	---

کفر کیوں جکتے ہو تو بہ کیجے
کچھ کرونگا میں بھی اب خدمت میں
دیدہ سوزن میں بھی بھر آئیں شکا
کی ہو جیسی یوفائی آپ نے
ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں نزع میں
بلغ میں او گل نظر تو آیا گیا
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہو
دل لیا ہو جان بھی گرد کا رہو
خوف رسوائی جو بیداری میں ہو
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھر اکٹیں
زور و زور سے جسطح ممکن ہو رہا

جھوٹھی جھوٹھی بس قسمیں کھائیے
چمکے رہیے منہ داب کھلوائیے
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
بالعوض اسکے خدا سے پائیے
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
فون بلیں سے تجھے نہلائیے
آئینہ آگے سے اب سر کائیے
وحشت دل اب کدھر کو جائیے
کیا کرو گے یاد لیتے جائیے
خواب میں صورت مجھے دکھلائیے
اتو پردہ غم سے اٹھو آئیے
آج کل تک اُسکو گھر میں لائیے

خمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگو نہ کے آئی گلگو نہ نے کہا اسی خمرات جادو
کیا چاہتی ہو خمرات نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگو نہ نے کہا تلوار کو کھینچ
خمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگو نہ نے کہا گلگا بنا کاٹ لے خمرات جادو نے بیخوف
تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگو نہ نے اشارہ کیا کھینچ لے خمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر
کاٹ کے دھڑ سے زمین پر گر ابعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من خمرات جادو
ہو لیکن شمس وغیرہ صحرا میں سرگردان تھے گلگو نہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان میں
آئی یہ وہ اس ہو گئے شمس آسمان پر آ کے چمکا دیکھا گلگو نہ نے زن و شوہر کو مارا
اور تلوار کو نیام میں رکھ رہی ہو کہ شمس فلک آ کر پہنچا گلگو نہ کا دامن پکڑا کہا اے
گلگو نہ ہکو آٹھ پہر اسی صحرا میں گزرے ہیں اب وہاں بھی ترک کیا گلگو نہ نے رورور کر
سب حال بیان کیا اور کہا اس بیوہ بقراط نے باتیں بنا کر روک دیا میں نے آج
زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قہر خانے پر بلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کر لو

سیرے پاس انگشت چترچند موجود ہی کوئی جھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقرط حدادو مرتے مرتے
نگہبانوں کو آگاہ کر آیا ہو نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
میں بالا علان قید خانے میں جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی بہو سچا مانا بخوبی یہ وہاں
کر کے گلا گونہ گلا گون پشیں اپنے مقام سے اٹھتی اندھیری رات میں طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اوہر سے نہیں گئی بلکہ قید خانے کے پہلو
جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جا کر دیکھا بادشاہ
آرام فرمانے میں شانہ بکڑ کر جگا یا نگہبانوں نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہیں ہوتا مگر بادشاہ اٹھ بیٹھے ہیں نگہبانوں نے بکار کر آواز دی کہ یارو پٹو
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگا یا فیروزہ و سمن رخ و مینوش شیرین کلام بھی اٹھ
بارہ ہزار نگہبانوں نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلا گونہ نے سحر کیا کئی کے سرکٹ کے
زمین پر گرے نگہبانوں نے بلوہ کیا اور چا پا کر بادشاہ کو پکڑ لیں گلا گونہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتی فرقت حدادو پڑا سو رہا تھا طفل اسرار
بیٹھا تھا جگا کر کہا ای فرقت حدادو بادشاہ رہا ہو رہے ہیں فرقت سے گھبرا کر
آنکھ کھولی پوچھا اسے کہنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرقت نے اپنے
مقام سے اٹھ کر اپنی زوجہ کو جگا یا کہا ای سکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا سکارہ گھبرا کر
آنکھ فرقت سے لگا طفل امر دے مچھو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہیں
یہ کہنے فرقت نے ایک دستک دی ایک داغ سیاہ اڑا دیا پکار کر کہے
آواز دی ای فرقت و سکارہ گھر سے آگ لگی بقرط حدادو فرقت حدادو سے گئے تو
کے مارے جانے کی خبر سکارہ فرقت کو گھبرا گیا کہا ای سکارہ علیہ چلو زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چورہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا سوقت آ کے چوسے کہ دیکھا
قید خانے پر دریا سے فون برہا کہ جیب برقی چمکی دس پانچ کے سرکٹ گئے دھڑا دھڑ
لاٹھ گھر سے ہیں فرقت سے لگا ای سکارہ دریافت تو کہ یہ کون مخفی سحر کر رہا ہے
جاوون گھبرا دیں گے کہ حلقہ آہن ہی جو قریب چلتے گئے یا سرکٹ کر گئے ساحر چمکی

سکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھا لا جب خون اچھا لا ایک
برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگو نہ کھڑی سحر کر رہی ہو فرقت نے
پکار کر آواز دی کہ او سکارہ واو شہکارہ میں یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے
بقرطاط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا نیکی فرقت بڑھا
کہ گلگو نہ کی چوٹی پکڑوں گلگو نہ نے جھولی سے انگشتہر جمشید نکالی مثل ستارے
کے جو انگشتہر چمکی فرقت نے کہا کہ صاحب اور غصب دیکھو انگشتہر جمشید اس
شوخی دیدہ کے پاس موجود ہی رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقرطاط و
خبرات کو مارا بہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہیں کون اُنکا لاشہ اٹھائے
کون اُنکی خبر کو جائے یہ کہ کے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے اس شوخی دیدہ کو پکڑ لو
انگشتہر اس سے جھین لو انگشتہر ہمارے قبضے میں آ جائے تو ابھی گرفتار کر لیں
لاشہ ہمارے کنیزان میں اسکا بھی لاشہ بڑا ہوا سنے خاندان برباد کیا کنیزوں نے
قسم کھا کر کہا کہ اے افسوس گلگو نہ کو نہیں دیکھتے کیونکر گرفتار کریں سر ہتھیلی پر رکھے
کھڑے سحر اٹھا رہے ہیں آگ ہمیں گر رہی ہو جلے جاتے ہیں کنیزوں کی زبانی چال
سن کر فرقت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ سکارہ نے پھر دستک
دی برق چمکی فرقت نے دیکھا کہ گلگو نہ ایک گوشے میں ہٹ گئی ہو مگر سحر
کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہو دو چار کے سراٹھ جاتے ہیں
فرقت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگو نہ کے رُکی کہ جسکی وجہ
سے گلگو نہ معلوم ہوتی ہو فرقت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگو نہ کی پکڑوں گلگو نہ
نے ہلک کر دعا کی کہ اے کریم کار ساز و اے بندہ نواز مجھ کو اس آفت ارضی و
سماوی سے بچالے ہلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقنا طلیس جاو نیچہ بہنہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی لٹکارا کہ اے سیمیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا
دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جاو طاہر ہوئی اور ایک طرف
جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا ملک

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فروتش کے مخفی ہوئی فروت ٹوٹنے لگا جابھتا، کی سکو
 پا جاؤں تو گرفتار کر لوں مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فروت کے آئی
 فروت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہو گیا روجہ سے بکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
 جگمگ کچھ نہیں سو جتنا روجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھا مون جمشید یہ سحر طراز
 نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا دن و شوہر دونوں نابینا ہوئے نیرنگ
 نے بڑھ کر فروت کا سر کاٹا فروت کے سر کٹتے ہی صدا اے ہا ہو بلند ہوئی
 زمین کا نیچے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کو تو ال زندہ اٹھانہ کو مارا اعلیٰ
 طلسم کش سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی جا ہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہوں
 مگر کل جاؤں جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بھیا کی قضا
 تیرے ہاتھ سے ہو اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر نیچہ مارا کہ مکارہ کے بھی
 دو ٹکڑے ہوئے تمام کینزوں کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و ستمن مرغ و مینوش
 شیرین کلام کو لیکر نکلیں مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت
 میرے باغ میں چلیں وہاں چند تحفہ جات ہیں اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم
 میں آرام ملیگا مقفا طیس وغیرہ نے جا ہا کہ ہم بھی ساتھ چلیں ملکہ مینوش نے
 منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس
 باقی ہو کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہیں ہیں اب
 ہم سے چلا نہیں جاتا اس مقام پر ایک نخل تھا اس کے سائے میں بادشاہ و مینوش
 بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہیں
 کہ ای مینوش ہمارا تمھارا وصل بروقت فتح طلسم ہو گا چند سردار ہمارے مثل
 نور الدہر و ایرج و جالیں سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوئے آج تک
 انکے نشان نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس حال میں ہیں سرداران نامی اس حسرت
 و یاس سے قید ہوئے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم میں آئے
 یہ کیفیت ہی سر پر بار بنج و مصیبت ہو۔ لفظ

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو چھپا او جان حزن جاتا ہو اکدن تجھے آخر بہتر نہیں ہے صورت جانان کا قصو اک سل ہو کلیجہ پہ نہیں روح بدن میں اوستش دل بھونکدے تن اشک بہاد تا بوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو ای رتا ملو یار سے یا پانچہ اٹھاؤ	گہر کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا اب جائے تو بہتر ہو کہ کل جائے تو اچھا دل اور کسی شو سے ہل جائے تو اچھا چھاتی کا بہار آج یہ ٹل جائے تو اچھا یہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا جھکڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا
---	--

مینوش نے کہا کہ اسی شہر یار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے
خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ
بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یا وہی طالع
آپ کے مددگار بن گلاگونہ نے بڑی جان بازی کی انگشتہر جمشید لائی قید خانہ میں
ہو پوچی مان باب کو قتل کرایا ایسا ککا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہو اس
طلسم میں اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے انگشتہر جمشید بیکرائی ہے اس
انگشتہر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے بلغ میں کئی تحفے ہیں وہ بھی حضور کو دستیاب
ہونگے دشمنوں کا سحر تاثیر نہ کرے گا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے
ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتیں کر رہے ہیں فیروزہ گلس رانی میں مصروف ہو
کہ صحرا سے گرد اڑی مصدام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باب ملکہ مینوش
کا جو برابرے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر ہو پوچھا دور سے جو اسکی درخت پر
نگاہ پڑی زرخیز جلوہ واوی امین پایا عیار اسکار کا ب پر ہاتھ رکھے ہوئے
نام اسکا وہم تیز رو ہو اس سے مصدام نے کہا کہ اسی وہم بڑھکر دیکھ تو سائے میں
شجر کے کون بیٹھا ہو وہم نے کہا کہ حضور میں ہیں سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی
پاس یا دشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہیں نہیں معلوم کہاں سے آئی ہیں اپنے باغ میں
لیے جاتی ہیں مصدام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یار بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دو لاکھ فوج لینا لینا کہ کے چلی مدینوش نے
 عرض کی کہ حضور غضب ہوا باب میرا صمصام بلوہ کر کے آتا ہی بڑی بہادر م سکی
 فوج ہو بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالہ دار
 کو بادشاہ نے مارا اسی کے مرکب پر سوار ہوئے لغزہ شیرانہ کیا کہ با شید ای
 کا نیران بچیا وادی تاجکاران پر دغا منم شہنشاہ گردن مقام بادشاہ لشکر اسلام
 جسکو تنہا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل میں کہتا ہے
 کہ اے فیروزہ غضب ہوا مدینوش گھبرا ہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک اور
 سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مدینوش
 کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مدینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی پیچھے
 کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اتاری حیران دازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
 زور بازو پر بڑا کھنٹ ہے دور سے دیکھ رہا ہو کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہیں
 جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشوں کے انبار لگا دیے پلٹن و
 رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کیدان و رسالہ دار کو تاکا اسی کو
 تاک کر مارا اگر مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتش بازی مار رہا ہو
 کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہائے کندہ مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
 اس طرح کئی سوجاؤن کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
 ہوش پر اگتہ ہوئے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو
 میں بادشاہ کو گرفتار کر لوں یہ سنکر وہم تیز رو دس عیاروں کو میکر بڑھا اور بھاگ کر
 آواز دی کہ او عیار طرار مجھ سے مقابلہ کر یہ کہہ کر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
 خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخرا چار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
 پکیچوں کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا شکر سے نکل گیا مگر دل میں کہتا ہو کہ اے
 فیروزہ غضب ہوا کہ میں بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہ کہ شہریار پر کوئی
 افتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوئے ہی قریب بادشاہ نہیں جاتے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکو میں
قتل کروں جب قریب پہونچا اور پہلوانوں نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ادی بادشاہ
ججھاہ ہم لوگوں سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانوں میں سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بتا یا مگر یہ ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
بشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پر نالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر جہد کہ آنکھوں پر قطرات خون چلے آتے ہیں مگر تیغ فرماں جو
تروپ کر گرا ابر سیر کے ٹکڑے اُڑا دیے دامن سے تروپ کر سر پر گراتا دوا برو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغ جھنکا کر تروپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانوں نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آگے گر زمارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پو کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روئے بلوے کے کافروں نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لیں بادشاہ نے اُس حال پر ملال میں کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال میں مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ لے آتشازی مارے کئی کے منہ چلے گئے بادشاہ کے لوگ بٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھایا اس لڑ میں جو مینو فز نے مہلت پائی
مادیان کو چکا کر خالصتان صحرائین جا کر جھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرائین جا کر اُسے علاج میں صمصام کے مصروف ہوئے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک قریب کی طرف سے گذر اسمیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کھٹے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ اسی جانے والے ذرا اس طرف آئیے کہا شری لیے جاتا ہو فیروزہ نے
جاہا کہ بھاگوں پاسیوں نے تیر کھٹے سہیل کے فیروزہ نے دیکھا کہ غریب ہو جاؤنگا
تا چار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے میں ٹھہرایا کہا کہ دھلا
بشتارے میں کیا ہو فیروزہ نے بشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کوٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ اسی عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو سیکر
اپنے مکان میں آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلویا
ٹھانے دو انے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تنجھو دو نگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ ویٹھ نہیں کٹنے پایا ہو انشاء اللہ ایک ہفتے میں صحت
حاصل ہوگی سیکر کے بیٹیاں چڑھائیں زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ میں لیکر
کمرسی پر بیٹھا مگس رانی کرتے رگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو بھوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہے زمیندار نے سلام کیا کہا کہ اسی شہر بار آسپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا میں آپ کو اپنے مکان میں لے آیا ہوں اسپر وار ہوں کہ
خدمت گزاری کروں سرکار سے سرخرو ہوں بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیوں کا مال لگے سے اُتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قندھون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہو جب حضور صحت پائینگے تو معاف ہوں
خدمت گزاری کا جاہو لگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہا نکی سرحد ہو کسکو فرج دے شری ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسے حضور کو زخمی کیا یعنی صمصام جنگ آزمائی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤں تلو معافی میں دین گے اور
صمصام سے بدلہ لین گے اُس بھانے اذروے بلوے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لا شریک نے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہنچایا
یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہے سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پیمان مرہم کی لگا کر جلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان
میں سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے زندیان دیہاتین گلبدین
کے پانچاچے پہنے ہوئے انہیں ٹول کی گوئین دیور میں چاندی کے لدی ہوئیں اگر حاضر
ہوئیں زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ ہنتر صاحب آج ہم نے جشن کیا ہو تم بھی صحبت
میں آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہو دیہاتین شراب پیے گا رہی ہیں اُلسیدھا
کچھ بتاتی بھی ہیں کہ فیروزہ صحبت میں ہو نچا بے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر
جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ ہنتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسن ہو فیروزہ نے کہا کہ
گانے والیان ناواقف ہیں سازندہ بھی علم موسیقی سے بالکل بچر ہیں آئین بائین
شائین بجا رہے ہیں ویسا ہی گانے والیوں کا حال ہو بے سمجھی تان لگاتی ہیں نشے
میں گھرا جاتی ہیں سہیل نے کہا کہ ہنتر صاحب کیا تم کو علم موسیقی میں دخل ہو فیروزہ
کہا کہ ہم عیار ہیں اسکی بھی ضرورت ہوتی ہو تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے
فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ سچ صحبت میں آئے بیٹھا سہیل
سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

کہاں تک ستری اُلفت کرین نہاں شوق
مٹھاوے لطف ہم بھی ہیں مہربان شوق
بھرے تلاش میں تیری کہاں کہاں شوق
عطا و لطف کا رہتا ہوں ہر زمان شوق
ترس گئے تری صورت کو جان جان شوق
ہوئی ہو چاشنی مرگ کی زبان شوق
تنگ آئے ہیں پیسے میں اپنی جان شوق
کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان شوق
ہے فریفتہ ہر پیر و ہر جان شوق
خدا اٹھائے جہان سے نہ ہی تباہ شوق

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان شوق
یہاں بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے
یتہ لگا ترا بتانے میں نہ کہے میں
نہاں سوجب سے تری ذات ہو کریم درجہ
کہاں کیا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
فراق یار شکریہ نے زیست کردی تلخ
تمہارے طالب دیدار زہر کھاتے ہیں
قرار اسکو عین ایک دم کسی جا پر
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
عیان تھی نہ تھک کی نظروں سے یاں نام نہاں

فیروزہ نے اس لطف سے سیر غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سن کر جھپک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا تپلا تانیا کندین بازوؤں پر بندھی ہوئیں تو بڑا پتھر کا ٹکڑا ہوا مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے کانے پر عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی تیران ہو کہ کیا کروں کھوڑی دیر میں جلسہ برخواست ہو گیا فیروزہ وہاں سے اٹھ کے جس کمرے میں بادشاہ تھے وہاں آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسہ سے اٹھی تھراتی ہوئی گوشے میں آکر رہنے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس جیل سے ملو ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے میں بیٹھی ہیں ٹپکتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیوں روتی ہی جو نگر راز دان ہو بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہو گیا ہی آنکھیں ابلی ہوئیں شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیوں بہن کیا مصیبت ہو تنہائی میں روتی کی کیا صورت ہو جسے بیان کرو علاج کریں جو خواہش ہو اسکی تدبیر کریں ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہیں مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کروں کیونکہ خاموش رہوں میرے باپ نے جنکا علاج کیا انکا عیار کل صحبت میں آیا جسے اس بخت کا گانا سنا دل پر بھوم غم و الم ہو اور کیا کمون صاف صاف تو یہ مضمون کہ مجھے خواہش جنون ہی۔ **لفظ**

<p>کہتے تھے روح روان رخت جان کہتے ہیں گل کو گل قد کو ترے سر و روان کہتے ہیں مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہو اور جو کہ فوگر میں تری پوسے وہیں کے ہو گل زلف و رخ کی سحر و شام ہو کہتے ہیں دید یوں پتہ پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد</p>	<p>سب بجا کہتے ہیں جو اہل جان کہتے ہیں لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہیں کچھ جنون کہتے ہیں بعضہ خفقان کہتے ہیں غنچہ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہیں گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہیں کسے کو چے کو گلستان جنان کہتے ہیں</p>
--	---

جسے دیکھا تجھے اسی جان وہ جانبر نہوا
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
سکے کٹے ہین سخن کو مرے حاسد اسی زندہ

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤ نکی عیار کی کیا حقیقت ہو فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی
نام تمہارا سنکر دوڑ گیا اس طور سے ذکر کروں کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا
اصل ہو شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اٹھا کر باغ میں لائی سیر
گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یا دچشم محبوب دلائی سر کو دکھلا کر کہا قد محبوب
کی یہی صورت ہو مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی
اُس قصر میں آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہو یا ہر آکر ٹھٹھنے لگی فیروزہ کسی ضرورت
کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور لیجئے دختر سہیل نے
اپنی صحبت میں بلایا ہو رہ نہایت حسین و جمیل ہو فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو
آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ
میں بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھیں انھوں نے کہا کہ اندر جائیے
فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف
چار جانب گھماے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بو قلمون نرگس کے اشارے گل و
بلبل میں اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صدر زبان چاہتی ہو کہ نمازی
کروں حال عشق گل و بلبل ظاہر کروں فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ میں آیا دیکھا
کہ ایک چوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز
نے کہا کہ آے فیروزہ ہماری ملکہ عالم چاہتی ہیں کہ کوئی غزل عاشقادہ گاؤ
تمہارا گانا بہت پسند ہو فیروزہ نے کہا کہ اسی ملکہ عالم مجھے تمہاری صحبت میں بیٹھنا
ناگوار ہو تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدا کے حقیقی
بچاؤ جسے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب
دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہو اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیاں کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کر کے
 ناگوار ہوا کہا کہ ہمت صاحب سمجھ کر کلام کو پید کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
 کہ وہ ایک جعل ساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا اگر
 یہ پید کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہ ہو جاتا ساری مکاریاں و دغا بازیان ظاہر ہو گئیں
 اب طلسم کشاکش کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی جھلک نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہو کہ اپنے
 بندوں کے ہاتھ سے دردمن ہو بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشاکش طلسمی حاصل
 کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جہن لشکر کشی کریں گے پھر بھاگ کر کہاں جائیگا مغرور نے
 کانون میں انگلیاں دے لیں شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے خست کر
 مجھ سے قدرت کی برائیاں نہیں سنی جا تیں کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر
 طلسم باطن میں آئے اب طلسم باطن آباد ہو گا رہا یا کی پرورش منظور ہوئی
 چلے آئے بادشاہ جو یہاں کا ہی اُسے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامی
 و جنش و ولات و منات پر قدرت اُنکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتوں کو
 سنکر مٹھ بھیر لیا ہنس کر کہا کہ میں شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
 فیروزہ رنجیدہ ہو کر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خد متکذاری میں بادشاہ کی
 مصروف ہوا بد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ اسی مغرور اگر قدرت کو خبر
 ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جائے انسانیت میں نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانور
 بنا دین جہنم دکھاوین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ اسی شعلہ خیز مجھ کو بھی ہی تو
 آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہیں اپنی سرکشی کے پابند ہیں یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا
 کہ اسی لکھ مغرور یہاں سے بارہ کوس پر ایک صحرا میں حصصام جنگ آزمافروش
 ہی اگر تم کو تو میں جا کر خبر کروں کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے غیار صاحب مجبور
 ناچار ہونگے تب قدموں پر گرینگے مغرور نے کہا کہ اسی شعلہ خیز میں بھی یہی ہوتی ہے
 کہ شاید قدرت مجھ کو جہنم میں داخل کریں ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہتا
 ہمارے بزرگوں نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ پونے دو سو کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے ہی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور عیار
 عاجز ہو کر قدم بوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہیں پائی جانی مگر اسے
 شعلہ خیز انا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
 مجال جو عیار پر دست انداز ہو میں خود کہہ کر بجا لوں گی اگر آپ کے والد طرداری
 کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائیں گے صمصام وہ ہیلوان ہی کہ اس
 اقلیم میں کوئی اسکا مثل نہیں یہ آپس میں صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
 مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہاں ایک دن بادشاہ جو اٹھ کر
 بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اسی سہیل نظر انصاف سے دیکھو
 کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبہ سے بخوبی ماہر ہی طلمس ظاہر سے بھاگ کے طلمس
 باطن میں آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہاں کا بادشاہ جو ہے اس کے دماغ میں غرور بھرا
 قصر عجائب میں ہفت پیکر کو اٹھارا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ میں طلمس کشا سے لوح
 چھین لوں گا سب ساتھ والوں کو گرفتار کر دوں گا ہر چند کہ صاحبقران برہم تاثیر
 نہیں کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہیں مگر ایسی تدبیر کروں کہ مہوت ہو جائیں اسم اعظم
 بڑھنا موقوف کریں ملاحظہ عجائب و غرائب میں مصروف رہیں ایسی ہی تدبیر واسطے
 طلمس کشا کے کروں گا بادشاہ تو نصیحتان عرب سے ہیں ایسی دیلین باطل ہے
 مذہب ہفت پیکر کی فرمائیں کہ سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
 پر لعنت کرتا ہے دین خداے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
 پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساج
 زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہے سہیل زمین ار صدق دل سے
 مسلمان ہوا اپنے گائون کے لوگوں کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا ہے
 بادشاہ کی دیلین سنوتا ہے وہ لوگ بصدق مسلمان ہونے میں دس ہزار آدمی
 اس قریے میں رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے ان سب کو سہیل
 نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہیں گھبرا کر

عرض کرتے ہیں کہ کیوں حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہیں بادشاہ فرماتے ہیں
 کہ انشاء اللہ میں صحت پا کر جلو نگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
 پر بہت خوش و خرم ہیں لیکن شعلہ خیز پھرتی پھرتی لشکر میں مصمام جنکا آٹا
 کے پو پخی مصمام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا جو سر کھیل رہا تھا کہ
 دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگوں سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلو
 دوران وگر شاسپ جہان یعنی مصمام جنک آزما کہاں تشریف رکھتے ہیں
 لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہیں شعلہ خیز سلام کر کے سامنے آئی
 کہا میں کچھ عرض کرونگی مصمام نے پہلو میں جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بان
 کر گئی شعلہ خیز نے کان میں مصمام کے کہا کہ آپ کے دشمن ہفت پیکر پستون
 کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
 میں فردکش ہیں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
 سہیل زمیندار نے اپنے مکان میں جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
 نصف قریہ مسلمان ہو چکا مگر بیٹی اسکی بڑی بچتہ ہفت پیکر پرست ہے
 چاہتی ہو کہ بادشاہ قتل ہوں مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
 خدمت میں مغرور کی بجز متگذاری حاضر ہے مصمام نے کہا کہ یہ کیا باعث
 شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہو چاہتی ہو کہ میری خدمت کرے جب
 اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہو کر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانے گا
 مصمام نے کہا کہ کل میں صبح کو آکر قریے کو گھیر لوں گا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
 ہو سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالوں گا عیار کو گرفتار کر دوں گا مشکین باندھ کر
 خدمت میں اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دوں گا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
 مصمام نے بچتہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہو گا تم اپنے قصر سے دیکھ لیا
 لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا لازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
 ہمارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائیں پر قریے کے ایک

باغ ہو اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو سچا نا اُس طرت مختار کوئی ملازم نہ تھا کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لے کر تیر اندازی کرتے تھے چنانچہ اہل قریہ کو مار لینے کے مصداق بہت خوش ہوا کہا کہ اسی شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریہ کی حکومت دین کے ٹکڑے تقسیم کر دیں گے اور چند قریہ بھی اُس قریہ کے خراج گزار رہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دوں گا اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہی تو عیار کو بھی ابک نہ رہا دینا ہم کہیں گے کہ مغلوں میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہیں گی بعد اُس کے مرنے کے ٹکڑے قبول کر سکیں اب شعلہ خیز مصداق سے رخصت ہوئی اُس کے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ اسی شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صبح ہو چکے ہیں چپ باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اسی فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے ہوا اپنے مالک کا دماغ تڑپا یا یہ غزل شروع کی۔ نظم

گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
گردن جھکائی کو چہرہ جلا کی طرف
جاتا ہی دھیان جب تری ادا کی طرف
آتا تھا کون عالم ایجا کی طرف
آواز سے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف
نہ نظر ہے حسن خند ادا کی طرف
منہ سوے قبلہ آنکھیں ہوں جلا کی طرف
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
کسکا خیال جاتا ہے بیدار کی طرف

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مضمون نہیں بڑھا
چلے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
اسی جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو
لایا ہو عشق حسن کا تیرے کشان کشان
نکلا اسی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتوں سے عشق
گردن سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار
طاقت ہو کسی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
عاشق ہیں محو حسن جو چاہو مستم کرو

<p>بیت الحزن میں میرے وہ یوسف کرم کر جو ہش جنوں ہے موسم گل کا ہو زور شور دھوکا دیا ہو دام نے کس گل کی زلف کا شیریں بھی جاہتی تو اسے پرزن تو کیا آتش یہ وہ زمین ہو کہ حسین شفیق من</p>	<p>شادی کو بھی گزر ہو عزم آباد کی طرف سودائی کھینچے جاتے ہیں حد کی طرف بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرما دی طرف سودا ہوا ہو میرے استاد کی طرف</p>
---	---

دماغ بادشاہ کا تر ہی شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ دقت آیا ہو کہ فی نواز زرین پوش
چنگ زرین ہاتھ میں لیکر عیش گاہ آسمان چارم پر آیا سہیل بھی خدمت میں
بادشاہ کی حاضر ہو چکا ایک گاؤں میں ہلڑ ہوا ڈہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے
آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ اے فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہو
فیروزہ صحبت سے اٹھا دوڑا ہوا گیا گھبراہوا آیا عرض کی کہ اے شہر یار صمصام جنگ آزا
کو کسی نے قید دی وہ گاؤں میں آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہو سہیل زمین ار گھر کے مٹھا
پاسیوں کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں انکو خبر کرو اور سب سے
کہہ کر وقت بنانہاڑی ہو صمصام بد انجام پر اسے گزرتا رہی شاہ آیا ہی ہم اپنی جان
دین گے پاسیوں نے دوڑ کے آوازیں دین کہ اے اہل اسلام اپنے اپنے مکانات
سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت بڑا ہی صمصام جنگ آدما فوج کو لیکر فریہ
میں گھس آیا ہے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے
ہیں جسکے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار سے ہوئے مکان سے نکلا یہاں بادشاہ
سوار ہوئے سہیل زمیندار ساتھ سے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اسکو
دوسل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے
نکروہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے نمایاں ہوئے
بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و پیکار
دیکھے اپنے نام کا لغو کیا۔ لغو بادشاہ حجاج

شہنشاہ شاہان فریدون خیم	ہزار گلستان کاؤس وجم	ہزیرہ دامن قائل کافرن
-------------------------	----------------------	-----------------------

گل نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمیہ کے بجان بازی
 لڑ رہا ہو جسے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
 سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہر کاروں نے مصمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
 پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں مصمصام کینٹھ اٹھکا کر اسی طرف چلا بادشاہ
 جنگ سہتا نہ کرتے ہوئے آئے ہیں کہ نعرہ مصمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ
 نے لٹکارا کہ او نامزدازی ان غریبوں نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون
 قریہ آکر اترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلے میں
 آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا مصمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
 فوج والے جم کر کھڑے ہوئے مصمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا مصمصام نے
 نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلتے لگا لپک
 تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ مصمصام کا کاٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصمصام
 کے نکل گیا مصمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ اے بادشاہ تم نے بڑا غصب کیا کہ نیزہ
 میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا میں نے
 اپنی عملداری میں کسی پہلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہ کے
 بعد کہہ دو غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
 تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی جا ہا کہ تلوار مار کر ملیٹن بادشاہ نے الجھا اسے
 ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تینہ مقام کا مار دیا مصمصام نے سپر کو چہرے
 کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری ہو
 کو کاٹا سراسر کلہ اور جبرٹے کو کاٹا تا بہ جگر گاہ ہو بجی لاشہ جو مصمصام جنگ سہتا نہ
 کا گینٹے سے گرا گینٹا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا
 لینا لینا کہ کہ بادشاہ پر آپڑے بادشاہ ان ہی پانچ ہزار جوانوں سے دو ٹکڑے پر
 جا پڑے گنداروں کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا تو جیسپر لٹھ مارا تلوار سکی ٹوٹی سر پٹ
 کھڑے سے گرا اس طرح ہر ایمان مصمصام پا پاں ہوئے لے لے مثل شہر و رہا

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے قبر کس کام کا چاہتے ہیں بادشاہ کو گرفتار کر لین بادشاہ ہنگامہ کھڑے ہیں جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج میں آکر لڑ رہے ہیں ہزار ہا افسروں کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنواروں نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں دریائے خون جاری ہو آخر کار چند افسر و مال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ اے شہر پار ہم جنگ سے عاجز ہوئے امیدوار ہیں کہ دامن میں پناہ دیجئے آپ کے زیر سایہ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کریں بادشاہ نے تلوار رو کی ساتھ دلوں کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۃ اسلام میں آئے سہیل کس قدر خوش ہو کہ بھو لون نہیں سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیٹے میں نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا منظور کرے وہ آمادۂ حرب و بیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چکی ملکہ مقنا طیس و نو بہار شکیبا و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر و نو بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے بادشاہ کو شہر پہاڑی پر پایا سب نے قدیموسی کی بیشہ صمصام میں ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سننے ہی کانپ گیا خراج خیرت میں بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ میں تابعدار ہوں بدون قدیموسی بصدق سلمان ہو بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہم نے تم کو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ میں حضور کے ساتھ رہوں گا میری ہی سلطنت ہو کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہوں بادشاہ نے اس کے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے میں بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جا بجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر میں پہونچا میں شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی فدا آتش ہو کہ حضور کے ساتھ کر و کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت مشکل ہے

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب میں کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے میں ہفت پیکر کے جابین اور اس سے مقابلہ کریں حضور یہاں سے کوچ کریں شاید آپ ہی کے مقابلے میں ہفت پیکر آئے مگر یہ غلام بخوبی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا سمت ابلہ طلسم کشا ہی سے پڑا گیا وقت پر اس کے لڑا گیا آئندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ پیکر طرف ہفت پیکر کے کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہوں آئندہ جلد سوم میں تحریر کرونگا بادشاہ کوچ کر کے قریہ سہیل سے چلتے ہیں دیکھیے کہاں پہنچیں۔

تقریظ چکبہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین خاں سہیل فرزند و لبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور لغت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سر پا
تفسیر کج معج زبان زلہ رباعے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
میں عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہو وہ وہ داستانیں لکھیں کہ ناظرین والا تمکین پڑھ کر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد میں جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہیں کر سکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہو مشرما
کو فراموش کریں ما شاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش رُبا قلم اٹھایا
فشنہ نور افشان تین جلدوں میں ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاران
بے نظیر لڑائیوں با تو قیر اسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانہ عشق نئے طور کے مقابلے جرات
و جلالت سے بھرے ہوئے میری زبان نہیں کہ میں اس کتاب کے اوصاف لکھوں

میرے قبلہ و کعبہ میں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانے لگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بروقت ملاحظہ فرمادے ہوں گے آپ حضرات خود داد دینے لگیں

تاریخ طبع فراہ مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر الزم ہر مصرع
یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا کرو

<p>مصحف سابقہ جامِ عشرت بلا خدا نے عجب فخر مجھ کو دیا ہے اپنے دستور کا بھی خیال جو لکھوں زبان صاف ہو باتیں تہ جلد ثالث بھی تحریر ہو</p>	<p>شراب مصفا کا دورہ ہوا کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا نہ ہوناظرین کو بھی ہرگز ملال اسے اہل بیتش کریں گے عین اُسی طور کی صاف نقش ہو</p>
---	---

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں ماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان - جلد اول	۱۰ روپے	۵ - جلد مطلع الانوار	۱۰ روپے
" جلد دوم	۱۰ روپے	۶ - جلد خزینۃ الاسرار	۱۰ روپے
" جلد سوم	۱۰ روپے	۷ - جلد نور الالوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	۱۰ روپے
لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	۱۰ روپے	۸ - جلد مشرق الالوار ترجمہ خورشید نامہ	۱۰ روپے
ایضاً جلد دوم	۱۰ روپے	۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمہ مغز الدین نامہ	۱۰ روپے
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	۱۰ روپے	داستان امیر حمزہ بالقصیر - ہر چار دفتر	۱۰ روپے
" جلد دوم	۱۰ روپے	سلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبداللہ و	۱۰ روپے
" جلد سوم	۱۰ روپے	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	۱۰ روپے
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول	۱۰ روپے	الف لیلہ بالقصیر - دو کالمین بشہد افشا	۱۰ روپے
" جلد دوم	۱۰ روپے	ایک ہزار و ایک رات کا عربی من تھا اسکا	۱۰ روپے
" جلد سوم	۱۰ روپے	ترجمہ اردو میں بعینہ و لہجہ مرغوب عالم	۱۰ روپے
طلسم خیال سکندری - جلد اول	۱۰ روپے	منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شانی	۱۰ روپے
" جلد دوم	۱۰ روپے	مروم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	۱۰ روپے
" جلد سوم	۱۰ روپے	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	۱۰ روپے
طلسم زعفران زار - جلد اول	۱۰ روپے	فسانہ عجائب حلی قلم بالقصیر - بعبارت	۱۰ روپے
" جلد دوم	۱۰ روپے	زنگین و نگین از مرزا حبیب علی بیگ سرور	۱۰ روپے
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ بالقصیر - کامل - ہر چار جلد	۱۰ روپے
مصنفہ محمد تقی خان - خیال دہلوی		پنجابی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۰ روپے
۱ - جلد مہدی نامہ	۱۰ روپے	قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصہ الفیل	۱۰ روپے
۲ - جلد - دو حصہ الایصار موسوم بہ مغز الدین	۱۰ روپے	کامروپ کا جادو اور دو -	۱۰ روپے
۳ - جلد - ضیاء الایصار موسوم بہ جمشید نامہ	۱۰ روپے	جادوہ تنخیر - قصہ و لہجہ از نواب حیدر علی خان	۱۰ روپے
۴ - جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	۱۰ روپے	فسانہ عجائب حلی قلم بالقصیر - کاغذ سفید	۱۰ روپے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فسانه عجایب متوسط قلم - از مرزا حبیب علی بیگ		فسانه اولی پیر - مصنفه منشی احمد علی خان	
سرور مرحوم	۶	نایب و حبیب فصیح و بلیغ کلام مرصع و زمزم	۶
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب اتب بالا	۳	دولتون عمده -	۸
سروش سخن با تصویر - بحجاب فسانه عجایب	۳	فسانه جمیل - مترجمه منشی خالد حسین	۴
از سید فخرالدین حسین مودودی	۵	قصه سیاه پوش - از غایت الله تخلص قیس	۴
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴	فسانه معقول - از سید غلام حیدر خان بهادر	۸
طاسم حیرت - افسانه و پند و نصیحت از منشی	۴	فسانه و لغز و غریب - از منشی فد علی گلشن عرف	۴
جعفر علی تخلص شیون	۵	ایضاً صاف	۵
باغ و بهار - معروف به قصه چهار درویش	۴	قصه تراش منشی مصنفه شیخ بهمان الدین احمد	۱
بالتصویر -	۳	سنگ سنی تنیسی	۴
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳	نایک نل و نلی - مولفه منشی بنایک پرشاد	۴
طاسم فصاحت - قصه عجیب و غریب	۴	قصه موتی و بنوله	۴
از سید محمد حسین جاهد مرحوم	۵	بیتان یکسی بالتصویر - قصه مشهور	۳
آرائش محفل - قصه حاتم طائی بالتصویر	۳	گل بکا و لی - از منشی نهال چند	۳
از سید حیدر بخش	۴	طوطا کهانی بالتصویر - مصنفه سید حیدر بخش	۴
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵	تخلص به حیدر	۴
مقتول جفا - معروف به فسانه غم آموداز	۴	قصه گل صنوبر - از منشی سیم چند	۴
حافظ امیرالدین -	۴	ایک روی زمیندار کا قصه - مترجمه مسٹر	۴
نوطر مرصع - از محمد عوض	۴	هنری فانتوم صاحب	۵
بستان حکمت - آرد و ترجمه انوار سبیلی	۴	نورتن - قصه مشهور از پنجه بخش صاحب	۴
فقیر محمد خان	۴	قصه اگر گل - قصه مشهور	۲
سیراب باغ - از میر محمد علی قلی مرحوم	۴	سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان بهادر	۹

81505

DUE DATE

91505

PPPP
ORON STACKS

UNRECORDED

66 m. 3

2915844

NO.	DATE	NO.
-----	------	-----

[illegible]